نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو جب سنگریزوں پر چلنے
کی تکلیف ہوئی۔ جب پاؤں زخمی ہونے لگے تو ابوبکر صدیق
نے کندھوں پر اٹھا لیا۔ کیا یہ کام ایک منافق و
جسکے دل میں کھوٹ ہو کر سکتا ہے؟ تو جواب ملا
اوپر تو اسے اٹھایا تھا کہ جو تعاقب کر رہے ہیں
آپکو دیکھ لیں۔ اور جلدی گرفتار کریں۔ پھر اس شبہ
کیا گیا کہ غار میں حضرت ابوبکر پر بچھو نے ڈنگ مارا
مگر آپ نے اُف تک نہ کی۔ تاکہ حبیب کبریا کی نیند
اچاٹ نہ ہو۔ کیا یہ منافقوں کا کام ہو سکتا ہے؟
کہ جب ابوبکر نے آنحضرت ؐ کو سوتے پایا۔ تو فرصت مل
گئی۔ اور چاہا کہ کام تمام کر دے۔ غیب سے ایک سانپ
نے ڈس لیا۔ اور اس سے ہوش پریشان ہوئے۔ اور
اس ارادہ سے باز آیا۔ میرے عزیز بھائیو! اس بدظنی
کا نتیجہ کیا ہوا۔ ایک پاکباز نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
کے سچے جان نثار کی عداوت دل میں بیٹھ گئی۔ و
پھر اس کی ہر بات بُری معلوم ہونے لگی۔ حضرت
مسیح موعود بیان فرماتے ہیں کہ پینے چاہئے کی پیالی
(یا کوئی اور چیز تھی اس وقت یاد نہیں) بائیں ہاتھ سے
اٹھائی۔ تو ایک ملا نے خلاف سنت کا فتوے لگا دیا
اب غور تو کیجئے اس شخص کے ایمان لانے کی راہ میں کس
قدر روکیں پیدا ہو گئیں۔ اگر حسن ظن سے کام لیتا
تو یہ صورت نہ ہوتی۔ کیونکہ دائیں ہاتھ کی ہڈی میں
ایک ضرب تھی۔ اسلئے بوجہ عذر بائیں ہاتھ سے
اٹھائی۔ اسیطرح ایک شخص حضرت خلیفۃ المسیح مولانا
نور الدین کے ساتھ ساتھ پھرتا رہا۔ آخر کہنے لگا
آپ کا پاجامہ ٹخنوں سے نیچا ہے۔ اتنی سی بدظنی
پر اور اس کی اصل وجہ نہ سمجھتے ہوئے جسقدر خوبیاں
مولانا میں تھیں۔ ان کے فیض سے محروم رہ گیا۔

پس پیارے دوستو! ہمیشہ حسن ظن سے کام لو۔
دو قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ ایک تو وہ جو ہر بات
کو اپنے نفس پر قیاس کرتے ہیں۔ مثلاً کسی سے
کوئی [illegible] گئے۔ اس کی عادت ملمع گوئی کی
[illegible] کہ سچ نہیں۔ اب آپ اپنے
نفس پر قیاس کرتے ہیں کہ میں بھی اکثر جھوٹ کہدیا
کرتا ہوں۔ اسلئے اس نیک بخت کو بھی جھوٹا کہدیتے
دوسرے وہ ہیں۔ جو جب تک اپنے اوپر آزما
نہ لیں۔ مانتے نہیں۔ میرا خیال ہے کہ دائم المریض
لوگوں کی نسبت یہ دقت ضرور پیش آتی ہے کیونکہ
اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ لوگ جن کی صحت اچھی ہے
وہ دائم المرض لوگوں کے عذرات کو بہت کم مانتے
ہیں۔ کیونکہ ان کی سمجھ میں یہ بات آہی نہیں سکتی کہ
کس طرح ایک شخص جو بعض وقت کام بھی کر لیتا ہو
اسے کچھ بھی نہیں۔ چلتا پھرتا ہے اور روزہ نہیں
رکھ سکتا یا کسی خاص وقت کی نماز کے لئے مسجد
میں نہیں حاضر ہو سکتا۔ میرے ایک مکرم محترم
بزرگ ہیں۔ وہ ماہ رمضان کے روزے نہیں
رکھ سکے۔ اور بعض وہ دنیا کا روبار کر لیتے۔ بعض
حال سے ناواقف آدمیوں نے بدظنی کی کہ یہ
کی خاطر روزے نہیں رکھتے۔ حالانکہ مجھے خوب
معلوم ہے کہ وہ قطعی معذور تھے۔ چنانچہ ایک دن
انہوں نے روزہ رکھا۔ ۱۲ بجے دوپہر کے قریب
کوئی ایسی گرمی کا موسم بھی نہ تھا۔ انہیں غشی ہونے لگی
اور نبضیں چھپنے لگیں۔ بڑی دیر کے بعد افاقہ ہوا
جن لوگوں کے اعضاء رئیسہ کمزور ہوں۔ اور معدہ
خصوصیت سے خراب۔ ان کا یہی حال ہوتا ہے
ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ ایک صوفی منش معزز دوست
نے مجھے عصر کے وقت سیر کے لئے چلنے کو کہا میری
طبیعت ناساز تھی۔ میں نے پہلے تو عذر کیا۔ مگر انکے
اصرار سے چل پڑا۔ چونکہ میں ۱۸۸۹ء سے لیکر ۱۹۰۲ء
تک متواتر بارہ برس سخت بیمار رہا ہوں (اور اب بھی
دائم المرض ہوں) اسلئے میرے قویٰ ایسے کمزور ہیں
کہ میں دس منٹ تک یکدم چلنے سے سخت تھک جاتا
بعد ایک میل پورا تو غالباً چل ہی نہیں سکا۔ اسلئے
کچھ دور جا کر میں بیٹھ گیا۔ وہ کہنے لگے میں ذرا آگے
ہو آؤں۔ آپ یہاں انتظار کریں۔ میں نے کہا بہت اچھا
جب ہم واپس لوٹے۔ تو مغرب کی اذان ہو چکی تھی۔
نماز پڑھنے مسجد میں گئے۔ دو تو اکٹھے ہی کھڑے ہو گئے مگر
وہ فوراً بیٹھ گئے۔ اور بیٹھ کر نماز ادا کی۔ میرے دل میں
خیال گذرا کہ یہ عجیب آدمی ہیں۔ سیر تو دو میل تک کر آئے
اور اب کھڑے ہو کر نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔ خیر بات رفت
گذشت۔ کچھ دنوں کے بعد ایسا ہوا کہ میں نے انہیں کو
سیر کرائیں۔ ابھی تھوڑی دور ہی گئے ہونگے۔ جو وہ
کہنے لگے۔ کہ میری طبیعت خراب ہے۔ واپس لوٹ چلیں۔
میں نے کہا ٹھہریئے ذرا میں یہاں بیٹھ کر سستا لوں۔ پھر
دو چار منٹ کے بعد ہم مسجد میں آئے۔ اور نماز مغرب شروع
ہوئی۔ مجھے ضعف ہو رہا تھا۔ اور ضعیف حرارت تھی۔ جب
میں نماز کے لئے کھڑا ہوا۔ تو کھڑا نہ ہو سکا۔ اور کمر میں
درد تھا۔ بیٹھ کر نماز ادا کی۔ اور ان صاحب نے
کھڑے ہو کر ادا کی۔ تب مجھے اس دن کا واقعہ یاد
آیا۔ اور میں دل میں بہت نادم ہوا۔ اور بہت توبہ
استغفار کی۔ اس دن پتہ لگا کہ جب کسی کے صحیح حال اور
تقوے کا اپنے تئیں علم نہ ہو۔ تو اس صورت میں جہانتک
شریعت اجازت دے۔ حسن ظن سے کام لینا
چاہئے۔ مولانا نور الدین ایک بار فرمانے لگے۔ بعض
لوگوں نے اپنے پر قیاس کر کے حضرت یوسف کی
یہ سمجھ لیا کہ آپ نے بھائی کو روکنے کے لئے اسکے تھیلے میں
سقایہ عمداً رکھا۔ حالانکہ حضرت یوسف نے سہواً اس
میں سقایہ رکھدیا۔ اور یہ تصرف الٰہی تھا۔ جیسا کہ
قرآن مجید میں بصراحت مرقوم ہے۔ یہ بات مجھے بھی کھٹک
رہی تھی۔ خدا سے دعا کرتا رہا کہ اس بارے میں مجھے عرفان کامل
حاصل ہو جائے۔ سنئے آپ بیتی کہانی۔ میرے پاس
ایک تھیلا تھا جو بظاہر بہت بڑا معلوم ہوتا تھا۔ مگر
سفر میں اکثر میرے کام آتا۔ میں اندرون [illegible] میں ملازم تھا
رخصت لے کر وطن کو اپنے ہاتھ سے (مجھے خوب یاد ہے)
سب چیزیں اس میں رکھیں جب میں یکہ پر سوار ہو چکا۔ تو اتر کر
ایک ضرورت کیلئے تھیلا کھولنا پڑا۔ جب میں نے تھیلا
تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک گلاس (سقایہ) میرے تھیلے
میں پڑا ہے۔ حیرت ہوئی کہ یہ کسطرح اسمیں آ گیا۔
حالانکہ [illegible] خصوصیت تھی اور نہ میں پہلے جاننا چاہتا

شانتی سروپ کے ایک اعتراض کا جواب

ایک شخص محمد علی نام نے آریوں کی شرن میں آکر اور شانتی سروپ نام رکھا کر اسلام پر اعتراض شروع کئے ہیں۔ آریہ سماج لاہور کے جلسہ میں اس نے عجیب بے ہنگم اور لایعنی اعتراض کرکے اپنے علم و عقل پر آپ ہی گواہی دی۔ ازانجملہ ایک یہ بھی اعتراض کیا:-

"اسلام میں ہے کہ نماز ادا کرتے وقت اگر گوز ہو جائے۔ تو سب کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ دیکھئے اسمیں کتنا انصاف ہے۔ کہ قصور سرزد ہو ایک آدمی سے لیکن دوبارہ نماز پڑھنی پڑے سب کو۔"

اس کا جواب تفصیل سے ۲۶ دسمبر کے پرچہ میں دیدیا ہے اور مجوزہ پرچے میں اس کی مفصل تشریح بھی فرمائی ہے۔ اور غالباً ابھی کچھ اور بھی تشریح ہوگی۔ لیکن ہم یہ بھی بہتر سمجھتے ہیں کہ جواب اس کا رجسٹر میں شائع ہونے کے لئے مختصر طور پر عرض کئے دیتے ہیں کہ

یہ بالکل غلط اور جھوٹ بات ہے کہ نماز ادا کرتے وقت گوز ہو جائے۔ تو سب کی نماز قضا ہو جاتی ہے اور سب کو دوبارہ نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں ایسا کوئی حکم نہیں۔ ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین۔

اگر نماز باجماعت ادا کی جائے۔ اور امام کا وضو ٹوٹ جائے۔ تو اس صورت میں اسلام کا حکم ہے کہ امام اپنا قائمقام اپنے پیچھے مقتدی کو بنا کے اور خود وضو کرنے چلا جائے۔ نماز بدستور جاری رہیگی۔ مقتدیوں کو نماز کا کوئی حصہ دوبارہ نہیں پڑھنا پڑے گا۔ اور نہ ان کی نماز باطل ہوگی بلکہ اس پہلے امام کی نماز بھی نہیں جاتی۔ جب وہ حسب فقہ کے مطابق دوبارہ وضو کرے تو نماز وہیں سے شروع کر سکتا ہے۔ جہاں سے اس نے چھوڑی تھی۔ نماز کا حصہ پہلے پڑھ چکا تھا وہ باطل نہیں ہوا۔ اور بلحاظ ثواب تو اس صورت میں بھی باطل نہیں ہوتا۔ جبکہ امام صلوٰۃ نے اپنا قائمقام کسی کو نہ کھڑا کیا یا پھر وہ بہ پابندی قواعد فقہ وضو کرے

ہماری یہ تحریر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق ہے۔ فرمایا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص قے کرے یا نکسیر پھوٹے یا مذی نکلے۔ اس کی نماز میں تو چاہیئے کہ پھرے اور وضو کرے۔ اور بنا کرے اپنی نماز پر (یعنی جتنی نماز پڑھ چکا ہے۔ اس کا بقیہ پھر پڑھے) اور روایت کیا ہے۔ اثرم نے حضرت ابن عباس سے کہ نکلے حضرت عمرؓ نماز ظہر پڑھانے کے واسطے۔ جب نماز شروع کر چکے۔ تو اسکے بعد ایک شخص (جو آپکے دہنے ہاتھ تھا) کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ کھڑا کیا۔ اور خود صفوں کو چیرتے ہوئے باہر تشریف لے گئے۔ جب ہم نماز پڑھ چکے تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ ایک ستون کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں۔"

پس نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اور خلیفہ راشد کے عمل کے بعد اب اعتراض کی کیا گنجایش ہے۔ شانتی سروپ اور اسکے ہم نوا بتائیں ۔

غیر مذاہب کی تبلیغی کوششیں

دیوسماج اگرچہ کوئی مذہب نہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کے وجود سے منکروں کی سوسائیٹی کا نام ہے تاہم وہ ایک رنگ میں الگ مذہب قرار دیا جاسکتا ہے اس سوسائیٹی یا مذہب کے بانی ستیا نند اگنی ہوتری صاحب ہیں۔ جن کو ان کے چیلے دیوگورو بھگوان کہتے ہیں۔ ۱۷ دسمبر جہاں اور جلسے ہوئے ہیں ان کا بھی سالانہ جلسہ ہوا۔ اس کی رپورٹ جیون تت ان کے آرگن میں چھپی ہے۔ جو انہی کے الفاظ میں پیش ہے۔

"اسی بیان کے سلسلہ میں بھگوان سے اس [illegible] جائداد کے دان کا ذکر کیا کہ جو دیوان [illegible] اسی سال بھگوان کے جیون برت میں سیوا کاری کے لئے دی ہے اور اسکے ساتھ ہی شریمان [illegible] جی کے اس کئی ہزار کی بڑی رقم کے دان کا کہ جو انہوں نے اسی سال بھگوان کو ارپن کی۔ بھگوان نے وہ ساری رقم بھینٹ [illegible] دی ہے۔ اور پھر انہوں نے اپیل کی کہ دوسرے بھی اسی قسم کا دان کریں۔

بھگوان کی اس وصیت کا حال جان کر اس زبردست اپیل کو سنکر حاضرین پر حیت اعلیٰ اور ان میں سے کئی معزز شخصوں نے دیوسماج کے لئے اچھی اچھی قربانیاں کرنے کی پرتگیا ان میں سے موگا کے مشہور وکیل شریمان سردار جی بی۔ اے اور پنجینی کے معزز ساہوکار رشتہ رام بھیا سنت جی نے اپنا اور سپنے پریوار کا صرف کرکے اپنی باقی کل آمدنی بھگوان کے قدموں میں ارپن کرنے کے بھاؤں کا اظہار کیا۔ سکھ سیٹھ تاراں مل جی نے اپنے شہر میں دیوسماج نرائن داس سندھی سکول کو ترقی دیکر اسے دو ڈھیرے ہائی سکول بنادینے کی پرتگیا کی۔ اور دیوان ماسہ مل جی نے تین سال کے عرصہ میں ایک لاکھ روپیہ دیوسماج کے کالج کی عمارت کے لئے دے کے جلدی ہی کالج کھڑا کرنے کے پاک ارادے کا اظہار کیا۔ پھر شری دیوگورو بھگوان کے میموریل آشرم ادھوری عمارت کو مکمل کرنے کے لئے کئی سیوکوں سینکڑوں روپیوں کے دان کی پرتگیاؤں کے اور سیوکوں نے اپنے سنبندھیوں کی یادگار میں کمرے کی پرتگیائیں کیں۔ (ان کی تعداد ہے)

اس سال ۱۸ نئے جنوں نے مقررہ [illegible] پاکر اور ان سب کے [illegible] جینے کا عہد کرکے دیو [illegible] کا پاک استحقاق حاصل کیا ہے۔ [illegible] پاپوں سے آزاد ہو کر اور ان [illegible]

دفتر و خالصہ بنے ہیں اور ۲۵ جن سہاک بنے ہیں
۴۳ جنوں نے مختلف پاپوں یعنی پیشہ میں بے ایمانی
بت شکنی - جوئے بازی - چوری - گوشت خوری -
یا دوسرے نشہ کے استعمال اور بدچلنی وغیرہ
سے بچنے کی پرتگیائیں کی ہیں - ۱۹ جنوں کو دیوسماج
یا اوپ ٹھر یعنیوں ایس انتی دی گئی ہے - ۱۱ جنوں کو
پ مہکاری - ۱۵ جنوں کو سکاری اور ایک استری
کو آپ کرمچارنی بنایا گیا ہے - دیو سماج کا کام پنجاب
سرحدی صوبہ - شاہی صوبہ دہلی - سندھ بلوچستان
صوبہ متحدہ اور صوبہ بمبئی کے قریباً سوا سو مقاموں
میں ہو رہا ہے . . . . .
دیو سماج کی طرف سے قریباً ۳۰ انسٹی ٹیوشنز جاری
رہی ہیں - جنہیں سے دو ہائی سکول لڑکوں کے اور
ایک ہائی سکول لڑکیوں کا ایک لڑکیوں کا مڈل سکول
۸ ناری آشرم - ۲۴ سکول اچھوت جاتی کے بچوں
کے اور باقی لڑکے لڑکیوں کے پرائمری سکول ہیں
دیو دھرم پرکاش آدی کے ذریعہ بہت بڑا کام ہوتا
رہا ہے - ۱۱۰ ٹریکٹس یا لیف لیٹ نئی شائع کی گئی
ہیں یا بعض کے نئے ایڈیشن پر کاشت کئے گئے ہیں
اور چار اخبارات اردو - ہندی - انگریزی اور سندھی
میں جاری رہے ہیں "
اسکے بعد آپ ان لوگوں کی کارگذاری سنئے جو
چند سال ہوئے مسیح موعود میں ہو کر ہمارے بھائی تھے
تازہ پیغام میں جو کچھ چھپا ہے - اس کا خلاصہ یہ ہے
کہ چار سو مہمان جلسہ پر آئے (مگر اسی کے ایک مہتمم
نے بیان کیا تھا کہ پونے دو سو کے قریب تھے) کانفرنس
[illegible] ہوا - کہ چھ مشن قائم کئے جائیں - ایک
[illegible] ایک یورپ کے کسی اور علاقے میں
[illegible] یا کسی اسلامی علاقہ میں - چوتھا بمبئی پانچواں
[illegible] ہندوستان میں - چھٹا مشرقی بنگال میں
[illegible] بیس ہزار سالانہ کا اندازہ ہے
[illegible]

خرچ ۲۰ ہزار الگ تھا -
مستقل فنڈ کی آمد دو سالوں میں [illegible] ہزار ہے
جلسہ سے پہلے مولوی محمد علی صاحب نے دورہ کرکے
جماعت کے دی وصت احباب سے ستوں [illegible]
طلب کی - لائل پور کے شیخوں نے ایک مشن کا
خرچ ذمے لیا - اور دو ہزار نقد دیا -
خواجہ صاحب انگلستان سے آتے ہیں - اور اُنکی
جگہ مولوی صدر الدین صاحب بی اے بی ٹی جاتے
ہیں - مسلم ہائی سکول جو انہوں نے قائم کیا - اُسکی
آمد بارہ سو ماہوار ہے - ۱۹۲ طلبا ہیں - [illegible]
اصل چندوں کے علاوہ عطیات قریباً بارہ ہزار
ہیں - اخبار کی آمد ۱ - ۵ ۱۴۵۵ اور خرچ ۳ - ۲ - ۲۵۲۴
ہدیہ - اقوام جرائم پیشہ کی ایک بستی کرٹ و کمل
بیسے بن چکی ہے - ایک ا و کا ڑہ میں ملی ہے
جسکے سپرنٹنڈنٹ سید امیر علی شاہ صاحب ہیں -
جلسہ پر ۲ - ۲ نو مبائعین اور پچاس آدمیوں نے
زندگی وقف کی - جنمیں مولوی محمد علی صاحب مولوی
غلام حسن صاحب اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ اور
ماسٹر محمد یعقوب خان صاحب بی اے ایل ٹی
میاں ظہور اللہ صاحب بی - اے کا نام لیا ہے
باقی کی نسبت لکھا ہے ضرورت نہیں حقیقت المسیح
مسیح موعود و آیت اللہ - مولوی محمد علی صاحب نے شائع کی ہیں
ناظرین یہ ہے - پیغام والوں کا سال سال کا
کام - دروغ برگردن راوی - خواجہ کمال الدین نے
اپنی رپورٹ شائع کی ہے - اس کا خلاصہ یہ ہے کہ
میرا کام یہاں تمام ہو چکا ہے - مشن چل نکلا ہے
اور سلف سپورٹ ہو گیا - اپنا خرچ آپ چلاتا ہے
اسلئے واپس آتا ہوں (اور غالباً اب آمد کے لئے
کوئی اور میدان تلاش کرتا ہوں ناظم) مسجد ووکنگ
کے انتظام کے لئے . . ۱۵ سو سالانہ بھوپال سے
ملتا ہے - اور لنڈن میں ایک مکان کے لئے . . ۹۰ روپے
سالانہ لنڈن مال کنگ فنڈ سے - چھ ہزار روپے سالانہ
[illegible]

صاحب جس سے اسلامک ریویو مفت تقسیم ہوتا ہے
اور ووکنگ کے مکان اور دیگر اخراجات چلتے ہیں - اور
اسکے علاوہ بھوپال اور حیدرآباد دکن سے [illegible]
اور وظیفہ مقرر ہے - حیدرآباد کا وظیفہ . ۸۱ سالانہ
ہے - وہ جواہر کا ایا مال ہے - اور بیان کیا ہے کہ
دس ہزار سالانہ کی مستقل آمد ہے - احمدی جماعت کو
ہی جو [illegible] دے دئے ہیں - ہمنے قرآن مجید انگریزی
چھاپا - جسپر کل ہزار روپیہ خرچ ہوا - چھ ہزار روپے کا
[illegible] اسلامی لٹریچر بیچ کیا - [illegible]
[illegible] غور کیا ہے - اب بخاری شریف کا ترجمہ
انگریزی میں ہوگا - غرض پیغام اور خواجہ نے بہت
سبز باغ دکھائے ہیں - ہم ان حرکات مذبوحی کو خوب
سمجھتے ہیں - اور یقین رکھتے ہیں کہ حق کا [illegible] - وہ
[illegible] غرق دا چاہتا ہے - یہ سب [illegible] کا مول
کا عشر عشیر بھی نہیں جو ہم کر رہے ہیں اور کر سکتے ہیں؟

تبلیغ رسالت جلد دوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام
نایاب اشتہارات کے مجموعہ
کی دوسری جلد شائع ہو کر احباب کے نام بذریعہ وی پی بھیجی
جارہی ہے صد صد کہ دس جلد ونیں سے دو جلدیں چھپ
ہیں - تیسری جلد بھی جا رہی ہے مالی ہی انشاء اللہ جلد تک
ممکن ہے ملبع ہو گی - بعض احباب نے وی پی واپس کی
ایسا جبر معلوم ہوتا ہے کہ واپس کرنیوالے دوستوں
نے شاید جلدوں کو ملاحظہ نہیں فرمایا - ورنہ واپس نہ کرتے
ہر ایک جلد اس گوہر بے بہا کی موتیوں کے وزن سے
قیمتی ہے - اور کوئی جلد بھی کم نہ ہوگی - جب
اس ملک کی سب جلدیں نہ خریدی جائیں - جن ایسے
دوستوں نے کہ وہ واپس شدہ کاپی فوراً منگا لیں
پانچ کمائی ہے - اور جلد سوم غالباً جلد سوہی
اس کوڑیوں سے یہ خزانہ ملتا ہے پھر اشرفیہ
خرچ ہے - آئندہ جلد شائع شدہ کی قیمت [illegible]
ہر جلد کی [illegible] محصول ڈاک
دفتر [illegible] سے طلب فرماویں

[illegible]تک ہیں۔ حضور ممدوح نے اس اشتہار کی پیشانی پر یہ ہدایت تحریر فرمائی ہے کہ:۔

"جس شخص کے پاس یہ اشتہار پہونچے۔ اس پر فرض ہے۔ کہ گھر میں جاکر اپنے کنبے کی عورتوں کو تمام مضمون اس اشتہار کا اچھی طرح سمجھا کر سنا دے۔ اور ذہن نشین کرادے۔ اور جو عورت خواندہ ہو۔ اس پر بھی لازم ہے۔ کہ ایسا ہی کرے"

چونکہ حضرت جری اللہ علیہ السلام کا یہ ارشاد تھا۔ کہ اس اشتہار کو گھر گھر پہنچا دیا جاوے۔ اور تمام گھروں میں اس تبلیغ کو بتاکر ذہن نشین کرا دیا جائے۔ بنا بریں ہم نے اسکو علیحدہ خوبصورت جیبی سائز۔ عمدہ رنگ دار کاغذ پر طبع کرایا۔ تاکہ احمدی خواندہ ناخواندہ زن و مرد کو اپنے آقا اور مرشد مسیح موعود علیہ السلام کی وہ تبلیغ جس کو عورتوں اور مردوں کو ضرور پہنچانا چاہئے تھا پہنچ جائے۔ اور اسکے ساتھ ہی حضور علیہ السلام کا وہ اشتہار جس کو آج [illegible] احمدی لڑکیوں کی شادیوں کے متعلق تجویز فرما کر شائع فرمایا تھا۔ شامل کر دیا ہے۔ جس کا نام "دینی جماعت کے لئے ایک ضروری اشتہار" ہے۔ اسطرح خدا کے فضل سے پہلے تبلیغ کو ایک جا جمع کر کے اپنے احمدی احباب کے لئے ایک تحفہ نایاب تیار کر دیا ہے۔ اب ہر ایک احمدی کا فرض ہے کہ تمام احمدی گھروں میں پہنچا دیں اس خوبصورت خوشنما ٹریکٹ کا نام ہم نے "مسیح موعود کا پیغام اپنی تمام جماعت کے نام" رکھا ہے۔ اور قیمت نہایت قلیل جو لاگت کے قریب ہے؛ فی نسخہ [illegible] ۱۔ اور دس کاپی کے خریدار کے واسطے صرف ایک روپیہ [illegible] کثرت سے مولد [illegible]ہے۔ صاحب وسعت احمدی احباب کثرت سے منگا کر اپنے غریب احمدی بھائیوں کو مفت تقسیم کر کے ثواب عظیم حاصل کریں۔ جو صاحب یک نسخہ منگانا چاہیں [illegible] صرف ۲ کے ٹکٹ بھیجدیں۔ اور زائد نسخے منگوانے والے وی پی روانہ کئے جائینگے۔ صرف چار سو نسخے چھپے ہیں۔ جلد طلب کریں۔

فاروق بک ایجنسی قادیان

مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محل لکھنوی کی تقریر

مولوی عبد الباری صاحب نے (جو مذہبی زندگی سے زیادہ سیاسیات میں دخل کے لئے مشہور رہے ہیں) انجمن علماء بنگال کے سالانہ جلسہ میں ایک تقریر فرمائی ہے۔ جو ہمدم میں بااقساط چھپ رہی ہے۔ اس تقریر میں بہت سی احادیث کی نقل کے بعد ثابت کیا گیا ہے۔ کہ یہ زمانہ قرب قیامت کا ہے۔ اور فتنے پر فتنے اٹھ رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی حالت زار ہو رہی ہے۔ اسکے بعد آپ فرماتے ہیں:۔

"مگر ان سب باتوں کے بعد یاد رکھو۔ اور دشمنوں کو آگاہ کردو کہ مسلمانوں کو کوئی ہلاک نہیں کر سکتا۔ چاہے کچھ بھی ہو۔ چاہے اور کوئی بھی حالت زبون ہو جائے۔ ارشاد ہوتا ہے۔ لن تھلک امۃ انا فی اولھا وعیسی بن مریم فی آخرھا والمھدی فی وسطھا۔ ہرگز وہ امت ہلاک نہ ہوگی جس کی ابتداء میں ذات برکات ہے۔ اور انتہا پر عیسی بن مریم اور درمیان میں مہدی ہونگے x x x x مجھے یقین ہے۔ اور میرا یہ ایمان ہے کہ ایک نہ ایک دن قبل اس زمانہ آخر کے جو امام مہدی اور عیسی بن مریم علیہ السلام کا ہے۔ ہم بے دست و پا مسلمان اپنے قادر توانا رب ذو الجلال کے دستِ مغفرت کے اشارے سے ترقی دنیاوی میں معراج کمال تک پہنچ جائینگے۔ اب جبکہ تمام ذرائع و وسائل ظاہری منقطع ہو گئے ہیں۔ اس قادر مطلق پر ہمارا بھروسہ و اعتماد ہے۔ ضرور ہماری تقویت کا باعث ہوگا"۔

گویا مولوی عبد الباری صاحب نے اس تمام حالت زار کا علاج حضرت مہدی و عیسی بن مریم کا وجود باجود قرار دیا ہے۔ تو کیا ہم مولوی صاحب موصوف اور اسکے ہمخیالوں سے پوچھ سکتے ہیں۔ کہ جب حالت انتہا تک پہنچ چکی ہے۔ تو پھر وہ امام مہدی کس غار میں ہے۔ اور حضرت عیسی ابن مریم کیوں نازل نہیں ہوئے۔ پس از آں کہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد۔ کیا جو حدیث آپنے نقل کی ہے وہ یہ نہیں بتاتی۔ کہ مہدی وسط میں ہوتا ہے اور آخری زمانے میں۔ اگر کوئی دوسری وسطی ہو سکتا ہے۔ تو ایک ہی جس کا نام ابن مریم ہے۔ اور حدیث لا مہدی الا عیسی بن مریم۔ اس کی موید ہے۔ اور امت محمدیہ کے جو فضائل آپ نے گنائے ہیں۔ اور جو عقیدت سیدنا خاتم النبیین سے ظاہر کی ہے۔ اور جو شان ان کی بتائی ہے۔ وہ اسی کی مقتضی ہے کہ تمہارے مرضوں کا طبیب اسی امت محمدیہ کا ایک فرد چاہیئے۔ جیسا کہ آیت استخلاف کا بعد منکم اور حدیث کا امامکم منکم بتا رہا ہے سو میں بشارت دیتا ہوں۔ کہ وہ مہدی وہ مسیحا آچکا۔ اور یہ پیشگوئی حضرت مرزا غلام احمد کے وجود میں پوری ہو چکی (علیہ الصلوۃ والسلام) آپ لوگ اسپر ایمان لائیں اور جماعت کی زندگی پائیں۔ اور ان تمام مصائب سے نجات پائیں۔ جو آپ کے لئے سوہان روح ہو رہی ہیں۔ سنو اس مسیحا نے ایک جماعت بھی قائم کر دی۔ جو آپ کی آرزو کے مطابق کام کر رہی ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ ان حالات میں ایک ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو دین کی کونسل رہے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرے یعنی اشاعت اسلام۔ اب مولوی عبد الباری صاحب ہی بتائیں کہ تمام فرقہائے اسلام میں سے وہ کونسی جماعت ہے۔ جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کا عہد کر کے ہر وقت اشاعت اسلام اپنا مقصد رکھتی ہے۔ اور انگلستان میں بھی سب سے پہلے تبلیغ اسلام کر کے اپنا مشن قائم کر چکی ہے۔ کیا یہ نشانات آپ کو نہیں بتلاتے۔ کہ امام مہدی عیسی بن مریم آچکا۔ اور وہ ایک جماعت بھی قائم کر گیا آپ ابھی تک اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ حالانکہ اس انتظار کا اب کچھ فائدہ نہیں۔ جیسا کہ آگے ایک قوم کو فائدہ نہ دیا (الکمل)

درخواست دعا - مکرم مولوی محمد امین صاحب بلاد غیر سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ انکی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں۔ احباب نہایت درد دل سے مولوی صاحب موصوف کی اہلیہ کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرما[ئیں]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۶ جنوری ۱۹۱۹ء

بلعم ثانی اور مسیح قادیانی۔

(نمبر ۲)

گذشتہ پرچہ فاروق میں ہم نے یہ دکھایا تھا کہ جماعت علماء دیوبند جو اپنے دنیاوی حریفوں کے ساتھ فیصلہ کرنے کے لئے مباہلہ کا چیلنج دیتی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کسی نزاع کے فیصلہ کا آخری طریق مباہلہ ہے۔ اور وہ علماء دیوبند کے نزدیک جائز ہے۔ اسلئے ہمارے محترم بھائی قاضی اکمل صاحب نے بذریعہ اخبار الفضل علماء دیوبند سے عرض کیا تھا۔ کہ آپ لوگ جبکہ دنیاوی جھگڑوں میں مباہلہ کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ تو کیوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو دینی تنازعہ ہمارے آپکے درمیان ہے، جو جبکہ نجات اخروی کا مدار ہے۔ مباہلہ نہیں کرتے۔ اسکے جواب میں علماء دیوبند کو تو سانپ سونگھ گیا۔ صدائے برنخاست کا معاملہ ہوا۔ اور یہ اس لئے ہوا۔ کہ ان کے مقتدا و پیشوا رشید احمد گنگوہی کو بھی مسیح موعود کے چیلنج مباہلہ کو قبول کرنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ حالانکہ اس کو خدا کی قسم بھی دلائی گئی کہ وہ ضرور مباہلہ کریں۔ جیسا کہ انجام آتھم کے صفحہ ۴۵ والے اشتہار مباہلہ کو ہم نے نقل کرکے ثابت کر دیا ہے۔ کہ کوئی گدی نشین یا مولوی باوجود قسمیں دلانے کے میدان مباہلہ میں مسیح موعود کے مقابلہ میں نہ نکلا۔ تو پھر بھلا ان پسماندگان کا کیا حوصلہ تھا کہ دعوت مباہلہ کو قبول کرکے اپنی ایمانی و اسلامی قوت کی پردہ دری کراتے۔ [illegible] سے کسی نے جرأت نہیں کی۔ مگر بقول مشہور

بیں کودا کودی گون

کسی مجہول انجمن ہدایت مرشید علمائے نامعلوم الاسم ساکن سہارنپور نے اپنی یہودیت کا نمونہ بذریعہ ایک اشتہار کے دکھایا اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چل کر خدا کے نبی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تکذیب میں کچھ کر یہود بے بہبود کی روح کو خوش فرمایا۔ اب ہم مجہول مشتہر کی ہرزہ درائی پر اجمالی نظر کرتے ہیں۔ مفصل جوابات ان تمام ہزلیات کے ہمارے رسالوں اور کتابوں و اخباروں میں نہ ایک بار بلکہ بارہا دئے جاچکے ہیں مشتہر بزدل نے اپنی مجہولیت کا اپنا نام نہ ظاہر کرنے سے کامل ثبوت دیدیا ہے۔ اسلئے ہم ایسے مستورالحال مردہ پوشوں کو کیا خطاب کریں۔ جو سامنے آنے سے ہی جی چراتا اور نام چھپاتا ہے۔ محض عوام کی آگاہی کے لئے مختصر سا جواب اشتہار کے مزخرفات کا بیان دیتے ہیں۔ ناظرین غور سے ملاحظہ کریں۔ اور سلسلہ جواب کو اس طرح شروع کرتے ہیں کہ پہلے مشتہر مستور کا اعتراض مجہول مکذب کی سرخی سے اور اپنا جواب مشہور مصدق کے نام سے لکھتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

مجہول مکذب: آپ کو معلوم ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مقابلہ کی بدولت کس نتیجہ پر پہونچے؟ آیئے ہم آپ کو مرزا صاحب کی شکستوں کا کچھ نمونہ دکھلائیں۔

مرزا صاحب کی پہلی شکست۔ جبکہ مرزا صاحب نے کمال بے باکی کے ساتھ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کے مقابلہ میں یہ مضمون شائع کیا کہ:-

"میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔ مجھ پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ بلکہ خود عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا ایسا کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم کی پیشگوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔"

تو آپ ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا صاحب ذلت اور لعنت کی موت سے ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب کی پیشگوئی کی میعاد میں [illegible] کی بدولت دنیا سے چل بسے یا نہیں؟ انتہیٰ بلفظہٖ

مشہور مصدق۔ ناظرین! ذرا اس کودن مجہول کی وہ عبارت جو جلی ہے خوب یاد رکھیں۔ کیونکہ یہ اس نے مرتد ڈاکٹر کی سنت جاہلہ اڑائی ہے۔ ورنہ اس کذاب [illegible] کو اتنا بھی علم نہیں کہ اس کا ممدوح مرتد اپنی شیطنت کی بدولت دونوں جہان میں روسیاہ اور کذاب اکبر ثابت ہو چکا ہے۔ اور خدا کا برگزیدہ مسیح موعود صادق قرار دیا گیا ہے۔ سہارنپوری پردہ نشین خدا کے مرسل کی شکست یہ قرار دیتا ہے کہ مرزا صاحب نے عبدالحکیم مرتد کے مقابلہ میں ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء کو یہ لکھا تھا کہ "عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائیگا" مگر اسکے خلاف خود مرزا صاحب لعنت اور ذلت کی موت سے عبدالحکیم خان کی پیشگوئی کی میعاد میں فوت ہو گئے" چونکہ مستور مشتہر نے اس میں جھوٹ کی نجاست سے اپنا پیٹ بھرا ہے۔ اسلئے ہم اسکے افترا اور یاوہ گوئی کی اصل حقیقت تفصیل سے دنیا کے سامنے پیش کرکے سہارنپوری کا کذاب اور یہودی صفت ہونا بیان کرتے ہیں:-

مسیح موعودؑ کی پیشگوئی

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ۲۰ دسمبر ۱۹۰۵ء کو خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اپنی وفات کی خبر بذریعہ رسالہ الوصیت شائع کی اور کثرت سے اس رسالہ کو اپنوں بیگانوں میں تقسیم کیا۔ اور اس میں کھول کر تصریح کے ساتھ بتا دیا کہ میری وفات کا وقت قریب آگیا ہے۔ چنانچہ حضور کے الفاظ یہ ہیں:-

"چونکہ خدائے عزوجل نے متواتر وحی سے مجھے خبر دی ہے کہ میرا زمانہ وفات نزدیک ہے۔ اور اس بارے میں اسکی وحی اسقدر تواتر سے ہوئی کہ [illegible] دنیا سے ہلا دیا۔ اور اس زندگی کو [illegible] پر سرد کر دیا۔ [illegible] سو پہلے میں اس مقدس [illegible] جس نے مجھے [illegible]

ملے پھر ایک [illegible] ۔ اور وہ یہ ہے جو عربی زبان میں ہوئی ۔ قرب اجلک المقدر ۔ قل میعاد ربک ۔ ۔ جاء وقتک ۔ قرب ما توعدون ۔ یعنی تیری اجل مقدر قریب آگئی ہے تیری نسبت خدا کی میعاد مقررہ تھوڑی رہ گئی ہے ۔ اور جو وعدہ کیا گیا ۔ وہ قریب ہے ۔ پھر بعد اسکے خدا تعالیٰ نے میری وفات کی نسبت اُردو زبان میں مندرجہ ذیل کلام کے ساتھ مجھے مخاطب کرکے فرمایا ۔ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں ۔ اس دن سب پر اداسی چھا جائیگی ۔" (الوصیت صفحہ ۲)

یہ پیشگوئی حضرت مسیح موعود نے اپنی وفات کے متعلق دسمبر ۱۹۰۵ء میں شائع فرمائی ۔ اور اسی پر بس نہیں ہوئی ۔ بلکہ رسالہ الوصیت کے شائع ہونے کے اول اور بعد بھی متواتر ایسے الہامات کا سلسلہ جاری رہا جس سے یہ ظاہر ہوگیا کہ اب یہ پاک وجود مسیح موعود کا جلد ہم سے جدا ہونیوالا ہے ۔ ان الہامات و رؤیا میں سے چند ایک یہ ہیں :۔

حضور نے اکتوبر ۱۹۰۵ء میں رؤیا دیکھا ۔ جو الحکم میں شائع ہوگیا ۔ اس سے معلوم ہوگیا تھا کہ حضور کے ایام حیات دو تین سال ہی باقی رہ گئے ہیں ۔ چنانچہ وہ رؤیا یہ ہے :۔

(۱) "ایک کوری ٹنڈ[1] میں کچھ پانی مجھے دیا گیا ہے پانی صرف دو تین گھونٹ باقی اس میں رہ گیا ہے لیکن بہت مصفّٰی اور مقطر پانی ہے ۔ اس کے ساتھ الہام ہوا ۔ آب زندگی" (ریویو دسمبر ۱۹۰۵ء)

چنانچہ اس رؤیا کے ڈھائی سال بعد حضور کا وصال ہوا

پھر ۲۰ فروری ۱۹۰۸ء کو الہام ہوا کہ :۔
"افسوسناک خبر آئی ۔ اور استقلال زمین لاہور کیا ہوا"

[1] ٹنڈ
سے پانی کھینچنے کے برتن کا نام ہے ۔ جو رہٹ کے ذریعہ کنواں سے [illegible] ٹنڈ پنجاب میں استعمال کرتے

اس کے مطابق حضور کی وفات لاہور میں ہوئی ۔ اور وہاں سے ہی افسوسناک خبر آئی ۔

پھر [illegible] حضرت مسیح موعودؑ کے لئے حضور کو الہام ہوئے کہ :۔

(۲) "ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر ۔ [illegible]"

ان کی [illegible] ڈالتے ہیں ۔

ٹھیک ان الہامات کے مطابق ہوا کہ اہل بیت مسیح موعود کے لئے یہ واقعی ایک بھاری امتحان تھا ۔ اور حضور کی نعش کو [illegible] قادیان لائے

پھر ۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء کو الہام ہوئے ۔

(۳) "[illegible] ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق ۔ اللہ خیر و ابقیٰ" "خوشیاں منائینگے ۔ وقت رسید"

یہ تمام الہامات و رؤیا ایسے مفہوم سے صاف طور پر بتا رہے ہیں کہ دسمبر ۱۹۰۵ء سے حضرت مسیح موعود کی زندگی کے لئے صرف دو ڈھائی سال رہ گئے ہیں اور حضور کا جلد وصال ہونیوالا ہے ۔ نہ صرف یہی بلکہ ان الہامات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حضور کی وفات قادیان سے باہر ہوگی ۔ اور کس میں بیٹھ کر نعش لائی جائیگی ۔ اور ستائیس تاریخ سے اس واقعہ کا کچھ تعلق ہے ۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور کا وصال مطابق الہامات الٰہی و فرمودہ مسیحائی قادیان سے باہر خبر وفات شائع کرنے کے بعد سے ڈھائی سال بعد مطابق الہام "آب زندگی" اور ۲۷ مئی کو حضور مقبرہ بہشتی میں حسب پیشگوئی "ستائیس کو ایک واقعہ ہمارے متعلق" دفن کئے گئے ۔ صلے اللہ علیہ وسلم

اب کون جاہل انسان ہوگا ۔ جو ان الہامات کو اور رسالہ الوصیت کو جو محض الٰہی الہامات کی بناء پر اپنی وفات کے متعلق شائع کیا گیا تھا ۔ پڑھنے کے بعد مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کو کسی ایرے غیرے نتھو خیرے کی بڑ کا نتیجہ بنا کر مثل یہود یہ دعوے کرنے لگے کہ انا قتلنا المسیح عیسیٰ ابن مریم رسول اللہ ۔

مرتد اکبر

اور اب ہم عبدالحکیم شاگرد شیطان الرجیم کا قصہ آپ کو سناتے ہیں ۔ ڈاکٹر مذکور کے دل پر شروع ۱۹۰۶ء میں شیطان نے اپنا ورسکہ جما لیا ۔ اور اپنے معلم ثانی بمقابلہ موسیٰ قادیانی سے جو سبق پڑھا یا تو پہلے اس کو [illegible] پڑھا [illegible] سے حضرت مرسل ربانی [illegible] کے حضور میں ایک گستاخانہ خط لکھا ۔ جو شیطان کی پہلی مشق تھی ۔ اور اس خط میں شیطانی تعلیم بتاکر خدا کے مامور کو اسکے مطابق عملدرآمد کی تاکید کی ۔ اور ساتھ ہی لکھدیا کہ :۔

(الف) "قرآن مجید صریح طور سے توحید و نیکی ہی کو مدار نجات قرار دیتا ہے نہ کہ محمد پر ایمان لانے کو یا مسیح پر ۔ اگر کہیں خدا نے قرآن میں ایسا کہا ہو ۔ تم وہ آیت بتلائی جاوے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہیں نہیں فرمایا کہ تمام دنیا میں جسقدر موحد ۔ خدا پرست اور نیک بندے ہیں ۔ وہ سب کے سب جہنمی ہیں ۔ جبتک محمد پر ایمان نہ لائیں"

(ذکر الحکیم ۴ حاشیہ صفحہ ۱)

(ب) "یہودی ۔ عیسائی وغیرہ جو نقص علم یا نقص فہم کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لائیں ۔ وہ سب نجات یافتہ ہیں" (ذکر الحکیم حاشیہ صفحہ ۱)

جب یہ باطل عقائد اور خلاف قرآن و حدیث خیالات ڈاکٹر مردود کے حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کے حضور پہنچے ۔ تو حضور نے جواباً اس کو لکھا کہ :۔

"خان صاحب! آپ کا خط میں نے بہت افسوس سے پڑھا ۔ اس خط سے صرف یہی معلوم نہیں ہوا کہ آپ ہمارے سلسلہ سے خارج ہیں ۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام سے بھی مونہہ پھیر رہے ہیں ۔ آپ کہتے ہیں کہ ہر ایک شخص جو یہود اور نصاریٰ اور دوسری قوموں سے اللہ پر ایمان لائے ۔ اور اچھے طور پر نیک عمل کرے ۔ تو نجات پانے کے لئے یہی عمل اس کے لئے کافی ہے"

عبدالحکیم خان نے اس جواب کو پاکر اور شوخی دکھلائی اور خدا کے برگزیدہ مامور من اللہ کے لئے گستاخانہ لہجہ اختیار کرتا گیا اور لکھا کہ :-

(ج) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ جو یہود و نصاریٰ سے سیدھا راست اور نیک چلن ہیں۔ اگر مجھ کو نہیں مانینگے تو نجات نہیں پائینگے"۔
(حاشیہ - ذکر الحکیم صلا)

(د) اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اتباع محمدی نجات کا آسان رستہ ہے۔ مگر یہ نہیں کہ اس بے انت ذات کے تمام قوانین رحمت و مغفرت ایک انسان (محمد صلعم) کے ہی تابع ہو گئے"۔ ذکر الحکیم حاشیہ صلا

جس وقت اس حد تک پٹیالوی ڈاکٹر کا ارتداد پہنچ گیا۔ تو ہر مئی ۱۹۰۶ء کو خدا کے رسول مسیح موعود علیہ السلام نے بذریعہ الحکم اخبارات کے ذریعہ عبدالحکیم خان کے اخراج از جماعت کا یہ اعلان کر دیا کہ :-

"میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ (عبدالحکیم) سے بکلی قطع تعلق کریں۔ اسکے ساتھ ہرگز واسطہ نہ رکھیں"۔ (ذکر الحکیم ص۳۹)

جس وقت ڈاکٹر کو اس اعلان کی اطلاع ملی۔ اور اخبارات سلسلہ میں اس نے پڑھ لیا۔ تو ایک دم نعل در آتش ہو گیا۔ اور اب اسکے مرشد و راہنما شیطان الرجیم کو عبدالحکیم ایسا فرمانبردار روحانی فرزند شاگرد خبیث ہتھے چڑھ گیا۔ کہ جسکے ذریعہ وہ اپنا مقصود حاصل کر سکے۔ اور اس مرد باطنی روحانی فرزند کے دماغ میں یہ سمجھا دیا۔ کہ تو بھی ملہم ہے۔ دیکھ میں تجھے کیسے کیسے الہام کہاتا ہوں اب تو اس مرسل ربانی مسیح قادیانی کے مقابلہ میں ملہم ثانی بن جا۔ مگر یہ مرتبہ عالیہ تجھ کو اس وقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جبکہ تو اے میرے لخت جگر عبدالحکیم مسیح موعود کی تکذیب میں ناخنوں تک زور لگائے۔ کیونکہ یہی وہ شخص ہے جس کا آخری جنگ اس آخری زمانہ میں میرے ساتھ ہونے والا تھا۔ اور یہی مسیح میرا دشمن ہے۔ اب اے میرے نونہال عبدالحکیم تو میرا سہارا اور کمزوری کا آلہ ہے۔ تجھ ہی سخت فتنہ کے بعد میں نے تجھے پایا ہے

اور بڑے بڑے حیلے بہانوں سے تیرے واسطے کرکے تجھے حاصل کیا ہے۔ میں اول سے تیری فطرت ملعونہ کو اپنے مشن کے مطابق دیکھتا تھا۔ اور دن رات اسی تگ و دو میں رہتا تھا کہ تو کسی طرح میرے ہاتھ میں آجائے۔ مارے میری وہ آرزو پوری ہوئی۔ اور میری مراد بر آئی۔ آ میں پہلے تیری بلائیں لوں اور پھر تجھے وہی خطابات بلکہ اس سے بڑھ کر القاب دوں۔ جو رحمن۔ رحیم نے اپنے مسیح کو آسمان سے دئے ہیں۔ اب آسمانی دروازے تو تیرے لئے بند ہو گئے۔ مگر میں نے زمین سارے سوراخ تیری خاطر کھول دئے ہیں جس سوراخ سے چاہے۔ زمین میں داخل ہو کر میرے خزائن سے مٹھی بھر بھر اپنا دامن پر کر لے عبدالحکیم نے اپنے حسب منشا رسوقت شیطان الرجیم کو ماں۔ مہربان سے بھی بڑھ کر مناسب در پایا۔ تو اسکو کہنے لگا کہ قبلہ حاجات آپ یہ بجا فرما رہے ہیں۔ مگر میرا دل ڈرتا ہے کہ جس شخص کے مقابل آپ مجھے کھڑا کرنا چاہتے ہیں وہ ایک صادق راست باز انسان ہے۔ اور مرسل رحمان ہے۔ بیس سال تک میں نے اسکے دلائل سنے ہیں۔ اور قرآن مجید کی تفسیر میں پُر زور حجت و برہان کے ساتھ اس کی صداقت کا ثبوت دنیا میں پیش کیا ہے۔ اور بڑے بڑے رویا ر صالحہ و الہامات میں اس کی سچائی میں دیکھ چکا ہوں۔ جنکو ذکر الحکیم میں شائع بھی کر چکا ہوں۔ اب اس کا کیا علاج کروں۔ لوگ مجھے کیا کہینگے اور میری اس تکذیب کو اس تصدیق کے مقابلہ میں کیا سمجھینگے ؟

عبدالحکیم کی اس آہ و بکا کو سنکر شیطان الرجیم نے کہا کہ اے میرے گھر کے چاند اور آنکھوں کے نور اس خوف کو تو دل سے کر دے دور اور کمر بستہ ہو کر اٹھ کھڑا ہو۔ کیا تجھے یہ معلوم نہیں۔ کہ مسیح قادیانی نے دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنی وفات کے متعلق خداوند جلیل کے وہ سب الہامات شائع کرکے وصیت نامہ لکھ دیا ہے۔ اور وہ الہامات الٰہیہ کسی طرح غلط نہیں ہو سکتے۔ انہیں کھلے لفظوں میں مسیح موعود کی وفات کا زمانہ بتلا دیا

گیا ہے۔ جو صرف تین سال سے زیادہ نہیں ہے تو سہی۔ قرب اجلک المقدر۔ اور قل میعاد [illegible] اور بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور اسی نفس کو [illegible] یہ لپیٹ کر لائے ہیں" اور " وقت تو نزدیک [illegible] اور ساعتیں کو ایک واقعہ ہمارے متعلق" [illegible] اور دو تین گھونٹ آب زندگی کے باقی رہ جانیوالا [illegible] یہ سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد اب تیرے لئے صرف اس کی وفات کی پیشگوئی کر دینا کونسی مشکل بات [illegible] سب کچھ ہوا ہوا یا موجود ہے۔ ان الہامات اور رویا کی موجودگی میں جو مسیح موعود کی وفات پر سریعہ مہا زندگی کے صریح ناطق ہیں۔ تجھے کونسی دشواری ہے تو ڈرتا ہے۔ پیارے فرزند! تجھکو تو یہ معلوم [illegible] اور تو نے لکھ بھی دیا ہے کہ :-

"میں ایک گنہگار اور بے عمل انسان ہوں۔ میرا دماغ الہامات اور خوابات کے لئے فطرتاً موزوں واقع ہے . . . میں سچ کہتا ہوں کہ اگر میں خاص توجہ اور محنت کے ساتھ مشق کروں۔ تو مرزا کو قادیانی سے سینکڑوں درجہ بڑھ جاؤں"۔
(کانا دجال صہ۱)

پس اے میرے نور بصر! جبکہ مشق و توجہ بجیال دعوے خود کانے دجال سے بڑھ [illegible] اور الہامات و رویا کو کیسی اور مشق کا نتیجہ جانکر اس وقت سے بڑھ کر اور کونسا وقت تیرے لئے مشق توجہ کا ہو گا۔ اور جبکہ تیرا دماغ الہامات و خوابات کے لئے موزوں ہے۔ قرآن کے سمجھنے کے لئے تو [illegible] ہے۔ کیا تو مرزا کے رسالہ الوصیت اور الہامات دیکھ کر ابتک اتنا بھی نہیں سمجھا کہ اب [illegible] سے زیادہ تین سال آیندہ رہے [illegible] میں اس کی وفات کی صریح خبر [illegible] مت ڈر۔ فوراً لکھدے کہ [illegible] الہام ہوا ہے۔

عبدالحکیم کو اپنے [illegible] بہت پسند آیا۔ اور [illegible]

[illegible] وفات مسیح موعود کی خبر دیکھی تھی۔ پڑھا تو خوب بتایا
[illegible] مرزا صاحب اب زیادہ سے زیادہ تین سال
[illegible]۔ تو تین [illegible] نہ لکھ دیں کہ مجھے الہام ہوا
[illegible] تین سال [illegible]ت ہو جائے گا۔ اس کو دل [illegible]
[illegible] مکار شیطان کے فرمانبردار نے بڑی سوچ و فکر
[illegible] کے بعد حضرت مسیح موعود کے متعلق لکھا کہ مرزا
[illegible] ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل الہامات
[illegible]تے ہیں کہ:۔

"مرزا مسرف ہے۔ کذاب اور عیار ہے۔ صادق
کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ اور اسکی میعاد
تین سال بتائی گئی ہے۔" (کانا دجال)
[illegible] یاوہ گوئی کا نام کانا دجال یا کوئی اس کا ہمزاد دجال
[illegible] الحال سہارنپوری اگر پیشگوئی رکھتا ہے۔ تو اس
[illegible] ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ اس بیحیا کو سوچنا
چاہئے۔ کہ مرزا صاحب علیہ السلام نے تو پہلے سے
[illegible] دسمبر ۱۹۰۵ء میں اپنی وفات کی پیشگوئی کر دی تھی
[illegible]۔ اور لکھ دیا گیا تھا۔ کہ خدا کی متواتر وحی سے معلوم
ہو چکا ہے۔ کہ میرا زمانہ وفات قریب ہے۔ اور خدا نے
مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ کہ زندگی کے "بہت
تھوڑے دن رہ گئے ہیں" اور مجھے دکھا دیا ہے
[illegible] دو تین گھونٹ آب زندگی باقی رہ گیا ہے۔ یہ
سب کچھ معلوم ہو جانے کے بعد اگر کانا دجال یا
[illegible] یہ لکھ کر شائع کرے کہ مرزا صاحب تین
سال میں فوت ہو جائینگے۔ تو یہ اس ہرزہ درا کذاب کی
شیطانی [illegible] چالاکی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا
ہے۔ اے منصف مزاج لوگو! تم میں اگر خوف
خدا ہے تو بتاؤ تو سہی کہ آیا مرزا صاحب نے اپنی وصیت
میں [illegible] دسمبر ۱۹۰۵ء میں یہ نہیں بتا دیا تھا کہ میری
[illegible] کا زمانہ بہت قریب آگیا ہے۔ اور یہ نہیں شائع
[illegible] کہ "۲۷ تاریخ کو ایک واقعہ ہمارے متعلق"
دیا گیا تھا کہ "لاہور سے افسوسناک خبر"
نہیں لکھ دیا تھا کہ "اے اہل بیت۔
[illegible] امتحان کو قبول کر" اور یہ نہیں
لکھ دیا تھا کہ "ان کی نعش کفن میں لپیٹ کر لائے ہیں"
اور یہ نہیں بتا دیا تھا کہ "دو تین گھونٹ آب زندگی
باقی رہ گیا ہے" اور یہ سب کچھ کانے دجال پٹیالوی
بدخصال کی بیہودہ گوئی مشتہرہ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء
سے پہلے پہلے نہیں شائع ہو چکا تھا؟ اور مرتد مذکور
نے کیا ان کو اپنی ہرزہ درائی سے قبل نہیں پڑھ لیا
تھا۔ اس سارے استفسار کا جواب ایک ہی ہے
کہ ہاں! ہاں!! بے شک یہ سب کچھ پہلے شائع ہو کر
عبدالحکیم کے پاس پہنچ چکا تھا۔ پس جبکہ یہ بات
ہے۔ تو پھر مرتد مذکور کا اسکے بعد یہ لکھنا کہ "مرزا تین
سال میں ہلاک ہو جائے گا" شرارت اور بے حیائی
اور بے ایمانی اور یاوہ سرائی و ہرزہ درائی نہیں تو کیا
ہے؟

عبدالحکیم مرتد کا یہ لکھنا کہ "مرزا مسرف۔ کذاب۔
عیار ہے۔ اور صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا
اور اسکی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ محض شیطانی
اغوا ہے۔ جس کی سب سے بڑی زبردست اور لاجواب
دلیل جس کا جواب آج تک نہ مرتد مذکور سے نہ اسکے
کسی ستو ہے سے ہو سکا۔ اور نہ آیندہ ہو سکے۔ یہ ہے
کہ شیطان اخرس نے اپنی یاوہ گوئی کے اصل الفاظ
آج تک نہیں شائع کئے۔ جن الفاظ میں اسکے ملہم
نے اس کو یہ اطلاع کیا تھا۔ باوجودیکہ مسیح موعودؑ
نے یہ لکھا تھا کہ عبدالحکیم نے اصل الفاظ اس الہام
کے جس میں سال میعاد وفات بتائی گئی ہے نہیں
لکھے۔ اس مطالبہ کو پورا کرنا ملہم شیطانی کا فرض
اولین تھا۔ جس کو اس نے آج تک نہیں پورا کیا۔
اور نہ کر سکتا تھا کیونکہ خدا کی طرف سے تو الہام تھا
ہی نہیں۔ وہ تو سرقہ تھا مسیح موعود علیہ السلام کے
الہامات کا۔ اسلئے اس نے باوجود بار بار اس
مزخرفات کو شائع کرنے کے اصل الفاظ نہ بتلائے
منصفین ذرا غور تو کریں کہ مرتد کے یہ الفاظ کہ مرزا
کی موت کی "میعاد تین سال بتلائی گئی ہے"
کیا یہ ظاہر نہیں کرتے۔ کہ وہ کلام اسکے علاوہ
جس میں مرزا صاحب کی وفات [illegible] بتائی
گئی ہے۔ ان اصل الفاظ کا آج تک نہ ظاہر کرنا مبین دلیل
ہے۔ اس امر کی کہ یہ میعاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے اس رویا صادقہ سے چرائی گئی ہے۔ جس میں "دو تین
گھونٹ آب زندگی کا باقی رہنا دیکھا گیا تھا"؟ تب ہی
تو شریر پٹیالوی اصل الفاظ نہیں دکھلا سکا۔

بہرحال یہ ثابت شدہ صداقت ہے۔ کہ مرتد راجہ تیلی
یہ ڈینگ اسوقت مارنے لگا۔ جبکہ خدا تعالیٰ عالم الغیب
والشہادۃ کی جانب سے اسکے مرسل مسیح موعود کو پہلے
اطلاع مل چکی کہ تیری وفات کا زمانہ قریب آگیا ہے
اور دو تین سال زندگی باقی رہ گئی ہے۔ جو کہ مقدر تھی۔
اور ستائیس تاریخ کو تو اس عالم فانی سے اوجھل ہو جائیگا
اور علاوہ دیگر دلائل قویہ کے سب سے بڑی اقوی دلیل اس
کے سرقہ کی یہ ہے۔ کہ مرتد مردود اصل الفاظ الہام
کے نہیں بتا سکا۔ جنمیں اس کو یہ تین سال میعاد بتلائی
گئی تھی۔ تا اس کا پول معلوم ہو جاتا۔

خدا سچے کا حامی ہو

مفتری مکار پٹیالوی نابکار کے اس سرقہ الہام کے
مقابلہ میں حضرت جری اللہ مسیح موعود علیہ السلام نے
۱۶ر اگست ۱۹۰۶ء کو مندرجہ ذیل اشتہار شائع کیا جس میں
مرتد مذکور کی ۱۲ جولائی سے تین سال تک میعاد وفات
والی پیشگوئی اور اسکے جواب میں خدا تعالیٰ کے الفاظ میں
اپنی پیشگوئی شائع کی۔ جو عبدالحکیم کے متعلق ہے۔ الفاظ
وہ یہ ہے:۔

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور
علامتیں ہوتی ہیں۔ اور وہ سلامتی کے شہزادے
کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں
کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ پر تو نے
وقت کو نہ پہچانا نہ دیکھا نہ جانا۔

ربّ فرق بین صادق و کاذب
انت تریٰ کل مصلح و صادق

(اشتہار خدا سچے کا حامی ہو۔ مطبوعہ ۱۶ اگست ۱۹۰۶ء)

اس پیشگوئی میں دو امر بتلائے گئے ہیں۔ اوّل مرتد پٹیالوی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۹۹۹

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۳ جنوری سنہ ۱۹۱۹ء نمبر ۶ | نمبر ۳

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ خلیفۃ المسیح خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور روز افزوں صحت میں ترقی ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری کا وہ پرچہ اخبار مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء جو امرتسری کی پردہ دری اور اس کو ذلیل کرنے کا زبردست حربہ ہے۔ اور جو بالکل نایاب تھا۔ خدا کے فضل سے اس کو خاکسار ایڈیٹر فاروق نے سطر بسطر صفحہ بصفحہ مطابق اصل کے طبع کرایا ہے۔ جس میں ایک حرف بالفظ تک آگے پیچھے یا کم و بیش نہیں۔ عین مطابق اصل کے ہے۔ احباب اس کو منگا کر اپنے پاس رکھیں قیمت ۱؎ ہے۔

مولود مسعود۔ شب جمعہ ارباب روان کو ۔۔۔ کے بعد ۔۔۔ قاضی اکمل صاحب کے گھر میں خداتعالیٰ نے فرزند سوم ۔۔۔ [illegible]

غطریف کا ابا اور میں

میں نے اک روز یہ غطریف کے ابا سے کہا
مہدیٔ وقت کی بیعت میں تمہیں عذر ہے کیا
ہنس کے کہنے لگا کیا فائدہ؟ فرمایئے گا
آتش شوق سے دل کو مرے گرمایئے گا
گلشنہ پڑھتا ہوں بس مجھ کو یہی کافی ہے
اور امراض دلی کا تو خدا شافی ہے
میں نے سمجھایا کہ غطریف کے ابا سوچو
اپنی داڑھی کو نہ تم اپنے ہی ہاتھوں نوچو
گلشنہ پڑھتے ہو جس کا یہ وہی آیا ہے
[illegible]

وہ جو بعثت تھی مقدر جمعہ سورت میں
ان کمالات کا جامع کسی خوش صورت میں
دیکھ لو وعدہ وہ پورا شب قدر ہوا
آخر کار ہلالِ سلیمی بدر ہوا
فیج اعوج ہے شب تار اندھیرے سے ہم
کیوں مصیبت میں پڑو یار اندھیرے سے ہم
چاند کی چاندنی ٹھنڈی ہے ادھر آ بیٹھو
پھاڑ کھائے گا درندہ کوئی گھر آ بیٹھو
صحن گلشن بھی ہے وہ جس میں ۔۔۔
یعنی خمخانۂ شب کے ۔۔۔ باقی
اب یہ قسمت ہے تمہاری ۔۔۔
ہم نے بتلا دیا ۔۔۔

بشارت ہو کہ نکلا احمدی پھر نوجواں ہو کر

گذشتہ سال میں خاکسار خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ آج کل جو مخالفین و معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ بہت سرچڑھ کر سامنے آنے لگے ہیں۔ اسوالکو ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ رسالہ احمدی کو دوبارہ جاری کیا جائے۔ میری اس آواز پر بہت سے احباب نے جن کو احمدی سے دلی محبت اور تبلیغ سلسلہ کا سچا جوش ہے۔ مبارکباد کے خطوط بھیجکر اجرار رسالہ کے واسطے زور سے تائید کی اور خریداری کی درخواست بھی ساتھ ہی بھیجدی۔ ان سب دوستوں کے نام میں نے خریداران احمدی میں درج کر رکھے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اس ہمت کی جزاء خیر دے۔ آمین۔ لیکن ہر امر خدا کے ارادہ اور مصلحت کے ماتحت ہوتا ہے۔ کل امر مرھون باوقاتہا۔ احمدی کے واسطے کوئی السامحرک ہونا ضروری تھا۔ جس سے اس کی ضرورت زیادہ محسوس ہو۔ سو آخر انتشار نے سہارنپوری غول کے سرانے سے اور ان کی طرف سے ایک نہایت دجل و مکر سے بھرے ہوئے اشتہار حضرت اقدس مسیح موعود کے خلاف اندنوں شائع ہونے پر مجھے توفیق عطا فرمائی کہ اب احمدی کو ضرور جاری کر دینا چاہیئے۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کر کے سنہ رواں سے احمدی رسالہ کو دوبارہ جاری کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ اور احمدی کا [illegible] پہلا نمبر ایک عظیم الشان حربہ دشمن ناکام [illegible] مرتد بدانجام اور اسکے حمایتی سہارنپوری [illegible] کے واسطے ہوگا یہ رسالہ ۳۲ صفحہ ماہوار کا [illegible] کیونکہ کاغذ وغیرہ بہت گراں ہے [illegible] کسی غیر معین تاریخ پہ شائع ہوتا [illegible] مختار ہے۔ اسکی [illegible] مع محصولڈاک۔ اور یہ [illegible] مضمون بجواب مخالفین [illegible]

شائع کرنا مناسب سمجھا جائے۔ تو وہ اکیلا ہی نکالا جائیگا۔ خواہ رسالہ ۳۲ صفحہ سے زیادہ کا ہو جائے جسقدر زیادہ صفحات ۳۲ صفحہ سے علاوہ ہونگے وہ دوسرے نمبر میں محسوب ہو جائینگے۔ میری احباب سے صرف یہ شرط ہے کہ سال بھر میں ۳۸۴ صفحہ کی ایک جلد پوری کر دیجائیگی۔ بحساب ۳۲ صفحہ ماہوار۔ اور قیمت اسکی دو روپیہ اسلئے ہے کہ محصولڈاک پر پرچہ پر دو پیسہ صرف ہوگا۔ کوئی رعایت ڈاکخانہ سے نہیں لی جائیگی۔ لہذا یہ بشارت دی جاتی ہے کہ رسالہ احمدی دوبارہ جاری ہو گیا۔ اور وہ خدا کے فضل سے مخالفین کے حق میں پیام اجل ہی ہوگا۔ جس سے عبدالحکیم مرتد پٹیالوی کے نام لیوا زندہ درگور ہو جائینگے۔ انشاء اللہ۔ اور یہ جواب ہوگا۔ سہارنپوری سلفین کے اس گندہ اشتہار کی پہلی بحث کا جو " خدائی فیصلہ" کے عنوان کر انہوں نے نہایت شرارت سے حال ہی میں شائع کیا ہے۔ احباب سے التماس ہے کہ وہ بہت جلد اس کی خریداری کی درخواستیں دفتر فاروق میں ارسال کریں۔ کیونکہ گرانی کاغذ و مصارف طبع وغیرہ کی وجہ سے یہ زائد نہیں چھپوایا جائیگا۔ قریب قریب اتنا ہی طبع ہوگا۔ جسقدر درخواستیں پہونچ جائینگی۔ البتہ چندہ کی وصولی کے لئے یہ آسانی مناسب سمجھی گئی ہے۔ کہ دو روپیہ دو بار کر کے وصول کیے جائیں یعنے ششماہی وار چندہ لیا جاوے۔ لہذا جو غیر مستطیع احباب ہیں۔ ان سے اسوقت صرف ایک روپیہ چھ ماہ کا چندہ لیا جائیگا۔ اور صاحب وسعت دوستوں سے پورا دو روپیہ۔ احباب میرٹھ و سہارنپور نوجوانکو کہ اکی زیادہ جلدیں خرید کر اپنے اون علاقوں میں جہاں سہارنپوری اشتہار کا چرچا ہے تقسیم کریں اور بلد اطلاع دیں کہ وہ کسقدر جلدیں خریدینگے یہ پہلا نمبر جو غالباً دو نمبروں کا مجموعہ ۶۴ صفحہ کا ہوگا۔ تقسیم کرنے والوں کے لئے پانچ نسخے فی روپیہ کے حساب دیا جائیگا۔ اور ایک سال کی قیمت ۲؎ ہوگی

محصول بذمہ خریدار۔ اور مستقل خریداروں کے نام آخر کا وی پی ششماہی کے واسطے کیا جائیگا۔ اور جن کی درخواستہائے خریداری پہلے آچکی ہیں۔ ان کو مزید درخواست کی ضرورت نہیں۔ بشرطیکہ وہ اوس عہد پر قائم ہوں۔ البتہ جو انہیں سے خریداری نہ چاہیں وہ اطلاعی کارڈ بھیجدیں تاکہ ان کے نام وی پی نہ بھیجا جائے۔ باقی سب کے نام حسب درخواست سابقہ وی پی ارسال ہوگا ۔

ہمارے دوستوں کو "احمدی" کی اشاعت بڑھنے میں تن من۔ دھن سے کوشش کرنی چاہیئے۔ اور کم از کم چھ ماہ کا چندہ تو ادا کر کے اس کا لطف بھی دیکھ لیں کہ آیا احمدی تمنائے سلسلہ احمدیہ کو جھوٹے کے گھر تک پہونچا کر چھوڑتا ہے یا نہیں؟ ایک روپیہ ششماہ کیواسطے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر یہ مفید ثابت نہ ہوا تو پھر چھ ماہ کے رسالہ پورا لے کر بند کر دیں ۔

دوستو ہمت کرو۔ کوئی مہنگا سودا نہیں ایسا نہ ہو کہ پانسو بھی خریدار مستقل نہ ہوں۔ اگر پانسو خریدار بھی تم پورے کر دو۔ تو انشاء اللہ پھر احمدی کی ضربیں دیکھو کہ معاندین کے سروں پر کس طرح پڑتی ہیں۔ درخواستہائے خریداری ۳۱ جنوری ۱۹۱۹ء سے قبل دفتر فاروق میں پہنچ جائیں تاکہ تعداد رسالہ معلوم ہو کر اسیقدر رسالہ چھپوایا جائے کہ جس قدر درخواستیں ہوں۔ کیونکہ اخراجات بہت زیادہ آج کل ہو رہے ہیں کاغذ کی چوگنی قیمت ہے۔ اور چھپائی وغیرہ اخراجات بھی زیادہ ہیں۔

جن دوستوں کی درخواستیں پچھلے سال احمدی کے متعلق آئی ہوئی ہیں۔ اور ان میں بعض نے پانچ پانچ اور دس دس جلد کی خریداری لکھی ہوئی ہے۔ اب ان کے نام اتنے ہی رسالہ وی پی ہونگے۔ بحساب فی رسالہ ششماہی کا۔ اس رسالہ میں مونگھیری المدعی اور پٹیالوی اور امرتسری وغیرہ مخالفین کے جوابات ہونگے۔ اور کوئی پولیٹیکل یا اخبار کے [illegible] نہ ہونگے۔ سابقہ درخواستیں پہنچ جاتی ہیں۔ صرف [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۳ جنوری ۱۹۱۹ء

مرزا غلام احمد موعود ابن مریم ہیں

اس امر کے ثابت کر دینے کے بعد کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو چکے۔ اور جس طرح مشکلات اور مصائب کے وقت میں دیگر انبیاء جیسے کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے زمین پر پناہ دی۔ اسی طرح آیت اوینٰھما الیٰ ربوۃ ذات قرار ومعین کے مطابق حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ کو بھی خدا تعالیٰ نے صلیبی آفت کے وقت پُر فضا اور آرام دہ زمین میں پناہ دی نہ کہ آسمان پر اور جس طرح دیگر انبیاء و اولیاء کو پیدا کرنے کے بعد بالآخر ان سب کو خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ اسی سنت قدیمہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو بھی خدا تعالےٰ نے دنیا سے اٹھا لیا۔

انسان مر کر ہی خدا کی طرف جا سکتا ہے

اور درحقیقت انسان اور خدا میں موت ایک بڑا بھاری سمندر ہے۔ خدا کی طرف اس کا جانا نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ پہلے اس سمندر کو عبور نہ کرے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وھو الذی یتوفٰکم بالیل ویعلم ما جرحتم بالنھار ثم یبعثکم فیہ لیقضیٰ اجل مسمی ثم الیہ مرجعکم کہ خدا تعالیٰ رات کو تمہاری روح قبض کرتا اور دن کو واپس کرتا ہے۔ باوجودیکہ وہ جانتا ہے کہ تم نے کیا کیا [illegible]۔ [illegible] اسی [illegible] اس کے بعد تم خدا کی طرف جاتے ہو۔ پھر فرماتا ہے۔ قل یتوفٰکم ملک الموت الذی وکل بکم ثم الیٰ ربکم ترجعون ملک الموت تمہاری روح قبض کرتا ہے۔ تب تم خدا کی طرف جاتے ہو اور

انا للہ وانا الیہ راجعون

انا للہ وانا الیہ راجعون کسی کی موت کی خبر سننے پر پڑھا جاتا ہے۔ تو اس کا بھی یہی مطلب ہے۔ کہ جس طرح یہ شخص مر کر خدا کی طرف گیا ہے کل کو ہم نے بھی مر کر اسی کی طرف جانا ہے۔ زندہ اس جسم کے ساتھ اس کی طرف نہ کوئی گیا اور نہ کوئی جائیگا۔ پس حضرت عیسیٰ بھی مر کر ہی خدا کی طرف گئے ہیں۔ غرض کوئی شخص ایسا پیدا نہیں ہوا۔ جسکو آخر کار خدا نے دنیا سے اٹھا نہ لیا ہو۔ ہاں اس قدر دلائل کے بعد ایک حق جو اور حق پسند شخص کے دل میں یہ خیال ضرور پیدا ہوتا ہے کہ مانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔

حدیث النزول

مگر حضرت نبی کریم ؐ کی صحیح حدیث کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم سے تین باتوں میں سے ایک بات تو ضرور ثابت ہوتی ہے۔

(۱) نزول کا لفظ جسکے معنے اُترنے کے ہیں اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر ہیں۔ جبھی تو ان کا نزول ہو گا۔ اگر یہ بات خیال میں نہ لائی جاوے۔ تو دوسری بات حضرت عیسیٰ کا نام ابن مریم حدیث میں آنا طبیعت کو ضرور اس طرف لے جاتا ہے۔ کہ اگر بالفرض حضرت عیسیٰ فوت بھی ہو گئے ہوں۔ تو خدا تعالیٰ ان کو پھر زندہ کر کے مبعوث فرمائیگا تیسری بات یہ ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ اور آنیوالے ابن مریم سے کوئی اور ابن مریم مراد ہے تو بھی مرزا صاحب کا معاملہ صاف نہیں کیونکہ ان کا نام غلام احمد ہے۔ ابن مریم یا عیسیٰ نہیں۔ سو بفضلہ تعالیٰ میں ان خیالات کی تردید ذیل سطور میں واضح کرتا ہوں۔ امید ہے کہ [illegible]

ہر شخص [illegible] سمجھ سکتا ہے کہ [illegible] نزول ہے۔ کہ اس کا مطلب [illegible] پر [illegible] وقت بولا جاتا ہے۔ جبکہ کوئی شخص آسمان یا اونچی جگہ سے اُترے۔ حالانکہ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ یہی لفظ قرآن کریم میں خاص نبی کریم ؐ کے حق میں خدا نے جن الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا یتلوا علیکم آیات اللہ۔ کہ خدا نے تمہاری طرف نصیحت کرنیوالا رسول نازل کیا جو اللہ کی آیات تم کو سناتا ہے۔ پھر انزلنا معھم (کہ انبیاء کی معیت میں کتاب کو بھی نازل فرمایا) سے تمام انبیاء کے نزول کا پتہ لگتا ہے۔ اب ہر عقلمند جانتا ہے کہ نبی کریم آسمان سے نہیں اُترے۔ بلکہ زمین پر پیدا ہوئے اور زمین ہی پر مبعوث ہوئے۔

لفظ نزول کی تشریح

اصل میں انبیاء کی نسبت لفظ نزول کے استعمال کرنے میں ایک حکمت ہے۔ جس سے ان کی شان نبوت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ اپنی بعثت سے پہلے دنیا سے قطع تعلق کرتے اور ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اس زمانے کا نام عروج یا صعود ہے۔ کہ بظاہر وہ زمین پر نظر آتے ہیں۔ لیکن درحقیقت آسمانی عروج ان کو حاصل ہوتا ہے۔ گویا وہ زمینی نہیں آسمانی ہیں۔ جب وہ اس درجہ کے کمال کے اس نقطہ پر پہنچتے ہیں کہ جس طرح انہوں نے خود قرب الٰہی حاصل کیا۔ دوسرے غافل بے خبر دور افتادگان کے لئے بھی باعث قرب الٰہی ہو سکتے ہیں۔ یعنے ان کا فیض لازمی نہیں رہتا۔ بلکہ متعدی ہو جاتا ہے۔ اسوقت وہ ارحم الراحمین رب العالمین ان کو صرف آسمانی ہی نہیں رہنے دیتا بلکہ زمین والوں کے لئے بھی ان کو اخلاق کا اعلیٰ نمونہ بناتا ہے۔ وہ نہیں [illegible]۔ کہ اس پاک [illegible] کے سوا کسی اور سے [illegible] کے تعلقات [illegible] نگران [illegible]

[illegible]

[illegible] ہے۔ جہاں وہ ایسی باتوں کا نمونہ ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے انسان کے کیسے تعلقات ہونے چاہئیں اور دنیا کو بیرونیات کا بھی سبق دیتے ہیں کہ خلق اللہ سے [illegible] کیسے تعلقات رکھنے چاہئیں۔ غرض ایسے وہ ایک کامل نمونہ ہو کر دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کا باعث بنتے ہیں۔ ان کے اس زمانہ کا نام زمانہ تنزل ہے۔ جو در حقیقت اپنے اندر ایک بڑا عروج رکھتا ہے۔ کیونکہ مدارج کے بڑھنے کے ساتھ ذمہ داریاں بڑھ جاتی ہیں۔ پہلے تو صرف اپنی ہی ان کو فکر ہوتی ہے۔ پھر ساری قوم کا بوجھ ان پر ڈالا جاتا ہے۔ پس یہ نزول اس طرح کا نہیں کہ وہ اس جسم کے ساتھ آسمان پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور پھر ان کو اتارا جاتا ہے بلکہ یہ نزول اس لحاظ سے ہوتا ہے کہ ان کے تعلقات پہلے صرف آسمان سے ہوتے ہیں۔ پھر زمین والوں سے بھی ان کے تعلقات قائم کرائے جاتے ہیں تا ان کو بھی زمینی سے آسمانی آدمی بنائیں۔

حضرت نبی کریمؐ کا صعود و نزول

چنانچہ حضرت نبی کریمؐ کا ابتدائی زمانہ دیکھو کہ ان کے تمام اوقات کس طرح گوشہ خلوت میں گذرے۔ گویا دنیا میں تو وہ بستے ہی نہ تھے۔ اسکے بعد خدا تعالیٰ نے آپکو گوشہ تنہائی سے باہر نکالا اور آپکو اپنے تعلقات وسیع کرنے پڑے یعنی قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً کا حکم پاکر دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔

[illegible] شان نبوۃ [illegible]

چونکہ آنے والے مسیح پر بھی یہ دونوں زمانے گذرنے تھے۔ اور خدا تعالیٰ [illegible] پر ممتاز فرمانا تھا۔ اسلئے [illegible] بھی نزول کا لفظ استعمال [illegible] خیال کر جسکا [illegible] کی گئی ہے [illegible] بلکہ یہ [illegible]

میں کہتا ہوں۔ کیا ایک نام کے دو شخصوں کا دنیا میں موجود ہونا ناممکن ہے یا نادر الوقوع ہے اگر نہیں تو پھر ایک نام کی بنا پر کسی فوت شدہ کو زندہ کرنے کی کوشش بے فائدہ ہے۔ کیا اسوقت ایک شخص اگر کسی کا نام رستم یا لقمان سنکر یہ سمجھ بیٹھے کہ وہی فوت شدہ رستم اور لقمان زندہ ہو کر آگئے ہیں کیونکہ یہ نام تو انہی کے تھے تو کوئی اس کو عقلمند سمجھ سکتا ہے ہرگز نہیں۔ بلکہ ہم سب کو یہی کہینگے کہ ان ناموں کے یہ دو شخص اور ہیں۔ ناظرین کی تسلی کے لئے میں اس مسئلہ کو قرآن کریم اور حدیث کی رو سے اور بھی واضح کرتا ہوں۔ فوت شدہ لوگوں کی نسبت خدا تعالےٰ نے دو آیتوں میں عام قانون بیان فرمایا ہے۔

قانون عام

ثم انکم بعد ذلک لمیتون ثم انکم یوم القیامۃ تبعثون کہ ہم نے تم کو پیدا کیا۔ پھر ماریںگے۔ پھر قیامت کو ہی دوبارہ زندہ کرینگے۔ دوسری زندگی کے لئے یہ دنیا نہیں۔ بلکہ وہ دوسرا عالم ہے۔ شاید کسی کے دل میں یہ وہم گذرے کہ اس سے تو پھر عذاب قبر کے انکار لازم آتا ہے۔ اس کو حدیث من مات فقد قامت قیامتہ۔ (کہ جو مر گیا اس کی قیامت قائم ہو گئی) پر غور کرنی چاہیئے۔ پس ایک قیامت صغریٰ ہے اور ایک قیامت کبریٰ۔ دنیوی موت کے بعد موت نہیں۔ ہاں قرآن اور حدیث میں نیند اور بے ہوشی کا ذکر آتا ہے پس قیامت کبریٰ میں نیند اور بے ہوشی سے ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذا ہم قیام ینظرون کے ماتحت کھڑا کیا جائے گا۔

(۲) اللہ یتوفی الانفس حین موتہا والتی لم تمت فی منامہا فیمسک التی قضی علیہا الموت ویرسل الاخریٰ۔ کہ خدا تعالےٰ دو وقتوں میں بندوں کی روح قبض کرتا ہے۔ ایک جبکہ وہ سوتے ہیں۔ دوسرے اسوقت جبکہ وہ مرتے ہیں۔ نیند کے وقت جو روح قبض [illegible] پھر واپس دنیا میں بھیجدیا جاتا [illegible] قبض کی جاتی ہے اس

کہ خدا تعالےٰ اس عالم میں واپس آنے سے روک دیتا ہے۔ وہ اس دنیا میں واپس نہیں کی جاتی۔ اس کا قدم آگے کو ہی ہوتا ہے۔ اس عام قانون کے ماتحت حضرت عیسیٰ جب فوت ہو گئے ہیں۔ تو ان کی روح دوبارہ اس دنیا میں نہیں آسکتی۔

قانون خاص

اب وہ آیات لکھتا ہوں۔ کہ جن میں خاص قانون بیان کیا گیا ہے۔ مرنے والے دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ مومن یا کافر۔ مومنوں کے متعلق تو فرمایا ہے۔ ما ھم منھا بمخرجین۔ کہ وہ جنت میں داخل کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کو اس جنت سے نکالا نہیں جاتا۔ باقی رہے کافر۔ سو ان کی نسبت فرمایا ومن ورائھم برزخ الی یوم یبعثون کہ انکے اور دنیا کے درمیان روک ہے۔ جو بحیثیت مجموعی بعثت کے دن یعنے قیامت کبریٰ تک دور نہیں ہو سکتی۔ تا ان کی دوبارہ دنیا میں آنے کی آرزو پوری ہو۔ پس مومن تو دوبارہ دنیا میں اس لئے نہیں آ سکتے۔ کہ جو جنت میں داخل کیا جاتا ہے۔ وہ پھر نکالا نہیں جاتا۔ اور کافر اس لئے کہ ان کو آخرت کے لئے سرمایہ جمع کرنے کے لئے کافی وقت دنیا میں دیا جا چکا ہے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام جنت میں جگہ پاکر پھر دنیا دار الابتلاء میں نہیں آسکتے۔

آں را کہ حق بجنت و خلدش مقام داد
چوں بر خلاف وعدہ بروں آرد از ارم

موت ایک ہی ہے

اسکے علاوہ سورہ دخان میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولیٰ۔ کہ جنتیوں پر موت نہیں آئے گی۔ مگر وہی ایک موت جو دنیا میں ان پر آچکی ہے۔ پس موت ایک ہی مقرر کی گئی ہے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ارشاد الٰہی کے خلاف حضرت عیسیٰ فوت ہو کر پھر زندہ کئے جائیں۔ اور پھر ان پر موت وارد ہو۔ اور مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جب حضرت [illegible]

یہ خیال پیدا ہوا کہ حضرت نبی کریم پھر زندہ کے جائینگے اور منافقوں کے ناک کان کاٹینگے "۔

حضرت ابوبکرؓ کی تفسیر

تب حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کلا یجمع اللہ علیک موتتین۔ کہ یا رسول اللہ خدا تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں کریگا۔ جو مقررہ موت تھی وہ آپ پر آچکی ہے۔ ان سب دلائل کے علاوہ حضرت جابرؓ کے والد کا قصہ اس مسئلہ پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ کیونکہ حضرت نبی کریمؐ فرماتے ہیں کہ شہداء احد سے جنہیں کہ حضرت جابرؓ کا باپ بھی تھا۔ خدا تعالیٰ اس قدر خوش ہوا کہ اس نے کہا۔ جو تم مانگو میں تم کو دوں گا۔ اس پر تمام شہداؑ نے یہ درخواست کی کہ الٰہی ہم کو پھر دنیا کی زندگی عطاء فرمانا۔ ہم پھر تیری راہ میں قتل کئے جائیں تو باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جو تم مانگو گے۔ میں تم کو دوں گا۔ مگر

تقدیر الٰہی

جواب میں فرمایا۔ سبق القول منی انھم لا یرجعون۔ کہ میرا تو یہ قانون مقرر ہو چکا ہے۔ کہ جو مر جاتا ہے۔ وہ دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹایا جاتا۔ چونکہ تمہاری یہ درخواست ہمارے مقرر کردہ قانون کے خلاف ہے۔ اسلئے یہ منظور نہیں ہو سکتی۔ غرض جب حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور قرآن اور حدیث کی رُو سے اُن کا دوبارہ دُنیا میں آنا ناممکن ہے۔ کیونکہ جو مر جائے وہ دوبارہ دنیا میں نہیں آ سکتا۔ ہاں ہو سکتا ہے۔ کہ ان کا ہم نام کوئی دوسرا شخص آ جائے۔

نتیجہ پہلا مسیح اور ہے اور آنے والا اور

مذکورہ بالا بیان سے صاف یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ پہلا مسیح اور تھا اور آنے والا اور ہے۔ اسکے علاوہ قرآنی آیت وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم۔ ہماری اثبات کی کافی تائید کرتی ہے کہ پہلا مسیح اور ہے اور آنے والا اور۔ کیونکہ لفظ کما مماثلت اور مشابہت کے لئے

آتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مشبہ اور مشبہ بہ دو الگ الگ وجود ہوتے ہیں۔ پس جب خدا تعالیٰ مومنوں سے یہ وعدہ فرماتا ہے۔ کہ میں ان میں پہلوں کی مانند خلفاء پیدا کروں گا۔ تو حضرت عیسیٰ اس اُمت میں کس طرح خلیفہ ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ وہ تو موسیٰ کی اُمت کے ایک خلیفہ ہیں بلکہ وعدہ الٰہی کے مطابق ان جیسا کوئی خلیفہ اس اُمت میں ہونا چاہئے نہ کہ بذات خود ان کو ہی اس امت کا بھی خلیفہ بنایا جائے۔

تیسری دلیل

جس سے کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آنے والا شخص مسیح موسوی نہیں بلکہ وہ کوئی دوسرا ہے۔ وہ نبی کریم کی حلیتین والی حدیث ہے۔ جسکو مسلم اور بخاری دونوں نے اپنی صحیحین میں درج فرمایا ہے۔ کیونکہ مسیح موسوی جسکو حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات فوت شدہ انبیاء کی جماعت میں حضرت یحییٰ کے پاس دیکھا۔ اس کا حلیہ سرخ رنگ گھنگریالے بال بیان فرمایا ہے۔ اور دوسرا مسیح جس نے دجال سے مقابلہ کرنا ہے۔ اس کا حلیہ یہ بیان فرمایا ہے کہ اس کا رنگ گندمی ہے۔ اور گھنگریالے بال نہیں بلکہ سیدھے ہیں۔

تیسری بات کا جواب

اب رہی تیسری کہ اگر یہ مان لیا جائے۔ کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں۔ اور آنیوالا عیسےٰ اور ابن مریم کوئی دوسرا شخص ہے۔ تو پھر بھی مرزا صاحب کا معاملہ صاف ہے۔ کیونکہ ان کا نام عیسےٰ یا ابن مریم نہیں بلکہ غلام احمد ہے۔ اول تو غیر احمدی صاحبان کو یہ حق ہی نہیں پہنچتا کہ حضرت مرزا صاحب پر یہ سوال کریں۔ کیونکہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پیشگوئی بیان فرمائی کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا۔ جس کا نام احمد ہو گا۔ اب غیر احمدی صاحبان اس پیشگوئی کا مصداق حضرت نبی کریمؐ کو قرار دیتے ہیں۔

نبی کریمؐ کا ذاتی نام محمدؐ تھا نہ کہ احمدؐ

حالانکہ آپ کا نام احمد نہیں بلکہ محمدؐ ہے۔ قرآن میں جہاں آپ کا ذکر ہے محمد کے نام سے ہی آیا ہے۔ کلمہ توحید کو دیکھو یا درود شریف کو دیکھو۔ تو اس میں آپ کا نام محمد ہی ہے۔ آپ کی انگشتری پر اگر کوئی نام کندہ تھا۔ تو محمد ہی تھا۔ حتےٰ کہ صحیح مسلم میں آتا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ میرے گھر والوں نے میرا نام محمد رکھا۔ پس صفائی کے ساتھ وہی اعتراض جو غیر احمدی مرزا صاحب پر کرتے ہیں۔ خود ان پر پڑتا ہے۔ اور غیر احمدی صاحبان کے پاس سوائے اسکے کہ وہ یہ کہیں کہ خدا نے آنحضرتؐ کا نام احمد رکھا ہے۔ اور کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ پس جس خدا نے آنحضرتؐ کا نام احمد رکھا اسی نے حضرت مرزا صاحب کا نام عیسیٰ اور ابن مریم رکھا۔

اُصول کی بات

اور پھر کیا یہ تمہارے اصول کی بات نہیں۔ یستعار لعالم فقیہ متقی ابی حنیفۃ۔ کہ استعارے کے طور پر ایک متقی عالم کو ابی حنیفہ کہہ سکتے ہیں۔ تو کیا خدا تعالیٰ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ کسی کا نام ابن مریم یا عیسےٰ رکھے۔ اگرچہ ایک طالب حق کے لئے اتنی بات ہی کافی ہو سکتی ہے۔ لیکن میں ناظرین کے اطمینان کیلئے قرآن کریم سے اثبات کا ثبوت دیتا ہوں کہ ایک شخص کا ذاتی نام عیسےٰ اور ابن مریم نہیں۔ بلکہ مشابہتوں کی وجہ سے اس کا نام ابن مریم رکھا گیا ہے۔ چنانچہ سورہ تحریم میں خدا تعالیٰ نے چند مثالیں بطور پیشگوئی بیان فرمائی ہیں۔ جن سے یہ مسئلہ خوب واضح ہو جاتا ہے۔

مثال اوّل

ضرب اللہ مثلا للذین کفروا امرأۃ نوح وامرأۃ لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتاھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا و قیل ادخلا النار مع الداخلین۔ خدا تعالیٰ کافروں کی

[illegible] کی بیویوں جیسے ہیں۔ کیونکہ وہ دونوں ہمارے [illegible] نیک بندوں کے ماتحت تھیں۔ لیکن انہوں نے ان کی [illegible] خیانت کی۔ ان کا انجام یہ ہوا کہ وہ [illegible] میں گنہگار ہوئیں۔ اور کوئی ان کو ذرہ [illegible] نہ پہنچا سکا۔ اور اس بد انجامی کے ساتھ جہنم [illegible]

[illegible] میں خدا تعالیٰ نے ان لوگوں کو جو نبی کریم [illegible] صلعم پر ایمان نہیں لائے۔ اور آپ کا [illegible] انکار کیا۔ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی سے [illegible] دی۔

[illegible] سے مطلب واضح ہوتا ہے

کیونکہ مثال ہمیشہ مطلب کے واضح کرنے کے لئے بیان کی جاتی ہے۔ اس لئے مطلب اس وقت تک واضح نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ مثل اور ممثل بہ میں مماثلت اور مشابہت نہ ہو چنانچہ اس آیت میں جو کفار کو مثالی طور پر نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کا نام دیا گیا تو وہ اسی لئے کہ طرفین میں مشابہت ہے۔ کفار کی حالت اور انجام کو واضح کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی حالت کو واضح کر دیا ہے تا ہر عقلمند سمجھ جائے کہ رسول کریمؐ کے نہ ماننے والوں کا کیا انجام ہوگا۔ اور در حقیقت مخالفین کے حق میں یہ ایک عظیم الشان پیشگوئی تھی۔ جسے خدا نے پورا کرکے اسلام کی صداقت پر مہر لگا دی ہے۔

کفار کے حق میں پیشگوئی

گویا کفار کو یہ بتلایا ہے کہ دیکھو ہم نے ان دونوں عورتوں کے گھروں میں چراغ نبوت روشن کیا۔ اور ان کے صحنوں میں چشمۂ فیض و معرفت جاری کیا۔ اگر چاہتیں تو وہ ان کے ذریعے فلاح [illegible] حاصل کر سکتی تھیں۔ لیکن ان بدقسمتوں نے فائدہ حاصل نہ کیا۔ اور محروم کی محروم دونوں کے عذاب میں [illegible] گھرواں کو بھی تم [illegible] نے جو چراغ نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے روشن کیا ہے۔ آنکھیں کھولو اور اس نور سے فائدہ حاصل کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ تمہارا بھی وہی حال ہوگا۔ جو نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کا ہوا۔ اور دنیا میں ہی اپنی ناکامی اور نامرادی کا منہ دیکھ کر تباہ و برباد ہو جاؤ گے۔ اور کوئی تم کو ذرہ نفع نہیں پہنچا سکیگا چنانچہ جو انجام ان کا ہوا۔ وہ کسی اہل علم سے مخفی نہیں۔

دوسری مثال

اب دوسری مثال میں وہ لوگ جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے۔ ان کی کامیابی اور کامرانی کی پیشگوئی فرماتا ہے جس رنگ میں کہ مثال اول مخالفین کے حق میں ناکامی اور نامرادی کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ لیکن چونکہ مومنین کے دو حصے ہیں۔ اور دونوں کے حالات مختلف ہیں اسلئے ان کی الگ الگ مثالیں بیان فرمائی ہیں۔

مومنین کی پہلی مثال

وضرب اللہ مثلا للذین امنوا امرأۃ فرعون اذ قالت رب ابن لی عندک بیتا فی الجنۃ ونجنی من فرعون و عملہ ونجنی من القوم الظلمین۔

ترجمہ۔ بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مثال مومنوں کی کہ گویا وہ فرعون کی بیوی آسیہ ہیں کہ اس نے خدا کے حضور دعا کی کہ اے میرے رب میرا گھر جنت میں بنا اور فرعون سے اور اس کی بداعمالیوں سے مجھے نجات بخش۔ بلکہ اس ساری ظالم قوم سے میرا پیچھا چھوڑا یعنے آسیہ نوحؑ اور لوطؑ کی بیوی کی طرح نافرمان نہ تھی بلکہ وہ حضرت موسیٰؑ پر ایمان لائی تھی۔ لیکن چونکہ اس کا شوہر فرعون خدا سے غافل اور حق کا مخالف تھا اسلئے اسکے گھر میں رہ کر اور اسکے خاندان سے تعلق رکھ کر اعمال صالحہ کے بجالانے میں اس کو دقت پیش آتی تھی۔ اس لئے اس سے اور اسکی قوم سے تنگ آکر خدا تعالےٰ کے حضور اس نے دعا کی کہ الٰہی تو مجھ کو انکے پنجے سے چھوڑا۔ تا میں آزادی سے تیری اور تیرے رسول کی اطاعت کرکے تیرے جنت کی وارث بنوں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے فرعون اور اسکی قوم کو غرق کرکے آسیہ کا پیچھا چھوڑا دیا۔

مومنین کی کامیابی کی پیشگوئی۔

مومنین کے ایک حصے کا نام مثالی طور پر آسیہ اسلئے رکھا۔ کہ وہ بھی اس کی طرح خدا کے نبی حضرت محمد مصطفےٰ پر ایمان لائے تھے اور دعون اور فرعون کی قوم ایسی ظالم قوم کے ظلم و ستم کے نیچے دبے ہوئے خدا سے نجات کے خواہاں تھے اور ان کی بھی فرعون کی بیوی کیطرح خدا کے حضور یہ فریاد تھی۔ ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا کہ الٰہی غیب سے ہماری مدد فرما۔ اور اس ظالم قوم کے پنجے سے ہمیں رہائی بخش۔ یہ مومنین تھے۔ جو کم استطاعت ہونے کی وجہ سے نبی کریم کے ساتھ ہجرت نہیں کر سکے تھے۔ اور مجبوراً مکے میں رہ کر ان موذیوں کے ہاتھ سے طرح طرح کے ایذا اٹھاتے تھے۔ سو خدا تعالیٰ نے ان کا نام آسیہ رکھ کر یہ بتایا کہ جس طرح میں نے آسیہ کی دعا کو قبولیت کا شرف بخشا۔ اور فرعون اور فرعون کی قوم کو ہلاک کرکے ان کو نجات بخشی تھی۔ اسیطرح اب میں ان کی بھی فریاد رسی کروں گا۔ اور ان ظالموں کو ہلاک کرکے ان مظلوموں کو انکے پنجے سے آزاد کروں گا کیونکہ آسیہ کی طرح یہ بھی خدا کے ایک نبی پر ایمان لانے کی وجہ سے ایسے شدید دکھ اور مصیبتیں اٹھاتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

مومنین کے دوسرے حصے کی مثال

ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمات ربھا وکتبہ وکانت من القنتین۔ ترجمہ۔ بیان کرتا ہے اللہ تعالےٰ مثال مومنوں کی۔ کہ گویا وہ مریم ہیں جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی۔ پس ہم اس میں اپنی روح پھونکیں گے۔ کیونکہ مریم کلمۃ اللہ حضرت مسیح اور ان کی [illegible] جو خدا تعالےٰ کے پاک کلمات تھے۔ اور اسکی [illegible] کتابوں پر ایمان لائی تھی۔ اور وہ بڑی فرمانبردار [illegible]

پہلی مثال میں تو ان عورتوں کا ذکر کیا۔ جو خود بدعمل نہیں۔
لیکن جن کے وہ ماتحت لگی تھیں۔ وہ بڑے پارسا اور
خدا کے نبی تھے۔ اور دوسری مثال میں اس عورت کا ذکر
کیا۔ جو خود بڑی پارسا تھی۔ لیکن جس کے وہ ماتحت تھی
وہ برا شخص تھا۔ اب اس تیسری مثال میں اس عورت
کا ذکر کیا ہے۔ جو خود بھی بڑی متقیہ و پرہیزگار تھی
اور جو اس کا کفیل تھا۔ وہ بھی پارسا بلکہ خدا کا نبی
تھا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وکفلها زکریا
(آل عمران رکوع ۴) اسلئے فرعون کی بیوی کی طرح اس کو احکام
الٰہی کے بجا لانے میں دقتیں پیش نہ آتی تھیں بلکہ
حضرت زکریا کا نمونہ اس کی نیکی میں اور اضافہ کرتا
تھا پس حضرت مریم سے خدا تعالیٰ نے ان حصہ
مومنین کو مشابہت دی ہے جو حضرت مریم کی طرح
خدا کے ایک برگزیدہ نبی کی کفالت میں تھے۔ اور
اس کا پاک نمونہ ان کی نیکیوں میں بہت بڑا اضافہ
کرتا تھا۔ آسیہ کی طرح احکام الٰہی کی بجا آوری میں
ان کو دقتیں اور مشکلات نہیں پیش آتی تھیں۔ غرض
یہ وہ لوگ ہیں۔ جو مدینے میں ہجرت کر آئے تھے
اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیر سایہ زندگی
بسر کرتے تھے۔ ان صحابہ کو حضرت مریم سے صرف
یہی مشابہت نہیں کہ جس کی بنا پر ان کو مریم کہا
گیا ہے۔ بلکہ اسلئے بھی ان کو خدا تعالیٰ نے اس سے
مشابہت دی ہے۔

پیشگوئی

کہ جس طرح حضرت مریم باوجودیکہ نہایت صالح
عورت تھیں۔ لیکن ان پر بڑے الزام
لگائے گئے۔ اور ان کی اپنی ہی قوم بنی اسرائیل کی
طرف سے لگائے گئے۔ اسی وجہ سے وہ قوم خدا
کی لعنت کی مورد بنی۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے
علیٰ مریم بہتاناً عظیماً۔ کہ ان یہودیوں پر اس لئے
بھی ہم نے لعنت کی کہ انہوں نے ناحق ایک صالحہ
عورت پر بہتان باندھا (پارہ ۶ رکوع ۲۶)
اسی طرح صحابہ پر بھی باوجود ان کے تقویٰ اور طہارت کے
الزام لگائے جائینگے۔ اور ان کی اپنی ہی قوم مسلمانوں
کی طرف سے لگائے جائینگے۔ چنانچہ پیشگوئی کے مطابق
شیعہ قوم مسلمانوں میں ایسی پیدا ہو گئی۔ جو صحابہ کو
متہم کرتی ہے۔

بشارت

لیکن صحابہ کا نام مریم رکھنے میں ان کو یہ
بشارت بھی دے دی گئی کہ جس طرح
حضرت مریم کو خدا تعالیٰ نے وعدہ ان اللہ اصطفٰک
وطہرک واصطفٰک علیٰ نساء العالمین کے
مطابق تمام الزامات سے بری کر کے دنیا میں ایک
پاکیزہ اور برگزیدہ عورت ثابت کیا۔ اسی طرح خدا تعالیٰ
صحابہ کو بھی الزامات سے بری کر کے دنیا میں ایک
پاکیزہ اور برگزیدہ جماعت ثابت کر دیگا۔ چنانچہ
رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کا خطاب جو خدا تعالیٰ
سے ان کو ملا ہے۔ دنیا میں اس کو کوئی مٹا نہیں
سکتا۔ اگر ان سے کچھ کمزوریاں بشریت کے تقاضا
سے ہو بھی گئی تھیں۔ تو خدا تعالیٰ قرآن مجید میں
فرماتا ہے۔ فالذین ھاجروا واخرجوا من دیارھم
واوذوا فی سبیلی وقاتلوا وقتلوا لاکفرن عنھم
سیئاتھم ولادخلنھم جنت تجری من تحتھا الانھار
کہ میں ان کی تمام کمزوریاں اور لغزشیں معاف کر
دوں۔ اور ان کو جنات کا وارث بناؤں گا۔ حضرت
آدم سے بھی غلطی ہوئی۔ مگر کیا ہم ان کی اس غلطی کو
پکڑ کر ان کو برا کہہ سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ کیونکہ
خدا تعالیٰ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ اسی طرح
صحابہ کی لغزشیں جب خدا تعالیٰ نے معاف کر دیں
تو دوسرا مواخذہ کرنیوالا کون ہو سکتا ہے۔

ابن مریم کی پیشگوئی

اب سوال ہوتا ہے کہ اگر صحابہؓ کو
حضرت مریم سے مشابہت ہے۔ تو
حضرت مریم میں تو نفخ روح بھی
کی گئی تھی۔ جسکے نتیجہ میں انکے
ہاں عیسیٰ ابن مریم پیدا ہوئے۔ کیا وہ تمام مومنین
جن کو حضرت مریم سے مشابہت دی گئی ہے۔ ان
سب میں بھی نفخ روح کی جائیگی۔ تا ان کے ہاں
بھی ابن مریم اور عیسےٰ پیدا ہوں۔ تو اس کا جواب
اس تیسری مثال میں دیا ہے۔ فنفخنا فیہ من [illegible]
کہ مریم کا مرتبہ پانیوالے تو مومنین بہت ہونگے۔ لیکن
نفخ روح صرف ایک میں کیا جائیگا۔ کیونکہ حضرت [illegible]
ضرب اللہ مثلا للذین آمنوا میں بحیثیت [illegible]
افراد مومنین کو مشابہت دی ہے۔ لیکن [illegible]
کے وقت فیہ میں ضمیر واحد کی رکھ کر [illegible]
کہ ابن مریم صرف ایک کے ہاں ہوگا۔ [illegible]
فرماتا۔

فنفخنا فیہ سے مراد مریم نہیں بلکہ مثیل مریم ہے

اور یہ [illegible] من روحنا [illegible] حضرت مریم [illegible] نہیں۔ کیونکہ یہ
مذکر کی ہے۔ مونث کی نہیں چنانچہ جہاں پر حضرت [illegible]
مراد لی گئی ہیں۔ وہاں پر خدا تعالیٰ نے ضمیر مونث [illegible]
ہے۔ والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من [illegible]
(پارہ ۱۷ رکوع ۶)

سوال

اب سوال یہ ہوتا ہے کہ حضرت مریم میں
نفخ روح کی گئی تھی وہ تو خود عیسیٰ نہیں [illegible]
گئی تھیں۔ بلکہ ان کا لڑکا عیسےٰ نبی اللہ ہوا۔ کیا [illegible]
کا نام اس امت میں مریم رکھا گیا ہے۔ اور اس میں
روح ہوتی ہے۔ اس کے ہاں بھی حضرت مریم کی [illegible]
لڑکا عیسےٰ نبی اللہ پیدا ہوگا یا وہ خود ہی عیسیٰ بن [illegible]

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ وہی شخص مریم [illegible]
درجہ سے ترقی کر کے ابن مریم کا مرتبہ پا [illegible]
(اور ممکن ہے کہ اسکے ہاں لڑکا بھی مسیحی نفس [illegible]
کیونکہ خدا تعالیٰ نے اس امت کی شان میں
کنتم خیر امۃ۔ اسی طرح مہدی مریم کا بھی
بڑھا ہے) اور اسمیں یہ حکمت [illegible] کا
خلق ہے۔ اور اصلاح کا [illegible]
کے سپرد کیا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے [illegible]
علی النساء۔ کہ عورتوں [illegible]
کہ یہ مقدم اور مصلح [illegible] مردوں [illegible]
مہدی مریم [illegible]

[illegible] نہیں بن سکتی تھی۔ کہ اس میں کسی طرح کی قباحت تھیں
اس لئے خدا تعالیٰ نے اس کو میانی عطا فرمایا جس نے
[illegible] کا کام کیا۔

لیکن عیسیٰ مریم مردوں میں سے ایک فرد تھا
اور مرد مسیح بن سکتا ہے۔ اس لئے
[illegible] سے ترقی دے کر ابن مریم کا مرتبہ دیا گیا۔
[illegible] کا ذاتی نام عیسیٰ یا اس کی والدہ کا
[illegible] نہیں ہوتا تھا۔ بلکہ جس طرح وہ روحانی
[illegible] ہے۔ روحانی طور پر ہی ابن مریم ہوا
[illegible] کا نام قرآن اور حدیث میں بطور استعارہ
[illegible] مشابہتوں کی وجہ سے ابن مریم رکھا گیا ہے۔

چنانچہ مرزا صاحب فرماتے ہیں ؎

چوں مرا نورے پئے قوم مسیحی دادہ اند
مصلحت را ابن مریم نام من بنہادہ اند

انشاء اللہ دوسرے نمبر میں وہ مشابہتیں مع تفسیر حدیث النزول درج کرونگا ۔ (حافظ جمال احمد قادیان)

خواتین ہند کے نام

علیا حضرت ملکہ معظمہ کا پیغام گرامی

کچھ عرصہ ہوا میں نے سلطنت برطانیہ کی خواتین کے [illegible] ایک پیغام بھیجا تھا۔ جس میں شکریہ اور امید کا اظہار [illegible] تھے۔ میں اسی سلسلہ میں خواتین ہند کے نام ایک [illegible] کو روانہ بھیجتی ہوں۔ میرے الفاظ گو مختصر اور سادہ [illegible] کیا۔ اپنے دل سے نکلے ہوئے ہیں۔

[illegible] محسوس کرتی ہوں کہ اپنے ملک کے قدیم رسوم و رواج [illegible] کا احترام ان کے لئے لازمی ہے۔ [illegible] وہ عام صنعتی کاموں میں حصہ نہیں لے [illegible] وقت سلطنت میں ان کی [illegible] کو خوشی [illegible]

مرد میدان جنگ کو چلے گئے تھے۔ ہندوستان کی عورتوں کو جدائی کی تلخی اور مصیبت برداشت کرنی پڑی ہے۔ اور انہوں نے اپنے دور افتادہ رشتہ داروں کی خبر نہ پاکر اور واقعات جنگ سے ناواقف رہ کر فکر و غم کے دن اور مہینے گذارے ہیں۔ شدت جنگ کے دوران میں ان کی قوت برداشت کے متعلق مختلف اطراف سے مجھ تک ایسی خبریں پہنچی ہیں۔ جنہوں نے میرے دل کو جذبات تحسین سے بھر دیا ہے ان میں سے اکثر خواتین نے اس سے بھی زیادہ کر دکھایا ہے۔ چنانچہ مجھے ایسے خطوط کی اطلاع ملی ہے جنہیں ہندوستانی خواتین نے میدان جنگ پر گئے ہوئے شوہروں۔ بھائیوں اور بیٹوں کو تاکید سے لکھا ہے کہ جنگ میں بہادری کا ثبوت دیں۔ مصیبت سے ہراساں نہ ہوں۔ اور ملک اور بادشاہ کی وفاداری میں زندگی کو قربان کرنے میں بھی دریغ نہ کریں ۔

تواریخ ہند کے صفحے عہد گذشتہ کی مستورات کی جانبازی اور شجاعت کے کارناموں سے پر ہیں۔ اور اس جنگ نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ یہ جذبہ ابھی تک بدستور ہندوستان میں قائم ہے۔ خواتین ہند ہمدردی و خیرات کے لیے بھی شہرہ آفاق ہیں۔ اور میں اس حقیقت سے لاعلم نہیں ہوں کہ وہ اس بربادی سے نہایت متاثر ہوئی ہیں۔ جو جنگ کے تباہ کن نتائج سے بہت سے گھروں میں برپا کی ہے۔ زخمیوں اور بیماروں کی امداد کرنے اور اپنے غریب ہمسائیوں کی مصیبت میں ان کا ہاتھ بٹانے میں وہ ہمیشہ مستعد رہی ہیں ۔

مجھے اس بات سے مسرت حاصل ہوتی ہے کہ خواتین ہند کی ترقی و بہبودی کے لئے بہت سے حالات نمایاں ہو گئے ہیں۔ اور میں ہر تجویز کو انتہائی دلچسپی اور ہمدردی کے ساتھ دیکھتی ہوں۔ جس کا یہ مقصد ہو کہ تعلیم و تربیت حاصل کرنے میں ان کو زیادہ آسانی حاصل ہو۔ یا شفاخانوں یا ان کے گھروں میں انکو عورتوں کے ذریعہ ہی مناسب طبی امداد ملے۔ یا انکے معلوم و عمل کا دائرہ وسیع تر ہو۔ اور انکو قانون کی مناسب حفاظت میسر آئے (باقی)

گیہوں کی قیمت

لاہور کی منڈی میں گیہوں کا نرخ ابھی تک گراں ہے یعنی گیہوں کا بھاؤ چھ روپے چھ آنہ سے لے کر چھ روپے بارہ آنہ تک فی من ہے۔ آٹے کے کارخانوں کے لئے اسی قیمت پر گیہوں خریدی جا رہی ہے۔ موسم سرما میں بارش نہ ہونے سے گیہوں کی آئندہ فصلوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ اور اس وجہ سے موجودہ ذخائر گندم منڈی میں نہیں لائے جاتے۔ ناجائز منافع اور سٹہ بازی ابھی تک قطعاً بند نہیں ہوئی اور عوام میں ناجائز فائدہ اٹھانے والوں کے خلاف بہت سخت ناراضگی پیدا ہو رہی ہے۔ [illegible] کہ گورنمنٹ زیر قانون تحفظ ہند اپنے اختیارات پر عمل پیرا ہو۔ اور ناجائز منافع کے متعلق سٹہ بازوں کی توقعات ناکام رہیں۔ ہندوستان میں اجناس خوردنی کی قلت نہیں ہے اور نہ قحط کا احتمال ہے۔ گو اجناس کی گرانی نے غریب لوگوں کے لئے قحط کی سی حالت پیدا کر دی ہے۔ اب انسداد گرانی کے لئے آسٹریلیا سے گندم روانہ ہو چکی ہے گورنمنٹ برطانیہ نے کثیر مقدار میں گندم مہیا کی ہے بلکہ اس کے کرایہ میں بھی تخفیف کر دی ہے۔ توقع ہے کہ آسٹریلیا کی گندم میں آٹے کے کارخانوں کے لئے ساڑھے چھ روپیہ فی من کے حساب سے یعنی لائل پور کے موجودہ نرخ سے کم قیمت پر مہیا کی جائیگی۔ کلکتہ کے نرخ سے اس کا بھاؤ بارہ آنہ فی من کم ہوگا

چونکہ لاکھوں من گیہوں آ رہی ہے۔ اس لئے عنقریب اسکے پہنچتے ہی نرخ میں نمایاں فرق پڑ جائیگا۔ صرف پنجاب کی گندم کے لئے کوئی مطالبہ نہیں رہیگا بلکہ اس کی قیمت بھی گر جائیگی اس سے پہلے موقعہ پر جب آسٹریلیا سے گندم منگائی گئی تھی تو اس کا پہلا جہاز پہنچتے ہی منڈی میں انقلاب پیدا ہو گیا تھا امید ہے کہ عنقریب وہی [illegible] صورت حالات پھر پیدا ہو جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ [illegible] آئندہ [illegible]

اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء

یہ وہ پرچہ اخبار اہلحدیث کا ہے جسمیں مولوی ثناءاللہ امرتسری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آخری فیصلہ والا خط نقل کرکے اسکے نیچے اپنا یہ جواب لکھا ہے کہ مجھے یہ فیصلہ منظور نہیں ہے۔ یہ پرچہ امرتسری نے چھپایا کہ باوجود اس کے سال بھر کا مکمل فائل رکھنے کے پھر بھی نہ دیا۔ دیگر احباب نے بھی امرتسری سے ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کا پرچہ قیمتاً طلب کیا تو اس نے دینے سے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ غیر احمدیوں نے بھی اس سے مانگا۔ تو صاف جواب دیا کہ یہ پرچہ باقی نہیں رہا۔ اور دینے سے انکار محض اسلئے کرتا رہا کہ اس میں امرتسری کی ذلت اور تکذیب ہوتی تھی۔ اور تم اپنے مسلمہ عقیدہ کی رو سے کاذب مفسد۔ دغا باز۔ مکار ثابت ہوتا تھا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسکے مانے ہوئے اصول اور تسلیم کردہ قاعدہ اور مسنونہ طریق کے مطابق یہ فیصلہ صادر فرمایا تھا کہ وہ زندہ رہ کر نشان صداقت مسیحائی دیکھے تاکہ اسکی ذات پر اتمام حجت ہو جائے۔ غرضیکہ ان وجوہات سے وہ اس اخبار مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کو کسی کے سامنے پیش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور نہ اب تک چاہتا ہے۔

خاکسار ایڈیٹر فاروق چونکہ ہمیشہ اسکے تعاقب میں رہتا ہوا اس پرچہ کا متلاشی تھا۔ جو خدا کے فضل سے بہم پہونچ گیا۔ فللہ الحمد۔ اب ہرجگہ اپنی جماعت کے احباب اس پرچہ کو مخالفین کے دکھلانے کے واسطے طلب کرتے رہتے تھے۔ جو پرچہ صرف ایک پرچہ ہونے کے کسی کو نہیں بھیجا جاتا تھا۔ اس لئے اس کی اشد ضرورت کو معلوم کر کے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اس سالم پرچہ کو حرف بحرف سطر بہ سطر صفحہ بہ صفحہ اسی کاغذ پر بالکل ہو بہو نقل مطابق اصل لکھوا کر چھپوا دیا ہے۔ جسمیں ایک حرف کی کمی بیشی یا پس و پیشی اصل پرچہ سے نہیں کی گئی۔ لہذا ہمارے دوستوں کو چاہیئے کہ اس دشمن کش حربہ کو جو دشمن نے ہی تیار کرکے ہمیں دیا ہے۔ منگا کر سینہ با سینہ محفوظ رکھیں اور بوقت ضرورت کام میں لائیں۔ اور دشمن پر چلائیں۔ قیمت فی پرچہ ۴ر ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصلی خط بھی جو حضور نے ثناءاللہ کے نام لکھا تھا۔ منگالیں۔ جس کا عکس چھاپ دیا ہے۔ اور اس کی قیمت صرف ایک آنہ ہے۔ ایک ایک عدد منگانے والے معرفت ۵ر کے ٹکٹ بھیجکر منگائیں۔ زیادہ کے واسطے وی پی بھیجا جائیگا

عیاں پھر احمدی دنیا میں ہوتا ہے جواں ہوکر

خدا کے فضل و کرم سے بدلگام دشمنان اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ کے واسطے رسالہ احمدی دوبارہ جاری کیا گیا ہے۔ جو انشاءاللہ سر زور معاندین کے حق میں خاردار لگام کا کام دیگا۔ اور اون کے حواس درست کرنے اور ہوش ٹھکانے پر لانے کے لئے رگ زن اور سرجن شفیق ہوکر پورا پورا اپریشن کریگا یہ بلا تعیین کسی خاص تاریخ کے ہر ماہ میں ۲۴ صفحہ کا نمبر شائع ہوتا رہیگا۔ اور ضرورتاً اس سے زیادہ صفحات پر بھی نکلیگا۔ اس کی سالانہ قیمت صرف دو روپیہ معہ محصولڈاک ہوگی۔ جو غیر مستطیع احباب سے ایک ایک روپیہ کرکے دو مرتبہ باقساط وصول کی جائیگی۔ پہلا نمبر چھپ رہا ہے۔ جو شروع فروری میں انشاءاللہ شائع ہوگا۔ جسمیں بٹالوی ڈاکٹر مرتد کی اور سہارنپوری مستور الحال مبلغین کی مدارات و دعوت اون کے حسب حال کی گئی ہے۔ مدرسہ احمدیہ قادیان کے ایک طالب علم حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی نے احمدی کے متعلق ذیل کی نظم لکھی ہے۔ جو ہدیہ ناظرین ہے۔

مخالف پر گریگا بجلیں دیگا آسماں ہوکر
مبارک ہو کہ نکلا احمدی اب نوجواں ہوکر
دکھائیگا ہر اک دشمن کو نیچا فضل یزداں سے
یہ میدان مقابل میں صف شکن پہلواں ہوکر
مقابل میں گرینگے اسکے سارے دشمنان حق
کریگا بول بالا حق کا زیر آسماں ہوکر
ہمیں امید ہے کہ یہ فیض پہنچائیگا دنیا کو
کریگا وعظ حق ہر جا مکین قادیاں ہوکر
یہ خوشبو اپنی پھیلائیگا ہر جا مثل گل عالم میں
مگر دشمن کے سینہ کو یہ چھیدیگا سناں ہوکر
بڑے کار نمایاں کر چکا ہے پہلے بچپن میں
کریگا حشر برپا دیکھ لینا اب جواں ہوکر
اشاعت فرض ہے ایسے مجاہد کی مسلمانوں
خریدار اس کے بن جاؤ ذرا تم مہرباں ہوکر
بری نظروں سے دیکھینگے جو اسکو دشمنان حق
گھسیگا انکی آنکھوں میں یہ حافظ دھواں ہوکر

اب احمدی احباب سے گذارش ہے۔ وہ بہت جلد درخواستہائے خریداری دفتر فاروق میں بھیجکر ثواب حاصل کریں۔ اور اس کی ترقی اشاعت میں سر توڑ کوشش فرمائیں

حجۃ اللہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لاہور میں ایک بڑے مجمع میں یہ سوال کیا گیا تھا کہ جو جبکہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر صدق دل سے ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ اعمال بجا لاتے ہیں تو پھر ہمیں آپ کا ماننا کیوں ضروری ہے۔ اس سوال کے جواب میں جو کچھ آپ نے فرمایا وہ تمام تقریر مندرجہ عنوان نام سے اعلیٰ کاغذ و لکھائی و چھپائی سے طبع شدہ چند کاپیاں دفتر فاروق میں موجود ہیں۔ ۱ر کے ٹکٹ بھیجکر ایک کاپی منگا کر احباب اس سے فائدہ عظیمہ حاصل کریں۔ یہ پیغامیوں اور غیر احمدیوں کے لئے بطور اتمام حجت کے ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۳۰ر جنوری ۱۹۱۹ء

بتوں کی راہ گذر میں پڑے ہو کیا حضرت
خدا کی راہ کا بھی کوئی کام کر لیتے

ناظرین فاروق کو یہ بات معلوم ہے کہ بخدمت علمائے دیوبند الفضل میں یہ درخواست کی گئی تھی کہ حضرات دیوبندی جو دنیاوی جھگڑوں میں اپنے حریفوں سے مباہلے کے ذریعہ فیصلہ چاہتے ہیں۔ کیا وہ جماعت احمدیہ کے ساتھ اس دینی اختلاف میں مباہلہ کر کے فیصلہ نہیں کرتے؟ الفضل کے اس مضمون کا جواب علماء دیوبند کی طرف سے تو کچھ نہ آیا۔ مگر بیچ میں سہارنپوری مبلغین گنام ونشان کود پڑے۔ اور ایک نامعقول اور مجہول اشتہار جسمیں اصل مدعا سے گریز فضول اور پر شرارت انگیز تھا۔ شائع کر دیا۔ جس کا جواب لعضلہم ترکی بہ ترکی مگر مدلل اور مسکت خصم انشاء اللہ رسالہ احمدی میں جو عنقریب نکلنے والا ہے۔ لکھا جارہا ہے۔ مگر معزز ہمعصر الفضل نے بھی اس بے نام اشتہار کے متعلق نفس مضمون پر کچھ لکھا تھا۔ جس کا ماحصل یہ تھا کہ حضرات علماء دیوبند مباہلہ کی طرف آئیں اور ایسے غیر ناحق درمیان میں دخل دے کر بات نہ ملائیں اسکے جواب میں الحمدللہ کہ علماء دیوبند کی طرف سے ایک اعلان نکلا۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ الفضل میں جو دعوت مباہلہ دی گئی ہے۔ وہ منجانب ایڈیٹر صاحب الفضل ہے یا احمدیہ جماعت کے پیشرو کی طرف سے؟ اس کا معقول اور مفصل جواب بذریعہ اشتہار نیز بوساطت الفضل اخبار فوراً یہ دیا گیا کہ:-

"(۱) امام جماعت احمدیہ علماء دیوبند سے مباہلہ کیلئے تیار ہیں"

اور حضرات دیوبند کے اس سوال کا کہ

"(۲) یہ مضمون جو اخبار الفضل میں مرکزی جماعت دیوبند کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہے اس کا ذمہ دار اور مباہلہ کی دعوت دینے والا کون ہے۔ مرکزی حیثیت سے ایسی تحریر ہمارے پاس آنی چاہیئے"

الفضل مورخہ ۱۴ر جنوری ۱۹۱۹ء میں اور نیز بذریعہ اشتہار یہ جواب باصواب دیا گیا تھا کہ

"یہ ہم انہیں اس دعوت مباہلہ کی طرف توجہ دلاتے ہیں جو ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ سال خواجہ حسن نظامی صاحب کے متعلق ایک مضمون لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ میں دی تھی کہ:

اگر علمائے دیوبند یا علمائے فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں تو میں بغیر ان دونوں شرطوں کے (جو حسن نظامی سے انکی حیثیت کے اظہار کے لئے مقرر کی گئی تھیں فاروق) صرف انکی تحریر پر ان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں"

ہم آپ کو آگاہ کرتے ہیں کہ اس کا ذمہ وار وہی ہے جس نے عرصہ ہوا۔ آپ سے مباہلہ کرنے پر آمادگی کا اظہار کیا تھا۔ اور جو جماعت احمدیہ کا واجب الاطاعت امام ہے" (الفضل ۱۴ر جنوری ۱۹۱۹ء)

اس اعلان کے بعد علماء دیوبند کا یہ فرض تھا کہ اپنے اقرار ذیل کے مطابق کہ

"(۱) مرکزی حیثیت سے ایسی تحریر ہمارے پاس آنی چاہیئے جسکے بعد اُسی کے انداز سے علماء دیوبند کی طرف سے وہ اُمور لکھے جائیں۔ جنکی اس کارروائی کے لئے ضرورت ہے" (اشتہار علمائے دیوبند)

وہ اُمور جن کی مباہلہ کے لئے ضرورت تھی۔ لکھکر بھیجتے۔ مگر افسوس ہے یہ کہنا پڑتا ہے کہ بجائے شرائط مباہلہ وغیرہ پیش کرنے کے جو کہ اصل مقصود تھا۔ علماء موصوف نے ایک غیر ذمہ وار شخص مولوی عبدالسمیع صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند کی طرف سے اشتہار چھاپ کر بھیجا جو میری نظر سے بھی گذرا۔ جسمیں مشتہر صاحب موصوف نے ایسی ٹیڑھی چال چلی ہے۔ جو اس مباہلہ کو آخر کار بجز گاؤ دیوبند کے سر سے ٹالدے۔ اور وہ طرح ڈالنی چاہی ہے۔ جس کا ان کو آج کوئی حق نہیں تھا۔ یعنی مولوی عبدالسمیع صاحب فرماتے ہیں کہ تم لوگ جو مرزا صاحب کو نبی کہتے اور مسیح موعود بنا کر لوگوں سے منوانا چاہتے ہو اور لوگ ان کو مفتری قرار دیتے ہیں۔ پہلے مناظرہ کر کے ہمارے سامنے یہ ثابت کرو کہ وہ واقعی نبی اور رسول تھے یا نہیں؟ پھر مباہلہ بھی ہو جائیگا۔ یہ خلاصہ ہے اس اشتہار کا۔ چونکہ میرے پاس وہ اصل اشتہار نہیں اس لئے اصل عبارت بلفظہ نہیں لکھ سکا۔ اپنے الفاظ میں ماحصل اس کا یہ لکھ دیا ہے۔ اس کا جواب معزز الفضل بھی دیگا مگر میں بھی کچھ عرض کرتا ہوں۔ مولوی عبدالسمیع صاحب اضافات کو ملاحظہ فرما کر اپنے اشتہار کی ترمیم کریں۔

اے شیخ تری سر کی قسم لطف نہ آیا
دستار اُچھالی نہ سبو تم نے اُچھالے

جناب مولوی عبدالسمیع صاحب! خدا آپکو فہم سلیم اور صراط مستقیم عطا فرماوے۔ آپ یہ تو غور کریں کہ جس حال میں آپ کی جماعت کے علماء و مشاہیر حضرت مرزا صاحب علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی وقت کو اپنی مُہروں اور دستخطوں سے کافر اور کاذب قرار دے چکے۔ جیسا کہ آپ صاحبان کی مصنفہ کتاب "تحفۃ" احمد رضا خان صاحب بریلوی میں شائع شدہ ہے۔ بعد از تکفیر و تکذیب اس تحقیق انیق کی اب کونسی ضرورت آپ لوگوں کے واسطے رہی کہ خدا صاحب کی صداقت کے متعلق آپ از سرِ نو محقق بن کر مناظرہ و مباحثہ کریں۔ دیکھئے۔ آپکے مولانا رشید احمد صاحب کا دستخطی فتویٰ میرے پاس موجود ہے۔ جو قلمی ہے۔ اور جون ۱۸۹۲ء کا ہے۔ وہ ہمارے اور ہمارے پیشوا مسیح موعود علیہ السلام اور ہماری مساجد کے

مجھ کو لکھ بھیجتے ہیں کہ ا۔
"ان کی مساجد کی اور خاص ان لوگوں کی جس قدر
مخالفت ہو مناسب ہے۔ نہ ان کی نماز درست
نہ روزہ نہ ان کے عقاید درست ہیں ایسی صورت
میں انکی بے عزتی اور ان کے معابد کی بے ذلتی
عین دین ہے۔
ان سے سلام علیک نادرست ہے ان سے
میل ملاپ حرام ہے نہ ان سے رشتہ ناطہ کریں
نہ ان کے ساتھ نماز پڑھیں نہ ان کے ساتھ کھانا
پینا رکھیں" بندہ رشید احمد گنگوہی
آپ کے بزرگ ثانی مولوی خلیل احمد صاحب سہارنپوری
ثابت علی صاحب سہارنپوری۔ محمد کفایت اللہ صاحب
سہارنپوری۔ عنایت الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ عربیہ
سہارنپور۔ گل محمد خان صاحب مدرس مدرسہ دیوبند
مولوی محمد مدرس مدرسہ دیوبند۔ غلام رسول مدرس
دیوبند۔ عزیز الرحمن مفتی مدرسہ دیوبند۔ محمد حسن مدرس
دیوبند۔ محمود حسن مدرس اول مدرسہ دیوبند۔ مولوی
محمد علی سہارنپوری۔ عبد الصمد مدرس دیوبند۔ مولوی اشرف علی
تھانوی کا فتوے ذیل جو "فتوے شریعت غرا" کے
نام سے کشن پریس جالندھر میں چھپوا کر محمد شمس الدین
جالندھری نے شائع کیا ہے۔ ملاحظہ فرمالیجئے۔
"حق تعالیٰ شانہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ اور نیز باجماع اُمت
ثابت ہے کہ انبیاء و رسل افضل الخلق ہیں
لہٰذا جو شخص اپنے لئے رسالت کا مدعی ہے
اور عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ سے اپنے آپ کو افضل
جانتا ہے۔ وہ کتاب اللہ کا مکذب دائرہ
اسلام سے خارج ہے۔ اس کی اور
اس کے اتباع کی امامت و بیعت ناجائز اور
حرام ہے ایسے شخص سے اور اس کے
اتباع سے سلام کلام ترک کرنا چاہیئے" بلفظہٖ انتہیٰ
(فتویٰ شریعت غرا صفحہ ۹)

فرمائیے جناب مولوی عبد السمیع صاحب بعد اس تکفیر
و تکذیب کے جو تحقیق انیق سے کی گئی ہوگی۔ کیونکہ شان علما
سے یہ بعید ہے کہ اندھا دھند ایک معمولی مسلمان کو کافر
قرار دیں۔ چہ جائیکہ ایک مدعی مسیحیت و رسالت
اہل قبلہ کو جو اول المسلمین اور افضل المومنین ہیں بغیر
سوچے سمجھے کافر کہدیں۔ اب علماء مکفرین کا کس طرح
حق باقی ہے کہ وہ از سر نو اپنے کافر کے متعلق مناظرہ
کریں اب تو صرف ان کے مزعومہ کافر کو حق ملتا ہے
کہ وہ مولوی حبیب الرحمن صاحب مددگار مہتمم مدرسہ
دیوبند کے الفاظ میں یہ چیلنج کرے کہ اے علماء
مکفرین و مکذبین دیوبند وغیرہ۔
"ہمارے پاس تمہاری تردید کے لئے قابل
اعتماد اور مسکت دلائل موجود ہیں۔ لیکن یہ
دلائل ان منصف طبائع کے لیے مفید ہیں
جن کو سنی سنائی باتوں سے کچھ استعداد
ہو گیا ہو۔ ان کے لئے نہیں جو اپنی ضد ہی
ہم کو کافر ٹھہرا چکے ہیں۔ ایسے معاندین کو بجز
ہمارے کوئی دلیل اور حجت مفید نہیں اس لئے
ان مکفرین سے ہم صورت فیصلہ دیکھتے ہیں جس کی
نسبت کلام اللہ میں ارشاد ہے۔ قل تعالوا
ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم
پس جماعت مکفرین بہ مباہلہ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
[illegible] تو اب مباہلہ کرے۔ جماعت احمدیہ
تیار ہے" [illegible]
جب تک آپ کا یہ نوشتہ سیاہ بر سفید موجود ہے
اس وقت تک تو بجز مباہلہ کے آپ کو کسی اور برہان یا
دلیل یا حجہ کا طالب ہونا خلاف عقل و نقل ہے
ہاں اگر آپ مناظرہ نہیں چاہتے اور مباہلہ سے گھبراتے
ہیں تو اس کی یہ صورت ہونی چاہیئے کہ مکفرین مندرجہ
بالا میں سے جو زندہ ہیں وہ اپنے فتوے بالا کو واپس لیکر
اعلان کردیں کہ ہم نے بغیر جانے دلائل اور ماہو تحقیق
۔ ثبوت صداقت دعویٰ مرزا صاحب ان کو کافر
قرار دیا تھا۔ اب غلطی کو ہم واپس لیکر اب ان سے جانچنا
سے تحقیق کرنا چاہتے ہیں۔ پھر آپ مناظرہ کریں شوق کر
مباحثہ کریں۔ ذوق سے۔ مگر مباہلہ بھی آخر میں بصورت
انکار از ملاں صداقت آپ کو اسی میدان مناظرہ میں
کرنا ہوگا۔ اس کے سوا اور کوئی صورت بھی نہیں
جو آپ کو مباہلہ چھوڑ کر مناظرہ کا حق دے۔
امید ہے کہ آپ اپنے اشتہار سابق پر نظر ثانی
فرماکر اس معقول درخواست کو منظور کر کے عند اللہ ماجور
ہونگے۔ اور جو اشتہار آئندہ شائع کریں۔ اس کی ایک کاپی
دفتر فاروق میں براہ مہربانی بھیجدیا کریں اور پہلا اشتہار
بھی ارسال فرماکر ممنون فرمادیں ✦

احمدیہ ڈائرکٹری

ایسی ڈائرکٹری نہایت ضروری اور مفید ہے جس میں
احباب کے اسماء گرامی مع پتہ وغیرہ درج کیے جائیں اس
کی تحریک فاروق میں کی جارہی ہے۔ اور احباب کے
نام بھی اندراج کے واسطے آرہے ہیں۔ مگر جس رفتار
سے آرہے ہیں۔ وہ ایسی سست ہے۔ کہ شاید دو سال
میں بھی اتنے نام نہ جمع ہو سکیں۔ جن سے کتاب کا ایک
حصہ بھی شائع ہو سکے۔ اس لئے جس دوست کی نظر سے
یہ تحریک گذرے وہ فوراً ہی نقشہ ذیل کے مطابق
اپنا نام وغیرہ تحریر کرکے مع عہ ۸ یا ۴ یا ۲
فیس اندراج نام کے اپنی حیثیت کے مطابق دفتر
فاروق میں بذریعہ ٹکٹ ڈاک یا منی آرڈر بھیجدیں۔
مکرمی حافظ سید عبد الحمید صاحب منصوری کے مشورہ
پر اندراج نام کی فیس میں ترمیم کی گئی ہے تاکہ ہر ایک
احمدی اپنا نام اس کتاب میں درج کرا سکے۔ ۸ فیس
تک والوں کو یہ کتاب مفت دیجائیگی۔ ۸ سے کم
والوں کو قیمت۔

نقشہ برائے اندراج نام

پورا نام۔ مفصل پتہ معہ ڈاکخانہ ضلع۔ کب بیعت کی۔
بیعت کرکے مسیح موعود کو دیکھا یا نہیں۔ اسوقت کیا کام کرتے ہیں۔

کانپوری اشتہار

جنہیں آتا نہ تھا کل بات کرنا
سخنور وہ بھی ہیں قدرت خدا کی

زمانہ کی نیرنگی ہے کہ آج وہ لوگ بھی جو مجلس نشین تھے مردوں سے دوچار ہونے لگے ہیں مگر پرانے برتے پر اِندنوں سہارنپور کی طرح کانپور میں بھی کچھ اُبال آرہا ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی علماءھم شر من تحت ادیم السماء اپنا نظارہ دکھارہی ہے اور وہ اس طرح کہ کہیں امرتسری ملاں اہلحدیث کا اڈیٹر بھی سورس کے پاس اب تک پہونچ گیا۔ تو بیچارے العطش العطش کہتے ہوئے کانپوری پیاس کے مارے اُسکے قدموں میں جا گرے۔ مگر وہاں کیا تھا؟ وہی دشت غبار اور ریت کا پہاڑ۔ جسکو کھودتے کھودتے سوائے سراب کے چشمہ آب کا پتہ نہ تھا۔ گو دوسری گرمی کے ماروں اور حرص کے پرستاروں کو وہ ریت کا میدان دریا سے میل ہی نظر آتا تھا۔ پیاس بجھانے کو قطرۂ آب پانے کے بجائے سر پر جلتی دھوپ سے بھرتے رہتے۔ اور بیری رخ سورج اپنا جلوہ آب و سبزہ دکھا بجائے آب حیات کے جام ہلاہل پلا ہی دیا۔ جسسے کانپوری پریشان ہوئے بستر مرگ پر لیٹے لیٹے جوان تنگی میں اپنی صحت کی امید موہوم پر ایک چھوٹی سی اشتہاری کسی اپنے تیماردار سے لکھوا اور چار پیسے دے چھپوا کر شائع کردی۔ جو اتفاق سے میری نظر سے بھی گذری۔ جسکو پڑھ کر میں حیران ہو گیا کہ دم توڑتے اور سانس چھوڑتے بیماروں نے یہ کیسا سنبھالا لیا ہے جو اس میں لکھتے ہیں کہ احمدی علماء ہمارے امیر العلماء شیر پنجاب امرتسری سے مناظرہ کریں اور فریقین اخراجات جلسہ کے ذمہ پانچ پانچ سو روپیہ جمع کر دیں۔ سبحان اللہ دیکھا چاہیے۔

پہ موٹھ اور مسور کی دال

احمد العلمین سے آخری مباحثہ کریں اور پہلے پانسو کی رقم دیدیں اور مباحثہ کس بات پر کریں؟ اسپر کہ کل والی پیشگوئی اور ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ کا کیا انجام ہوا۔

ہم امرتسری کی اس چالاکی کی داد دیتے ہیں کہ وہ اپنا الّو سیدھا کرنے میں بڑا ہوشیار ہے۔ اور احمقوں کو دام میں پھنسا لینا اس کا روزانہ کام ہے۔ اور کیوں نہ ہو ایک دفعہ یہ مُدّ کے مباحثہ پر جو آریوں کے ساتھ تھا میں اور وہ ایک ہی کمرہ میں مقیم تھے۔ وہاں اپنی ہوشیاریوں کے تذکرہ میں بے ساختہ اپنی ایک جھوٹی بات اور مکاری کی چال پر جس کا آریوں کے اس مباحثہ سے تعلق تھا۔ امرتسری کہہ بیٹھا کہ

انہیں باتوں کی تو ہم فیس لیتے ہیں

اگر یہ باتیں نہ جانتے۔ تو مجھے آپ لوگ (باشندگان مُد) کب پوچھتے؟ غرضیکہ میں ابتدا سے اس شخص کو جانتا ہوں کہ کبھی اس نے تقویٰ سے کام نہیں لیا ہمیشہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مقابلہ میں چالیں چلکر کام چلاتا رہا ہے۔ ورنہ اگر ذرا بھی اس میں ایمانداری اور خشیت الٰہی ہو تو بلا خوف لومۃ لائم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایمان لے آئے۔ اسلئے کہ یہ اپنے ہاتھ کاٹ کر احمدیوں کو دیچکا ہے۔ جسوقت کہ تفسیر ثنائی جلد اول کا مقدمہ لکھ چکا تھا۔ اب جب تک وہ مقدمہ اس کا دنیا میں موجود ہے۔ تب تک احمدیوں کے سامنے آنکھیں نیچی رکھنی ہونگی۔ بشرطیکہ حیادار صادق متقی ہو نہ کہ بے ایماندار۔

دلیل چہارم از مقدمہ تفسیر ثنائی

کانپوری نادانو! اس کی روباہ بازیوں میں نہ آؤ۔ اسکے کھانے کے دانت اور ہیں اور تم جیسوں کو دکھانے کے اور۔ دیکھو اگر تم میں کوئی رشید اور سعید ہے تو وہ ایمان سے مندرجہ ذیل دلیل ثنائی کو پڑھکر بتائے کہ جس شخص کا یہ قول ہے۔ اس کو کوئی حق باقی رہتا ہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کی تکذیب کرے۔ سنو!

امرتسری نے اہل کتاب کے مقابلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر زور سے مندرجہ ذیل دلیل نقلی جو خصم سے تھی۔ بیان کی ہے۔

اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ (نبی) میرا نام لے کے کہیگا نہ سنے گا۔ تو میں اس کا حساب لوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے۔ جس کے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام پر کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے۔

یہ عبارت زیر خط واضح طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے۔ اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہاں اور قوانین الٰہیہ ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے۔ اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو نبی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ اسمیں عموم و خصوص مطلق ہے۔ یعنی یہ ایسا مطلب ہے۔ جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے۔ اسکے یہ معنے ہرگز نہیں کہ ہر مرنے والے نے زہر کھائی ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے۔ کہ جو کوئی زہر کھائیگا۔ ضرور مریگا۔ اور اگر اس کے سوا بھی کوئی مرے۔ تو ہو سکتا ہے۔ گو اس نے زہر نہ کھائی ہو۔ یہی تمثیل ہے کہ دعوئے نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے۔ جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا۔ اگر اسکے سوا کوئی ہلاک ہو ممکن ہے ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے (بلفظہ بقدر الحاجۃ مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول ص۱۶)

اس دلیل سے امرتسری نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا ثبوت دیا ہے۔ کہ اگر معاذ اللہ آنحضرت نبوت کے جھوٹے مدعی تھے۔ تو کیوں اس قانون خدا سے بچکر طبعی موت سے فوت ہوئے؟ جس سے ثابت ہے کہ آپ صادق رسول تھے۔ تبھی تو قتل نہیں ہوا اور وفات پائی۔

مولوی ثناء اللہ بدانجام حق

...ں سکتے ہیں۔ جن کو قانون الٰہی تسلیم کیا ہے۔ یہ
نبوت کا جھوٹا دعوےٰ کرنیوالا جان سے مارا جاتا"
نبوت کا جھوٹا دعویٰ مثل زہر کے ہے۔
) جو یہ زہر کھائیگا اس کا بچنا ناممکن ہے۔
۔ کانپوری حلقہ بگوشان امرتسری سے میں پوچھتا
ر کہ وہ ایمان سے خدا کو حاضر ناظر جان کر بتائیں کہ
ں سچے اور جھوٹے نبی کی شناخت کا یہ معیار بتایا
ندجل شانہ قرار دیتا اور تسلیم کرتا ہے۔ کہ جھوٹا
ینا قتل کیا جاتا ہے۔ اور جو نبوت کا دعویٰ کرکے
وت سے فوت ہو۔ اس کو اپنے دعوے میں سچا
ا چاہیئے وہ صادق نبی ہے۔ اور اس کو آنحضرت
لہ علیہ وسلم کی صداقت ثابت کرتا ہے۔ اسی قانون
طابق کہ حضور فداہ روحی چونکہ خدا کے اس قانون
لتنے آ رہے۔ یعنے قتل نہیں کئے گئے۔ اور
موت سے فوت ہوئے۔ لہذا ثابت ہوا کہ
وت کاذبہ کے مدعی نہ تھے۔ تو ایسے شخص کا کیا
ے۔ کہ وہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح موعود
لام کو جھوٹا نبی قرار دے؟
انپوریو! اپنے رہنما امرتسری وہابی غیر مقلد
یث سے پوچھو تو سہی کہ
یا مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیا یا نہیں؟
ا جواب وہ یہ دیتا ہے کہ ہاں "وہ مدعی نبوت
ت اور وحی و الہام تھا۔ حالانکہ ان میں سے کچھ
تھا" اہلحدیث ۱۲ جون ۱۹۱۵ء حاشیہ صلا۔
ے سوال کرو کہ
جبکہ وہ مدعی نبوت و رسالت تھا تو یہ دعویٰ اس کا
یہ سمجھتا یا صادق کا؟
[illegible] و دیکھیے کہ یہ "مرزا مفتری علی اللہ
[illegible] (فیصلہ شریعت صفحہ ۹)
[illegible] نبوت کاذبہ
[illegible]
وہ جواب [illegible] یہ دعوے نبوت کاذبہ مثل

زہر کے ہے۔ مقدمہ تفسیر ثنائی صلا پھر اس کو کہو کہ
(۴) جبکہ وہ کاذب مدعی نبوت تھا تو اس کے متعلق
خدا کا کیا قانون ہے؟ اس کا وہ یہ جواب دیتا ہے کہ
"وہ جان سے مارا جاتا ہے" کیونکہ "جو کوئی زہر
کھائیگا ہلاک ہوگا۔ یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے"
(مقدمہ تفسیر ثنائی صلا) پھر اس کو پوچھو کہ
(۵) فرمائیے مرزا صاحب مارا گیا یا طبعی موت سے
فوت ہوا؟
تو اس کا جواب وہ دیتا ہے کہ "۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو
مرزا صاحب ہیضہ اور دیگر امراض سے لاہور میں فوت
ہو گئے" (ضمیمہ مرقع قادیانی بابت جون ۱۹۰۸ء)
تو پھر امرتسری کا ناطقہ بند کر دو یہ کہکر کہ۔
فضیلت مآب بقول آنجناب مرزا صاحب تو مدعی نبوت
کاذبہ تھے اور بہ تصدیق جناب والا نبوت کاذبہ کا
مدعی جان سے مارا جاتا ہے کیونکہ نبوت کاذبہ کا
دعویٰ مثل زہر کے ہے۔ جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک
ہوگا یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے۔ تو آپ
آپ کے ہی الفاظ میں اب سوال یہ ہے:
کیا وجہ ہے کہ قانون مذکورہ مسلمہ و مصدقہ [illegible] سے
بانی سلسلہ احمدیہ مستثنیٰ رہے۔ حالانکہ بقول حماقت مآب
(علیہ ما یستحقونہ) بانی سلسلہ احمدیہ کاذب تھے معاذ اللہ
پھر ہم پوچھتے ہیں کہ کیا وجہ کہ مقدمہ تفسیر ثنائی کی عبارت
مذکورہ کے موافق آپ (مرزا صاحب) کے گلے پر کسی
تلوار نہ پھری۔ اور یعصمک اللہ من عندنا وان لم
یعصمک الناس براہین صلا نے پورا جلوہ دکھایا۔
کیا (مقدمہ تفسیر ثنائی کی عبارت بالا قانون الٰہی نہیں؟
کیا کسی احمدی نے اسپر دم کر دیا یا وضو کا پانی ڈال دیا
آخر ہوا تو کیا۔ جو اسکے مطابق حضرت اقدس نہ مارے
گئے۔ پس اگر یہ قانون الٰہی مندرجہ تفسیر ثنائی سچ ہے
تو مرزا صاحب کی نبوت بھی بلا کلام حق ہے۔ ورنہ
آپ کا کم سے کم اتنا فرض تو ضرور ہے کہ خاتم الخلفاء
سید الاولیاء احمد قادیانی فداہ ابی و امی علیہ افضل الصلوٰۃ
والسلام کی نبوت کو تسلیم کریں۔ ورنہ ان کی تکذیب
سے مقدمہ تفسیر ثنائی کی دلیل مذکورہ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بھی تکذیب کریں۔
(از تفسیر ثنائی صلا بطور معارضہ بالقلب)

کانپوری مطلع رہیں

پس اے کانپوری اشتہاریو! جب تک تم اس کا جواب اپنی
طرف سے یا اپنے مقتدا غیر مقلد امرتسری سے لے کر نہ دو۔
اس وقت تک امرتسری کے ساتھ علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ
کو مناظرہ کی دعوت دینا محض نادانی ہے۔ اگر مسئلہ بحث
کو دیکھنا چاہو تو ہمارے رسالہ "چودھویں صدی کا یہودی"
دفتر فاروق قادیان سے منگا کر پڑھو۔ اور "آخری مصالحت
کا فیصلہ" دیکھنا ہو۔ تو ہمارے مندرجہ ذیل رسائل ملاحظہ
کرو۔ (۱) فیصلہ الٰہی دربارہ [illegible] (۲) فیصلہ خدائی بر ثناء اللہ (۳) مسیلمہ ثانی اور احمد قادیانی (۴)۔ جو تمہاری تسلی کیلئے کافی سے
زیادہ ثابت ہونگے۔ اگر اس کے جواب میں کچھ لکھو۔ تو
دفتر فاروق میں بھی بھیجدو۔ تاکہ پھر تمہارے مناسب حال
کارروائی کی جائے۔

وما علینا الا البلاغ۔

احباب کانپور و سہارنپور سے التماس

آج کل چونکہ سہارنپور۔ دیوبند و کانپور سے منجانب
معاندین سلسلہ عالیہ احمدیہ کچھ اشتہارات وغیرہ نکل رہے
ہیں۔ اور فاروق دعوتی رسالہ میں ان کے جوابات کا
سلسلہ جاری کیا گیا ہے۔ لیکن مشتہرین دفتر فاروق
میں ان اشتہارات کو نہیں بھیجتے۔ اس لئے جواب
دینے میں دقت ہوتی ہے۔ اسلئے احمدی احباب موصوفین
کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ جب کبھی کوئی مخالفانہ اشتہار
یا ان کے جواب میں آپ کوئی اشتہار نکالا کرے۔ تو
فوراً تکلیف فرما کر ایک نسخہ ایڈیٹر فاروق کو بھی بھیجدیا
کریں۔ ممنون و مشکور ہوں گا۔

[ہند]وستان میں دیوتا پرستی

[illegible]سے بتایا ہے کہ یہ مہا شے تو ویدوں میں توحید کی تعلیم
[illegible]ہیں۔ اور ہندوستان کو توحید کا مرکز۔ مگر حالات
[illegible]ہے کہ ہندوستان میں ابتدا سے بت پرستی ہوتی چلی
[illegible]ہے۔ چنانچہ دلگداز میں قدیم سیاحان ہند کے عنوان
[illegible]ہندوستان قدیم کے یہ حالات درج ہوئے ہیں
[illegible]سارے ہندوستان میں دیوتاؤں کی پرستش کی
[illegible]ہے۔ اور ان کے لئے وہ لوگ ہماری طرح مندر
[illegible]تے ہیں۔ ان کا اندرونی حصہ مختلف تصویروں سے
[illegible]کیا جاتا ہے۔ خاص خاص دنوں میں یہ مندر
[illegible]سے آراستہ کئے جاتے ہیں۔ ان کے اندر دو
[illegible]بتوں کو رکھتے ہیں۔ جو پتھر سونے۔ چاندی اور
[illegible]دانت کے ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض بت
[illegible]فٹ بلند ہیں۔ ان کی عبادت اور قربانیوں کے
[illegible]طریقے جدا گانہ ہیں۔ تازہ پانی سے نہا کے وہ
[illegible]صبح شام ان مندروں میں داخل ہوتے ہیں
[illegible]اور سر تسلیم کے سجدے میں گر پڑتے ہیں۔
[illegible]پڑھتے ہیں اور وہاں کی زمین چومتے ہیں
[illegible]لوگ ایسے دیوتاؤں کے سامنے خوشبو دار
[illegible]صندل اور لوبان جلاتے ہیں۔ ہندوستان کے
[illegible]لوگوں کے پاس جو گنگا کے اس طرف رہتے ہیں
[illegible]یاں ہیں۔ اور وہ پیتل کے برتنوں کو آپس
[illegible]بجا کے نغمے کی آواز کرتے ہیں۔ وہ اپنے دیوتاؤں
[illegible]خوش کرتے ہیں۔ یہ طریقہ قدیم بت پرستوں کا
[illegible]۔ وہ کھانا غریبوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے جو
[illegible]کھا لیتے ہیں۔ شہر کمبات میں بہت بتوں
[illegible]سامنے کھڑے ہو کے لوگوں کے سامنے تقریر
[illegible]تے ہیں۔ اور لوگوں کو مذہبی فرائض کے ادا کرنے
[illegible]غیب دلاتے ہیں۔ اور عبادت کو خاص طور پر بیان
[illegible]تے ہیں کہ ہمارے دیوتا اس سے بہت خوش ہوتے
[illegible]کر اپنی جان ان کی نذر کر دی جائے۔ اس طرح جو

لوگ اپنے کو قربان کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں۔ وہ اس مندر کے سامنے جمع ہوتے ہیں اور اپنی گردن میں ایک گول لوہے کی ہنسلی ڈال لیتے ہیں۔ جس کا اگلا حصہ گول ہوتا ہے اور پچھلا حصہ تلوار کی طرح باڑھ دار اور تیز۔ ایک زنجیر اس ہنسلی کے اگلے حصے میں لگی ہوتی ہے۔ جو کہ سینہ پر لٹکتی رہتی ہے۔ وہ لوگ اپنی گردن جھکا کے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور پیروں کو سمیٹ کے اس زنجیر میں ڈال لیتے ہیں۔ پھر وہ برہمن ان کے قریب آ کے چند الفاظ اپنی زبان سے ادا کرتا ہے۔ اور وہ لوگ فوراً اپنے پاؤں پھیلا کے اور گردنوں کو قائم رکھ کے خود ہی اپنا سر تن سے جدا کر دیتے ہیں۔ اس طرح وہ لوگ اپنی جانوں کو ان دیوتاؤں پر قربان کرتے ہیں۔ اور وہ ولی خیال کئے جاتے ہیں۔

بیجا نگر میں سال میں ایک مرتبہ مقررہ تاریخ پر ان کے دیوتا کا بت شہر سے نکالا جاتا ہے جو دو رتھوں کے اوپر رکھا ہوتا ہے۔ اور ان رتھوں میں نوجوان اور حسین عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ جو نہایت قیمتی لباس سے آراستہ کر دی جاتی ہیں یہ اس دیوتا کے بھجن گاتی جاتی ہیں۔ بے شمار لوگ ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ بہت سے لوگ جو راسخ العقیدہ ہیں۔ اور مذہبی جوش دکھانا چاہتے ہیں۔ ان رتھوں کے پہیوں کے آگے اپنے آپ کو ڈال دیتے ہیں۔ تاکہ ان کے نیچے دب کے مر جائیں۔ ان کا خیال ہے کہ موت کا یہ طریقہ ان کے دیوتا کو بہت پسند ہے۔ بعض اپنے پہلوؤں میں ایک سوراخ کر کے اس میں سے رسی ڈال کے اپنے آپ کو رتھوں میں لٹکا دیتے ہیں۔ اور اسی طرح لٹکتے ہوئے اس دیوتا کی سواری کے ساتھ چلتے ہیں۔ قربانی کا یہ طریقہ سب سے زیادہ اچھا تسلیم کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ سال میں تین مرتبہ خاص طور پر [illegible] منا[illegible]۔ ایک [illegible] کے [illegible] [illegible] ندی یا سمندر میں نہاتے ہیں اور نئے کپڑے پہن کے تین دن ناچتے گاتے اور دعوتوں میں بکثرت [illegible]۔ دوسری عید میں [illegible] مندروں کے اندر اور باہر [illegible] بے شمار چراغ جلاتے ہیں۔ جو رات دن روشن رہتے ہیں۔ تیسری عید میں جو نو دن منائی جاتی ہے۔ چوراہوں پر بڑی بڑی لکڑیاں کھڑی کی جاتی ہیں۔ جو چھوٹے جہاز کے مستول کی طرح ہوتی ہیں۔ اس کے اوپر کے حصے میں مختلف قسم کا خوشنما زریں کپڑا لپیٹ دیا جاتا ہے۔ اس کے اوپر ایک نہایت متقی شخص بٹھا دیا جاتا ہے۔ جو اپنے مذہب کا پابند ہو۔ اور ہر قسم کی سختی کو برداشت کر سکتا ہو۔ وہ وہاں بیٹھ کر خدا سے دعا مانگتا ہے۔ لوگ اس کی طرف لیمو۔ نارنگی اور دوسرے خوشبو دار پھل پھینک کے مارتے ہیں۔ اور وہ نہایت صبر و تحمل کے ساتھ ان کے صدمے کو برداشت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کی تین اور عیدیں ہیں جن میں وہ ایک دوسرے کے اوپر راستے میں زعفران کا پانی ڈالتے ہیں۔ اگر بادشاہ اور ملکہ بھی آ جائیں تو اس پانی سے بچ نہیں سکتے۔“

ان کو پڑھ کر ایک انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ہندوستان کے قدیم باشندے کیسی خوفناک غلطیوں میں مبتلا تھے (اور ابھی ہیں) ہمارا فرض ہے کہ اسلامی توحید کی اشاعت کریں۔ تا دنیا والے ان مصیبتوں سے نجات پائیں۔ خدا ہمیں توفیق دے۔ آمین ◆

ثناء اللہ امرتسری کا اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۶ اپریل [illegible]

کا اعلان اس اور اس سے پہلے پرچہ میں کیا گیا ہے۔ [illegible] ہے۔ چونکہ اس کے لئے [illegible] جا[illegible] کہ اس پرچہ میں تھا۔ اسلئے وہ [illegible] گیا ہے۔ جس کی وجہ سے چھپنے میں دیر ہو گئی [illegible] آمدہ [illegible] احباب کو [illegible] جائیگی۔ احباب [illegible] بھیج جائیگا۔ [illegible]

حضور وائسرائے کی اپیل

اب ہندوستان کے لئے اس معاملہ پر غور کرنے کا وقت آگیا ہے کہ ان سپاہیوں کی بہترین امداد کس طرح کی جاسکتی ہے۔ جنہوں نے جنگ میں اپنی جانیں لڑائیں۔ اور شدید مصائب کا سامنا کیا۔ ۱۲ نومبر کو جرمنی کے ساتھ عارضی صلح پر دستخط ہونے کی تقریب پر شملہ میں جو جلسہ ہوا تھا۔ اس میں تقریر کرتے ہوئے میں نے یہ کہا تھا کہ "لیکن ہندوستان کی بابت کیا کہہ سکتے ہیں۔ اس نے اس جدوجہد میں بڑا اور اعلیٰ حصہ لیا ہے۔ وہ میدان جنگ میں جرمن غول کے دھاوے کو روکنے کے لئے پہلے شامل ہوا اور آخر تک رہا۔ اس کی فوجوں نے بہت حد تک اس زلزلہ فگن حملے کو تقویت دی۔ جس سے فلسطین میں ہمارے دشمن کو بیخ و بن سے ہلا دیا"

اور اب ہمیں نہیں بھولنا چاہیئے۔ کہ ہمیں ان بہادروں کی بدولت ہی سے فتح حاصل ہوئی ہے۔ جو میدان جنگ میں شہید ہو چکے ہیں اور جنہوں نے [illegible] قربانی کی۔ ہمیں خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ جن لوگوں کا گذارہ انہی پر منحصر تھا ان کی ضروریات کو پورا کریں ہماری فتح کا انحصار انہی پر تھا۔ جو جنگ میں مجروح۔ مقطوع الاعضاء اور اندھے ہو گئے ہیں ہمیں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ان کو کبھی [illegible] ضرورت نہ رہے۔ ہندوستان کا دل مصیبت زدوں کے لئے ہمدردی سے لبریز ہے اور میں جانتا ہوں کہ جب میں ان کی خاطر اپیل [illegible] ہندوستان امداد دینے سے گریز نہیں [illegible]

[illegible] انڈیا نے جنگ کے مصیبت زدوں [illegible] انتہائی کوشش کی ہے۔ ابتدا کے [illegible] جنگ کے زخمیوں کی پنشنوں اور متوفی سپاہیوں کے وارثوں کی پنشنوں میں معتدبہ اضافہ کیا ہے۔ سپاہیوں کے بچوں کی تعلیم کے واسطے بھی سہولتیں میسر کی گئی ہیں۔ لیکن یہ امر واضح ہے کہ گورنمنٹ کی امداد صرف ضوابط و قواعد کی حدود کے اندر دی جاسکتی ہے۔ ان قواعد پر کاربند ہوتے ہوئے جو پبلک روپیہ کے تحفظ کے لئے لازمی ہیں۔ گورنمنٹ وظیفہ خواروں کے مختلف خانگی معاملات کا بخوبی لحاظ نہیں کر سکتی۔ اگر کسی مالی رقم کا عطیہ کسی مصیبت زدہ خاندان کے لئے اسکے روٹی کمانیوالے کا نعم البدل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ زخمی سپاہی کے لئے آنکھ یا کسی عضو کے نقصان ہی کی تلافی کر سکتا ہے۔ تاہم مجھے اعتماد ہے کہ ہندوستان میں ہزاروں آدمی ایسا کرنے کے آرزومند ہیں کہ وہ اپنے جذبات شکر گذاری کو مادی صورت میں منتقل کریں کیونکہ انہوں نے نہ صرف جنگ کی مصیبتوں سے بلکہ ان ہولناک خطرات سے مخلصی حاصل کی ہے جو آزادی عالم میں مخل ہوسکتے تھے۔ ساتھ ہی وہ ان بہادروں کا شکریہ ادا کرنا چاہتے ہیں جنکی کوشش اور کاوش سے یہ مخلصی نصیب ہوئی ہے۔ اس کا بہترین طریق یہی ہو سکتا ہے کہ امپیریل انڈین ریلیف فنڈ میں دل کھولکر چندہ دیں کیونکہ اس فنڈ سے مدعا یہ ہے کہ سلطنت برطانیہ کیلئے لڑنیوالوں اور شہیدان جنگ کے وارثوں پر جو بار گراں آن پڑا ہے اسے ہلکا کیا جائے۔

امپیریل انڈین ریلیف فنڈ کی کمیٹی نے جس کا پریسیڈنٹ میں ہوں اسبارہ میں خوب غور کیا ہے کہ دوران جنگ میں جن مختلف جماعتوں کو مصائب کا سامنا ہوا ہے انکی بہترین امداد کس طرح ہو سکتی ہے ہمنے اپنے مشیروں کے قابل قدر صلاح و مشورہ سے ایک سکیم مرتب کی ہے جس سے ہر جماعت اور اسکے ہر فرد کو اسکی ضروریات کے لحاظ سے امداد پہونچ سکیگی۔ ہماری سکیم میں حسب ذیل اشخاص کی امداد کا خیال رکھا گیا ہے۔

(الف) تمام ہندوستانی افسر۔ غیر کمیشن یافتہ افسر لوگ اور سپاہی اور سائیس پیشہ جو میدان جنگ میں زخمی ہونے کی وجہ سے فوج سے علیحدہ ہو گئے ہوں نیز مقتولین جنگ کے متعلقین اور بیوگان (ب) ہندوستانی فوج اور آرمی ریزرو کے برطانوی افسروں کی بیوگان اور متعلقین جو مفلوک الحال ہو گئے ہوں نیز دیگر خاص یورپین صیغوں کے ممبر۔

کمیٹی کا خیال ہے کہ اول الذکر اشخاص کی بہترین امداد پنشنوں میں تھوڑا اضافہ کرنے کی بجائے یکمشت رقوم دینے سے ہو سکتی ہے ہمیں یقین ہے کہ سرمایہ حاضرہ کو اگر معقول طریقہ پر تجارت میں صرف کیا جائے تو داروں کے ذریعہ معاش میں اضافہ ہوسکتا ہے۔ اور اس طریق سے افزونی آمد یا ایکی اقتصادی حالت کو محفوظ بنا سکتی ہے اور یہ حالت سرکاری پنشن میں اضافہ کرنے سے معرض ظہور میں نہیں آسکتی۔

عوام الناس کی فیاضی نے امدادی فنڈ کو اس قابل بنا دیا ہے کہ دوران جنگ میں اس ہی عارضی امداد کافی پیمانہ پر دیجا چکی ہے اسطرح پر تقریباً ۳۰ لاکھ روپیہ کی رقم خرچ ہو چکی ہے اور اسوقت مرکزی انجمن کے ہاتھوں میں چھ کم ۰ ۱ لاکھ روپیہ موجود ہے ہمنے اندازہ لگایا ہے کہ ہماری سکیم کو عملی صورت میں لانے کے لئے ایک کروڑ کی نئی رقم کی ضرورت ہے یہ ایک بھاری رقم ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ہندوستان کا ہمدرد دل اس اپیل کے جواب میں جو میں اسکے سپاہیوں کی طرف سے کر رہا ہوں۔ ضرور حرکت میں آئیگا۔

اس فنڈ سے جو امداد دیجتی ہے اس میں کسی قوم یا ملت کی تمیز و تخصیص نہیں کیگئی۔ شروع ہی سے اس کا مقصد اس مصیبت کو کم کرنے کا رہا ہے جو جنگ کیوجہ سے پیدا ہوئی ہے اور یہ ایک ایسا مقصد ہے۔ جو سلطنت برطانیہ کے تمام لوگوں کی ہمدردی کو اکسائے بغیر نہیں رہ سکتا اور میں ہندوستان کے والیان ریاست اور عوام الناس سے کامل اعتماد کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ اس فنڈ میں فیاضی سے روپیہ دیں اور ثابت کریں کہ اب جبکہ فتح حاصل ہوئی اور امن ہو گیا ہے وہ ان لوگوں کے حقوق سے بے خبر نہیں ہیں۔ جنہوں نے خدا کے سایہ میں اپنی جان کی قربانی سے ہمیں اس فتحیابی میں امداد دی ہے اور امن کی برکتوں کو ہمارے لئے امر یقینی بنا دیا ہے۔

[illegible] صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور [illegible] قاسم علی ایڈیٹر نے فاروق منزل سے شائع کیا۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان

فاروق

اڈیٹر و پروپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۶ فروری سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۵

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ اور گذشتہ جمعہ حضور نے پڑھایا تھا۔ پنجگانہ نمازیں بھی حضور ہی پڑھاتے ہیں۔

بارش کافی ہوگئی ہے۔ جس سے فصل کو بہت فائدہ پہونچا ہے۔ امید ہے کہ اب غلہ اب گراں نہیں ہوگا

ولادت باسعادت۔ مکرمی اخویم مرزا احمد بیگ صاحب مقیم سبی (بلوچستان) کے گھر میں خدا تعالےٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے۔ احباب اس بچہ کی درازی عمر کے لئے دعا کریں نیز یہ کہ خداوند کریم اس کو خادم دین اور والدین کے لئے قرۃ العین بنا دے۔ آمین۔ فاروق مرزا صاحب کو مبارکباد عرض کرتا ہے۔

اہلحدیث کا پرچہ مورخہ ۲۶ اپریل سنہ ۱۹۱۰ء جس میں اس نے مسیح موعود علیہ السلام سے مباہلہ کرنے

انکار کرکے احمدی مصلح نامی کو رد کیا تھا) زیر طبع ہے عنقریب طبع ہو کر ہاتھوں میں پہونچیگا۔ قیمت ۲/

احمدی کا دوبارہ اجراء

خدا کے فضل سے احمدی رسالہ دوبارہ جاری ہوگیا ہے۔ اور دو نمبروں کا مجموعہ بجواب اشتہار سہارنپوری گمراہ مصنفین تکذیب انبیاء چھپ رہا ہے۔ جو ایک ہفتہ تک انشاء اللہ تیار ہو جائیگا۔ اس نمبر میں عبد الحکیم ڈاکٹر مرتد پٹیالوی کی اون پیشگوئیوں کی جو وفات مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اس نے شیطانی کلام شائع کئے تھے۔ پوری اور مفصل اور نئے طرز دندان شکن ناقابل تردید بحث کی گئی ہے۔ اس کی اشاعت احباب غیر احمدیوں میں کثرت سے کریں۔ یہ آئے دن کا اعتراض انشاء اللہ ایسا دفع کیا گیا ہے کہ پھر عقلمند اور فہم سلیم والے انسان کو تو یہ اعتراض باقی نہیں

رہیگا۔ احمدی رسالہ کی سالانہ قیمت دو روپے ہے۔ جو مستطیع احباب ہیں چھ چھ ماہ کی ایک ایک روپیہ کے وصول کی جائیگی۔ اور اس نمبر کی جو ۴۴ صفحہ پر دو ماہ کا شائع کیا گیا ہے - ۴/ قیمت ہے۔ اس نمبر کا نام بلعم ثانی ہے۔ صرف ۵۰۰ طبع ہوا ہے۔ جلد منگا لو

تحفۃ الملوک

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کا وہ بیبہا تحفہ جو حضور نے شاہ دکن خلد اللہ ملکہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور صداقت کے دلائل کا بطور تبلیغ شاہانہ تصنیف فرما کر ارسال کیا تھا قیمت کاغذ اعلیٰ ۱۲/

حضرت مسیح موعود کا پیغام جس کا ہر ایک احمدی کو پڑھنا اور سننا ضروری ہے خصوصاً احمدی مستورات کے لئے

[ق]یامت قریب ہے

[پ]ھر مسیح موعود ابھی تک کیوں نازل نہیں ہوا

[پ]یسہ اخبار میں "عجیب عجیب باتیں" کے عنوان سے [ایک م]ضمون "قیامت قریب ہے" چھپا ہے۔ جسکو پڑھ [کر مع]لوم ہو سکتا ہے کہ بعض لوگ اس علم و عقل کے [زمانہ] کے باوجود مزخرفات لایعنی میں مبتلا ہیں۔ [ملاح]ظہ ہو:-

"قیامت قریب ہے۔ اگرچہ حال لنڈن میں دوبارہ [ن]زول مسیح کی نسبت کانفرنس تھی۔ اس کے شرکاء [نے م]تفق علیہ پیشنگوئی کی ہے کہ دنیا کا خاتمہ عنقریب ہے [۔] اگرچہ تفصیلی بیانات میں جزوی اختلاف ہے۔ صحیح تاریخ میں کچھ شبہ ہے یا ۲ مئی ۱۹۲۹ء یا ۹ اپریل ۱۹۳۱ء کو تمام کارخانہ ہستی نابود ہو جائیگا لیکن ان دو تاریخوں میں ایک یقینی صحیح ہے ان پیشگوئی کرنے والوں کا بیان ہے کہ دجال کی آمد کی ضرورت ہوگی۔ جو نپولین کی شکل کا ہو گا۔ اول وہ شام کے میدان سا سبیہ میں بطور بادشاہ قدم رکھیگا۔ سنہ ۱۹۲۲ء میں وہ فرانس کو فتح کریگا اس کے بعد باقی سلطنتوں پر قابض ہوگا۔ اس زمانہ میں ایک کروڑ عیسائی تمام دنیا میں ہونگے منجملہ ان کے ۱۹۲۳ء یا ۱۹۲۹ء میں ۱۴ لاکھ ۴۰ ہزار عیسائی مرجائینگے۔ اور ۸۰ لاکھ ۵۶ ہزار سیمی کوہ سینا کے قریب ایک جنگل میں آ بسیں گے۔ اور ساڑھے تین سال وہاں انتظار کرینگے۔ اسکے بعد جو دین دار عیسائی ہونگے۔ وہ بھی ۱۴ لاکھ ہوائی [جہ]ازوں کی طرح ریگزارئے عالم بالا ہونگے۔ باقی ہر ایک شام پر دجال کی حکومت ہوگی۔ انگلینڈ کے ہر شہر و قصبہ میں اسکے مجسمہ بت نصب کئے جائینگے اور سب سے اس نپولین قیصر کی پرستش کے لئے کہا جائیگا۔ جو انکار کریگا۔ قتل کردیا جائے گا۔ جو اطاعت قبول کرینگے۔ ان کی پیشانی اور ہاتھوں پر نمبر ۶۶۶ ڈالا جائیگا۔ یہ نمبر یونانی حروف میں کے اعداد کا ہے۔ میدان کوہ سینا کی سائیور کا ذکر شکسپیر اس طرح کہتے ہیں کہ وہاں کھانا لائیں فرشتے لائینگے۔ اور تمام وقت عبادات میں صرف ہوگا۔ بہت کم ممبران پارلیمنٹ یہاں آسکیں گے در یں چہ شک" (ہفتہ وار پیسہ اخبار مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۱۹ء صفحہ ۶ کالم ۳)

ہم صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ یہود نے ایک صادق مسیح کا انکار کیا۔ تو اس کی پاداش میں حضرت محمد رسول اللہ پر ایمان لانے سے محروم رہ گئے۔ اسیطرح یہ لوگ جو باوجود مسیح موعود کے نازل ہو جانے کے ابھی مسیح کی آمد کے منتظر ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ ۱۹۲۲ء یا ۱۹۲۹ء بھی گذر جائیگا۔ اور ان کا مزعومہ مسیح آسمان سے نازل نہ ہو گا۔ پس بہتر ہے کہ ایلیا کے متعلق جو فیصلہ مسیح ابن مریم نے کیا تھا۔ اس سے سبق لیکر آمد ثانی کے معنے سمجھیں۔ اور پھر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام میں اس نبوت کے پورا ہونے پر ایمان لاکر ان برکات سے حصہ پائیں جو خدا کے ماموروں پر ایمان لانے سے ملتی ہیں ؎

آریہ سماج کی موت پر ایک آریہ کی گواہی

حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا تھا کہ آریہ سماج ایک صدی تک تنزل کا مونہ دیکھیگا۔ کیونکہ اس میں روحانیت نہیں ہے۔ ابھی صدی کا کچھ ہی حصہ گذرا ہے۔ جو ایک آریہ سماج نے پرکاش میں ایک مضمون بعنوان آریہ سماج کے تنزل کے آثار۔ لکھا ہے۔ جس کا اقتباس قابل ملاحظہ ہے:-

"حقیقی ترقی کا پہلا نشان عملی زندگی ہے۔ مگر آریہ سماج میں عملی زندگی عنقا ہے۔ شاید ایک فیصدی بھائی ہم کو ایسے ملینگے۔ جن کی زندگی عملی زندگی ہو۔ جو ویدک دھرم پر پورے طور پر کاربند ہوں۔ جو رشی دیانند کے بتلائے ہوئے اصولوں کی کمل [پ]یروی کر [illegible] ہوں۔ باقی ۹۹ فیصدی بھائی ایسے ہیں۔ جن کے کھانے کے دانت اور ہیں۔ دکھانے کے اور۔ جن کا آریہ پن محض آریہ مندر کی چار دیواری کے اندر ہے۔ مندر میں ہماری تقریروں سے پلیٹ فارم کی میز کو ہلا دیتے ہیں۔ آنکھیں موند کر لمبی لمبی پرارتھناؤں سے بہا تما نظر آتے ہیں × × × × مگر جب آریہ مندر سے باہر نکلتے ہیں۔ تو نہ وہ آریہ پن رہتا ہے۔ تقریریں اور پرارتھنائیں تمام بھول جاتے ہیں × × × × × × × حقیقی ترقی کا مجود سر نشان اپنے دھرم پر کامل یقین ہے۔ اس میں بھی آریہ سماج فیل ہو چکا ہے۔ جن لوگوں کا اپنے دھرم پر کامل یقین ہوتا ہے۔ وہ تلوار کی تیز دھار پر بھی چوں نہیں کرتے۔ وہ مصیبتوں پر مصیبتیں جھیلتے ہیں۔ زندہ جلائے جاتے ہیں۔ ان کی کھال اتاری جاتی ہے۔ کئی قسم کے لالچ دیئے جاتے ہیں۔ مگر وہ اپنے [illegible] سے جنہیں ان کو کامل یقین ہو جاتا ہے۔ مطلق نہیں کرتے۔ خم ٹھونک کر برابر ہی چلے جاتے ہیں کہ جو ہمارا یقین ہے۔ وہ درست ہے × × × × × ایک آریہ سماج اور اسکے ممبر ہیں۔ جن کا اپنے دھرم پر مطلق یقین نہیں۔ اگر یقین ہوتا۔ تو ان کی زندگی نمونہ کی زندگی ہوتی۔ وہ ویدک اصولات واہم کی پیروی میں بالکل لغزش نہ کھاتے۔" (پرکاش ۱۲ فروری)

جہاں اس مضمون سے آریہ سماج کے تنزل پر روشنی پڑتی ہے۔ وہاں ہم اس امر کی داد دیتے ہیں کہ ان میں حق بات سننے کہنے والے بعض اشخاص موجود ہیں۔ اور آریہ اخبار ان کو چھاپ سکتا ہے۔

مسافر آگرہ کو ایک مشورہ

ہمیں یہ معلوم کرکے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر ظاہر ہونیوالے زبردست معجزے کی یادگار ہمارے آریہ بھائی قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ اور ۶ مارچ کو اپنے اپنے اخباروں کے خاص نمبر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان مورخہ ۶ فروری ۱۹۱۹ء

کیا جو اہل قبلہ و اہل کلمہ ہو وہ کافر نہیں ہو سکتا

(از مکرمی قاضی محمد یوسف صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ پشاور)

قرآن کریم کی رو سے صاف واضح ہے کہ کسی مومن کیواسطے جو امور بطور عقاید اور اعمال ضروری ہیں اور بطور اصول دین ہیں ان میں گو ضمنا یہ امور داخل ہوں مگر جو سچا اصل مومن ہونیکے واسطے اہل قبلہ و اہل کلمہ ہونا تہ طاہین ہیں یہ دو امور از روئے قرآن کریم اصول دین نہیں ہیں۔

اصول دین

قرآن کریم نے مومن کیواسطے بطور اصول دین جو امور مقرر کیئے ہیں وہ صرف اس قدر ہیں:-
(۱) ایمان باللہ (۲) ایمان بالملئکۃ (۳) ایمان بالوحی والکتب (۴) ایمان بالرسل ۔ (۵) اور ایمان بالیوم الآخر - اور اسکے ساتھ عملاً اعمال صالحہ کا موجود ہونا ضروری امر قرار دیا ہے - اور بس -

اہل قبلہ یا کلمہ گو ہونا

جو لوگ کہتے ہیں کہ صرف لا الہ الا اللہ - یا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بطور عقیدہ کہہ دینا - بلا اعمال صالحہ یا باوجود بعض اصول اسلام کے منکر ہونیکے صرف کلمہ گو ہونا باعث نجات ہو سکتا ہے - یا اسکے مسلمان ہونیکا سبب ہو سکتا ہے تو وہ یقیناً ایک غلطی میں مبتلا ہیں کیونکہ ایسا خیال قرآن کریم کے سراسر خلاف ہے خداتعالیٰ فرماتا ہے - ومن الناس من یقول امنا باللہ وبالیوم الاخر وما ھم بمؤمنین ۔ (سورہ بقر) یعنے عوام الناس میں سے جن لوگوں کا صرف اسی قدر عقیدہ ہے - لا الہ الا اللہ یا یہ کہ امنا باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الآخر - اور اعمال صالحہ سے لاپروا ہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہیں۔ یا بالفاظ دیگر ایسا عقیدہ رکھنے سے یا نرا کلمہ گو ہونے سے کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا اور نہ مومن کہلا سکتا ہے - اور نہ مومن ہو سکتا ہے پس صرف کلمہ گو ہونا اپنے اندر کوئی حقیقت نہیں رکھتا - یعنی اگر ایک شخص لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے اور اعمال صالحہ بجا نہ لاوے - یا صرف کلمہ طیبہ پڑھے - اور انبیاء و رسل میں کسی کی نبوت و رسالت کا منکر ہو - یا صرف کلمہ گو ہو - اور بعض حلال اشیاء اور حلال امور میں سے کسی چیز کو حرام قرار دے - یا حرام شدہ امور اور اشیاء میں سے بعض کو حلال قرار دے - تو اس کا صرف کلمہ گو ہونا - اس کی نجات کا باعث نہیں ہو سکتا - یا یہ کہ وہ مومن اور مسلمان نہیں کہلا سکتا -

اہل قبلہ ہونا

اسی طرح سے جو لوگ کہتے ہیں کہ اہل قبلہ ہونا یا کسی خاص قبلہ کی طرف رخ کرنے اور متوجہ ہونے سے انسان کی نجات ہو سکتی ہے - یا مومن کہلانیکا مستحق ہو سکتا ہے - تو وہ بھی غلطی میں گرفتار ہیں - کیونکہ خداوند عالم قرآن پاک میں فرماتا ہے - لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ۔ (سورہ بقر) یعنے کسی خاص طرف یا سمت کو رخ کرنا - یا مشرق یا مغرب کی جانب قبلہ قرار دے کر متوجہ ہونا البر نہیں ہے - (البر سے مراد نجات یا حقیقت ایمان - یا مقبول خدا ہونا ہے) یعنے صاف کہدیا - کہ اگر تم ایک مقام کو قبلہ مقرر کر کے رو بمشرق ہو کر یا رو بجنوب ہو کر اسکی طرف متوجہ ہو کر عبادت کرو - تو صرف اتنی بات سے تم لوگ نجات نہیں حاصل کر سکتے - یا حقیقت ایمان تک نہیں پہنچ سکتے - یا مقبول خدا نہیں ہو سکتے پس اس آیۃ نے صاف فیصلہ کر دیا ہے کہ کوئی شخص صرف اہل قبلہ ہونے سے مومن نہیں ہو سکتا - اور نہ نجات یافتہ ہو سکتا ہے - بلکہ مومن کہلانے کے واسطے یا نجات حصول کے

مومن کہلانے یا نجات یافتہ ہونیکے واسطے کیا شرائط ہیں

واسطے یا مقبول خدا ہونیکے واسطے خدا تعالیٰ نے مندرجہ ذیل امور بطور شرائط قرار دئے ہیں :-
ولکن البر من امن باللہ والیوم الاخر والملئکۃ والکتب والنبیین - واتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین - وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب) واقام الصلوۃ - واتی الزکوۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصبرین فی البأساء والضراء وحین البأس - اولئک الذین صدقوا - واولئک ھم المتقون (سورہ بقر)
یعنے حقیقت البر یہ ہے - جو انسان کو مومن کہلانیکا مستحق بناتا ہے - یا نجات یافتہ کرتا ہے جب کہ انسان یہ پانچ امور بطور اصول دین عقیدۃً مان لے اول ایمان باللہ - دوئم ایمان بالیوم الآخر - سوئم ایمان بالملائکۃ - چہارم ایمان بالکتب والوحی - پنجم ایمان بالنبیین والرسل - اور عملاً پانچ امور بجا لانیوالا ہو جاوے - جن میں سے اول امر یہ ہے کہ انسان صرف رضائے مولا اور اس کی محبت کے تقاضہ سے اپنی پاک اور حلال کمائی میں سے بطور صدقہ ذوی القربے یتیموں مسکینوں مسافروں سائلوں - اور غلاموں کی آزادی پر خرچ کرے۔ دوسرا امر یہ ہے - کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے اور اس تعلق کو قائم رکھنے کیواسطے حضور دل سے نماز ادا کرے - تیسرا امر یہ ہے - کہ اپنی پاک کمائی میں سے زکوۃ ادا کرے - چوتھا امر یہ ہے کہ جب کسی سے عہد یا اقرار کرے - اس عہد کو

کی وحی میں نبی اور رسول کہا جس کو حضرت محمدؐ رسول اللہ صلعم نے نبی اللہ کہا۔ اور جس کو جمیع امت محمدیہ نبی یقین کرتی ہے۔ اور جس کا دعویٰ ہے۔ کہ ہم نبی اور رسول ہیں) کے منکر کیونکر مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ اور یہ تفریق بین الرسل کس آیت قرآنیہ کے ماتحت درست ہو سکتی ہے۔ اور کیا تفریق بین الرسل کرنے والے اولٰئک ھم الکٰفرون حقاً کے ماتحت نہیں آتے۔ ہاں آتے ہیں۔ اور یقیناً اس آیت کے ماتحت ہیں

جن مولویوں نے حضرت مسیح موعود کو کافر قرار دیا وہ بھی تو اہل قبلہ و اہل کلمہ ہیں کیونکر کافر ہوئے

جو لوگ کہتے ہیں کہ اہل [illegible]

قبلہ اور اہل کلمہ کافر نہیں ہو سکتا۔ یا ہم کلمہ گو کافر نہیں کہتے۔ وہ خود غور کریں۔ کہ کیا یہ شریعت کا مسئلہ نہیں کہ جو شخص کسی دوسرے مومن کو کافر کہدے۔ تو وہ کفر خود اسی مکفر پر پڑتا ہے کیونکہ وہ مکفر شخص اس مومن کے عقاید اسلامیہ اور اعمال صالحہ کو کفر قرار دے کر اس کی حالت ایمانی کی نفی کرتا ہے۔ گویا اسلام اور ایمان کو کفر قرار دیتا ہے۔ لہٰذا شریعت اسلامیہ اس مکفر کو کافر قرار دیتی ہے۔ اور اسی باعث سے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مکفر مولویوں کو ان کے اس امر کی بناء پر گرفت کی۔ جبکہ میں مومن بلکہ اول المومنین ہوں۔ اور تم لوگ میرے ایمان کی نفی کرتے ہو۔ اور مجھے باوجود مومن کامل ہونے کے کافر قرار دیتے ہو تو تم لوگ اپنی ہی شریعت کی رو سے کافر قرار پا چکے۔ اور یہ سبقت تم نے خود ہی کی۔

شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی۔ اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی جو اول المکفرین ہیں۔ اور دو باقی دو سو مولوی جنکے مواہر تصدیق فتاوے کفر پر موجود ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ اور اسکی جماعت کو کافر کہتے ہیں۔ آیا ان کو حضرت مسیح موعودؑ[1] کافر جانتے اور یقین کرتے تھے یا یہ کہ بالیقین کافر جانتے تھے۔ تو کیا وہ اہل قبلہ اور اہل کلمہ نہیں تھے۔ کیا بعد از فتویٰ کفر دینے کے وہ بیت اللہ کو قبلہ جانکر نماز نہیں ادا کرتے۔ اور اب اہل قبلہ نہ رہے۔ یا انہوں نے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنا ترک کر دیا۔ اور کچھ اور کہتے ہیں۔ اور اب اپنے آپ کو اہل قبلہ نہیں جانتے۔ پس اگر اب بھی وہ اہل قبلہ و اہل کلمہ ہیں۔ اور کہلاتے ہیں۔ تو یا حضرت مسیح موعودؑ کو اسکی جماعت کو کافر کہنے سے یہ [illegible] مولوی کافر ہو گئے۔ یا نہ؟ اگر نہیں ہوئے۔ تو حضرت صاحبؑ نے کیوں ان کو فتویٰ کفر سے نہ بچایا۔ اور حضرت صاحبؑ کے اس قول کے کیا معنے ہوئے۔ کہ میں اب بھی اہل قبلہ اور اہل کلمہ کو کافر نہیں کہتا۔ فتدبروا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود ارشاد فرماتے ہیں کہ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا آخر کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جبکہ دو سو مولویوں نے مجھے کافر ٹھہرایا۔ اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا۔ اور انہی کے فتوے سے یہ ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے (حقیقۃ الوحی)

پس اب جبکہ حضرت مسیح موعودؑ کو کافر کہنے والے مولوی کافر ہو چکے۔ تو اسی طرح مسلمان کافر شدہ مولویوں کو مومن کہنے والے بھی کافر ہو چکے ہیں۔ اب بتاؤ۔ کہ ان کافر شدہ مولویوں کے متبع اور ہوا خواہ یا زیر اثر جماعت اہل قبلہ اور اہل کلمہ نہیں؟ اور اگر ہیں۔ اور ضرور ہیں تو پھر بھی حضرت صاحبؑ نے انکو کافر قرار دیا۔ حالانکہ آپؑ کا قول ہے کہ میں اب بھی کسی کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتا پس اس جملہ کے کیا معنے؟

حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کہ کافر (کافر شدہ مولویوں) کو مومن قرار دینے سے انسان (خواہ مکفر یا مکذب یا متردد یا محب بھی ہو) کافر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جو شخص ان کافر شدہ مولویوں میں سے (درحقیقت فتوے کفر دینے والا) کافر ہو۔ وہ اس کے کفر کی نفی کرتا ہے۔ اور میں [illegible]

---

[1] مولوی محمد علی اور انکے رفقا جو کہتے ہیں۔ کہ ہم کلمہ گو کو کافر نہیں کہتے۔ یا جو مکفر نہیں ان کو کافر نہیں کہتے۔ کیا وہ بتا سکتے ہیں۔ کہ اول وہ دو سو مولوی جو مکفر ہیں کیونکر کافر ہوئے۔ کیا وہ کلمہ گو اور اہل قبلہ نہیں ہیں۔ اور اگر وہ انکو باوجود کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونیکے بہ سبب مکفر ہونیکے کافر قرار دیتے ہیں۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ان کے اس عقیدہ میں بھی استثنےٰ موجود ہے کہ کسی استثنےٰ کے ماتحت اہل قبلہ و اہل کلمہ پھر بھی کافر ہو سکتا ہے۔ پس اگر انکے ہاں فتوے کفر استثنے پیدا کرتا ہے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ۔ تو ہمارے ہاں ایک اور وجہ بھی ہے یعنی تفریق بین الرسل کرنا۔ یا حضرت احمد جری کو نبی اللہ یقین نہ کرنا۔ دوم آج مسلمانوں میں جس قدر لوگ ہیں وہ سب ان دو سو مولویوں کے یا شاگرد ہیں یا ان کے مرید ہیں یا ان کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہیں۔ یا ان کو مسلمان یقین کرتے ہیں یا ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا سلوک کرتے ہیں۔ باوجودیکہ حضرت صاحبؑ اور انکی جماعت کو کافر قرار دے چکے ہیں۔ پس وہ بھی ان کافر مولویوں کو مومن جان کر کافر ہو چکے ہیں۔ کیونکہ حضرت صاحبؑ فرماتے ہیں کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا ہے۔ پس اب مولوی صاحب بتائیں کہ حضرت صاحبؑ تو باقی مسلمانوں کو بھی جو ان مولویوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں کافر کہتے ہیں۔ باوجودیکہ اہل قبلہ اور اہل کلمہ ہیں اور مولوی صاحب انکو مومن کہتے ہیں۔ پس اب کون غلطی پر ہے مولوی صاحب خود۔ یا حضرت صاحبؑ (نعوذ باللہ)

بڑی بڑی تعداد میں نکال کر جلا جانا ثابت ہیں۔ مگر جو کام ہمیں کرنا چاہیئے۔ اُسے بوجہ احسن خود ہی انجام دے لیتے ہیں۔ جس کے ہم مشکور ہیں۔ مسافر نے ہی اعلان کیا ہے۔ کہ وہ اس موقعہ پر خاص نمبر شائع کریگا۔ اور اسکے ساتھ ایک تصویر بھی ہوگی۔ ہر مرنے والے کے احباب و اقربا کو خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ اس کے آخری لمحے کی صورت دیکھ لیں۔ اس لئے مناسب ہوگا۔ کہ تصویر مولانا کی وہ شائع کریں۔ جب وہ ارتھی پر پڑے ہیں۔ اور ارد گرد ان کے چاہنے والے جمع ہیں۔ یہ حسرتناک عبرت انگیز سین بہت موثر ثابت ہوگا۔ اور اشاعت دین الحق میں مدد دیگا

دوم۔ یہ پرچہ اپنے رشتہ داروں ہی میں تقسیم نہیں ہونا چاہیئے۔ مگر مسلمانوں میں بھی سے سفت بانٹنا چاہیئے۔

سوم۔ اس امر کو بھی واضح کردیا جائیگا۔ کہ شہید عربی لفظ کس معنی سے استعمال کیا جاتا ہے۔ کیا آپ کی مذہبی کتابوں میں ایسے حالات کے مناسب کوئی لفظ نہیں ۔

ہم خدا کے فضل سے مومن ہیں

غیر مبائعین کا ہم پر ایک یہ اعتراض بھی ہے۔ کہ ہمارا عقیدہ یہ ہے۔ کہ خلیفہ وقت سے بعض مسائل میں اختلاف رکھکر بھی ان کی بیعت ہو سکتی ہے۔ حالانکہ یہ جائز نہیں۔ خصوصاً اختلاف رکھتے ہوئے اختلاف کا اعلان نہ کرنا منافقت ہے اسکے جواب میں ہم یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کا اسوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے۔ وہ خلفائے وقت سے بعض مسائل میں اختلاف رکھتے اور پھر بھی ان کی بیعت کرکے دل وجان سے فرمانبردار رہتے۔ اہلحدیث مورخہ ۲۴ جنوری میں بھی محدثین کا یہی مذہب لکھا ہے دیکھئے :۔

"وہ (صحابہ) تو ایک دوسرے کے قول سے سند نہیں لاتے تھے۔ بلکہ ان میں مسائل کے اختلاف میں فیصلہ کن صرف قرآن وحدیث ہوتا تھا۔ چنانچہ زمانہ خلافت کے واقعات بکثرت ملتے ہیں۔ ہاں سیاسی طور پر خلیفہ وقت کی اطاعت کرنے کو خاموش رہتے۔ مگر دل میں اپنا اعتقاد نہیں بدلتے تھے۔ حضرت ابو ذر حضرت ابن مسعود اور حضرت ابو سعید خدری وغیرہ رضی اللہ عنہم کے اختلافات خلیفہ وقت کے ساتھ مشہور ہیں"

یہ ہمارے دشمن کی شہادت ہے۔ کیا غیر مبائعین اس پر غور کرینگے ؟

اسلام کے احسانات بنی نوع انسان پر

دنیا والے کن کن رسومات لا یعنی و مزخرفات بے معنی میں گرفتار تھے۔ یہ ایک لمبا قصہ ہے۔ جو اسلام نے ان رسوم جاہلیت کا قلع قمع کرکے جو بنی نوع انسانوں کو مختلف بندھنوں سے آزاد کیا۔ وہ صحابہ کرام کی حالت سے ظاہر ہے۔ اور کتب تواریخ میں اس کا مفصل ذکر ہے اسکے بعد مرور زمانہ سے دُور مذاہب والے تو خیر۔ خود مسلمان بھی رسوم کا شکار ہوگئے۔ اور ان سے جو کچھ سرزد ہؤا۔ اس کو جمع کیا جائے۔ تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ دو رسوم کا ذکر دلگداز سے لیا جاتا ہے۔ ایک بچہ کی پیدایش۔ دوم شادی۔ یہ رسوم بھی معزز اور شریف گھرانوں کی ہیں۔ ملاحظہ ہوں :۔

چھٹی اس تقریب کا نام ہے۔ جبکہ زچگی کے بعد ماں اور بچے کو پہلی دفعہ نہلایا جاتا ہے۔ زچہ کو تیز گرم پانی سے نہلانا ایک طبی علاج ہے۔ مگر یہ غسل ولادت چونکہ ایک خوشی کے موقع پر ہوتا ہے۔ اس لئے اسکو نہایت اہمیت دی جاتی ہے۔ اور چونکہ عموماً زچگی کے چھٹے روز یہ پہلا نہان ہوتا ہے۔ اس لئے اس کا نام ہی چھٹی پڑ گیا۔ اور اس میں زچہ بڑے اہتمام سے نہلائی جاتی ہے۔ پھر بچہ نہلایا جاتا ہے۔ اور ان کے بعد تمام عورتیں جو مہمان ہوتی ہیں۔ یکے بعد دیگرے سب نہاتی ہیں۔ زچہ اور بچے کے لئے بھاری جوڑے حسب حیثیت تیار کئے جاتے ہیں۔ اور ساتھ ہی سب عورتیں کپڑے بدلتی ہیں۔ اس نہان میں جو طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں۔ وہ بے حد و بے شمار ہیں۔ اور غالباً ہر شہر و قریے بلکہ ہر خاندان میں کلیتہً یکساں اور جزواً مختلف اور نئی ہیں ۔

دولھن کے میکے یا دیگر اعزا کی طرف سے اس موقع پر زچہ اور بچے کے جوڑے طوق ہنسلی اور کڑے ننھے بچے کے قابل کھلونے۔ جھنجھنے۔ چھوٹے ان کے ساتھ مرغیاں اور خدا جانے کیا کیا چیزیں بڑی دھوم دھام جلوس اور باجوں کے ساتھ آتی ہیں۔ زنانے میں رقص و سرود کی محفلیں گرم ہوتی ہیں۔ اور اتنی استطاعت نہ ہو تو خود گھر والی عورتیں ڈھول سامنے رکھ کے گا بجا لیتی ہیں۔

یہی شان بعد کے دو نہانوں یعنی بیسویں اور چلے کے نہانوں کی ہوتی ہے۔ اگر خدا نے اطمینان دیا ہے تو دونوں موقعوں پر محفل عیش و نشاط گرم ہوتی ہے۔ ورنہ فقط چلّے کے نہان میں زیادہ دھوم دھام ہوتی ہے اور بیسویں کے نہان کی تقریب معمولی رہتی ہے ۔

عقیقہ۔ مسلمانوں کی خالص مذہبی رسم ہے۔ جس کا آغاز بنی اسرائیل کے زمانے سے آل ابراہیم میں چلا آتا ہے یہود پیدائش کے آٹھویں دن بچے کو مسجد اقصےٰ میں لیجاکے اس کا سر منڈاتے اور قربانی کرتے تھے۔ اور ان کا مقتدا خاص طریقوں سے اسکے لئے برکت کی دعا کیا کرتا تھا یہی طریقہ مسلمانوں میں بھی رسم ابراہیمی اور سنت محمدی کی حیثیت سے آج تک جاری چلا آتا ہے۔ اگرچہ اب ولادت کے بعد آٹھویں دن عقیقہ کرنے کی قید اٹھ گئی ہے۔ مگر اکثر بچے کی عمر کے پہلے ہی سال میں ہو جایا کرتا ہے۔ اس میں بچے کو نہلا کے نئے کپڑے پہنائے جاتے ہیں۔ اور اسکے بعد اعزا و احباب کے مجمع میں نائی اس کا سر مونڈتا ہے۔ اور جیسے ہی وہ سر پر استرا لگاتا ہے بکرا اگر لڑکا ہے تو دو۔ اور لڑکی ہے تو ایک بکرا قربانی کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۱۳ فروری ۱۹۱۹ء

النبوۃ فی خیر الامۃ

اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و احسان کے
ساتھ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس کا سہرا
ست محمدیہ کے سر پر باندھکر ترقی کر تا جکے لئے من
طع اللہ والرسول فاولٓئک مع الذین انعم اللہ
لیہم من النبیین والصدیقین والشھداء
صالحین اور ما کان محمد ابا احد من رجالکم
کن رسول اللہ وخاتم النبیین کا سرٹیفکٹ
طا کیا۔ یعنی اے امت محمدیہ تم صرف لفظی طور پر خیر امت
ہیں ہو۔ بلکہ تم میں سے حسب مراتب نبی صدیق شہداء
ر صالح ہونگے۔ حتیٰ کہ وہ مرد کامل جو نبوت سے سرفراز ہو گا۔
وہ بھی عین محمد ہی ہو گا۔ یعنی بروزی طور پر تمام
سالات محمد صلعم اس کو بھی عطا کئے جائینگے

خاتم کے معنی اور اسکی حقیقت

کیونکہ خاتم کے
معنے مہر کے ہیں۔ اور مہر کا علاوہ اور خواص تصدیق وغیرہ
کے ایک یہ بھی خاصہ ہے۔ کہ اپنے تمام نقوش کو معکوس علیہ
پر ظاہر کر دے۔ اور مہر کی غرض بھی یہی ہوتی ہے۔
ورنہ ایک دوسرے کے نقص کی وجہ سے اللہ سبحانہٗ و
تعالیٰ کا فعل لغو و عبث ٹھیریگا۔ جبکہ محمدؐ خاتم یعنی مہر
ہوئے۔ تو النبیین معکوس علیہ اور اللہ تعالیٰ نے اس خاتم
کو بنا یا ہوا ہے۔ پس جس شخص پر اس خاتم کا پورا اثر ہو گا۔
بلحاظ کمالات کے عین محمد ہی ہو گا۔ اور باوجود اس کے
ہر دو ایک دوسرے کے لئے اصل اور ظل ہونگے اور کسی
قسم کی دوئی ہر دو میں جائز نہ ہو گی۔ چنانچہ حضرت
مسیح موعودؑ نے اسی لئے فرمایا۔ و من فرق بینی
و بین المصطفیٰ فما عرفنی و ما رأی منار العلم
و تعلم یعنی نبی کریمؐ اور مسیح موعودؑ میں بلحاظ کمالات
و قرب الٰہی وغیرہ وغیرہ کے کوئی فرق نہیں۔ البتہ
ان کے حصول کا فتبارک من علم و تعلم سے ظاہر کیا یعنی
جو کمالات کہ آپ کو حاصل ہوئے ہیں وہ حضرت نبیین
کی خاتم کے ذریعہ حاصل ہوئے ہیں۔

شاید بعض اس کے سمجھنے سے قاصر رہیں۔ اس
لئے تصویری زبان میں ادا کرنا ضروری ہے۔ پس
جو ایک شخص اپنے نام "عطاء اللہ" کو کسی شے پر کندہ
کرواتا ہے پھر جس چیز پر کہ وہ اپنی مہر لگا دے گی
ساتھ ہی۔ اس میں بھی وہی لفظ "عطاء اللہ" کا
موجود ہو گا۔ اور بلحاظ کمال و صفائی کے اگر کوئی
بیرونی نقص لازم نہ آئے۔ دونوں ایک ہی ہونگے۔
کیونکہ اصل غرض اس مہر میں لفظ عطاء اللہ ہی ہے
نہ کہ لوہا و پتھر و کاغذ وغیرہ۔ پس یہ ہر دو ایک بھی
ہو گئے۔ اور اصل و ظل بھی ہو گئے۔ الغرض یہی کیفیت
خاتم النبیین کی ہے۔ یعنی جو شخص بھی اب اس امت
میں نبی ہو گا۔ وہ عین محمد ہی ہو گا۔ اور اس اصل کا
ظل بھی ہو گا۔ اور یہی حال مسیح موعود کا ہے۔ یعنے
بلحاظ کمالات وغیرہ کے آپ عین محمدؐ بھی ہیں۔ اور
ساتھ ہی ظل بھی ہیں۔

اور جبکہ آیۃ محمد کی مخاطب امت محمدیہ ہے۔
اور یہ آیت مقام مدح میں نازل ہوئی ہے۔ اور رسول اللہ
سے معطوف ہے تو اس کے ایسے معنے لینا۔ جو
اس کی دل شکنی کا موجب ہو۔ کب روا ہو سکتا ہے
کیا کبھی کوئی انسان اس کہنے پر خوش ہوا ہے۔ کہ
انہیں سے کسی کو بڑا عہدہ دے کر آئندہ کو اس
عہدہ کو قطعی طور پر بند کر دیا گیا ہے۔ نہیں اور ہرگز نہیں۔

شریعت میں خاتم کا مقام

قرآن و حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خاتم کی
ایک غرض تصدیق بھی ہے۔ پہلے ہوتا ہے۔ جیسا کہ
قرآن کریم نے حضرت سلیمانؑ کا ایک خط نقل کیا ہے
جو یوں ہے۔ انہ من سلیمان و انہ بسم اللہ
الرحمٰن الرحیم ان لا تعلوا علی و اتونی
مسلمین۔ یعنی لفظ سلیمان کو جو سارے مضمون
کا خاتم ہے۔ پہلے لایا۔ اور بعد میں خاتم کی غرض کو
بیان کیا۔ اسی طرح ہر سورت کا خاتم بسم اللہ الرحمٰن
الرحیم ہے۔ اور اس خاتم کی غرض کو بعد میں رکھا
ہے۔ حدیث شریف میں نبی کریمؐ کے خطوط درج ہیں
وہاں بھی اسی طرح ہے۔ یعنی من محمد الی ہرقل
وغیرہ وغیرہ۔ الغرض حضرت سلیمانؑ کے خط میں اور
قرآن کریم کی ہر سورت میں اور نبی کریمؐ کے خطوط میں
جا بجا خاتم ابتدا میں ہے۔ وہ پہلے۔ اور اس خاتم
کی غرض و مقصد کو بعد میں بیان کیا گیا ہے۔ پس یہی
حالت خاتم النبیین کی ہے یعنی محمدؐ جو النبیین کے
خاتم ہیں پہلے۔ اور النبیین جو اس خاتم کی اغراض
ہیں بعد میں۔ انسانی عدالت میں آخر میں دستخط
ہوتے ہیں۔ لیکن اسی قانون میں اس کے ساتھ۔
تمثیلات سماویہ و ارضیہ۔ آسمان بار دنشان ہا لوگٹ
سنگو یدر میں۔ اس دو شاہد اپنے تصدیق من استاد
اند۔ اور اگر خاتم کے معنے آخر کے لئے جائیں۔ تو اسکے
معنے بھی مسجدی ہذا آخر المساجد کی طرح ہونگے۔ یعنے جسطرح
کل مساجد نبی کریمؐ کی اتباع میں آپ ہی کی اغراض
کو پورا کرنیوالی ہیں۔ اسی طرح النبیین آپ ہی کے
اتباع میں آپ ہی کی اغراض کو پورا کرنیوالے
ہونگے۔ اور اگر خاتم النبیین کی النبیین سے مراد
انبیاء سابقین لے کر نبوت بند کی جائے۔ تو جائز
نہیں (۱) نبی کریم نے عیسیٰ موعود کو نبی اللہ فرمایا (۲)
انبیاء سابقین کی نبوت آپ کے اتباع کے نتیجہ میں
تھی (۳) لو عاش ابراھیم لکان نبیا سے
جو خاتم النبیین کے نزول کے بعد کا واقعہ ہے۔ انبیاء
کا اپنی امت میں ہونا بیان فرمایا (۴) ان آیات کی
مخاطب امت محمدیہ ہے نہ کہ امم سابقین

بھی مقام مدح میں ہے نہ مقام ذم میں۔ (۵) خاتم النبیین رسول اللہ کا معطوف ہے پس معطوف کے نفی کا اثر امم سابقین پر پلٹنے سے معطوف علیہ کے نفی کا اثر بھی امم سابقین کو ہی ماننا پڑیگا۔ جو آیت کے سے مابعد آیت باطل ہے۔ (۶) انبیاء سابقین کا بھی انکار کرنا پڑیگا۔ کیونکہ علم الٰہی و لوح محفوظ میں خاتم النبیین کی آیت موجود تھی۔ اور حدیث میں آتا ہے کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین۔

الغرض خاتم النبیین کے صحیح معنے یہی ہیں۔ کہ انبیاء امت محمدیہ نبی کریمؐ کے مہر کا ہوں گے۔ چنانچہ نبی کریمؐ نے جس نبی کی پیشگوئی فرمائی۔ اسکے متعلق یہ بھی فرمایا کہ یدفن معی فی قبری۔ اور قبر کے معنے بھی آپ ہی نے کہدئے۔ کہ روضۃ من ریاض الجنۃ۔ اور ایک حدیث میں بھی اسمہٗ اسمی سے اسی امر کو ظاہر کیا۔ یعنے اس میں اور مجھ میں کوئی دوئی نہیں ہوگی۔ دو نہیں اور وہ درحقیقت ایک ہی ہونگے گو شخصیت میں دو ہونگے۔ اور قرآن کریم نے بھی آخرین منھم لما یلحقوا بہم سے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔ یعنے وہ بھی محمدؐ ہی ہونگے۔

اولٰٓئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین الخ کے معنے

اس آیت میں صراحۃً حسب مراتب چار گروہوں کا ذکر کیا۔ یعنے نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح۔ یعنے نبی کریمؐ کی اتباع سے حسب مراتب استعداد چار قسم کے لوگ ہونگے۔ اور ان کی تشریح قرآن کریم میں دیگر مقامات میں کی گئی۔ یعنے صلحاء (جو صدیق و شہید سے بہت پیچھے ہیں۔ بلکہ یہ محض ابتدائی مرتبہ ہے [illegible] ایک شام کو کافر ہے۔ تو صبح ایمان لاکر صلحاء میں شریک ہو جاتا ہے۔ گو مدارج کے لحاظ ایک [illegible] بہت بڑا تفاوت ہو) علیحدہ بیان کیا۔ [illegible] کمالات کے لحاظ سے [illegible]

ہر ایک صدیق و شہید کے مراتب میں تفاوت ہے) صیغہ کر دیا۔ والذین اٰمنوا باللہ ورسلہ اولٰٓئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم اور یہی جو بلحاظ کمال کے ان ہر سہ مقامات سے اعلےٰ و اکمل مقام پر ہیں جن کا آپس میں کوئی تعلق نہیں۔ اما یاتینکم رسل منکم سے الگ بیان کیا۔ اور پھر اس امت کے انبیاء کو آیت خاتم النبیین میں علیحدہ کیا۔ کہ وہ صرف نبی ہی نہیں ہونگے بلکہ عین محمدؐ ہونگے ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

اور اگر ان آیات میں نبی کی صرف معیت مان کر اسکی نبوت سے انکار کیا جائے۔ تو آپس میں معطوف و معطوف علیہ ہونیکی وجہ سے بعد کے تین گروہ کا بھی انکار ہوتا ہے۔ یعنے صدیقوں اور شہیدوں کی معیت امت محمدیہ کو حاصل ہوگی۔ مگر خود کوئی صدیق یا شہید نہ ہوگا۔ و ہٰذا باطل۔ اور اگر اولٰٓئک ھم الصدیقون والشھداء سے اس کا اقرار کیا جائے تو آیت لغو بے معنے ہو جاتی ہے (۱) صدیق شہید تو ہونگے لیکن دراصل یہ صدیق شہید نہ ہونگے۔ صرف صدیق شہید کی معیت انہیں نصیب ہوگی (۲) آیۃ اولٰٓئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین تک چاہیئے تھی اور والصدیقین الخ کی آیت محض زاید اور بے معنے۔ یعنے اگر امت محمدیہ کو انبیاء کی صرف معیت ہی حاصل ہو سکتی تھی اور صدیق شہید اور صالح نہیں ہو سکتے تھے تو آیت النبیین تک ختم ہو جاتی۔ کہ اس امت کو صرف انبیاء سے معیت ہی ہوگی خود انبیاء نہ ہونگے۔ اور دوسری آیت یعنے اولٰٓئک ھم الصدیقون والشھداء آخری صرف دوسرے گروہوں کے لئے کافی تھی اور اس آیۃ میں ان تین لفظ (والصدیقین والشھداء والصالحین) کے بڑھانے کی ضرورت نہ تھی۔

اما یاتینکم منی ھدی کے معنے

اس آیت سے اما یاتینکم رسل منکم کے معنے میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اور نہ ہی یہ آیت صرف بطور قصہ کے ہو سکتی ہے۔ ھدی کے معنے احکام کے لئے جائز نہیں جس سے یہ غلط نتیجہ نکالا جائے۔ کہ جس طرح اب کوئی نئے احکام نہیں آسکتے۔ اسی طرح اب کوئی رسول بھی نہیں آسکتا۔ اور صرف ان ہر دو آیات میں ما سبق کا ذکر ہے۔ قرآن کریم نے ھدی کے معنی آپ کردئے میں یعنے ذکر و آیت چنانچہ ان ہر دو آیات کو ملا کر ھدی کے معنے آیات ہی نکلتے ہیں۔ یعنے ایک آیت نے بتلایا کہ تم میں ھدی آئیگی اور دوسری آیت نے بتلایا کہ وہ ھدی رسول لے کر آئیگا اور ھدی کے معنے آیات کے ہیں جیسا کہ اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیاتی۔ سے ظاہر ہے۔ ورنہ اس کے معنے یہ ہونگے کہ رسول تو صرف آیات لائینگے لیکن ھدی کا لانیوالا کوئی اور ہوگا۔ جو بالبداہت غلط ہے۔ علاوہ بریں خود اس آیت اما یاتینکم منی ھدی نے خود آگے چل کر اپنے معنے آپ بتا دئیے ہیں۔ اما یاتینکم منی ھدی ... والذین کفروا و کذبوا بایٰتنا (سورہ بقرہ) (۲) فاما یاتینکم منی ھدی ... فمن اعرض عن ذکری ... قال کذالک اتتک اٰیٰتنا۔ (سورہ طٰہٰ) پس تمہارے پاس آیتیں آئینگی۔ اور آگے چل کر اس کے معنے بتادئیے کہ ھدی کے معنے احکام نہیں ذکر اور آیات ہیں۔ پس جو ان آیات کا انکار کریگا۔ ان کے لئے یہ سزائیں ہیں۔ الغرض آیت اما یاتینکم مانع نبوت نہیں کہ صرف ازمنہ سابقہ کے لئے ہی مانا جائے۔ اور یہ ھدی تو مسیح موعودؑ بھی لے کر آئے۔ اور اس کثرت سے کہ جس سے ہزار نبیوں کی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔ اور نبی کریمؐ نے بھی لنالہٗ رجل او رجال من اھل فارس۔ اور ابناء فارس سے اس کی تائید کی ہے ✦

افسوس ہے کہ احباب جن کے نام دوبارہ چند فاروق کے وی پی کئے گئے ہیں بلاوجہ دوبارہ واپس کر رہے ہیں جس سے بہت نقصان محصولڈاک وغیرہ کا ہوتا ہے۔ یہ مناسب نہیں ہے ✦

ہیرے جواہرات حاصل کرنیکا طریق

بحیاکجرہ سے زندہ دن کی مسافت پر شمال کی جانب ایک پہاڑ ہے۔ جو البنجارہ کہلاتا ہے۔ اس کے گرد پانی کے چشمے ہیں جن میں بے شمار زہریلے جانور ہیں۔ اور پہاڑ کے اوپر بھی ہر جگہ سانپ رہتے ہیں۔ اس میں ہیرے اور جواہرات پیدا ہوتے ہیں۔ انسان کی عقل کوئی ایسا طریقہ نہیں معلوم کر سکی ہے۔ کہ اس پہاڑ پر جانے کی کوئی ترکیب نکالی جا سکے۔ لیکن ہیرے اور جواہرات حاصل کرنے کا طریقہ انہیں معلوم ہو گیا۔ اس پہاڑ کے قریب ہی ایک دوسرا پہاڑ ہے۔ جو اس سے کسیقدر زیادہ بلند ہے۔ سال کے ایک خاص [موسم] میں لوگ اس بڑے پہاڑ پر بیل لیکر آتے ہیں۔ وہاں انہیں ذبح کر کے گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے جن میں خون بھرا ہوتا ہے۔ ایک خاص کل کے ذریعہ سے جو انہوں نے اس مقصد کیلئے بنائی ہے۔ دوسرے پہاڑ کی چوٹی پر پھینک دیتے ہیں۔ ہیرے اور جواہرات گوشت کے ٹکڑوں میں چمٹ جاتے ہیں گدھ اور عقاب جو کہ اس گوشت کو اٹھا لاتے ہیں۔ کیونکہ سانپوں کے ڈر سے وہ وہاں بیٹھ کے نہیں کھا سکتے۔ اور ایسی جگہ لے آتے ہیں جو محفوظ ہو۔ لوگ ان کے پیچھے پیچھے جاتے ہیں اور اس جگہ سے ہیرے اور جواہرات چن لیتے ہیں۔

ہندوستان میں قسم کھانیکے طریق

فوجداری مقدمات میں جہاں کوئی شہادت نہ ہو۔ ملزم سے قسم لی جاتی ہے۔ اور اس کے تین [طریق] ہیں۔ ایک یہ کہ وہ شخص جس سے قسم لیجاتی ہے۔ اپنے [معبود] بت کے سامنے کھڑا ہو کے اس بت کی قسم کھاتا [ہے کہ] میں بیگناہ ہوں۔ اس قسم کے بعد وہ اپنی زبان ایک [سرخ] لوہے کے ٹکڑے پر لگاتا ہے۔ اور اگر اسے [کسی قسم] کا صدمہ نہ پہنچے۔ تو وہ بیگناہ قرار دیا جاتا ہے۔ [دوسرا طر]یقہ یہ ہے۔ کہ اسی طرح قسم کھانے کے بعد اس [سر]خ لوہے کو وہ شخص چند قدم لیکے چلتا ہے۔ اگر اس کا جسم کسی مقام پر جل گیا۔ تو اسے اس جرم کی سزا دی جاتی ہے۔ اگر کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچا تو رہا کر دیا جاتا ہے۔ قسم کھانیکا تیسرا طریقہ یہ ہے۔ اور یہی عام طور پر رائج ہے بت کے سامنے ایک برتن میں ابلتا ہوا گھی رکھا جاتا ہے۔ جو شخص یہ کہتا ہے۔ کہ میں بیگناہ ہوں۔ اپنی دو انگلیاں اس ابلتے ہوئے گھی میں ڈالتا ہے۔ اور نکالتے ہی فوراً ان پر کپڑا لپیٹ کے مہر کر دیجاتی ہے۔ تاکہ اس بندش کو کھول نہ سکے۔ تیسرے دن وہ پٹی کھولی جاتی ہے۔ اگر انگلیوں میں کسی قسم کا صدمہ پایا گیا۔ تو اس ملزم کو سزا دیجاتی ہے۔ اگر صحیح و سالم ہوئیں۔ تو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

عجیب و غریب چڑیا

وسط ہندوستان کی سرحد پر ایک عجیب و غریب چڑیا ہے۔ جو ممتدہ کہلاتی ہے۔ اس کی چونچ میں بہت سے مختلف سوراخ ہوتے ہیں۔ جب اس کی موت قریب آتی ہے۔ وہ سوکھے تنکے اپنے گھونسلے میں جمع کرتی ہے۔ اس کی چونچ کے ہر سوراخ سے مختلف راگ پیدا ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ خود ہی وجد میں آ کے اپنے بازو پھڑپھڑانے لگتی ہے اس سے لکڑیوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ اور وہ چڑیا اسی میں جل کے مرجاتی ہے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد اس کی راکھ میں ایک کیڑا پیدا ہوتا ہے۔ اور یہی کیڑا بڑھ کے اس چڑیا کی شکل میں ہو جاتا ہے۔ وہاں کے لوگوں نے اس چڑیا کی چونچ کی نقل میں بانسری بنائی ہے۔ جس کی آواز بھی بہت اچھی ہوتی ہے۔

میاں بی بی میں سلوک کرادیا

مصعب کے عقد میں آنیکے بعد جناب عائشہ بنت طلحہ کے غمزہ و ناز کی یہ حالت تھی۔ کہ کبھی انہیں اپنے بچھونے میں ہاتھ نہ لگانے دیتیں مصعب خوشامدیں کرتے مگر وہ ایک نہ سنتیں۔ آخر ایک دن عاجز آ کے اس کی شکایت اپنے معتمد اور منشی ابن ابی فروہ سے کی۔ اس نے کہا آپ کی [illegible] آپ کی اجازت ہو تو میں دم بھر میں سیدھا کر کے آپ کی لونڈی بنا دوں۔ مصعب نے کہا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں۔ مگر اتنا خیال رہے۔ کہ ان سے زیادہ محبوب مجھ کو دنیا میں کوئی نہیں۔ اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے مجھ کو جتنی نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ ان سب سے زیادہ شیریں و پرلطف نعمت میں انہیں کو سمجھتا ہوں۔ ابن ابی فروہ نے کہا۔ آپ اطمینان رکھیں۔ انہیں ضرر کسی قسم کا نہ پہنچیگا۔ اس کے بعد ابن ابی فروہ نے دو قوی ہیکل حبشی غلاموں کو ساتھ لیا۔ اور جناب عائشہ کے دروازے پر جاکے دروازہ کھلوایا۔ اور اندر جانے کی اجازت مانگی۔ اس وقت رات ہو چکی تھی اور اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ بولیں۔ بھلا اندر آنے کا یہ کون وقت ہے؟ جواب دیا۔ جی ہاں! میں اسی وقت آنے پر مجبور ہوں۔ عائشہ سامنے سے ہٹ گئیں۔ اور یہ گھر کے اندر داخل ہو کے غلاموں کو حکم دیا۔ کہ انگنائی میں ایک گہرا گڑھا کھود دو۔ وہ دونوں جو کہ اپنے ساتھ لائے تھے کھودنے لگے۔ اور جناب عائشہ اور ان کی کنیزیں گھبرا گھبرا کے دیکھ رہی تھیں کہ یہ گڑھا کیوں کھودا جا رہا ہے۔ آخر ایک کنیز نے پوچھا کہ گڑھا کیوں کھود رہے ہو۔ ابن ابی فروہ نے کہا۔ اب اس کا کیا جواب دوں۔ تمہارے آقا کمبخت اتنے بڑے ظالم و سنگدل ہیں۔ کہ دم مارنے کی مجال نہیں۔ میں تو یہ کام نہ کرتا۔ مگر افسوس ان کا نوکر ہوں۔ اور ان کے حکم سے مجبور ہوں۔ اس کنیز نے گھبرا کے پوچھا۔ آخر انہوں نے کیا حکم دیا ہے۔ کہا حکم یہ ہے۔ کہ ایک گہرا کنواں کھود کے تمہاری بیوی کو اس میں زندہ دفن کر دوں۔ یہ سنتے ہی سب کنیزیں کانپ گئیں۔ اور عائشہ بنت طلحہ کے تو ہوش و حواس جاتے رہے۔ ابن ابی فروہ کے پاس آ کے رحم کی التجا کرنے لگیں۔ اس نے کہا۔ بیوی آپ کے میاں اتنے بڑے سنگدل ہیں۔ کہ جس کی حد نہیں۔ دنیا بھر میں ان سے بڑا خونریز آدمی نہیں پیدا ہوا۔ کس کی مجال ہے۔ کہ ان کے حکم کو ٹال سکے [illegible]

اتنا ٹھہر کہ میں ذرا اُن سے مل لوں۔ ابن ابی فروہ نے کہا افسوس یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ساتھ ہی غلاموں کو ڈانٹا کہ جلدی کھودو۔ اس کی یہ مستعدی دیکھ کر جناب عائشہ اور سب کنیزیں زار و قطار رونے لگیں۔ اور پھر بھر میں بیٹھ پڑ گئیں۔ تھوڑی دیر رونے پیٹنے کے بعد انہوں نے نہایت ہی یاس کے لہجے میں کہا۔ تو کیا اب مجھ مار ہی ڈالو گے؟ اور میرے بچنے کی کوئی صورت نہیں؟ ابن ابی فروہ بولا حضور کیا عرض کروں اللہ جل شانہٗ اس سنگدل ظالم سے اس کا بدلہ ضرور لے گا۔ مگر اس وقت کوئی بات نہیں بن پڑتی۔ خدا نہ کرے کہ اسے غصہ آئے۔ اس کا غصہ وہ کالو غصہ ہے کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ عائشہ نے پوچھا تو آخر میرا قصور کیا ہے۔ جو مجھ پر یہ غصہ ہے؟ بولا یہی کہ آپ اکا کہنا نہیں مانتیں۔ ان کو خیال پیدا ہو گیا ہے۔ کہ آپ کے دل میں ان کی طرف سے کینہ ہے۔ اور آپ کے دل میں کوئی اور بسا ہوا ہے۔ اسی طیش میں وہ آپے سے باہر ہو گئے ہیں۔ بولیں۔ تو میں تمہیں قسم دلاتی ہوں۔ کہ ان کے پاس جا کے اس بارہ میں کچھ کہو سنو۔ ابن ابی فروہ نے کہا۔ لیکن ڈر لگتا ہے۔ کہ میں حکم کی تعمیل کئے بغیر پہلے ان کے سامنے گیا۔ اور انہوں نے میرے قتل کا حکم دے دیا۔ تو کیا ہو گا؟ اس جواب پر پھر گھر میں کہرام مچ گیا۔ جب دیر تک یہی حالت رہی۔ اور ابن ابی فروہ نے سب کنیزوں خصوصاً جناب عائشہ کو خوب بچھاڑا لیا۔ تو کہا۔ افسوس آپ کی گریہ و زاری اب مجھ سے نہیں دیکھی جاتی۔ اب چاہے مارا جاؤں یا زندہ بچوں ان کے پاس جاتا ہوں۔ مگر حضور فرمائیں تو سہی کہ ان کے پاس جا کے کیا کہوں؟ بولیں۔ تم ان سے کہنا کہ اب تم سے کبھی ایسی حرکت نہ ہو گی۔ کہا او [illegible] حضور میرے ساتھ کیا سلوک کریں گی [illegible] احسان مند رہو نگی۔ بولا۔ تو [illegible] کہ اقرار نہ بجالائیے۔ انہوں نے عہد [illegible] نے سو دک [illegible]

کی۔ ابن ابی فروہ کی کارروائی پر تعجب ہوا۔ اور کہا تو یہ جا کے ان سے قسم بھی لے لو۔ کہ اب کسی بات پر نہ لڑیگی اور نہ پھر کبھار ذکر کریگی۔ ابن ابی فروہ نے فوراً جا کے اس کی تعمیل کرائی۔ اور عاملوں کو لے کے واپس آیا اور مصعب میں اور ان میں بہت دنوں کے لئے ملاپ ہو گیا۔

ابن جعفر کی سخاوت

حضرت جعفر طیار کے صاحبزادے حضرت عبداللہ کی فیاضیاں اسلام میں بے نظیر ہیں۔ چند واقعات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

جناب معاویہ کے عہد میں جب مروان بن حکم شہر مدینہ کا والی و حکمران تھا۔ ایک سال موسم حج سے پیشتر ایک فلاکت زدہ بدوی اسکے دربار پر آیا۔ اور اعانت و دستگیری کا امیدوار ہوا۔ مروان باوجودیکہ حاکم و دولتمند تھا۔ اس سے کہا۔ میرے پاس تو دینے کیلئے کچھ موجود نہیں ہے۔ تم عبداللہ بن جعفر کے پاس چلے جاؤ۔ وہ ضرور تمہاری مدد کرینگے۔ مروان کے کہنے سے وہ بدوی حضرت عبداللہ کے دروازے پر آیا۔ اتفاقاً اس وقت وہ سفر حج کیلئے پا بہ رکاب تھے۔ سب اسباب اونٹوں پر لد کے پہلے روانہ ہو چکا تھا۔ خاص انکی سواری کا راحلہ دروازے پر کسا اور لدا ہوا کھڑا تھا جو کچھ نقد سرمایہ تھا اسی اونٹ پر تھا۔ داہنے پہلو پر تلوار آویزاں تھی۔ اور عبداللہ سوار ہونے کیلئے دروازے سے نکل رہے تھے۔ کہ اس بدوی کا سامنا ہوا۔ اور ان کی صورت دیکھتے ہی اس نے چند اشعار پڑھے جنکا مضمون یہ تھا۔ کہ آپ خاندان رسالت اور قرابت داران نبوت میں سے ہیں۔ دیندار ہیں فیاض ہیں۔ میں وہ مصیبت زدہ مفلوک الحال ہوں جس کی خبر گیری میں میرے شہر والوں نے اپنا مال صرف کرنے میں دریغ کیا۔ گویا مایوس ہوں۔ مگر امید اس دروازے پر لے آئی۔ کہ حکومت اپنے خزانے کا دروازہ چاہے بند کرے۔ مگر آپ کے خزانے کا دروازہ نہیں بند ہو سکتا۔ بدوی کے یہ

اشعار سن کے عبداللہ کے دل پر بڑا اثر ہوا کہا۔ اے بدوی میرا سب سامان تو لد کے جا چکا۔ فقط یہ اونٹ رہ گیا ہے۔ لہٰذا یہ مع اس تمام مال و اسباب اور ساز و سامان کے جو اس پر ہے تیرا ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھنا۔ یہ تلوار جو آپ جناب [illegible] کی ہوئی ہے۔ اس کو کبھی بدعہدی اور فریب کا کام [illegible] لینا۔ میں نے اسے ایک ہزار دینا دے کے خریدا ہے۔ بدوی نے اس کا وعدہ کیا۔ اظہار شکر گذاری میں چند اور شعر سنائے۔ اور اس اونٹ کی مہار اپنے ہاتھ میں لے کے چلا گیا۔

اسی طرح ایک اور موقع کا ذکر ہے۔ کہ ایک ناشناسا مفلس بادیہ پیما ان کے سامنے آیا۔ اور چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ تھا۔ کہ میں نے ایک دن خواب میں دیکھا۔ کہ ابو جعفر (یعنی جناب عبداللہ بن جعفر طیار کی کنیت تھی) نے مجھے حریر کی قبا پہنائی ہے۔ کئی دن گزر گئے۔ اور اس کی تعبیر ظاہر ہوئی۔ تو میں نے اپنے ایک دوست سے اس خواب کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے کہا اس خواب کی تعبیر پوری ہو نہیں سکتی۔ آل جعفر کے جن بزرگ کو تم نے دیکھا ہے۔ کوئی معمولی شخص نہیں سارا زمانہ ان کے کرم سے فیضیاب ہے وہ اس پایہ کے فیاض ہیں۔ کہ خود فیاضی کو انہوں نے حکم دے رکھا ہے۔ کہ حد دار مجھ سے آگے نہ بڑھنا اور اس نے سر اطاعت جھکا کے قبول کر لیا۔ کہ میں ہمیشہ آپ کی لونڈی اور تابع فرمان رہونگی۔ ایسے بزرگ ممکن نہیں کہ تمہارے خواب کو سچا نہ کر دکھائیں۔ یہ اشعار سن کے جناب عبداللہ نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ کہ میری حریر کی قبا لا کے ان کو دیدو۔ غلام قبا لا کے دے گیا۔ اور انہوں نے اس بدوی سے کہا مگر تم نے خواب میں وہ میری تھی زربفت کی قبا کیوں نہ دیکھی۔ جو حریر والی قبا سے بدرجہا اچھی ہے؟ وہ میں نے تین سو دینار کو مول لی تھی۔ یہ اس کو بہت ہی کم قیمت کی ہے۔ باذوق بدوی شاعر نے کہا تو اس کو احتیاط سے رکھیے گا اب کی انشاءاللہ میں اس کو خواب میں دیکھونگا۔ یہ سن کے عبداللہ بن جعفر ہنسے اور غلام سے کہا کہ وہ قبائیں لا کے ان کے حوالے کر دو۔

ایک بار کوئی تاجر بغرض تجارت بہت سی شکر مدینہ طیبہ میں آیا۔ مگر یہاں آ کے دیکھا۔ تو شکر کا مذاق کم پایا۔ کہ سمجھا میرا سارا روپیہ ڈوب گیا۔ تھوڑی [illegible]

آدمی کیسا ہو۔ یا تا ہی تھے جو اس نے گاڑ دئے۔ ایک ایک کے آگے جاکے رکھا۔ فریاد کرتا۔ مگر کوئی کیا کر سکتا تھا؟ آخر اسے زیادہ بیتاب دیکھ کر کسی نے کہا۔ اس طرح دھوئے دھار رونے سے کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اگر مدد چاہتے ہو تو عبد اللہ بن جعفر کی خدمت میں حاضر ہو کے اپنی مصیبت بیان کرو۔ شائد انہیں ترس آجائے۔ تو تمہارا کام بن جائیگا۔ اشارہ پاتے ہی وہ آپ کے پاس دوڑا آیا۔ اور اپنی مصیبت بیان کی۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا اپنی شکر یہاں لے آو۔ حکم پاتے ہی وہ ساری شکر لا دکے لے آیا۔ آپ نے اپنے رومال کے سوا ایک بڑا سا فرش بچھوا کے کہا۔ سب شکر اس پر ڈھیر کر دو۔ اسنے دم بھر میں انبار لگا دیا۔ حضرت عبد اللہ نے جب دیکھ لیا۔ کہ اب اس کا یاس شکر نہیں باقی ہے تو لوگوں کو حکم دیا۔ کہ اس شکر کو لوٹ۔ اشارے کی دیر تھی۔ لوگوں نے جی کھول کے لوٹنا شروع کیا اور دم بھر میں میدان صاف تھا۔

جس وقت لوگ شکر لوٹ رہے تھے۔ وہ تاجر اس منظر کو کھڑا حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ دیکھتے دیکھتے اس کے دل میں لالچ پیدا ہوا۔ اور عرض کیا۔ یا حضرت میں بھی لوٹ سکتا ہوں؟ جواب ملا۔ ہاں۔ ہاں شوق سے لوٹو۔ اجازت ملتے ہی وہ بھی جھپٹ جھپٹ کے اپنے خالی کئے ہوئے بورے بھرنے لگا۔ اور بہت سی شکر اسے بھی مل گئی۔

جب شکر بالکل لٹ گئی تو آپنے اس کی قیمت پوچھی تاجر نے عرض کیا۔ چار ہزار درہم۔ فوراً یہ رقم دلوا دی گئی۔ اور وہ اس کو لے مع لوٹی ہوئی شکر کے خوش خوش اپنی فرودگاہ میں آیا۔ وہاں اسنے لوگوں سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو سب لوگ اس حیرت انگیز فیاضی پر تعجب کرنے لگے۔ اتنے میں کسی نے کہا۔ اجی عبد اللہ بن جعفر کی فیاضی کا تو یہ عالم ہے کہ دیا یاد بھی نہیں رہتا۔ جو آج دیتے ہیں کل بھول جاتے ہیں۔ اور دوبارہ جاکے مانگو تو پھر دینے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ تاجر خواہ آزمانے کیلئے یا لالچ سے دوسرے دن حضرت عبد اللہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ اور یوں عرض کیا۔ حضور آپنے ابھی شکر کا روپیہ نہیں دیا۔ آپنے سنتے ہی پھر چار ہزار درہم دلوا دئے۔ تیسرے روز وہ پھر پہنچا۔ اور وہی رقم پھر طلب کی۔ آپنے اسے بے تکلفی و سادگی سے پھر چار ہزار درہم دلوا دئے۔ مگر آج جب وہ رقم لے کے چلنے لگا۔ تو اس سے فرمایا۔ یہ ملا کے بارہ ہزار درہم ہو چکے۔ یہ الفاظ سنکے وہ سمجھا۔ کہ یہ غلط مشہور ہے کہ آپ کو دینا یاد نہیں رہتا۔ یاد سب کچھ رہتا ہے مگر جوش فیاضی اس بات کو گوارا نہیں کرتی کہ کسی کی درخواست سنکے انکار کریا اور "نہیں" کا لفظ زبان سے نکلے۔

ایسا ہی واقعہ ایک اور بدوی کے ساتھ بھی پیش آیا۔ اس نے ایسا اونٹ آپ کے ہاتھ بیچا تھا۔ جسے آپنے محض اسکی کفالت و امداد کے خیال سے مول لیا ہوگا۔ اس نے مسلسل تین دن تک آکے تین بار اس اونٹ کی قیمت لی۔ اور آپ دیتے چلے گئے۔ مگر تیسرے دن بتا دیا۔ کہ میں تین بار قیمت دے چکا ہوں۔ اور وہ فوراً ندامت سے اسے چوتھی بار آنے کی جرأت نہ ہوئی۔

تو نے خود روحوں پر اپنے ہاتھ سے چھڑکا نمک
اس سے ہے شور محبت عاشقان زار کا

اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات رکھی ہے کہ وہ اس کے وصال کی تڑپ رکھے چنانچہ ہر انسان کسی نہ کسی رنگ میں اپنی اس تڑپ کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس کے لئے طرح طرح کی مصیبتوں میں اپنے آپ کو ڈالتا ہے لیکن جب تک صراط مستقیم حاصل نہ ہو منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ ذیل میں ایک ہندو کی آپ بیتی نقل کرتے ہیں۔ کہ وہ ایشور کو پانے کے لئے کیا کیا کچھ کرتا رہا۔ جو اخبار پرکاش لکھتا ہے

لیکن میں تو شروع ہی سے گاؤں کے اندر آئے ہوئے سادھوؤں کی سیوا کیا کرتا تھا جب گاؤں میں کسی قسم کا بھی سادھو آتا۔ تو میں خبر پاکر فوراً اس کے پاس جاتا۔ اس کو اٹھا لاتا۔ دودھ گھی۔ لکڑی وغیرہ جو کچھ ضرورت ہوتی لاتا۔ بلکہ کئی کئی دفعہ اپنے گھر سے سارا دودھ سادھوؤں کی بھینٹ کر دیتا۔ اور گاؤں میں پھر کر بعض دفعہ پندرہ پندرہ سیر آٹا اکٹھا کر لیتا۔ میرے بھائی مجھ کو بہت سمجھایا کرتے لیکن میں نے ایک نہ مانی فقیروں کی سیوا کرنیکے بعد میں صرف ان سے ایک سوال کیا کرتا۔ اور وہ یہ کہ مجھے ایشور کے درشن کسطرح ہو سکتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک فقیر گاؤں میں آیا میں بھی پہنچا۔ سیوا وغیرہ کرنیکے بعد میں نے کہا کہ مہاراج مجھے ایشور کے درشن کیسے ہوں۔ تو اس نے مجھے شیو جی کی مورت ایک سال تک لگاتار پوجنے کو بتائی۔ اور کہا کہ پھر تم کو ایشور ضرور درشن دیگا۔ میں نے ایک سال کی محنت لگائی لیکن ایشور کے درشن نہ ہوئے یہاں تک کہ میں نے ناامید ہو کر یہ کام چھوڑ دیا۔ اب دوسرا فقیر اور آیا۔ میں نے اسکی آؤ بھگت کے بعد اس سے بھی پوچھا کہ میں ایشور کے درشن کرنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا کہ تمہارے کے دنوں میں دن رات ننگے رہو کمر میں صرف ایک لنگوٹ باندھ لو۔ پھر تم کو چار مہینے میں ہی ایشور درشن دیگا میں نے ایسا ہی کیا تمام جاڑا گزار دیا۔ بلکہ اس عرصہ میں میرا جسم بہت دبلا ہو گیا۔ ایک دفعہ تو مرنے کی نوبت پہنچ گئی تھی لیکن نتیجہ کچھ نہیں میں بہت مایوس ہوا اور یہ کام بھی چھوڑ دیا۔ اس کے بعد ایک گیان پنڈت فقیر آیا۔ میں نے اس کی خاطر تواضع کی اور پھر وہی درشنوں کا سوال اس سے پوچھا۔ اس نے کہا کہ ایشور کے درشن کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ تم ایک سال تک صبح ہی بن کھائے کوئیں کا پانی جتنا تم پی سکو پی لیا کرو میں نے ایسا ہی عمل کیا۔ یہاں تک کہ میں ایک ایک من پانی پی لیا کرتا تھا لیکن ایشور کے درشن کہاں۔ مجھے بڑی حیرانی ہوتی اور ان سادھوؤں پر غصہ آتا۔ خیر اس کام کو بھی چھوڑ بیٹھا اتفاق سے ایک دن ایک [illegible]

بیراگی گاؤں میں آ نکلے میں بھی ان کے پاس گیا۔ اور سب ماجرا سنایا۔ اس نے کہا کہ ایشور کے درشن اس طرح نہیں ہوا کرتے جس طرح تم نے کیا۔ اس نے کہا کہ ایشور کے درشن کے لئے تم ہر روز صبح و شام دو دو وقت بیٹھک کیا کرو۔ اور دوڑ کیا کرو۔ اور فرصت کے وقت جنگلوں میں پھرا کرو۔ کیونکہ وہاں اکثر ایشور کسی بھیس میں مل جایا کرتا ہے۔ چنانچہ میں یہی کام کرنے لگا۔ اس کام سے لوگ مجھے بیوقوف کہنے لگے۔ لیکن میں نے کچھ پروا نہ کی اور برابر اپنے کام میں لگا رہتا۔ چنانچہ ایک دم سے میں پندرہ پندرہ سو بیٹھک کرنے لگا اور ایک گھنٹہ میں دس کوس کی دوڑ کرنے لگا۔ اس کام سے گو میرا جسم تو مضبوط ہوگیا۔ لیکن ایشور کے درشن نہ ہوئے کچھ نتیجہ نہ پاکر میں نے اس کام کو بھی ترک کر دیا۔ اسی طرح ایک سادھو نے مجھے سال بھر تک نیم کے پتے کھانے بتائے۔ ایک نے سال بھر تک ایک سادھی پر جوت لگوائی۔ میں نے یہ سب کچھ کیا لیکن درشن نہ ملا پیاسا ہی رہا۔ ایک فقیر نے مجھے ہمیشہ رام رام رام رام رٹنا ہی بتلایا۔ گویا لوگوں نے میرا نام بھی رام رام دھر لیا۔ اس طرح سے میں گاؤں میں اور آس پاس بھگت مشہور ہوگیا۔ جو آتا بھگت کا گھر پوچھتا۔

اس قسم کی بیہودہ گھڑیوں میں بعض مسلمان بھی مبتلا ہیں۔ حالانکہ ان کو خدا نے اپنے ملنے کی سیدھی راہ دکھا دی تھی۔ مگر وہ ہیں کہ کتاب اللہ کو چھوڑ کر دشت ناکامی میں ٹاک ٹوئیے مارتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ وہ اب بھی خدا کی طرف بلانے والے [illegible] سمجھانے والے حقیقی خیر خواہ کی [illegible] مہدی و مسیح موعود علیہ السلام

تبلیغی خط منظوم

یہ تبلیغی خط ایک نوجوان شاعر مستری حبیب احمد صاحب احمدی برلیوی حال قادیانی نے لکھا ہے۔ چونکہ یہ خط سوز و گداز سے لکھا گیا ہے اس لئے ناظرین فاروق کی دلچسپی کے لئے شائع کیا جاتا ہے (ایڈیٹر)

اے مرے مہربان مولینا
میری باتوں کو دھیان میں لانا
بدگمانی کو دل سے دور کریں
کچھ نہ کچھ غور تو ضرور کریں
آخر اک دن سبھی کو مرنا ہے
دار فانی سے کوچ کرنا ہے
قبر میں کون ساتھ جائیگا
کام اس وقت کون آئیگا
ہاں اگر فضل کبریا ہوگا
پھر تو دارین میں بھلا ہوگا
فضل چاہو تو حق قبول کرو
وقت ضائع نہ یوں فضول کرو
بات کہتا ہوں صاف اور سچی
ہوشیار کہ آگئے مہدی
آنیوالا مسیح آپہنچا
وہ نصیح فصیح آپہنچا
نور اک آسمان سے آیا
کیا کہوں کیسی شان سے آیا
جس کے سب منتظر تھے مدت سے
آگیا ہے وہ شان و شوکت سے
احمد مجتبیٰ کا نور ہے وہ
سرور انبیاء کا نور ہے وہ
نام جس کا غلام احمدؐ ہے
بات جس کی کلام احمدؐ ہے
بات جب اس کی یاد آتی ہے
یاد سے ساری خلق جاتی ہے
[illegible]

یوں ہی اک واہیات کہتے ہیں
بات جب ہو کہ میرے پاس آئیں
میرے مونہہ پر وہ بات کہہ جائیں
مجھ سے اس دلستان کا حال سنیں
مجھ سے وہ صورت و جمال سنیں
خانصاحب۔ مکرم اور خلیل
دیکھیں انصاف سے وہ حق کی دلیل
ہے یہ امید احمدی ہو جائیں
قائل مہدی ہی ہو جائیں
اے مرے مہربان خلیل شفو
معجزہ کر سارے قال و قیل سنو
کیا ہوا تم کو کیوں ہوئے خاموش
گم ہوا کیوں وہ دوستی کا جوش
تم سے کہتا ہوں اب میں کھرا آہ
کس لئے تم نے رخ چھپا ستاہ
خط کئی ایسے تم کو لکھے تھے
ہے یقین تم کو وہ ملے ہو سکے
نہ دیا تم نے ایک کا بھی جواب
ایسے کیوں ہو گئے ہو زیر حجاب
خواب غفلت کی انتہا بھی ہے
تم کو معلوم جاگنا بھی ہے
یا یوں ہی مست خواب رہنا ہے
بحر غفلات میں تم کو بہنا ہے
یہ سمجھو کہ زندگی ہے مدام
نہیں دنیا ہمیشگی کا مقام
ہر کہ آمد عمارت نو ساخت
رفت و منزل بہ دیگرے پرداخت
منتظر اب جواب کا ہوں میں
اور دعا گو جناب کا ہوں میں
امت حضرت محمدؐ ہوں
احمدی ہوں حبیب احمدؐ ہوں
سب کو میرا اسلام پہنچائیں
اور میرا پیام پہنچائیں۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ اخبار ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر قاسم علی۔

جلد ۴ یوم پنجشنبہ - مورخہ فروری ۱۹۱۹ء نمبر ۷

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ جیسا کہ پچھلے پرچہ میں لکھا گیا تھا لاہور مع اہل بیت رسالت واپسی حرم محترم کے تشریف فرما ہیں۔ خدا تعالیٰ خیریت سے واپس لاوے۔ آمین آپ کے ایام غیر موجودگی میں حضرت قاضی امیر حسین صاحب بحکم حضور امیر و امام جماعت مقرر ہوئے ہیں۔

درخواست دعا۔ مرزا محمد حسین صاحب کوہاٹ اپنے مقدمہ کی اپیل میں کامیابی کے واسطے درخواست دعا کرتے ہیں۔ احباب دعا فرماویں۔

سید ارادت حسین صاحب اددین سے بوجہ کچھ مشکلات کے درخواست دعا کرتے ہیں۔ کہ خدا ان کی مشکلات کو حل کرکے ابتلاؤں سے نجات بخشے۔

آمین۔

رشحاتِ قلم

بر لبِ دریا وہ میر ماہ کامل دیکھئے
روشنی بخش جہان دیدہ و دل دیکھئے
بات قسمت کی ہے دریا کی روانی ہو رہی
خشک لب لیکن نظر آتا ہے ساحل دیکھئے
گردش گردون گردان سے ہوا انقلاب
کون خارج ہوتا ہے اور کون داخل دیکھئے
گو لڑتے میں یا علی پور ہستیاں مرتیں ہیں
قادیاں دارالاماں میں پیر کامل دیکھئے
ہے جواب جاہلاں باشد خموشی پر عمل
وہ سمجھتے ہیں کہ الحمل بھی قائل دیکھئے

ایک مرحوم کا شوق

برادر محمد یٰسین طالب احمدی محمد پوری ضلع سہارنپور جس نے غزل شوق دید اخبار فاروق میں چھپائی تھی۔ بائیس برس کی عمر میں بقضاء الٰہی فوت ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مندرجہ ذیل شعر اپنے حسب حال مرحوم کے والد صاحب برائے اشاعت بھیجتے ہیں۔

مرثیہ دعائیہ

منجانب والد محمد یٰسین مرحوم

یوسف وایامیں جو یعقوب سے گم ہو گئے
بعد چندے تیری رحمت سے وہ پھر باہم ملے
یوسف وایامیں میرے بھی ...
خلد میں مجھ سے ملا ...

یادِ حبیب

حافظ سلیم اٹاوی

جو گھر میں بیٹھتا ہوں گھر کے اندر یاد آتے ہیں
کبھی باہر نکلتا ہوں۔ تو باہر یاد آتے ہیں

بھلاتا ہوں انہیں دل سے مگر پھر بھی بھلائے
تعجب ہے مرے دل کو برابر یاد آتے ہیں

تمہارا تو یہاں ہر وقت ذکرِ خیر رہتا ہے
کبھی ہم بھی تمہیں اے بندہ پرور یاد آتے ہیں

یہ ملا دہ کیا گھائل اے زخمی اے بسمل
تمہاری تیغ ابرو کے وہ جوہر یاد آتے ہیں

قفس میں عندلیب زار کہتی ہے یہ رو رو کر
کہ مجھ کو آہ اپنے وہ گلِ تر یاد آتے ہیں

وطن چھوٹا ملے جب سے آہ یاں پردیس میں اکثر
محب و آشنا خویش و برادر یاد آتے ہیں

قیامت کا ہمارے سامنے جب ذکر ہوتا ہے
تو ہم کو شافعِ روزِ محشر یاد آتے ہیں

چراغ و مسجد و محراب و منبر دیکھ کر مجھ کو
ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و حیدرؓ یاد آتے ہیں

میں جب آئینہ میں تصویرِ احمدؑ دیکھ لیتا ہوں
تو حضرت حبیبِ ربِ اکبر یاد آتے ہیں

نظر محمودؓ کا آتا ہے جس دم چہرۂ انور
تو کنعان یوسفؑ نیک اختر یاد آتے ہیں

کلامِ حضرتِ اکمل کی صورت جب دکھائی دی
مجھے حسانؓ مداحِ پیمبر یاد آتے ہیں

غزل جس وقت لکھتا ہوں تو اے حافظ بعید حسرت
مجھے مختار و صادق و گوہر یاد آتے ہیں

ہر ایک احمدی مرد اور عورت کو اس کا پڑھنا سننا اور ... ہے۔ ۲ کا ٹکٹ بھیج کر دفتر ... سے منگوا لیں

احمدی شائع ہوگیا

خدا کے فضل سے رسالہ احمدی کے دو نمبر بابت جنوری و فروری سنہ ۱۹۱۷ء ۱۵ فروری کو شائع ہوگئے۔ گو خریداروں کی درخواستیں تو ابھی پوری یک صد بھی نہیں آئیں۔ مگر خدا کے بھروسہ پر احمدی جاری کر دیا ہے اگر احباب اس نمونہ کے پرچہ کو مجید آنہ مع محصول ڈاک ہی منگا کر ملاحظہ کرلیں۔ تو انشاء اللہ امید قوی ہے کہ وہ خریدار مستقل بن جائینگے اس کی سالانہ قیمت صرف دو روپیہ مع محصول ڈاک عام مقرر ہے۔ اور خاص صاحب ہمت اپنی حیثیت کے مطابق امداد کریں تاکہ اس کی اشاعت کا حلقہ وسیع ہوجائے میں احباب ذیل کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے احمدی کے واسطے خاص امداد عطا فرما کر میری حوصلہ افزائی کی اور ثواب حاصل کیا۔

(۱) مکرمی سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن۔ ۵
(۲) مکرمی شیخ محمد آصف نامی صاحب ڈپٹی کلکٹر سہارنپور ۔ ۵
(۳) شیخ فضل کریم صاحب حیدرآباد دکن۔ عہ
(۴) سید کلیم اللہ صاحب سنجر گڑھ عہ
(۵) منشی ہاشم علی صاحب گرداور قانونگوئی سے

جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ امید ہے کہ دیگر برادران بھی اسلاف توجہ فرمائینگے۔ اور یہ پرچہ جو ... کے نام سے شائع ہوا ہے۔ غیر احمدیوں میں مفت تقسیم کرنے کے واسطے خاص طور پر امداد دینگے۔

مرقعِ ثنائی

امرتسری کے اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کی صحیح نقل مطابق اصل حرف بحرف۔ سطر بہ سطر (اعلیٰ کاغذ اور عمدہ لکھائی چھپائی) شائع کرکے اس کے ساتھ امرتسری کا مرقع کھینچا ہے۔ جو انشاء اللہ امرتسری کی ہلاکت کے لئے کافی حربہ ہے۔ ذی مقدرت احباب اس کو غیر احمدیوں میں بکثرت تقسیم کریں۔ اور ہر ایک خواندہ احمدی اس کی ایک ایک کاپی اپنے پاس رکھے۔

کارِ ثواب

دفتر فاروق میں اس وقت تین درخواستیں غیر احمدیوں کی طرف سے اخبار فاروق بلا قیمت جاری کرنے کی موصول ہوچکی ہیں۔ اور کبھی نہ کبھی ایسی درخواستیں آتی ہی رہتی ہیں۔ جو بوجہ نہ ہونے ایسے فنڈ کے جس کے ذریعہ غیر احمدیوں کے نام مفت اخبار جاری ہوسکے داخل دفتر کردی جاتی ہیں۔ مگر یہ امر مجھے ناپسندیدہ ہے۔ کیونکہ ہماری غرض تو تبلیغ ہے اور غیر احمدیوں میں کرنی ہے۔ اور غیر احمدی قیمت دے کر ہماری کتابیں یا اخبار دیکھنا نہیں چاہتے۔ جو دیکھنا چاہتے ہیں وہ خرید نہیں سکتے یا خرید نہیں کرتے۔ اس لئے اگر اس کے متعلق ایک مستقل فنڈ ہوجائے۔ جو ہمارے صاحب وسعت دوست تھوڑی تھوڑی امداد دے کر اس فنڈ کو قائم کردیں تو کئی غیر احمدیوں میں تبلیغ ہوسکتی ہے۔ گزشتہ سال مکرمی شیخ ... احمد صاحب نے کوہاٹ سے دو اور منشی محمد اشرف خان صاحب نے خیر پور سے ایک کل تین اخبار سالانہ چندہ عطا فرما کر غیر احمدیوں کے نام جاری کرائے تھے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ اب ایک درخواست تو اہلحدیث کی آئی ہے۔ جو لکھتا ہے کہ میں بیکار ہوں اور شائق اخبار ہوں۔ اگر کوئی صاحب میرے نام فاروق مفت جاری کرادیں تو ثواب ہوگا۔ دوسری درخواست ایک لائبریری انجمن اسلامیہ ... کے سکرٹری صاحب کی ہے جس کے نام گزشتہ سال میں فاروق جاتا تھا۔ وہ امسال بھی درخواست کرتے ہیں اور ایک بلوچستان کے غیر احمدی کی ہے۔ اور تین درخواستیں رسالہ احمدی کے واسطے ابھی ہی آئی ہیں جو احمدی احباب کی طرف سے ہیں۔ اسلئے میں اپیل کرتا ہوں کہ باہمت احباب اس طرف توجہ کریں۔ اور خدا کرے کہ مکمل سو اس فنڈ کو قائم کرکے اس صدقہ جاریہ کا ثواب حاصل کریں۔ اور موجودہ درخواستوں کو منظور کرکے عند اللہ ماجور ہوں۔ جو اصحاب اس میں امداد دینگے۔ ان کے اسماء گرامی شکریہ کے ساتھ فاروق میں نکلتے رہیں گے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مؤرخہ ۳ فروری سنہ ۱۹۱۹ء

سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ

جیسا کہ پچھلے پرچہ میں لکھا جا چکا ہے۔ اس دفعہ سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ خدا کے فضل و کرم کے ساتھ **۱۵-۱۶-۱۷ مارچ** بروز جمعہ۔ اتوار۔ سوموار قرار پایا ہے۔ چونکہ ۱۴ مارچ جمعہ ہے اس لئے امید کی جاتی ہے کہ احباب نماز جمعہ سے اول ہی جمع ہو جائینگے۔ بجز ان کے جنہیں کوئی خاص مجبوری ہے۔ ۱۴ مارچ کا دن یوں بھی جماعت احمدیہ میں ایک خاص یادگار کا دن ہے جسکہ حق نے باطل پر فتح پائی اور جماعت کے اتحاد کو توڑنے والوں نے ناکامی کا منہ دیکھا اور وہ خائب و خاسر ہو کر خداوند محمود کی زمین قدس سے نکالے گئے اور اخرج منہا یزیدیون۔ کی وحی جو خدا کے پاک نبی مسیح موعودؑ پر نازل ہوئی تھی۔ ایک غیر متوقع مگر عجیب و غریب شان سے پوری ہوئی۔ اُس وقت ہم نے غرور و کبر سے بھری ہوئی (کو بھرائی ہوئی) ایک آواز سنی۔ کہ **میں نکلونگا تو میرے ساتھ ایک جماعت نکلیگی**۔ مگر ایک دنیا نے دیکھ لیا۔ کہ یہ بڑا بول تھا۔ اور بڑے بول کا سر نیچا مشہور ہے۔ بجز ایک . محبوط الحواس کے جو اپنے صدق و وفا کے بے سرے راگ الاپنے کا عادی ہو اور گوسالہ سامری کی مانند اپنے اندر کچھ بھی روحانیت کی روح نہیں رکھتا۔ کسی نے بھی ساتھ نہ دیا۔ اور اس کا ساتھ دینا بھی برائے نام ہے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ کیطرف سے سلسلہ انکشاف بذریعہ رؤیا دیکھ کر پھر مرتد ہوا۔

اور اس طرح پر اس نے ثابت کیا کہ حامیان پیغام ہر گاہ باریتعالےٰ کے احکام کی خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ مولوی صدرالدین صاحب بی اے بی ٹی سیالکوٹی نے بھی کچھ عرصہ ٹھہر کر ناخنوں تک زور لگایا۔ مگر کیا نتیجہ پایا۔ ہمیں کہا گیا کہ اس مدرسہ پر مشن کے پادری قبضہ کرینگے۔ لیکن محمد مصطفےٰ کے خدا احمد مجتبےٰ کے خدا نے دکھا دیا کہ وہ اہل حق کے ساتھ ہے۔ اگر اس وقت کسی نے نہیں دیکھا تو اب آئندہ ۱۴ مارچ کو آکر دیکھے کہ ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

حساد بد نہاد سے کہہ دیا جائے کہ اگر وہ اس نظارہ جاں نواز کو نہیں دیکھ سکتے تو اپنی آنکھوں میں گرم گرم سلائیاں پھیر لیں۔ جو ہم انہیں اپنے خرچ پر مہیا کر دینگے۔ ان کے دل اگر جلتے ہیں تو یکدم کسی بھٹی میں کود پڑیں۔ تا ان کا غیظ و غضب ٹھنڈا ہو جائے اور اگر یا لیتنی کنت من قبل نسیاً منسیاً کی پیشگوئی پوری ہوتے دیکھنا ان کے لئے تکلیف دہ ہے تو وہ ایک رسہ اپنی چھتوں سے لٹکا کر دارالبوار کو چلے جائیں۔ کہ وہاں ان کیلئے مہمانی کا کافی سامان موجود ہے۔

یہ ارض حرم تو دن دگنی رات چوگنی ترقی کریگی۔ اور دنیا والے دیکھینگے کہ یہ بیت المقدس ام القریٰ کے بیت العتیق کا قائم مقام ہے۔ یہ غلط ہے کہ ام القریٰ کی چھاتیوں کا دودھ خشک ہو گیا ہے۔ خشک نہیں ہوا۔ آؤ دارالامان میں۔ آؤ ارض حرم میں آؤ اس مسجد مبارک میں جہاں پر روزی طور پر خاتم النبیین سر بسجود ہوتا تھا۔ اور دیکھو اس مسجد اقصےٰ کے منارہ پر انوار کو جہاں نور السموات والارض سے شمس و قمر کا خطاب پانے والا الہام **انت منی وانا منک** کا مورد اور صحیح مخاطب اپنی شان کے ساتھ نازل ہوا۔ تم اس زمین قدس کے ذرہ ذرہ میں صد جلوۂ طور دیکھو گے۔ اور جدھر نگاہ اٹھاؤ گے نور ہی نور پاؤ گے۔ یثرب و بطحا کے سنگریزوں کی یاد تمہیں بیتاب کرتی ہے۔ تو آؤ دارالامان کی

گلیاں تیار ہونگی اگر میدان عرفات میں قبول ہو جانے کا خیال ہے تو قسم ہو لایزال کی کہ یہاں بھی تمہاری دعاؤں کے قبول ہونے کا سامان ہیں۔ اگر اتنا رکعبہ سے لپٹ جانے کی ہوس ہے تو سنو! میں تمہیں خوشخبری سناتا ہوں۔ کہ یہاں بھی ایک ابراہیمؑ راستبازوں کا باپ پیدا ہوا۔ جس پر خداوند توحید نے یہ وحی نازل کی **واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی**۔ پس حق یہ ہے کہ حق جل شانہ نے تمہارے دیس میں جنت الفردوس کی نہریں بہا دیں۔ او گناہوں سے آلودہ رہنے والو! تمہیں مژدہ ہو کہ تم نے سر سے پاک و صاف کئے جاؤ گے کما ینقی الثوب الابیض من الدنس۔ تلاش یار میں بے قرار رہنے والو! تمہیں بشارت۔ کہ وہ محبوب لم یزل اس عزیز رجاں نواز سے اپنا جلوہ دکھائیگا۔ اے وہ لوگو جو کسی حقیقی ولی اللہ کی زیارت کے لئے سچی تڑپ رکھتے ہو اور کدھر جاؤں کہاں ڈھونڈوں کا گیت گاتے پھرتے ہو۔ ادھر آؤ میں تمہیں اس کا کوچہ دکھاؤں جس نے فرمایا ؎

زندہ شد ہر نبی بآمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

بڑے بڑے بزرگ ایک رسول کی زیارت کیلئے تڑپتے مر گئے مگر یہاں تو وہ رسول مبعوث ہوا جس کے پیرہن میں ہر رسول پسِ پردہ پا بجا۔ جس نے خدا کیطرف سے خلعت رسالت پائی پنہاں ہے۔ اور جس کی شان اس سے عیاں ہے۔ کہ وہ فرماتا ہے ؎

منم مسیح زماں و منم کلیم خدا
منم محمدؐ و احمدؐ کہ مجتبےٰ باشد

سنو! سنو!! اگر تم میں سننے کی تاب ہے کہ وہ مسعود و بابرکت کبریا جامع جمیع کمالات محمدیہ تھا۔ اور روحانیت اسلام کا ہلال جو سلع کی پہاڑیوں پر طلوع ہوا۔ اب اقوی واشد و اکمل طور پر کالبدر التام عنوہ بحسن عالم عالمیاں ہے ؎

آنکہ کے اندھیل کہ حائل میں ...

...کی سعی ہوتی تھی (بخاری و...

...ادہم نکہ اس حضور کائنات علیہ الصلوٰۃ...
...کے یہاں چھلنی نہیں تھی۔ اسلئے
...ی پھونک مار کر ہٹادی جاتی تھی۔ اس سے
...مزاجی اور داقعہ طلبی کی اس سطح میں
...اتھی (ترمذی صـ۳۵۹) گر حقرہ نویہ سہے کہ
...ت بھی نہیں ہوتی تھی۔ چنانچہ حضرت
...رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ کہ
...سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات
...آپ کو اور آپکے اہل و عیال کو پیٹ بھر
...روٹی بھی دو دن تک نہیں ملی (ترمذی صـ۳۵۳)
...حضرت قتادہ نے فرمایا کہ "ہم (اہل بیت محمد صلی اللہ
...کے گھروں میں بعض دفعہ ایک ایک مہینہ تک
...نہ جلتا تھا۔ اور ہم صرف کھجوروں اور پانی پر گزارا
...ہے۔ (شفا صـ۷۳)
...کہتے ہیں کہ "ایک دفعہ ہم نے ناچار و ساکت
...ہوکر بھوک کی شکایت کی اور دامن اٹھا
...کر پیٹ پر پتھر باندھ رکھے تھے جناب
...صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری تسکین کیلئے
...دامن اٹھایا تو ہم نے دیکھا کہ شکم مبارک سے
...بندھے ہوئے تھے۔ (مشکوٰۃ صـ۴۴۸)

...روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ
...رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک شریک بھائی مسروق
...پاس آئے حضرت عائشہؓ نے کھانا
...اور فرمانے لگیں کہ جب میں سیر ہوکر
...تی ہوں تو مجھے رونا آتا ہے" انہوں نے
...پوچھا؟ آپ نے جواب دیا کہ "مجھ کو آپکا
...یاد آتا ہے کہ جب تک آپ حیات رہے خدا
...کبھی ایک دن میں دوبار سیر ہو کر روٹی
...(ترمذی صـ۳۵۸)
... آنحضرت صلعم ... سالن آپ
...

ابوہریرہؓ کا بیان ہے "کہ آپ نے کبھی کسی کھانے
کو برا نہیں کہا۔ جو کچھ موجود ہوتا تھا وہی تناول
فرما لیتے تھے۔ اور اگر بھوک نہیں ہوتی تھی تو چھوڑ
دیتے تھے۔ (بخاری صـ۸۱۴)

فہرست کو دیکھیے کہ آنحضرت کا لباس قمیص
چادر، تہ بند، پاجامہ اور عمامہ تھا۔ یہ سب چیزیں
بالعموم معمولی قسم کے کپڑے کی ہوتی تھیں
ریشم کا استعمال تو آپ نے اپنی امت میں مردوں
کے لئے ناجائز ہی فرما دیا تھا۔ اور خود آپ کے لباس
میں تو قطعاً کسی قسم کی چمک دمک اور نمائش ہوتی ہی نہ
تھی۔ ہوسکے آپ کو ایک مرتبہ سوزنی دست و
مشک سے اور ایک بار ایک اور شخص و جبہ
بے نجدہ بھیجے تھے۔ پاپوش مبارک چمڑے کی
تھیں جس میں دو تسمے کے بند لگے ہوئے تھے
ان سے دو انگلیوں میں باندھ لیجاتی تھیں۔

آپ کے آرام فرمانے کی کیفیت تھی کہ حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ آنحضرتؐ
کا بستر آپکے گھر میں کس چیز کا تھا" انہوں نے
فرمایا کہ " ادھوڑی کا جس میں کھجور کی چھال بھری
ہوئی تھی"۔ (بخاری و ترمذی صـ۹۴)

یہی سوال حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے بھی کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ " ایک ٹاٹ کا
ٹکڑا تھا جسے ہم دوہرا کر دیا کرتے تھے۔ آنحضرتؐ
اسی پر استراحت فرماتے تھے۔ ایک رات میں نے
خیال کیا کہ اگر اس کی چار تہیں کر دیں تو غالباً
آپ کو زیادہ آرام ملے چنانچہ ہم نے ایسا ہی کیا
جب صبح ہوئی تو آنجناب نے پوچھا کہ رات تم نے
میرے لئے کیا بچھایا تھا" میں نے کہا۔ "وہی آپ
کا ٹاٹ تھا۔ مگر ہاں ہم نے اس کی چار تہیں کر
دی تھیں تاکہ آپ کو زیادہ آرام ملے"۔ آپ نے فرمایا۔
"اسے ویسا ہی کر دو جیسا پہلے تھا۔ اس نے
مجھے رات ہی کو نماز شب سے باز رکھا"۔ (ترمذی صـ۹۴)
سواریوں میں آنحضرتؐ گدھے پر سوار ہونے

چنانچہ آپ فتح خیبر کے دن گدھے پر سوار تھے جس کی
لگام کھجور کی چھال کی تھی۔ انسؓ سے روایت ہے کہ
"آپ حج کے لئے تشریف لے گئے تو آپکے اونٹ کا
پالان پر۔ تھا جس کی قیمت ہمارے خیال میں چار درہم
(ایک روپیہ) سے زیادہ نہ ہوگی" (شفا صـ۵۹، اسوہ حسنہ)

امام بخاریؒ کا استغناء

حاکم بخارا نے جناب امام بخاریؒ کو حاکمانہ طور سے
یہ حکم لکھ بھیجا۔ کہ آپ اپنی جامع صحیح (بخاری شریف)
اور تاریخ کبیر روزانہ آکر ہمیں یہاں سنا جایا کرو۔ آپ
نے اس کے جواب میں ایلچی کی معرفت کہلا بھیجا۔ کہ
میں علم کو ذلیل و خوار نہیں کرتا۔ در بدر لوگوں کے گھروں
پر لئے نہیں پھروں گا۔ اگر حاکم شہر کو علم دین پڑھنے
کا شوق و شغف ہے اور کچھ ضرورت ہے تو وہ مسجد
یا میرے گھر میں حاضر ہو کر سن سکتا ہے۔ جب یہ بات
حاکم بخارا کو معلوم ہوئی تو پیرایہ الفاظ بدلکر یہ درخواست
کی کہ آپ ہمارے بچوں کے لئے کوئی خاص وقت اور
خاص جگہ مقرر فرما دیجیے کہ جہاں ان کے سوا اور کسی
شخص کو پڑھنے پاس آنے اور دخل دینے کی اجازت نہ ہو۔

حضرت امام بخاریؒ نے اس کا بھی یہی جواب دیا۔
کہ میں یہ بھی نہیں کر سکتا کہ حاکم شہر کے خوف سے لوگوں
کو حدیث شریف کے استماع سے روکوں اور چند لوگوں کے
فائدہ کی خاطر اور حاکم کی خوشنودی کے لئے تمام قوم کا
نقصان کر دوں ایسا کبھی نہیں ہوگا۔ (اسوہ حسنہ)

مذاہب کی پارلیمنٹ قائم کرنیکی تجویز

حال میں مہاراجہ صاحب دربھنگہ نے ایک مستقل
مذہبی پارلیمنٹ کی سکیم شائع کی ہے جو بنارس میں قائم
کیجائیگی اس کے ساتھ مندرجہ ذیل انسٹی ٹیوشن ملحق ہونگے۔
(۱) برہما سماجیوں۔ جینیوں۔ سکھوں۔ پرہم سماجیوں۔ سناتن
سماجیوں۔ مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ جینیوں۔ بدھوں۔

پارسیوں اور یہودیوں وغیرہ کے طلبوں کے لئے کام دیگا۔ (۲) ایک لائبریری جس میں ہر ایک مذہب کی مقدس کتابیں اور ہر ایک فرقہ کے متعلق فلسفہ کی مختلف کتابیں رکھی جائینگی۔ (۳) مختلف مذاہب کے پیروؤں کے لئے مختلف عبادت گاہیں مثلاً ہندوؤں کے لئے مندر مسلمانوں کے لئے مسجدیں اور عیسائیوں کے لئے گرجے۔ (۴) بھجنالیوں اور اپدیشکوں وغیرہ کے لئے آشرم۔ (۵) مختلف مذاہب اور فلسفہ کا تقابلی مطالعہ کرنے والوں کی رہائش کے لئے کمرے (۶) دفتر اور نوکروں کے لئے کوارٹر۔ اگر اس سکیم کو عملی جامہ پہنایا گیا تو امید ہے کہ اس سے ہندوستان کے مختلف مذاہب اور قوموں کے لوگوں میں اتفاق اور اتحاد پیدا ہونے میں بہت مدد ملیگی۔

فاروق ۔ ہمیں خوشی ہے کہ دنیا آہستہ آہستہ ان کاموں کی طرف آ رہی ہے جن کی بنیاد حضرت مسیح موعودؑ نے رکھی۔

تنقید کرو مگر ان شرائط کیساتھ

(۱) احتساب کا مقصد اصلی اصلاح و تعمیر ہے محض تخریب مقصود بالذات نہیں ہو سکتا۔

(۲) محتسب کے دل میں خود تو کوئی ذاتی کاوش و رنجش [illegible] اس باب میں بہت سخت احتیاط کی ضرورت ہے انسان کا نفس اسے طرح طرح کے فریب دیتا ہے۔ اکثر یہی ہوتا ہے کہ انسان اپنے ذاتی جذبۂ انتقام سے مجبور ہو کر دوسروں پر نکتہ چینی کرنے لگتا ہے

(۳) محتسب کے دل میں یہ جذبہ تو نہیں غالب ہے کہ اس نکتہ چینی سے کوئی مالی نفع ہو گا۔ یا شہرت میں خاص اضافہ ہو گا حق گوئی کا شوق شہرت اکثر انسان کو باطل گو بنا دیتا ہے۔

(۴) جہاں تک ممکن ہو شخص زیر احتساب کو پہلے خانگی طور پر افہام و تفہیم کرنا چاہیئے اگر اس کا موقع نہ ہو تو ملک میں پیشتر حتی الامکان نہایت ہمدردانہ و ملائم لہجہ رکھنا چاہیئے۔ اور جس نسبت سے مجرم کا تمرد و تشدد بڑھتا جائے اسی نسبت سے لہجہ میں بھی درشتی بڑھتی جانا چاہیئے۔

(۶) نکتہ چینی ایسی نہ ہونی چاہیئے کہ کسی با کار و مفید شخص کی حیثیت افادی کو صدمہ پہنچے۔ اور جماعت ان تمام فوائد سے محروم ہو جائے۔ جو اس کی ذات سے وابستہ تھے

عبداللطیف مونگیری کی خبیث دلیری

یخدعون اللہ والذین امنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون ۔ یہ تو مسلّم امر ہے کہ حق کی مخالفت کرنے والوں کی روحانی آنکھیں پھوٹ جاتی ہیں۔ اور وہ حق و باطل میں تمیز کرنے کا مادہ اپنے اندر سے خود اپنے حرکات ناشائستہ کے ذریعہ گم کر دیتے ہیں۔ اور وہ اپنے ہی اوپر ظلم و ستم ڈھاتے ہوئے ذلت و نکبت کے دلدل میں پھنستے اور حماقت و ندامت کے قعر میں گر جاتے ہیں۔ اور اپنے دلوں کو سیاہ اور جانوں کو تباہ کر ڈالتے ہیں۔ چنانچہ رب العزت فرماتا ہے

(۱) کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون

(۲) ویجعل اللہ الرجس علی الذین لا یعقلون

(۳) کذلک یطبع اللہ علی کل قلب متکبر جبار

(۴) کذلک یضل اللہ من ھو مسرف مرتاب

ہر مامور کے وقت میں ایسے لوگ کچھ نہ کچھ ضرور ہوتے رہے ہیں جن کا کام یہی رہا ہے کہ خدا کے پاک مامور و مرسل کے مقابلہ میں نہایت دلیری و نابینائی اور ضد کے ساتھ مخالفانہ کوششیں کر کے دنیا کو بہکا کر تباہ کریں۔ اور حسد کی طرح جو کبر و غرور ان کے دلوں میں چھپا ہوا ہے اس کے اثر سے نہ صرف خود ہلاک ہوں بلکہ دوسروں کو بھی بے ادب گستاخ بنا کر ہلاک کریں ؎

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

الذین یجادلون فی آیات اللہ بغیر سلطان اتاھم ۔ ان فی صدورھم الا کبر ما ھم ببالغیہ ۔ فاستعذ باللہ

خدا کی پناہ

ایسے بے ادب گستاخ اور مفتری لوگوں میں سے ایک صاحب حقی عبداللطیف مونگیری بھی ہیں۔ جن کی دلیری حد سے بڑھ چکی ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں اس شخص نے جیسی چھپتی کتابیں لکھی ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے ہمیں تو شرم آتی ہے۔ اس شخص نے حال میں جو ایک کتاب "چشمۂ ہدایت" کے نام سے لکھی ہے۔ اس کی گندگیاں دیکھتے ہوئے ایک سعید الفطرت یہ کہہ اٹھیگا کہ کیا یہی ہدایت ہے۔ اور کیا یہی ہمارے علماء کی تحریر و استدلال ہے۔

تازہ مثال

مخالفت میں اندھا بن جانے کی ایک تازہ مثال اسی کتاب چشمۂ ہدایت میں آج ہمیں اور بھی ملی ہے ناظرین دیکھیں اور عبرت کی نگاہ سے دیکھیں۔

مونگیری صاحب نے چراغ الدین مرتد جمونی کے رسالہ "آسمانی مثال فی تائید مسیح الزمان" سے ایک عبارت نقل کی ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ یہ عبارت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے چراغ الدین مرتد کے رسالہ کو حقیقۃ الوحی میں حرف بحرف جس وجہ سے نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق خود اسی رسالہ کے حاشیہ پر "تنبیہ" کا عنوان لکھ کر فرماتے ہیں:۔

کہ ہر ایک منصف مزاج معلوم کر سکے کہ یہ شخص جو اپنے اعمال کی سزا پا چکا ہے۔ پہلے میری تصدیق کرتا تھا۔ اور پھر نفس امارہ کی کشش سے بعض پادریوں سے اتفاق کر کے مرتد ہو گیا اور مجھے دجال وغیرہ ناموں سے پکارا۔ اور میری مخالفت میں کتاب منارۃ المسیح اور اعجاز محمدی لکھی۔ اب ہر ایک منصف مزاج خود انصاف کی نظر سے دیکھ سکتا ہے کہ یہ وہی چراغ الدین ہے جس نے میری تائید میں یہ اشتہار لکھا تھا۔

اب وہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیے جسے مونگیری صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت بتلایا ہے۔ اور جس

...کی نسبت فرمائی گئی ہے جو یہ ہے "میں کامل یقین سے کہتا ہوں کہ جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری ہو اس دنیا سے اٹھایا نہ جاؤنگا کیونکہ خدا تعالیٰ کے وعدے ٹل نہیں جاتے اور اس کا ارادہ رک نہیں سکتا" یہ عبارت چراغ الدین جمونی کی ہے۔ مگر بغض و عناد سے نابینا ہو کر مونگیری معترض نے حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت سمجھ بیٹھا۔ اور اس سے متعلق بڑے بڑے زوردار الفاظ لکھ مارے ہیں۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

اس عبارت نے کامل طور سے فیصلہ کر دیا کہ مسیح موعود کا جو کام ہے یعنی ان کے ذریعہ سے تمام دنیا میں اسلام کا پھیل جانا وہ مرزا صاحب کی زندگی میں پورا ہو جائیگا۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ پورا نہ ہوا۔ اور ثابت ہو گیا کہ مسیح موعود کی جو علامت انہوں نے بیان کی وہ ان میں نہیں پائی گئی اور اپنے قول سے مجھوٹے ثابت ہوئے اور لکھتا ہے:-

اے مرزائی احمدیو۔ کیا اسکا جواب دے سکتے ہو۔ مگر ہمارا کانشنس اور معائنہ کے ساتھ ملا ہوا ہے بے اختیار کہیگا۔ کہ اس کا کوئی جواب نہیں ہو سکتا۔ اور مرزا صاحب اپنے اقرار سے مجھوٹے ثابت ہوتے ہیں۔ (وغیرہ وغیرہ)

اور لکھتا ہے:-

میں یہ تو نہیں کہتا کہ آپ علماء حقانی کی کسی دلیل کو مضبوط کہیں تو آپ جس کے قول کو پیش کر رہے ہیں اور کہتا ہوں کہ اسے مانئیے اور اپنے ہاتھ کی حالت کو یاد کر کے خدا سے ڈریئے اور مجھ نے سے علیحدہ ہو جائیے۔

بیچارے معترض | جس عبارت کو حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت ... سمجھ کر یہ معترض تمام اور نظر ناقص نے یہ ساری ... کی بنیاد ہی ... نہیں وہ عبارت ... [illegible]

پڑھ کر دیکھ اور عرق ندامت ہو جا۔ میں تو یہی کہونگا کہ ؎

موت بہتر ہے ایسے جینے سے

الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ الا لعنۃ اللہ علی المعتدین۔

احمدیان مونگیر | کو چاہیئے کہ حق پسند حضرات کو اس معترض کی دلیری اور خداع و فریب سے آگاہ کریں خدا نے ایسا داغ اس کی پیشانی پر لگایا ہے۔ کہ غیرت ہو تو آئندہ کسی کو منہ نہ دکھائے۔

اصل مطلب | جو چراغ الدین کی عبارت کا ہے وہ یہ ہے کہ چراغ الدین کہتا ہے۔ میں مسیح موعودؑ کے ناصروں سے ایک ہوں۔ حضرت اقدس میرزا صاحب مسیح موعودؑ کی نصرت میں جب تک وہ خدمت جو اس عاجز کے حصہ میں مقرر ہے پوری نہ ہو دنیا سے اٹھایا نہ جاؤنگا۔ نابینا معترض نے اس عبارت کو حضرت مسیح موعودؑ کی عبارت سمجھا۔ پھر محل و موقع سے ہٹا کر دوسرا مطلب نکالا پھر اس غلطی کی بنا پر اعتراض کیا۔ آہ! یہ کیوں ایسے بے بصر ہو گئے۔ اللہ رحم کرے۔ اور ہمارے نادان معترضوں کو ہدایت دے۔ آمین۔

گداگری کا موجودہ طریق قابل اصلاح ہے

گورنمنٹ بنگال نے کلکتہ میں گداگری کے انسداد کے سوال پر غور کرنا شروع کیا ہے۔ اس نے مختلف انجمنوں سے مشورے کئے ہیں۔ بنگال کی انجمن تجارت نے یہ صلاح دی ہے کہ گداگروں کی گنتی کر کے ان کا طبی معائنہ کرایا جاوے اور بیچ کے مفلوجوں کیلئے ایک خیرات خانہ ایک ہسپتال اور غریب بچوں کیلئے ایک خیراتی سکول قائم کیا جاوے چونکہ اس سکیم کو عمل میں لانے کیلئے کثیر رقم کی ضرورت ہے اس لئے گورنمنٹ بنگال اس مالی پہلو پر غور کر رہی ہے۔ گداگری کا موجودہ طریق ملک کے لئے کس قدر بھاری بوجھ ثابت ہوا ہے۔ اس پر ہمعصر بنگالی کے ایک نامہ نگار کے دئے ہوئے مندرجہ ذیل واقعات خوبی روشنی ڈالتے ہیں۔ ولایت میں گداگری کے انسداد کے لئے پارلیمنٹ کی طرف سے ایک کمیٹی قائم ہوئی تھی اس کمیٹی کے روبرو شہادت دیتے ہوئے بیڈورڈ ممبر پارلیمنٹ نے بیان کیا کہ ایک بارہ سالہ گداگر لڑکی جو حاصل کردہ خیرات کے لئے سارے کنبے کی پرورش کیا کرتی تھی۔ ایک لڑکے کی ماں اسے ایک ورک ہاؤس سے باہر بھیک مانگنے کے لئے بٹھا دیا کرتی تھی۔ کئی بار ورک ہاؤس والوں نے اس لڑکے کو اپنے اہتمام میں لے لینے کی کوشش کی۔ لیکن اس کی ماں ہمیشہ یہ کہا کرتی تھی کہ یہ لڑکا بھیک مانگ کر اوسطاً ۲۶ شلنگ ہفتہ وار کماتا ہے۔ اگر ورک ہاؤس والے اسے اتنی تنخواہ دیں تب میں اسے ... کرا دیتی ہوں۔ ورنہ نہیں۔ خود نامہ نگار مذکور نے کلکتہ کے ایک اندھے کا قصہ بھی بیان کیا ہے جو یہ کہا کرتا تھا کہ اگر میں پانچ سال اندھا ہو جاتا تو میں اپنے تینوں بیٹوں کی طرف سے تسلی کی حالت میں مرتا۔ کیونکہ پھر انہیں کمائی کا فکر نہ رہتا۔

ان واقعات سے ظاہر ہے کہ گداگری کے موجودہ طریق سے ملک کا کس قدر روپیہ برباد ہو رہا ہے۔ اور اس کے انسداد کی کس قدر سخت ضرورت ہے؟

مسلمانوں کو گمراہ ہونے سے بچاؤ

میں پیدائشی مسلمان ہوں۔ مگر ... سی کا رہا۔ ہر شخص ... اپنی ... پیچیدہ ... اعتبار کرتا ہے۔ مسلمانوں نے اس ... تمدن معاشرت اور زبان چھوڑ دی اصل اسلام چھوڑ دیا۔ آج ... میں موجود ہیں۔ ہر فرقہ ... یا خوش فہمی سے یہ بات ... ہوا ہے کہ ہم راہ راست پر ہیں باقی سب فرقے گمراہ ہیں ... حدیث شریف کے ارشاد کے مطابق ان میں صرف ایک فرقہ جنتی ہے اور سب دوزخی۔ ... کس کی بات مانیں اور کس کی نہ مانیں۔ ہر فرقہ اپنے جنتی ہونے ... دلائل پیش کرتا ہے اس لئے میں نے ایک رسالہ ... نامی لکھا ہے ... اعتراض کئے ہیں۔ پہلے اعتراض کے جواب ... [illegible]

پر جب ستے ہیں حیلے آگے احمدی
وہ سب کے آگئے ہوئے معدوم انہیں
پر مومن نہیں تن رکھتا ہے تقوی کا لباس
نہیں تن دیا ہو کیوں جب مرتے ہیں انہیں
[illegible] جب آشنائے قرأت قرآن ہوں
وہ کبھی پریشانی ہر موسم تپیا تو نہیں
[illegible] ہو طلمت ذکر خدائے پاک سے
اس کا ظہر کشمیر ہے اور شکوفہ واتو نہیں
کہتے ہیں یوسف کو اکمل شعر اردو میں کہیں
وہ گل افغان ہیں اور جانتے اردو نہیں۔

شرائط مباہلہ برائے علماء دیوبند

(۱) ضروری ہوگا کہ تمام علماء دیوبند اس مباہلہ میں شامل [ہوں]۔ اسی طرح امام جماعت احمدیہ بھی بذات خود اس مباہلہ میں شامل ہونگے جنکی شمولیت بوجہ اس کے کہ آپ جماعت احمدیہ کے [illegible] ہیں جماعت احمدیہ کی شمولیت بھی ہو جائیگی ان جماعت احمدیوں کو امام جماعت احمدیہ مباہلہ میں شامل ہونیکی اجازت دیں وہ شامل ہوسکیں۔

(۲) علماء دیوبند کا قائم مقام کھڑے ہو کر حضرت مرزا صاحب کے دعوے نبوت اور مسیحیت کے متعلق جو ثبوت [illegible] حضرت مرزا صاحب اور آپکی جماعت کی طرف [سے] پیش ہو چکے ہیں ان کی تردید میں تقریر کریگا اس کے بعد جماعت احمدیہ کا مسلم قائم مقام اس کے خلاف تقریر کریگا۔ اس کے بعد بھی علماء دیوبند اپنے خیالات پر مصر ہوں تو اسی وقت اسی مقام پر حضرت مرزا صاحب کی مسیحیت [و] نبوت پر فریقین میں مباہلہ ہوگا۔

[illegible] علماء دیوبند کو منظور نہ ہو تو پھر دوسری [صورت یہ ہو] کہ پہلے جماعت احمدیہ کا مسلم قائم مقام حضرت [illegible] کے دلائل علمائے دیوبند [illegible] مسلم قائم مقام [illegible]

تو اسی وقت اسی مقام پر مباہلہ ہوگا اور دونو صورتوں میں وقت دعا مباہلہ ایک گھنٹہ ہوگا۔

ج - پہلی صورت میں مسلم قائم مقام علماء دیوبند کو ہمارے دلائل کی تردید کرنے کے لئے تین گھنٹے دیئے جائینگے۔ پھر دو گھنٹے مسلم قائم مقام جماعت احمدیہ کو دیئے جائینگے اور دوسری صورت میں پہلے تین گھنٹے جماعت احمدیہ کے مسلم قائم مقام کو دلائل بیان کرنے کے لئے دیئے جائینگے۔ پھر دو گھنٹے مسلم قائم مقام علماء دیوبند کو تردید کیلئے دیئے جائینگے۔ اس کے بعد ایک گھنٹہ جواب کیلئے قائم مقام جماعت احمدیہ کو دیا جا[ئیگا]۔

(۳) یہ مباہلہ بشمول ان تقریروں کے کسی ایسے مقام پر ہوگا جو فریق کے لئے مساوی ہوگا۔

(۴) مکان مباہلہ کے اخراجات ہونگے وہ فریقین پر نصف نصف

(۵) ضروری ہوگا کہ قیام امن کے لئے سرکاری انتظام کرایا جائے اور اگر اس کے بھی کچھ اخراجات ہوں تو وہ بھی فریقین کو حصہ مساوی ادا کرنے ہونگے۔

(۶) داخلہ مکان مباہلہ میں بذریعہ مصدقہ ٹکٹوں کے ہوگا۔ ٹکٹ مساوی تعداد میں دونو فریق کو ملینگے۔ وہ جن جن لوگوں کو قابل اعتبار سمجھینگے ان میں بطور خود تقسیم کرینگے اور ہر فریق ان کی طرف سے امن کا ذمہ دار ہوگا جن کو ٹکٹ دیکر داخل کریگا۔ ہمارے نزدیک ایک ایک ہزار ٹکٹ دونو فریق کیلئے کافی ہو[نگے]۔

(۷) مکان جس میں مباہلہ ہوگا دو حصوں میں تقسیم کر دیا جائیگا تاکہ ہر فریق کے آدمی باسانی علیحدہ علیحدہ بیٹھ سکیں۔

(۸) امن قائم رکھنے کے لئے ایک ایک ناظم دونو فریق میں سے اور ایک تیسرا ناظم جو کسی فریق کے ساتھ تعلق نہ رکھتا ہو لیکن دونو فریق کے اتفاق کے ساتھ منتخب کیا گیا ہو مقرر ہونگے۔ ان تینوں کا فرض ہوگا کہ دونو فریق سے قرار شدہ شرائط کی پابندی کرائیں۔ اگر کسی انتظامی امر میں فریقین کے ناظمین میں اختلاف ہو تو تیسرے ناظم کا فیصلہ تسلیم کیا جائیگا۔

(۹) کسی فریق کو حق نہیں ہوگا کہ یہ کہہ سکے کہ تقریروں کے بعد مباہلہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ اگر ایک فریق مباہلہ پر مصر ہو تو دوسرے کو لازما مباہلہ کرنا پڑیگا۔ سوائے اس حالت کے کہ وہ دوسرے فریق کے خیالات سے اتفاق کا اعلان کرے۔

[پر مشتمل] ہونگے کہ جن میں وہی ہونگی جو ان کی طرف سے مباہلہ میں شریک ہونگے اور جب تک اس فہرست کی تصفیہ نہ ہوگا اس وقت تک شرائط کی تکمیل نہ سمجھی جائیگی۔

(۱۱) ہر فریق دوسرے فریق کو یہ تحریر دیگا کہ اگر وہ بوقت معین مقام مقرر پر نہ آیا۔ یا تقریروں کے بعد مباہلہ سے انکار کر دیا۔ (جس کا [مطلب] یہ ہے کہ اپنے عقاید سے دست بردار ہونیکا اعلان کرے) تو وہ دوسرے فریق کو اس کے نقصان کے معاوضہ میں یا نچہ [illegible] دیگا۔ مگر زعیم علماء دیوبند کا وقت مقررہ پر پہنچ جانا کافی ہوگا اور انہیں ایکی حرجانہ سے بری نہیں کریگا جب تک تمام وہ علماء حاضر نہ ہوں جن کے نام تصفیہ شدہ فہرست میں شریک ہو چکے ہوں۔

(۱۲) مکان مباہلہ اور دیگر انتظامات کے لئے ہر فریق اپنا ایک ایک وکیل مقرر کریگا اور وہ دونو وکیل ان امور کا مناسب انتظام کرینگے۔

(۱۳) تصفیہ شرائط کے بعد ہر ایک فریق ان شرائط کی مصدقہ نقل دوسرے فریق سے حاصل کریگا جس کے بعد کسی فریق کو طے شدہ شرائط میں کمی بیشی یا تغیر و تبدل کا اختیار نہ ہوگا۔

(۱۴) مباہلہ [illegible] فریقین کے مسلم قائم مقاموں کی دستخطوں سے وقوع مباہلہ کا اعلان مع فہرست مباہلین اخبارات میں شائع کیا جائیگا۔

(۱۵) اثر مباہلہ کے ظاہر ہونے کیلئے مباہلہ سے ایک سال کے عرصہ تک انتظار کیا جائیگا خواہ سال کے کسی حصہ میں ظاہر ہو اس کے قبل اور بعد کا کوئی واقعہ قابل حجت نہ ہوگا۔

(۱۶) فریقین کے مسلم قائم مقاموں پر اپنے ابناء و نساء کا مباہلہ میں شامل کرنا واجب ہوگا۔ اور باقیوں کیلئے جائز۔

(۱۷) مذکورہ بالا شرائط کے تصفیہ پر ایک ماہ بعد کی کوئی تاریخ مباہلہ کیلئے مقرر کی جائیگی۔

شرائط مباہلہ مندرجہ بالا باجازت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بذریعہ اشتہار چھپکر علماء دیوبند کو بھیجے جا چکے ہیں ناظرین فاروق منتظر رہیں کہ جنہ پیشانی دیوبند کیا حیلہ مباہلہ سے فرار کا سوچتے ہیں ان کی ظاہری شہرت تو اس کی مقتضی ہے کہ وہ فوراً میدان میں نکل آئیں۔ مگر دیدہ باید۔

علماء سہارنپور کے جواب میں ہم ثنائی حصہ اکے نفس سے جیب کر شائع ہو گیا ہے۔ ناظرین فوراً دفتر فاروق سے بقیمت [illegible] منگا کر لطف اٹھائیں۔

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۱۹ء

قادیان دارالامان

ڈاکٹر حسن علی غیر مبائع کے سوالات کا جواب

(۱) کیا حضرت مرزا صاحب شروع سے لیکر آخری دم حیات تک ایک دعویٰ نبوت پر قائم رہے یا شروع میں محدث تھے پھر بعد میں آپ نے دعویٰ نبوت کیا؟

(۲) وہ کیا بات تھی کہ حضرت محمد صلعم کے بعد حضرت صاحب نے مدعی نبوت پر لعنت فرمائی؟

(۳) لا نبی بعدی سے آپ کیا مراد لیتے ہیں۔ اگر محمد صلعم کے بعد نبوت جاری ہے۔ تو ۱۳۰۰ سال میں کون کون سے انبیاء آنحضرت مصطفیٰ محمد مجتبیٰ صلعم کے بعد آئے؟

(۴) کیا مرزا صاحب کے بعد اور بھی نبی آ سکیں گے؟

جواب سوال اول

سیدنا حضرت مرزا صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) شروع سے لیکر آخر دم تک ایک ہی دعویٰ پر قائم رہے۔ وہ دعویٰ یہ تھا۔ کہ میں خدا کی طرف سے کثرت مکالمہ و مخاطبہ و کثرت اظہار امور غیبیہ سے مشرف ہوں۔ اوائل میں (۱۹۰۱ء تک) آپ اس کا نام محدثیت رکھتے تھے۔ جیسا کہ آپ کو بھی مسلم ہے۔ لیکن اس کے بعد آپ نے اسی حقیقت کا نام نبوت رکھا۔ اور محدثیت جزوی نبی کا لفظ چھوڑ دیا۔ ملاحظہ ہو ایک غلطی کا ازالہ :-

صحیح مسلم میں بھی مسیح موعودؑ کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔ (ص۵)

چنانچہ ہمارا دعویٰ ہے کہ آپ اس کے بعد حضرت صاحب کی کسی کتاب سے نہیں دکھا سکتے کہ آپ نے فرمایا ہو میں جزوی نبی ہوں۔ اس اختلاف کی وجہ یہ ہے۔ کہ پہلے آپ نبی کی اور تعریف کرتے تھے۔ اور بعد میں اور۔ یعنی پہلے نبی کے لئے براہ راست ہونا ضروری سمجھتے تھے۔ بعد میں آپ پر کھل گیا۔ کہ یہ شرط غیر ضروری ہے۔ چنانچہ براہین حصہ پنجم میں فرماتے ہیں :-

نبی کے معنی صرف یہ ہیں کہ خدا سے بذریعہ وحی خبر پانے والا ہو اور شرف مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف ہو۔ شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ پس ایک امتی کو نبی قرار دینے سے کوئی محذور لازم نہیں آتا۔ (ص۱۳۸)

یہ لغوی نبی کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ پھر عبارت یوں ہو گی لغوی نبی وہ ہے جو خدا سے بذریعہ وحی خبر پائے اور شریعت کا لانا اس کے لئے ضروری نہ ہو۔ یعنی اگر شریعت لا آئے تو صحیح نہیں۔ حالانکہ یہ بدیہی طور پر باطل ہے کہ شریعت لانے والا پھر بھی وہ لغوی طور پر نبی کہلائے۔ پس یہ نبوت کی تعریف

چونکہ عام ہے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ پر صادق آتی ہے اس لئے آپ نبی ہیں۔ اور انہی معنوں میں نبی جن میں انبیاء سابقین حضرت محمد رسول رب العالمین تک نبی کہلاتے رہے۔ اس پر کہا جا سکتا ہے کہ پھر دیگر مجددین کیوں نبی نہیں کہلا سکتے۔ اس کے لئے حقیقۃ الوحی ملاحظہ ہو :-

جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گزر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ (صفحہ ۳۹۱)

اس عبارت کو خوب غور سے پڑھیئے۔ حضور فرما رہے ہیں کہ دوسرے اولیاء و صلحاء کیسے ہی باشد نبی کہلانے کے مستحق نہیں۔ کیوں مستحق نہیں؟ "کثرت امور غیبیہ سے مشرف ہونا" جس حد تک چاہیئے وہ ان میں نہیں۔ یہ نہیں فرمایا کہ ان کے لئے پیشگوئی میں نبی اللہ کا لفظ نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ وہ کثرت وحی جو اس میں شرط ہے وہ شرط ان میں نہیں پائی جاتی۔ پس ہم مجددین کو نبی ان معنوں میں نہیں کہہ سکتے جن معنوں میں حضرت اقدس کیلئے یہ لفظ استعمال کرتے ہیں۔ کیونکہ حقیقت نبوت جو عبارت کثرت اظہار امور غیبیہ سے وہ ان میں نہیں پائی جاتی۔

ایک اور بھاری ثبوت اس بات کا کہ مجددین امت محمدیہ اس نبوت سے مشرف نہیں ہو سکے جو حضرت مسیح موعودؑ کو عطا کی گئی۔ یہ بھی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے دعویٰ فرمایا ہے کہ میں مسیح ابن مریم سے تمام شان میں بڑھ کر ہوں۔ اور کوئی غیر نبی کسی نبی پر تمام شان میں بڑھ کر نہیں ہو سکتا۔ (من لدنہ) فعلیہ البیان۔

جواب الاستفسار [illegible]

[illegible]

شریعت والی نبوت ہے۔ تو مسیح موعودؑ کی نبوت بھی
شریعت والی سمجھ لیں۔

جواب سوال دوم | حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس قسم کی نبوت

پر حضور مسیح موعودؑ نے لعنت فرمائی وہ ایسا ہی ہے
جو مستقل طور پر (براہ راست نبوت پانیکا) دعوےٰ
نبوت کرے یا صاحب شریعت ہونیکا۔ اور آپ
گواہ رہیں۔ کہ ہم بھی اس شخص پر لعنت بھیجتے ہیں جو
حضرت مسیح موعودؑ کو صاحب شریعت جدیدہ نبی
سمجھے۔ یا آپ کو براہ راست بدون اتباع حضرت
خاتم النبیین ؐ نبوت پانے والا قرار دے۔ ہمارا ایمان
اس عبارت پر ہے۔

اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے
انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے
کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا
نہیں ہوں۔ اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں
مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا
سے باطنی فیوض حاصل کرکے اور اپنے
لئے اس کا نام پاکر اس کے واسطہ سے خدا
کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور
نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس
طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں
کیا ۔۔ × × × اور میرا یہ قول کہ من نیستم
رسول ونیاوردہ ام کتاب۔ اس کے معنے صرف
اس قدر ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں
حضرت مسیح موعودؑ نے حقیقۃ الوحی میں آپنے
آپ کو مدعی نبوت ٹھہرایا ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۱۴۹
اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ مصداق
کے پیچھے میں کبھی یہ دونوں جمع نہیں ہو
[illegible] کسی مدعی رسالت یا نبوت
[illegible]

" آپ (خواجہ غلام الثقلین) ایک مدعی نبوت
کے خلاف میدان میں نکلے۔"

جواب سوال سوم | لانبی بعدی اور خاتم النبیین کے

معنے حضرت مسیح موعودؑ کیا لیتے تھے مفصلہ ذیل
حوالے ملاحظہ ہوں۔

خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے یہ بالکل
سچی بات ہے × × × یہ جو خدا تعالیٰ نے
فرمایا ہے ماکان محمد ابا احد من رجالکم
ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین × × ×
اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ آپ خاتم ہیں۔ آپ کی
مہر سے نبوت کا سلسلہ چلتا ہے ہم خود بخود
نہیں بن گئے خدا نے اپنے وعدہ کے
موافق بنایا۔ (الحکم ۱۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء)

حوالہ دوم

شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا۔ بغیر
شریعت کے آسکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے
امتی ہو۔ (تجلیات الٰہیہ صفحہ ۲۵)

حوالہ سوم

نبوت گو بغیر شریعت ہو۔ اس طرح پر تو
منقطع ہے کہ کوئی شخص براہ راست مقام
نبوت حاصل کرسکے لیکن اس طرح پر
ممتنع نہیں۔ چراغ نبوت سے مکتسب اور
مستفاض ہو۔ (ریویو بر مباحثہ صفحہ ۷)

پھر آپ تذکرۃ الشہادتین فارسی کا حاشیہ دیکھیں۔
یہ فارسی کتاب حضرت مسیح موعودؑ نے کابل میں اپنے
عقائد کی تبلیغ کے لئے بھوائی۔

آنکہ ناآشنایان حقیقت بر معنی نارسیدہ بر
لفظ رسول ورسالت دیدہ وتوہم کردہ اند
معنے آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
خاتم الانبیاء است۔ ومضمون حدیث
لانبی بعدی ایں است بعد از آں حضرت
نبی تواند وجود ایشان معنے ختم نبوت را اصلا

نہ فہمیدہ اند چہ بر وجود ذی جود سرور عالم
کمال درجہ نبوت ختم شدہ است نہ نبوت
× × × لہذا الاتیانی حدیث لانبی بعدی
لانہ اراد لانبی بمعنی شریعۃ وایں
نیز منافی لانبی بعدی نیست۔

یہ سوال کہ گزشتہ ۱۳۰۰ سال میں کون ہوا۔ اس کا جواب
حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۹۱ پر موجود ہے یعنی مسیح موعود سے
پہلے کوئی نبی نہیں آیا۔ کیوں نہیں ہوا اس کا جواب
حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی زبان سے سنیے۔

سائل نے سوال کیا کہ اگر اسلام میں اس
قسم کا نبی ہوسکتا ہے۔ تو آپ سے پہلے کون
نبی ہوا؟ حضرت نے فرمایا یہ سوال
مجھ پر نہیں بلکہ آنحضرت صلعم پر ہے۔
انہوں نے صرف ایک کا نام نبی رکھا۔
اس سے پہلے کسی آدمی کا نام نہیں رکھا۔
اس سوال کے جواب دینے کا اس واسطے
میں ذمہ وار نہیں ہوں۔ (ریویو ۔۔ حوالہ ۔۔)

چوتھے سوال کے جواب میں۔ صرف اس قدر
کہنا کافی ہے۔ کہ ہم نے حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے
دکھا دیا کہ نبوت کا دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد بھی کھلا ہے پس جب ضرورت ہوگی وہ اپنے وعدہ
کے موافق کریگا جیسا وہ چاہیگا۔ ایک حوالہ دیتا
ہوں۔ حضرت اقدس ذات باری کو مخاطب فرماتے ہیں :-

اے قادر اور کامل خدا تو ہمیشہ نبیوں پر
ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہیگا
(ضمیمہ تتمہ حقیقۃ الوحی)

یہ ظاہر ہوتا رہیگا کن پر؟ نبیوں پر۔ اس میں
آپکے سوال کا جواب ہے۔ ربنا افتح بیننا وبین
قومنا وانت خیر الفاتحین۔

کمترین محمد [illegible]

آپ کا فرض ہے۔ کہ فاروق کی اشاعت کرکے
ثواب حاصل کریں۔ اس کی اشاعت بہت کم ہے
جس سے اخراجات اخبار کا پورا ہونا مشکل ہے۔

طاعون عذاب الٰہی ہے

بعض لوگ طاعون کو عذاب الٰہی نہیں سمجھتے۔ ان کے فائدہ کے لئے مندرجہ ذیل سطور پڑھیں :-

طاعون کا پتہ آج سے ہزاروں برس پہلے بھی چلتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بھی اسرائیلیوں میں طاعون پھیلا تھا۔ اور اسے عذاب الٰہی قرار دے کر حضرت موسیٰ نے اپنی امت کے لوگوں کو اصلاح اعمال دینیات کی طرف متوجہ کیا تھا۔ غرض کہ اسی طرح طاعون کا پتہ اور زمانوں میں بھی ملتا ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت اخرجنا لہم دابۃ من الارض تکلمہم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون۔ بھی غالباً اسی وبا طاعون کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ (جس کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے لئے زمین سے ایک کیڑا نکالیں گے جو ان کو زخمی کرے گا۔ اس لئے کہ لوگ ہماری آیات پر یقین نہیں لاتے)۔

بیشک تمام وبائی ارضی و سماوی امراض جو مہلک ثابت ہوتے رہتے ہیں غضب الٰہی کا موجب ہیں۔ اور ان میں وہی لوگ اکثر مبتلا ہوتے ہیں۔ جو اس کی قدرت کی نشانیوں کو جھٹلاتے ہیں۔ اور اس کی ربوبیت سے انکار کر کے جہالت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جناب رسول کریم صلعم کے زمانہ میں بھی طاعون پھیلا تھا۔ اور آپ نے ایک حدیث کے مطابق فرمایا تھا۔ کہ طاعون غضب الٰہی ہے چاہیئے کہ جہاں یہ مرض ہو۔ وہاں لوگ نہ جائیں۔ اور جو لوگ طاعون زدہ مقامات میں مقیم ہیں وہ وہاں سے نہ بھاگیں۔

ہیضہ کا ایک مجرب نسخہ

چونہ خام (خوردنی) ۹ تولہ۔ نوشادر ۳ تولہ۔ یہ دو چیزیں ایک قلعی دار ظرف میں دو کھانی سیر پانی میں ڈال دی جائیں۔ نوشادر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے جائیں۔ رات بھر پڑا رہنے دیا جائے اور پانی بھیگتے رہیں۔ صبح کو اس کا آب زلال لے لیا جائے۔ اور اس میں ۹ یا ۱۰ لیموں کا نمذی کا عرق شامل کر دیا جائے۔ مقدار خوراک ۳ تولہ۔

میرا جہاں تک تجربہ ہے اکثر کو صرف ایک بار پلانے کے بعد دست و قے بند ہو گئے۔ ورنہ دوبارہ میں ضرور بند ہو گئے ہیں۔ لیکن تین تین گھنٹے کے بعد تین بار مزید احتیاط کی غرض سے پلا دینا چاہیئے۔ غذا کی بہت سخت احتیاط کرنی چاہیئے۔ جب شدت اشتہا کی ہو تو آب جو یا صرف ایک چمچہ نشاستہ چاہیئے۔ یا کسی طبیب سے مشورہ کر لیا جائے۔

حضرت ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ

حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے جو پہلا خطبہ بعد خلافت پڑھا اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ میں تم میں سے بہتر شخص نہیں ہوں۔ مگر تم نے اپنا مجھ کو بنا لیا ہے۔ تم کو چاہیئے کہ میں بطور سردار اچھا کام کروں تو میری مدد کرنا۔ اگر برائی دیکھو تو مجھ کو راستی پر لانے کی کوشش کرنا اور فرمایا کہ تم میں کا مرد ضعیف قوی ہے میرے نزدیک جب تک اس کا حق نہ دلا دوں ہوگا۔ کیونکہ میں کمزور کا حق ضرور آدرست دلا دونگا اور فرمایا جب تک میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضامندی کے کام کروں تم بھی میری اطاعت کرنا۔ اور اگر میں خلاف خدا و رسول کے کروں تو تم پر تابعداری لازم نہیں ہے

حکمران کیسے ہوں

خلیفہ ثانی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اپنے عہد خلافت میں جس کسی کو (امیر ناحیہ) مقرر کرتے۔ تو اس سے یہ عہد نامہ لکھا لیتے تھے۔ (ایک) دربان نہ رکھا جائے۔ تاکہ لوگ بے روک ٹوک آ کر اپنی اپنی غرض کہہ سکیں۔ (دوسرے) صرف خدا اور خلق خدا کے کاموں میں مصروف رہے۔ (تیسرے) سواری کا پرسوار نہ ہو۔ (چوتھے) کوئی چیز اپنے یا اپنے بال بچوں کے لئے بیت المال سے نہ لے بلکہ کوئی جائز اور حلال پیشہ کر کے اس سے قوت بسری کرے۔ اگر بوجہ بڑھاپے یا بیماری کے کام نہ ہو سکے تو مسلمانوں کے مشورہ سے ایک درم سے تین درم تک بیت المال سے لے لے اس سے زیادہ نہ لے۔ (پانچویں) عدل و انصاف میں مصروف رہے۔ اس میں کسی کی رشتہ داری۔ دوستی یا قبیلہ کی رعایت اور مروت نہ کرے!

امرائے اسلام میں خوف خدا

(عمرو لیث) نے ایک شخص کو (معلوم) کے کہنے سے قید کر دیا۔ اس کی بڑھیا ماں ایک عرضی لے کر سر راہ کھڑی ہوئی۔ اور جب عمرو لیث وہاں ہو کر گزرے۔ تو بڑھیا نے عرضی دینا چاہی۔ تو امیر نے دیکھ کر اس کا گھوڑا بھڑکا حکم دیا کہ بڑھیا کو ہٹا دو۔ دوسرے دن پھر بڑھیا نے ویسا ہی کیا۔ (عمرو لیث) نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فلاں قیدی کی ماں ہے۔ بادشاہ چونکہ اس سے ناراض تھا۔ اس طرف سے اس نے منہ پھیر لیا۔ مگر بڑھیا نے جرأت کر کے عرض کیا۔ کہ میرے بیگناہ بیٹے کے حق میں کیا حکم ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ اس کو سو کوڑے لگائے جائینگے۔ اور اس کا منہ کالا کر کے شہر میں پھرایا جائیگا۔ اور ساتھ ساتھ منادی ہوگی۔ کہ جو بادشاہ کا قصوروار ہوگا۔ اس کی یہ سزا ہے۔ بڑھیا نے سوال کیا۔ کہ یہ حکم تیرا ہی ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! بڑھیا نے کہا کہ خدا نے کہاں کہا ہے کہ تم جو چاہو کرو اور تحقیق و انصاف کو بالائے طاق رکھ دو! اس کلمہ عمرو لیث پر ایسا اثر ہوا کہ خدا کے خوف سے کانپنے لگا اور بیہوشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش درست ہوئے تو حکم دیا کہ بڑھیا کے بیٹے کو [illegible]

پیغام صلح کی ایک خطرناک غلطی

۲۳ فروری [illegible]ء کے پیغام صلح میں ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ کے عنوان سے ایک عبارت شائع کی گئی ہے جس کی سرخی ہے "مسیح موعودؑ کا دعویٰ" جو یہ ہے:

"سوا اس کے جو شخص نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ پر اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لاویں لیکن اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے۔ الخ"

اس تمام عبارت کو لکھ کر ایڈیٹر پیغام صلح ایک نوٹ لکھتا ہے۔

"ہم اس تقریر کی طرف میاں صاحب اور ان کے مریدین کو خاص طور پر توجہ دلانا چاہتے ہیں۔ جس میں حضرت صاحب ۱۹۰۲ء میں نبی کی تعریف کی ہے۔ جو پہلے کرتے تھے کہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ تا ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں۔ اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں۔ اور بعض احکام کو منسوخ کریں۔ اور بعض نئے احکام لائیں اور خود اپنے متعلق صاف طور پر بتادیا کہ اس جگہ تو ایسے انقلاب کا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ ایسی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی ناسمجھی قرار دی ہے۔ کیا میاں صاحب اور ان کے مرید [illegible] کرینگے۔"

[illegible] کے جواب نے پیغام صلح کے [illegible] میں گھی کے چراغ جلائے گئے ہوں گے۔ اور سب گمان کر رہے ہونگے۔ کہ اب میدان مار لیا۔ لیکن ان کو اطلاع دے دی جائے کہ ان کی خوشی قلیل اور ان کی مسرت بے دلیل ہے۔ دیکھو حق کا مقابلہ جو بھی کرے آخر وہ ذلیل ہے۔ تمہارے آپ کہنے نے کہ مذکورہ بالا عبارت حضرت مسیح موعودؑ کی تقریر ہے۔ اور پھر یہ کہ ۱۹۰۲ء کی ہے۔ ایک دفعہ پھر دنیا پر ثابت کر دیا۔ کہ تم لوگ کسی تقویٰ کی بناء پر ہرگز سے علیحدہ نہیں ہوئے۔ اور نہ اپنے مرشد دعوے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے واقف ہو۔ تمہاری نسبت حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے بالکل سچ لکھا تھا۔ کہ اپنا مذہب لکھا کرو عداوت محمود۔ اس عداوت میں اس ناحق کوشی میں تم یہانتک اندھے ہوئے ہو کہ تمہیں کچھ سوجھتا بوجھتا نہیں بس کوئی بات ہو اسے جھٹ پیش کر دیتے ہو۔ اور بہیں جاتے ہو۔

حملہ بر خود مے کنی اے سادہ مرد

سنو! اے نادانو۔ اے مسیح موعودؑ کی کتب سے ناواقفو۔ اے ہماری روز افزوں ترقی پر جلنے والے حاسدو۔ یہ تقریر نہیں ہے۔ یہ کتاب کی تحریر ہے۔ کس کتاب کی؟ یہ سنو گے تو تمہارے ہوش و حواس پران ہو جائیں گے تمہیں منہ چھپانے کے لئے کوئی کونہ نہ ملیگا۔ اور مارے شرم کے تم سے بات نہ ہوسکیگی (محمد حسین سر ہم عیسے ہستے ہے۔ اگر اس کی بھی یہی حالت ہو تو حضرت اقدس کی پیشگوئی میں قدح لازم آتا ہے۔) سنو! سنو!! یہ تقریر نہیں۔ تحریر ہے۔ اور تحریر بھی ۱۹۰۲ء کی نہیں جیسا کہ تم سمجھے ہو۔ او نادانو! ۱۹۰۲ء کی بھی نہیں۔ او مسیح موعودؑ کی کتابوں کا علم نہ رکھنے والو یہ تحریر ۱۹۰۱ء کی بھی نہیں۔ او ناحق کوشو یہ ۱۹۰۰ء کی بھی نہیں۔ او ہر گز مسلک کی لغزش اختیار کرنیوالو یہ ۱۸۹۹ء کی بھی نہیں یہ ۱۸۹۸ء کی بھی نہیں۔ تم تعجب کرو گے یہ ۱۸۹۷ء کی بھی نہیں۔ ہاں ہاں تم حیران رہ جاؤ گے۔ یہ سن کر کہ یہ ۱۸۹۶ء کی بھی نہیں کان کھول کر سن لو یہ ۱۸۹۵ء کی بھی نہیں ۱۸۹۴ء کی بھی نہیں ۱۸۹۳ء کی بھی نہیں۔ بلکہ یہ دسمبر ۱۸۹۲ء کا ایک خط بنام نواب محمد علی خاں صاحب آف مالیر کوٹلہ یہ عبارت وہاں درج ہے۔ اے ایڈیٹر پیغام صلح ذرا میری طرف منہ تو کر۔ اور بتا کہ تو نے کیسی منہ کی کھائی۔ شرم ہو حیا ہو۔ تو اب عمر بھر نہ بولو۔ مگر شرم حیا کی است کہ پیش مرداں بیاید ... کا مقولہ ہو۔ ان کے لئے آسان ہے۔ جاؤ۔ آئینہ کمالات اسلام کھول کر دیکھ لو۔ صفحہ ۳۳۹ یہ عبارت وہاں سے لی گئی ہے۔ اور اس مکتوب کے آخر میں دہم دسمبر ۱۸۹۲ء تاریخ دی ہوئی ہے۔ اب بتاؤ کہ تمہارا اعتراض ہبا ہوا ہے۔ کہ ۱۹۰۲ء میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نبوت کی وہی تعریف کرتے تھے۔ جو پہلے کرتے تھے۔ "میاں صاحب" اور ان کے مرید کیا غور کرینگے۔ غور کرنا چاہیئے تم لوگوں کو۔ کہ تمہیں کیا ہو گیا۔ جو حق کی مخالفت پر کمربستہ ہو۔ جو اوٹ پٹانگ جو زبان پر آئے کہے چلے جاتے ہو۔ یاد کریں جناب مولوی محمد علی صاحب اپنا قول جب انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح (الثانی) کو مسیح موعودؑ کی کتب سے ناواقف قرار دیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی طرف ایک عبارت منسوب کی تھی۔ کہ جب آنحضرت صلعم عقیقہ آمنہ میں تھے تو فرشتے نے ظاہر ہو کر کہا کہ اس کا نام احمد رکھنا۔ حالانکہ یہ عبارت ہرگز مسیح موعودؑ کی نہ تھی۔ کیا یہ خوفناک شکست ناکافی تھی۔ جو اب پھر شامت آئی۔ مثل للظالمین مبدلا۔

مفت فاروق جاری کرنے کے لئے جو مستقل فنڈ کی تجویز شائع ہو چکی ہے۔ اس میں سب سے اول اخویم شیخ محمد یوسف صاحب کیمپ انبالہ نے ایک روپیہ عطا فرمایا۔ جزاھم اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - مورخہ ۶ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء

چند سطریں
اہل سنت و جماعت کے ایڈیٹر کیلئے

اہل سنت و جماعت امرتسر سے ایک اخبار نکلتا ہے اس کے ایڈیٹر سے ناظرین فاروق کو انٹروڈیوس کرانے کی ضرورت نہیں۔ صرف ایک پرچہ دیکھ لینے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ یہ صاحب کس علم و اخلاق۔ کس وضع قطع اور کس قماش کے بزرگ ہیں۔ جیسا کہ آجکل قاعدہ ہے۔ آپ نے محض سلسلہ احمدیہ کی مخالفت کے لئے ہی رکھے ہوئے ہیں۔ اور اخبار چمکانے کے لئے ایسا کرنا ضروری تھا۔ کئی ایسے لوگ ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی جوتیوں کی طفیل اپنا پیٹ بھر رہے ہیں۔ ضرورت نہ تھی کہ اس کی طرف توجہ کی جائے مگر بعض اوقات ایک دو ایسے لفظوں سے تو واضح کرنی ہی پڑتی ہے۔ تاکہ رستہ صاف ہو جائے۔ آپ نے ۱۵ فروری کے پرچہ میں لکھی ہیں۔

(۱) "علماء دیوبند و سہارنپور محمود اور محمودیوں کی تردید و استیصال قلع قمع کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو گئے۔ اشتہار در اشتہارات شائع کر رہے ہیں۔ اور مرزائیوں کو چیلنج مباحثہ و مباہلہ کا دے رہے ہیں۔ اور شیران اسلام کی طرح اہل حق میدان مبارزت کا علم بلند کر رہے ہیں۔ اور مرزائی چوہوں کی طرح بلوں میں گھس رہے ہیں۔ نہ ان میں طاقت مباحثہ کی ہے نہ ان میں ہمت مباہلہ کی۔

(۲) مولوی عبدالحق صاحب مرحوم صوفی غزنوی کے مقابلہ میں مرزا صاحب کو شکست فاش ہوئی۔

(۳) منشی محمد دین صاحب کلرک گورداسپور کے چیلنج مباہلہ میں محمودی تو شکست کھا چکے ہیں۔"

سب سے پہلا جھوٹ تو ایڈیٹر اہل سنت کا یہ ہے۔ کہ علماء دیوبند نے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ واقعہ یہ ہے کہ سب سے پہلے چیلنج مباہلہ کا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے دیا۔ دیکھو انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۶ء جس میں آپ نے ۵۸ مولویوں اور ۴۹ سجادہ نشینوں کو نام بنام للکارا۔ جن میں علماء دیوبند کے نام بھی ہیں جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:-

میں اس ذات قادر غیور کی آپ کو قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو کوئی ایماندار رد نہیں کر سکتا۔ کہ اب دوسری بنا رکھ کے تصفیہ کے لئے مجھ سے مباہلہ کر لو۔

اسی پر بس نہیں۔ بلکہ فرمایا:-

میں پھر ان سب کو اللہ جل شانہ کی قسم دیتا ہوں کہ مباہلہ کے لئے تاریخ اور مقام مقرر کر کے جلد میدان مباہلہ میں آویں۔ اور اگر نہ آویں۔ اور نہ تکفیر و تکذیب سے باز آئے تو خدا کی لعنت کے نیچے مرینگے۔ (صفحہ ۶۹)

اب بتاؤ اس سے بڑھ کر غیرت دلانے والے الفاظ کیا ہو سکتے تھے۔ مگر کوئی مقابلہ پر حسب شرائط نہ آیا۔ اگر دیوبندیوں اور سہارنپوریوں سے کوئی مقابلہ پر آیا تھا تو اہل سنت کا ایڈیٹر ہی اس کا پتہ بتائے اور از روئے تحریرات مشتہرہ و واقعات ثابت کرے۔ کہ کسی کو حوصلہ ہوا اس چیلنج کے قبول کرنے کا باوجود اس کے پھر یہ کہنا کہ دیوبندی ہمیشہ تیار رہے کس قدر بے شرمی ہے۔

پھر اس کے بعد آپ کے خلیفہ برحق حضرت محمودؓ نے اول اول انہیں چیلنج دیا۔ اور حسن نظامی کے مقابل میں لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل سطور ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۱۷ء کو شائع فرمائیں:-

اگر علماء دیوبند علماء فرنگی محل مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ تو میں (امام جماعت احمدیہ) بغیر ان دونوں شرطوں کے صرف ان کی تحریر پر ان سے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں۔

کیا ایڈیٹر اہل سنت بتا سکتا ہے کہ اس تحریر کے شائع ہونے کے بعد آٹھ نو ماہ تک کوئی دیوبندی عالم میں نکلا؟ جب ان کی خاموشی پر عرصہ گزر گیا تو پھر ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء کے الفضل میں میں نے ان کو پھر غیرت دلائی اور "کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کرینگے" کے عنوان سے مضمون شائع کیا۔ پھر بھی علماء دیوبند چناں خفتہ اند کہ گوئی مردہ اند کے مصداق ہے۔ پھر یہ مضمون جب دوبارہ چھاپ ان کو ہمارے دوستوں نے پہنچایا۔ تو پھر ایک اشتہار دیا جس میں ایسی روش اختیار کی کہ صاف معلوم ہوتا مباہلہ کے نام سے ان کی جان جاتی ہے۔ اس صورت معاملات کے باوجود یہ کہنا۔ کہ دیوبندی چیلنج پر چیلنج دے رہے ہیں۔ اور مرزائی چوہوں کی طرح بلوں میں گھس رہے ہیں۔ صدر جنگ بے انصافی اور حق پوشی و ناحق کوشی ہے۔ ان کو بار بار جواب دیا جا رہا ہے۔ اور مباہلہ کی طرف لایا جاتا ہے۔ مگر وہ آئیں بہانے کر کے ٹال رہے ہیں۔ اور انشاء اللہ واقعات دکھا دینگے کہ کون قوت ایمانیہ رکھتا ہے۔ حکیم صاحب! آپ دیوبندی کھونٹے پر کود رہے ہیں۔ اگر کچھ ہمت ہے۔ ایمانی جرأت ہے۔ اپنے حق پر ہونے کا یقین ہے۔ تو خود میدان میں نکلو۔ اگر ساتھ کوئی جماعت ہے۔ جو آپ کو اپنا مطاع سمجھتی ہو۔ تو اس کو لیکر میدان میں آؤ۔ اور خود مباہلہ کرو۔ اگر وحید و طرید ہو۔ تو پھر حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے مطابق ایک دعا اپنے اخبار میں شائع کرو۔ جس میں خدا کی قسم کھا کر یہ لکھا ہو کہ میں نے حقیقۃ الوحی لفظ بلفظ اول سے آخر تک پڑھ لی ہے۔ اور میں مرزا غلام احمد مدعی رسالت و مسیح موعود کو مفتری کذاب [illegible] الیقین کرتا ہوں۔ اور اس کے متبعین کو کافر [illegible] میں (عبد الحق ایڈیٹر اہل سنت) [illegible]
(عبد الحق ابو تراب) پر خدا کا [illegible]

[illegible]ستان کے اندر کیا ہوتا ہے۔ کیوں؟ اے بہت؟
پھر آپ تو انہیں قسم ہے خدا کی جس نے زمین و آسمان
[illegible] شائع کردہ۔ ورنہ خاموش رہو۔ اور پھر
بھی میدان نہ چھوڑو۔ اگر حیا ہو۔ تو تمہاری حیثیت کا
محمد دین بھی تمہارے مقابل پر کھڑا ہو سکتا ہے۔
[illegible]۔ دنیا والے گواہ رہیں کہ ہم نے حجت تمام کر دی
تھی۔ آج سے بعد لوئی حق۔ ہوگا۔ کہ امر مباہلہ کی
نسبت بھی کبھی ہم کو چیلنج دیا جا چکا۔ دوسری بات
یہ ہے محمد دین کلرک۔ گورداسپور کی لکھی ہے۔ اس کو
لکھتے بھی تمہیں شرم آنی چاہیے تھی۔ ہم نے محمد دین کی
تحریر مسافر آگرہ میں پڑھی تھی۔ اور ۲۱ ستمبر ۱۹۱۱ء
اس کا جواب فاروق میں چھاپ دیا تھا۔ کہ چودھری
[illegible]الدین احمدی قادیان کا کلرک۔ اس گورداسپوری
کلرک سے مباہلہ کرنے کو تیار ہے۔ اس وقت تو
علماء دین کو سانپ سونگھ گیا۔ اور اب پانچ ماہ
بعد باسی کڑھی میں پھر ابال آیا۔ اگر اس وقت اس
نے اور آپ نے نہیں سنا۔ تو اب سن لو کہ محمد دین صاحب
سے چودھری [illegible]الدین کلرک مباہلہ کرنے کیلئے
تیار ہے۔ مگر اس طریق پر جو شریعت نبوی سے ثابت
ہے۔ محمد دین نے لکھا تھا کہ مباہلہ یوں ہوگا کہ میرا
اور احمدی کا ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالا جائے۔
دیکھیں کس کا ہاتھ جلتا ہے۔
حکیم صاحب! اہل السنت کہلاتے ہو؟ اور
اپنے اخبار کے سرورق پر لکھا ہے۔ علیکم بسنتی
وسنت الخلفاء الراشدین المہدیین۔ بتاؤ
یہاں کی سنت نبوی اور سنت خلفاء راشدین
ہے کہ مباہلہ یوں کیا جائے۔ کہ ہاتھ باندھ کر آگ
میں ڈالے جائیں۔ یہ صورت مباہلہ اخبار میں چھاپتے
وقت آپ کو اہل السنت نام کے لحاظ سے شرم
[illegible] کیا ہی ہے۔ آپ لوگوں کی مسلمانی؟
[illegible] اور اسی
[illegible]
اور آپ کے صحابہ اور آپ کے خلفاء راشدین اور صحابہ
مومنین نے اس طرح مباہلہ کیا؟ کہ مد مقابل کے ساتھ ہاتھ
باندھ کر آگ میں ڈالے۔ یہ تماشا تو ہر روز کئی مداری
دکھاتے ہیں۔ جاؤ ان کے ساتھ ڈگڈگی بجایا کرو۔
اور ان کو اپنا امام و مقتدا تسلیم کرلو کہ وہ ہاتھ پر آگ
رکھ لیتے ہیں اور ان کا ہاتھ نہیں جلتا۔ عجیب اسلام
ہے آپ لوگوں کا اور عجیب تصوف۔ آپ کا ایک
رفیق ساحر کا یہ طریق بتاتا ہے۔ کہ مد مقابل کے ساتھ
ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالا جائیگا۔ اور ادھر حسن نظامی
اپنے ایک رفیق سے لکھواتا ہے۔ کہ ناک سے ناک
ملاکر منارہ سے کود پڑیں۔ خیر اس نے تو اس سنت
کو تازہ کرنا چاہا۔ جو مسیح ابن مریم کے حریف نے اس
کے ساتھ پہاڑ پر برتنی چاہی تھی۔ مگر آپ دائرہ
ہم نوا کس سنت پر عمل دیا ہیں؟
حکیم صاحب! بہتر ہے۔ کہ آپ اپنے شہر والوں
(الفقہ والحدیث) ہاتھا پائی کرکے اپنی حرارت
مٹایا کریں ؎

سنبھل کے رکھیو قدم دشت خار میں مجنوں
کہ اس نواح میں سودا برہنہ پا بھی ہے

ملازمان ڈاکخانہ پنجاب کا میموریل
بحضور وائسرائے ہند

کلرکان و سب پوسٹ ماسٹر ڈاکخانہ پنجاب نے ایک
میموریل حضور وائسرائے ہند کی خدمت میں بتوسط پوسٹ ماسٹر
جنرل پنجاب و ڈائرکٹر جنرل انڈیا بھیجا ہے جس میں
انہوں نے اپنی کثرت کار اور باہمہ قلت مشاہرہ پر توجہ
کرنے کی درخواست کی ہے۔ جو کچھ مانگا گیا ہے وہ یہ ہے
(۱) ایک کلرک کی سٹارٹنگ سیلری پچاس روپیہ ہونی
چاہیئے۔
(۲) ترقی کی رفتار ایسی مقرر ہونی چاہیئے کہ پچیس
[illegible] میں ایک کلرک [illegible] جائے۔
(۳) ہوس رینٹ ضرور ملنا چاہیئے۔
(۴) اور ٹائم ہمیں بھی دیا جائے۔ جیسے تار کے ملازمین کو
ملتا ہے۔
(۵) چھ گھنٹہ روزانہ سے زیادہ کام نہ لیا جائے اور ڈیوٹی کے
گھنٹے مسلسل ہونے چاہئیں۔
(۶) تمام گزیٹڈ اور لوکل ہولیڈیز سے فائدہ اٹھانیکا موقعہ
دیا جائے۔ تاکہ اپنی مذہبی۔ قومی۔ ملکی رسوم کو ادا اور
خوشیوں کو منا سکیں۔ [illegible] کی وجہ سے
بہت [illegible] ہیں۔
(۷) پوسٹ ماسٹر جنرل پنجاب کا آرڈر جو لائف انشورنس اور انڈر
گریجوایٹس کے بارے میں ہے اسے واپس لیا جائے۔
کیونکہ اس میں کامیابی [illegible] کی حق تلفی ہے۔
(۸) توسیع میعاد ملازمت اور پنشنروں کو پھر ملازمت
میں لگا لینے کی پالیسی ترک کر دی جانی چاہیئے۔ کیونکہ اس میں
بہتوں کی حق تلفی ہے۔
(۹) پوسٹ مینوں کو کلریکل لائن میں نہیں لیا جانا چاہیئے
کیونکہ وہ تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے اس کے موزوں نہیں۔
اس میں کچھ شک نہیں کہ ان مطالبات کا بہت
سا حصہ معقول ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہز ایکسیلنسی
کی فیاضی اور میموریل بھیجنے والوں کے حال زار پر فوری
توجہ کریگی۔

صیغہ تالیف و اشاعت احمدیہ کی جنبش

یہ مسرت افزا خبر سن کر ہمیں خوشی ہوئی کہ صیغہ عالیہ تالیف
و اشاعت نے ہمارے معزز ہمعصر ایڈیٹر صاحب بدر کی حوصلہ افزائی میں
[illegible] اخبار [illegible] بغرض اشاعت سلسلہ و تبلیغ احمدیت
ایک سال کیلئے [illegible] فرمائی ہیں۔ اس خاص عنایت [illegible] ہم معزز دوست
ایڈیٹر صاحب بدر کو مبارکباد دیتے ہیں اور ارکان صیغہ تالیف و اشاعت
احمدیہ کا [illegible] شکریہ ادا کرتے ہیں [illegible] الاخبار الحکم کے
ایڈیٹر مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب کی امداد میں [illegible] احمدیہ نے [illegible]
[illegible]
[illegible]

اہلحدیث کے کوہاٹی پردہ نشین کے وساوس کا ازالہ

(از منشی مہر محمد خاں صاحب احمدی۔ مالیر کوٹلوی)

خیز اول فہم خود را کن درست
نکتہ چیں را چشم سے باید نخست

قرآن کریم میں جہاں محکمات و متشابہات کا ذکر ہے وہیں پر یہ بھی ارشاد ہے۔ فاما الذین فی قلوبہم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ یعنی وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے۔ وہ متشابہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں۔ اور غرض فتنہ میں پڑنا ہوتا ہے اور ان کی حقیقت تلاش کرنا۔ اور یہی حال ہمارے سید و آقا کے ناکام دشمنوں کا ہے کہ جب معقول طریق پر آپ کے سلسلہ کے خلاف پیش نہیں کر سکتے تو متشابہات کے پیچھے پڑ جاتے ہیں اور اس میں بھی تحریف کر کے دکھانے میں فخر کرتے ہیں۔

اگر ان لوگوں کو حق جوئی مد نظر ہو تو ہو نہیں سکتا۔ کہ ایسی مقامات پر نظر کریں جو ان کے خیال میں قابل اعتراض ہیں بلکہ ان علامات کو بھی مد نظر رکھیں جو ان وساوس کے مزیل ہوں۔ حضرت مسیح موعود کے مخالفوں نے بھی انہیں حق کے مخالفوں سے وہی طریق اختیار کیا ہے۔ جو حق سے روگردانی کرنے والوں کا ہمیشہ شیوہ رہا ہے۔ یہ لوگ جس بات کو اپنی طبیعت کے خلاف پاتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی حق و حکمت پر کیوں نہ ہو اس سے روگردانی کرنے کے لئے اپنی نیر دمی اور پیچ دار طبیعت کے حسب اقتضا اس میں سے ایسی باتیں تلاش کرنے کے درپے رہتے ہیں۔ کہ جن سے وہ بظاہر اس بات کے نہ ماننے پر مجبور تصور کئے جائیں۔

اہلحدیث نام اخبار جس کے ایڈیٹر مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل ہیں اس گروہ کا ارگن ہے اور تسلیم کر لینا چاہیئے کہ [illegible] اخبار جاتا ہے۔ ان کی ہر سطر۔ ان کا ہر لفظ اسی رنگ میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے چنانچہ اس گروہ کے ایک رکن رکین ہیں جو کہ اپنے آپ کو "میت یکے از کوہاٹ" کے پردہ میں چھپا کر کاغذی میدان میں اپنی بازیگری کے شعبدے دکھلایا کرتے ہیں۔ انہوں نے ۱۲ دسمبر کے اہلحدیث میں عنوان مرزا صاحب قادیانی کے اقوال متخالفہ مضمون لکھکر اپنے وہابیانہ [illegible] دماغ کی کم فہمی کے چند نمونے پیش کئے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے ان کے پیش کردہ اختلافات کو نمبر وار مع جواب ذیل میں درج کرتے ہیں

پہلا اختلاف

اقوال مرزا صاحب	اقوال مرزا صاحب
یہ مثال صحیح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھہرتا ہے۔ جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے (ست بچن [illegible])	تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے [illegible] (ازالہ اوہام ص [illegible])

اس جگہ معترض نے اپنی ناسمجھی اور وہابیت اور یہودیت کا پورا پورا ثبوت دیا ہے۔ اول تو اس نے دو عبارتوں کو قطع و برید کر کے درج کیا۔ دوسرے اپنے فکر و دماغ پر ذرا بھی زور نہ ڈالا کہ اصل نکتہ کو پاوے۔ ست بچن کی محولہ عبارت جس مسلسل عبارت کا ٹکڑا ہے اس میں مسیح کے صلیب پر سے زندہ اترنے اور قبر میں زندہ رہنے کا ذکر ہے۔ کہ مسیح جب صلیب پر سے اترے اگرچہ ان کو زخم آئے تھے۔ مگر وہ شدید زخم نہ تھے۔ اور وہ صلیب پر سے اترنے کے بعد قبر میں بحالت بیہوشی رہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب مسیح اس قبر سے نکل کر اپنے عام شاگردوں کے سامنے آئے۔ جو اصل حقیقت سے باخبر نہیں تھے تو وہ حیران ہو گئے۔ اس پر مسیح نے اپنے ہاتھ پاؤں اور زخموں کے نشان دکھائے کہ میں مسیح ہی ہوں۔ مسیح کی روح نہیں ہوں۔ اس پر حال کے عیسائی جو کر فرماتے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ مسیح بحیثیت ایک مردہ کے قبر میں [illegible]

الفاظ یہ ہیں:-

حال کے عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی ہے کہ وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ یسوع مسیح مر کر پھر سے زندہ ہوا۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو وہ خدا جو محض قدرت سے اس کو زندہ کرتا اس کے زخموں کو بھی اچھا کر دیتا۔ بالخصوص جبکہ کہا جاتا ہے۔ کہ دوسرا جسم جلالی ہے جو آسمان پر اٹھایا گیا۔ اور خدا کی داہنی طرف جا بیٹھا۔ تو کیا قبول کر سکتے ہیں کہ جلالی جسم پر بھی یہ زخموں کا کلنک باقی رہا۔ اور مسیح نے خود اپنے اس قصہ کی مثال یونس کے قصہ سے دی۔ اور ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا۔ پس اگر مسیح مر گیا تھا تو **یہ مثال صحیح نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ایسی مثال دینے والا ایک سادہ لوح آدمی ٹھہرتا ہے جس کو یہ بھی خبر نہیں کہ مشبہ اور مشبہ بہ میں مشابہت تامہ ضروری ہے۔**

جس قدر عبارت موٹا کھینچا گیا ہے۔ اتنی عبارت کوہاٹی فیج یونس نے پیش کیا ہے اس تمام عبارت کا [illegible] ہے۔ کہ مسیح نے جو یہ کہا تھا کہ یونس والا نشان دکھایا جاوے گا جو یہ ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے تھے۔ اسی طرح مسیح بھی قبر کے پیٹ میں زندہ رہینگے۔ کیونکہ یونس کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا معجزہ ہے نہ کہ صرف مچھلی کے پیٹ میں رہنا۔ اسی طرح مسیح کا قبر میں رہنا معجزہ نہیں کہ قبر میں لوگ رہا ہی کرتے ہیں۔ بلکہ قبر میں زندہ رہنا معجزہ ہے۔ تو یہاں جو مشابہت تامہ کا مذکور ہے اس سے مراد یہ ہے کہ وجہ شبہ میں طرفین اتحاد تام رکھتے ہوں۔ یعنی یونس کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے اور مسیح کے قبر کے پیٹ میں رہنے میں وجہ شبہ زندگی ہے۔ اس لئے معترض نے [illegible] یہاں مشابہت تامہ ضروری ہے لیکن ازالہ اوہام کی عبارت جس کو معترض نے سیاق و سباق سے الگ کر کے [illegible]

ہوتا آگے چلنے سے قبل ناظرین کو ایک نمونہ کو ہاں کی یہودیت کا دکھانا ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ ست بچن کے صفحہ ۱۸۸ کی عبارت اس نے ایسے انداز میں نقل کی ہے جو یہ معلوم ہو کہ مسلسل عبارت ایک ہی صفحہ کی ہے۔ مگر ایسا نہیں۔ بلکہ اصل کتاب میں یہ عبارت تین مختلف مقامات پر ہے۔ پہلا شعر ست بچن صفحہ ۱۸۸ دوسرا صفحہ ۱۸۳ سطر ۱۱۔ اور ان ہر دو کے آگے جو شروع ہے وہ صفحہ ۱۸۴ سطر ۱۶ سے شروع ہوتی ہے۔ کیا یہ یہودیت نہیں۔

تیسرا اختلاف

چلنے تیسرے نمبر پر یہ دو قول پیش کئے گئے ہیں۔ جو آپس میں متخالف و متناقض ہیں کہ ۔

اول تو یہ جاننا چاہیئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ (ازالہ صفحہ ۶)	سوئم یہ اہل سنت ہو یہ ان ذرا جب تک عیسیٰ کی موت کے قائل نہ ہو۔ (کشتی نوح صفحہ ۱۶)

اس کے جواب میں عرض ہے کہ اول تو یہی سمجھ میں نہیں آیا کہ ان دو قولوں میں تناقض اور تخالف کیا ہے کیونکہ یہ دو تو الگ الگ چیزیں ہیں۔

پھر اس کے علاوہ پہلے قول کا یہ منشاء ہے۔ کہ یہ لوگ زور دیتے ہیں۔ کہ مسیح کا آسمان سے بجسدہ العنصری نزول ہوگا۔ یہ اسلام کے عقائد میں داخل نہیں۔ دوسرے یہ کہ پیشگوئیوں میں ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ جب تک ان کا ظہور نہ ہو اس وقت تک کسی تفصیل کے ساتھ ان پر ایمان نہیں ہوتا بلکہ اجمالی ایمان ہوتا ہے۔ کہ یہ ایک پیشگوئی ہے جو کسی وقت پوری ہوگی۔ لیکن یہ کہ کس طرح پوری ہوگی۔ یہ بات ایمانیات میں داخل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا علم اللہ تعالےٰ کو ہی ہوتا ہے۔ بندوں کا علم پیشگوئیوں کے متعلق جب تک کہ وہ ظاہر نہ ہوں محض اجمالی ہوتا ہے بس یہی بات ہے جو حضرت نے فرمائی ہے۔ کہ نزول مسیح کی پیشگوئی کے ظاہری الفاظ پر زور دینا اور اس مطلب کو جزو ایمان قرار دینا کہ مسیح زندہ ہے۔ [illegible] جسم کے ساتھ نازل ہوگا۔ ایمانیات سے نہیں [illegible]

اور یہ بات اس وقت تک تھی جب تک پیشگوئی ظاہر نہیں ہوئی۔ مگر جب حقیقت ظاہر ہو گئی۔ اس لئے اس کا ماننا ایمانیات میں داخل ہو گیا۔

اس کی مثال یہ ہے کہ توریت میں آنحضرت کی پیشگوئی تھی کہ "میں تیری مانند تیرے بھائیوں میں ایک نبی برپا کروں گا۔" اس پیشگوئی پر یہود کا اتنا ایمان تھا۔ کہ ایک پیشگوئی ہے۔ لیکن یہ کہ اس پیشگوئی کے مصداق نبی کا نام محمدؐ ہوگا اور اس کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبد اللہ ہوگا۔ اور اس کا مولد دمنشاء مکہ ہوگا۔ یہ باتیں آنحضرت کی بعثت تک جزو ایمان نہیں تھیں۔ کیونکہ ان کا ظاہر میں کچھ وجود نہیں تھا۔ ایمان صرف پیشگوئی پر تھا لیکن جب حضور مبعوث ہو گئے تو پیشگوئی کی حقیقت ظاہر ہوگئی۔ جو ان کے مزعومات کے خلاف تھی پس ان کے مزعومات جزو ایمان نہیں تھے۔ کیونکہ وہ خدائی علم کے ماتحت نہ تھے۔ خدائی علم کا منشاء وہ تھا جو ظاہر ہوا۔ ایسا ہی حدیث نزول مسیح کے متعلق بھی جب تک اس کا مصداق ظاہر نہیں ہوا۔ لوگوں کے مزعومات جزو ایمان نہیں ہو سکتے تھے۔ جزو ایمان وہ حقیقت ہوگی جو خدا نے ظاہر فرمائی۔

خدا کی ظاہر کردہ حقیقت میں سب سے پہلی بات جس سے لوگوں کے مزعومات کی تردید ہوتی ہے۔ یہ ہے کہ مسیح فوت ہو چکے۔ لوگوں کا تو یہ عقیدہ تھا کہ مسیح زندہ ہے اور وہی نازل ہوگا۔ مگر خدا نے ظاہر فرمایا کہ وہ تو فوت ہو گیا۔ اس لئے حدیث متعلقہ نزول مسیح کے وہ معنے نہیں جو لوگوں نے سمجھے ہیں۔ بلکہ وہ ہیں جو خدا نے ظاہر فرمائے کہ مسیح کے ہم رنگ ایک دوسرے شخص کو مبعوث فرما دیا جس کا نام نامی و اسم گرامی احمدؑ قادیانی ہے۔ اور جس کے دعویٰ کی تکذیب میں شب و روز چودھویں صدی کے یہودی مشغول ہیں۔

اختلاف نمبر چہارم

یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ (ازالہ اوہام صفحہ [illegible])	جو شخص (مسیح) کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں مدفون ہے [illegible] آسمان [illegible]

[illegible] پڑا تھا گیا۔ کس قدر ظلم ہے (دافع البلاء صفحہ ۱۶)

اصل بحث تو یہ ہے۔ کہ مسیح فوت ہو گیا یا نہیں۔ قبر کا مقام ایک زائد بات ہے۔ کیونکہ لاتعداد انسان ہیں جو مر گئے ہیں۔ اور ان میں بیشمار ایسے بھی ہیں جن کو آج ہم جانتے ہیں کہ وہ فوت ہو گئے۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ ان کی قبر کہاں ہے۔ مثلاً سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہی کو لو کون مسلمان ہو جو یہ نہ جانتا ہو۔ کہ آپ شہید ہو گئے۔ مگر ارباب تاریخ آپ کے دفن کے بارے میں مختلف الرائے ہیں۔ کوئی کسی مقام کو آپ کا دفن بتاتا ہے۔ کوئی کسی مقام پر۔ پس حضرت علی کے مقبرہ کے صحیح معلوم نہ ہونے سے ان کی موت میں شک پیدا نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح حضرت مسیح کے متعلق جب یہ تحقیق ہو گیا۔ کہ آپ فوت ہو گئے۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ بھی ثابت کیا جائے کہ وہ دفن کہاں ہیں؟ لیکن اگر بتا دیں تو ہماری طرف سے مزید ثبوت ہوگا۔

نیز یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح حضرت علی کے مقبرے میں اختلاف ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح کے مقبرے میں بھی اختلاف ہے۔ کوئی گلیلی بتاتا ہے۔ کوئی کشمیر۔ اور جن کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ وہ زندہ ہیں وہ مدینہ میں آپ کا آئندہ مدفن تجویز کرتے ہیں۔ لیکن آخری لوگوں کا یہ خیال غلط ہے۔ کیونکہ جس شخص کے لئے آئندہ مدفن تجویز کر چکے ہیں سینکڑوں برس گزر چکے کہ وہ دار فانی سے گزر چکا ہے۔ دوسرے جو جگہ تجویز کی گئی ہے وہاں کوئی جگہ قبر کے لئے خالی ہی نہیں جہاں مسیح کو دفن کیا جا سکے۔ باقی رہے وہ دو مقام گلیلی اور کشمیر ان کے متعلق تاریخی بحث ہے۔ جب تک پہلی جگہ کے متعلق شہادات ملیں اسی کو مدفن مسیح قرار دیا گیا جب پہلی شہادتوں سے زیادہ وزن دار اور قوی شہادتیں کشمیر کے مدفن مسیح ہونے کے متعلق [illegible] تو پہلا خیال ترک کر دینا پڑا۔ پس اس میں کوئی اختلاف نہیں [illegible]

اختلاف پنجم

[illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا　　جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا　　دکھاؤنگا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی　　فسبحان الذی اخزی الاعادی

اخبار فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد ۶　　پنجشنبہ مورخہ ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء　　نمبر ۱۰

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے [illegible] فضل سے بخیریت ہیں اور آج کل دارالامان کو مہمانان جلسہ کی [illegible] کے متعلق [illegible] مہمانان کی تقسیم فرما رہے ہیں۔

جلسہ آ رہا ہے احباب جوق جوق تشریف لا رہے ہیں [illegible] اول اخویم ابوبکر یوسف صاحب جدہ سے اور مکرم و محترم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآباد دکن سے اور سید شاہ صاحب حیدرآباد دکن سے مع دیگر احباب کے داخل دارالامان ہوئے ہیں۔ اہلاً و سہلاً و مرحباً

مخدوم مولوی محمد سرور شاہ صاحب سیکرٹری جلسہ بہت مستعدی سے جلسہ کا انتظام اور مہمانان کی آسائش کا اہتمام فرما رہے ہیں جزاہم اللہ احسن الجزاء

امام قادیان

(از مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی)

میرے محسن تیرا ہم پر لطف و احساں ہو گیا
تا ابد یہ آفتاب فیض تاباں ہی رہے
اس تیرے کوچے سے مجھکو ہے عجب وابستگی
قبلۂ دلدادگان بس کوئے جاناں ہو گیا
اس قدر ہیں نعمتیں تیری کہ گن سکتا نہیں
بحر بے پایاں ہے جسمیں عقل حیراں ہو گئی
آتش الفت میں جو تیری ہے چھپا آب حیات
بحر فرقت ہے کہ جو ہر وقت سوزاں ہو گیا
زہر میں تریاق تیرے زخم میں مرہم ہوا
درد ہے تجھ سے کہ جو ہر وقت درماں ہو گیا
اشرف المخلوق انساں عشق مولے سے ہوا
قدسیان عرش اعظم جس کے خواہاں ہو گئے
ہیں بہت نشے مگر یہ مستی صہبائے عشق
ہو جسے حاصل وہ عالم میں بھی شاداں ہو گیا
یا الٰہی کر عطا وہ جذبۂ حالات عشق
نشہ سے جس کے یہ جاں ہمہ مست [illegible]

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۷ مارچ سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۱

سلسلہ کی خبریں

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی خدا [illegible] کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں اور سر دکھات [illegible] زیارت [illegible] عطا فرما رہے ہیں جو ابتک برکات دار الامان [illegible] مستفید ہونے کیلئے

مبارکباد - عزیزم میاں عبداللہ خان صاحب خلف حضرت [illegible] محمد علی خان صاحب کے مشکوئے محل میں [illegible] ماہ حال کو [illegible] نیک اختر تولد ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اس مولودہ مسعودہ کو [illegible] اور والدین کے واسطے موجب برکات کرے۔

[illegible] فاروق اپنے تمام احباب کیطرف سے حضرت ام المومنین [illegible] اللہ عنہا کو اس بانصیب نواسی کی اور حضرت نواب صاحب [illegible] برکت پوتی کی مبارکباد عرض کرتا ہے۔ [illegible]

جنازہ غائب - شیخ فرزند علی ایک نوجوان احمدی [illegible] [illegible]

خیر مقدم سیدنا محمود ایدہ اللہ بنصرہ

بورڈنگ ہوس مدرسہ احمدیہ میں دعوت کے موقع پر یہ نظم حافظ سلیم نے پڑھی:-

دوستو تم کو مبارک ہو کہ آئے محمودؔ
فضل و احسان خدا ساتھ میں لائے محمودؔ

جان و دل سے نہ ہوں کس طرح فدائے محمودؔ
حق تعالیٰ کو بھی بھاتی ہے ادائے محمودؔ

للہ الحمد - کہ بر آئی تمنا اپنی
آج تشریف یہاں پر ہیں جو لائے محمودؔ

یہ مسیحا کا خلف ہی بخدا فخر سلف
ہو سکے کس سے بیاں مدح و ثنائے محمودؔ

آئے میدان مقابل میں بتائے کوئی
جانشین کون ہے احمدؐ کا سوائے محمودؔ

آئے گی تم کو نظر حق کی تجلی نوزا [illegible]
ملو تکھوں میں یہ خاک کف پائے محمودؔ

مہر کامل بھی ہو شرمندہ چھپائے صورت
رخ روشن جو ذرا اپنا دکھائے محمودؔ

دین و دنیا میں بھلا ہوگا ہمارا بے شک
فضل حق سے ہمیں کافی ہے دعائے محمودؔ

ہم غریبوں پہ بھی رحمت کی نظر ہو للہ
دور سے ہم در دولت پہ ہیں آئے محمودؔ

خادم دین ہوں ہم - حق سے دعا فرمائیں
تا کہ یہ حسرت دل اپنی بر آئے محمودؔ

احمدیت کے مبلغ ہوں الٰہی ہم بھی
آرزو کردے یہ پوری تو برائے محمودؔ

احمدیت ہی کا ہر گھر میں ہو چرچا ہر وقت
التجا ہے یہی تجھ سے [illegible]

کوئی پوچھے جو نشان میرے [illegible]
نام [illegible]

ملفوظاتِ احمدیہ

۱۱ اپریل ۱۹۰۸ء بعد از مغرب فرمایا۔

(طاعون کے متعلق بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ کہ اکثر غریب مرتے ہیں۔ اور امرا اور ہمارے بڑے بڑے مخالف ابھی تک بچے ہوئے ہیں۔ لیکن سنت اللہ یہی ہے کہ آئمۃ الکفر اخیر میں پکڑے جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت موسےٰ کے وقت جس قدر عذاب پہلے نازل ہوئے۔ ان سب میں فرعون بچا رہا۔ چنانچہ قرآن شریف میں بھی آیا کہ ناتی الارض ننقصہا من اطرافہا۔ یعنی ابتدا عوام سے ہوتی ہے اور پھر خواص پکڑے جاتے ہیں اور بعض کے بچانے میں اللہ تعالیٰ کی یہ حکمت بھی ہوتی ہے کہ انہوں نے آخر میں توبہ کرنی ہوتی ہے۔ یا ان کی اولاد میں سے کسی نے اسلام قبول کرنا ہوتا ہے۔)

فرمایا (کمالاتِ متفرقہ جو تمام دیگر انبیاء میں پائے جاتے تھے وہ سب حضرت نبی کریم میں ان سے بڑھ کر موجود تھے۔ اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریمؐ سے ظلی طور پر ہم کو عطا کئے گئے۔ اور اسی لئے ہمارا نام آدمؑ۔ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ نوحؑ۔ داودؑ۔ یوسفؑ۔ سلیمانؑ۔ یحییٰؑ۔ عیسےٰؑ وغیرہ ہے۔ چنانچہ ابراہیمؑ ہمارا نام اس واسطے ہے کہ حضرت ابراہیمؑ ایسے مقام میں پیدا ہوئے تھے کہ وہ بت خانہ تھا اور لوگ بت پرست تھے۔ اور اب بھی لوگوں کا یہی حال ہے۔ کہ قسم قسم کے خیالی اور وہمی بتوں کی پرستش میں مصروف ہیں اور وحدانیت کو چھوڑ بیٹھے ہیں۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریمؐ کی خاص خاص صفات میں۔ اور اب ہم ان تمام صفات میں نبی کریمؐ کے ظل ہیں۔

مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

نامِ احمدؐ نامِ جملہ انبیاء است
چوں بیامد صد نود ہم پیش ماست

نبی کریمؐ نے گویا سب لوگوں سے چندہ وصول کیا اور وہ لوگ تو اپنے اپنے مقامات اور حالات پر رہے پر نبی کریمؐ کے پاس کروڑوں روپے ہو گئے۔)

فرمایا (معلوم ہوتا ہے کہ اس عالمگیر طوفان و باء میں یہ ہندوؤں کی قوم بھی اسلام کیطرف توجہ کرے۔ چنانچہ ہم سے یہ سلسلہ کا ہونے کی تحریک تھی تو ایک ہندو نے ہم کو آکر کہا تھا کہ ہم تو قوم سے علیحدہ ہو کر آپ ہی کے پاس آباد ہو کر رہینگے اور نیز دو دفعہ ہم نے رویا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں۔ اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں۔ اور ایک دفعہ الہام ہوا ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو تیری استتی گیتا میں موجود ہے۔ لفظ رودر کے معنے نذیر اور گوپال کے معنی بشیر کے ہیں۔)

فرمایا (عیسائیوں نے جو شور مچایا تھا کہ عیسےٰؑ مُردوں کو زندہ کرتا تھا۔ اور وہ خدا تھا اس واسطے غیرت الٰہی نے جوش مارا کہ دنیا میں طاعون پھیلائے۔ اور ہمارے مقام کو بچالے۔ تاکہ لوگوں پر ثابت ہو جائے کہ امت محمدیہ کی کیا شان ہے کہ احمدؐ کے ایک غلامؑ کی اس قدر عزت ہے۔ اگر عیسےٰؑ مُردوں کو زندہ کرتا ہے تو اب عیسائیوں کے مقامات کو اس بلا سے بچائے۔ اس وقت غیرت الٰہی جوش میں ہے۔ تاکہ عیسےٰؑ کا کسر شان ہو جس کو خدا بنایا گیا ہے ؎

چہ خوش ترانہ دایں مطرب مقام شناس
کہ درمیان غزل قول آشنا آورد

قرآن شریف اور احادیث میں جو حضرت عیسےٰؑ کے نیک اور معصوم ہونے کا ذکر ہے اس سے یہ مطلب نہیں کہ دوسرا کوئی نیک یا معصوم نہیں بلکہ قرآن شریف اور حدیث نے ضرورتاً یہود کے منہ بند کرنے کے لئے یہ فقرے بولے ہیں کیونکہ یہود نعوذ باللہ مریمؑ کو زناکار عورت اور حضرت عیسےٰؑ کو ولد الزنا کہتے تھے۔ اس لئے قرآن شریف نے تکذیب کیا ہے کہ وہ ایسا کہنے سے باز آئیں۔)

فرمایا (حضرت رسول کریمؐ کے ہزاروں جسمانی برکات بھی تھے۔ آپ کے جبہ سے بعد وفات آپؐ کے لوگ برکات چاہتے تھے۔ بیماریوں میں لوگوں کو شفا دیتے تھے۔ اور بارش نہ ہوتی تو دعا کرتے تھے اور بارش ہو جاتی تھی۔ ایک لاکھ سے زیادہ آپؐ کے صحابیؓ تھے۔ بہتوں کی جسمانی تکلیفات آپؐ کی دعاؤں سے دور ہو جاتی تھیں۔ عیسےٰؑ کو نبی کریمؐ کے ساتھ کیا نسبت ہو سکتی ہے جس کے ساتھ چپ آدمی تھے اور ان کا حال بھی انجیلوں سے ظاہر ہے کہ وہ کس مرتبہ روحانیت کے تھے)

فرمایا (ابوجہل اس امت کا فرعون تھا۔ کیونکہ اس نے بھی نبی کریمؐ کی چند دن پرورش کی تھی۔ جیسا کہ فرعون مصری نے حضرت موسےٰؑ کی پرورش کی تھی۔ اور ایسا ہی مولوی محمد حسین صاحب نے ابتدا میں براہین پر ریویو لکھ کر ہمارے سلسلہ کی چند یوم پرورش کی)

حضرت اقدسؑ نے اپنا ایک پرانا الہام سنایا۔

یا یحییٰ خذ الکتاب بالقوۃ والخیر کلہ فی القرآن۔ اور فرمایا کہ اس میں ہم کو حضرت یحییٰؑ سے نسبت دی گئی ہے کیونکہ حضرت یحییٰؑ کو یہود کی ان اقوام سے مقابلہ کرنا پڑا تھا۔ جو کتاب اللہ توریت کو چھوڑ بیٹھے اور حدیثوں کے بہت گرویدہ ہو رہے تھے۔ اور ہر بات میں احادیث کو پیش کرتے تھے۔ ایسا ہی اس زمانہ میں ہمارا مقابلہ اہلحدیث کے ساتھ ہوا کہ ہم قرآن پیش کرتے اور وہ حدیث پیش کرتے ہیں)

ایک شخص اپنا مضمون اشتہار دربارہ طاعون سنا رہا تھا۔ اذان ہونے لگی وہ چپ ہو گیا فرمایا (پڑھتے جاؤ اذان کے وقت پڑھنا جائز ہے۔) الحکم جلد ۱۲ نمبر ۲۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۔ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۱۹ء

رپورٹ سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ

خدا کے فضل و رحم کے ماتحت جیسا کہ پہلے اعلان کیا گیا تھا سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ ۱۵، ۱۶، ۱۷ مارچ کو قرار پایا۔ احباب وفود در وفود ۱۳ مارچ ہی سے آنے شروع ہو گئے تھے۔ مگر ۱۴ مارچ کی نماز جمعہ میں شامل ہونے کی غرض سے جماعتوں کی جماعتیں ۱۳ مارچ بعد دوپہر پہنچنے لگیں اور اچھا خاصہ اژدحام ہو گیا اور یہاں کی جماعت کے علاوہ قریباً ایک ہزار بیرونجات کے دوستوں نے بھی حضرت خلیفۃ المسیح کا خطبہ جمعہ سنا اور آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

ہفتہ کی صبح کو چونکہ بہت سے احباب جمع تھے اس لئے مسجد اقصیٰ میں جناب علمی صاحب اور جناب حکیم خلیل احمد صاحب نے تقریریں کیں۔ حکیم صاحب جو مونگیر میں مبلغ ہیں ایک نہایت مؤثر بیان رکھتے ہیں۔ آپ کے قلب میں جو گداز ہے اس کا اثر سامعین کے قلوب پر ایسا ہوتا ہے کہ تمام محفل پر چھا جاتا ہے۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کو ایسے رنگ میں پیش کیا کہ بے اختیار زبانوں سے تحسین و آفرین کے نعرے بلند ہوتے تھے اور آمنا و صدقنا کی آوازیں آتی تھیں۔ آپ کی اردو زبان بہار کی زبان ہے اس لئے لہجے اور تلفظ الفاظ کے اعتبار سے اہل زبان سے فرق ہے۔ مگر بجائے نقص کے وہ پیاری معلوم ہوتی تھی۔ مہمانوں نے آنا تھا اس لئے بقیہ تقریر ملتوی ہوئی۔ جو دس بجے کے قریب جلسہ گاہ مسجد نور میں بہرہ اندوز ہوئے۔ اور بعض خوش قسمتوں نے تقریر کا مزہ پایا۔

ظہر و عصر کی نماز جمع کرنے کے بعد جلسہ کی کارروائی باقاعدہ طور سے ۲ بجے شروع ہوئی بصدارت سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب تاجر سکندرآباد دکن قرآن شریف کی تلاوت اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب خاکی کی فارسی نظم کے بعد ۳ بجے حافظ روشن علی صاحب نے صداقت مسیح موعودؑ پر تقریر شروع کی۔ آپ کی آواز ماشاء اللہ خوب بلند ہے۔ پانچ چھ ہزار حاضرین بخوبی سن رہے تھے۔ اور پھر بیان ایسا صاف کہ ہر طبقے کے حاضرین فائدہ اٹھاتے رہے۔ یہ تقریر جس میں آیات قرآنی سے باندازِ نو مسیح موعودؑ کا صادق ہونا ثابت کیا گیا تھا۔ پونے چھ بجے ختم ہوئی۔ توقع کی گئی تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح درس قرآن شریف کے لئے تشریف لائیں گے۔ مگر حضور تشریف نہ لا سکے۔ اور ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری کی نظم پر یہ اجلاس ختم ہوا۔

۱۶ مارچ

ابتدائی کارروائی جلسہ بصدارت جناب علی احمد صاحب ایم۔ اے۔ بھاگلپوری (خان ذوالفقار علی خان صاحب آف رامپور تشریف لائے تھے) ۹ بجے شروع ہوئی۔

جناب صاحب سیکرٹری صدر انجمن نے اپنی مطبوعہ رپورٹ جستہ جستہ مقامات سے سنائی۔ رپورٹ کا مضمون خشک ہوتا ہے اور عام طور سے توجہ کے ساتھ سنا نہیں جاتا۔ لیکن جناب خلیفہ رشید الدین صاحب نے اس دلچسپ و دلآویز طریق سے سنائی کہ حاضرین ہمہ تن گوش رہے۔ یہ امر قابلِ تعریف ہے کہ جناب ڈاکٹر صاحب موصوف نے صرف آٹھ دس روز کے اندر اندر نہایت قابلیت کے ساتھ رپورٹ سالانہ صدر انجمن ایڈٹ کر کے چھپوائی۔ اور ایسا انتظام کیا کہ جو صاحب چاہیں رپورٹ جس میں تمام حالات آئینہ ہیں پڑھ لیں۔

۲۔ اس کے بعد محکمہ نظارت کے ناظر اعلیٰ مولانا شیر علی صاحب نے محکمہ نظارت کے انعقاد کی وجوہات بیان فرمائیں اور بحیثیت ناظر تالیف و اشاعت کے کام کی رپورٹ پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد جناب صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ ناظر امور عامہ کی طرف سے جناب شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری نے رپورٹ پڑھی۔ یہ رپورٹ نہایت قابلیت سے لکھی ہوئی تھی اور اس میں جو کام بتائے گئے وہ نہایت کثیر التعداد تھے اور جو تجاویز جماعت احمدیہ کی عامہ بہبودی کے متعلق زیر غور بتائیں نہایت اہم اور مفید ہیں کہ جب بروئے کار آئیں گی۔ تو دنیا دیکھے گی اور اس دل و دماغ پر آفرین کہے گی جس کے ذریعہ یہ ظہور پذیر ہوئیں۔ تیسری رپورٹ تعلیم و تربیت کے نائب ناظر ماسٹر مبارک اسماعیل صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ کی طرف سے جلسہ میں پیش ہوئی۔ آپ نے زبانی تقریر کی جو بہت پُرجوش تھی۔ آپ نے جماعت کی تعلیمی ترقی کے لئے ایک آئندہ پروگرام پیش کیا۔ میری رائے ہے کہ ناظروں کی ذمہ داری چونکہ بہت بڑی ہے۔ اس لئے رپورٹ ہمیشہ لکھی ہوئی پڑھنی چاہیے تاکہ تمام حالات بلفظہا پہنچ سکیں۔ اور تقریر میں زبان کسی قسم کی لغزش سے محفوظ رہے۔

ساڑھے گیارہ بجے چوہدری فتح محمد صاحب نے اپنی تقریر حفاظت قرآن پر فرمائی۔ اور اہل یورپ کے اعتراضات کے جواب بھی دئے۔ آپ نے مضمون کو نہایت عمدگی سے بیان کیا۔ اور بعض استدلال نئے تھے۔ آپ نے قرآن مجید کی اندرونی شہادت بھی اس بارے میں پیش کی کہ قرآن مجید زمانہ نبوی میں جمع ہو چکا تھا۔ اس قسم کی اعلیٰ پایہ کی علمی باتیں مختلف طبقے و مذاق کی حاضرین میں یکساں توجہ سے نہیں سنی جاتیں۔ پونے ایک بجے یہ تقریر ختم ہوئی۔ اور اس کے بعد نماز ظہر و عصر جمع ہوئی۔

دوسرے اجلاس کی کارروائی ۲ بجے شروع ہوئی۔ ماسٹر عبدالمغنی صاحب ناظر بیت المال نے صیغہ و کتاب کے متعلق تقریر کی۔ پروگرام میں آپ کے لئے [illegible] کا وقت تھا۔ مگر پہلے کے لئے [illegible] صاحب [illegible] اور چوہدری فتح محمد صاحب کی [illegible]

والی بیان بہت سے پہلوؤں کے متعلق طول طویل تھا۔ جیسا کہ وہ بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے مطابق ہونا چاہیے تھا۔ آپ جہیر الصوت نہیں اس لئے چھ سات ہزار حاضرین تک آپ کی آواز نہ پہنچ سکتی تھی۔ ابھی کچھ بیان باقی تھا۔ جو وقت کی تنگی کی وجہ سے یہی مناسب سمجھا گیا کہ چندہ جمع کر لیا جائے جو پانچ ہزار سے متجاوز نفس جذبات کو برانگیخت کرنے والی تقریر کے ہو گیا۔ ۲ بجے حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لائے۔ پہلے چند نکاحات کا اعلان کیا پھر آپ نے عرفان الہی پر تقریر کی۔ سٹیج جو اچھی خاصی طویل و عریض تھی۔ نصف غیر مبائعین (رفقا مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔) کے لئے خالی رکھی گئی تھی۔ جن پر ان سب کو خاص عزت کے ساتھ بٹھایا گیا۔ ان لوگوں نے یہ خلاف تہذیب حرکت کی کہ اکثر حضرت خلیفۃ المسیح کی تقریر کے دوران ہی میں چلے گئے۔

عرفان الہی کے ذرائع حصول پر حضور کی تقریر باوجود علالت مزاج و شکایت درد سر پانچ گھنٹے تک رہی اور ساڑھے آٹھ بجے ختم ہوئی۔ یہ تقریر اس بات کا ثبوت تھی کہ خدا تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کو عرفان کے کس اعلیٰ مقام پر کھڑا کیا۔ اور وہبی علم سے بہرور فرمایا۔ غیر مبائعین اگر ذرا بھی انصاف سے کام لیتے تو یہ تقریر ہی ان کی ہدایت کا موجب ہو سکتی ہے۔

۱۷ مارچ

کارروائی بجائے ۹ کے دس بجے شروع ہوئی۔ بصدارت جناب سید محمد اسحاق صاحب مولوی فاضل یہ تبدیلی پروگرام و صدارت اس لئے ہوئی۔ کہ غیر مبائعین کو وقت دیا جانا منظور ہو چکا تھا چونکہ ابھی غیر مبائعین آئے نہ تھے۔ اس لئے مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کی تقریر پہلے کر دی گئی۔ جو پروگرام کے مطابق ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک ہونیوالی تھی۔ آپ نے پون گھنٹہ اپنا لکھا ہوا مضمون پڑھا جو [illegible] والی سیرت تھا۔ افسوس ہے کہ یہ مضمون [illegible] سب نے سنا۔ کیونکہ فاضل راجیکی کی طبیعت علیل تھی اس لئے آواز بلند نہ ہوئی تمام حاضرین تک نہ پہنچ سکی۔ اس لئے یہ مضمون طبع ہونا چاہیئے۔

غیر مبائعین اتنے میں تیار ہو کر آ گئے۔ مینجر آف دی سٹیج نے نہایت عزت سے سٹیج پر بٹھایا۔ جناب مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اپنی تقریر گیارہ بجے نبوت مسیح موعودؑ۔ سوا گیارہ اور پونے دو بجے تک مسلسل نہایت عمدگی و فصاحت کے ساتھ محض آیات قرآنی سے اس مسئلہ کو پیش کیا۔ آیت خاتم النبیین کی علمی تفسیر کے بعد دیگر آیات کو بھی لیا۔ جو پہلے غیر احمدیوں کی طرف سے اور اب غیر مبائعین کی طرف سے ختم نبوت میں پیش کی جاتی ہیں۔ پھر آپ نے صراط الذین انعمت علیہم سے خاتم النبیین کے بعد نبوت کے اجراء کا ثبوت دیا اور حقیقت و مجاز کا فرق بتایا ظلی نبی اور ظلی نبی کے معنے بھی واضح کئے۔ اور حضرت اقدس کی تمام تحریروں کے متعلق ایک اصول پیش کیا۔ اس کے بعد غیر مبائعین کے قائمقام میر مدثر شاہ صاحب کو ایک گھنٹہ تقریر کے لئے وقت دیا گیا۔ میر صاحب ایک ہوشیار آدمی ہیں اور توقع کی جا سکتی تھی کہ وہ ایک گھنٹہ میں بہت سی غلط فہمیاں ڈالنے کی کوشش کرینگے۔ لیکن حق کا مقابلہ کرنے کے لئے جب انسان اٹھتا ہے تو خواہ کتنا ہی ہوشیار ہو منہ کی کھاتا ہے۔ آپ نے آیت خاتم النبیین پڑھ کے اس کے معنے کئے کہ ولکن رسول اللہ میں آپؐ کی ابوت روحانی بتائی۔ اور خاتم النبیین میں یہ بتایا۔ کہ ابوت کسی زمانہ سے محدود نہیں۔ بلکہ قیامت تک رہیگی۔ اور آپؐ ہی کی نبوت رہیگی۔ اس کے بعد مواہب الرحمٰن کا حوالہ پڑھا۔ اور بعد او ہیچ پیغمبر نیست مگر آنکہ مطابق وعدہ او ظاہر شد۔ کو تین بار دہرایا۔ جس پر حاضرین بے ساختہ ہنس پڑے کہ عجیب انسان ہے۔ کھڑا ہوا ہے حق کی مخالفت پر۔ اور کر رہا ہے تائید حق۔ کیونکہ ہمارا بھی تو یہی مذہب ہے کہ اب کوئی پیغمبر نہیں۔ مگر وہی جو مطابق وعدۂ الٰہی ظاہر ہوا۔ اس کے بعد میر مدثر شاہ صاحب کا رنگ نہ جم سکا۔ اور وہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگے۔ مثلاً کہا کہ نبوت تابعداری سے ملتی ہے۔ تو ابوبکرؓ کو کیوں نہ ملی؟ کیا وہ کامل تابعدار نہ تھا؟ کیا مرزا صاحب (سیدنا مسیح موعودؑ) سے اسکی خدمات کم تھیں۔ اگر کہو۔ ضرورت نہ تھی تو میں کہتا ہوں خدا ضرورت پیدا کر لیتا یعنی خدا خلقت کو گمراہ کر لیتا اس فقرہ میں جو سوء ادب اور لغویت پائی جاتی ہے۔ وہ ظاہر ہے پھر کہا کہ امت محمدیہ کے لئے تو کوئی نبی نہیں دوسری قوموں کے لئے آجائے تو آجائے یعنے یہودی و عیسائی تو نعمت نبوت سے سرفراز ہو سکتے ہیں۔ مگر مسلمان بطفیل حضرت خاتم النبیین اس نعمت سے محروم ہیں غرض ایک ایک فقرہ بتا رہا تھا کہ مقرر اس وقت اپنے آپ پر ضبط نہیں رکھتا اور اس کے حواس غائب ہو چکے ہیں۔ علاوہ اس کے مرزا صاحب یوں کہتا ہے۔ مرزا صاحب نبی تھا یا غنی۔ اس قسم کے فقرات بہت تکلیف دہ تھے۔ بعض احباب نے تو صدر کو لکھا بھی۔ مگر صدر نے اپنی وسعت قلبی سے کچھ نہ کہا۔ جب تقریر ختم ہو گئی۔ تو جناب سید محمد اسحاق صاحب نے اٹھ کر کہا کہ چونکہ میر مدثر شاہ صاحب نے حافظ صاحب کی تقریر پر جرح نہیں کی اس لئے ان کی تقریر کی ضرورت نہیں میں ہی کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ آپ نے ۳۵ منٹ میں میر مدثر شاہ صاحب کے بیان کی وہ دھجیاں اڑائیں کہ حاضرین صل علیٰ پکار اٹھے۔

اثنائے تقریر میں جہاں آپ نے یہ کہا کہ اگر حضرت صاحبؑ کا نبی ہونا حضرت ابوبکرؓ کے نبی ہونے پر موقوف ہے۔ تو پھر مسیح موعودؑ مہدی بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ مرتبہ بھی کامل اتباع کی طفیل سے ملا۔ اور اگر خاتم الانبیاء کے یہ معنے ہیں کہ آئندہ کوئی نبی نہ ہوگا۔ تو حضرت اقدسؑ نے جو یہ لکھا ہے کہ جیسے میرے سردار محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء تھے ایسا ہی میں خاتم الاولیاء ہوں۔ اس کے یہ معنے ہونے چاہئیں

کہ مسیح موعودؑ کے بعد اب قیامت تک کوئی ولی نہ ہوگا۔ ایسا ہی آدمؑ کو خاتم المخلوقات فرمایا تو اس کے یہ معنے ہونگے کہ آدمؑ کے بعد کوئی انسان ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔ وہاں آپ نے اِذا ہلک قیصر فلا قیصر بعدہٗ کی مزید تشریح کی۔ اور بتایا کہ اس قیصر کے بعد قیصر اور کسرے کے بعد کسرے ہوا۔ البتہ ان اوصاف کا نہ ہوا۔ پس ایسے ہی لانبی بعدی سے یہ مطلب نہیں کہ منصبِ نبوت پر کوئی فائز نہ ہوگا۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ اب ان اوصاف کا صاحب شریعت۔ براہ راست مستقل نبی کوئی نہ ہوگا۔ اگر لاقیصر بعدہٗ کے کچھ اور معنے ہوسکتے ہیں تو میر مدثر شاہ صاحب کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ وہ اٹھ کر بیان کرے۔ میں سمجھتا ہوں اس کلمہ حق کا میر مدثر شاہ پر کچھ ایسا رعب چھایا کہ وہ باوجود اپنے ہمنشینوں کی تحریک کے نہ اٹھا۔ البتہ جب اجلاس برخواست ہوا تو کہنے لگا۔ میں لانبی بعدی پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جس پر اسے سمجھا دیا گیا۔ کہ وقت جس قدر آپ نے مانگا تھا دیا جاچکا ہے۔ لاقیصر بعدہٗ کے لئے چیلنج دیا گیا تھا۔ گو اس وقت آپ نہ اٹھے۔ مگر اب بھی اس پر تقریر کر سکتے ہیں۔ یہ اس نے نہ مانا۔ اس لئے اجلاس منتشر ہوگیا۔

ایک اور اعتراض میر مدثر شاہ صاحب نے یہ کیا کہ جب حضرت اقدسؑ اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے۔ اس وقت مولوی محمد حسین بٹالوی نے کہا تھا۔ آپؑ نبی بنتے ہیں۔ اور یہی اب مبائعین کہتے ہیں۔ اس کا بہت برجستہ جواب جناب سید محمد اسحاق صاحب نے دیا۔ اور اعجازِ احمدی سے دکھایا کہ حضرت اقدسؑ تو باوجود شدید مدعی وحی کے بارہ برس تک اپنے آپ کو مسیح موعودؑ نہیں سمجھتے تھے۔ مگر تین مشہور مکفر مولوی کہتے تھے کہ آپ عیسےٰ بنتے ہیں۔

غیر مبائعین کے بعض افراد تو دوران تقریر ہی میں چلے گئے۔ مگر بعض بادلِ ناخواستہ بیٹھے رہے اور اپنی ذلت و ناکامی کو جو الٰہی کے ہاتھوں کی پیدا کردہ تھی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ گو دل تو پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر اچھا ہوا کہ ان کو تقریر کا موقعہ دیا گیا۔ دیر سے ان کے [illegible] یہ خیال تھا کہ ہماری باتیں اگر لوگ سن لیں تو ہمارے ساتھ ہو جائیں۔ اب اپنی باتیں سنا کر انہوں نے دیکھ لیا۔ کہ اس باطل کے قبول کرنے کے لئے اہل حق کبھی تیار نہیں ہوسکتے۔ [illegible] کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ قادیان دارالامان سے ایسے ہی مایوس ہوگئے۔ جیسے ایک ہستی جزیرۂ عرب سے ہوگئی تھی۔ اس کے [illegible]

ظہر و عصر کی نماز ۳ بجے جمع ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح تشریف لائے۔ آپؓ نے چند نکاحوں کے اعلان کے بعد اپنی تقریر شروع کی ساڑھے سات بجے تک رہی۔ تقریر میں آپؓ نے غیر مبائعین کے صلح کے پیغام پر نظر کی۔ اور شرائط پیش کردہ جو بظاہر نرم اور بے ضرر معلوم ہوتی ہیں۔ ان کی سختی اور ضرر کو کھول کھول کر دکھایا۔ پھر جماعت کو اس کے فرائض سے آگاہ کیا۔ اور اشاعت دین الحق میں بیش از بیش ہمت سے کام لینے کی ہدایت فرمائی اور ارادہ ظاہر کیا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے عنقریب افغانستان۔ بخارا۔ ایران۔ امریکہ میں مبلغ بھجوائے جائینگے فرمایا شہزادہ عبداللطیف مرحوم کا خون پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ افغانستان والوں نے تو ایک احمدی کو قتل کر دیا۔ مگر تم ان کو جاکر زندہ کرو۔ اور شریف انسان اسی طرح انتقام لیا کرتے ہیں۔ ایران کا بھی تم پر بڑا حق ہے کیونکہ ایک فارسی الاصل نے ثریا سے ایمان لاکر تمہیں دیا۔ عرب سے تو تمہارا دین چلا وہ مبدء ہدایت ہے۔ اس لئے اب عرب میں ہدایت پھیلانا آخرین منہم کا کام ہے۔ امریکہ اور بخارا میں مبلغ بھجوانے کی تحریک ایک رؤیا کی بناء پر فرمائی۔ اسی طرح پر آپؓ نے جماعت میں ایک روح پھر دی۔ اور جب اجلاس برخواست ہوا۔ تو ہر احمدی فرد کے قلب میں اشاعت حق و خدمت دین کا ایک خاص جوش موجزن تھا۔

حالاتِ عمومی۔

[illegible] جلسہ کا انتظام حضرت مولانا محمد سرور شاہ صاحب کے سپرد تھا۔ آپ نے منتظم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے تمام ضروری اجناس کو سستے نرخ پر کافی تعداد میں جمع کر لیا تھا۔ چنانچہ تین دن تک چھ سات ہزار اور آٹھ [illegible] تک کم دلیش دو تین ہزار آدمیوں کی خوراک وغیرہ میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ تمام امور ایسے اعلیٰ انتظام کے نیچے تھے کہ کسی قسم کا خلل واقع نہ ہوا۔ وقت پر کھانا بٹ جاتا رہا۔ اور دیگر ضروریات کا بھی عمدہ سلسلہ تھا۔ سید اسد علی شاہ صاحب نے اول سے آخر تک اپنے آپ کو بہترین معاون ثابت کیا۔ صفائی کا اہتمام بھی خوب رہا۔ اس کے علاوہ جو جو کام کسی دوست کے سپرد ہوا اس نے اسے دلی محبت و محنت سے سر انجام دیا۔ شیخ محمود احمدؐ ابن شیخ یعقوب علی صاحب منتظم مکانات تھے۔ مکانوں کے متعلق بھی خوب انتظام رہا۔ اور کئی دوستوں نے اپنے اپنے مکانوں پر معزز مہمانوں کو ٹھہرا رکھا تھا۔ انہوں نے ان کی خدمت تواضع میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ فاروق منزل بھی اسی غرض کے لئے خالی تھی۔ اس موقعہ پر براہین العقاید۔ معارف القرآن۔ تفسیر سورۂ اخلاص۔ رپورٹ صدر انجمن احمدیہ نئی کتابیں شائع ہوئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے مدرسہ احمدیہ کو تعلیم الاسلام کے لئے اپیل شائع کی۔ اور مختلف اشتہار چھپتے رہے۔ مگر تجربہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جلسہ میں ہمارے دوست اشتہاروں اور کتابوں کی طرف خاص توجہ نہیں دے سکتے۔

[illegible] دفتر نظارت سے غیر مبائعین کو [illegible]

شدہ وعید پورا ہو کر آئے۔ یہ ہماری وسعت قلب کا بین ثبوت ہے کہ انہیں مہمان کیا۔ ان کو چھ سات ہزار حاضرین کے سامنے اپنے خیالات سنانے کا موقعہ دیا۔ حالانکہ یہ موقعہ انہیں اپنی کوشش سے کسی صورت میں حاصل نہیں ہو سکتا۔ ان کو الگ مکان میں بڑے احترام سے اتارا گیا۔ برخلاف دیگر احباب کے ان کے لئے چارپائیوں اور پُر تکلف کھانے کا اہتمام رہا۔ اور یہاں تک ان کی خاطر منظور تھی کہ جس نے قہوہ چاہا اس کے لئے قہوہ۔ جس نے سبز چائے چاہی اس کے لئے سبز چائے۔ جس نے خود پکا کر پینی چاہی اسے ویسے اسباب مہیا کر دیئے گئے۔ علاوہ ازیں ایک وقت جناب نواب محمد علی صاحب نے ان کی دعوت کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے انہیں ملاقات کے لئے الگ وقت دیا۔ اور جلسہ گاہ میں ان کے لئے سٹیج کا بہت سا حصہ خالی رکھا جاتا رہا۔ حالانکہ ہمارے دور دور کے نہایت عزیز دوست پیچھے بیٹھتے رہے۔ غرض ہم نے اپنے عمل سے انہیں سنایا۔ کہ انسانیت و شرافت کس چیز کا نام ہے۔ اور زندگی کا مرکز دیکھنا ہو تو وہ اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ضرار کے گرد و نواح میں دیکھ سکتے ہیں۔

۴۔ اس دفعہ موسم کے معتدل ہونیکی وجہ سے ایک ہزار کے قریب مستورات بھی آئیں جن کا الگ جلسہ مسجد اقصٰے میں ہوتا رہا۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقا پوری۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور غلام رسول صاحب وزیر آبادی کے وعظ ہوئے۔ ایک تقریر دو گھنٹہ حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمائی جس میں آپ نے مستورات کو ان کے فرائض سے آگاہ کیا۔ اور بتایا کہ وہ کیونکر اور کیا کچھ دین کی خدمت کر سکتی ہیں۔

خدا تعالیٰ سب کو اس جلسہ کے مواعیظ پر عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

۵۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ اس دفعہ ہمارے شاعران شیوا بیان خاموش رہے۔ جناب میر حامد شاہ صاحب کی جگہ تو خالی تھی۔ جناب ذوالفقار علی خانصاحب۔ جناب قاسم علی خانصاحب اور میر ی فانی بھی تشریف نہ لائے۔ جناب ثاقب صاحب آئے مگر کوئی نظم ساتھ نہ لائے۔ حالی صاحب نے نظم پڑھی مگر فارسی وہ بھی پہلے کی تیار کردہ جس پر ابھی تشنگی باقی تھی۔ ایک طالب علم سرتاج کی نظم ہوئی۔ جو اچھی تھی۔ ڈاکٹر احمد حسین صاحب لائلپوری نے صرف مختلف اصحاب سے اپنے ترنم سے سامعین کو محظوظ کیا۔ ممکن ہے بعض لوگ شور اشعار کو تضییع اوقات کا موجب سمجھیں۔ مگر بعض وقت تو ایک شعر ایک موثر وعظ کا کام کر جاتا ہے جو دو گھنٹے کی تقریر نہیں کر سکتی۔ اس لئے بہتر ہے اور صحیح نظموں کا آئندہ خاص انتظام چاہیئے۔ اور پروگرام صرف اجمالی رنگ میں شائع ہونا چاہیئے۔ ضرورت نہیں کہ تفصیل کے ساتھ اسے شائع کر کے حرج اٹھایا جائے۔ کیونکہ گذشتہ سالوں کا تجربہ ہے کہ اسے بدلنا ہی پڑتا ہے۔

کیا مجنوں درحقیقت کوئی وجود تھا

تزئین الاسواق کے مصنف ان لوگوں میں ہیں۔ جو لیلے مجنوں کی داستان عشقبازی کو جھوٹا نہیں سمجھتے۔ لیکن دیکھو کہ باوجود اس کے وہ اپنی اسی کتاب مطبوعہ مصر ۱۲۰۲ھ میں جہاں مجنوں و لیلے کا حال تحریر کیا ہے۔ واقعات سے مجبور ہو کر کیا لکھتے ہیں۔

"مجنوں کے نام میں اختلاف ہے۔ کہ وہ عامر ہے یا مہدی ہے۔ یا قریش ہے یا معاذ ہے یا قیس اس کا بیٹا ہے۔ یا ابن لوح ہے یا بختری ابن جعد ہے۔ اور صحیح پہلا قول ہے۔ اور اس کے نسب میں بھی اختلاف ہے۔ کہ وہ عامری ہے۔ یا کلابی ہے۔ یا جعدی ہے یا قشیری ہے یا بہت سے مجنوں ہیں یا قبیلہ بنی عامر میں دو مجنوں تھے۔ یا مجنوں کوئی شخص نہیں تھا۔ اور بات اتنی ہے۔ کہ کوئی ایک مرد کسی عورت پر عاشق ہوا۔ اور اپنے اور اپنی معشوقہ کے نام کی تصریح سے اس کو عار آیا تو اس نے مجنوں و لیلے کے نام کو وضع کر لیا۔

علامہ خضر بن عطاء اللہ اپنی مشہور کتاب الاسعاف فی ابیات القاضی والکشاف ۱۰۱ میں صراحت کرتے ہیں۔

در مجنوں کے وجود میں اختلاف ہے تو ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ مجنوں ایک ایسا نام مستعار ہے۔ جس کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ اور قبیلۂ بنی عامر میں اس نام و نسب کا کوئی شخص نہیں ہوا۔ اصمعی نے کہا کہ دو شخص ایسے ہیں کہ جن کا وجود دنیا میں صرف نام کا ہے۔ اول۔ مجنوں عامری۔ دوسرے ابن قریہ۔ کہ ان ناموں کو راویوں نے وضع کیا ہے۔

روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات مطبوعہ ایران صفحہ ۱۱۲ میں تین شخصوں کے وجود کو فرضی بتایا ہے۔ یعنی بلاشبہ تین شخص ایسے ہیں جن کے افسانے شائع ہو چکے۔ اور جن کے آثار مشتہر ہو چکے۔ حالانکہ ان کے وجود کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ اول۔ لیلے کا فرضی عاشق مجنون۔ دوسرے ابن ابی العقب یحییٰ بن عبد اللہ۔ تیسرے قریہ"

اب دیکھو کہ جس شخص کا دنیا میں وجود ہی نہیں ہوا وہ آفاق عالم میں اس قدر مشہور ہے۔ کہ دنیا کے ہر گوشے میں اس کے فرضی مگر دلچسپ افسانے شوق کی آنکھوں سے پڑھے جاتے ہیں اور قبول کے کانوں سے سنے جاتے ہیں اور اس کی اس بے بنیاد محض فرضی داستان کو ناواقف لوگ اخبار متواترہ شمار کرتے ہیں۔

إن هذا لشيء عجاب (مترجم)

اور مسیح موعودؑ ہیں اور تمام مفسرین کا اس پر اتفاق (دوم) مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد میں اسی رسول کا ذکر ہے وہ وہی رسول ہے جو ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ میں مذکور ہے (سوم) ان دونوں کو ملانے سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعودؑ کا نام احمدؑ ہے اور یہ کہ وہ رسول ہیں (جزوی اور ناقص کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔) چہارم۔ ان دونوں آیات کے مصداق حضرت احمدؑ مسیح موعودؑ ہیں۔ پنجم اس احمدؑ سے اگر کوئی احمدؑ مراد ہوں تو سید مدثر شاہ صاحب وغیرہ کا کوئی حرج نہیں۔ ششم۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے آیۃ مبشراً میں اپنے مثیل کی بشارت دی ہے اور اس کا نام احمدؑ بتایا ہے۔ ہفتم اور یہ کہ حضرت صاحب ہی احمدؑ ہیں یہ خدا کی وحی سے ثابت ہے کیونکہ وہ احمدؑ تھے۔ تو خدا نے بھی آپ کو احمدؑ کے نام سے پکارا جیسا کہ یا احمد فاضت الرحمۃ علیٰ شفتیک۔ سے ثابت ہے۔ ہشتم۔ مسیح موعودؑ کے ظہور کا وقت بھی یہی ہے۔ یعنی تیرہ سو سال قمری کے بعد۔ جیسا کہ مؤلف تفسیر معالم الاسرار نے صحابہ کرام کے حوالہ سے سورۃ شوریٰ کے حروف مقطعات ع۔ س۔ ق۔ کی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ ع سے مراد عیسیٰ۔ اور س سے مراد مسیحؑ ہے جو تیرہ سو سال شمسی (قمری) پر آئیگا۔ دیکھو تفسیر مذکور۔ اور سید مدثر شاہ صاحب کہتے ہیں کہ میرے نزدیک ق سے مراد قادیان ہے اور اس کا ثبوت جواہر الاسرار کی حدیث سے پیش کیا۔ نہم۔ سید مدثر شاہ صاحب کے نزدیک مسیح موعودؑ کا وقت۔ مقام اور نام تینوں ہی قرآن شریف سے ثابت ہیں۔ پس اب کوئی شخص جناب مرزا صاحبؑ کے دعوے مسیحیت سے مسلمان کہلا کر انکار نہیں کرسکتا۔ ہاں کافر ہو کر جو چاہے کرے۔ دہم۔ میر مدثر شاہ کے نزدیک حق [illegible]۔ فماذا بعد الحق الا الضلال۔ اس حق [illegible] کے بعد انکار کرنا اگر ضلالت نہیں

اب ہم چاہتے ہیں کہ سید مدثر شاہ صاحب اور مولوی محمد یمین صاحب سے استفسار کریں۔

(اول) کیا جو تحریر میر مدثر شاہ صاحب کی طرف سے اخبار الحکم میں شائع ہوئی ہے وہ اسکی تقریر و تحریر ہے یا مولوی محمد یمین صاحب نے از خود سائر مدثر شاہ صاحب کے نام پر شائع کر دی۔ جیسا کہ میر مدثر شاہ صاحب کو جب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے ایک موقعہ پر دار المکتب احمدیہ پشاور میں یہ تحریر پیش کی تو اس نے یہی جواب دیا۔ ہر دو صلفاً جواب دیں یہ تحریر و تقریر کس کی ہے؟

(دوم) اگر میر مدثر شاہ صاحب کی ہے تو اس نے انکار کیوں کیا۔ اور اگر میر صاحب کی نہیں۔ تو مولوی صاحب نے کیوں اس کی طرف منسوب کر کے شائع کی

(سوم) خواہ تقریر و تحریر کسی کی ہو بہر حال جس نے از روئے قرآن و حدیث حضرت صاحب کو ان دو آیات کا مصداق نبی اور رسول اور مصداق اسمہ احمد پیش کیا اور ق سے مراد قادیان لیا۔ اور ان امور سے انکار کفر اور ضلالت قرار دیا۔ کیا درحقیقت یہ اس شخص کا ایمان اور عقیدہ تھا جو اس نے مولوی عبد الرحمٰن صاحب و اہل دانہ و ناظرین الحکم کے سامنے پیش کیا۔ یا خلاف اپنے ایمان اور عقیدہ کے یہ باتیں تحریر کر کے ان سب کو دھوکا دیا

(چہارم) اگر مقرر و محرر کا اس وقت یہی عقیدہ و ایمان تھا۔ اور آج اس کا یہ عقیدہ اور ایمان نہیں تو کیا وہ خود اپنی تحریر کے بموجب اس حق کا انکار کر کے مسلمان کہلا سکتا ہے؟ اور

(پنجم) اگر ان کا یہ عقیدہ اب بھی ہے یعنے سید مدثر شاہ صاحب اور مولوی محمد یمین صاحب داتوی کا تو وہ جناب مولوی محمد علی کو کیا خیال کرتے ہیں جب کہ وہ اس حق کا انکار کرنے والوں میں سے ایک ہیں۔

(ششم) جب کہ حضرت محمودؓ اور احمدیوں

کا اب بھی یہی عقیدہ ہے تو کیا میر صاحب یا مولوی صاحب کا ان امور میں ان سے اتفاق ہے؟ یا اختلاف۔

(ہفتم) اگر اختلاف ہے تو کیا وہ تسلیم کرتے ہیں [illegible] کہ انہوں نے بنا بر [illegible] عقیدہ تبدیل کیا ہے [illegible] [illegible] اگر ہوں [illegible] تبدیلی [illegible] ہے تو وہ [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible] عقیدہ تبدیل کیا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] اور [illegible] [illegible]

[illegible] سید [illegible] سوالات کے جواب جواں سے [illegible] کئے گئے ہیں [illegible] کو خدا [illegible] [illegible] سے [illegible] کوشش کرینگے [illegible] ہمارے [illegible] کی سعی کرینگے؟

[illegible]

معذرت

۱۳ مارچ کا پرچہ نمبر ۱۰ وقت پر طبع ہو گیا تھا۔ مگر بوجہ آمد مہمانان بتقریب جلسہ سالانہ روانہ نہیں کیا گیا۔ اس خیال سے کہ کثیر احباب چونکہ جمعہ کے دن ۱۴ مارچ تک آچکے تھے۔ یہ پرچہ یہاں ہی تقسیم کر دیگا اگر روانہ کیا گیا تو کسی کو ملیگا۔ مگر افسوس ہے۔ کہ جلسہ پر آئے ہوئے دوستوں کو بوجہ مصروفیت جلسہ سوائے چند کے یہ پرچہ تقسیم نہ ہوسکا۔ اس لئے اس نمبر کے ہمراہ جن کو یہ پرچہ نہیں دیا گیا تھا ارسال کیا جاتا ہے۔ ۱۳ مارچ کے بعد ۲۰ مارچ کا پرچہ نہیں چھاپا گیا کیونکہ اس کے ایڈیٹ کرنے کی فرصت نہ ملی ۲۷ مارچ کا پرچہ شائع کر دیا ہے جو بھی سے آئندہ انشاء اللہ بدستور وقت مقررہ پر نکلتا رہیگا۔ لہٰذا احباب سے اس تاخیر کی جو عمداً نہیں بلکہ معذوری سے معافی چاہتا ہوں۔

(ایڈیٹر)

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں اور درس ہفتہ میں تین بار حضور نے فرمانا شروع کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضور کی صحت میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطا فرماوے۔ آمین

اخویم مولوی فضل الدین صاحب کا نکاح اخویم بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب کی دختر نیک اختر سے بتقرر مہر آٹھ سو روپیہ جسمیں زیور بھی (جو دیا جائیگا) داخل ہے ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء کو حضور فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے پڑھایا۔

جنازہ غائب۔ برادرم شیخ فضل حق صاحب پٹواری سالہ کی نیک بی بی طویل علالت کے بعد فوت ہو گئی ہیں احباب جنازہ غائب پڑھکر ثواب حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ مرحومہ کو مغفرت اور شیخ صاحب کو صبر جمیل عطا فرماوے۔

مرقع ثنائی

اسمیں مولوی ثناء اللہ امرتسری کے اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء کو جسمیں انہوں نے مسیح موعود علیہ السلام سے آخری فیصلہ والی تجویز مباہلہ کو منظور کیا تھا۔ اور اس اخبار کو کسی کو نہ دیتا تھا۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق نے اصل پرچہ بہم پہنچا کر حرف بحرف مطابق اصل نقل کرکے طبع کرا دیا تھا۔ جو ہاتھوں ہاتھ نکل گیا۔ اس پرچہ کا ہر ایک احمدی کے پاس موجود ہونا ضروری ہے۔ اور پہلا ایڈیشن قریب الختم ہے۔ اسلئے اب دوسری بار طبع کرنے کا انتظام کیا ہے اور دوسرا ایڈیشن دو قسم کے کاغذ پر ہوگا ایک احمدی احباب کے اپنے پاس رکھنے کے لئے جو قسم اول کاغذ عمدہ سفید اعلیٰ پر ہوگا۔ اور دوسرا غیر احمدیوں میں بکثرت تقسیم کرنے کے واسطے۔ قسم دوم کاغذ خاکی پر طبع ہوگا۔ قسم اول کی قیمت ۴ روپیہ فی صد قسم دوم ۳ روپیہ علاوہ محصولڈاک ہوگی۔ کاپیاں بکثرت جلد [illegible] تقسیم کرنیوالے احباب فوراً دفتر فاروق میں اطلاع دیں کہ وہ تقسیم کرنے کے واسطے کتنی کتنی کاپیاں خریدینگے تاکہ اسی قدر تعداد میں تقسیم کرنے والے کاغذ پر طبع کر دیا جائے۔ یہ ایک عظیم الشان نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت اور امرتسری اہلحدیث کی تکذیب کا ہے۔ جو قیامت تک دنیا میں یادگار رہیگا احباب فراخدلی سے اس کو غیر احمدیوں میں اسی کثرت سے پہنچا دیں۔ جس کثرت سے امرتسری نے اصل واقعہ کو چھپا کر اس اخبار کے پرچہ کو نہ دکھا کر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا ہے۔ ثناء اللہ اصل پرچہ کو دیکھکر اور اس کے ساتھ امرتسری کا مرقع پڑھکر سلیم الفطرت انسان ہدایت یاب ہونگے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۳۰ - اپریل ۱۹۱۹ء

نبیوں کے سردار محمد رسول اللہ

یوں تو ہر ایک شخص اپنے مذہب کے بانی اپنے ہادی و رہنما کو اعلے و افضل سمجھتا ہے - لیکن ہم مسلمان خدا کے فضل سے بے شمار دلائل اس بات پر رکھتے ہیں کہ ہمارے پیشوا - ہمارے راہبر راہ ہدیٰ - محمد مصطفےٰ (صلے اللہ علیہ وسلم) فی الواقع تمام راستبازوں کے امام تھے - اور ان تمام کمالات کے جامع جو مختلف زمانوں میں مختلف پاکباز حاصل کرتے رہے -

ہر شخص کی خوبی اور شان خصوصی تین طریق پر رکھی اور پرکھی جا سکتی ہے - اوّل یہ کہ اس کی ذات میں کیا کیا صفات ہیں - دوم یہ کہ اس سے مخلوق کو کیا فیض پہونچا - سوم یہ کہ خدا تعالیٰ کا اسکے ساتھ کیا معاملہ رہا ہے *

آپ کی ذات ستودہ صفات کے متعلق تو آپ کے مخالفین کی شہادت پیش کی جا سکتی ہے کہ وہ بھی آپ کی پاکبازی اور صداقت کے مقر تھے چنانچہ جب حضور نے صفا پر چڑھ کر تمام قبیلوں کو بلایا اور وہ جمع ہوئے - تو ان سے پوچھا اگر میں کہوں - کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک زبردست لشکر آ رہا ہے تو کیا تم مانوگے یا نہیں ؟ سب نے یک زبان ہو کر جواب دیا ہم ضرور آپ کی بات مان لیں گے - کیونکہ ہم نے آپ کو ہمیشہ راستباز پایا - ماجربنا علیک الکذب - کبھی آپ سے جھوٹ صادر نہیں ہوا *

پھر جب آپ پر وحی نازل ہوئی - اور آپ کو اپنے نفس کی بابت اندیشہ ہوا تو آپ کی محرم راز - ہمدم و دمساز غمخوار بی بی خدیجۃ الکبریٰ نے جو بات آپ سے کہی - اس میں یہ الفاظ بھی ہیں - تحمل الکل وتکسب المعدوم - آپ غریبوں کی دستگیری کرنیوالے تھے ماندوں کے آرام پہنچانیوالے ذریعے جو اخلاق معدوم ہو رہے تھے - ان کو از سر نو زندہ کرنیوالے - یہ ایک شہادت ہے - ان اخلاق کریمہ و صفات حمیدہ کا جو آپ میں پائی جاتی تھیں - اور جن کے سبب دوست تو کیا دشمن بھی مداح تھے - جبھی تو ایک عیسائی بادشاہ کے سامنے جب آپ کی نسبت آپ کے ایک اسوقت کے ایک مخالف سے دریافت کیا گیا کہ دعویٰ سے پہلے بھی کبھی اس کا کوئی جھوٹ دیکھا تھا تو اسے کہنا پڑا - کہ ہرگز نہیں - اور رسالت کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ آپ کی زوجہ محترمہ کی گواہی ہے کہ کان خلقہ القرآن - جو کچھ قرآن میں ہے آپکی زندگی اس کی تفسیر تھی - یہ اس عفیفہ کی شہادت ہے - جس سے اپنے کسی قسم کے جذبات و حالات بھی آپ چھپا نہ سکتے تھے - اب ہر ایک منصف مزاج غور کر سکتا ہے - کہ مخلوقات کے ساتھ جسکے ایسے تعلق ہوں اور جو ایسے اعلےٰ درجہ کے تقوےٰ پر قدم زن ہو کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ دانائے نہاں و آشکارا - خالق و پروردگار پر افترا کرے اور اعلان کرے کہ وہ مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے - حالانکہ فی الواقعہ ایسا نہ ہو -

یہ تو ذاتی کمالات کا ذکر ہوا - اب آپ دیکھئے کہ حضور انور کے فیض صحبت نے عرب کے لوگوں کو کیا سے کیا بنا دیا - مسدس حالی ہی پڑھ لیجئے - کہ زمانہ جاہلیت میں ان کی کیا حالت تھی - اور پھر وہ کیا سے کیا بن گئے - کیا یہ حقیقت نہیں کہ نہ صرف عرب کے بلکہ عجم کے بادشاہ ہو گئے - یہود و نصاریٰ اور مشرکین و آتش پرست دونوں مذاہب کے مرکز ان کے قبضہ میں آگئے - اور وہ حکومت کرنے لگے - قسم قسم کے عقائد فاسدہ اور اعمال کاسدہ میں مبتلا تھے - جاہل اعلان صالح الاعمال ہو گئے - وہی جو جاہل سمجھے جاتے تھے دنیا کے ایک بڑے حصے کو حکمت سکھانیوالے بن گئے کس کی طفیل - صاف ظاہر ہے - نبیوں کے سردار محمد رسول اللہ کی تعلیم سے - محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تریھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ -

پھر آپ کا یہ فیض آپ کی زندگی تک ہی محدود نہ رہا بلکہ اس تعلیم پر چلکر لوگ دنیا میں بادشاہ بنے - اور دین میں اولیاء و حقائق آگاہ - وہ خدا جو بنی اسرائیل کے نبیوں سے ہمکلام ہوا - اس نے آنحضرت کے امتیوں کو شرف مکالمہ و مخاطبہ بخشا - ان کے ہاتھوں سے عظیم الشان نشان ظاہر ہوئے - جو ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت کو ثابت کرنیوالے تھے اور کوئی زمانہ خالی نہ گیا -

یہ فیضان بتا رہا ہے کہ آپ کس کمال علم کے مالک تھے اور ہیں - اسی سلسلہ میں [illegible] کیا معاملہ ہے اس بحر ذخیر [illegible] حادثات [illegible] جوڑنے کا - ہر وقت الاولیٰ - تیرا [illegible] حال رہیگی - اور [illegible] کی زینت [illegible] ہے - بہتر ہوگی [illegible] ماحت [illegible] جیسا کہ ہم اپنی آنکھوں سے [illegible] دیکھ رہے ہیں نیا نیا علم نکلتا ہے - وہ قرآن [illegible] نہ کہ تکذیب - جو [illegible] ہوتا [illegible] کرتا ہے کہ اسی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ [illegible] محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر جو کچھ فرمایا تھا وہ حق و حکمت سے پُر تھا - موجودہ جنگ نے جو کچھ یورپ کو سکھایا اس کی تصدیق کی حاجت نہیں یہ سب باتیں بتاتی ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کے سردار ہیں اور دنیا کے تمام مذاہب والے اتحاد کے لئے اگر کسی کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو سکتے ہیں تو وہ آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا جھنڈا ہے

اور کوئی ایسی صداقت نہیں جو آپ کی تعلیم میں موجود نہ ہو۔ پس جو غیروں کے پاس متفرق طور پر ہے وہ جمع شدہ نامکمل طور پر اسلام میں ہے۔ فادخلوا فی السلم کافۃ ۔ (الحکم)

احادیث نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

(۱) پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھ کو خدا تعالیٰ نے باتوں کا حکم کیا ہے۔ اول پوشیدہ اور ظاہر خدا کا ڈر رکھنا ہے۔ سچ انصاف کی بات کہنا خواہ خفگی کی حالت ہو یا خوشی کی۔ تیسرے درمیانی چال چلنا تنگی کی حالت میں۔ چوتھے۔ جو کوئی میل ملاپ توڑے تو ملے رہنا۔ پانچویں جو کوئی محروم رکھے اسکو بھی تاہم اس کو محروم نہ رکھنا اور دینا جو کوئی ظلم کرے اس سے بدلا نہ لینا اور درگذر میں فکر نا۔ نا در غور و فکر مخلوقات الٰہی کا۔ نویں جب یاد الٰہی اور نصیحت اور نیکی کے ساتھ ہو۔ جہاں میں کیجاوے۔ تو عبرت

(۳) جو کوئی فتنہ و فساد نہ ہو ۔

(۴) اپنوں سے ملے رہنے نیک بخت ہے ایک تو بھائی بندوں سے محبت بڑھتی ہے۔ آپس کے جھگڑے نہ ہونے سے مال۔ دوسرے تیسرے بسبب نا حق ہونے رنج اور ... ہوتی ہے ۔

(۴) سوداگر سچا امانت دار کا حشر قیامت کے دن نبیوں صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہو گا۔

(۵) جب کوئی بیوپاری کسی جگہ غلہ اسباب بیچنے کی غرض سے لاوے اس سے آگے جاکر نہ لے کر خود سستا خرید کر ... جب وہ بازار میں آجاوے تب ... نہیں ۔

... خریدار نہ ہو تو ... کر کے خود نہ خرید کر

اور جو کوئی سگائی اپنی کرتا ہو۔ خود اپنی سگائی کر کے اسکی سگائی نہ توڑے۔

(۷) جو کوئی کسی سے قرض لیوے اس ارادے سے کہ ادا کر دوں گا۔ تو خدا اسے ادا کرنا آسان کر دیگا اور جو اس ارادہ سے لے کہ خرچ کر ڈالوں گا۔ اور ادا نہ کروں گا تو خدا اسے تنگی ڈالیگا اور وہ برباد ہو جائیگا۔

(۸) اون دو آنکھوں کو دوزخ کی گرمی نہ پہونچیگی جو ایک تو خدا کے ڈر سے رو پڑتی ہے۔ اور دوسری اس کے راستہ میں ... جاگے ۔

(۹) جو کوئی بڑے آدمی کی تعظیم و تکریم کرے تو جب وہ بڑھا ہو گا۔ اس کی بھی تعظیم و تکریم ہوگی ۔

(۱۰) دو آدمی کی خوراک تین شخصوں کے لئے کافی ہو اور تین کی چار کے لئے۔ اور چار کی آٹھ آدمیوں کے لیے

(۱۱) داڑھیوں کو خوبصورتی کے لیے روشن کرنا اور سونی سے بدن کو کھود کر نیل یا سرمہ بھرنا اور زینت کیلئے یا سفیدی دور کرنے کے لئے بال اوکھاڑنا۔ چاہیئے۔

(۱۲) کوئی کسی کے گھر میں اسکے بغیر اذن لے نہ جھانکو جو بلا اذن جس گھر کو جھانکیگا۔ وہ اس گھر کا چور ہے۔

(۱۳) بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ پیاسے کو پانی پلاؤ۔ نیک کام کے لئے کہو۔ برائی سے روکو۔ اگر یہ کام نہ کر سکو تو اپنی زبان کو ہی بُرا کہنے سے بند رکھو۔ اگر کچھ کہو بھی تو نیک بات کہو۔

(۱۴) جو کوئی علم طب کو نہ جانے اور کسی کا علاج کرے اور اسکے علاج سے کوئی مرجاوے تو اسپر دیت لازم آتی ہے۔ دیت اس مال کو کہتے ہیں کہ کسی نفس کے قتل کرنے کے بدلے میں دیا جاوے ۔

(۱۵) تین آدمی بہشتی نہیں ہیں۔ ایک نشہ باز۔ دوسرا ناتوں سے توڑنیوالا۔ تیسرا جادو کو سچ جاننے والا

(۱۶) تین آدمیوں پر جنت حرام ہے۔ ایک شرابی۔ دوسرا ماں باپ کا نافرمان۔ تیسرا دیوث جو اپنے گھر میں بدکاری کو روا رکھے ۔

(۱۷) جو کوئی رسی لے کر جنگل سے لکڑیوں کا بوجھا باندھ کر اپنی پشت پر اٹھا کر لادے۔ اور اپنی گذر اپنی آبرو رکھ کر کرے وہ اس بات سے بہتر ہے کہ لوگوں سے مانگتا پھرے لوگ اس مانگنے پر اسے دیویں یا نہ دیویں ۔

(۱۸) جو خدا کے واسطے پناہ چاہے اسے پناہ دو۔ جو خیرات مانگے اُسے خیرات دو۔ جو دعوت کرے اسے قبول کرو۔ جو کوئی تم پر احسان کرے۔ اس کا بدلا نیک دو اگر ایسا موقعہ نہ ملے۔ تو اس کے لیے خدا سے یہاں تک دعا کرو کہ تمہارا دل گواہی دے کہ ہم نے دعا میں اس کا بدلا ادا کر دیا ۔

(۱۹) تین شخص دعا کریں یا بد دعا کریں۔ ان کی دعا بے شک قبول ہوتی ہے۔ ایک تو باپ کی بیٹے کے حق میں دوسرے مسافر کی۔ تیسرے ستم رسیدہ کی ۔

(۲۰) سیدھے کام کرو۔ اور عمل میں میانہ روی اختیار کرو اول روز۔ آخر روز و آخر شب میں عبادت کرو اور درمیانی چال تم کو تمام کاموں میں چلنا چاہیئے تاکہ تم منزل مقصود پر پہونچو ۔

(۲۱) کثرت نیکیوں کی اور مبادرت بھلائیوں کی ہر ایک کو چاہیئے۔ مگر نیکی کے کام تسکین اور اطمینان سے عمدہ انجام پا سکتے ہیں۔ کاموں کو دوڑ دھوپ کے ساتھ جس سے مکروہات میں پھنسے۔ اور گھبراہٹ کے ساتھ جس سے ایذا میں مبتلا ہووے۔ کرنا نہیں چاہیئے ۔

(۲۲) جس شے کے کرنے سے خلجان یا خدشہ یا شبہ یا تردد تیرے دل میں گذرے اُسے چھوڑ دے اور نہ کر ۔

(۲۳) میت کے ساتھ تین چیزیں آہل اور مال اور عمل جاتے ہیں۔ اور ایک چیز اس کے ساتھ رہتی ہے۔ دو واپس لوٹ آتی ہیں۔ عزیز اقربا اور مال اولٹ آتے ہیں اور عمل اوسکے ساتھ رہتا ہے۔

(۲۴) مرنے کے وقت جب تجھ سے دنیا چھوٹے۔ اگر تجھ میں چار چیزیں ہوں تو کچھ ڈر نہیں۔ کسی کی امانت رکھی ہوئی چیز کی نگہبانی کرنا۔ اور سچ بات کہنا اور نیک عادت ہونا اور کھانے میں پرہیزگار رہنا ۔

(۲۵) جو کوئی دنیا میں بے رغبت کم سخن ہو اس سے ملنا چاہیئے۔ اسلئے کہ اس کو حکمت دی گئی ہے۔ جو بڑی نعمت ہے ۔

(کنز العمال)

معجزاتِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

(۱)

سنن ابو داؤد میں ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ قبل قیامت کے ترک مسلمانوں کے ایک شہر کو کہ مسلمانوں نے آباد کیا ہوگا۔ اور اسکے بیچ میں دجلہ ہوگا گھیر لینگے۔ اور مسلمان وہاں کے تین قسم کے ہو جائینگے۔ بعضے بادشاہ ترک کی پناہ میں آجائینگے وہ ہلاک ہونگے۔ اور بعضے اسا مال واسباب اور عیال و اطفال لیکے بھاگیں گے وہ بھی ہلاک ہونگے اور بعضے ہتھیار لینگے۔ اور لڑینگے وہ شہید ہونگے انتہی مطابق اسکے واقع ہوا کہ ترکان تتاری نے شہر بغداد کو کہ بیچ میں اسکے دجلہ ہے۔ عہد مستعصم باللہ خلیفہ عباسی میں آکے گھیرا۔ اور خلیفہ بغداد اور قاضی وغیرہ پناہ چاہ کے بادشاہ اتراک کے پاس حاضر ہوئے۔ اس ظالم نے جب بغداد سے کوچ کیا دوسری منزل میں ان سب کو قتل کیا۔ اور کچھ لوگ معہ اہل وعیال بھاگ گئے۔ وہ بھی مارے گئے اور تباہ ہوئے۔ اور ایک جماعت نے جہاد کیا۔ ان کا چہرہ گلگونہ شہادت سے رنگین ہوا ٭

(۲)

عمار بن یاسر کے لئے آپنے فرمایا کہ گروہ باغیوں کا انہیں قتل کریگا۔ مطابق اس کے واقع ہوا۔ کہ وہ حضرۃ علیؓ کے ساتھ تھے۔ اور لشکر معاویہ کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔

(۳)

آپنے خبر دی تھی کہ حضرت عثمان بلوے میں شہید ہونگے۔ مطابق اس کے واقع ہوا۔

(۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں آپنے شہادت کی خبر دی تھی کہ قاتل ان کا سر میں تلوار مارے گا۔ ڈاڑھی پر خون بہیگا۔ مطابق اسکے ہوا ٭

(۵)

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حق میں آپنے فرمایا تھا کہ ان کے سبب سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دیگا۔ مطابق اس کے ہوا کہ حضرت امام حسن نے حضرت معاویہ سے صلح کر لی ٭

(۶)

حضرت امام حسین کے لئے آپ نے خبر دی کہ کربلا میں شہید ہونگے۔ مطابق اسکے ہوا

(۷)

فتح بیت المقدس کی آپنے خبر دی تھی۔ سو حضرت عمرؓ کے وقت میں فتح ہوا۔

(۸)

آپنے خبر دی تھی کہ سفید محل کسریٰ میں جو خزانہ ہے مسلمانوں پر تقسیم ہوگا۔ مطابق اسکے عہد حضرت عمرؓ میں ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے شہر مدائن دارالسلطنت یزدجرد بادشاہ فارس کو فتح کیا۔ اور محل سفید کا خزانہ کہ اسی شہر میں تھا۔ مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

(۹)

خارجیوں کے ظہور اور ہونے ذوالثدیہ کی انہیں اور ان کے مقتول ہونے کی بدست اشخاص اہل حق آپنے خبر دی تھی۔ مطابق اسکے عہد حضرت علی میں واقع ہوا کہ خارجیوں نے جہاد کیا۔ عبداللہ بن وہب ان کا سردار تھا۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لشکر ان پر لیجا کے انہیں قتل کیا۔ حضرت ابو سعید خدری راوی اس حدیث کے حضرت علی کے ساتھ تھے۔ اور ذوالثدیہ کہ اس کا ایک ہاتھ مثل پستان عورت کے تھا جیسا کہ آپنے ارشاد کیا تھا۔ خارجیوں میں پایا گیا ٭

(۱۰)

رافضیوں کے پیدا ہونے کی خبر آپنے دی تھی۔ اور فرمایا کہ وہ لوگ سلف کو برا کہینگے۔ اور حضرات کو بہت برا بتائینگے۔ مطابق اسکے ہوا۔ کہ حضرت علی کے وقت میں باغوائے عبداللہ بن سبا فرقہ روافض پیدا ہوا

(۱۱)

حضرت عمر کی نسبت آپنے خبر دی تھی کہ فتنہ اور فساد کے سبب سے بند رہیگا یعنے دین اسلام کا انتظام ان کے عہد خلافت تک خوب رہیگا۔ مطابق اسکے ہوا ٭

(۱۲)

آپنے خبر دی تھی کہ کنگن بادشاہ فارس کے سراقہ بن مالک کے ہاتھوں میں پہنائے جاوینگے۔ مطابق اس کے حضرت عمرؓ کے عہد میں ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے غنائم فارس میں کنگن یزدجرد بادشاہ کے بھیجے تھے حضرت عمرؓ نے سراقہ کے ہاتھوں میں پہنائے اتنے بڑے تھے کہ سراقہ کے کندھوں تک پہونچے۔

بعضوں کو اس مقام میں یہ شبہ ہوتا ہے کہ کنگن سونے کے تھے۔ اور زیور پہننا مردوں کو مطلقاً حرام ہے بالخصوص سونے کا۔ پھر حضرت سراقہ نے وہ کنگن کیسے پہنے۔ اور حضرت عمرؓ نے کیسے پہنائے سو جواب یہ ہے کہ سراقہ ان کنگنوں کو پہنے نہیں رہے۔ بلکہ حضرت عمرؓ نے واسطے تصدیق خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سراقہ کے ہاتھوں میں ڈال دیئے تھے۔ پھر سراقہ نے اتار ڈالے ٭

(۱۳)

آپنے خبر دی تھی کہ مصر فتح ہوگا۔ اور ابوذر سے کہا تھا کہ مصر میں تم دو آدمیوں کو ایک اینٹ کی جگہ پر جھگڑا دیکھوگے۔ تب وہاں سے چلے آئیو۔ مطابق اسکے واقع ہوا۔ کہ حضرت عمرؓ کے وقت میں مصر مفتوح ہوا۔ اور حضرت ابوذر نے ایک دن عبدالرحمن بن شرحبیل بن حسنہ اور ربیعہ کے بھائی کو ایک اینٹ کی جگہ جھگڑتا دیکھا۔ اور وہاں سے چلے آئے۔

(۱۴)

حضرت عمر کے لئے آپنے فرمایا تھا کہ شہید ہونگے سو اس کے ہوا۔ ابو لؤلؤ مجوسی کے ہاتھ سے کہ نماز پڑھتے صبح کے وقت اس نے زخمی کیا۔ شہید ہوئے۔

(۱۵)

عدی بن حاتم سے آپنے فرمایا تھا کہ [illegible]

[illegible] اسلام کے لئے امن قائم ہو جائیگا کہ تم
[illegible] ایک عورت تنہا کجاوہ شتر پر سوار ہو کے
[illegible] کے لئے آویگی - اور کچھ خوف اس کو سوائے
[illegible] کسی کا نہ ہوگا ۔ مطابق اسکے ہوا - اور عدی بن حاتم
[illegible] شتر سوار ہوکر تنہا حیرہ سے حج کے لئے آتی تھی
[illegible] ۔

(۱۶)

[illegible] نے خبر دی تھی کہ احجار الزیت پر کہ پتھر ہیں ایک
[illegible] مدینے کے پچھے - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انہیں
[illegible] چڑھا ہے - خون بہیگا - مطابق اس کے عہد یزید پلید
[illegible] واقعہ حرہ وہیں واقع ہوا - مدینے کے لوگ یزید سے
[illegible] ہو گئے - اور اس کے حاکم اور سب بنی اُمیہ کو
[illegible] سے نکال دیا - تب یزید نے مسرف بن عقبہ کو
[illegible] بڑا لشکر خونخوار سے کر مدینے پر بھیجا - اور اس نے
[illegible] بڑی خونریزی کی اور نہایت ظلم کیا - خون احجار الزیت
[illegible] پہنچا - حرہ کہتے ہیں - پتھریلی زمین جلی ہوئی کو ایسی ہی
[illegible] پر واقع ہوئی تھی - لہذا واقعہ حرہ اس کا نام ہوا -

(۱۷)

[illegible] نے خبر دی تھی کہ میری اُمت کے لوگ دریائے شور
[illegible] جہاز پر سوار ہوکر جہاد کرینگے - اور ام حرام بنت ملحان
[illegible] ہونگی - مطابق اس کے عہد حضرت عثمان رضی اللہ
[illegible] میں ہوا کہ بامارت حضرت معاویہ دریا میں جہاد ہوا -
[illegible] ام حرام بھی وہاں تھیں - بلکہ سواری کے اوپر سے
[illegible] پھر کے وقت مر گئیں ۔

(۱۸)

[illegible] نے خبر دی تھی کہ ازواج مطہرات میں سب سے پہلے
[illegible] آپ سے ملحق ہو گی - جنکے ہاتھ لمبے ہونگے - یعنی بعد
[illegible] کے ازواج مطہرات میں سب سے پہلے وفات اُن
[illegible] کی ہوگی جو بخشش کرنے والی ہیں - حدیثیں زیادہ مطبوعہ
[illegible] ہے زیادہ کی سے - پہلے ازواج مطہرات
[illegible] سمجھی تھیں - لیکن کوئی سے ایسی ہاتھ نانپو
[illegible] حضرت زینب کا سب سے پہلے انتقال ہوا - پھر
[illegible] سے سخاوت تھی - اس لئے کہ

سب بیبیوں میں زیادہ وہی سخی تھیں ۔ (مسلم)

عربستان کی تقسیم آٹھ صوبوں میں

اوّل حجاز - جو جزیرہ نمائے سینا کے جنوب اور بحر احمر کے کنارے کنارے واقع ہوا ہے ۔

دوم - یمن حجاز کے جنوب میں ۔

سوم - حضرموت بحر ہند اور یمن کے مشرق میں

چہارم - المہرہ حضرموت کے مشرق میں ۔

پنجم - عمان اس صوبہ کے شمال میں خلیج فارس ہے اور اس کے جنوب و مشرق میں بحر ہند اور اس کے جنوب و مغرب کی طرف المہرہ کا صوبہ واقع ہوا ہے ۔

ششم - الحسا جسے بحرین بھی کہتے ہیں - کیونکہ اس کے قریب اس نام کے مشہور جزیرے واقع ہیں - یہ صوبہ خلیج فارس کے کنارے کنارے حدود عمان سے لیکر دریائے فرات تک واقع ہے ۔

ہفتم - نجد جو شام کے ریگستانوں کے جنوب میں واقع اور کل وسط عربستان پر مشتمل ہے - حجاز اور الحسا کے بیچ میں یمامہ یا العروض ہے - جہاں الہجرہ پرانا شہر تھا - اس قسمت میں اکثر پہاڑ اور ریگستان واقع ہوئے ہیں ۔

ہشتم - الاحقاف - جو عمان الحسا - نجد - حضرموت اور المہرہ کے بیچ میں ہے - ان مختلف صوبجات کی بابت ہمارا علم تحقیقی نہیں ہے - بعض کے متعلق سیاحوں نے کم و بیش تشریح کی ہے - لیکن بعض ایسے ہیں - جہاں تک کوئی سیاح نہیں پہنچا ہے ۔

افغانستان میں چند اہم گرفتاریاں

بمبئی کے مشہور اخبار ٹائمز آف انڈیا مطبوعہ ۲۲ مارچ کے کالموں میں اسکے ایک پشاوری نامہ نگار کی چٹھی محررہ ۵ مارچ ۱۹۱۹ء شائع ہوئی ہے - جو امیر کابل کی ہلاکت پر دلچسپ روشنی ڈالتی ہے - یہ نامہ نگار لکھتا ہے کہ ماہ فروری گذشتہ میں ہز مجسٹی امیر کابل جلال آباد کے قریب سیر و شکار میں مصروف تھے - اور ان کے ساتھ بہت سے دیگر سرداروں اور امرا کے علاوہ ان کا چھوٹا بھائی سردار نصر اللہ خان اور کمانڈر انچیف افواج افغانستان سردار نادر شاہ بھی تھے ۔

یہ پارٹی امیر متوفی کے ایک باغ میں مقیم تھی - اور اگرچہ اسجگہ کوئی خاص خطرہ نہیں تھا - مگر تاہم ہز مجسٹی کی جان کی حفاظت کے لئے ضروری انتظام کر دیا گیا تھا - اور بہت سے سنتریوں کا پہرہ لگا دیا گیا تھا مگر باوجود ان پہرہ اور حفاظتوں کے قاتل رات کے وقت خیمہ میں گھس گیا اور اس نے ایک ریوالور سے متوفی امیر کابل کا دماغ چور چور کر دیا ۔

اس واقعہ کے متعلق جو چٹھی سردار نصر اللہ خان نے وائسرائے ہند کو تحریر کی تھی - اس میں تحریر تھا کہ یہ قتل کسی نامعلوم قاتل نے کیا تھا - لیکن یہ بیان شبہ سے خالی نہیں کہا جا سکتا - کیونکہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے - سردار نصر اللہ خان قاتل کے امیر کے خیمہ میں جانے سے تھوڑی دیر بعد وہاں جا پہنچا تھا - ممکن ہے کہ سردار نصر اللہ خان کو یہ کہا گیا ہو کہ قاتل بھاگ گیا ہے - اور یہ بھی اس سے کہا گیا ہو کہ قاتل کا تعاقب کیا جا رہا ہے - کچھ بھی ہو اس کے بعد سردار نصر اللہ خان نے حکم دیا کہ سابق امیر کابل کی لاش کو دفن کرنے کے لئے جلال آباد پہونچایا جائے - جب امیر کی لاش جلال آباد میں پہونچائی گئی - اور سردار نصر اللہ خان نے اسکے دفن کرنے کا حکم دیا - تو مولویوں نے اُسے دفن کرنے سے اسوقت تک انکار کر دیا - جب تک کہ اس کا جانشین مقرر نہ ہو جائے - اسپر سردار نصر اللہ خان نے سردار نادر شاہ کمانڈر انچیف کی مدد سے ولیعہد افغانستان سردار عنایت اللہ کو ذرا کر اس امر پر آمادہ کیا کہ وہ نصر اللہ کو امیر کابل ہونے دے - چنانچہ عنایت اللہ خان کے اپنے حق میں کرنے کے بعد نصر اللہ خان نے اپنے امیر افغانستان ہونے کا اعلان کر دیا - اور اپنی تخت نشینی کے ساتھ ہی

نے یہ بھی اعلان کیا کہ آئندہ سپاہیوں کو بارہ روپیہ ہوا ہونے سولہ روپیہ ماہوار تنخواہ دیا کریگی۔ اس طرح اپنی حکومت کو پختہ کر کے سردار نصر اللہ نے غالباً یہ خیال کیا ہوگا۔ کہ اب اُسے سہل بیٹھ جانا چاہئے۔ سردار نصر اللہ خوب جانتا تھا کہ کابل میں امیر کی مخالفت کی جائیگی۔ اور اس کو یہ بھی خیال تھا کہ اگر اس مخالفت کو شروع میں ہی دبا لیا نہ گیا تو اسے تخت سے علیحدہ کرنے کا باعث ہوگی سردار نصر اللہ خان نے جلال آباد کو تو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ مگر وہ اتنا ہوشیار نہ تھا کہ اپنے برخلاف کوئی سازش نہ ہونے دیتا۔ اس کی حرکات نے مرحوم امیر کے بہت سے دلی دوستوں کو اس کا سخت مخالف کر دیا تھا۔ اور انہوں نے جلال آباد میں مرحوم امیر کے تیسرے بیٹے سردار امان اللہ کو اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ اپنے امیر ہونے کا کابل میں اعلان کر دے۔ اور سردار نصر اللہ خان اور سردار نادر شاہ کی مخالفت شروع کر دے چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور اپنے دوستوں اور مددگاروں کی مدد سے نہ صرف اس نے اپنے آپ کو امیر کابل ہی مشتہر کر دیا بلکہ اس نے اپنے مرحوم باپ کے برخلاف سازش کرنے والوں کو بھی جلال آباد میں گرفتار کر لیا۔ اور ان گرفتار شدگان میں اس کا چچا سردار نصر اللہ خان اور سردار نادر شاہ بھی شامل ہیں۔ سازش کا قصہ ابھی تک پردۂ راز میں ہے۔

تیسری کوشش

بمبئی ۲۳ مارچ۔ اخبار ٹائمز آف انڈیا افغانستان کے موجودہ واقعات پر اپنے نامہ نگار کا بیان ختم کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ سردار عنایت اللہ خان، امیر مرحوم کے بڑے لڑکے کے اکثر دوست بھی تھے۔ جو یہ چاہتے تھے کہ عنایت اللہ ہی تخت نشین ہو۔ اگرچہ وہ خود نصر اللہ خان کے حق میں تخت سے دستبردار ہو گیا تھا ان میں سب سے زیادہ ذی اثر سردار حسین وزیر مال تھے۔ جنہوں نے عنایت خان کی حمایت میں بغاوت کی۔ اگرچہ اس چالاک وزیر نے افواج کی خدمات کے لئے اپیل کی۔ اور ابتدا ہی میں دگنی تنخواہ کے دینے کا وعدہ کیا مگر انقلاب کی تیسری کوشش بعد از وقت تھی۔ سردار حسین فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اس کی جائداد ضبط ہو گئی اسے زدوکوب کیا گیا۔ اور اس کی ذلت کی تکمیل اس طرح کی گئی کہ اُسے گدھے پر سوار کر کے کابل کے بازاروں میں گشت کرایا گیا۔ ان ازمنہ متوسط کے بیان پر ہمارے نامہ نگار کا بیان ختم ہوتا ہے۔ اور اب مستند ذرائع سے کوئی ایسی اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ جس سے ظاہر ہو کہ نئے امیر کی کیسی گذر رہی ہے۔ جو ان عجیب و غریب سلسلہ واقعات سے تخت پر بیٹھے ہیں۔ (اتحاد)

وائے برحال مسلمانان

اخبار پرکاش میں یہ خبر پڑھ کر افسوس ہوا۔

ملک گجرات میں قصبہ بورسد کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز کے لئے مسلمان جمع ہوئے۔ دو پیش امام دو فریق کی جانب سے موجود تھے۔ عین خطبہ کے وقت خطبہ پڑھنے کے لئے جانبین میں حجت اور تکرار شروع ہو گئی ایک فریق کہتا تھا کہ ہمارا خطیب خطبہ پڑھے گا۔ دوسرا فریق کہتا تھا کہ ہمارا خطیب خطبہ پڑھے گا۔ غرضیکہ باہم تکرار ہوئی۔ اور تلوار چل گئی۔ بیسیوں آدمی زخمی ہوئے۔ اور مسجد میں بجائے نماز پڑھنے کے آدمیوں کا خون بہنے لگا نہ تو کسی نے نماز پڑھی نہ کسی نے خطبہ سنا۔ اسی اثنا میں صاحب مجسٹریٹ مع پولیس کے آن پہنچے اور فیر کا حکم دیا۔ مسلمان یہ دیکھ کر مسجد کے چاروں دروازوں سے بھاگ نکلے۔ اور مسجد میں مجروح مسلمان تڑپ رہے تھے۔ وہ پڑے رہے۔ صاحب مجسٹریٹ نے زخمیوں کو ہسپتال پہنچایا۔ اور مسجد کو مقفل کر دیا۔ اب ایک مہینے سے مقفل ہے۔ اور نماز بھی بند ہے۔ مسلمان کنجی لینے کچہری گئے تھے۔ صاحب مجسٹریٹ نے ایک سال کے لئے ضمانت طلب کی نہ کوئی ضمانت دیتا ہے۔ نہ مسجد کھلتی ہے۔ مقدمہ شروع ہو گیا ہے۔ (اخوت ملخص)

گئو ماتا | اس عنوان سے بھارت متر کلکتہ لکھتا ہے کہ گذشتہ ستمبر کو فورٹ ولیم کے نزدیک نتھو گلی بازار کے قصائی خانے کے سامنے ایک عجیب بات کرنی دیکھنے کے لئے بھیڑ جمع تھی۔ ایک پرانا قصائی چار گئوؤں کو قصائی خانہ لایا تھا۔ ایک گئو سامنے لائی گئی۔ قصائی نے اس کی گردن پر چھرا اٹھایا۔ اتنے میں کہتے ہیں کہ گئو بول اُٹھی۔ اور اس نے صاف الفاظ میں کہا کہ "مجھے مت مارو" قصائی اور اس کے ساتھی ایک دم پیچھے ہٹ گئے۔ مارنے والے کے ہاتھ سے چھری گر پڑی۔ قصائیوں نے کہا کہ ہم لوگ اس پر چھرا نہ چلائینگے۔ بڑا غل مچا جسے سنکر ایک فوجی سارجنٹ آ پہنچا۔ اسے یقین نہ ہوا۔ اور اس نے کہا یہ سب کچھ نہیں چلاؤ ہاتھ۔ دیکھیں کیسے بولتی ہے جونہی قصائی نے پھر ہاتھ اٹھایا۔ گئو پھر بول اُٹھی۔ "خدا کی قسم مجھے نہ مارو" دیکھنے والوں کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ وہ گئو نہ ماری گئی۔ اور فورٹ ولیم میں لا کر رکھی گئی ہے۔ وہ وہاں ہے۔ اور ابھی تک زندہ ہے؟!

فاروق۔ کیا ہمارے دوستوں کے پاس عقلی دلائل کوئی نہیں ہیں؟ جو وہ اس قسم کے فسانے اس علم و روشنی کے زمانہ میں تراش تراش کر اپنے پر ہنسی کا موقعہ دیتے ہیں۔ آریہ دوستو! یہ عمدہ دلیل سائنس کی ہے ایسے بھونا نہیں۔

قادیان کے احمدیوں کا جلسہ

قادیان کی احمدی جماعت کا سالانہ جلسہ عام طور پر کرسمس میں ہوا کرتا تھا۔ لیکن پچھلے سال چند وجوہ سے نہ ہو سکا۔ اسلئے ہولی کے دنوں میں منایا گیا۔ قادیان کے اخبارات میں اس جلسہ کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ ہزار احمدی باہر سے آئے۔ یہ تعداد ایسی ہے۔ جو احمدیوں کے مذہبی جوش کو دکھلانے کے لئے کافی ہے۔ پندرہ ہزار روپیہ چندہ ہوا۔ جو پچھلے سال کی نسبت زیادہ ہے۔ کئی لکچر ہوئے جو زیادہ تر اندرونی اختلافات پر تھے۔ لاہور کے احمدیوں پر سخت نکتہ چینی ہوئی

لہ سب سے زیادہ وقت عرفان الٰہی اور مسئلہ نبوت مسیح کی تردید میں خرچ ہوا۔ (فاروق)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۹

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ابو القاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۷ اپریل سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۳-۱۴

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ آپ سوموار ... کو مردوں میں اور ہفتہ کے روز خواتین میں درس ... مجید دیتے ہیں۔

... درس ظہر کے وقت درس فرماتے تھے۔ مگر اب ... والوں کی درخواست کے مطابق صبح کے وقت دیا ...

۱۷ اپریل کو مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل ... لڑکی عطا فرمائی ہے۔ اس سے سوا ... دوسری بیوی سے ایک لڑکی پیدا ہو چکی ہے ... مبارک کرے

... اپریل بیساکھی کے روز ارد گرد کے دیہات کے ... عمائد جمع کئے گئے۔ ... کے جناب سردار کشن سنگھ صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ ایک معاہدہ تحریری ہوا جس میں گورنمنٹ برطانیہ کے بدستور سابق وفادار اطاعت شعار اور ہر قسم کے فسادوں سے الگ رہنے اور جھوٹی افواہوں کی تردید اور ان کو پھیلنے نہ دینے کا حلف تھا۔ یہ ایک نہایت مبارک تجویز ہے۔ جو اس موقعہ پر سلسلہ عالیہ کے امام ہمام کی مساعی جمیلہ سے بروئے کار آکر موجب برکات ہوگی۔

۴ - مدرسہ احمدیہ کے طلباء کا سالانہ امتحان ہو رہا ہے۔

۵ - جو طلباء انٹرنس کا اور مولوی فاضل کا امتحان دے آئے ہیں۔ ان کی کامیابی کے لئے دعا کی جائے۔

۶ - عزیزم مشتاق احمد سلمہ اللہ کئی دن سے بیمار ہے۔ احباب سے بالالتزام درخواست ہے کہ اس پیارے بچے کی صحت کے لئے درد دل سے دعا کریں۔

امرتسری مکذب بریلی میں

(از محمد حبیب صاحب بریلوی)

عدو پہ کیسا یہ قہر آیا | مقابلہ کو قدم بڑھایا
گرا دیا خالق البرایا | ابھی سے ... ستایا
عدو اسیر کمند ہو گئے
کہو کہ سب دیوبند ہو گئے

دیوبندی مدرسہ کی شاخ ۔ اشاعت العلوم کے نام سے بریلی سرائے خام میں ہے۔ انکے عقائد بھی دیوبندی عقائد ہیں۔ معلوم ہوا ہے۔ ۹ تا ۱۲ اپریل ماہ حال مدرسہ اشاعت العلوم کے سالانہ جلسہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مکذب اکبر بریلی اس سلئے بلایا گیا ہے

باسمہ سبحانہ

حضرت خلیفۃ المسیح کے درس قرآن مجید سے مختصر نوٹ

پارہ ۱۳ سورۃ الرعد رکوع ۱۰

صداقت کے منکروں کا یہ بھی ایک طریق ہے کہ وہ اپنی منصف مزاجی جتلانے کے لئے یہ کہا کرتے ہیں۔ کہ معجزہ دکھایا جائے۔ تو ہم مان لیں۔ حالانکہ نشان ان کو دکھایا جایا کرتے ہیں۔ مگر وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ایسا کہنے سے ان کا یہ بھی مقصد ہوتا ہے کہ سادہ مزاج مومنین اشتباہ میں پڑ جائیں۔ چنانچہ بعض سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ فی الحقیقت کوئی زبردست نشان نہیں دکھلایا گیا۔ ورنہ یہ منکرین مان جاتے۔

حضرت مسیح موعود کے عہد میں بھی بعض سادہ مزاج مومنین یہ درخواست لے کر آئے کہ فلاں منکر حق کہتا ہے کہ اگر مجھے کوئی نشان دکھایا جائے۔ تو میں ضرور مان لوں۔ حالانکہ ہزاروں نشان اس سے پہلے دکھائے جا چکے تھے۔ کیا وہ کافی نہ تھے۔ غرض منکرین صداقت کا یہ ایک طریق ہے۔ جس سے وہ لوگوں کو گمراہ کرتے یا کم از کم اپنی برأت ان پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ آریوں اور پادریوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ بار بار وہی اعتراضات دہراتے ہیں جن کے جواب ان کو بار ہا دیئے جا چکے ہیں۔ ایسا کرنے میں بھی ان کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ کم از کم دلوں میں شبہ تو پڑ جائے۔ اور بار بار دہرانے سے یہ سمجھا جائے کہ درحقیقت کافی جواب نہیں دیا گیا ورنہ اعتراضات کیوں دہرائے جائیں۔

لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ آیت کا لفظ جب کفار کی طرف سے پیش کیا جائے۔ تو میری تحقیق یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس سے مراد عذاب ہوتا ہے۔

قل ان اللہ یضل من یشاء اس آیت کے متعلق بہت بحث کی جاتی ہے۔ اس لئے کہ اس میں اضلال کا سبب اللہ کی طرف ہے۔ حالانکہ اس میں کوئی ایسی بڑی مشکل بات نہیں۔ یھدی الیہ من اناب [illegible] رہتا ہے اسی طرف اسے جو اس طرف جھکتا ہے بتا دیا ہے کہ گمراہ ہونے کے لئے کون لوگ ہیں وہی جو خدا کی طرف جھکتے نہیں ہیں حق سے روگردانی اختیار کرتے ہیں ان پر گمراہی کا فرد جرم لگتا ہے۔

مشیت دو طرح پر ہوتی ہے ایک [illegible] مشیت ہوتی ہے میلان بھی ہوتا ہے [illegible] ارادہ کر کے کام کیا جاتا ہے۔ اور ایک میلان و ارادہ متحد ہو کر کام کرتے ہیں۔ یہ دونوں چیزیں کبھی نیکی کے لئے جمع ہوتی ہیں۔ کبھی بدی کے لئے اب خدا کی طرف کوئی ایسی بات منسوب نہیں ہو سکتی۔ جس کا ارادہ اور مشیت آپس میں متخالف ہوں۔ بے عیب کی طرف تو بے عیب باتیں ہی منسوب ہو سکتی ہیں۔ پس وہ گمراہ مقرر کرے گا۔ تو اسی کو جو گمراہ کہلانے کا اپنے ہی فعلوں سے مستحق ہو چکا ہے۔

الذین امنوا وتطمئن قلوبھم بذکر اللہ ذکر اللہ کے معنے کئے گئے ہیں قرآن کریم۔ اللہ تعالیٰ کا انعام۔ اللہ کے فضلوں کے وعدے یاد دلانا۔ یہ لفظ عام ہے تو اسے کسی خاص معنی میں محدود نہیں کرنا چاہیئے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب اطمینان کہتے ہیں سکون کو۔ مگر اس کا یہ مطلب حرکت کا نہ رہنا یا بند ہونا نہیں۔ کیونکہ حرکت کا عدم کوشش نہ کرنے کے مترادف ہے اور حرکت میں برکت مشہور جملہ ہے۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ جب اپنے محبوب کا پتہ لگنے تو دل کی حرکت میں اور بھی تیزی پیدا ہوتی ہے۔ حرکت دو قسم ہے۔ ایک حرکت فصل دوم حرکت اضطراب۔ اطمینان میں حرکت [illegible] دیا جو اضطرابی حرکت ہوتی ہے۔ [illegible] مل جانے پر اضطرابی حرکت جاتی رہی ہے [illegible] باقی رہ جاتی ہے۔ مطلب یہ کہ [illegible] کا حقیقی پتہ مل جاتا ہے۔ اور پھر دل میں اضطراب نہیں رہتا۔ بلکہ اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

الذین امنوا وعملوا الصلحت طوبیٰ لھم وحسن مآب [illegible]

طوبیٰ کے معنے سعادت نیکی اور [illegible]

(۲) [illegible] سے بہتر چیزیں [illegible]

کذلک ارسلنک فی امۃ قد خلت من قبلھا امم [illegible] جاتی ہے [illegible]

جب اگلی امتوں میں [illegible] آئے اور ایک [illegible] دیکھ لیا کہ انبیا کی مخالفت کرنے والے ہمیشہ ناکام رہتے ہیں۔ اور وہ ضرور کامیاب ہوتے رہے ہیں تو پھر مخالف کیوں مخالفت سے باز نہیں آتے [illegible] ہو دانشمند انسان ہے ان کو اختیار نہیں کرتا

وھم یکفرون بالرحمٰن اس سے یہ مراد نہیں کہ وہ خدا کے منکر ہیں یا اس کا نام رحمٰن نہیں لیتے۔ بلکہ ان وسیع معنوں کا انکار مراد ہے جو قرآن مجید بتاتا ہے۔ اور اس صفت کا انکار جس کی ماتحت نبیوں کی بعثت اور شرعی وحی ہوا اس میں ان کو بتایا کہ رحمانیت چاہتی ہے روحانی اصلاح کا انتظام۔ قرآن مجید بھیجنا۔

(ب) کفار ضد سے ہی بعض مسلمہ صداقتوں کا انکار کر دیتے تھے۔ مثلاً اب بھی بعض ایسے آدمی دیکھے گئے جو مسلمان کہلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر خدا بھی آکر کہدے تو ہم مرزا صاحب کو مسیح موعود نہ مانیں۔ صلح حدیبیہ میں جب صلح نامہ پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا

(۱۰) جو کوئی اس خیال سے علم پڑھے کہ عالموں کی برابر ہو جاؤں گا یا جاہلوں میں فساد ڈالوں گا یا لوگوں کو اپنی طرف پھیروں گا۔ اس کو خدا جہنم میں داخل کریگا۔

(۱۱) جو دھوکے سے صلح کے برخلاف فساد کا راستہ بتاوے۔ وہ چور ہے۔

(۱۲) دو آدمی کا پیٹ نہیں بھرتا۔ ایک تو علم کے طالب کا تحصیل علم سے۔ دوسرا دنیا کے حریص کا۔ دنیا کمانے اور جمع کرنے سے۔

(۱۳) ناپاک حالت میں (نماز) قبول نہیں ہوتی اور حرام مال سے صدقہ قبول نہیں ہوتا۔

(۱۴) جب نیند سے جاگو۔ اپنا ہاتھ پانی کے برتن میں نہ ڈوباؤ۔ جب تک تین دفعہ نہ دھولو۔

(۱۵) تین باتیں جو قابل لعنت کے ہیں۔ ان سے بچو رفع حاجت کرنا اس جگہ جہاں آدمی پانی دیکھ کر ٹھہرتے ہوں۔ اور راستہ میں اور سایہ کی جگہ میں۔

(۱۶) اپنی اولاد کو سات برس کی عمر میں عبادت (نماز) کے لئے کہو۔ اور دس برس کی عمر میں اسپر عمل نہ کرنے سے سزا دو۔ اور خوابگاہوں میں بلکہ نہ سونے دو۔ الگ الگ سلاؤ۔

(۱۷) جس دن کسی کو سایہ نہ ملنے سے سخت تکلیف ہوگی۔ اسدن خدا تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنی رحمت کے سایہ میں آرام دیگا۔ وہ یہ ہیں۔ ۱ حاکم انصاف کرنیوالا۔ اور ۲ جوانی میں خدا کی عبادت کرنیوالا۔ اور ۳ جس کا عبادت سے ایسا لگاؤ کہ مسجد سے نکلنے کے بعد لوٹ کر (یہیں جا) چلے۔ اور ۴ جو دو آدمی خدا کے واسطے ملیں اور جدا ہوں۔ اور ۵ وہ شخص جو یاد خدا سے چشم گریاں رہے۔ اور ۶ جو خوبصورت اعلیٰ مرتبہ والی عورت اس سے زنا کی خواہش کرے۔ تو خدا کے خوف کے باعث باز رہے۔ اور ۷ جو اس طرح چھپا کر خیرات دے کہ دہنے ہاتھ کی خبر بائیں ہاتھ کو نہ ہو۔

(۱۸) عبادت (نماز) میں بھی سانپ اور بچھو کو مار ڈالو۔ چنانچہ حرم میں بھی انکے مارنے کی رخصت ہے۔

(۱۹) بدنظری بدکاری ہے۔ جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں میں پھرے وہ حرام کار ہے۔

(۲۰) خدا تعالےٰ کو وہ نیک کام بہت ہی پسند ہیں۔ جو ہمیشہ کئے جاویں۔ اگرچہ تھوڑے ہی ہوں

(۲۱) بھوکے کو کھلاؤ۔ اور بیمار کی غمخواری اور خدمت کرو۔ اور قیدی کو چھوڑاؤ۔ جبکہ بے قصور پھنس گیا ہو۔

(۲۲) بیمار کی غمخواری اور جنازہ کی ہمراہی اور چھینکنے کا جواب اور سلام کا بدلہ اور منظور کرنا دعوت کا اور سوگند کھانیوالے کی سوگند کو سچا کرنا اور مصیبت والے کی مدد کرنا چاہیئے۔

(۲۳) کوئی مرنے کی آرزو نہ کرے۔ اس لئے کہ جو وہ نیک ہے۔ تو شاید نیکی زیادہ کرے۔ اور جو بد ہے۔ شاید توبہ کرے یا خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے سبب برائی سے رکے۔

(کنز العمال)

معجزاتِ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم

(۱)

حضرت ابوہریرہ کی ماں ان کے پاس مدینے میں آئی انہوں نے اس سے اسلام لانے کو کہا۔ اس نے انکار کیا اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو برا کہا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بڑا رنج ہوا۔ اور روتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں آئے۔ اور عرض کیا۔ اور آپ سے دعا اپنی ماں کی ہدایت کی چاہی سو آپ نے فرمایا۔ اللھم اھد ام ابی ھریرۃ۔ یا اللہ ہدایت کر ابی ہریرہ کی ماں کو۔ بعد اسکے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے گھر کو گئے۔ دیکھا کہ کواڑ بند تھے۔ اور پانی گرنے کی آواز جیسے کوئی نہاتا ہو آتی تھی۔ ابوہریرہ نے کواڑ کھلوائے۔ ان کی ماں نے کہا کہ ٹھہرو جب نہا چکیں۔ حضرت ابوہریرہ کو بلایا اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ۔ ابوہریرہ نہایت خوش ہوئے یہاں تک کہ بسبب خوشی کے انھیں رونا آیا۔ اکثر شدت خوشی میں بھی رونا آجاتا ہے۔ سو روتے ہوئے حضور اقدس میں حاضر ہوئے۔ اور اپنی ماں کے اسلام کا حال عرض کیا۔ سبحان اللہ! کیا تصرف ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ یا ماں ابوہریرہ کی ایسی کافر مشرک منکر تھی یا آپ کے دعا مانگتے ہی جھٹ پٹ مسلمان ہوگئیں۔ اللھم صل علے اشرف المرسلین حبیبک وصفیک وآلہ اجمعین

(۲)

جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے لئے تھوڑے چھواروں میں دعائے برکت کی اور فرمایا کہ اپنے توشہ دان میں ڈال رکھ۔ ان چھواروں میں ایسی برکت ہوئی کہ حضرت ابوہریرہ قریب تیس برس کے ہمیشہ اس میں سے خرچ کرتے رہے۔ اور منوں چھوہارے اسکی راہ میں دئے اور وہ کم نہ ہوئے۔ بروز شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے وہ توشہ دان کھو گیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو بڑا رنج ہوا۔ شعر ان کا اس باب میں مشہور ہے۔

للناس ھم ولی فی الیوم ھمان
فقد الجراب وقتل الشیخ عثمان

یعنے لوگوں کو ایک غم ہے۔ اور مجھے آج دو غم ہیں ایک (تو) [illegible] دان کا دوسرا مقتول ہونا حضرت عثمان کا

(۳)

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی جنگ خیبر میں پنڈلی میں زخم آیا تھا کہ لوگ کہتے تھے کہ سلمہ نہ بچینگے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست مبارک پھیرا فوراً زخم ایسا اچھا ہوگیا کہ گویا لگا ہی نہ تھا۔

(۴)

قتادہ بن النعمان رضی اللہ عنہ کی ایک غزوہ میں بسبب زخم کے آنکھ نکل کر رخسارے پر آ پڑی۔ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست مبارک سے آنکھ کو اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ فوراً اچھی ہوگئی اور دوسری

...تھا ... زیادہ روشنی تھی۔ ف۔ یہ معجزہ مشہو
... اس کا تفاخر تھا
... العزیز ... رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کو قتادہ
... بیٹھ گئے۔ اور انہوں نے یہ اشعار پڑھے

...ن الذی سالت علی الخد عینہ
...ت بکف المصطفیٰ ایما رد
...ت کما کانت باحسن وجہہا
...من یما عین دیا حسن ما خد

اس شخص کا ہوں کہ بہہ آئی رخسارے پر آنکھ
۔ پھر پھیر رکھی گئی کف مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
اچھا پھیر رکھنا۔ سو ہو گئی جیسی تھی خوب اچھی
...کیا اچھی آنکھ تھی اور کیا اچھا رخسارہ ٭

(۵)

...صحابی کے ہاتھ میں غدود تھا ایسا سخت کہ بسبب
...ار نہیں پکڑ سکتے تھے۔ آپ نے کف مبارک اپر
...سے دبا کے ہاتھ کو جکڑ دیا۔ فوراً اچھا ہو گیا۔

(۶)

...علی رضی اللہ عنہ کے لئے آپ نے دعا فرمائی تھی کہ
...می کی تکلیف انہیں کبھی نہ پہونچے۔ ایسا حال
...گیا کہ گرمیوں میں جاڑوں کے کپڑے اور
...یں گرمیوں کے پہنتے تھے۔ اور کچھ تکلیف گرمی
...نہیں معلوم ہوتی تھی۔

(۷)

سعد بن ابی وقاص کے لئے آپ نے دعا کی کہ خدا تعالیٰ
...ا قبول کرے۔ پھر جو دعا حضرت سعد کیا کرتے
...بول ہوتی تھی۔

(۸)

انس بن مالک کے لئے آپ نے طول عمر اور کثرت
...برکت کی دعا کی تھی۔ سو سو برس سے زیادہ
...ہوئی۔ اور اولاد کی بھی بہت کثرت ہوئی۔
...نکی حیات ہی میں سو سے زیادہ ان کی اولاد
...ہو چکے تھے۔ اور برکت کا ان کے اموال
...کہ باغ ان کا ہر سال میں دو بار پھل لاتا

تھا۔

(۹)

ایک اندھا حضور اقدس میں آیا۔ اور اس نے درخواست
کی کہ میری آنکھیں اچھی ہو جاویں۔ آپ نے ارشاد فرمایا
کہ اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھ کے
یہ دعا پڑھے۔ اللھم انی اسالک واتوجہ
الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ
بک الی ربک لیکشف عن بصری اللھم شفعہ
فی۔ اس نے ویسا ہی کیا۔ اسی وقت اس کی آنکھیں
کھل گئیں۔ ف۔ عثمان بن حنیف سے اس حدیث
کی روایت ہے۔ اور یہ طریقہ نماز صلوۃ الحاجت کہلاتا
ہے۔ حضرت عثمان بن حنیف اور انکے خاندان
کے عمل میں تھا۔ لوگوں کو سکھلا دیتے تھے۔ اور حاجتیں
ان کی پوری ہو جاتیں۔ اور حاجتوں میں بجائے لیکشف
لی عن بصری فی حاجتی ہذہ لتقضی لی آیا ہے
اور دل میں جو مطلب رکھتا ہو۔ قصد کرے۔

(۱۰)

ایک سفر میں آپ کی ایک اونٹنی گم ہو گئی۔ ایک منافق نے
ایک صحابی کے ڈیرے میں یہ بات کہی کہ محمد آسمان کی
خبریں بتلاتے ہیں یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کی اونٹنی کہاں
ہے۔ اسی وقت اللہ جل جلالہ نے منافق کے اس
مقولے کی آپ کو خبر دی اور مطلع کیا کہ فلاں جگہ درخت
میں مہار اونٹنی کی اٹک گئی ہے وہاں ہے۔ آپ نے اپنے
خیمے میں ان صحابی کے روبرو جنکے ڈیرے میں منافق
نے یہ طعن کیا تھا۔ ارشاد کیا کہ ابھی ایک منافق نے یہ
طعن کی بات کہی سو میں تو دعوے نہیں کرتا کہ بے بتائے
اللہ تعالےٰ کے مجھے کچھ معلوم ہو جاتا ہے۔ اب خدا تعالیٰ
نے مجھے مطلع کر دیا کہ فلانی جگہ اونٹنی کی مہار ایک
درخت پر اٹک گئی ہے۔ لوگوں نے اسی جگہ اسی کیفیت
سے اونٹنی کو پایا۔ اور لے آئے۔ اور ان صحابی نے
اپنے ڈیرے میں جا کے جب اس قصے کا ذکر کیا۔
تب معلوم ہوا کہ انہیں کے ڈیرے میں منافق نے
یہ بات کہی تھی۔ اور نام اس منافق کا زید بن لصیب

تھا بلام و صاد مہملہ۔

(۱۱)

جابر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر نہیں ٹھہر سکتے
تھے۔ انہوں نے یہ حال عرض کیا۔ آپ نے ان کے سینے
پر ہاتھ مارا۔ اور ان کے لئے دعا کی کہ گھوڑے پر ثابت
رہیں نہ گریں۔ بعد اس کے وہ کبھی گھوڑے پر سے نہ گرے

(۱۲)

ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کا ایک گھوڑا بہت کند رفتار
تھا۔ ایکبار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہوئے
ایسا تیز رفتار ہو گیا کہ کسی کو ...ندر ...لے کے چال چلتا تھا۔

(۱۳)

رُکانہ مکے میں ایک بڑا پہلوان تھا۔ کسی سے اس کی پیٹھ
زمین پر لگی نہ تھی۔ ایک دن آپ اسکے پاس جنگل میں جہاں
وہ بکریاں چراتا تھا۔ پہونچے۔ اس نے کہا کہ تم ہمارے
معبودوں کو برا کہتے ہو۔ آج مجھے خوب اکیلے ملے آپ
نے اس سے کہا کہ تو مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ تم مجھ
سے کشتی لڑو۔ اگر تم مجھے پچھاڑ دو تو میں دس بکریاں دونگا
آپ اس سے کشتی لڑے۔ اور اس کو پچھاڑا۔ اس نے
کہا کہ میرے لات وعزی نے مدد نہ کی۔ اور تمہارا رب
غالب آیا۔ آج تک میری پیٹھ زمین پر کسی نے نہیں لگائی
پھر لڑو اور دس بکریاں دوں گا۔ اگر تم مجھے پچھاڑ دو
آپ نے پھر اسے پچھاڑا۔ پھر اس نے ویسی ہی تقریر کی
اور تیسری بار بھی آپ نے اسے پچھاڑا۔ اس نے کہا کہ
تیس بکریاں میری بکریوں میں سے پسند کر لو۔ آپ نے نہیں
اور ...کہا کہ میری خوشی یہ ہے کہ تو مسلمان ہو جا تاکہ دوزخ
سے نجات پا دے۔ اس نے معجزہ طلب کیا ایک درخت کیکر
کا وہاں تھا۔ سو آپ نے اس درخت کو بلایا وہ درخت چر
کے دو ہو گیا۔ اور ایک انہیں سے وہاں چلا آیا اور آپ
کے اور رکانہ کے درمیان کھڑا ہو گیا۔ رکانہ نے کہا کہ معجزہ
تو خوب دکھایا۔ اب اس سے کہدو کہ چلا جاوے۔ آپ نے
فرمایا کہ جو چلا جاوے تو تو مسلمان ہو جائیگا۔ اس نے کہا ہاں
آپ کے کہنے سے وہ چلا گیا اور ...
رکانہ سے کہا کہ اب مسلمان ہو جا۔ رکانہ نے کہا کہ اگر میں

قادیان میں دیانند سکول

۵- اپریل لالہ ہنسراج صاحب لاہور سے قادیان آئے تاکہ وہ دیانند سکول کا بنیادی پتھر رکھیں۔ ۰ بجے کے بعد انہوں نے چند الفاظ سٹیج پر کہے۔ رجسٹر پر ایک نام درج کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اب سکول باقاعدہ کھل گیا ہے۔ پانچویں اور چھٹی جماعت اس وقت حاضری اسقدر قلیل تھی۔ کہ خود سکول کے کھولنے والے محسوس کر رہے تھے۔ کیونکہ اس بات کا اصلی ثبوت بہم پہنچ رہا تھا کہ ہندو پبلک کو بھی اس سکول سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ اور نہ وہ اس کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ اس کے بعد دس بجے جن کے ساتھ ایک جلوس قادیان سے تین طرف موضع جاوہ تک پہنچے۔ قریب ایک کہ بستی کی طرف گیا جہاں سکول کا بنیادی پتھر رکھا جانے والا تھا۔ لالہ ہنسراج صاحب اور لالہ دیوی چند جنہوں نے پچھلے دنوں درزیوں کے خلاف ایک طوفان اٹھا دیا تھا۔ قریباً ایک میل فاصلہ پر سب پیادہ گئے۔ وہاں ایک چھوٹا سا سائبان تھا۔ جاتے ہی ہون کنڈ کے گرد چار آریہ بیٹھ گئے۔ اور انھوں نے کچھ پڑھنا شروع کیا۔ جوں جوں آگ گھی اور دیگر چیزوں سے تیز ہوتی جاتی۔ ہمارے دوست پیچھے سرکتے جاتے تھے۔ البتہ دوپہر کا وقت کھلے میدان کی دھوپ پڑیا کا مہینہ۔ پیشانیوں پر پسینہ بہنے لگا۔ مہتہ رام چند (جو ایک موقع شناس۔ ہشیار ایڈیشنک معلوم ہوتے تھے) کے ضمیر کو جب ٹھیس لگی۔ کہ ان حالات میں آگ جلانا کیا معنے رکھتا ہے۔ اور اگنی کی سیوا کرتے ہوئے ہم کیونکر دھیان توحید ہو سکتے ہیں تو کہا جانا ہو! ہم آگ کی پوجا نہیں کر رہے۔ بلکہ ہمارا سے بل مانگ رہے ہیں کہ وہ ہمیں اس آگ کی طرح کام کرنے کی حرارت اور علوم کی روشنی دے۔ اور یہ اگنی بطور مثال کے ہمارے سامنے ہے۔ یہ مضحکہ انگیز تاویل باوجود ایک مشاق پرچارک ہونے کے کچھ بنائی نہ جا سکی۔ اگر یہ مثال ہی کی ضرورت تھی تو سائبان کے نیچے سے اٹھ کر دھوپ میں بیٹھ جاتے اس میں حرارت بھی تھی۔ اور روشنی بھی۔ کھلے میدان کی ہوا قطعاً خراب نہ تھی۔ جسکے لئے ہمارے مہاشوں کو ایک سیر گھی بجائے کسی غریب مسکین کو دان دینے کے آگ میں جلانے کی ضرورت پڑی۔ یہ بات بھی تعجب سے دیکھی گئی کہ اکثر آریہ اس ہون کنڈ کے گرد اگنی یا ایشور کی سندھیا میں شامل نہ ہوئے۔ بلکہ وہ اینٹوں کے گرد کھڑے رہے۔ البتہ بعض مسلمان اس دلچسپ رسم کو دیکھنے کے لئے سائبان کے نیچے جمع تھے۔

خیر اس سے فراغت پاکر لالہ ہنسراج جی نے پتھر رکھا جس پر کندہ تھا کہ ۶- اپریل کو دیانند سکول کا بنیادی پتھر لالہ ہنسراج جی نے رکھا۔ حالانکہ اس روز ۵ تاریخ تھی۔ اسکے بعد کچھ گولے چھوڑے گئے۔ اور لڈو تقسیم ہوئے۔ اور لوگ واپس آئے۔

پچھلے پہر ایک لیکچر بخشی صاحب ہیڈ ماسٹر ڈی۔ اے۔ وی۔ سکول لاہور کا ہوا۔ وہ ایک گھنٹہ تک دکٹیشن لکھاتے رہے۔ کیونکہ وہ کچھ ایسا ہی بولتے تھے۔ اگنی کی تواضع تو میدان میں کی جا چکی تھی۔ مگر اندر اور وایو اپنے جلال میں آ گئے۔ وایو نے سائبان گرا دیا۔ اور اندر نے بھگو ڈالا۔ پھر سورج دیوتا نے اپنا جلوہ دکھایا۔ مگر پھر بھی حاضرین بیٹھے رہے۔

۴- بجے لالہ ہنسراج جی کا لیکچر ہوا۔ آپ بہت سادگی پسند ہیں۔ اور اپنے لئے کسی قسم کی نمائش نہیں چاہتے۔ جو قابل تعریف بات ہے۔ آواز دھیمی مگر اپنی بات میں ایک حد تک جذب رکھتے ہیں۔ لیکچر میں آپ نے یہ بتایا کہ اولاد کی تربیت پر آئندہ نسلوں کی ترقی منحصر ہے۔ اس تربیت کا لحاظ یہاں تک رکھا جاتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی بچے میں سونے کی سلائی پر شہد لگا کر اس سے بچے کی زبان پر **اوم** لکھا جاتا اور اسکے کان میں ایک جملہ کہا جاتا جس کا یہ مطلب ہے کہ تم میں وید جیسے علوم ہوں۔ ہمارے آریہ مناظر اسے نوٹ کریں۔ وہ مسلم بچے کے کان میں اذان کہنے پر اعتراض کیا کرتے ہیں۔ پھر لالہ ہنسراج جی نے بتایا کہ ۳۳ کروڑ ہندوستانیوں میں سے ۶۰ لاکھ خواندہ ہیں اس لئے اس جہالت کے دور کرنے کے لئے ہمیں کسی سخت محنت کی ضرورت ہے۔ اور اسکے لئے اگر ایک سکول کی موجودگی میں دوسرا سکول کھولا جائے تو ناراضی کی بات نہیں۔ بلکہ خوشی کی بات ہے۔ مگر اسی لیکچر میں لالہ ہنسراج جی نے یہ بھی بیان کیا کہ میں ایک جگہ گیا وہاں ایک دوسرا سکول کھولنا چاہتے تھے میں نے ہر چند کہا کہ یہاں ایک ہی سکول کافی ہے۔ اگر سکول کھولنا ہے تو یہاں سے کچھ فاصلہ پر کھولو مگر وہ نہ مانے۔ مہاتما صاحب ان دونوں باتوں کو اپنے طرز عمل کے متعلق بھول گئے۔ کیونکہ اس کی بنیاد جس تحریک پر رکھی گئی ہے۔ وہ سراسر بہتان پر مبنی ہے۔ یعنی یہ کہ ہندو طلباء کو درزیں پڑھائی جاتی ہیں۔ حالانکہ درزیں دونوں سکولوں کے نصاب میں داخل ہی نہیں دوم۔ جب ایک سکول کام کر رہا ہے۔ تو دوسرے کی یہاں کیا ضرورت تھی۔ بہرحال یہ اچھا ہوا۔ کہ لالہ ہنسراج جی کی تقریر میں کوئی اشتعال انگیز یا دوسروں کے جذبات کو خواہ مخواہ تکلیف دینے والی بات نہ تھی کاش! اس مثال کی دوسرے آریہ بھی تقلید کریں۔

اپیل پر غالباً سات ہزار نقد جمع ہوا۔ جس میں پچھتر لالہ لال چند صاحب کا تھا جو قادیان کے باشندے ہیں۔ اور شاہدرہ میں کاروبار کرتے ہیں۔ پانسو روپے لالہ بڈھا مل صاحب ساہوکار کا تھا۔ تین سو نقد لالہ کرم چند بی۔ اے نے اپنی زندگی اس سکول کے لئے وقف کرنے کا اعلان کیا۔ یہ واقعی قابل داد بات ہے۔ اور ہم اس سپرٹ کی تعریف کرتے ہیں اب دیکھئے سکول کیسا چلتا ہے۔ ہاں یہ امر بھی قابل نوٹ ہے کہ آریہ سماج قادیان جو گوروکل پارٹی کے ماتحت تھی۔ عملاً اب اس پر کالج پارٹی کا قبضہ ہو گیا ۵

جہلم میں ہماری کامیابی
اور
مخالفین کا مناظرہ سے پہلو تہی کرنا

آج ۱۰- اپریل کو ایک دوست کے پاس میں نے ایک اشتہار دیکھا - جو عبدالرشید نام سکرٹری انجمن اہلحدیث جہلم کی طرف سے شائع ہوا - اس میں "میدان مباحثہ سے قادیانیوں کا فرار" کے عنوان سے یہ ظاہر کیا گیا ہے - شرائط مباحثہ ۱۹ طے ہو چکیں - آخر کار ایک شرط پر قادیانی مولوی صاحبان ٹھہر گئے " وہ شرط یہ تھی کہ اہل حدیث کہتے تھے - کہ مباحثہ کھلے میدان میں ہزارہا کے مجمع میں ہو تاکہ خلق خدا طرفین کے دلائل سنکر صادق و کاذب کو جانچ سکیں - لیکن قادیانی مولوی کہتا تھا کہ مجمع محدود ہو - جس کی تعداد دس دس آدمی سے زیادہ نہ ہو"

پھر لکھا ہے کہ اس شرط کو نہ ماننے کی وجہ سے قادیانی مولوی نے فرار اختیار کیا - میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک کذب صریح و بہتان قبیح ہے - جو ہمارے شرائط طے کرنیوالے فاضل مناظر پر عاید کیا گیا ہے بظاہر اس عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے - کہ ہمارے دوست مولوی محمد اسمٰعیل صاحب - مولوی فاضل جو قادیان دارالامان سے شرائط مباحثہ طے کرنے گئے تھے - اس بات پر اڑ گئے کہ صرف دس آدمیوں کے سامنے ہی مباحثہ ہو اور عام لوگوں کو کچھ نہ سننے دیا جائے - حالانکہ یہ بات صریحاً غلط ہے - بلکہ واقعہ یوں ہے کہ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب احمدی فاضل یہ چاہتے تھے کہ کوئی صورت ایسی نہ پیدا ہو جس میں فتنہ یا فساد کا اندیشہ ہو - اس لئے ان کی تجویز یہ تھی کہ پہلے ایک مکان میں محدود تعداد کے سامنے پرچے اطمینان سے لکھ لئے جائیں اور پھر ایک عام مجمع میں تمام پرچے یکدم باری باری سنا دیئے جائیں - اور یہ بہت اچھی تجویز تھی - کیونکہ اس طرح پر کسی قسم کا فساد بھی نہیں ہوتا - اور لوگوں کا وقت بھی بہت کم خرچ ہوتا - آپ خود خیال فرما سکتے ہیں کہ کئی ہزار کا مجمع ہے - اور اس میں مناظرین بیٹھے پرچہ نویسی کر رہے ہیں - اب فرمایئے وہ کئی ہزار مختلف مذاق مختلف طبائع کے لوگ کیونکر دو دو گھنٹے خاموش بیٹھے رہ سکتے ہیں - اگر آپس میں باتیں تو پھر شور پڑتا ہے - اور مناظرین اپنا کام نہیں - پھر اس باہمی گفتگو کا نتیجہ یہی ہے کہ بعض جوشیلے آپس میں لڑ پڑیں - پس ایسی صورت میں جو بھلا بہت ہی تکلیف دہ ہو - کیونکر اختیار کی جاتی - اس میں احمدیوں کا کوئی خاص فائدہ نہیں تھا - بلکہ پبلک فوائد مطلوب تھے - ایسے بڑے مجمع میں لوگ چپ چاپ نہیں بیٹھ سکتے - اغلب ہے کہ کوئی فساد ہی ہو جائے - اس لئے بہتر صورت یہی تھی - کہ پہلے پرچے ایک محفوظ مکان میں محدود حاضرین کے سامنے لکھ لئے جاتے - اور پھر وہ سب پرچے باری باری ترتیب مقررہ کے مطابق سنا دیئے جاتے - اس طرح پر مجمع میں سکون اور امن بھی قائم رہ سکتا تھا - اور لوگوں کا وقت بھی کم خرچ ہوتا - آپ خود ہی انصاف کریں - کیا یہ صورت اچھی تھی کہ لوگ اپنے کار و بار چھوڑ کر متواتر تین دن آتے رہیں - اور ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک اور ۲ بجے سے ۵ بجے تک - ایک دن ۸ بجے تک مناظرین کا منہ تکتے رہیں یا یہ کہ وہ آیت وار کے روز جبکہ عام تعطیل ہوتی ہے - تین گھنٹے کے لئے آ جائیں اور مناظرین فریقین کے پرچے اطمینان سے سن لیں - پس بتاؤ کہ احمدیوں نے کونسا فرار اختیار کیا - میں شرائط مباحثہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور جس شرط پر خط و کتابت ہوئی وہ بھی پیش کرتا ہوں تاکہ اہل انصاف خود موازنہ کر کے صحیح نتیجہ تک پہنچ سکیں - (ہو ہذا)

شرائط مباحثہ جہلم

موضوع بحث مرزا صاحب کی صداقت اور وفات و حیات مسیح علیہ السلام ہوگا - اپنے وقت میں ہر ایک فریق ان دونوں امور پر روشنی ڈالیگا - وفات و حیات کا مسئلہ پہلے اور اسی کے ساتھ بعد صداقت پر مضمون لکھا جائے گا - محمد کرم الدین بقلم خود محمد اسمٰعیل عفی عنہ

(۲) مباحثہ تحریری ہوگا - اور ہر پرچہ لکھا جانے کے بعد بغیر کسی کمی بیشی کے حاضرین کو سنا دیا جائیگا -

(۳) مسئلہ حیات و وفات مسیح میں ہر دو فریق مدعی ہونگے اور مسئلہ صداقت حضرت مرزا صاحب میں صرف احمدی مناظر مدعی ہوگا - اور فریق ثانی کا منصب تردید کا ہوگا

(۴) مابہ الاستدلال قرآن کریم اور احادیث صحیحہ ہونگی جو قرآن کریم کے مطابق ہوں - ان سے استدلال کرنے میں کتب لغت عرب و قواعد و زبان عرب کی پابندی ضروری ہوگی - اور جو احادیث قرآن کریم کے خلاف ہونگی - وہ قطعاً قابل قبول نہیں ہونگی *

(۵) حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی تحریرات تصانیف احمدی مناظر پر حجت ہونگی - محمد کرم الدین محمد اسمٰعیل عفی عنہ

(۶) کل سات پرچے ہونگے - ہر پرچہ دو گھنٹہ میں لکھا جائیگا اور ایک گھنٹہ کے اندر سنایا جائیگا - اور باقی جو وقت اس گھنٹہ سے بچیگا - وہ فراغت کا وقت متصور ہوگا

(۷) ہر پرچہ کے دو حصے ہونگے - پہلا حصہ مسئلہ وفات مسیح پر اور دوسرا حصہ اثبات صداقت و دعاوی حضرت مرزا صاحب پر

(۸) ہر پرچہ کا ہر ایک حصہ ایک ایک گھنٹہ میں لکھا جائیگا اور کسی ایک حصہ کا وقت یا اس وقت کا کوئی حصہ اس پرچہ کے دوسرے حصہ کو نہیں دیا جائیگا -

(۹) اس بحث کے ہر دو پہلوؤں میں مدعی احمدی مناظر ہوگا - اور اہل حدیث مناظر احمدی مناظر کے پیش کردہ دلائل کی بالترتیب تردید کریگا -

(۱۰) پہلا اور آخری پرچہ احمدی مناظر کا ہوگا - پرچوں میں سے چار پرچے احمدی مناظر کے ہونگے تین پرچے اہل حدیث مناظر کے *

(۱۱) مباحثہ دو روز متواتر ہوگا۔ پہلے روز تین پرچے ہونگے۔ اور دوسرے روز چار۔

(۱۲) کسی فریق کو اسبات کی اجازت نہیں ہوگی کہ ان معینہ پرچوں کے ختم ہونے کے بغیر دوسرا کھڑا ہو سکے۔ ایک فریق کو بالمقابل فریق کا پورا پرچہ سننا ہوگا

۲۰ مارچ ۱۹۱۹ء – محمد کرم الدین – محمد اسمٰعیل

(۱۳) ہر ایک فریق سے ہر ایک پرچہ کی ایک نقل بھی اس پرچہ کی لکھنے کے وقت تیار کروائی جائیگی۔ اور جب وہ پرچہ سنا دیا جائیگا۔ تو اسپر اسکے دستخط کرنے کے اور دوسرے فریق کے حوالہ کر دیگا۔

(۱۴) فریقین کی طرف سے ایک ایک پریذیڈنٹ ہوگا اور ایک تیسرا پریذیڈنٹ غیر مسلم باتفاق فریقین مقرر کیا جائیگا۔ اور پریذیڈنٹوں میں سے ہر ایک کا یہ کام ہوگا کہ وہ مقررہ شرائط کی پابندی کے ساتھ مباحثہ کا انتظام قائم رکھے۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ اور اس بارہ میں اختلاف کی صورت میں غیر مسلم پریذیڈنٹ کی رائے پر عمل ہوگا

(۱۵) فریقین کا فرض ہوگا کہ مشترکہ طور پر درخواست دیکر حکام سے اجازت مباحثہ حاصل کریں اور حفظ امن کے لئے پولیس منگوانے کا انتظام کریں۔

(۱۶) مباحثہ کی جگہ کا انتظام باتفاق فریقین ہوگا۔

محمد کرم الدین – محمد اسمٰعیل – ۲۶ مارچ ۱۹۱۹ء

(۱۷) تاریخ مباحثہ ۳-۴ مئی ۱۹۱۹ء ہفتہ و اتوار ہونگی۔

(۱۸) مناظر دونوں فریق کی طرف سے ایک ایک ہوگا اور معاون ہر ایک مناظر کے ساتھ چار چار ہونگے۔

محمد اسمٰعیل عفی عنہ – محمد کرم الدین – ۲۷ مارچ ۱۹۱۹ء

(۱۹) تقسیم اوقات یہ ہے کہ مباحثہ تین روز رہیگا اور ہر روز مباحثہ ۸ بجے صبح سے شروع ہو کر ۱۱ بجے تک پہلا اجلاس ختم ہوا کریگا۔ اور دوسرا اجلاس دو بجے سے شروع ہو کر ۵ بجے تک ختم ہوگا۔ تیسرے روز پہلا اجلاس اور دوسرا وہی ہے۔ ہاں تیسرے پرچہ کا وقت ۵ بجے سے شروع ہو کر ۸ بجے تک احمدی مناظر کا آخری پرچہ ختم ہوگا۔ ۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء

محمد کرم الدین – محمد اسمٰعیل عفی عنہ

(۲۰) ہر پرچہ کا پہلا حصہ لکھا جانے کے بعد پریذیڈنٹ غیر مسلم کے حوالہ کر دیا جاویگا۔ اور دوسرا حصہ تیار ہونے پر دونوں حصے علی الترتیب سنائے جائینگے۔

۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء

محمد کرم الدین   محمد اسمٰعیل عفی عنہ

مکرم جناب سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ جہلم السلام علیکم

شرائط تو سب طے ہو چکے ہیں۔ اب صرف روپیہ امانت رکھنے کی بات باقی رہ گئی ہے۔ کل صبح سات بجے مبلغ بالفعل روپیہ حسب وعدہ خود ہمراہ لاویں خواہ ہمارے مکان پر آویں یا اپنے کسی معزز رکن کے مکان پر بلاویں۔ بشرطیکہ صاحب مکان کی طرف سے ایک رقعہ پہلے ہمارے پاس بھیجا جاوے۔ اور محمد خان صاحب کو بھی جنکے پاس روپیہ امانت رکھا جائیگا۔ بلا لیا جائے گا۔ کل سات بجے سے تین بجے تک سب معاملہ طے ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ سمجھا جائے گا۔ کہ آپ صرف مباحثہ ٹالنے کے لئے حیلہ حجت کر رہے ہیں ہماری طرف سے۔ آخری تحریر ہے۔ اسکے بعد اشتہار ہوگا جسکی سرخی احمدی جماعت کی شکست فاش جلی قلم سے لکھی جائیگی۔ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۱۹ء

الراقم عبد الرشید سکرٹری انجمن اہلحدیث جہلم

مکرم سکرٹری صاحب انجمن اہلحدیث جہلم۔ آپکا رقعہ ملا یہ فقرہ آپ کا کہ وہ شرائط قریباً طے ہو چکے ہیں ظاہر کرتا ہے کہ اب بقیہ شرائط کے متعلق آپ کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ اور آپ اسی طور پر بقیہ شرائط لکھنے کے لئے کمربستہ و تیار ہیں۔ جیسا کہ پیش کی ہیں یا پیش ہونیوالی ہیں۔ پس اگر آپ فی الواقعہ ان شرائط کو قبول کرنے کے لئے تیار ہیں۔ تو اس رقعہ کے ساتھ کے منسلکہ پرچہ میں جو شرائط لکھے جاتے ہیں۔ ان پر اپنے وکیل تصفیہ شرائط جناب مولوی کرم دین صاحب کے دستخط کروا کر بھیجدیجئے۔ اس طرح سے حتمی طور پر تمام شرائط کا تصفیہ ہو جائے گا۔ فقط

راقم اللہ بخش اتالیق سکرٹری انجمن احمدیہ جہلم

۲۹ مارچ ۱۹۱۹ء

بقیہ شرائط مباحثہ

(۲۱) مباحثہ کے دوران میں مکان مباحثہ میں فریقین کی تعداد مساوی ہوگی۔ جو دس دس آدمی سے زیادہ نہ ہوگی۔

(۲۲) ہر ایک فریق کی طرف سے ایک ایک شخص اپنے فریق کے تمام آدمیوں (کیا مناظر و معاونین اور کیا دوسرے حاضرین) کی طرف سے حفظ امن کا اور نیز اسبات کا ذمہ دار ہوگا کہ اسکے فریق کا کوئی فرد دوسرے فریق کے کسی فرد یا اس فریق کے کسی مسلّم بزرگ کے حق میں کوئی کلمہ استخفاف یا خلاف تہذیب استعمال نہیں کریگا۔

(۲۳) فریقین اور نیز سامعین کی سہولت اور فائدہ کے لئے اس مباحثہ کے تمام پرچے ترتیب وار اختتام مباحثہ کے بعد کے روز ایک عام مجمع میں سنائے جائینگے۔ جس کے لئے اتوار کا دن بہت موزوں ہے (سو [illegible] اور ہفتہ کے ایام میں یکم و دوم و سوم مئی ۱۹۱۹ء کو) ہوگا اور ۴ مئی کو یہ عام مجمع ہوگا۔ جسکے لئے پولیس کا انتظام کرنا فریقین کا ذمہ ہوگا۔

(۲۴) مکان مباحثہ میں داخلہ بذریعہ چھپے ہوئے ٹکٹوں کے (جو بلا قیمت تقسیم ہونگے) ہوگا۔ جن پر فریقین کے پریذیڈنٹوں کے دستخط ثبت ہونگے۔ اور ہر فریق کے تقسیم کردہ ٹکٹوں پر اس فریق کا نام لکھا ہوگا۔ جس کے لئے یہ مسودہ موزوں معلوم ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فریق – نمبر ٹکٹ – تاریخ – نام معہ پتہ

دستخط پریذیڈنٹ منجانب جماعت احمدیہ – دستخط پریذیڈنٹ منجانب فریق اہلحدیث

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پہلا ہفتہ وار اخبار ہے جو تبلیغ احمدیت کو...

فاروق

ایڈیٹر و پروپرایٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۴ اپریل | نمبر ۱۵-۱۶

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت دو چار یوم کسی قدر علیل رہی اب خدا کے فضل سے اچھی ہے اور حضور موجودہ شورش کے دور کرنے اور حکام وقت کا ہاتھ بٹانے میں پوری سعی سے کام لے رہے ہیں اللہ تعالےٰ آپ کو سلامت رکھے۔

۲۶ اپریل ۱۹۱۹ء کو تعلیم یافتہ احمدی احباب قادیان کی ایک بڑی جماعت بیرونی دیہات دعلاقہ تحصیل بٹالہ گورداسپور میں اس غرض کیلئے بھیجی گئی ہے کہ وہ جہاں جہاں کچھ غلط فہمی رولٹ بل وغیرہ کے متعلق معلوم ہو۔ وہاں جا کر لوگوں کو خوب سمجھائیں۔ اور گورنمنٹ کی اطاعت و وفاداری کی پوری تاکید کریں۔ اور اس غرض کیلئے ٹریکٹ وغیرہ بھی جو [illegible] شائع کئے گئے ہیں تقسیم کرنے کو دئے ہیں۔

درخواست دعا برادرم مستری عبد العزیز صاحب سامانوی کی دختر بعارضہ چیچک مبتلا ہے۔ احباب اس کی صحت و زندگی کے واسطے دعا فرما کر اجر حاصل کریں۔

انگلستان میں تبلیغ اسلام

اخویم قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ اے بی ٹی احمدی مشنری لنڈن سے اپنی چٹھی میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کو شہر لوبرن ستھ میں بھی جہاں وہ آجکل دو اڑھائی ماہ کے واسطے قیام پذیر ہیں۔ اسلام کی منادی کرنے میں خوب کامیابی ہو رہی ہے۔ جو اشخاص ان کی زیر تبلیغ ہیں۔ ان میں سے دو معزز لیڈیاں بنام مسز ماڈ نیبی و مس بیرل گذشتہ ہفتہ میں ان کے ہاتھ پر مشرف باسلام ہوئی ہیں۔ الحمد للہ۔ اللہم زد فزد۔ ان کے اسلامی نام مدحت اور مریم رکھے گئے ہیں۔

لنڈن میں بھی تبلیغی کوششیں بدستور جاری ہیں علاوہ نومسلموں کی تعلیم اور تربیت دہفتہ واری اجلاس کے جو مکان پر ہوتے ہیں۔ پبلک میں بھی لیکچر ہوتے ہیں۔ لوگوں کے خیالات اور عقائد میں ایک عظیم الشان تغیر آرہا ہے۔ خدا کرے کہ وہ دن جلد آوے کہ باطل پرستی کو چھوڑ کر حقیقی اسلام سے بہرہ ور ہوں۔ آمین والسلام

اطلاع یہ پرچہ بھی جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں بتایا گیا تھا۔ جنگ [illegible] مشکلات کی وجہ سے دیر میں اور دو ہفتہ کا اکٹھا شائع [illegible] احباب دعا کریں کہ یہ تکالیف عارضی جلد دور ہوں۔ [illegible]

میں دور دور کے ملکوں کی اقوام ایک دوسرے کے حالات سے جس طرح اب ہم واقف ہو سکتے ہیں اسوقت نہ ہو سکتے تھے۔ کیونکہ اسوقت تار برقی۔ ریل ڈاک اخبارات وغیرہ کی کثرت سے اشاعت کرنے کے ذرائع موجود نہ تھے۔ اس لئے جس ملک میں یا جس قوم میں خدا کا کوئی مُرسل مبعوث ہوتا تھا۔ اور جو لوگ اس پر ایمان لاکر اس کی تعلیم کے مطابق نیک اعمال بجالاتے تھے۔ ان پر اللہ تعالےٰ کی عجیب عجیب نعمتوں کی [illegible] بارش ہوتی تھی۔ تب وہ یہی سمجھتے تھے کہ ان [illegible] وارث صرف ہمیں کو [illegible] ہوئی ہے۔ اور [illegible] باقی تمام اقوام اس سے محروم رکھی گئی ہیں۔ گویا اللہ تعالےٰ صرف اسی ایک قوم کا رب ہوا نہ کہ تمام عالموں کا۔ اور دوسری اقوام کے لئے ایسی روحانی نعمتوں کی ضرورت خدا نے [illegible] اس رسول آ گیا۔ اس [illegible]۔ ملک کی وہ [illegible] دوسرے کے متعلق ایسے ہی تنگ خیالات نسلاً بعد نسلاً رکھتی رہی اور اب تک ان کے دلوں سے ایسے خیالات دُور نہ ہو سکے۔ اور یہی اسی تنگ خیالات کا نتیجہ ہے کہ ہر ایک قوم اپنا ہی نبی یا رُسول اور اس کے ذریعہ قائم شدہ مذہب کو سچا سمجھتی ہے۔ اور باقی تمام کو جھوٹے نعوذ باللہ۔ [illegible] سے ان کے دلوں میں دوسرے مذاہب اور ان کے انبیاء و رُسل کے متعلق بغض بھرا ہوا ہے۔ اور وہ وقتاً فوقتاً انہیں دشنام دہی کر کے عذاب کی گٹھڑی اپنے سروں پر چڑھاتے رہتے ہیں۔ جس کا ثبوت انہیں کے لٹریچروں میں سے پایا جاتا ہے۔ بھلا جبکہ مختلف اقوام ایک دوسرے مذاہب کے پیشواؤں کو جن کے لئے وہ قوم اپنی جان و مال قربان کرنا بڑی سعادت سمجھتی ہے دشنام دہی کرنا اپنے دینی عقائد میں سمجھتے ہوں۔ تو ہرگز ایسی اقوام سے اتفاق یا صلح اور محبت کی امید نہیں ہو سکتی۔ خواہ ظاہری طور پر کانگریس یا لیگ وغیرہ قائم کر کے بڑے بڑے لیکچر دیا کریں اور ریاکاری کرنے جائیں۔ اسکے سوائے اور کوئی مفید نتیجہ نہ نکلیگا۔ جب تک کہ باطنی مرض کا علاج کیا جائے۔ مگر خدا کے سچے مذہب کے حقیقی پیرووں کے یہ عقائد ہیں کہ دنیا کے تمام مذاہب جن کو لاکھوں لوگ دل و جان سے سچے مانتے ہیں۔ اس کے اور اس کے انبیاء و رُسل کی خاطر اپنا جان و مال قربان کرنا بڑی سعادت سمجھتے آئے ہیں۔ وہ حقیقت میں تمام سچے ہیں۔ اگر ان کے انبیاء و رُسول خدا کے راستباز بندے نہ ہوتے تو ہرگز ان کے ذریعہ لاکھوں لوگوں کے دلوں میں اسقدر عظیم الشان تبدیلی مسلسل نہ چلی آتی۔ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ جھوٹے مدعی کی تعلیم میں ایسا اثر ہو۔ بلکہ ایسا کوئی مدعی خدا کی مخلوق کو گمراہ کرنے کا بیڑہ لے بیٹھے۔ تو خود اللہ تعالیٰ اس کا دشمن بن کر اس کو اور اس کے سارے سلسلہ کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اور ہرگز اسی طویل مدت مذہبی وجعلی کاروبار جاری نہیں رہنے دیتا اس لئے جسطرح ہم برگزیدہ نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ و بارک وسلم کو خدا کا ایک راستباز نبی مانتے ہیں۔ اسی طرح ہم عیسائیوں کے نبی حضرت عیسیٰؑ کو اور ہندوؤں کے نبی حضرت کرشنؑ کو اور پارسیوں کے نبی حضرت زرتشتؑ کو خدا کے راستباز بندے و نبی مانتے ہیں۔ اور ان کی لائی ہوئی شریعت کو منجانب اللہ مانتے ہیں۔ گو ان کے پیرو اپنے انبیاء کی اصل توحید کی تعلیم کو چھوڑ کر قسم قسم کی مشرکانہ پرستش میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ان کی اصل شریعت میں بہت تحریف ہوئی ہے۔ مگر اس سے ان انبیاء کی ذات وصفات پر کوئی حرف نہیں آسکتا۔ کیونکہ وہ تو انہیں اللہ تعالےٰ کی ہی عبادت کی تعلیم سکھلاتے تھے۔ جس کا ثبوت قرآن شریف سے ہم کو ملتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

ولقد بعثنا فی کل امۃ ان اعبدوا اللہ
واجتنبوا الطاغوت ؕ

یعنے البتہ تحقیق بھیجا ہم نے ہر ایک قوم میں (نبی) رسول اس ہدایت کے ساتھ کہ تم اللہ ہی کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ پھر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ کروڑہا عیسائی حضرت عیسےٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا قرار دے کر مشرک ہو گئے۔ اسی طرح دنیا کی تمام اقوام کا یہی حال ہے۔ جس کے قصوروار ان کے پیرو ہیں نہ وہ راستباز انبیاء۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ محض اپنی رحمانیت سے ان کو راہ راست پر لانے کو وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجتا رہا۔ مگر وہ اپنی ہی مشرکانہ رسومات اور غلط عقائد کو اپنا اصل مذہب سمجھ بیٹھے۔ اور اپنی اس جہالت کو بڑی عقلمندی سمجھتے رہے۔ اور جو رسول ان کی رہنمائی کے لئے مبعوث کیا جاتا اسی کو وہ گمراہ دھوکہ باز قرار دیتے۔ جس کے ثبوت میں خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ ثم ارسلنا رسلنا تترا کلما جاء امۃ رسولھا کذبوہ۔ یعنی پھر ہم نے ایک کے بعد ایک رسول بھیجے مگر جب بھی کسی قوم میں اس کا رسول آیا۔ تو انھوں نے اس کی تکذیب کی۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے ان تمام مذاہب کو منسوخ شدہ قرار دے کر دنیا کی تمام اقوام کے لئے ایک ہی عام و کامل مذہب اسلام کو قرار دیا۔ اور صاف جتلا دیا کہ

ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن
یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخٰسرین

یعنے جو کوئی اسلام کے سوائے اور کسی دین کی پیروی کرے گا تو ہرگز اُسے قبول کیا جاویگا۔ اور وہ آخرت میں نقصان پانیوالوں میں سے ہوگا۔ جس طرح مثال کے طور پر دُنیا میں کوئی بادشاہ اپنی سلطنت کی مختلف رعایا کے لئے مختلف حکام مقرر کرنے کا دستور منسوخ کر کے اپنی تمام رعایا کو ایک ہی صدر حاکم کے ماتحت کر دیتا ہے۔ اس امر کی تصدیق خدا تعالےٰ کے برگزیدہ انبیاء کے اقوال سے ہوتی ہے کہ

عیسائی قوم دنیا میں سب سے بڑی قوم ہے پھر بھی ان کے نبی حضرت عیسیٰ اقرار کرتے ہیں کہ میں صرف بنی اسرائیل کی گم شدہ بھیڑوں کے لئے بھیجا گیا ہوں لیکن اسلام کے نبی فرماتے ہیں کہ میں تمام دنیا کے لئے بھیجا گیا ہوں اور گذشتہ انبیاء صرف خاص خاص اقوام کے لئے بھیجے گئے تھے۔ جب اس بات کی تصدیق خدا تعالےٰ کے ایسے دو برگزیدہ انبیاء کے اقوال سے ہوگئی تو پھر اس کے بعد کسی اور شخص کو معترض ہونے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر بھی دوسرا ایک ثبوت جسے ایک معمولی سمجھ کا شخص بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے وہ یہ ہے کہ بعد عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے سوائے باقی تمام مذاہب میں خدائے تعالیٰ کے کسی مامور کا ظہور نہیں ہوا۔ اور نہ آئندہ قیامت تک ہوگا کیونکہ جب وہ تمام مذاہب منسوخ کئے گئے۔ اور ان کے تابعین میں کسی کے پاس خدا تعالےٰ کی طرف سے نازل کی ہوئی آسمانی کتاب اس کی اصلی حالت میں موجود ہی نہ رہی۔ تو پھر ان کے دین کی تجدید کے لئے خدا کے مرسل کی کوئی ضرورت باقی نہ رہی۔ مگر چونکہ اسلام کو خدائے تعالےٰ نے تاقیامت قائم رکھنا مقدر کیا تھا۔ اس لئے اس عظیم الشان نبی حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی ہوئی کتاب قرآن شریف کی حفاظت کو اپنے ذمہ لیا جیسے کہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ:-

انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون

یعنے تحقیق ہم ہی نے یہ ذکر یعنے قرآن شریف کو نازل کیا ہے۔ اور تحقیق ہم ہی اسکے محافظ ہیں۔ آج زائد از ۱۳۰۰ سال ہو گئے ہیں لیکن اس میں سے ایک حرف یا ایک نقطہ یا زبر یا زیر کا فرق بھی نہیں پایا جاتا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔ اسکے مقابلہ میں ہم دوسرے مذاہب کی کتابوں کی حفاظت دیکھتے ہیں تو کوئی کہتا ہے ہماری کتاب کا اصل حصہ ہی جل گیا ہے۔ کوئی کہتا ہے ہمارے پاس اصل زبان کی کتاب ہی نہیں۔ صرف اس کا ترجمہ ہی ہے پھر ان ترجموں کا یہ حال ہے۔ کہ وقتاً فوقتاً انہیں تحریف کی جاتی ہے کسی کی کتاب نامکمل ہے۔ حاصل کلام اس لئے ان تمام اقوام کا حال ناگفتہ بہ ہے۔ افسوس ہے۔ ان مسلمانوں پر جو ایسی مکمل اور مبارک کتاب کے ہوتے ہوئے اس سے کوئی فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ اس کے خلاف بہت سی بدعتی رسومات و شرکیہ عقائد کو اپنا اصل مذہب سمجھتے ہیں۔ گو وہ تمام بظاہر کلمہ گو مسلمان سمجھے جاتے ہیں۔ مگر ان کے عقائد و اعمال بالکل ہی خلاف اسلام ہیں مثلاً

(۱) ایک گروہ [illegible] رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے [illegible] ان کے لئے درود بھیجنا [illegible] سمجھتے ہیں۔ مگر دوسرا ان کو اسلام کا دشمن سمجھ کر ان پر سخت ملامت کرتا [illegible] ہے۔

(۲) قرآن شریف میں نماز روزہ و زکوٰۃ [illegible] کی تاکید ہے۔ مگر دوسرا ان کو وقت ورزش کی [illegible] و ریاکاری قرار دیتا ہے۔

(۳) قرآن شریف میں دعا کے لئے بہت زور دیا گیا ہے۔ تو اس کو لغو امر سمجھا جاتا ہے ۔

(۴) قرآن شریف میں پردہ تعدد ازدواج ممانعت سود کے لئے جو کچھ فرمایا ہے۔ اس کو ظلم قرار دیا جاتا ہے

(۵) قرآن شریف نے دین کو کھیل یا تماشا بنانے کی سخت ممانعت فرمائی ہے مگر اس کے خلاف قوالی گانا و بجانا ثواب سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ آپ کی مزار مبارک کو میلا یا عرس کی رسومات سے بچا لیا جائے اور اپنی امت کو قبروں پر ایسے ناجائز امور سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی تھی۔ پھر بھی اس کے خلاف عمل کرنا ثواب دارین سمجھا جاتا ہے۔ اور مسلمانوں کا لاکھوں روپیہ ان بدعتی رسومات میں سالانہ خرچ ہوتا ہے کاش! یہ رقم انہی کی ہی تعلیم و تربیت کے لئے خرچ کیجاتی ۔

(۶) قرآن شریف نے اپنے عزیزوں کی موت کے وقت صبر کرنا ثواب کا موجب قرار دیا ہے تو اس کے خلاف ماتم داری کرنا بڑا ثواب سمجھا جاتا ہے۔

(۷) قرآن شریف نے فرمایا ہے کہ ہر ایک نفس کو مرنا ہے جیسے کہ سرور انبیاء اور آپ کے پیشتر کے تمام انبیاء فوت ہو گئے مگر اس کے خلاف حضرت عیسیٰ اب تک [illegible] قیامت تک زندہ رہنا مانا جاتا ہے

(۸) قرآن شریف نے انسان کے لئے زمین پر ہی زندگی بسر کرنا اور اس کو ہر ایک کے لئے آرام گاہ قرار دیا ہے۔ پھر بھی اس کے خلاف حضرت عیسیٰ کے لئے آسمان پر زندگی بسر کرنا [illegible] آپ کے لئے [illegible] قرار دیا جاتا ہے۔

(۹) قرآن شریف سے ظاہر ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کافروں کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ میرے جیسے بشر کے لئے یہ ہرگز ممکن نہیں کہ میں اس خاکی جسم سے آسمان پر جاؤں اور پھر آسمان سے اتروں۔ پھر بھی اس کے خلاف حضرت عیسیٰ کو ہمارے سرور انبیاء سے زیادہ فضیلت دیجاتی ہے۔ گویا وہ ان سے کچھ افضل تر ہستی ہے۔ اس طرح ان کے لئے آسمان پر جانا اور اترنا ممکن قرار دیا جاتا ہے ۔

(۱۰) قرآن شریف سے یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک نبی یا رسول کو کسی نہ کسی ملک یا قوم کے لوگوں میں سے ہی منتخب کر کے مبعوث کیا۔ اور ہرگز کسی کو آسمان سے نہیں بھیجا کیونکہ وہ اپنی سنت کے خلاف کوئی کام نہیں کرتا۔ مگر اسکے خلاف مسیح موعود کسی ملک یا قوم کے لوگوں میں سے مبعوث نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالےٰ اس کو اپنی قدیم سنت کے خلاف آسمان سے ہی اتارے گا یہ مانا جاتا ہے۔

(۱۱) قرآن شریف سے ثابت ہے کہ جہاد اسلام کے پھیلانے کے لئے ہرگز نہ ہوا تھا۔ بلکہ دشمنوں کے حملوں کے جواب میں ہوا تھا۔ کیونکہ اسلام میں دین کے لئے زبردستی کرنی ہرگز جائز نہیں۔ پھر بھی اس کے خلاف ابھی ویسی مسلمان کہتے ہیں کہ جہاد اسلام کے پھیلانے

[illegible] جنہیں [illegible] ہوں آپ پر اور آپ [illegible]

گذشتہ سال خاکسار نے ایک چیلنج نامی رسالہ شائع کیا [illegible] دنیا کے تمام مسلمانوں سے یہ مطالبہ کیا گیا تھا کہ اگر حضرت مرزا صاحب اس صدی کے صادق [illegible] اللہ نہیں ہیں تو دوسرا کون صادق مدعی ہے اسکو [illegible] پیش کریں اور ہم سے دس ہزار روپیہ انعام لیں۔

گو اس رسالہ کا ترجمہ اور کئی زبانوں میں شائع کیا گیا۔ کئی اخباروں کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا۔ مولوی ثناء اللہ جیسے مخالفین کو ابھارا گیا۔ مگر حق کے مقابلہ میں کھڑے ہونے کی جرأت کسی سے نہ ہو سکی اس طرح دنیا کے تمام مسلمانوں پر خدا کی حجت پھر ایکبار پوری ہوئی۔

اگر مختلف فرقوں کے مسلمان اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بہتری چاہتے ہیں تو انکو چاہئیے کہ وہ اس مامور من اللہ کو جسے اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کا واجب الاطاعت امام قرار دیا ہے۔ اس کے ماتحت ہو جائیں اور اس کی تعلیم کے مطابق پیروی کرتے رہیں۔ اس کی تعلیم کیا ہے۔ یہی کہ خدا تعالےٰ کے پاک کلاموں اور خلاف سنت عقاید و رسومات ترک کریں تا اس کے غضب سے بچیں اور ان کی صحیح پیروی کریں۔ اور دوسروں کو بھی وہی نیک نصیحت کریں۔ تا ہم پر خدا تعالیٰ کی رحمت نازل ہو۔ اور اس طرح ہم دونوں جہاں میں اس کی رضامندی کے وارث بنیں۔ حقیقی کامیابی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کئے ہوئے امام زمان کو شناخت اور اس کی صحیح پیروی کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے متعلق ایسی سخت تاکید فرمائی ہے کہ جو شخص [illegible] یا خاتم اللہ تعالےٰ کی طرف سے مبعوث کئے ہوئے امام زمان کی شناخت کئے بغیر زندگی بسر کرتا [illegible] جاہلیت مرتا ہے۔ وہ جاہل کفر و نفاق کی موت مرتا ہے

آخر میں ہم

تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کے لئے دردِ دل سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ ان کو اس اشد ضروری معاملہ کے متعلق غور اور حق کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے تا آخرت میں ان کو اس گروہ کے ساتھ ہونا نہ پڑے۔ جو بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہتے رہینگے۔ کہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر۔ یعنے اگر ہم سنتے اور سمجھتے۔ تو آج ہم دوزخ میں نہ پھینکے جاتے سلامتی ہو ان پر جو ہدایت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ فقط

خاکسار

(سیٹھ) عبداللہ الہ دین سکندرآباد دکن

چودھویں صدی کے علماء ۱۳۳۷

(از جناب شیخ محمد آصف خان صاحب [illegible] کلکٹر سہارنپور)

کسی مسئلہ کی تحقیقات کے لئے بہترین طریقہ یہی خیال کیا گیا ہے کہ اس کے متعلق کتب و تحریرات کو خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل سے مطالعہ کیا جائے خصوصاً ضد اور تعصب اور ذاتیات کو دخل نہ دیا جائے۔ اگر بات معقول ہے تو قبول کر لیجائے اور اگر معقول ثابت نہیں ہوتی تو مطالعہ کنندہ کو ہر طریقہ سے حق حاصل ہے کہ اس پر جرح اور قدح کرے۔ لیکن اگر کسی کتاب کو محض اس نیت سے دیکھا جائے کہ ہر بات اور ہر حرف پر اعتراض کیا جائے اور ہر معنی و مطلب کو کسی دغا بازی اور بے ایمانی پر محمول کیا جائے تو سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا۔ اس سے بڑھ کر دوسری حالت ہے کہ جب تعصب اور نفرت کو دل میں پہلے سے جاگزین کر کے مطالعہ کیا جائے یہاں تک کہ غنیمت ہے۔ اور ایسے علماء کی مثالیں ہر زمانہ میں پائی گئی ہیں۔ لیکن چودھویں صدی اس معاملہ میں خصوصیت رکھتی ہے۔ کتاب کو اعتراض کرنے کے لئے پڑھنا یا تعصب سے دیکھنا تو رہا بالائے طاق۔ یہاں تو اس سے بڑھ کر ایک تیسرا طریقہ علماء کی حیرت انگیز جسارت کا ہم لوگوں کے سامنے آئے دن پیش آتا رہتا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ کتاب کو پڑھا جاتا ہے اور بالاستیعاب پڑھا جاتا ہے۔ اور اشتہاروں میں عبارت نقل کی جاتی ہے۔ صحت انتخاب کے متعلق دعوے کئے جاتے ہیں۔ لیکن آگے پیچھے کی عبارت چھوڑ دیجاتی ہے سیاق و سباق کو غائب کر دیا جاتا ہے۔ موضوع و بحث کا پتہ نہیں دیا جاتا ہے۔ اور عوام کالانعام کے لئے ایک [illegible] معاملہ کی راہ کھول دی جاتی ہے۔ اگر کتاب کھولکر دیکھی جائے۔ تو وہ الفاظ ضرور ملتے ہیں۔ لیکن سیاق و سباق کے لحاظ سے۔ نوعیت مضمون کی وجہ سے ان کے معنے ہی کچھ اور ہیں۔ بحث ہی دوسرا ہے۔ موضوع ہی جداگانہ ہے پھر ایسی حالت میں ایسے صحیان کو بدترین عادات و خصائل کا کیوں نہ [illegible] کیا جائے۔ اور [illegible] صدی کے علماء کو کیوں نہ [illegible] اور وہ بیہودہ صفت کیوں نہ متصور ہوں۔

اس سے بڑھکر اور کیا بددیانتی اور فریب دہی ہو سکتی ہے کہ ایک بات کو خلاف منشائے مؤلف یا مصنف ظاہر کیا جائے۔ کیا لکھتے وقت اس کا بھی خیال نہیں ہوتا ہے۔ کہ اگر کسی نے اصل کتاب کو اٹھا کر دیکھا اور چند سطریں سیاق و سباق کی پڑھیں۔ تو وہ ہماری اس حرکت پر کیسی نفرین و لعنت کریگا۔

مثال پیش نظر ایک اشتہار ہے۔ جس کی عبارت ذیل میں نقل کی جاتی ہے اور اصل کتاب کے صفحات بھی پیش کئے جاتے ہیں :-

مشتہر یوں گل افشانی فرماتے ہیں :-

"ان نصیحت آمیز الفاظ اور پاکیزہ تعلیمات پر نظر رکھتے ہوئے غور فرمادیں کہ خود مرزا صاحب کہاں تک اسپر کاربند تھے۔ حضرت حسنین علیہ السلام جو گوشہ جگر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ہیں انکی نسبت جن اشعار میں حضرت مرزا صاحب نے اپنے خیالات بیجا کا خاکہ کھینچا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ اشعار کا ترجمہ بھی مرزا صاحب ہی کا کیا ہوا ہے" (اعجاز احمدی صفحہ ۹۶ مصنفہ مرزا غلام احمد صاحب)

وقالوا علی الحسنین فضل نفسہ
اقول نعم واللہ ربی سیظہر

ترجمہ۔ اور انہوں نے کہا کہ اس شخص سے امام حسن اور حسین بہتر تھے۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں میرا خدا عنقریب ظاہر کردیگا۔

وشتان ما بینی وبین حسینکم
فانی اؤید کل آن وانصر

ترجمہ۔ اور مجھ میں اور تمہارے حسین میں بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور مدد مل رہی ہے۔

واما حسین فاذکروا دشت کربلا
الی ہذہ الایام تبکون فانظروا

ترجمہ۔ مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کرلو۔ اب تک تم روتے ہو۔ پس سوچ لو۔

وانی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدی فالفرق اجلی واظہر

ترجمہ۔ اور میں خدا کا کشتہ ہوں لیکن تمہارے حسین دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔"

اشعار کا ترجمہ جو نوشتہ صاحب ہے مختلف مقامات سے لئے ہیں۔

حضور مسیح موعودؑ نے یہ عربی قصیدہ جس میں ایک بڑا حصہ دو نثر کا بھی شامل ہے۔ مباحثہ مُد کے بعد تحریر فرمایا۔ مخالفین کو جواب کیلئے بار بار پکارا۔ اور ان کے رگ حمیت میں جوش لانے کے لئے کوشش کی گئی۔

لیکن اب تک معاندین ساکت وصامت رہا۔ تکمیل اس کے کہ میں اشعار کے محل وقوع کی نسبت لکھوں میں یہ بھی بتلا دینا چاہتا ہوں کہ اس کتاب میں شیعہ صاحبان جنھوں نے حضرت حسین کو نعوذ باللہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا شفیع قرار دیا تھا اور تمام بنی نوع آدم سے بزرگ تر قرار دیا تھا خاص طور پر مخاطب ہیں۔ اور علی حائری صاحب جن کی طرف روئے سخن ہے۔ اور جن کے اعتراضوں کا جواب دیا گیا ہے۔ بار بار ان کا نام حاشیہ اور متن میں مرقوم ہے۔

اس امر کی زیادہ تلاش کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹائیٹل پیج پر جلی قلم سے یہ عبارت درج ہے۔ اس رسالہ میں پیر مہر علی شاہ صاحب مولوی اصغر علی ... علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام رسالہ میں مفصل درج ہے۔"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۶ پر ہم یہ عبارت بھی پاتے ہیں "... میں نے اس قصیدہ میں جو امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت لکھا ہے یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں ہے۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسینؓ جیسے یا حضرت عیسیٰؑ جیسے راستباز پر بد زبانی کرکے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور وعید من عادا ولیاً لی۔ اسکو دست بدست پکڑ لیتا ہے۔ پس مبارک وہ جو آسمان کے مصالح کو سمجھتا ہے اور خدا کی حکمت عملیوں پر غور کرتا ہے"۔ اب ہم آگے بڑھ کر اشتہار کا پہلا شعر صفحہ ۵۲ پر پاتے ہیں۔ اسی صفحہ پر اس شعر سے چار شعر اوپر یہ عبارت پاتے ہیں:۔

عفت دیار صحبتی یا ابا الوفا
بسبب دلو ہابن فرنی سیقہر

(ترجمہ) اے ثناء اللہ تو نے مُد میں ہمارے دوستوں کو رنج پہنچایا۔ گالی سے اور توہین سے پس میرا خدا عنقریب غالب ہو جائیگا

جلالک ربی ابتغی لا جلالتی
وانت تری قلبی وعزمی ونیتی

(ترجمہ) اے میرے خداوند میں تیرا جلال چاہتا ہوں نہ اپنی بزرگی اور تو میرے دل کو اور میرے مقصد کو دیکھ رہا ہے۔

الیک اردّ محامدی ردت کلہا
وما انا الا مثل ذرق یُعفرُ

(ترجمہ) میں تیری طرف ان تمام تعریفوں کو رد کرتا ہوں جن کا میں قصد کرتا ہوں اور میں نہیں ہوں مگر ایک سرگین کی طرح جو خاک میں ملایا جاتا ہے۔

اسکے بعد شعر نمبر ا مندرجہ اشتہار واقع ہوئے ہے اور پھر اسی صفحہ پر عین اس شعر کے بعد یہ مضمون ہے۔

ولکننی من امر ربی خلیفۃ
مسیح سمعتم وعدہ فتفکروا

(ترجمہ) مگر میں میرے خدا کے حکم سے خلیفہ اور مسیح موعود ہوں اب تم سوچ لو۔

فما شان موعود وما فیہ عندکم
من القول قول نبینا فتدبروا

(ترجمہ) اس مسیح موعود کی کیا شان ہے اور تمہارے پاس اسکے باب میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا کیا قول ہے۔

حدیث صحیح عندکم تقرؤنہ
فلا تکتموا ما تعلمون واظہروا

(ترجمہ) تمہارے پاس ایک حدیث ہے جس کو تم پڑھتے ہو پس جو کچھ تم جانتے ہو اس کو پوشیدہ مت کرو۔ ظاہر کرو۔

اشعار نمبر ۲ و ۳ مندرجہ اشتہار صفحہ ۶۹ پر ہیں۔ لیکن صفحہ ۶۷ پر حاشیہ پر ہم یہ عبارت پڑھتے ہیں۔ "علی حائری شیعہ کے جواب میں"

اور اسی سلسلہ میں صفحہ ۶۸ پر ہم کو یہ اشعار ملتے ہیں

حسبتم حسینا اکرم الناس فی الوری
فافضل ما فطر القدیر وفطر

(ترجمہ) تم نے حسین کو تمام مخلوق سے اچھا (بہتر) سمجھ لیا اور تمام مخلوق سے افضل سمجھا ہے جو خدا نے پیدا کئے

کان امرأ فی الناس ما کان غیرہ
وطہرہ الرحمان والغیر یغیر

ہے - ... اہل بیت کی محبت میں سرشار ہے - جو رسول کریم اور ... کے متعلقین کی محبت کو جزو ایمان سمجھتا ہے اسپر یہ الزام لگانے ہو کہ وہ حسنین کی تحقیر کرتا ہے اور اہلبیت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے - کیا تم اس شخص پر یہ الزام لگاتے ہو جس نے اللھم صل علے محمد و علے آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علے آل ابراھیم انک حمید مجید کے ورد سے یہ رتبہ پایا - کیا تم آفتاب پر تھوکنا چاہتے ہو - ہوشیار ہو کہ یہ تمہارے ہی منہ پر گریگا

آؤ ہم تم کو بتلائیں کہ اس شخص کا جسکے خیالات کو تم بے جا خیالات سمجھتے ہو - اور جس کی عبارت کو تم توہین حسین خیال کرتے ہو - اہل بیت کے متعلق کیا عقیدہ ہے تاکہ عوام جن کو تم نے اپنی عادت کے موافق واقعات پر پردہ ڈالکر دھوکا دینا چاہا ہے - دیکھیں اور سمجھیں کہ تم نے کس قدر ظلم کیا اور تم نے کسقدر دیانت کا نمونہ دکھلایا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سب سے پہلی کتاب براہین احمدیہ اٹھاؤ - صفحہ ۵۰۳ و ۵۰۴ حاشیہ نمبر ۳ در حاشیہ نمبر ... میں حسب ذیل عبارت پڑھو -

"اور ایسا ہی الہام متذکرہ بالا میں جو آل رسول پر درود بھیجنے کا حکم ہے - سو اس میں بھی یہی سِر ہے کہ افاضہ انوار الٰہی میں محبت اہل بیت کو بھی نہایت عظیم دخل ہے - اور جو شخص حضرت احدیت کے مقربین میں داخل ہوتا ہے - وہ انہیں طیبین طاہرین کی وراثت پاتا ہے ...... اس جگہ ایک نہایت روشن کشف یاد آیا ...... پھر اسی وقت پانچ آدمی نہایت وجیہ اور مقبول اور خوبصورت سامنے آ گئے یعنے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم و حضرت علی و حسنین و فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہم اجمعین ...... حضرت فاطمہؓ نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا - اور پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھے دیگئی - جس کی نسبت یہ بتایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے - جس کو علی نے تالیف کیا - اور اب علی وہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے"

لیکن ذرا غور کرو - جو شخص اہل بیت سے اس قدر روحانی تعلقات رکھتا ہو وہ کیونکر یہ گوارا کر سکتا ہے کہ ان کو ذلت و تحقیر سے یاد کرے - اچھا اگر تم کو اس سے بھی اطمینان نہیں ہے تو ازالہ اوہام اٹھاؤ - اور حصہ اول کے صفحہ ۲۸ کے حاشیہ میں یہ عبارت بغور پڑھو ...... "ایسا ہی مسیح جو اترنے والا ہے - وہ بھی مثیل مسیح ہے - اور حسینی الفطرت ہے" اسی دمشق والی تفسیر میں تم یہ بھی پاؤگے - کہ حضور مسیح موعود علیہ السلام ایک پہلو سے مثیل حسین بھی ہیں - اب اس میں تو زیادہ فکر کی ضرورت نہیں ہے - کوئی شخص اپنی اصل کو کیونکر برا کہہ سکتا ہے - اور اگر کوئی ایسا کرے - تو خود ہی برا ٹھہرتا ہے - پھر تم یہ کیونکر کہہ سکتے ہو کہ حضور مہدی مسعود خیالات بے جا کو حضرت حسین کی طرف منسوب کرتے تھے - اگر اس سے زیادہ اور صفائی کی ضرورت ہے - تو اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۸ - اکتوبر ۱۹۰۵ء پڑھو - اقتباس حسب ذیل ہے :-

"بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں - کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا ...... مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر و مطہر تھا - اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے - جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے - اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے - اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے - اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے - اور اس امام کے تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر و استقامت زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کی اقتدا کرنیوالے ہیں - جو اس کو ملی تھی - تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے - اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے - اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے -

اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے - تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے - وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے"

اے لمبے القاب والے مولویو! کیا اس کے دیکھنے کے بعد بھی تمہارے علم - فضل - دیانت اور امانت کا یہی تقاضا ہے کہ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پبلک کے سامنے ایسا جھوٹا الزام لگا کر پیش کرو - ذرا شرماؤ ذرا حیا سے کام لو - کیا تم آنکھیں رکھتے ہو - اور نہیں دیکھتے - کیا تم کان رکھتے ہو - اور نہیں سنتے - کیا تمہارے پاس دل و دماغ ہے - اور پھر نہیں سوچتے -

علاوہ ان اشعار کے ایک اور بھی شعر ہے - جو مولوی صاحبان اپنی عادت کے موافق عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں - اور وہ یہ ہے :-

کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میں نے اس شعر پر بہت غور کیا - لیکن کچھ سمجھ میں نہ آیا کہ یہ کس غرض سے پیش کیا جاتا ہے - اس میں کسی طریقہ سے توہین حسین نہیں نکلتی - اگر کوئی بات نکلتی ہے تو صرف یہ کہ وہ محبت و لذت جو بصورت رنج و محن کوچہ عرفان الٰہی میں حضرت مسیح موعود کو پیش آ رہی ہے - ان مصائب سے جو شہدائے کربلا کو نصیب ہوئی کہیں زیادہ ہے یہ شعر نزول المسیح صفحہ ۹۹ پر ہے - اور اس کا سیاق و سباق حسب ذیل ہے :-

کشتۂ او دیگر دو نہ بجز آگر
این قتیلان او بروں ز شمار
ہر زمانے قتیل تازہ بخواست

[illegible] کوئے دوم شہداست
[illegible] سعادت جدید قسمت ما
رفتہ رفتہ رسید نوبت ما
کربلائیست سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم
آدمم نیز احمد مختار
در برم جامۂ ہمہ ابرار
کارہائے کہ کرد با من یار
برتر آں دفتر است از اظہار
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بتمام
دل من برد الذت خود داد
خود مرا شد بوحی خود استادٌ
وحی او را عجب اثر دیدم
روئے آں مہر زاں قمر دیدم

ان اشعار پر غور کرنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت حسین کی کنایۃً اور اشارۃً بھی تحقیر مدنظر ہے۔ اوپر اور نیچے کے اشعار ایک عجب گہرے عرفانی رنگ میں رنگین ہیں اور اس سے اس نتیجہ کا جو مولوی صاحبان نکالنا چاہتے ہیں قبول کرنا ایک ادنےٰ سے ادنےٰ عقل والے کے لئے بھی نہ صرف دشوار بلکہ ناممکن ہے خاصکر جب سننے والے کو یہ معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عقیدہ ہے۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آلِ محمدؐ است

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۵۵)

احمدی اور غیر احمدی کا مکالمہ

(از بابو رحمت اللہ صاحب احمدی ریلوے ملازم)

چونکہ بندہ آج کل ریلیونگ ڈیوٹی پر مقرر ہے اس لئے عموماً ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کا اتفاق اور لوگوں میں تبلیغ کا موقع بفضل خدا ملتا ہے اگرچہ میں عالم تو نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود کا غلام ہونے کے باعث عموماً مخالفین کے سوالات کے جوابات اللہ تعالیٰ ایسے ایسے سمجھا دیتا ہے کہ بڑے بڑے عالم حیران رہ جاتے ہیں۔ اسلئے عام احمدی برادران کی تحریک کے لئے رقم کرتا ہے تاکہ انہیں واضح ہو جاوے کہ قرآن شریف اور حضرت مسیح موعود کی کتب کو مدنظر رکھ کر اگر مخالفین کو جواب دیا جاوے۔ تو ضرور یا تو خاموش ہو جاتے ہیں یا مان جاتے ہیں۔

لدھیانہ میں جہاں پہلے پہل حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت شروع کی تھی۔ مجھے آج کل منشی محمد شاہ صاحب ہیڈ تقلنویس سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ سابق کوئی جان پہچان نہ تھی۔ میرے ہاتھ میں سپارہ اوّل اردو و انگریزی مجلد تھے۔ جن کو دیکھ کر منشی صاحب یوں گویا ہوئے۔

غیر احمدی:۔ (سپارہ ہاتھ میں لیکر یہ کیا ہے اور دیکھ الشکر) ہاں ہاں خوب سمجھ گیا۔ آپ احمدی ہیں۔

احمدی:۔ بے شک میں احمدی ہوں۔ کیا آپنے بھی حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کو پڑھا ہے۔

غیر احمدی۔ ہاں مینے خوب پڑھا ہے۔

احمدی۔ خوب! پڑھنے کے بعد آپ کس نتیجہ پر پہنچے ہیں؟

غیر احمدی۔ میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ مرزا صاحب اس زمانہ کے ایک جید عالم تھے۔ لیکن میں ان کے دیگر دعاوی کو نہیں مانتا۔

احمدی۔ کیوں جناب! دیگر دعاوی کے ماننے میں کیا نقص [illegible] آتا ہے۔

غیر احمدی:۔ کیا مرزا صاحب کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے تھے۔ جو وحی الٰہی کے دعویدار بنتے ہیں۔

احمدی۔ جنابمن کیا وحی بھی صرف جناب جبرائیلؑ کی بوساطت سے ہو سکتی ہے یا اور کسی طرح بھی؟

غیر احمدی۔ صرف بوساطت حضرت جبرئیل علیہ السلام

احمدی۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف سورہ حم سجدہ سیپارہ ۲۴ رکوع ۱۸ میں فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

یعنے کچھ شک نہیں کہ جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب تو اللہ ہی ہے۔ اور اسی حالت پر جمے رہے۔ ان پر فرشتے اترتے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ اب خوف نہ کرو اور دل میں رنجیدہ نہوں اور خوشخبری سن اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ ہو چکا ہے۔

دیکھئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے جنہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہی ہے۔ ان پر فرشتے بشارتیں لاتے ہیں۔ جو خدا کی طرف سے ہوتی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ امر بہت زور شور سے جاری ہوا۔ اور بے شمار ملہمین ہر زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ اور یہ الہام کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا اور پھر اللہ تبارک و تعالےٰ ایک اور جگہ قرآن شریف پارہ ۱۴ رکوع میں فرماتا ہے۔ وَاَوْحٰى رَبُّكَ اِلَى النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِيْ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُوْنَ۔ یعنی وحی بھیجی تیرے رب نے شہد کی مکھی کی طرف کہ پہاڑوں میں گھر بنائے اور درختوں پر چھتریوں پر۔

اب غور فرمائیے کہ انسان جبکہ اشرف المخلوقات ہو اس کو تو الہام نہ ہو اور شہد کی مکھی کو ہو۔ انسان شہد کی مکھی سے بھی کم ہے۔

غیر احمدی (لاجواب اور شرمندہ ہو کر) آپ ہمارے عقائد کو بدل نہیں سکتے۔

احمدی۔ بے شک کسی کے عقائد کو کوئی نہیں بدل سکتا

...کر پہنچانا ہمارا فرض اولین ہے۔ آئندہ
...ہے۔ آپ نہیں یا نہ مانیں ہم نے حجت

...۔ ابھی ہم مرزا صاحب کو آپ لوگوں سے
...یں یہاں ہی اکرر ذکر کرتے تھے۔ اور
...بیعت کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ ایک شخص جو
...الہام گھڑتا تو ہمارے ایک دوست نے
...انگریزی میں آپ کا الہام نہیں چلیگی۔
...ہ آپ کی اپنی زبان ہے۔ اس میں الہام
...۔ اس کے بعد سے مرزا صاحب نے انگریزی
...ہونا چھوڑ دیا۔
...۔ جناب نیک بختوں کی صحبت میں رہ کر
...ہونا بدبختی کی علامت ہے۔ دیکھئے ابوجہل
...مدتوں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
...ملتے رہے۔ اگر انہوں نے نہیں مانا۔ تو
...صادق کی شان میں فرق نہیں آسکتا۔
...ا صاحب چونکہ تمام جہان کے لئے اپنے
...آئے۔ اگر ان کو کسی دوسری زبان میں
...تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ دیکھئے حضرت
...اللہ علیہ وسلم کو بھی تو بزبان فارسی الہام
...وہو ہذا :۔
...شتِ خاک را گر نہ بخشم چہ کنم"
...ی جھوٹ ہے کہ جب مرزا صاحب نے
...بیعت لی۔ اسوقت ہی پہلا الہام انگریزی
...اس سے پہلے بھی کئی انگریزی الہام
...یہ میں درج کر چکے تھے۔ اور بعد کے بھی
...الہامات انگریزی میں ہیں۔ جو کہ سچے ہوئے
...ہیں اور ہونگے۔ اگر بناوٹی ہوتے تو

...حقیقت الوحی صفحہ ۱۸۹ حاشیہ اخیر سطر۔ مولوی
...صاحب احمدی نو مسلم نوی جنہوں نے کہا تھا
...سی کتاب میں یہ بات نہیں لکھی۔ غور فرما دیں

پورے نہ ہوتے۔

غیر احمدی۔ ہم حنفی مذہب پر اپنے آباؤ اجداد سے ٹھیک چلے آتے ہیں۔ ہمارا کوئی غلط عقیدہ نہیں ہے۔

احمدی۔ آپ کا یہ قول وہی پہلے زمانہ کے منکروں والا ہے۔ لیجئے آپ کو اس کا جواب بھی پہلے زمانہ والا ہی دیا جاتا ہے۔ جو کہ منکران نبوت کو خدا کی طرف سے دیا گیا تھا۔

واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ و الی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اباءنا اولو کان اباءھم لا یعلمون شیئا ولا یھتدون

یعنے جب کہا جاتا ہے کفار کو کہ آؤ خدا و رسول کی طرف تو کہتے ہیں ہمارے لئے ہمارے باپ دادا کا عقیدہ کافی ہے۔ اگرچہ ان کے آباؤ اجداد جاہل ہوں اور گمراہ۔

غیر احمدی۔ پہلے مرزا صاحب عام لوگوں کی طرح آسمان پر مسیح علیہ السلام کو کہتے رہے۔ پھر خود ہی مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کرکے موعود بن گئے۔

احمدی۔ جانمن! یہی تو صداقت کی نشانی ہے جب تک خدا سے الہام نہیں ہوا وہ پہلے ہی عقیدہ پر رہے۔ مگر جب متواترہ الہام اس بارہ میں ہوئے۔ تو ان کو مان کر دنیا میں صداقت کو ظاہر کرنا پڑا۔ اصل میں لوگوں نے پہچان تو لیا۔ مگر ضد سے مرزا صاحب کو نہیں مانا۔ جیسا نبی کریم کی بعثت ہوا سے پہلے تو لوگ رو رو کر دعائیں کرتے رہے کہ ہمارے دین کی مدد کو کوئی نیک بندہ خدا کی طرف سے آوے۔ مگر جب آیا۔ اور انہوں نے پہچان بھی لیا۔ تو قبول نہ کیا۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الذین اٰتینھم الکتٰب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم الذین خسروا انفسھم فھم لا یومنون۔ پھر فرمایا۔ الذین اٰتینھم الکتب

یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم لیکتمون الحق وھم یعلمون۔

سو جناب سن! میں بھی خدا کے کلام میں آپکو کہتا ہوں الحق من ربک فلا تکونن من الممترین۔ (باقی...)

آہ! مظہر الحق!!

(از مولوی محفوظ الحق صاحب علمی)

روحانیت کے رشتہ اور احمدیت کے تعلق نے میرے جذبات کو ابھارا۔ دیا۔ میں محزون ہوا۔ غمگین ہوا۔ میری روح مضمحل ہوئی۔ دل کملایا کہ عزیز مظہر الحق کیا ہوا۔ میں اسی دریغ میں ڈوبا ہوا تھا کہ عالم غیب سے الٰہی رحمت نے کہا خوش ہو۔ محمدی شفقت نے فرمایا شاد ہو۔ احمدی برکت نے ندا دی۔ غم والم نکر۔ وہ نوجوان پشاوری مسیح کے پاک نفس سے زندہ ہوا وہ محمدی تجلیات پر مرکر حیات جاوید کا وارث بنا۔ وہ احمدی جلووں میں محو ہوکر خدا کے مسیح کے روحانی پاک دربار میں حاضری دیتا ہوا بارگاہ حق ربانی میں پہونچ کر شاد کام ہوا۔ وہ مرا نہیں بلکہ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

وہ مبارک ہوا۔ کیونکہ اس نے خدا کے پاک مسیح کے دامن کو نہ چھوڑا۔ اگرچہ اس سے اسکے عزیز قریب رشتہ دار چھوٹے۔ وہ جوان صالح ہمت کا بھی جوان تھا۔ خدا نے اسکی قربانیاں قبول کیں۔ اور اُسے مقبول بناکر اپنے دربار میں بُلایا۔ الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب سچ ہے۔ اور حبیب کبریا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الموت تحفۃ المومن۔ مبارک ہے وہ جسے خدا نے تحفہ دیا۔ الٰہا! جس طرح تو نے اسے دنیا میں اپنی راہ وصال بتائی۔ آئندہ بھی اُسے اپنی خاص رحمت وکرامت سے نواز اور اسکی قبر کو لطف و مہر کے پھولوں سے مہکا دے اور قیامت کے دن اُسے اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مسیح موعودؑ کی اپنی جماعت کو نصیحت

چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے۔ بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالےٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر ان کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنے یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے۔

اس گورنمنٹ نے ایسا ہی تمہیں اپنے سایہ پناہ کے نیچے لیا۔ جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو کہ عیسائی تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ میں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا۔ جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں بلکہ میں انصاف اور ایمان کے رُو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکر گذاری کروں۔ اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لئے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا۔ جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بدذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں [illegible] جاتے ہیں اور اسکے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکر گذار نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ ھل جزاء الاحسان الا الاحسان۔ یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے۔ کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو۔ اور تم یقیناً سمجھو کہ خدا تعالےٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لئے ہی اس ملک میں قائم کی ہے۔ اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے۔ تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دیگی سو انگریزی سلطنت تمہارے لئے ایک رحمت ہے تمہارے لئے ایک برکت ہے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے تمہاری وہ سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو۔

۔۔ مئی ۱۹۰۷ء

میری تمام جماعت جو اس جگہ حاضر ہیں یا اپنے مقامات میں بود و باش رکھتے ہیں اس وصیت کو توجہ سے سنیں کہ وہ جو اس سلسلہ میں داخل ہو کر میرے ساتھ تعلق ارادت اور مریدی کا رکھتے ہیں۔ اس سے غرض یہ ہے کہ تا وہ نیک چلنی اور نیک بختی کے اعلیٰ درجہ تک پہنچ جائیں۔ اور کوئی فساد اور شرارت اور بدچلنی ان کے نزدیک نہ آسکے۔ وہ پنجوقت نماز جماعت کے پابند ہوں وہ جھوٹ نہ بولیں وہ کسی کو زبان سے ایذا نہ دیں وہ کسی قسم کی بدکاری کے مرتکب نہ ہوں۔ اور کسی شرارت اور ظلم اور فساد اور فتنہ کا خیال بھی دل میں نہ لاویں غرض ہر ایک قسم کے معاصی اور جرائم اور ناکردنی اور ناگفتنی اور تمام نفسانی جذبات اور بے جا حرکات سے مجتنب رہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے پاک دل اور بے شر اور غریب مزاج بندے ہو جائیں اور کوئی زہریلا خمیر ان کے وجود میں نہ رہے۔ گورنمنٹ برطانیہ جس کے زیر سایہ ان کے مال اور جانیں اور آبروئیں محفوظ ہیں۔ بصدق دل اس کے وفادار تابعدار رہیں اور تمام انسانوں کی ہمدردی ان کا اصول ہو اور خدا تعالیٰ سے ڈریں۔ اور اپنی زبانوں اور اپنے ہاتھوں اور اپنے دل کے خیالات کو ہر ایک ناپاک اور فساد انگیز طریقوں اور خیانتوں سے بچاویں۔ اور پنجوقتہ نماز کو نہایت التزام سے قائم رکھیں اور ظلم اور تعدی اور غبن اور رشوت اور اتلاف حقوق اور بے جا طرفداری سے باز رہیں۔ اور کسی بدصحبت میں نہ بیٹھیں۔ اور اگر بعد میں ثابت ہو کہ ایک شخص جو ان کے ساتھ آمد و رفت رکھتا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے احکام کا پابند نہیں ہے یا اس گورنمنٹ محسنہ کا خیرخواہ نہیں ہے یا حقوق عباد کی کچھ پرواہ نہیں رکھتا اور یا ظالم طبع اور شریر مزاج اور بدچلن آدمی ہے اور یا یہ کہ جس شخص سے تمہیں تعلق بیعت اور ارادت ہے اس کی نسبت ناحق اور بے وجہ بدگوئی اور زبان درازی اور بدزبانی اور بہتان اور افترا کی عادت جاری رکھ کر خدا تعالےٰ کے بندوں کو دھوکہ دینا چاہتا ہے۔ تو تم پر لازم ہوگا کہ اس بدی کو اپنے درمیان سے دور کرو اور ایسے انسان سے پرہیز کرو۔ جو خطرناک ہے۔ اور چاہیئے کہ کسی مذہب اور کسی قوم اور کسی گروہ کے آدمی کو نقصان رسانی کا ارادہ مت کرو اور ہر ایک کے لئے سچے ناصح بنو اور چاہیئے کہ شریروں اور بدمعاشوں اور مفسدوں اور بدچلنوں کو ہرگز تمہاری مجلس میں گذر نہ ہو۔ اور نہ تمہارے مکانوں میں رہ سکیں۔ کہ وہ کسی وقت تمہاری ٹھوکر کا موجب ہونگے۔

یہ وہ امور اور وہ شرائط ہیں جو میں ابتدا سے کہتا چلا آیا ہوں۔ میری جماعت میں سے ہر ایک فرد پر لازم ہوگا۔ کہ ان تمام وصیتوں کے کاربند ہوں۔

۲۹ مئی ۱۸۹۸ء

([illegible] ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایم قاسم علی پرنٹر و پبلشر نے فاروق منزل سے شائع کیا)

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۸ مئی ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۷

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیر و عافیت ہیں حضور نے ۶۔ مئی (منگل) قرآن کریم کا درس صبح کے وقت دیا۔

۲۔ سلسلہ کا کام نہایت سرگرمی سے حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح ہو رہا ہے۔
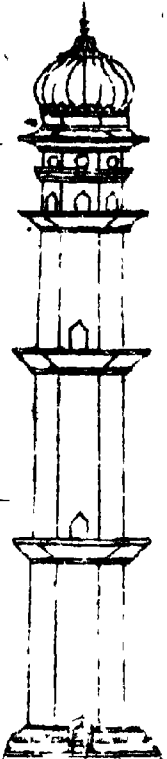
۳۔ عزیز مشتاق احمد کی طبیعت تاحال علیل ہے احباب بتوجہ خاص درد دل سے اس بیمار بچے کے لئے دعا فرماویں۔

نظارت امور عامہ کی تندہی

دل میں زیر ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ احمدیہ جماعت کی تمام انجمنوں کو یہ ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے اپنے علاقوں میں خاص آدمی مقرر کر کے ان غلط افواہوں کی تردید کریں۔ جو بعض اشرار سادہ مزاج لوگوں میں پھیلا پھیلا کر شورش پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ اسی حکم کی ماتحت یہاں سے ۳۸ آدمی ضلع گورداسپور کی چاروں تحصیلوں میں بھجوائے گئے۔ جنہوں نے اپنی خدمات متعلقہ کو محض اللہ کے لئے نہایت سرگرمی سے ادا کیا۔ ان احباب کے ناموں کی فہرست یہ ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔

تحصیل گورداسپور۔ شیخ الدین صاحب امیر قافلہ (سیالکوٹ)۔ شیخ نور الدین صاحب امرتسری۔ شیخ محمد الدین صاحب نو مسلم مولوی سکندر علی صاحب۔ بھائی خیر الدین صاحب۔ میاں عبد اللہ صاحب افغان۔ مولوی چراغ الدین صاحب نو مسلم مولوی ظفر اسلام صاحب۔ میاں غلام قادر صاحب۔

تحصیل بٹالہ۔ ماسٹر محمد زمان صاحب۔ امیر قافلہ۔ مولوی رحمت علی صاحب۔ ماسٹر علی محمد صاحب۔ مولوی ظہور حسین صاحب۔ میاں احمد الدین صاحب زرگر۔ مرزا اسلام اللہ صاحب۔ میر مہدی حسین صاحب۔ مستری عبد الرحمن صاحب۔ ماسٹر امجد خان صاحب۔

تحصیل شکر گڑھ۔ میاں نظام الدین صاحب امیر قافلہ میاں عبد الکریم صاحب گجراتی۔ مستری دین محمد صاحب۔ سید حسن شاہ صاحب۔ بھائی عبد الرحمن صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۸ - مئی ۱۹۱۹ء

ہمارا امام اور اسکا کام

(رقم زدہ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم رضی اللہ عنہ)

حضرت مرزا صاحب نے سنہ ۱۸۹۰ء سے کارروائی شروع کی۔ انہوں نے اس خصوص میں وہ طریق اختیار کیا کہ آج تک کسی سے نہیں ہو سکا۔ معقولی قوم کے سمجھانے کے لئے مسیح کی وفات کو فلسفیانہ اسلوب اور ڈھنگ پر جدا بیان کیا۔ اور تمام مسلمات و الفاظ قرآنی کو بحال رکھ کر اور احادیث صحیحہ ثابتہ کو قائم رکھ کر منقولی طرز پر جدا ثابت کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے اس بارہ میں ایسی مبسوط بحثیں کی ہیں۔ اور ایسے چبھتے ہوئے اور متواتر تحریریں لکھی ہیں کہ اس وقت لاکھوں اشتہارات شائع و ذائع ہو چکے ہیں۔ گھر کی کنواری لڑکیوں تک واقف ہو گئی ہیں۔ کہ مسیح اسرائیلی نبی اور انبیاء کی طرح فوت ہو گیا ہے۔

آن پڑھ دیہات میں عالم فاضل میں ہر ایک متنفس میں غل مچ گیا۔ اور زمین سے آسمان تک شور پڑ گیا کہ عیسائیوں کا خدا یسوع مسیح مر گیا۔ مر گیا۔ اور اب کسی کے جلانے سے وہ زندہ نہیں ہو سکتا۔ یہ ساری کارروائی کس نے کی؟ یہ سب اصلاح کس کی ذات سے ہوئی۔ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد قادیانی کی ذات والا صفات سے۔ جن کی فطرت میں [illegible] ریفارمیشن کا مادہ خدا کی طرف سے ودیعت رکھا گیا تھا۔

یہ ایک غور طلب بات ہے۔ بہت سے لوگ ہیں۔ جو شراب نہیں پیتے۔ اسلئے نہیں کہ خدا کی مخالفت اور گناہ ہے۔ بلکہ طبعاً۔ اور بہت لوگ ہیں جو شراب کی بیخ کنی کے لئے بڑی بڑی اسپیچیں دیتے۔ تحریروں اور تقریروں سے شراب کی مذمت کیا کرتے ہیں لیکن وہ اس کے استیصال کے لئے سچا جوش پیدا نہیں کر سکتے ان کی ریفارمیشن بالکل تھوڑے ہی دنوں تک محدود رہتی اور آخر کار تھک کر رہ جاتے ہیں۔ طبعی جذبات کے اظہار کے لئے کبھی سچا جوش پیدا نہیں ہو سکتا۔ بخلاف ان لوگوں کے جو خدا سے قوت پاکر اور مامور من اللہ ہو کر ریفارمیشن کا بیڑا اٹھاتے۔ اور ایسا فوق العادت استقلال ظاہر کرتے ہیں کہ نہیں ٹلتے نہیں تھکتے اور کبھی نہیں ہارتے۔ جب تک اس اصلاح کو دنیا میں قائم نہ کر جائیں۔ دنیا میں جن لوگوں نے کسی ناپاک عادت کے استیصال کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اور آخر کار اس ناجائز حرکت کو اڑا دیا ہے۔ وہ ہمیشہ اسی قسم کے راستباز تھے کہ ایک بات پر ایسے اڑے۔ ایسا استقلال دکھلایا کہ دنیا کے کسی طرح یا دھمکی سے ان کے ارادہ کو ذرا تزلزل نہ آیا۔ اور بے شک اسی ریفارمیشن سے پھر ایسے عمدہ نتیجے اور پاکیزہ چشمے پیدا ہوئے۔ کہ ساری دنیا ان کے روحانی فیضان سے سیراب ہو گئی۔ اور اہل دنیا کے سامنے ایک نئی زمین اور نیا آسمان بنا کر دکھا دیا ؛

مجددین الٰہی اور مامور من اللہ لوگ جن کا سرچشمہ روح و راستی ہوتا ہے وہ کبھی کسی ریفارمیشن یا تجدید کا ارادہ کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی ٹلتے ہی نہیں۔ لوگ لاکھ جتن کریں۔ کتنی ہی جان توڑ کوشش کریں وہ اپنے ارادہ سے ڈگمگانا جانتے ہی نہیں۔ ان کو کوئی ترغیب یا ترہیب ارادہ حقہ کے اتمام و اکمال سے ہرگز ہرگز روک نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ نادان مجددین کو مجنون کہنے لگتے ہیں۔ جیسے کہ ہمارے رسول اکرم صلعم کو بھی کہا گیا۔ انک لمجنون۔

لیکن جاننا چاہئے کہ مجنون سے مراد وہی ہوتی ہے کہ سودائی یا دیوانہ نہیں تھے۔ جیسا اصولوں میں وہ خیال دوڑاتے میں اِدھر اُدھر پھرتے ہیں۔ کافر دنیا تو آنحضرت صلعم کی نسبت کچھ نہیں کہہ سکتے تھے۔ کیونکہ وہ دیکھتے تھے کہ آپکی اخلاقی تعلیم ایسی اعلےٰ درجہ کی ہے کہ کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ دانشمند اور حکیم بھی ایسی تعلیم نہیں دے سکتا اور نہ دیوانہ کی بات کا کوئی ٹھکانا ہوتا ہے۔ مجنون کی ایسی فطرت ہی نہیں ہوتی کہ ایک بات پر قائم رہے جیسے اس کی مزاج میں سراسیمگی ہوتی ہے۔ ویسے ہی اس کے اخلاق و عادات میں بھی استقلال نہیں ہوتا۔ اور حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا استقلال تو ایسا پکا اور مضبوط تھا کہ دنیا میں اس کی نظیر ممکن ہی نہیں کفار نے آپ کو دھمکیاں دیں۔ مال و دولت کا لالچ دیا۔ اپنا بادشاہ بنانا چاہا۔ اطاعت اختیار کرنی چاہی اعلےٰ سے اعلےٰ خاندان کی عورت نکاح میں دینے کی آرزو ظاہر کی۔ اور کوئی دقیقہ ترغیب یا ترہیب کا اٹھا نہ رکھا۔ مگر آنحضرت صلعم کے عزم و ارادہ میں فطرتاً لغزش نہ آئی۔ اور آپ نے صاف فرما دیا کہ اگر آفتاب میرے داہنے ہاتھ اور ماہتاب بائیں ہاتھ پر رکھ کر دیا جائے۔ تاہم میں اپنا فرض ہرگز ہرگز چھوڑ نہیں سکتا اور نہ کبھی اس بات کی امید رکھنی چاہئے ؛

پس جب حضرت رسول کریم کا یہ استقلال اور عزم بالجزم تھا۔ تو ان معنوں سے تو کافر آنحضرت صلعم کو مجنون ہرگز نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ ان کی بات کا کوئی ٹھکانہ نہیں یا ان کے ارادہ میں کوئی ثبات نہیں۔ پس وہ آنحضرت صلعم کو مجنون ایک اور معنے میں کہتے تھے یعنی کہ دھنی آدمی ہے۔ ایک بات کے ایسے پیچھے پڑا ہے کہ ہرگز اسے چھوڑنا نہیں چاہتا۔ اللہ تعالےٰ نے بھی اس صادق مصدوق مامور من اللہ کو یہی فرمایا تھا۔ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین کہ اپنے خدا کی ربوبیت قائم قائم کر۔ اور ایسا فوق العادت استقلال و ثبات دکھا کہ تمہارے حرکات و افعال میں فرق نہ آنے ... آواز جو شروع میں ہے کہ اندر آپ کے ...

[illegible] جنگ [illegible] کے منصوبے ہوکر [illegible] کی ترکیبات پیش کی [illegible] سارا عرب آپ کی مخالفت میں [illegible] میں سے کوئی بات بھی آپ کی اس ہی [illegible] نہ سکی۔ پھر جب مدینہ میں آپ کی عادت [illegible] مقام کفار فی النار بئس المستقر ہو گئے۔ اور [illegible] ہو گیا۔ اور کوئی روک باقی نہ [illegible] وقت بھی وہی آواز یعنی کلمہ طیبہ اُس پاک رسول کی زبان پر تھا۔ یہ فوق العادت استقلال خلق عادت استقامت حقیقت میں اسلامی سیاست اور دنیا کے چال چلن کو تبدیل کرنے کے لئے ضروری اور نہایت ضروری تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ میں اسلام کی ابتدائی حالت میں فرمایا تھا کہ یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات و برزوا للہ الواحد القہار۔ قریب ہے کہ وہ دن آجائے۔ جب کہ یہ زمین و آسمان بدلکر نیا آسمان و زمین ہو جائے۔ سو ایسا ہی ہوا۔ وہی زمین جس پر ناقوس بجتے تھے۔ لات و عزیٰ اور دیگر دیوتاؤں کی پوجا ہوتی تھی۔ آفتاب۔ ماہتاب اور ستارے تا اپنے جاتے تھے۔ وہاں سب جگہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی آواز آنے لگی۔ جہاں شراب۔ زنا کاریاں۔ علانیہ فسق و فجور اور نہایت ناپاک اور گندے کام ہوتے تھے وہاں خدا تعالےٰ کی سچی توحید قائم ہونے کے بعد سچا تقویٰ و طہارت پھیل گیا۔ سب لوگ یبیتون لربہم سجدا و قیاما کے مصداق ہوئے [illegible] جنوبہم علی المضاجع یدعون ربہم خوفا [illegible] جلود الذین یخشون ربہم [illegible] سے۔ اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible] ایک نیا آسمان اور نئی زمین ہو گئی وہ آسمان [illegible] فضل و رحمت و الہام و بشارات [illegible] آنحضرت صلعم کے سچے

استقلال اور پاک استقامت کی بدولت ہوا۔ الغرض یہ ہے کہ بہت بڑی ضروری بات اصلاح خلق کے قائم کرنے کے لئے سچا استقلال اور فوق العادت عزم ہے کہ اس مصلح کو لالچ یا ترغیب یا ترہیب اپنے ارادہ سے دھیما نہ کر سکے۔ ایسا کھڑا ہو کہ کوئی باد تند یا صرصر اسے ہلا نہ سکے ❊

نصائح فاروقی

ہو سکے کس سے بیان مدح و ثنائے فاروق
حق تعالےٰ کو بھی بھاتی ہے ادائے فاروق

(۱) آپ اپنے اختیار میں رہنا چاہو تو اپنا راز چھپاؤ ❊ بستر راز دل کہکر ذلیل و خوار ہوتا ہے
نکل جاتی ہے جب خوشبو تو گل بیکار ہوتا ہے

(۲) جس کی طرف سے تمہارے دل میں نفرت اور بغض ہو اس سے ڈرتے رہو ❊

(۳) آج کے کام کو کل پر نہ چھوڑو۔ قوت عمل اسی کا نام ہے۔

(۴) جو برائی سے بالکل واقف نہیں وہ برائی میں مبتلا ہوگا

(۵) دوسروں کی نظروں میں اپنے آپ کو نہ بھول جایا کرو گویا اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم

(۶) تھوڑی سی دُنیا اختیار کرو تو آزادانہ بسر کرو گے

(۷) گناہ کا ترک کر دینا آسان ہے۔ مگر توبہ کرنا بڑا مشکل کام ہے

(۸) خدا اس شخص کا بھلا کرے جو میرے عیب مجھ پر ظاہر کرے

(۹) امانت اس کا نام ہے کہ ظاہر و باطن میں باہم مخالفت نہ ہو

(۱۰) جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اسے بچاتا ہے۔

(۱۱) اے لوگو! علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ علم ایک چادر ہے جو خدا طالب علم کو اوڑھا دیتا ہے۔

(۱۲) جو علم حلال و حرام سے خبر رکھتا ہو۔ اس کی موت ان ہزار عابدوں کی موت سے زیادہ افسوسناک ہے جو قائم اللیل اور صائم النہار ہوں۔

(۱۳) تین مسلمانوں کے حق میں کسی بات کو اتنا خوفناک نہیں سمجھتا۔ جتنا کہ ایک منافق عالم ہوتا ہے جس کا علم اسکی زبان پر ہو اور دل جاہل ہو۔

(۱۴) ناموری اور شہرت۔ ریا و سرکشی کے لئے علم حاصل کرنا فضول ہے۔ جب حاصل کرنے پر مستعد ہو جاؤ۔ تو پھر اسکی طلب میں شرم کرنا بے وقوفی ہے ❊

(۱۵) عقل کے بغیر سرداری اور بادشاہی نہیں ہو سکتی۔

(۱۶) علم نجوم کو بحر و بر میں راہ تلاش کرنے کے لئے سیکھو اور کسی غرض سے نہ سیکھنا ❊

(۱۷) کسی کی تعریف کرنا (اس کے سامنے ناقل) اسے ذبح کر ڈالنا ہے

(۱۸) زیادہ ہنسنے والے کی ہیبت کم ہو جاتی ہے۔ اور تمسخر کرنے والے کو لوگ خفیف سمجھنے لگتے ہیں ❊

(۱۹) بڑی گمراہی اس سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی کہ آدمی دوسروں پر وہ تہمت دھرے۔ جس کا مرتکب خود بھی ہوتا ہو اور جو عیب اپنے میں ہوں۔ انکی بابت اوروں کو مطعون کرتا پھرے اور فضول باتوں میں وقت ضائع کرتا ہو۔

(۲۰) جو شخص حرص و طمع۔ ہوا و ہوس اور غضب سے بچا اس نے نجات پائی ❊

(۲۱) مسلمانوں کی تواضع یہ ہے کہ پہلے انہیں سلام کرے مجلس میں کمتر جگہ پر بیٹھے اور خوشامد کو بُرا سمجھے۔

(۲۲) طمع فقر ہے اور بے غرضی غنا ہے۔

(۲۳) فاجر کی صحبت میں نہ بیٹھو۔ نہ اپنا راز اس پر ظاہر کرو کیونکہ۔ صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

(۲۴) نیک آدمیوں سے مشورہ لیا کرو۔

(۲۵) اپنے نفسوں سے حساب لیا کرو۔ قبل اسکے کہ تمہارا حساب لیا جاوے ❊

(۲۶) توبۃ النصوح کے معنی یہ ہیں کہ بُرے کام سے ایسی توبہ کی جائے کہ آدمی پھر اسکی طرف منہ نہ کرے۔

(۲۷) اپنے بھائی مسلمان کی بات کا جب تک تمہیں کوئی اچھا مطلب نظر آوے۔ اُسے شرارت نہ سمجھو۔

(۲۸) تین چیزیں تیری دوستی کو تیرے بھائی کے دل میں پختہ کر سکتی ہیں۔ جب وہ تیرے سامنے آئے سلام کرنے میں سبقت کر۔ اسکو پسندیدہ نام سے بلایا کر۔ جب وہ تیرے پاس آئے

یہی مجلس میں اس کے لیے بچا ذبح کر دیا کر۔

(۲۹) آدمی تین قسم کے ہوتے ہیں (۱) کامل وہ صاحب الرائے ہوتے ہیں۔ جو لوگوں سے مشورہ تو لیا کریں۔ گمان کی رائے کو تولتے اور غور سے کچھ توجہ کیا کرتے ہوں (۲) کاہل جو خود رائے ہوا اور دوسروں سے مشورہ نہ لے (۳) لاشے۔ جو نہ خود عقلمند ہو اور نہ دوسروں کی رائے لے۔

(۳۰) خشوع دل سے ہوا کرتا ہے۔ جو آدمی لوگوں کو دکھانے کے لئے اپنا خشوع ظاہر کرے وہ منافق ہے۔

(۳۱) سات سال میں لڑکے کے دانت نکلتے ہیں۔ چودہ برس کا ہو کے بالغ ہو جاتا ہے۔ اکیس برس کی عمر میں قد پورا ہوتا ہے۔ ۲۸ سال میں پوری عقل آتی ہے۔ اور چالیس برس کا ہو کر کامل آدمی بنتا ہے۔

(۳۲) احمق نفع کے ارادہ سے بھی نقصان کر بیٹھتا ہے۔ اسکی دوستی سے بچتے رہنا۔

(۳۳) چار چیزیں واپس نہیں آتیں۔ (۱) منہ سے نکلی ہوئی بات (۲) امر واقع شدہ (۳) کمان سے نکلا ہوا تیر (۴) گئی ہوئی عمر۔ رُباعی

دنیا ہم نے سارے فانی دیکھی
ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو آکے نہ جائے بڑھاپا دیکھا
جو جاکے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

(۳۴) جو شخص تمہارے عیب تم پر ظاہر کرتا رہے اسے اپنا سب سے بڑا دوست سمجھو۔

(۳۵) جو شخص نماز کو ضائع کرے وہ دیگر حقوق فرعی الٰہی کو زیادہ ضائع کریگا۔

(۳۶) اگر دنیا میں تین باتیں نہ ہوتیں تو زندگی بسر کرنا اچھی تھی اوّل جہاد کے لئے سفر۔ دوسرے اللہ کے واسطے سجدہ میں پیشانی رکھنا تیسرے اُن لوگوں کی ہمنشینی جو عمدہ کلام سنکر اسپر عمل کرتے ہیں۔

(۳۷) میں اس کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتا کہ میری فقیری میں گذرے یا امیری میں کیونکہ معلوم نہیں کہ کس میں بہتری ہے۔

(۳۸) ہر ایک بلا میں اللہ کی چار نعمتیں ہوتی ہیں۔ اوّل دین میں درجہ بڑھتا ہے۔ دوسرے اس سے بڑی کوئی مُصیبت سر سے ٹل جاتی ہے۔ تیسرے خدا کی مرضی پر راضی ہونے کا موقع ملتا ہے۔ چوتھے اسپر ثواب کی امید ہوتی ہے۔

(۳۹) عالموں کی صحبت میں بیٹھا کرو۔ انکی نصیحت دل میں اثر کرتی ہے۔ اور بڑے بڑے گناہوں کی معافی کا سامان ہو جاتا ہے۔

(۴۰) خالص دوست نعمت غیر مترقبہ ہے اگر تمہاری خوش قسمتی سے تمہیں نصیب ہو جائے تو اسے غنیمت سمجھو۔

(۴۱) خوشدلی اور خوشحالی تمام نعمتوں میں سے ایک نعمت ہے۔

(۴۲) کوئی آدمی کوئی کام پتھر کے بیچ میں کرے جس میں کوئی دروازہ اور سوراخ یا روشندان نہ ہو تاہم وہ کام جیسا ہو گا لوگوں میں پھیل جاوے گا۔

(۴۳) کبھی کبھی الگ ایک کونے میں بھی بیٹھا کرو کہ عزلت بُری باتوں سے بچنے کے لئے بہتر ہے۔

(۴۴) ہر بات میں متوسط درجہ اختیار کرو۔

(۴۵) اُستادوں کی تعظیم کیا کرو تو تمہارے شاگرد تمہاری بھی تعظیم کرینگے۔

(۴۶) کثرت عیال اور قلت مال سخت بلا ہے۔

(۴۷) جہاد (خدا کی راہ میں دین کیلئے کوشش کرنا) سمندر ہے۔ اور سب اچھے کام اسکے مقابلہ میں قطرہ

(۴۸) بھلائی کا حکم کرنے اور برائی سے منع کرنے کے آگے جہاد اور تمام نیک کام بھی مثل قطرہ کے ہیں۔

(۴۹) خواص کو عوام کے گناہوں کے باعث عذاب نہیں ہوتا مگر اس وقت جبکہ انکے سامنے گناہ کئے جائیں اور وہ منع نہ کریں اور منع کرنے کی قدرت رکھتے ہوں۔

(۵۰) عالم کی لغزش غضب کی بات ہے اس سے دین منہدم اور مخلوق گمراہ ہو جاتی ہے۔

خاکسار حافظ سلیم احمد خان احمدی اٹاوی
مدرسہ احمدیہ قادیان دارالامان

احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

۱۔ آدمیوں پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اس میں اسلام باقی نہ رہے گا۔ فقط نام رہ جائے گا۔ اور رسم و رسم کے سوا قرآن بھی باقی نہ رہے گا۔ مسجدوں کو آباد اور بارونق رکھیں گے۔ مگر ہدایت کے ہونے سے خراب ہونگے۔ عالم لوگ شریر اور فسادی ہونگے تمام دنیا سے انہوں میں سے فتنہ فساد کھڑے ہونگے اور انھیں میں جاکر ٹھہرینگے۔

۲۔ جس نے داڑھی میں گرہ لگائی یا گلے میں تانت کا ہار تعویذ کے طور پر ڈالا۔ یا جانور کی نجاست یا ہڈی سے استنجی کیا تو پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اس سے سخت بیزار ہیں۔

۳۔ سوراخ میں پیشاب نہ کرنا چاہیئے۔

۴۔ دس باتیں معمولی طبعی ہیں۔ لبوں کا کم کرنا داڑھی کا بڑھانا مسواک کرنا۔ ناک کا پانی سے صاف کرنا۔ ناخنوں کا کترنا۔ ہاتھ اور انگلیوں کے جوڑوں کی گرہوں کو دھونا۔ اور بغل اور زیر ناف کے بالوں کو دور کرنا اور استنجا کرنا اور پانی سے منہ صاف کرنا۔

۵۔ دین آسان ہے اور کوئی دین میں سختی نہیں کرتا۔ مگر دین ہی اس پر غالب آجاتا ہے۔ تم کو چاہیئے کہ میانہ روی اختیار کرو۔ اور بقدر طاقت عمل کرو اور قربت الٰہی پیدا کرو۔ اور بشارت پاؤ نیک عمل کرنے پر بہشت کی اور صبح اور شام اور کچھ آخر حصہ رات سے نیک کام کرنے میں مدد لو۔

۶۔ پانچ چیزوں کے پہلے پانچ چیزوں کو غنیمت جانو۔ بڑھاپے کے پہلے جوانی کو اور بیماری کے پہلے تندرستی کو اور مفلسی کے پہلے تونگری کو اور شغل میں لگنے کے پہلے فرصت کو اور موت کے پہلے زندگی کو۔

۷۔ آخرت میں آدمی کے دونوں پاؤں ڈگنے اور سرکنے کے پہلے پانچ چیزوں سے سوال ہو گا۔ اوّل عمر کو کس میں صرف کیا؟ دوسرے جوانی کو کس میں کھویا؟

[illegible] کہاں تک گیا؟

[illegible]

[illegible] سال بکثیر کہ پچھلے دس برس تک خدمت [illegible] سے علیہ وسلم کی کی - اس عرصہ میں آپ [illegible] نہ دیکھا یا درشت سست کہا اگر مجھ سے کبھی [illegible] نقصان ہو گیا اور گھر والوں میں سے کسی نے دیکھا یا تو فرمایا کہ اسے کچھ نہ کہو کس لئے کہ جو ہونی ہے وہ ہو کر رہتی ہے۔

۹- مجاہد وہ ہے۔ جو خدا کی عبادت میں اپنے نفس سے جہاد کرے اور مہاجر وہ ہے جو اپنے گناہوں اور خطاؤں سے ہجرت کرے۔

(۱۰) منافق کی مثال اس بکری کے مانند ہے جو دو ریوڑوں میں چلی ہوئی ہو۔ کبھی اس میں اور کبھی اس میں پھرتی پھر[ے]

(۱۱) جو نیک لوگ ہیں۔ ان کو نیکی کے کام کرنا آسان معلوم ہوتے ہیں۔ اور جو بد لوگ ہیں۔ ان کو برے کام [کر]نے میں آسانی ہے۔

(۱۲) جب تو صبح سے شام اور شام سے صبح کرے اور تیرے دل میں بدی یا بدخواہی کسی کے لئے نہ ہو۔ تو پھر جو مناسب چاہے سو کر۔

(۱۳) جو پاک اور حلال کھانا کھاوے اور اچھے طریقے پہ چلے اور لوگ اس کی شرارت سے امن میں رہیں۔ وہ جنت [میں د]اخل ہو گا۔

(۱۴) کوئی قوم جو ہدایت پہ تھی۔ اور پھر وہ گمراہ ہوئی۔ اس کا سبب یہی ہے کہ ان میں جھگڑے اور فساد پھیلے

(۱۵) کام تین طرح کے ہیں۔ ایک کام تو وہ ہے۔ جس کی سچائی اور صفائی کھلی ہوئی ہے۔ اس کی تو پیروی کرنا چاہیئے۔ دوسرا وہ کام ہے۔ جس کی گمراہی اور خرابی ظاہر ہے اس سے بچنا چاہیئے۔ تیسرا وہ کام ہے۔ جس کے بھلے اور برے ہونے میں اختلاف ہے اُسے خدا کے سپرد کرنا چاہیئے۔

(۱۶) جو کوئی [illegible] فساد کی کمر[ی] کرے اگر [illegible] اسلام [illegible]

[illegible]

کی طرف چھوڑ دو۔

(۱۸) جس نے دنیا کے دھندوں اور بکھیڑوں کو چھوڑ کر آخرت کے دھندے میں اپنی ہمت لگائی تو خدا اس کے دنیا کے مقصد میں کافی ہے اور جس نے اپنے دھندوں کو دنیا کے بکھیڑوں میں پھیلایا تو وہ انہیں بربادیوں میں مر جائے گا۔

(۱۹) آپس میں عاجزی اور فروتنی یہاں تک کرو کہ کوئی کسی پر بڑائی نہ جتاوے۔ اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے

(۲۰) بزرگی مال ہے اور سخاوت پرہیزگاری

(۲۱) اچھا آدمی وہ ہے جو اپنی قوم سے ظلم کو دور کرے اس حد تک جو خود گنہگار نہ ہو۔

(۲۲) اسلام میں سے وہ آدمی نہیں ہے جو کسی کو ناحق طرفداری کے لئے بلاوے

(۲۳) تجھ کو کسی شے کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے

(۲۴) خداتعالےٰ نے تم پر حرام کیا ہے ماؤں کو تکلیف دینا اور لڑکیوں کو مار ڈالنا اور بخیلی کرنا اور بھکاری بنا اور برا رکھا ہے تم پہ بے فائدہ اور واہیات باتوں کو اور زیادہ سوال کرنے اور مانگنے کو اور فضول مال برباد کرنے کو۔

(۲۵) تمام نیکیوں سے بڑی نیکی یہ ہے کہ اپنے باپ کے دوستوں سے مر جانے کے بعد احسان کرے۔

(۲۶) جو چاہے کہ میری روزی میں فراخی ہو اور مرنے میں ڈھیل ہو اُسے چاہیئے کہ رشتہ داروں سے سلوک کرے۔

(۲۷) بہشت میں بھائیوں سے قطع کرنیوالا نہ جائیگا۔

(۲۸) اچھے طریق کی یہ بات ہے کہ جب بیمار کے پاس بیمار پرسی کے لئے جاوے۔ تو تھوڑا بیٹھے اور آہستہ بات کرے

(۲۹) بے شک بڑا بھاری فائدہ بڑی مصیبت کے ساتھ ہے۔ تاریخ نبری گنج نہانی۔

(۳۰) جب بیمار کے پاس بیمار پرسی کے لئے جاؤ تو اس کو دلاسہ دو یہ کہکر تم کو آرام ہو جاوے گا۔

(۳۱) سخی خدا کے نزدیک ہے اور بہشت کے نزدیک ہے اور آدمیوں کے نزدیک ہے اور دوزخ سے دُور ہے اور بخیل خدا سے دُور ہے اور بہشت سے دور ہے اور دوزخ سے نزدیک ہے۔

(۳۲) حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر اور دونوں میں بہت سے شبہات ہیں۔ انہیں بہت سے آدمی نہیں جانتے۔

(۳۳) بہشت میں وہ آدمی نہ جاویگا جس کا جسم حرام سے پرورش پایا ہو۔

(۳۳) تمام دنیا ایک پونجی ہے اور اچھی پونجی دنیا کی نیک عورت ہے۔

(۳۴) کوئی آدمی کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے ورنہ ان دونوں کے سوا تیسرا وہاں شیطان شریک ہو گا۔

(۳۵) پیغمبر صاحب نے بدکاروں کی ضیافت قبول کرنے سے منع فرمایا۔

(۳۶) جس کی دنیا کی مرادات میں ہمیں پھنستا اسے خدا دوست رکھتا ہے اور جو کوئی دنیا کے لوگوں کے پاس کی چیزوں سے بے رغبتی کرتا ہے۔ دنیا کے لوگ اسے چاہتے ہیں

(۳۷) شکروں کا قول خداوندا جب میں بھوکا ہوتا ہوں تجھ سے عاجزی کرتا ہوں اور تجھ ہی یاد کرتا ہوں اور جب پیٹ بھرا ہوا ہوتا ہوں۔ اس حالت میں تجھ ہی سراہتا ہوں اور تیری شکرگزاری کرتا ہوں۔

(۳۸) دُنیا میں جو کوئی اس سے رغبتی کرتا ہے۔ اس کا دل حکمت سے بھر جاتا ہے۔

(۳۹) اس آدمی کو خوشی اور مبارکی ہے جو بھلائیوں کی کنجی ہے اور برائیوں کے واسطے تالا ہے اور اس آدمی کو خرابی اور بربادی ہے۔ جو برائیوں کے واسطے کنجی ہے اور بھلائیوں کے واسطے تالا ہے۔

(۴۰) جو چیز کم ہے اور کفایت کرنیوالی ہے وہ اس چیز سے بہتر ہے جو زیادہ ہے اور لہو ولعب میں ڈالتی ہے۔

(۴۱) وہ لوگ سب سے اچھے ہیں کہ ان کے دیکھنے اور ملنے سے خدا یاد آوے

(۴۲) سب کاموں میں آہستگی عمدہ ہے مگر آخرت کے کاموں میں دیر چاہیئے۔ آخرت کے کام جلدی کئے جاویں غفلت میں نہ پڑے رہیں۔

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۱۹

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت اچھی ہے۔
ہائی سکول ماشاء اللہ خوب ترقی کر رہا ہے۔
مدرسہ احمدیہ میں مولوی فاضل کلاس بھی جاری ہے اسکے ذریعہ مولوی جلال الدین صاحب سکھوانی اور مولوی عبد السلام صاحب کنگی مولوی فاضل کے امتحان میں کامیاب ہوئے۔ مبارک باشد۔ منشی نذیر احمد خان صاحب جو انٹرنس پاس ہیں اور منشی عطا محمد صاحب منشی فاضل کے امتحان میں پاس ہوگئے۔ انٹرنس کے نتیجہ کا انتظار ہے۔ اب گرمی بڑھتی جاتی ہے رمضان شریف... اللہ تعالیٰ اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے۔

احمدیہ بلڈنگس کے مکینوں پر افسوس

چند فتنہ انگیزوں نے جو عوام کی طبائع کو اشتعال دلا کر ایک شورش سی پیدا کر دی تھی۔ افسوس ہے کہ انجمن اشاعت احمدیہ بلڈنگس کے سکرٹری مرزا یعقوب بیگ صاحب نے ابتداء میں اس کے خلاف سٹیپ لینے کی بجائے بریڈلا ہال کے مفویانہ جلسہ میں شمولیت کی اور اس طرح پر اپنے آپ کو اس کا ہمدرد ظاہر کیا۔ حالانکہ ان کے لئے ہرگز ایسا کرنا جائز نہیں تھا۔ اللہ تعالےٰ جس کی نگاہ چند قلب تک پہنچتی ہے وہ خوب جانتا ہے کہ ہم کسی دشمنی و عناد کی بناء پر نہیں بلکہ جو کچھ کہتے ہیں۔ ان تعلقات اخوت کے لحاظ سے ہے۔ جو کسی گذشتہ زمانے میں ہمارے اور ان کے

رہ چکے ہیں۔ کہ ان لوگوں کا قدم جادۂ صواب نہیں ہے نہ دینی اعتبار سے نہ دنیوی لحاظ سے اور یہ پہلا موقعہ نہیں کہ ان سے یہ لغزش سرزد ہو۔ اس سے پہلے جب کانپور کی مسجد کا معاملہ پیش آیا تو اصحاب پیغام نے خواہ مخواہ سلسلہ کی مذہبی روایات کے خلاف روش اختیار کی۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے مری سے چند چٹھیاں پیغام میں شائع کرائیں۔ جن کا لہجہ گورنمنٹ کے لئے ناگوار تھا۔ ادہر خواجہ صاحب جو بہت جوش کے ساتھ تبلیغ سلسلہ کے لئے لنڈن بھیجے گئے تھے بجائے مذہبی باتوں کے پولیٹکل امور میں پڑگئے اور روزیر ہند انگلستان کو ایک گستاخانہ چٹھی لکھ کر مذہب کو بدنام کیا۔ گو چند ... حاصل کر لی۔ اس کے بعد ...

[illegible] ایک دشمن [illegible]

[illegible] ہوتی ہے۔ وہاں گیا اور [illegible]
اس گلی سے ہو کے جس گلی کے اندر پیر صاحب کے
مکان پر حضرت مسیح موعود ٹھہرے ہوئے تھے پہنچا
اور وہاں کھڑے ہو کر حضور کو گالیاں دینے لگ
گیا۔ ایک نوجوان احمدی پاس کھڑا تھا۔ جب اس
نے گالیاں سنیں۔ تو اس نے اس کو ڈانٹا۔ پولیس
کا آدمی آیا۔ اور اس نے کہا کہ یہاں سے چلے جاؤ
تم کیوں ان کے مکان پر آ کر گالیاں دیتے ہو۔

حضور کے وہاں قیام کے دوران میں پیر جماعت علی
شاہ وغیرہ لوگوں نے عوام میں حضور کے خلاف بہت
جوش پھیلا دیا۔ اور فتویٰ دیا کہ جو مرزائیوں کا وعظ
سنیگا۔ اس کا نکاح ٹوٹ جاویگا۔ اور جس دن حضرت
اقدس کا وہاں پر لیکچر تھا۔ پیر مذکور نے اپنے مریدوں
کو بڑے زور سے روکا۔ اور ہر طرف آدمی کھڑے
کرا دیئے۔ کہ وہ اول تو ہر شخص کو حضرت صاحب کے
لیکچر پر جانے سے روکتے تھے۔ ورنہ پیر جی کے مریدوں
کو تو اُدھر قدم نہ بڑھانے دیتے تھے۔ ان تمام
پابندیوں کے باوجود لوگ اس کثرت سے گئے۔
کہ لیکچر گاہ پُر ہو گئی۔ اور پیر صاحب کا تعلیم یافتہ
مرید بھی گیا۔ اور دیوار پھاند کر اور روکنے والوں
کی نظروں سے بچ کر گیا۔ منشی صاحب فرماتے
ہیں کہ اس نے مجھے آکر کہا کہ اگرچہ پیر صاحب نے تو
بہت روکا۔ لیکن میں وہاں پہنچ ہی گیا۔ بات تو
یہ ہے کہ اس لیکچر کو سننے کے بعد میں یہ کہتا ہوں
کہ پیر صاحب کے پاس جانا اور بیٹھنا تو وقت کو
ضائع کرنا ہے۔ اور وہ نوجوان نہ صرف یہ کہ خود
ہی پیر صاحب کا مرید تھا۔ بلکہ قریباً سارا اس کا
خاندان بھی پیر صاحب کے حلقہ مریدان میں شامل تھا۔
جب حضور وہاں سے واپس ہونے لگے۔ تو چونکہ
پیر صاحب نے لوگوں کو جوش دلایا ہوا تھا۔
ان سے [illegible] ایک حافظ سلطان نام شخص نے

[illegible]
[illegible] گیا کہ وہ حضرت صاحب پر [illegible]
پتھر پھینکیں۔ جب حضور وہاں سے چلنے لگے
تو جس گاڑی پر حضور سوار تھے۔ وہ بند تھی تاہم
احمدی جنہیں منشی صاحب خود بھی تھے گاڑی کے
ساتھ ہو گئے کہ ایسی حالت میں گاڑی کو کہیں
لوگوں نے جو اینٹ پتھر اور راکھ لئے کھڑے تھے
اور گالیاں دے رہے تھے۔ یہ خیال کیا کہ احمدی
ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔ مرزا صاحب اس گاڑی میں
نہیں۔ جس کے ساتھ یہ احمدی جا رہے ہیں۔ بلکہ
پچھلی گاڑی میں ہیں۔ پچھلی گاڑی میں مستورات
تھیں۔ اس خیال سے انہوں نے اینٹ پتھر اور
راکھ کی بارش اس گاڑی پر نہیں کی جس میں کہ حضرت
اقدس تھے۔ بلکہ پچھلی گاڑی پر خاک دھول ڈالتے
اور اینٹ پتھر مارتے رہے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کے
فضل سے بامن حضرت اقدس سٹیشن پر پہنچے۔

منشی صاحب فرماتے ہیں کہ جب حضرت اقدس کو
ہم لوگ ریل میں سوار کرا چکے۔ تو چونکہ مجھ کو مدرسہ میں
اپنی ڈیوٹی پر جانا تھا۔ اس لئے قبل اس کے کہ حضرت
کی گاڑی روانہ ہو۔ میں اسٹیشن سے واپس ہو گیا۔
اس وقت میں نے دیکھا کہ ایک طرف ریل کی سڑک کے
قریب احاطہ ریل کے اندر دو کنچنیاں بیٹھی باتیں کر
رہی تھیں۔ جب میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے
سنا۔ کہ انہیں سے ایک نے دوسری سے کہا۔ کہ
کاش مجھے موقعہ مل جائے۔ اتنا کہکر اس
نے توقف کیا۔ اس خاموشی پر مجھ کو خیال آیا کہ اسکے
دل میں بھی کیا شوق ہے۔ کہ اتنے میں پھر اس نے کہا کہ
اگر مجھے قادیان جانیکا موقعہ مل جائے تو جاتے ہی اس کو
زہر دے دوں۔ اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دوں۔
منشی صاحب کہتے ہیں کہ مجھ کو اس کے اس جوش پر
سخت تعجب و حیرت ہوئی۔ کہ خود جس کی یہ حالت
ہے۔ اس کو بھی خدا کے نبی سے بغض ہے۔ میں

[illegible]
نہیں۔ ایک [illegible]
کے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
میں کوئی کسر نہ چھوڑنا تھی۔ مگر خدا نے آپ کو بچا
لیا۔ کیونکہ یہی اس کا وعدہ تھا۔
ہاں اس واقعہ سے حضرت اقدس کی صداقت کی
ایک اور دلیل بھی ہمارے سامنے رکھ دی۔ جو
قرآن کریم نے یوں پیش کی ہے۔ وکذالک جعلنا
لکل نبی عدواً من المجرمین۔ کہ ہم نے تمام
نبیوں کا مجرموں اور شریروں کو دشمن بنا دیا ہے
پس اس معیار سے بھی ثابت ہوا کہ آپ خدا کے
نبی ہیں۔ اور صف انبیاء میں ایک ممتاز مقام پر
کھڑے ہیں۔ کیونکہ شیطان کی ذریت بھی حضرت مسیح
موعود کو نقصان پہنچانا مذہبی فرض جانتی تھی۔ اور
یقین رکھتی تھی۔ کہ وہ اس طرح ایک کار ثواب کا
کریگی۔

مہر محمد خان شہاب احمدی نائب ایڈیٹر الفضل

تازہ بشارت

ایک اور نومسلمہ

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ ایک اور انگریزی خاتون نے مولانا المکرم
مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر دین اسلام قبول کیا
حضرت نے اس کا نام نور تجویز کیا ہے۔ پہلا انگریزی
نام مس پارکر ہے۔ اسکی درخواست بیعت بحضور حضرت
خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ برائے شرف قبولیت بھیجی گئی ہے
پچھلے ایتوار کو مفتی صاحب کا لیکچر لنڈن میں
اسلامی نماز کی خوبیوں پر ہوا۔ اس سے پہلے اتوار کو
جناب قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے کا لیکچر [illegible]
میں ہوا تھا۔

عبدالمحی عرب (مولوی فاضل [illegible])
از لنڈن [illegible]

[illegible] مقدم

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

[illegible] یاد ہوگا کہ خواجہ کمال الدین صاحب اجو [illegible] میں [illegible] نے بڑے دعوے کے ساتھ یہ لکھا تھا کہ [illegible] پیشگوئی (حضرت) مرزا غلام احمد صاحب [illegible] جس پر تعلق [illegible] اس پیشگوئی کے صحیح مصداق [illegible] قرآن کریم میں آیا ہے۔ فلما جاءهم بالبينات قالوا هذا سحر مبين یعنی اُسے ساحر کہا جائیگا چونکہ حضرت مرزا صاحب کو ساحر نہیں کہا گیا اسلئے آپ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں بن سکتے۔

اب پیغام [illegible] کا ازخود [illegible] اپنے [illegible] میں حضرت اقدس کی سند [illegible] ڈائری چھپا ہے۔

جادو گر کہلانا قدیم سنت ہے۔

خان عجیب خان صاحب۔ حضور پشاور میں میرے مخالف لوگ جمع ہوئے۔ اور انہوں نے میرے والد سے کہا کہ اس کو منع کرو۔ جسکے انکو یہی جواب دیا کہ بیٹے جس صداقت کو دیکھ لیا ہے۔ اور خدا کے فضل سے سمجھ لیا ہے اب اُسے سچائی سمجھکر میں کیونکر چھوڑ سکتا ہوں۔ اگر اب چھوڑ دوں تو مجھ سے بڑھکر خطا کار اور زیاں کار کون ہوگا۔ کیونکہ مجھ پر حجت پوری ہو چکی ہے۔

پھر انہوں نے اور تو کچھ نہ کہا صرف یہ کہہ کر کہ [illegible] وہ جادو گر ہے۔

فرمایا۔ جادو گر کہلانا قدیم سے انبیاء علیہم السلام کی سنت چلی آئی ہے ہم کو اگر کسی نے جادو گر کہا۔ تو [illegible]

[illegible] جادو گر یہ کہ خواجہ صاحب اور انکے [illegible] جس بات کا انکار کیا تھا۔ خود انہوں [illegible] کر لیا۔ امید ہے کہ اس فقرے [illegible] جادو گر کہلانا قدیم سے سنت [illegible]

[illegible] ہوئے آپ کو [illegible] میں سے [illegible] امر [illegible] سمجھتے تھے۔ اور تھے

الفقیہ جواب دے

اہلسنت جماعت کے لئے مہدی موعود ہونیکا دعوٰی کسنے کیا

اخبار الفقیہ امرتسر جو نہایت گستاخی سے حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام پر حملہ کرتا رہتا ہے نہایت ہی گندی اور گرے ہوئے مضامین ہونے کی وجہ سے احمدیوں نے کوئی خاص توجہ اس پر نہیں کی کیونکہ ہر سفیہ و نادان کی جانب توجہ کی جائے تو وہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ "میں بھی کچھ ہوں"

پھر یہ بھی حقیقت ہے کہ کچھ ضروری نہیں کہ جو آپ فتنہ اندازوں کی گو شمالی کریں۔ جن کی حالت یہ ہے

تَحْسَبُهُمْ جَمِيعًا وَقُلُوبُهُمْ شَتَّى

اور وہ عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ [illegible] کے مصداق بنکر اپنی گوشمالی آپ کر رہے ہیں جن منتشر افراد کا نام انہوں نے اہلسنت والجماعت رکھا ہے وہ خود ایک دوسر کی رد و کد اور ایک دوسرے [illegible] تفسیق و تضلیل ضرورت سے زیادہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ الفقیہ میں بارہا ایسے مسائل اور مضامین شائع کئے جاتے ہیں جو نہ صرف مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی کی تائید میں ہوتے ہیں اور انکے ایسے ہمخیال حضرات کی تردید میں ہوتے ہیں۔ جو مولوی مذکور سے بعض مسائل میں مختلف ہیں مثلاً حضرات بدایوں جنکو مولوی احمد رضا خان صاحب نے مسئلہ اذان میں کفر کے گھاٹ پہنچا دیا تھا حالانکہ حضرات بدایوں کے بڑے بڑے احسانات مولوی مذکور پر تھے وہ سب فراموش کر دئے۔ حتٰی کہ بدایوں بریلی کی سقدر خوب چلا اور خوب تضیع اوقات کی گئی۔ اب بدایوں والے مولوی احمد رضا خانصاحب کا ذکر تک گوارا نہیں کرتے آجکل صورت یہ ہے۔ بلکہ بدایوں والوں میں سے بعض حضرات یہ شعر پڑھتے ہوئے دیکھے گئے ہیں۔

[illegible] رکھا [illegible] خصوصاً مولوی [illegible] لیکن الفقیہ میں ایسے مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں جو باہم خلافت کو مضبوط و مستحکم [illegible] برداشت نہیں چنانچہ ۲۰ فروری کے الفقیہ میں مولوی [illegible] دوست محمد میاں [illegible] کا ایک مضمون مائید احمد رضا خانصاحب میں مسئلہ اذان پر شائع ہوا ہے

ما را چہ ازیں قصہ کہ گاؤ آمد و خر رفت

ہمیں اسوقت الفقیہ کے ایک معاون کی ایک دعا پر کچھ کہنا ہے معاون نامہ نگار کا نام محمد جان ہے اور وہ اپنے کو احمد رضا کی گلی کا سگ لکھتا ہے بہرحال وہ کچھ بھی ہو۔ اسوقت ہم

ایڈیٹر الفقیہ کو چیلنج

دیتے ہیں کہ وہ ۲۰ مارچ کا الفقیہ دیکھے اور اسکے صفحہ ۱۱ کالم اول سطر ۱۴ پڑھے۔ جسکی عبارت یہ ہے:۔

"مولا تعالٰی الفقیہ کو عمر خضر عطا کرے اور اہلسنت جماعت کے مہدی موعود گردانے"

اب سوال یہ ہے کہ کیا اہلسنت کے لئے مہدی موعود کوئی اخبار ہوگا کوئی آدمی نہیں ہوگا۔ اور کیا مہدی موعود بنا جو اخبار کو بنانے کی دعا کی جاتی ہے یہ غلط نہیں اور کیا ایسی غلط اور بے معنی دعا کرنا جائز ہے۔ کیا اس دعا سے یہ مقصود تو نہیں کہ آپکے ذہنی خونی مہدی کا کام الفقیہ یا اس کا ایڈیٹر کرے جہاد کی تحریک کرے اور ملک میں تلوار چلانے کے لئے کوشش کرے آخر اس نامعقول جملہ کا کیا مطلب ہے۔

تمثیل

آریوں کے اخبار ستیہ دھرم پرچارک نے میرے ایک مضمون پر ریویو کرتے ہوئے لکھا کہ قرآن شریف میں ہے کہ روز قیامت میں خدا اور فرشتے روحوں کو باندھ کر لائینگے ۔ میں نے ایڈیٹر ستیہ دھرم پرچارک سے مطالبہ کیا کہ وہ بتائے کہاں اور کس آیت قرآنی میں یہ بات آئی ہے۔ اس مطالبہ کے جواب میں ستیہ دھرم پرچارک اب یہ لکھتا ہے کہ یہ پروف ریڈر کی غلطی سے لکھا گیا تھا سو ایڈیٹر الفقیہ بھی اپنی اس غلطی کو جو اخبار کو مہدی موعود بنانے کی دعا کی گئی ہے شاید یہ پروف ریڈر کے ذمہ لگا دے لیکن غالباً الفقیہ کا پروف ریڈر بھی حضرت ایڈیٹر ہی ہونگے بہرحال ایڈیٹر الفقیہ ہمارے چیلنج کو پڑھے اور جواب دے

سلسلہ کی خبریں

۱- حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔

۲- ۲۶ مئی شام ۷ بجے قریباً چھ سال کے بعد مکرم معظم سید ولی اللہ شاہ صاحب ابن ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مصر و شام سے واپس وارد بلدہ طیبہ قادیان آئے۔ حضرت امیر المومنین نے مع جماعت احمدیہ قادیان کے سڑک کے موڑ تک آپ کا استقبال کیا۔ شاہ صاحب جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل کے ساتھ انجمن انصار اللہ کی طرف سے زبان عربی میں کمال حاصل کرنے کے لئے مصر بھیجے گئے۔ جہاں سے شاہ صاحب بیروت اور پھر دمشق الشام چلے گئے۔ آخر کار احباب کی دعائیں لے آئیں اور واپس لے آئیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

مسیح موعودؑ کا ارشاد

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا ہے۔ اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائینگے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالےٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی۔ وہ ہمارے سید رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔ لہذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملے سے بچاؤ۔ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جائے وہ اس سے نیکی کرتا ہے ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک نیکی اور بدی نیت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تمہاری نیت کبھی ناپاک نہ ہو تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ

فاروق قادیان

دارالامان ۔ ۹ مئی سنہ ۱۹۱۶ء

گورنمنٹ

...بات کے کہنے کو تیار ہوں کہ ... پیدا کرتے سے ہمیشہ قادر ہی ... کے تمام باشندگان کے لئے اس بھاری ... کی خدمت جسکو جہانبانی یا ملک رانی کہتے ... قابل ہوں ۔ کیونکہ جہاں تک تاریخ سے پتہ ... خدا کو ہمیشہ اپنی ہندوستانی مخلوق کیواسطے ... کے بندوں سے انتخاب کرنا پڑا ہے مثلاً ... قدیم زمانہ میں ہندوؤں کے بزرگ اور پھر ان ... مسلمان مغربی ممالک سے اس خدمت کے ... منتخب ہوئے ۔ بعض لوگوں کا اعتراض ہے ... ان کے بزرگوں نے اس ملک کے اعلےٰ ... سے بہت برا سلوک کیا ۔ اس لئے ان ... سے چھین گئی ۔ اور علیٰ ہذا مسلمانوں نے ہندوؤں ... سلوکی کی ۔ اور وہ بھی اس قابل نہ رہے لیکن ... فضول اعتراض اور اصل حالات سے ناواقفی ... معلوم ہوتی ہیں ۔ وہ لوگ ایسی زیادتیاں ... سکتے ۔ اپنے اپنے وقت میں ان لوگوں نے ... اچھی خدمت کی ۔ البتہ میرے نزدیک ... سے ضرور ہوئی ۔ کہ انہوں نے اپنے ... عیاشی کو بالکل ترک کر دیا ۔ اور بالکل ...

آب و ہوا نے ان کی آئندہ نسلوں پر اپنا اثر کیا اور اس قابل نہ رہے ۔ کہ اپنے آباؤ اجداد کی طرح خدا کی اس ذمہ داری کے بوجھ کو اٹھا سکتے ۔ ناچار خدا کو ایک ایسی منصف قوم کو منتخب کرنا پڑا ۔ جو گذشتہ لوگوں کے حالات سے باخبر اور ایک بات کی اصلیت و جزئیات سے پوری واقف ہے ۔ وہ کون ہے

ہماری محسن گورنمنٹ انگلشیہ ادام اللہ برکاتہا اور جس کے واسطے محض اس کے منصف اور نہایت عقلمند ہونے کی وجہ سے خدا نے یہ مرتبہ کیا کہ اسکو اتنے بڑے ممالک کی حکومت سپرد کی جاوے ۔ کہ جس پر کبھی آفتاب غروب نہ ہو ۔ اور اس کی حکومت پر آفتاب کا غروب نہ ہونا ضمناً خدا کی طرف سے آئندہ کے واسطے بطور شگون و پیشگوئی معلوم ہوتا ہے ۔ جس کا یہ مطلب ہے کہ اس حکومت میں کبھی اندھیر نہیں ہو سکتا اور کہ اس کا آفتاب اقبال ہمیشہ چمکتا رہے گا ۔

عزیزو ! تم غور کر سکتے ہو کہ خدا نے ایسی گورنمنٹ کے واسطے کیوں ایسا پسند فرمایا ہے کیا خدا کو کسی قوم کے ساتھ ناواجب طرفداری ہے یا کسی کے ساتھ ناجائز دشمنی ہے نہیں ایسا ہرگز نہیں ۔ خدا عادل ہے وہ عدل اور انصاف کو پسند کرتا ہے یہ قوم نہایت انصاف پسند ہے اور خدا کی مخلوق کی سچی ہمدرد ہے اسی واسطے خدا نے تم کو اتنی بڑی ذمہ داری کی خدمت کے واسطے منتخب فرمایا ہے

عزیزو ! اگرچہ یہ گورنمنٹ انگلشیہ تمام اقوام عالم کیواسطے ایک نہایت ہی مفید اور بابرکت وجود ہے ۔ لیکن ہندوستان کی سرزمین کیواسطے جہاں مختلف الخیال اور مختلف المذاہب لوگ آباد ہیں خصوصیت سے خدا کی نعمت ہے ۔

ہندوستان کی جملہ اقوام کو جو کچھ ترقی اور حیثیت اس گورنمنٹ کی وجہ سے نصیب ہوئی ہے ۔ تاریخ شاہد ہے کہ کسی گورنمنٹ کے وقت میں اسکی نظیر بالکل نہیں ملتی اور تمام قوموں کا رخ ترقی کی طرف اس سرعت سے ہو رہا ہے کہ اس کو دیکھ کر بے اختیار اس گورنمنٹ انگلشیہ کے حق میں دعائیہ کلمات نکلتے ہیں کہ خدا وند تعالیٰ اس نعمت کو ہندوستان اور اسکی مخلوق پر تاقیامت امن و امان سے رکھے

برکات گورنمنٹ

اصحاب علم و فضل کو اپنے ارادوں میں ناکام رکھے ۔ مگر ہم گورنمنٹ انگلشیہ کی ... تمام برکات ذکر کرنا چاہیں جو ... تمام اقوام عالم اور خصوصاً ہندوستان کے لوگوں کو نصیب ... ہوئیں ان کے واسطے بہت سی ضخیم کتابیں لکھی جا سکتی ہیں مختصراً یہاں بعض باتوں کا ذکر ہی کیا جاتا ہے ۔

واضح ہو کہ اول آدمی کو انسان بننے کے لئے سب سے بڑی چیز جس کی ضرورت ہے وہ علم ہے ۔ جس کی بابت ہندوؤں کا دعویٰ ہے کہ وہ ایک قدیمی اور علم دوست قوم ہے اور مسلمان بھی کہتے ہیں کہ طلب العلم علیٰ کل مسلم و مسلمۃ لیکن انصاف سے دیکھا جاوے تو مسلمانوں کے سرزمین ہند میں آنے سے پیشتر ہندوؤں کی علمیت کا جو کچھ حال تھا ۔ بقول زمانہ حال کے آریہ لوگوں کے وہ اس بات سے عیاں ہے کہ فہم سے یہاں تک علم جاتا رہا تھا کہ آج وید مقدس جسکو آریہ لوگ سرچشمہ توحید بیان کرنے لگ گئے ہیں اس مقدس کتاب کو اس زمانہ کے ہندوؤں نے مورتی پوجن اور بہت سی بت پرستیوں کا منبع بنا رکھا تھا ۔ اور جو زبان سنسکرت کہ کسی وقت آریہ ورت کی مادری زبان تھی اس کا جاننے والا سوائے معدودے چند برہمنوں کے کوئی شخص اس قدر وسیع ملک ہند میں ملنا محال تھا اور قریباً تمام ملک ہند میں مقدس ویدوں کا وجود ہی مفقود ہو چکا تھا ۔ اور مسلمان بزرگوں کا باوجود اسکے کہ اسلامی حکومت ایک عرصہ دراز تک ... ہند میں رہی یہ حال تھا کہ بہت سے لوگ ... امر کی حسرت دل میں لیکر عالم جاودانی کو چل دیئے کہ اپنی بعض مذہبی کتابوں کا پڑھنا تو درکنار ان کی زیارت ہی کریں آج تک مذہبی کتابیں اور وید مقدس جس کی زیارت کو ترستے ترستے ہمارے ... چل بسے ۔ انگریزوں کے طفیل ہر جگہ ملتی ہیں اور بچوں تک کو ان کے عالم فاضل ہونے کا دعویٰ ہے اور ہر ایک مذہب کے لوگوں نے اپنے عقائد مذہبی میں ایک بہت بڑی حد تک ترقی کر لی اور دن بدن اس کی رفتار ترقی پر ہے ۔

اور اگرچہ بقول سناتن دھرم والوں کے ویدوں کی رو سے مورتی پوجن جائز اور قدیمی ہے ۔ اور وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر وید مقدس کی رو سے کسی زمانہ میں بھی مورتی پوجن ناجائز ہوتی اور قدیم ہندو مورتوں کو برا سمجھتے تو ہندوؤں کے مندر نہیں جو قدیم سے چلے آتے ہیں ۔ ... بنائی جاتیں اور نہ ان کا ...

[illegible] کہتے ہیں

لفظ قوم سے مراد وہ جگہ ہے جہاں کوئی پیدا ہوا ہو۔ اگر اس کے اصلی مفہوم کا خیال کیا جاوے۔ تو پھر مراد کسی گھر کے ایک کمرے کی دو ایک بالشت وہ زمین ہو سکتی ہے۔ جہاں کوئی پیدا ہوا ہو۔ مگر لوگ وسیع النظری برتتے ہیں۔ اگر اپنی اپنی استعداد اور حوصلہ کے موافق کسی خاص قطعہ زمین کو اپنا زاد بوم سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اسی وسیع النظری کے خیال پر جو لوگ تمام بنی آدم کے ہمدرد ہیں وہ کل کرۂ ارض کو اپنا زاد بوم سمجھتے ہیں

عزیزو! یاد رکھو کہ اگرچہ محبت قومی و ملکی ایک اچھی چیز ہے۔ لیکن اگر تم کو کوئی ایسی تعلیم دیوے کہ جو تمہارے دلوں میں بعض اقوام عالم یا ممالک عالم کے ساتھ نفرت کا بیج بونے والی ہو۔ تو تم یقیناً سمجھو کہ ایسی تعلیم تمہارے حق میں زہر قاتل ہوگی۔ تم ان موہوم الفاظ قوم اور ملک کی محبت کے نام سے دھوکہ مت کھاؤ۔ اگر تم خود غور کرو گے۔ تو تم کو معلوم ہو جاوے گا کہ قوم اور ملک کی محبت سے مراد [illegible] ہے۔ یاد رکھو کہ جس طرح ایک سرسبز درخت کے واسطے ضروری ہے کہ اس کی تمام شاخیں ہری بھری اور بارآور رہیں۔ اسی طرح تمام اقوام عالم کی زندگی اور ترقی ضروری ہے کیونکہ انکے حالات زندگی باہم ایسے مربوط اور پیوستہ ہیں کہ ایک کو دوسرے کے بغیر گذارہ محال ہے جسطرح ایک جاٹ کی خوشحالی اور کام کے واسطے نجار و [illegible]۔ چوہڑہ۔ چمار وغیرہ اقوام کا ہونا اور انکی ترقی ضروری ہے۔ ویسی ہی ان اقوام کے واسطے جاٹ کا وجود لازمی ہے۔ قومی ترقی سے تمام اقوام عالم کی ترقی اور ملکی ترقی سے تمام ممالک عالم کی ترقی مراد ہونی چاہیئے۔

تم کو اپنی انسانی صفات کا خیال کر کے تمام انسانوں کا [illegible] ہونا چاہیئے اور تمام انسانوں سے محبت و [illegible] کا برتاؤ اور قومی تعصب [illegible] اپنے مذاہب کی ہدایت [illegible] کے مناسب حالات مناسب کوشش

سے حاصل ہو سکیگا۔ جیسا کہ ایک شفیق ماں کو اپنی اولاد سے محبت ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ ہماری عادل گورنمنٹ بھی اپنی تمام رعایا کی بہتری و ترقی کے واسطے ہمیشہ خیال رکھتی اور کوشش کرتی رہتی ہے اور اس ہماری عادل و نیک گورنمنٹ کے ماتحت آہستہ آہستہ تمام اقوام ترقی کرتی جاتی ہیں اور تم کو اس بات کا یقین ہو جاوے گا۔ جب تم انصاف اور غور سے اس مضمون کو پڑھو گے۔

مذہب کسکو کہتے ہیں

مذہب اس طریقہ یا راستہ کا نام ہے۔ جس پر چل کر انسان کو دکھوں سے نجات ملے اور سکھ حاصل ہو۔

اور چونکہ انسان بالطبع ان ہی دو باتوں کا خواہاں ہے اصولاً ہدایت کی غرض و غایت بھی یہی ہونی چاہیئے اور جسطرح آدمی اپنے اصل کے لحاظ سے ایک ہیں۔ مگر طبائع کے لحاظ سے انمیں اختلاف ہے۔ اسی طرح مذاہب بھی اپنی اصل کے لحاظ سے ایک ہیں۔ اور پھر اپنے پیروان کے مناسب حال انمیں اسیقدر اختلاف بھی ضروری ہے۔ مختلف مذاہب ہونے کی وجہ سے عزیزو تم کو آپس میں ایک دوسرے کا مخالف نہیں ہونا چاہیئے۔

اعتراض کسکو کہتے ہیں؟

یاد رکھو کہ اعتراض کی جڑ نادانی ہے۔ اور اعتراض ہمیشہ کسی چیز کی اصلیت نہ جاننے کے باعث پیدا ہوتا ہے۔

مثل مشہور ہے کہ سو سیانیاں اکو مت۔ یعنی چیز کے جاننے والوں میں اسکے متعلق اختلاف نہیں ہوتا۔ اور جیسا کہ مشہور ہے۔ کہ رموز مملکت خویش خسروان دانند۔ اگر کوئی ایسا آدمی جسکے آباؤ اجداد نے بھی کبھی ایک لمحہ کے واسطے خواب میں بھی نہ دیکھا ہو کہ حکومت اور مخلوق کی ذمہ داری کس چیز کا نام ہے اگر وہ بادشاہوں کے حال و افعال پر اعتراض کرے تو ضرور اس کی نادانی کا موجب ہوگا۔ مثل مشہور ہے کہ جس کا کام اسی کو ساجے اور کرے تو ٹھینگا باجے

اگر ایک ایسا آدمی جو کہ کھیتی کے کام سے بالکل ناواقف ہے ایک شخص کے افعال متعلق زراعت پر جو کہ فن زراعت کا ماہر ہے۔ اعتراض کرے۔ تو یقیناً اس کی بیوقوفی کا باعث ثابت ہوگا۔ آجکل اعتراض کرنے کا مرض عام ہو رہا ہے۔ بعض لوگ تو ایسے نیک و پاک لوگوں کے افعال پر بھی جن کو یقیناً ایک کثیر حصہ مخلوق نے اپنا برگزیدہ و پیشوا [illegible] سمجھا ہے۔ اعتراض کرنے سے نہیں شرماتے حالانکہ ایسے لوگوں کو ان برگزیدہ پیشوایان کے متعلق وہ درجہ علم کا ہرگز حاصل نہیں ہے۔ جو کہ انکی نسبت ان کے ماننے والوں کو ہے۔

ایسے لوگ خواہ واعظ ہوں یا لیکچرار جو کہ اپنے بنی نوع آدم کے ایک کثیر حصہ کی دل آزاری کا خیال نہیں کرتے خدا ان کو ہدایت دیوے۔ عزیزو! تم کو کسی بزرگ یا معزز کے متعلق جن کو کہ ایک گروہ کثیر نے معظم اور بزرگ مان رکھا ہے زبان اعتراض نہیں کھولنا چاہیئے ایسے معترض اپنی جہالت سے ہماری عادل گورنمنٹ انگلشیہ پر بھی اعتراض کرتے پھرتے۔ اور لوگوں کو بہکاتے ہیں۔ واضح ہو کہ جسطرح کسی باغبان کو اپنے باغ کے پودوں کی پرورش اور حفاظت منظور ہوتی ہے۔ اسی طرح خداوند عالم کو بھی یہ منظور ہے۔ کہ اس کے بندے پُرامن زندگی بسر کریں۔ چنانچہ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو دیکھتا ہے کہ یہ میری مخلوق کا انتظام عدل و انصاف کے ساتھ قائم رکھ سکیں گے۔ ان کو اس خدمت کے واسطے منتخب کر لیتا ہے۔ اور اپنے بہت سے بندوں کو انکے تابع فرمان بنا دیتا ہے۔ یہ لوگ جن کو خدا اس خدمت کے واسطے منتخب کرتا ہے۔ گو ظاہری طور پر اپنی ماتحت رعایا کے بادشاہ و حاکم ہوتے ہیں۔ لیکن دراصل بلحاظ اپنی خدمت و ذمہ واری کے اپنی رعایا کے بہترین ہمدرد اور خدمت گذار بھی ہوتے ہیں یہ خدمت بہت بڑی بھاری ذمہ واری کی ہوتی ہے۔ اور اس کو برداشت کر لینا ہر کس و ناکس کا کام نہیں ہے ۔

...پی پروٹ
...پھر تصحیح کرنا
...ا۔ اور بہت خوش
...اس کام کو کریگے
...ضرورت ہے۔ میں عرض
...ہے۔ وہ درست کردے گا
...کرتا رہا۔ لیکن حضرت ہماری
...رہے۔ مولوی عبد الکریم
...اور منشی ظفر احمد صاحب
...کے سامنے پھر یہ ذکر چھیڑا۔
...میری تائید میں ہو گئے۔ اور
...اقدس کی طرف ہو گئے۔ بہت
...متعلق ہوئیں۔ منشی صاحب نے
...کہا کہ پیر صاحب خوب اس کام
...پریس پر ہی بھیجدوں گا۔ اور
...بھیجدوں گا۔ کام چل جائے گا
...بار فرما کر بھیجدیا پھر نہیں فرمایا
...ہیں پریس بھیجدے۔ میں
...میں خوشی خوشی لے آیا۔ حضرت
...اور پریس کو دیکھ کر گھبرا
...پیرزادہ صاحب یہ کس طرح کھڑا ہوگا
...مکان میں رکھوا دیا۔ اسپر
...رہے بار بار ذکر کیا۔ اور
...کام شروع کیا۔ میں خدا ہی
...ہوگیا تھا۔ آپ بار بار اس کی نسبت
...ایک روز بیٹھے بہت
...آدمیں
...فرمایا
...

ہو کر دیکھتے رہے۔ پھر عرض کیا کہ مرزا اسمٰعیل کو پریس بناویں۔ آپ نے اس بات کو منظور نہیں کیا۔ مولوی عبد الکریم صاحب اس روز میری طرف اور میری تائید میں ہو گئے۔ پھر منشی صاحب بھی آگئے پھر ایک کتاب صوفیاء کے مباحثہ کی جلوہ جمال جیسوانی تھی۔ ایک پریس امرتسر سے بلوایا وہ چھاپتا رہا آہستہ آہستہ مرزا اسمٰعیل کو بھی یہ کام تعلیم کرتا رہا پھر یہ کام چل نکلا۔ ایک پتھر ٹوٹ گیا تو پیرا سراج الحق کا یہ اگر د جوڑا کر جوڑ لیا۔ پھر اور پتھر بھی حضرت اقدس نے منگوا دئے۔ آپ بار بار فرماتے رہے کہ اب ہمارے پاس دو توپخانے ہو گئے ہیں اب ہم دنیا کو مار لینگے انشاء اللہ تعالےٰ +

حضرت مسیح موعودؑ کے سوانح عمری

محمد اسمٰعیل صاحب سیالکوٹی امام مسجد نور قادیان کے بیان کے مطابق ہے۔ منشی صاحب حضرت مولانا عبد الکریم رضی اللہ عنہ کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت اقدس کے پرانے خدام میں سے ہیں۔ میں اس سلسلہ مضامین کی ابتداء اس سرزمین کے ایک واقعہ سے شروع کرتا ہوں۔ جسکے متعلق حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

"مجھے اس زمین سے ایسی ہی محبت ہے جیسا کہ قادیان سے۔ کیونکہ میں اوائل زمانہ کی عمر میں سے ایک حصہ اس میں گزار چکا ہوں اور اس شہر کی گلیوں میں بہت سا پھر چکا ہوں"

حضرت اقدس مع اہل وعیال ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۴ء کو لاہور سے ہوتے ہوئے سیالکوٹ میں تشریف لے گئے اور جب اسٹیشن سے چلے تو رنگ بازاروں میں حضور کو

دیکھنے کے لئے دو رویہ کھڑے تھے۔ اور جس گاڑی میں سوار تھے۔ اس کے کوچ بکس پر ایک انسپکٹر پولیس بیٹھا تھا۔ اور ایک آنریری مجسٹریٹ گھوڑا لئے آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ اور وہاں حضرت میر حسام الدین صاحب والد حضرت میر حامد شاہ صاحب کے مکان پر فروکش ہو کر حضور مکان کے بالائی حصہ پر ٹھہرے تھے۔ وہاں کے بعض مخالف لوگوں نے یہ دیکھنے کے لئے کہ مرزا صاحب اپنے مکان میں کیا کرتے ہیں اپنے اپنے مکانوں کی چھتوں پر چڑھ کر ادھر نظر دوڑانی شروع کی۔ میر صاحب کے مکان کے اردگرد خشتی پردے بنے ہوئے تھے۔ لیکن اسکے بعض حصے ایسے تھے کہ باہر سے کھڑے ہو کر دیکھنے سے اندر جو کچھ ہو رہا ہو۔ نظر آسکتا تھا۔ وہ خدا جانے کس نیت سے دیکھنے لگے تھے۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا تو ان کو نظر آیا کہ صحن کے دونوں طرف دو دواتیں رکھی ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب کے ایک ہاتھ میں قلم اور دوسرے میں کاغذ ہے۔ آپ مکان میں ادھر سے اُدھر۔ اُدھر سے ادھر پھر رہے ہیں۔ اور لکھتے چلے جاتے ہیں۔ یہ دیکھ کر ان کی بدگمانیاں دور ہوئیں اور شرمندہ ہوئے۔

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ حضور کا یہی طریق گھر پر لکھنے کا تھا اور اس کے متعلق فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں تو بیٹھ کر لکھ نہیں سکتا۔ اور خیال کرتا ہوں کہ جو مضمون بیٹھ کر لکھے جاتے ہیں وہ بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں۔ لیکن ہم چلتے پھرتے مضمون لکھتے ہیں۔ اس لئے ہمارے مضمون بھی اپنا کام کرنے کے لئے مستعد ہوتے ہیں۔ اور جلد جلد خدا کے فضل سے دلوں پر اثر کرتے ہیں +

جب حضور لاہور میں تشریف فرما تھے تو مولوی اور مولویوں کے دست و بازو جعفر زٹلی وغیرہ حضور کے خلاف سب و شتم سے کام لیتے۔ اور لوگوں کو ہر قسم کے فساد پر آمادہ کرتے رہے تھے۔ جب حضور سیالکوٹ میں تشریف لے گئے۔ تو یہ ہر گز خدا کے مسیح کو آزار دہی کے لئے وہاں بھی پہونچا۔

یادِ حبیب

پھر تازہ ہوا جوشِ جنونِ فصلِ گل آئی
پھر شوق ہوا سلسلہ جنبانِ تمنا

پھر سر ہے مرا اور وہی سودائے محبت
پھر دل ہے مرا اور وہی طوفانِ تمنا

حضرت اقدس مسیح موعود ؑ نے فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد انسان برزخی قبر میں جاتا ہے۔ لیکن اس ظاہری قبر سے بھی ایک مجہول الکنہ تعلق ضرور رہے۔ اسی طرح یہ تو میرا ایمان ہے۔ کہ کسی بزرگ کے یوم الوفات پر عرس وغیرہ ایک بدعت ہے (بلکہ میرے نزدیک تو یہ جو ایسے موقع پر اخبارات والے ایک خاص نمبر نکالتے ہیں۔ اور اس کا نام نبی نمبر۔ رسول نمبر رکھتے ہیں۔ یہ بھی اسی عرس والی بدعت کی ایک نئی شکل ہے۔ اسی لئے جب الحکم نے ایکبار ایسا نمبر نکالنا چاہا تو خلافت اولیٰ کے زمانہ میں میں نے اس کی مخالفت کی تھی) لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا یا شاید میرے ساتھ ہی خاص ہو۔ کہ سال کے جن ہفتے میں میرے محبوب و مطاع کی وفات ہوئی ہے۔ اسمیں وہ پہلے سے بڑھ کر یاد آتے ہیں۔ اور جانے کیا بات ہے اس سال تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے دل میں کوئی زخم تھا جسے ٹہانکے لگائے گئے تھے۔ اور اب وہ ٹانکے یکدم ادھڑ گئے ہیں۔ اسوقت میری آنکھوں کے سامنے وہ وقت ہے۔ جب لاہور جانے کی تیاری مکمل ہو چکی تھی۔ بلکہ یکّے اس احمدیہ چوک میں حاضر تھے۔ جو ۵ بجے صبح ہمیں معلوم ہوا کہ جانبکے الہام ہوا ہے۔ مباش ایمن از بازی روزگار۔ اس لئے ارادہ سفر ملتوی کر دیا گیا۔ لیکن یہ التوا ایک [illegible] اور حضرت اقدس دوسرے روز روانہ ہو گئے۔ اکثر برگزیدہ اصحاب ہمراہ تھے [illegible] [illegible] لیکن آخر ضبط [illegible] غزل کہی تھی۔ جس کے بعض شعر

[illegible]
مستقر اور فضا پُر ذوق ہے شانِ لاہور
بڑھ گئی چرخ چہارم سے بھی شانِ لاہور

شب تاریک زوال میں دہ ماہ کامل
کر رہا ہے خوب سے تنویرِ جہانِ لاہور

صبح سے شام ہوئی شام سے پچھلا پہرا
نظر آیا نہ مگر ماہِ زمانِ لاہور

ترے مہجور مہاجر ہیں نہایت مضطر
دیکھنا چاہتے ہیں وہ بھی مکانِ لاہور

تیر پر تیر جدائی کے چلے آتے ہیں
کچھ کھو میرے لئے کیسی سنانِ لاہور

آہ! یہ شعر اس وقت تو کسی اور خیال میں کہا گیا تھا۔ مگر اب واقعات نے اس کے معنوں کو کچھ اور بھی وسیع کر دیا ہے۔ اسی غزل کا مقطع ہے

اپنے اکمل کو بلا لیجئے جلدی مولا
ہر گھڑی جسکی زبان پر ہے بیانِ لاہور

جب یہ غزل اخبار بدر میں چھپ کر لاہور پہونچی۔ تو مجھے حضرت مفتی صاحب نے تار دیا کہ آپ لاہور چلے آئیں چنانچہ میں بہ جناح استعجال لاہور پہونچا اور معلوم ہوا کہ یہ نظم حضور میں پیش کی گئی تھی۔ اور حضور نے فرمایا۔ کہ انہیں بلا لیا جائے۔ میں وہاں گیا تو احمدیہ بلڈنگس ایک بقعہ نور نظر آیا۔ عجیب چہل پہل تھی ؎

ہم میں مسیح پاک تھا۔ جس کا عدد ہلاک تھا
ہائے وہ راتیں اور دن جس علی المجید

یہ معلوم ہوتے ہیں کہ حضرت اقدس ابھی کئی دن ٹھہرینگے اخبار بدر کا ڈیکلریشن لاہور ہی میں پنجاب سرکار کے کارندہ کی معرفت دیا گیا۔ ان دنوں میں اس قسم کی [illegible] نہ تھیں بلکہ یہی [illegible] منظوری ہو گئی۔ مقامات سے دفتر ضروری رجسٹر منگوا لئے گئے۔ منشی محمد حسین کاتب بھی پہونچ گیا۔ اور بدر لکھا جانے لگا۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] صاحب [illegible]

[illegible]
[illegible] چھپے کے [illegible] کا [illegible]
[illegible] اور [illegible] حضرت
اقدس [illegible] صبح [illegible] کی [illegible]
میں جب [illegible] تو فرمایا [illegible]
ہیں۔ [illegible] برابر کہا جا رہا ہے۔ کام [illegible] کیا
اور اب قریب [illegible] ہے۔ اس [illegible] ایک
پہلے میرا ماموں زاد بھائی عزیز رشید احمد [illegible]
آیا اور اس نے بیعت کی۔ اور میں نے عرض کیا کہ اس
یتیم کی والدہ کی [illegible] کہ حضور اس کے سر پر
اپنا ہاتھ پھیریں اور برکت دیں۔ چنانچہ آپ نے [illegible]
اس درخواست کو شرف قبولیت [illegible]
ہوں کہ یہی آخری انسان ہے۔ جس نے [illegible]
پر بیعت کی۔ اس رات میں اور مفتی صاحب سیر کو
نکلے تو کچھ ایسے حالات پیش آئے کہ بہت رات گئی
واپس آئے۔ آکر لیٹنا ہی چاہتے تھے۔ کہ مفتی صاحب نے
مجھے پوچھا کہ کیا وقت ہے؟ میں نے عرض کیا کہ تین بجے
ہیں۔ کہنے لگے۔ اب کیا سونا ہے۔ نماز تہجد کا
پڑھ لیں۔ میں نے کہا کہ اچھی بات ہے۔ اسی قسم کی کچھ
گفتگو ہو رہی تھی۔ جو ایک شخص آیا۔ اور مفتی صاحب سے کہا
حضرت اقدس بلاتے ہیں۔ مفتی صاحب فوراً اٹھ کھڑے
ہوئے۔ اور مجھ سے کچھ کاغذ طلب کیا۔ اور کہنے لگے
کوئی الہام ہوا ہوگا۔ کچھ دیر بعد اوپر سے معلوم
ہوا کہ حضور کی طبیعت بہت سخت علیل ہے۔ دعا کرنی
چاہیئے۔ ہم لوگ دعاؤں میں لگ گئے۔ جب دن چڑھا
تو ایک سید منظور صاحب تشریف لائے [illegible] کہا کہ کچھ
[illegible] ہے۔ [illegible] کے دفتر میں [illegible]
[illegible] سے [illegible] ہو چکا ہے۔ [illegible]
[illegible] آواز [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible] حضرت [illegible]
[illegible]
[illegible]

ولایتی چٹھی

ہند میں شورش کے متعلق لنڈن میں رزولیوشن

سلسلہ احمدیہ کا ایک جلسہ ۲۳ اپریل ۱۹۱۹ء کو ۶۳ ستار اسٹریٹ اپرنج سائے - آر روڈ لنڈن ڈبلیو ٹو میں ہوا جس میں دو رزولیوشن پاس ہوئے۔

اول یہ کہ ہم ہندوستان میں ملکی اور تمدنی اصلاحات کی ضرورت کے قائل ہیں۔ اور اپنے اہل وطن کے محسوسات کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ لیکن جو شوریدہ سری بعض غیر ذمہ دار لوگوں نے بغاوت کے رنگ میں اختیار کی ہے۔ اسکو ہم نہایت قابل ملامت یقین کرتے ہیں۔ ایسا طریق نہ صرف احمقانہ ہے بلکہ احکام اسلام قرآن شریف - حدیث پاک اور قانون اسلام کی تشریحات فرمودہ حضرت مجدد اعظم نبی اللہ مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ السلام کے بالکل خلاف ہونے کے سبب ایک شرعی گناہ ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ لیڈروں کی امداد کے ساتھ اس شوریدگی کو جلد دبانے اور اہل ملک کو اپنی مربیانہ نیک دلی سمجھانے میں کامیاب ہوگی

دوم - یہ کہ اس رزولیوشن کی نقل حکام سرکاری اور اخبارات کو بھیجی جاوے۔

بشارت ایک اور معزز خاتون تمام مس نورما ویرا حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر شرف باسلام ہوئی۔ اس کا اسلامی نام حسینہ رکھا گیا۔ اللھم زد فزد

لیکچر گذشتہ اتوار کو حضرت مفتی صاحب کا لیکچر فلسفہ خواب پر ہوا۔ اور آیندہ اتوار کو ایک بڑی مشہور سوسائٹی کے زیر انتظام مفتی صاحب کا لیکچر ہوگا۔ مضمون اس زمانہ کا [illegible]

شاندار بشارت

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس ملک میں دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ دن بدن ترقی پر ہے۔ حضرت مفتی صاحب کے ہاتھ پر تین اور معزز لیڈیاں مشرف باسلام ہوئیں جن کے پہلے نام مس مے جانسٹن گفنی - مسز کنیمن پی ارس اور مس ایڈیتھ گرٹروڈ اولنی ہے - اسلامی نام عزیزہ - فاطمہ اور عنایت رکھے گئے - اللھم زد فزد ہر سہ کی درخواستہائے بیعت بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ برائے شرف قبولیت ارسال کر دی گئی ہیں

گذشتہ اتوار کو جناب قاضی عبد اللہ صاحب کا لیکچر ٹریڈس یونین ہال برکٹس میں زیر انتظام نیشنل ایبر سوسائٹی ہوا۔ لیکچر کے بعد بہت سے سوالات ہوئے۔ جنکے تسلی بخش جوابات دئے گئے۔

۲۷ - اپریل کو لنڈن میں خوب برفباری ہوئی۔ موسم ایسا سرد ہو گیا جیسا دسمبر کا مہینہ۔ اخبارات سے معلوم ہوا - کہ تمام انگلستان میں اسدن یہی حال تھا۔

خاکسار محمد صدیق ماشر گک از لنڈن
۲۹ - اپریل ۱۹۱۹ء

سلسلہ احمدیہ کی خدمات کا اعتراف

مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح سلسلہ احمدیہ قادیان نے اپنی ۱ مئی کی مراسلت میں حضور لفٹنٹ گورنر کی خدمتیں افغانستان کی احسان فراموشی پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور گورنمنٹ کو یقین دلایا ہے کہ وہ خود اور انکے پیرو سلطنت برطانیہ کی وفاداری پر ثابت قدم ہیں اور صدق دل سے اس مہم میں سرکار کی مدد کرنے کو تیار ہیں نہ صرف اس خیال سے کہ ہر وفادار رعایا کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کی ضرورت کے وقت اعانت کرے - بلکہ اس لئے بھی کہ افغانستان میں مذہبی آزادی بالکل نہیں جنانچہ ابھی تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ دو احمدی مولوی کابل میں بیرحمی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے تھے۔ افغانستان کی سرزمین میں مذہبی آزادی ہونی ضروری ہے اور برطانوی حکومت جہاں کہیں بھی گئی ہے - وہاں کے باشندوں کو ہر طرح کی قیود سے آزادی دلاتی رہی ہے غالباً امان اللہ کی اس حرکت میں بھی خدا تعالیٰ کو کابل کے باشندوں کے لئے کچھ بہتری منظور ہے۔ اللہ تعالیٰ سرکار کا حامی و مددگار ہو۔

حضور لفٹنٹ گورنر کے پرائیوٹ سکرٹری نے جواب میں لکھا ہے کہ حضور انور جانتے ہیں کہ گورنمنٹ کا پہلا اصول مذہبی آزادی اور مساوات ہے۔ ضرورت کے وقت آپ کی اور آپ کے سلسلہ کی امداد پر بھروسہ کر سکتی ہے۔

(منقول از حق ملتین ۲۲ مئی ۱۹۱۹ء نمبر ۳)

ڈکہ پر لڑائی غنیم کو سخت شکست

۱۷ - مئی کو ہوائی جہازوں نے جلال آباد پر تاخت کیا اور بہت سا نقصان جان ہوا۔ ڈکہ کے مغرب میں دشمن پر حملہ کیا گیا - اور ایک دستہ علی مسجد کے قریب جوار میں متحرک ہوا اور غنیم کی جگہ پر قابض ہوا - بعد میں ڈکہ پر دشمن نے ہماری فوج پر سخت حملہ کیا۔ مگر شدید لڑائی کے بعد اسکو پسپا ہونا پڑا۔ لڑائی کے قیدیوں پر سوال کرنے سے اس حقیقت کا انکشاف ہوا کہ مقام ڈکہ پر دو ہزار سرحدی لشکر جمع ہوا اور ہوائی تاخت میں نقصان جان ۱۳ - آدمیوں سے زائد ہوا - اور قریباً دو سو گھوڑے اور دیگر جانور مارے گئے انکی لاشوں کو دریا میں ڈال دیا گیا - امیر حمید خان نزار کے مکان پر ایک بم گرا - اور سات آدمی جو امیر کی فوج کے لئے کھانا تیار کر رہے تھے مارے گئے ایک قیدی کا بیان ہے کہ موجودہ لڑائی نے سرحدی فوجوں پر بہت ہی اچھا اثر ڈالا ہے اور وہ اب لڑائی سے تنگ آ گئے ہیں۔ سپاہ کا حوصلہ شکستہ ہے اور ہوائی جہازوں سے بہت ہی خوف زدہ ہیں ڈکہ کی تازہ خبر سے معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کا سخت نقصان ہوا ہے صرف ایک مقام پر ہی سو آدمیوں سے زیادہ مقتول ہوئے - بہت سے

[illegible] وابدال

[illegible] سے صرف کہا گیا تھا کہ
[illegible] بھی فرائض ہیں تو خاتم الاولیاء
[illegible] نہ سمجھنے کو کہا جانا چاہیئے کہ
[illegible] اولیاء ہیں۔ اور اگر سلسلہ احمدیہ
[illegible] گا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
[illegible] کے بعد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
نبی ہوئے۔ اور اگر سلسلہ احمدیہ میں ولی
[illegible] ثابت ہوا کہ آنحضرت ؐ کے بعد بھی کسی نبی
[illegible]

[illegible] ہے کہ سائل صاحب نبی اور ولی میں
[illegible] اگر وہ فرق کر سکتے تو ایسا اعتراض نہ
[illegible] ہر ولی اللہ نبی نہیں ولی تو
[illegible] نہیں ہوگا۔ نبی خدا تعالیٰ
[illegible] جب دنیا کی حالت بد
[illegible] ہے اور ہر قسم کی تاریکیوں میں جہالت
[illegible] لوگوں کا تعلق منقطع ہو کر
[illegible] ہو جاتا ہے۔ اور آسمان کی طرف [illegible]
[illegible] طرف لگ جاتی ہے۔ ایسی
[illegible] نبیوں کو مبعوث فرماتا ہے
[illegible] اپنے ہاتھ سے تربیت
[illegible] پھر دنیا اور
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

انہیں بتا دیا کہ وہ اس وقت بہت بگڑ چکے تھے جنہیں
ہوسکنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ لہذا اسی لئے اُمت محمدیہ
کے حقانی علماء کو مثیل انبیاء کہا گیا ہے۔ چونکہ اس
وقت نبی کی ضرورت نہیں تھی اور نبوت کی جو غرض و
غایت ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود
باوجود سے [illegible] پوری ہو رہی تھی اور ایسی ہو رہی
تھی کہ تیرہ سو سال تک کسی نبی نے اس شان
سے اس غرض کو پورا نہیں کیا تھا۔ اس لئے آپ کی موجودگی
میں کوئی دوسرا نبی مبعوث کرنا خواہ وہ آپ کے غلام
سے ہوتا۔ کیوں نہ ہوتا۔ ایک عبث کام تھا۔ جو خدا کی
شان سے بعید ہے۔ اور جب تک آنحضرت ؐ کے بعد آپ
کے فیض سے تربیت پانے والے اولیاء اللہ جو مثیل
انبیاء تھے، اُمت کی اصلاح کے لئے کافی تھے اس
وقت تک خدا نے کسی کو مثیل انبیاء سے ترقی دے کر
نبیوں کی صف میں کھڑا نہیں کیا۔ مگر جب دنیا میں
ظلمت مستولی ہو گئی اور مثیل انبیاء کے وجود سے
وہ کام انجام پذیر نہیں ہو سکتا تھا جو ایک نبی کر سکتا ہے
اس وقت خدا نے ایک نبی کو مبعوث فرما دیا۔

بعض جہلاء کہہ دیا کرتے ہیں کہ "اگر آنحضرت ؐ کے
وقت میں یا بعد میں ضرورت نہیں تھی تو خدا کا فرض
تھا کہ ضرورت پیدا کرتا۔" مگر ان کو یاد رکھنا چاہیئے
کہ وہ اس حماقت سے خدا تعالیٰ کی ہتک کرتے
ہیں۔ کیونکہ آنحضرت ؐ کے وقت میں یا بعد میں نبی مبعوث
کرنے کے لئے ضرورت پیدا کرنے کے یہ معنے ہیں
کہ وہ مخلوق جس نے حضور سے فیض اٹھایا اور بڑی
مشکل سے ہدایت یاب ہوئی تھی۔ خدا محض ایک
نبی کو پیدا کرنے کے لئے ان سب کو گمراہ کر دیتا۔ تب
وہ ضرورت پیدا ہوتی۔ جسکے لئے خدا کے نبی آتے
ہیں۔ مگر کیا اس بات کو کوئی مان سکتا ہے۔ کہ
خدا ایک اور نبی مبعوث کرنے کے لئے اپنے
عظیم الشان نبی کے تمام کارناموں کو خاک میں
ملا دیتا۔ ہرگز نہیں۔

گیا ہے کہ آنحضرت ؐ کے وقت میں [illegible] کیوں نہ آیا
جبکہ آپ کی اُمت میں بھی نبی ہو سکتا تھا۔ یعنی اسکا جواب
ہم بتا چکے ہیں کہ اس وقت نبی کی ضرورت نہ تھی۔ اب یہ
سوال کہ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
خاتم النبیین ان معنوں میں ہونے کے باوجود کہ آپ کی
روحانی توجہ بھی لاثانی ہے۔ آپ کے وقت میں نبی نہیں آ
سکا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کہ ظل محمد ؐ
ہیں۔ آپ کے وقت میں کیسے کوئی ولی ہو سکتا ہے۔ سو اس کا
جواب ہم دے چکے ہیں کہ انبیاء کی غرض بعثت ہی یہ ہوتی
ہے کہ وہ لوگوں کو اولیاء الرحمٰن بنائیں۔ اور لوگوں کو اپنی
روحانی توجہ سے ابدال و اقطاب کے زمرہ میں داخل
کریں۔

معترض صاحب نے پوچھا ہے کہ انہیں بتایا جائے
کہ سلسلہ احمدیہ میں کون ولی ہے۔ اسکے جواب میں گذارش
کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اُمت احمدیہ میں
ہزاروں ولی ہیں۔ جنکو اہل بصیرت دیکھ سکتے ہیں۔
اولیاء وابدال کے وجود کا پتہ ہم سیدنا حضرت مسیح موعود
کے ہی الفاظ میں معترض کے سامنے پیش کرتے ہیں۔
براہین احمدیہ حصہ پنجم کے صفحہ ۱۸۵ پر آپ ایک اعتراض
دیکھیں گے جو کہ مولوی سید عبد الواحد صاحب ؒ نے
کیا تھا۔ جو یہ ہے کہ:۔

"اہل ظاہر تو چشم باطن نہیں رکھتے اس لئے
ان لوگوں کا حضرت مسیح موعود کو نہ پہچاننا کچھ
تعجب نہیں۔ مگر جو لوگ اہل اللہ و اہل باطن
ہیں ان لوگوں کا تو حضرت کو بذریعہ الہام وغیرہ
پہچاننا ضروری تھا۔ جیسا کہ قاضی ثناء اللہ
پانی پتی مرحوم رسالہ تذکرۃ المعاد میں امام مہدی
موعود کے حال میں لکھتے ہیں کہ:۔ "ابدال از
شام و عصائب از عراق شدہ بیعت
کنند"

اسکا جواب تحریر فرماتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا
کہ

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی
سبحان الذی اخزی الاعادی

ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان [illegible]

فاروق

ایڈیٹر و پراپرائٹر ایم قاسم علی

جلد ۴ یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۴ جولائی سنہ ۱۹۱۹ء نمبر (۲۷)

سلسلہ کی خبریں

۱- حضرت امیر المومنین سیدنا خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ الاحد بخیریت وعافیت ہیں - اور خاندان مسیح موعود میں بھی خیریت ہے - حضرت خلیفۃ اول کے بچے عبدالسلام کی صحت کاملہ کے لیے دعا کی التجا ہے

۲- بارش تین چار روز سے بند ہو جاتی ہے موسم میں نمایاں تغیر ہے -

۳- ہمارے ہائی اسکول میں ایک ڈگری یافتہ پنڈت صاحب کی خدمات سنسکرت پڑھانے کے لیے حاصل کی گئی ہیں - آریوں نے ہمارے لیے انتظام نہیں کیا - اب انکے طالبعلم قرآن شریف اور عربی بھی پڑھیں سنسکرت بھی پڑھیں مسلمانوں ہے - اسلام کا فیض عام ہے -

۴- [illegible] خوشی منایا گیا - ہائی اسکول [illegible]

مدرسہ جات سب میں تعطیل کی گئی ہے - کھیلیں ہوئیں مٹھائی تقسیم کی گئی - تمام دفاتر (جو صدر انجمن احمدیہ بالنظارت کے ماتحت ہیں) رخصت دی گئی - اور شام کو مسجد اقصیٰ میں بلا تفریق مذہب و ملت غرباء کو کھانا کھلایا گیا - برٹش گورنمنٹ کے لیے دعائیں کی گئیں -

درخواست دعا از لنڈن برادران مکرم و معظم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - عاجز آنکھ کے ککروں سے اسقدر تکلیف میں ہے کہ لکھنے پڑھنے کا کام قریباً ملتوی ہے اور اسی وجہ سے احباب کے خطوط کے جواب لکھنے سے معذور ہوں - اور اخباروں کے واسطے بھی نہیں لکھی جاسکتیں - درخواست ہے کہ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم رحم اور رحیب [illegible] سے جلد صحت عطا فرمائے -

عاجز محمد صادق عفا اللہ عنہ از لنڈن [illegible]

ایک ہندو بیرسٹر ایٹ لا

ولایت میں مشرف باحمدیت ہوا

چالیس انگریز مرد و زن کا احمدی ہونا بھی اللہ تعالیٰ کا [illegible]

یہ خوشخبری اس ہفتہ کی ولایتی ڈاک میں پہنچی ہے کہ جناب مکرم معظم سالگرام صاحب جو پنجاب کے باشندے ہیں اور آجکل ولایت میں ہیں نہ صرف خود اپنے احمدی ہونے کا اعلان فرماتے ہیں بلکہ ایسے ہی چالیس انگریز مرد و عورت ان کے ذریعہ سے احمدیت پر ایمان لائے - وہ [illegible] جو لیکچر دیئے وہ نہایت دلچسپی سے سنے گئے - بیرسٹر صاحب احمدیت کا ثبوت [illegible] متعلق ایک خاص جوش رکھتے ہیں - اور [illegible] کہ [illegible] صداقت پھیل جائے

مقامِ عبرت

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْٓ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِیْنَ۔

کا نظارہ کسی نے دیکھنا ہو تو سید محمد احسن صاحب امروہوی کی پہلی اور حال کی کتابوں کو پڑھے۔ ۱۹۱۴ء سے پہلے کی تحریریں دیکھے اور اسکے بعد بھی گلفشانیاں ملاحظہ کرے۔ یا تو وہ وقت کہ بر طارم اوج تر تا یا یہ وقت کہ فی الدرک الاسفل ایک زمانہ آپ پر ایسا گذرا کہ حضرت محمود کو آپ موعود مانتے اور علی رؤس الاشہاد اعلان کیا بزبانہ خلافت اول آپ بیعت کر چکا یا اب یہ کہ آپ ایک رسالہ شائع کرتے ہیں اور اسکے ٹائیٹل پیج پر لکھتے ہیں کہ پہلے خانہ کعبہ پر حملہ کیا گیا اور ابرہہ کے ساتھ ایک ہاتھی تھا اس کا نام محمود تھا۔ اسی طرح اب مسیح کے بعد ایک خلف رگیا جس کا نام محمود ہے۔ ضربت غیبیہ سے اس کا سر ادف ہے جیسا کہ ابرہہ کی ناک اور پیشانی داغدار تھی۔ یہ بھی چاہتا ہے کہ اس طواف بیت اللہ کا استعمال کر دے۔ جو مسیح موعود نے دو آدمیوں کے کندھے پر کیا تھا۔

ناظرین کرام ان الفاظ کو پڑھیں اور دیکھیں کہ بڈھے کی عقل کہاں تک ماری گئی ہے۔ اور کیسا مخبوط الحواس ہے کہ وہ یہ بھی نہیں سوچ سکتا کہ اس نے کیا لکھ دیا ہے یہ وہ نرمی اور تہذیب جس سے اصحاب غیر مبائعین اپنے مناظرات میں کام لیتے ہیں۔

پھر ایک حدیث مشکوٰۃ باب الفتن سے لی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:

ثم فتنة السراء دخنها من تحت قدمی رجل من اهل بیتی یزعم انه منی ولیس منی انما اولیائی المتقون ثم یصطلح الناس علی رجل کورک علی ضلع ثم فتنة الدهیماء لم تدع من الامة الا لطمته لطمة فاذا قیل انقضت تمادت یصبح الرجل فیها مومنا ویمسی کافرا حتی یصیر الناس الی فسطاطین فسطاط ایمان لا نفاق فیه وفسطاط نفاق لا ایمان فیه فاذا کان ذالکم فانتظروا الدجال من یومه او من غده

(رواہ ابو داؤد)

اب اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے جو سید محمد احسن صاحب امروہوی نے کیا ہے۔

"پھر فتنہ سراء جو عیش و آرام اور امن کے وقت میں ہوگا۔ یہ فتنہ حضرت مرزا صاحب کی تکفیر کا فتنہ ہے۔ جس میں اکثر امت محمدیہ مبتلا ہو گئی۔ اسی فتنہ کے زمانہ میں ایک دخان پیدا ہوگا۔ جو زیر دونوں قدموں اس آدمی سے پیدا ہوگا جو میری اہل بیت میں سے ہے۔ یعنی مرزا صاحب۔ اور وہ خان یہ زعم کرے گا کہ وہ مجھ میں سے ہے اور وہ مجھ میں سے نہ ہوگا کیونکہ میرے اولیاء صرف متقی ہی ہوتے ہیں یہ فتنہ محمود ہی ہے۔ لیکن لوگ اس خان کے سبب ایک رجل نرم خو کے باہم صلح کار رہیں گے کیونکہ وہ رجل فطرتاً بڑا نرم دل اور صلح جو ہوگا جیسا کہ سرین کی ہڈی پسلیوں کی نسبت نرم ہوتا ہے۔ یہ وہ دخان ہے جو حضرت مولانا نورالدین صاحب مرحوم کے وقت میں پیدا تو ہو گیا تھا۔ لیکن حضرت مولانا موصوف کے سبب سے دونوں فریق کا باہم کوئی نزاع نہ ہونے پایا۔ پھر اسکے بعد وہ دخان سخت تاریک در تاریک اور مظلم ہو جاوے اور ہر ایک صبح شام میں کوئی جھگڑا ہوتا رہے گا۔ اور کوئی کافر بنا رہے یہاں تک کہ لوگ دو بستیوں میں جدا جدا ہو جائیں گے۔ ایک بستی میں ایسے لوگ جمع ہو جائیں گے جنمیں ایمان ہوگا یعنی قرآن کا مفسر ہوگا حروف تک غلطی نہ ہوگی۔ اور دوسری بستی میں سوائے نفاق کے ایمان نہ ہوگا یعنی قرآن مجید کی اشاعت ان سے نہ ہو سکے گی۔ پھر ایسے فتنہ کے بعد دجال کے تم منتظر رہو یعنی ان صدہا حدیثوں کو یاد رکھو جنمیں دجالوں کذابوں کی خبر دی گئی ہے"

یہ حاصل ترجمہ ہے اس حدیث کا جو روایت رجال صحیح ابو داؤد میں موجود ہے اور مشکوٰۃ شریف میں بھی مندرج ہے۔"

جس دیدہ دلیری اور وقاحت سے حضرت مسیح موعود کے سبز اشتہار والے موعود پسر (ملاحظہ ہو حقیقۃ الوحی) حملہ کیا گیا ہے وہ قابل صد نفریں ہے۔ حالانکہ تمام واقعات خود اسی فریق پر صادق آتے ہیں۔ ان میں سے ایک ہے جس نے حضرت موعود کے روحانی فرزند اہل بیت میں سے ہونے کا ادعا کیا ہے۔ اور وہی ایک سوزش سے روحانی تولد پا کر مدت تک سلگتا رہا اور آخر نتیجہ یہ ہوا کہ اہی دو بستیوں میں ہو گئے۔ ایک وہ جن کی نسبت مسیح موعود کے خلیفہ اول نے اپنے قلم سے لکھا کہ نفاق کا فوارہ پھوٹ گیا اور دوسرے وہ جو اصل بستی میں بستے ہیں جنہیں قیامت تک برکت دی گئی ہے اور جہاں ایمان ہی ایمان ہے۔ باقی ایک کسر تھی فانتظروا الدجال سو تکلول ہمارے دوست پیغام الحق صاحب کے وہ بھی امروہوی صاحب نے پوری کر دی اور وہ اپنی نئی کتاب میں نئے عقائد کے ساتھ نمودار ہوئے نہ صرف ایک آنکھ کی بینائی کم بلکہ جسم کا ایک حصہ بھی مجذوش اور روحانی اعتبار سے بھی احمدیت کی صداقت کو دیکھتے ہیں اور پھر نہیں بھی دیکھتے۔

لیکن یہ ہماری حیثیت میں اختلافی حصہ ہے۔ البتہ ایک بات قابل اظہار رہ گئی ہے۔ امروہوی صاحب نے مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو خیالات ہیں وہ ملتے جلتے ہیں گو سالی

بعث شروع ہوتے ہی ہو جائے۔

آپ شاعر بھی تھے چنانچہ ایک نعتیہ سی حرفی حال ہی میں انکی طرف سے چھپی ہے جو نصیر بک ایجنسی سے مل سکتی ہے۔ حضرت ام المومنین نے ایک مکان انکو دے رکھا تھا۔ اسمیں رہتے تھے مکان کا دروازہ بند رکھتے۔ جب کھولتے تو یہی پوچھتے کہ اذان ہو گئی یا نہیں۔ صبح کیوقت جب بکریوں والے دودھ دینے آتے۔ تو دودھ لینے سے پہلے میں نے اکثر الحمد سنتے سنا۔ انکو تقوی اور نماز روزہ کی ہدایت کرتے حافظ صاحب میں شکر گزاری کی روح عجیب تھی کوئی ذرا بھی انکا کام کر دیتا تو دیر تک اس کا شکریہ ادا کرتے رہتے تھے۔ جو اکثر ان الفاظ میں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو آنکھیں دی تھیں آپنے مجھے مدد دی اللہ تعالیٰ آپ کا حافظ و ناصر ہو۔

حافظ صاحب علی العموم اپنے کام خود کرتے حتی کہ پانی بھی خود اپنے لیے لاتے۔ تہجد کے بہت پابند تھے۔ گرمی کی راتوں میں بارہ بجے کے بعد اٹھ کر پہلے بہت سا پانی کنوئیں سے لاتے پھر نماز میں مشغول رہتے حتی کہ صبح ہو جاتی دن کو اکثر قرآن شریف پڑھتے یا کسی کو پڑھاتے کبھی کبھی اکیلے میں اشعار بھی خوش الحانی سے پڑھتے مگر بہت کم اور کہتے اب کیا پڑھیں دل میں اب طاقت نہیں رہی۔ میر محمد حسین صاحب مرحوم۔ حافظ احمد اللہ صاحب انکے پرانے رفیقوں میں سے جب ان کے پاس جاتے تو ان سے حضرت مسیح موعود کی باتیں کر کے بہت خوش ہوتے۔

حافظ صاحب چھت پر سوتے تھے اور خود ہی چارپائی اتار لیا کرتے تھے اس رات یکدم بارش آ گئی۔ نیچے اترتے پاؤں پھسل گیا صبح بحالت سجدہ جان بحق تسلیم پائے گئے۔ کوئی زخم یا چوٹ نہ تھی۔ چونکہ کئی دن سے بیمار چلے آتے تھے معلوم ہوتا ہے دل کو صدمہ پہنچ گیا غفر اللہ لہ۔ کچھ واقعات اور معلوم ہوئے تو وہ بھی لکھے جائیں گے۔

عربی رسم خط

ولادت سرور کائنات کے قریب ہی ابو سفیان کے والد حرب بن امیہ ارض حیرہ سے ایک خط سیکھ آئے اور دو چار دوستوں اور عزیزوں کو بھی سکھا دیا۔ خود حرب کا بیان تھا کہ میں نے اس خط کو حیرہ کے ایک شخص اسلم بن سدرہ سے سیکھا۔ اور وہ علاقہ انبار کا ایک شخص مرامر بن مرہ کا شاگرد تھا اور چونکہ مرامر کا کوئی استاد نہیں معلوم تھا اسلیے قریش میں یہ خیال پھیل گیا کہ اس کا پہلا موجد مرامر ہے۔ اور ارض انبار اس کا مولد ہے (ملاحظہ ہو ابن خلکان - حالات علی بن ہلال المعروف بہ ابن بواب کاتب)

غرض یہی عربی کی پہلی تحریر اور ہمارے موجودہ خط نسخ کا نقش اولین ہے۔ اسی میں قرآن مجید لکھا گیا۔ اسی میں آنحضرت کے خطوط و معاہدات لکھے گئے۔ اور اسی میں صحابہ مراسلت کرتے تھے مگر ابھی ابتدائی حالت میں یہ خط اسقدر ناقص تھا کہ جسقدر رواج پاتا تھا اسی قدر زیادہ اس میں اصلاحوں اور ترمیموں کی ضرورت محسوس ہوتی جاتی تھی۔ اور یقیناً بہت سی اصلاحیں ہوئی ہوں جنکی ہمیں خبر نہیں ہے۔

اس عہد کے نمونے ہمارے ہاتھ میں بہت ہی کم ہیں جن سے کچھ اندازہ کیا جائے۔ آنحضرت نے جو خطوط لکھوا کے بھجوائے تھے ان میں سے دو خط اہل یورپ نے خدا جانے کیوں کر اور کہاں سے برآمد کر کے پیش کیے ہیں۔ اور دعویٰ کیا جاتا ہے کہ وہ اصلی خط ہیں۔ ان دونوں کے فوٹو میں نے دیکھے ہیں۔ ایک مسیلمہ کذاب کے نام ہے ۱۸۹۶ء میں لنڈن کے [illegible] میں ایک رسالہ میں چھپا تھا۔ دوسرا [illegible] مقوقس کے نام ہے جس کا فوٹو [illegible] سیر کی کتاب [illegible] مارگولیتھ میں مصر کے رسالہ الہلال سے لیکر درج کیا گیا ہے۔

ان دونوں خطوط کی تحریر ایک ہی نمونہ کی ایک ہی وضع۔ اور ایک ہی شان کی ہے اور ان دونوں کے نیچے آپ کی مہر ہے۔

خطوط کی عبارت کے الفاظ بھی وہی ہیں جو احادیث میں صحیح روایات سے مروی ہیں۔ بہرحال انکو دیکھ کے یقین ہوتا ہے کہ اصلی تحریر ہے اور یہی میرا خیال ہے۔ چنانچہ میں ان خطوط کے فوٹوؤں کو تمام اگلے تبرکات سے زیادہ واجب التعظیم اور حرز جان بنانے کے قابل خیال کرتا ہوں اور بے اختیار جی چاہتا ہے کہ ان مبارک نامہ ہائے رسالت پر جان فدا کر دیجئے۔ افسوس مسلمانوں کو توفیق نہیں ہوتی۔ ورنہ ان کا فرض تھا کہ یہ دونوں اصلی خطوط رسالت جن پر آپ کی مہر مبارک ثبت ہے انکی تاریخ کا پتہ لگاتے کہ کیونکر محفوظ رہے کہاں سے کہاں پہنچے کس سے کس کو ملے اور آخر میں کیونکر اہل یورپ کے ہاتھ آئے۔

ان خطوط کے بعد کی تحریر کا نمونہ حضرت عثمان غنی کے عہد کے قرآن پاک ہو سکتے ہیں جن کا کوئی نسخہ اس وقت تک کسی ہندوستانی مسلمان کی نظر سے نہیں گزرا کہا جاتا ہے کہ [illegible] قرآن قسطنطنیہ میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا دونوں خطوط رسالت کی تحریر کی شان یہ ہے کہ نہ نقطے ہیں نہ اعراب [illegible] علامات اوقاف ہیں۔ [illegible] نہیں [illegible] جس سے اس کی [illegible] کا لفظ یوں لکھا ہے۔ [illegible] کی صورت یہ ہے [illegible]
[illegible] تحریر یہ ہے [illegible]

[illegible]
[illegible] کو
[illegible] معلوم ہوتا ہے کہ
[illegible] میں [illegible] موجودہ رسم خط
[illegible] جاتا ہے۔ اسی نسخہ کا ہے۔
[illegible] والی صورت [illegible]
[illegible] کے آخر کا الف بھی
[illegible] کی پابندی نہیں ہے کہ
[illegible] سطر میں [illegible] ہو جائے۔ "ورسولہ"
[illegible] سطر [illegible] میں ہے اور
[illegible] دوسری سطر کے شروع میں "دو تولو"
[illegible] ایک سطر میں ہے اور "ولوا"
[illegible] سطر [illegible] "تسلمون" میں سے "تسـ"
[illegible] سطر کے آخر میں ہے اور "لمون"
[illegible] سطر کے شروع میں
[illegible] کے عہد میں اس خط میں کسی
[illegible] پتہ نہیں چلتا [illegible] سے پہلے اس تحریر
[illegible] پر ابوالاسود دوئلی کی نظر پڑی [illegible]
[illegible] انھوں نے ابتدائی [illegible]
[illegible] مدون کیا۔
[illegible] کے زمانے میں [illegible]
[illegible] قرآن کے رسم خط کی اصلاح
[illegible] قرآن کے متعلق [illegible]
[illegible] کر کے انکار کر دیا
[illegible] اِنَّ اللّٰہ بریٓ
[illegible] ورسولہ [illegible] رسولہ
[illegible] کے لیے [illegible]
[illegible] اور کہا [illegible]
[illegible] موجود [illegible]
[illegible] پاس بٹھا کر
[illegible] جس حرف کے
[illegible] دیا کروں [illegible]
[illegible] غرض قرآن میں
[illegible] کی صورت

[illegible] بجائے ترچھی لکیروں کے نقطوں
کی تھی اور پیش بجائے اوپر کے سامنے لگا یا جاتا
تھا آجکل جو نقطے ب ت اور ث میں یا ج
ح خ کا امتیاز بنایا کرتے ہیں انکا اسوقت تک
مطلقاً پتہ نہ تھا اور نہ شاید انکی ضرورت محسوس ہوئی
تھی۔

ابوالاسود دوئلی نے ۶۹ھ میں انتقال کیا
اُن کے بعد کہتے ہیں کہ میمون بن اقرن نے پھر
عنبسہ بن معدان قہری نے پھر عبداللہ بن ابی اسحٰق
حضرمی نے پھر ابوعمرو بن علاء المتوفی ۱۵۴ھ
نے اس خط میں اور اصلاحیں کیں مگر ہم نہیں جانتے
کہ وہ کیا اصلاحیں تھیں۔ یہاں تک کہ خلیل ابن احمد
ازدی المتوفی ۱۷۰ھ اور علی بن حمزہ کسائی المتوفی
۱۸۹ھ کا زمانہ آیا۔ جبکہ کوفہ اور بصرے میں نحو، صرف
اور علم زبان کا شباب تھا۔ کہتے ہیں کہ خلیل
نے ترقی خط کی طرف بہت توجہ کی اور اس درجہ کو
بنچادیا کہ کسائی نے جو مامون رشید کا اُستاد اور
علمی ترقیوں کا بیحد شائق تھا خط عربی میں ایک نئی
شان پیدا کی جسکو اہل کوفہ نے انتہا پسند کیا
اور وہی خط خط کوفی کے نام سے مشہور ہوا (ملاحظہ
ہوں کتاب الفہرس ابن الندیم۔ ابن خلکان کے
حالات ابن مقلہ کاتب و ابن البواب کاتب
اور آغانی جلد ۱۱ صفحہ ۱۰۲، حالات ابوالاسود دوئلی)
اسکو ہیں نہ مانوں گا کہ کسائی نے یکبیک پُرانے
خط کو بدل کر خط کوفی کر دیا۔ درحقیقت مسلسل
تغیروں اور ترمیموں نے رفتہ رفتہ اس خط کی
صورت بنا دی تھی۔ کسائی نے قواعد کاشی
و خوشنویسی کو کام میں لا کے ترمیم کی تحریک
کی ایک خاص شان پیدا کر دی تھی۔ جسے لوگوں
نے بہت پسند کیا اور اسی کی پیروی کرنے لگے۔
تاہم اس سے یہ صاف ظاہر ہے کہ خط کوفی کی ایجاد
۱۸۹ھ کے قریب ہوئی ہے۔ اس سے پہلے
جو خط مروج تھا کوفی نہ تھا۔ حضرت عثمان کے
زمانے تک کوفہ کو کوئی علمی حیثیت ہی نہیں حاصل

ہوئی تھی۔ حضرت علی نے کوفہ کی سکونت اختیار کی اور
اسی وجہ سے اکثر عوام میں مشہور ہے کہ حضرت کے
ہاتھ کے لکھے ہوئے قرآن خط کوفی میں تھے۔ مگر
انھیں اسکی خبر نہیں کہ اُن دنوں کوفہ تو بیشک تھا
اور کوفہ میں حضرت علی بھی تھے۔ مگر خط کوفی نہ تھا
جس کا کاتب حضرت علی کو فرض کر لیا گیا ہے۔
خط کوفی کا دور دوسری صدی ہجری کے آخر سے
شروع ہوا ہے جبکہ ہارون رشید کا زمانہ تھا۔
اب مجھے بتانا ہے کہ خط کوفی میں اور پرانے خط
میں کیا فرق تھا۔ میں نے خط کوفی کا کوئی مکمل قرآن
نہیں دیکھا ہے۔ لیکن ہیروز آف دی نیشن سیریز
کی کتاب "[illegible]" مصنفہ ڈی۔ اس مارگولیتھ میں
خط کوفی کے ایک قرآن کا فوٹو موجود ہے۔ اصل نسخہ
بوڈلین لائبریری کا ہے اور معلوم نہیں کہ کس کے
ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس میں الف کی قطع "ـا"
د کی قطع "ـد" ن کی قطع "ں" ہے۔ اس میں
شک نہیں کہ خط خوبصورت اور زیادہ واضح و روشن
ہو گیا ہے مگر اسی پرانے خط سے ملتا ہوا ہے۔
صرف پختگی اور ایک مصورانہ مناسبت رسم وضعی پیدا
ہو گئی ہے۔ مگر تعجب یہ ہے کہ اس کوفی خط کے قرآن
میں اعراب کا کہیں پتہ نہیں نہ نقطے ہی ہیں اور نہ ترچھی
لکیریں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابوالاسود کی ایجاد کا
عام طور پر رواج نہیں ہوا تھا۔ خاص ہی خاص
نسخہ ہائے قرآن میں اُن کے رسم خط کی پابندی کی
جاتی ہوگی۔ مگر عام کاتب اُن کا لحاظ نہ کرتے تھے۔
اس خط کوفی میں سب سے بڑی مفید ترقی یہ ہوئی ہے
کہ موجودہ نقطوں کی بنا پڑ گئی جس سے اُن تمام مختلف
الصوت حرفوں میں امتیاز کر لیا جا سکتا ہے جو ہم شکل
ہیں مگر خط کوفی کے نقطے ہمارے موجودہ خط نسخ
کے نقطے نہیں ہیں بلکہ انکی جگہ نیچے اوپر باریک
باریک ترچھی لکیریں زبر زیر کی سی اختیار کی گئی ہیں
مثلاً یا ایہا المزمل قم الیل، کو یا ایہا
[illegible] "[illegible]" کی شکل میں لکھا ہے۔
اس سے [illegible] یہ ثابت ہوتا ہے کہ جب ب ت ث

بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دو | سبحان الذی اخزی الاعادی

سلسلہ احمدیہ کا اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان

فاروق

ایڈیٹر و پرنٹر و پبلشر میر قاسم علی

جلد ۴ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۱۹ عیسوی | نمبر ۲۸

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔ الحمد للہ

۲۔ بارش کئی دن متواتر ہوتی رہی سیلاب سے قادیان جزیرہ نما بن رہی ہے۔

۳۔ دونوں سکولوں میں ۸ اگست سے موسمی تعطیلیں ہونے والی ہیں دو ماہ کے لیے۔

۴۔ بذریعہ تار معلوم ہوا کہ پروفیسر عبدالرحیم صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے سیال ۱۹ جولائی جہاز پر سوار ہو گئے۔ خدا خیریت سے لنڈن پہنچائے۔ پہنچنے کا بھی تار آگیا۔

۵۔ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی مالابار میں بیمار ہو گئے۔ اب مجلس شوریٰ کے لیے مدراس آگئے ہیں۔ شیخ محمود احمد ان کے رفیق بخیریت ہیں۔

کاہنواں میں مباحثہ

جب ماسٹر عبدالرحمن صاحب کو خدا جزا خیر دے آپ نے آتے ہی حسب معمول تبلیغی کام شروع کر دیا ہے۔ قصبہ کاہنواں میں آپ کا لیکچر ہوا۔ آپ نے سناتن دھرمیوں کو کرشن کے دوبارہ آنے کا مژدہ سنایا جس پر پنڈت نند لال جی ساہوکار نے ... انعام مقرر کیا۔ اگر شاستروں میں کرشن کے آنے کا حوالہ دکھایا جائے۔ اس حوالہ کے دکھانے کے لیے دوسرے ہفتہ ماسٹر صاحب بمعیت فلاسفر صاحب گئے اور آپ نے بہت سے حوالے انہیں سنائے۔ جن میں نکلنک اوتار کی نشانیاں دوبارہ تمام قلعہ مہابھارت سے دکھائیں پھر بھاگوت گیتا سے کرشن کے دوبارہ آنے کی پیشگوئی دکھائی بلکہ ایک کتاب سے نام تک دکھایا۔ پنڈت جی آپ سے گھبرا کے کو سامنے نہ آتے تھے۔

جب ہمارے دوست مشتعل ہو کر سوار ہو گئے تو پھر پیغام آیا۔ کہ کرشن اوتار کے ظہور کا مقام و تاریخ پستک دکھا دو۔

اس پر انہیں سنت اللہ بتائی گئی کہ اوتاروں کے متعلق اس قسم کی تشریح نہیں ہوا کرتی اور ظہور کی نشانیاں بھی سنائی گئیں فلاسفر صاحب کی تقریر بھی بہت دلچسپ تھی۔ انہوں نے اپنے منطق سے سب معترضوں کو خاموش کرا دیا خدا تعالیٰ ماسٹر جی کے مساعی جمیلہ میں برکت دے۔

معذرت

کاتب فاروق کی ناگہانی علالت کی وجہ سے یہ پرچہ دو دن لیٹ ہو کر شائع ہو سکا۔ احباب معاف فرمائیں اور کاتب کی صحت کیلئے دعا فرمائیں۔

ہمارے سوالات مندرجہ تشحیذ الاذہان پر

ایک آریہ کی جرح اور اسکا جواب

آریہ سماجی دوست ہمیشہ وید مقدس کو سورج دیوتا سے تشبیہ دیا کرتے ہیں اور جہاں کہیں وید کی ازلیت و قدامت کی بحث شروع ہو جائے وہاں اس مثال کو پیش کرتے ہوئے یہ گوہر افشانی فرمایا کرتے ہیں کہ جس طرح پرماتما (خدا) نے جانداروں کی جسمانی ضروریات کے لیے شروع دنیا میں مکمل سورج بنایا۔ اسی طرح روحانی امور کے لیے بھی ایشور جی مہاراج نے وید کو جو روحانیات کا سورج ہے رشیوں کے ذریعہ دنیا میں روشن کر کے قایم کیا ہوا ہے۔ اور جس طرح کوئی چاہے کہ مادی سورج پر دھول اڑا کر اسکو مخفی کر دیا جائے مگر نا کام رہتا ہے اسی طرح روحانی سورج یعنی وید بھی تو جہ اپنے اندر مضبوط اور دلائل بھرے اصولات و عقائد رکھنے کے کسی کے چھپائے نہ چھپ سکتا ہے۔ اور نہ کسی قسم کا ضعف اس میں کب ممکن ہے کیونکہ دنیا میں کوئی بھی ایسا منتر موجود نہیں کہ وید کی کسی معمولی سے معمولی تعلیم کو بھی غلط ثابت کر سکے۔

یہ وہ خیالات ہیں جو آریہ لیکچرار عام طور میں وید کے متعلق رکھتے ہوئے نظر آئینگے اور یہ ہی توہمات ہیں۔ جنکو صحیح سمجھتے ہوئے مسافر آگرہ کے ایک معزز نامہ نگار ہمارے ایک مضمون کے متعلق جو تشحیذ الاذہان جلد ... میں "دیانندی تفسیر پر سرسری نظر" کے عنوان کے ماتحت شائع ہوا تھا۔ "سورج پر دھول اڑانا" کی سرخی کے تحت میں بڑے زور شور اور طمطراق سے قلم اٹھاتے ہوئے قبل اس کے جو ہمارے ناقابل تردید اعتراضات کا جواب دینا شروع کریں پہلے اس مثال سے مضمون کو شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"ویدک دھرم کے عقیدوں کی اسکے گرنتھوں (کتب) سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے از حد ضرورت ہے کہ وہ سنسکرت ساہتہ (لٹریچر) سے پوری پوری گیتا رکھتا ہو بمقابلہ اسکے انپر جدوجہد کرنے کے لیے اور بھی کمال لیاقت کی آوشیکتا (ضرورت) اگرچہ انکو سہولیت سے جاننے کے لیے ہندی۔ اردو تراجمات موجود ہیں۔ تاہم انپر جدوجہد کرنے کے لیے کچھ سنسکرت اور پورن (مکمل) ہندی ساہتہ سے واقف ہونا لازمی ہے ورنہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ ایسا معترض جو مذکورہ بالا بصیرت سے معذور ہے۔ مثل نابینا نہ معلوم کم فہمی کے کس گہرے غار میں واہی تباہی خیالاتوں میں بہا پھرے۔ چنانچہ اس کا عملی ثبوت یہاں رہا ہے کہ حال ہی میں منشی فضل حسین صاحب احمدی نے کچھ اعتراضات کر ہی ڈالے جس سے سورج پر دھول اڑانے کی مثل بالکل صادق آتی ہے" وغیرہ۔

آریہ سماجی دوستوں کا یہ ہمیشہ سے وطیرہ چلا آیا ہے کہ وہ مذہبی مباحثات سے الگ ہو کر ذاتیات پر آ جاتے ہیں جیسا کہ محولہ بالا عبارت سے ظاہر ہے بجائے اسکے ہمارے اعتراضات کا جواب دیتے الٹا ہمیں بے وقوف اور مثل نابینا کم فہم واہی تباہی خیالات میں مبتلا آریہ سماجی لٹریچر سے محض ناواقف ہندی سنسکرت سے محض نابلد بنانا و بتلانا شروع کر دیا۔

مہاشہ صاحب! ہمارا منصب العین نہیں کہ مخالف کی ذاتی کمزوریوں اور دیگر غلطیوں پر [illegible] لیکر اپنے مذاق کو خراب کریں۔ ہاں لیکن ایسے ایسے [illegible] معاملہ کرتے ہوئے [illegible] کہ مذہبی مباحثات میں ذاتیات سے کوئی کام نہ رکھا کریں یہ بہت ہی خطرناک ہے اور اگر آپکا لکھنا اسی مقصد سے ہو کہ ہمارے لکھنے سے پبلک مخالف کے اعتراضات غلط سمجھیگی تو سخت نادانی اور مجہول ہے۔ ہمارے اعتراض اسیوقت باطل تصور ہونگے جبکہ آپ دلائل سے ان کا غلط ہونا ثابت کر دکھائیں۔ مگر آپ سے کیا سروکار علماء آریہ سماج سے بھی ہونا ناممکن ہے ... بلکہ اس سے قبل کئی علمائے سماج ہمارے ان اعتراضات سے چکرا چکے ہیں۔ ہم دور کی مثال پیش نہیں کرتے آپ کے ہی دیالکے بانیوں یا کارگذاروں میں سے عالیجناب پنڈت ... رادت صاحب ہی۔ اے آگرہ بمقام راہوں ہمارے دلائل کا موازنہ کر چکے ہیں ان سے دریافت کر لیں اگر اور مثالوں کی ضرورت ہوگی تو پھر بتلائینگے۔ پس ہم اصل مطلب کی طرف توجہ کرتے ہوئے۔ پہلے اپنے اعتراض کو ساتھ ہی ماسٹر صاحب کے جواب کو لکھکر اسکا جواب الجواب لکھتے ہیں۔ وھو ھذا

پہلا سوال سوامی دیانند نے اپنی تفسیر یجروید صفحہ ۱۰۲ ہندی جلد دوم کے بھا ... میں تحریر فرمایا ہے کہ لوگ ایشور اور مہاراجہ کی اپاسنا کریں اسپر یہ اعتراض تھا کہ اس عبارت کی رو سے ویدوں میں غیر اللہ کی عبادت کا جواز ہے جو توحید کے سراسر منافی اور خلاف ہے اور علاوہ یجر وید کی عبارت کے رگوید کا ایک منتر بھی پیش کیا تھا مگر ماسٹر جی رگوید کے منتر کو صاف ہی صاف کھا گئے۔

جواباً فرماتے ہیں کہ اپاسنا کے معنی عبادت کے نہیں بلکہ حکم بجا لانے کے ہیں۔

بہت خوب یہاں تو اپنے سوامی کے بھی خلاف قلم چلانے میں دریغ نہیں کیا کیونکہ ستیارتھ پرکاش وغیرہ کتب میں سوامی نے بھی اپاسنا کے معنی عبادت کے کئے ہیں ... کے پہلا ... ستیارتھ ...

جب مجھے کہا کہ اب آپ سے جواب طلب کیا گیا تو [illegible] نے یہ جواب دیا کہ [illegible] یاد کرتے ہیں مگر اصل بات یہ ہے کہ انبیاء کے افعال بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو نبوت کے ماتحت ہوتے ہیں دوم وہ جو بشریت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ پس جو نبوت کے ماتحت ہوتے ہیں وہ تو نقص سے پاک ہوتے ہیں اور جو بشریت کے ماتحت ہوتے ہیں وہ دوسرے افعال کی طرح نقصوں والے ہوتے ہیں یہ کہہ کر تھوڑے سے سکوت کے بعد کہا کہ ہاں [illegible] ہو سکتے ہیں [illegible] چونکہ بشریت کے ماتحت تھے وہ بہت کچھ نقص سے پاک تھے اور مجھے بخوبی یاد ہے کہ جناب کے اس جواب پر مجھے سخت ہی مایوسی لاحق ہوئی تھی [illegible] حال میں لاحول پڑھ رہا تھا جیسا کہ یاد ہو گا کہ جب میں نے جناب کو کہا تھا کہ مجھے کئی ذریعے سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے گھر میں بہت اظہار رنج فرمایا ہے کہ باوجود میرے بتانے کے خدا کا منشا یہی ہے کہ میرے وقت میں لنگر کا انتظام میرے ہی ہاتھ میں رہے اور اگر اس کے خلاف ہوا تو لنگر بند ہو جاوے گا مگر یہ (خواجہ وغیرہ) ایسے ہیں کہ بار بار مجھے کہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ہمارے سپرد کر دو اور مجھ پر بدظنی کرتے ہیں" اور یہ سنا کر میں نے بوجہ محبت آپ کو یہ کہا تھا کہ آپ آئندہ کبھی اس معاملہ میں شریک نہ ہوں جس سے کہ حضرت کو نقص کی زیادتی اور خفگی کا موجب ہو جاوے اور آپ کو نقصان پہنچے۔ اس کے دو تین روز بعد خواجہ صاحب قادیان آئے تو بعد مغرب کے جب آپ نے مجھے بلایا جب میں حاضر ہوا تو آپ اور خواجہ صاحب مجھے مسجد مبارک کی چھت پر لے گئے اس وقت نہ اور [illegible] اور [illegible] کوئی [illegible] کی جگہ دیکھی تو آپ نے [illegible] اور اس پر [illegible] خواجہ صاحب نے مجھے کہا کہ مولوی صاحب نے [illegible] حضرت صاحب کے ناراض ہونے کی بات [illegible] آپ کی زبانی [illegible] بات سنو [illegible] جب میں [illegible] چلا تو [illegible]

طرح سے بات چیت کر لیا کرتے ہو تم ضرور حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کرو کہ حضور وہ تو حضور کے غلام ہیں اور حضور کے ہاتھ پر بک چکے ہوئے ہیں [illegible] اور اس کا مال کیا اصل بات یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہمارا خیال میں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہم کو حضور کی صحبت میں اس واسطے لایا ہے کہ حضور پر جو کاروبار عظیم کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ ہم ان کاموں میں حضور کا ہاتھ بٹائیں اور لنگر کی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ دو طرح سے حضور کے اوقات گرامی میں تشویش واقع ہوتی ہے اول روپیہ مہیا کرنے میں کہ روپیہ ختم ہوتا ہے اور میاں نجم الدین آ کھڑا ہوتا ہے۔ کہ اتنا روپیہ اس وقت ضروری چاہیئے۔ تو اس سے حضور کے اوقات گرامی میں تشویش پیدا ہوتی ہے دوم حضور کی طبیعت چاہتی ہے کہ حضور کے مہمانوں کی اچھی طرح سے خاطر داری اور مہمان نوازی ہو لیکن ملازم لنگر بوجہ نگران نہ ہونے کے اچھی طرح کام نہیں کرتے تو اس سے بھی حضور کو تکلیف ہوتی ہے روپیہ بہت صرف ہوتا ہے اور غرض حاصل نہیں ہوتی تو حضور کی تشویش کو دیکھ کر ہم کو یہ ندامت ہوتی ہے کہ ہم کیوں اس تشویش کے رفع کرنے میں کوشش نہیں کرتے۔ پس محض اس خیال سے وہ چاہتے ہیں کہ لنگر کا انتظام ان کے سپرد ہو جائے ورنہ حضور ان کی جانوں اور مالوں کے بھی مالک ہیں وہ کب یہ خیال دل میں لا سکتے ہیں کہ جناب بیجا صرف کرتے ہیں لہذا یہ انتظام ہم کو دیا جائے۔ اور خواجہ صاحب بار بار تاکید کرتے تھے کہ ضرور کہنا۔ اور یہ باتیں کہتے رہتے تھے کہ دفعۃً آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے کہ مولوی صاحب! اب مجھے وہ طریق معلوم ہو گیا ہے جس سے لنگر کا انتظام فوراً حضرت صاحب ہمارے سپرد کر دیں اور انشاء اللہ تعالیٰ دیکھو گے کہ جب میں یہ پیش کروں گا تو آپ ضرور ہی حوالہ کر دیں گے اس پر آپ نے یہ کہا کہ خواجہ صاحب میں تو اب ہرگز انہیں پیش کروں گا تو خواجہ صاحب نے [illegible] ہی آنکھیں سرخ کر لیں [illegible] والی شکل اور غضب والے لہجہ سے کہنا شروع کیا کہ [illegible] میں [illegible]

کبھی حوصلہ پست نہ کرنا چاہیئے اور یہ کیسی غضب کی بات ہے کہ آپ جانتے ہیں کہ قوم کا روپیہ کس محنت سے جمع ہوتا ہے اور جن اغراض قومی کیلئے وہ اپنا پیٹ کاٹ کر روپیہ دیتے ہیں وہ روپیہ ان اغراض میں صرف نہیں ہوتا بلکہ بجائے اس کے شخصی خواہشات میں صرف ہوتا ہے اور پھر روپیہ بھی اس قدر کثیر ہے کہ اس وقت جس قدر قومی کام آپ نے شروع کئے ہوئے ہیں اور روپیہ کی کمی کی وجہ سے پورے نہیں ہو سکے اور ناقص حالت میں پڑے ہوئے ہیں اگر لنگر کا روپیہ اچھی طرح سے سنبھالا جائے تو اکیلے اسی سے وہ سارے کام پورے ہو سکتے ہیں آپ ایسے خادم قوم ہیں کہ یہ جانتے ہوئے پھر ایک ذرہ سی بات سے کہتے ہیں کہ میں آئندہ ہرگز پیش نہیں کروں گا میں تو کہتا ہوں کہ میں ضرور پیش کروں گا اس پر آپ نے کہا کہ میں ساتھ چلا جاؤں گا مگر بات نہیں کروں گا تو خواجہ صاحب نے کہا کہ میں بھی ساتھ ہی جانے کے لئے کہتا ہوں بات تو میں نہیں کراتا بات تو میں خود کروں گا غرض کہ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے اس بات کا صاف صاف پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ہی مالی اعتراض کا درس خواجہ صاحب نے شروع کر دیا تھا۔

مولوی صاحب اب یہ بات یاد آ جاتی ہے مجھے اس [illegible] کی بات یاد آ گئی جس نے پہلے پہل مالی اعتراض بنا کر پیش کیا تھا جو اس کے محرک بھی خواجہ صاحب ہی تھے باغ میں گئے اور کہنا شروع کیا کہ میر صاحب مالیوں کو یوں دو روٹیاں دیتے ہیں اور باغ کے کتوں کو یوں گوشت دیا جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور میر صاحب کا نام اس واسطے لیا جاتا تھا کہ ان کو میر صاحب سے پرانا بغض تھا اور اس سے [illegible] اثر ہونے کی امید تھی واپس آ کر دفتر والے لڑکوں کے پاس جب آئے تو اس نے کہا کہ پھر آپ لوگ اس کو روکتے نہیں تو خواجہ صاحب نے ماتھا پیٹ کر کہا کہ اگر ہم کہیں تو پھر کچھ بھی کام نہیں کر سکتے اور اگر کہہ سکتے تو بات ہی کیا تھی یہ تو آپ جیسے بزرگوں کا کام ہے اور اسی وجہ سے آپ سے ذکر کیا ہے تب اس نے وعدہ کیا کہ اچھا پھر میں اس کا ذکر کروں گا۔

اسی طرح اور بہت سے واقعات ہیں جن سے صاف

.... یہ ایسی بات ہے جس نے دنیا
پر ایک حیرت زدہ کر دیا ہے روس میں بھی شراب
کی بندش کی گئی تھی لیکن شاہی احکام کے رو سے امریکہ
کے متعلق یہ امر خاص طور پر قابل ذکر ہے کہ لوگوں نے
جو کچھ کیا ہے اپنی خواہش اور مرضی سے کیا ہے
بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ امریکہ میں یکلخت
چند ایسے آدمیوں کو جو شراب کے خلاف تھے اس
امر کا احساس ہوا کہ شراب اُن کی ترقی کو پیچھے ڈال رہی
ہے ان کی دولت کو تباہ کر رہی ہے اور قوم کو برباد
کر رہی ہے پس انہوں نے اس بات کا تہیہ کر لیا کہ
جب تک قانوناً اس آپ شر کا قلع قمع نہ کرا لیں
دم نہ لینگے لیکن یہ غلط ہے امریکہ نے جو قانون پاس
کیا ہے وہ کئی سالوں کی محنت اور جانکاہیوں کا
نتیجہ ہے اول ہی اول ۴۵ سال کے قریب گذرے
علاقہ اوہیو کی خواتین نے شراب کو صحت و دولت
کا ڈاکو قرار دیکر اس کے خلاف جہاد شروع کیا یہ
نہیں ان مبارک خواتین نے کونسی مبارک ساعت
میں یہ کام شروع کیا تھا کہ امریکہ میں اس وقت سے
برابر اس کے متعلق ایک جدوجہد کا آغاز ہو گیا اور
اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم امریکہ کو مہذب دنیا میں
ایک نرالا قدم اُٹھاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔
اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ سب سے پیشتر شراب پینے
کے عادی تھے اب سوڈا واٹر اور [illegible]
راغب ہو رہے ہیں چنانچہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

شائع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ [illegible]
شراب سے امریکہ نے خاطر خواہ ترقی کی ہے اور ہر ایک
ریاست نے اس پر اظہار اطمینان کیا ہے لیکن ایسے آدمی
بھی ہیں جو اس قانون سے بہت گھبرا رہے ہیں یہ مثل
مشہور ہے کہ رع چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی
اس لئے وہ اپنے چسکے کو پورا کرنے کیلئے۔ شراب کی
بھاری بھاری مقدار خفیہ طور سے اپنے گھروں میں جمع
کر رہے ہیں بعض آدمیوں نے شراب بنانیکے اوزار
مہیا کر لئے ہیں بعض نے ادویات ملا کر نشیلے مرکب
بنانیکا راز معلوم کر لیا ہے اب یہ دیکھنا خالی از دلچسپی
نہ ہوگا کہ امریکہ کے اس قانون کا نتیجہ کیا نکلتا ہے۔
روس نے "ووڈکا" کی بندش کی مگر چند سال کے بعد
ہی شراب کا وہ دور جدید جاری ہوا کہ روس کی توبہ
اس میں بہ گئی لیکن امریکہ نے جو قانون پاس کیا ہے
وہ گورنمنٹ کی طرف سے نہیں بلکہ لوگوں نے اپنی مرضی سے
از خود پاس کیا ہے اسلئے امید ہے کہ وہاں نتائج خاطر
خواہ ہوں اسیلئے وہاں کی ٹمپرنس لیگ نے فیصلہ
کیا ہے کہ آہستہ آہستہ سرزمین امریکہ کو سگرٹوں
اور تمباکو سے بھی پاک صاف کر دیا جائے۔

مسیح موعود کا انتظار

جمعصر [illegible] الہ آباد نے جے ڈبلیو بالیس صاحب
[illegible] کا ایک خط بنام ایڈیٹر صاحب ٹائمز
آف انڈیا شائع کیا ہے جو حسب ذیل ہے:-
جناب [illegible]
[illegible]

"میں اس بات کا اعادہ کرتا ہوں کہ میں نے یہ بیان
کیا تھا کہ میں اس بات کو ہوشمند سہل قلق یقین کا ایک
حصہ کرتا ہوں کہ اس سال کے انجام تک دنیا کی تاریخ
بھی ضرور ختم ہو جائیگی" میں نے اس قسم کی کوئی بات نہیں
کہی جو کچھ میں نے کہا تھا وہ یہ تھا کہ ایک مہینہ گذرا
کہ میں نے ملاقات کے کمرہ میں ایک شریف آدمی کو یہ
کہتے سنا کہ وہ اس سال سے رات دن کلی طور پر مصر کے
مخروطہ میناروں کے مطالعہ میں لگے ہوئے ہیں۔ اور
بلحاظ دلائل مذہب ان کو اس عمارت کی دقیق تفتیش
سے کامل یقین ہو چکا ہے کہ ۱۹۱۹ء کے انجام تک تاریخ
عالم میں ایک عظیم الشان ساعت کا انتظار کیا چاہیئے
صرف یہ بات ہے جو میں نے کہی تھی اور میں نے اس
لئے کہی تھی تا لوگ مسیح کی آمد کیلئے تیار ہو جائیں

محمد یامین داتوی اور مسیح موعود کی نبوت

داتوی معاند جو آجکل حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی نبوت کا منکر ہے دسمبر ۱۹۱۰ء میں وہ بڑے زور
شور سے نبوت مسیح موعود علیہ السلام کا اقرار ہم
اور موید تھا پیغام کے حامی اور داتوی معاند
اس تحریر کو دیکھکر دل میں شرما دیں اور انکار نبوت
مسیح موعود علیہ السلام سے باز آ دیں الحکم جلد
[illegible] مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۱۱ پر
عنوان ہم ایک افیونی اور کفر کی منادی کے تحت
کا بیہودہ اعتراض — داتوی معاند [illegible]
کے اعتراض کو نقل کر کے جواب دیتا ہے کہ

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

بتقریب تعطیلات دسہرہ و محرم بہت سے دوست لاہور و دیگر مقامات سے تشریف لائے ۔

عالیجناب نواب محمد علی خان صاحب مع اہل بیت مالیر کوٹلہ سے دارالامان میں تشریف فرما ہو گئے ۔

عاجز قاسم علی موسمی بخار سے علیل ہے ۔ احباب سے دعاء صحت کی التجا ہے ۔

ابھی تک کاتب بھی نہیں ہوا ۔ اس لئے اخبار کے متعلق جو مشکل ہے ۔ احباب

لنڈن کی چٹھی

ایک نائیجیرین شہزادہ کا اسلام اور ایک لیڈی مسلمان

عید کی نماز ۲ ستمبر کو مسجد احمدیہ میں ہوئی اور خطبہ مسٹر شیخ محمد سیال نے پڑھا ۔ حاضرین میں برطانوی عرب اور ہندی مسلمانوں کے علاوہ برطانوی تھیوسوفی سوسائٹی کے چند ممبر اور مسیحی بھی تھے ۔ جو خطبہ سے بہت متاثر ہوئے ۔ اللہ کی تعریف ہو کہ اس ہفتہ ایک نائیجیرین سردار کا لڑکا مفتی صاحب و قاضی صاحب کے زیر تبلیغ تھا ۔ مولوی عبدالرحیم نیر کی تبلیغ سے دین حقہ اسلام میں داخل ہوا ۔ اس کا مسیحی نام پرنس جو تھ [illegible] تھا اسلامی نام احمد ابراہیم رکھا گیا ۔ اس کے علاوہ ایک انگریز خاتون مفتی محمد صادق صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی ۔ اس کا مسیحی نام [illegible] تھا اسلامی نام ناصرہ رکھا گیا الحمدللہ علی ذالک ۔ واضح رہے ۔ پرنس احمد ابراہیم کے والد مسلمان تھے ۔ مگر ان کو [illegible]

دسے ۔ خدا پوری شوق کرکے مسلمان ہوتے ہیں فقط والسلام

احمد دین کار

برادرم ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ ۔ مذکورہ بالا دو نو مستجیب بیعت حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور بھجوادی ہیں ۔ احباب انکی استقامت کے لئے دعا کریں ۔ ہم نے تجویز کیا ہے کہ یہاں سے ایک اردو اخبار ہفتہ وار جاری کیا جاوے ۔ جس میں نو مسلموں کے حالات تبلیغی رپورٹ مسلمانوں کے ممالک کی خبریں اور بعض مشہور واقعات ہوں ۔ اور اسے اس طرح دلچسپ بنایا جائے کہ مسلمان بھی خوشی سے خرید کریں ۔ اور مختلف شہروں میں فروخت ہو سکے ۔ مگر چونکہ یہاں اردو عربی چھپائی کے اخراجات زیادہ ہیں ۔ اس لئے تاوقتیکہ ۲۰۰ خریداروں کے نام نہ آجائیں ، اخبار جاری نہیں ہو سکتا لہذا آپ کوشش کرکے خریدار بہم پہونچائیں ۔ اخبار کا سہ ماہی چندہ [illegible] ہوگا ۔ جو اخراجات سے کچھ کم ہے اور کوشش کی جائیگی کہ اخبار تصویر دار ہو ۔

دعاؤں کا محتاج آپکا خادم

عبدالرحیم نیر ۔ ۱۰ ستمبر [illegible]

مطابق معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نسب نامہ میں چودہ چودہ پشت کی تین قسمتیں ہیں۔ حالانکہ یہ صریح غلط ہے۔ کیونکہ پہلی قسمت میں چودہ پشتیں تب ہوتی ہیں۔ جب داؤد کو داخل تسلیم کرو۔ اور جب وہ پہلی قسمت میں محسوب شمار ہو کر ایک پشت میں محسوب ہوئے۔ تو دوسری قسمت سے یقیناً خارج ہونگے۔ اور یہ دوسری قسمت سلیمان سے شروع ہوگی اور یوکنیاہ پر ختم اور یوکنیاہ اس قسمت میں داخل ہوگا۔ اور جب یوکنیاہ اس قسمت میں داخل ہو کر ایک پشت گنا گیا۔ تو تیسری قسمت سے خارج ہوگا۔ اور یہ تیسری پشت شلتئیل سے شروع ہوگی اور مسیح پر ختم اور اسمیں چودہ پشتیں نہیں۔ بلکہ مسیح تک تیرہ۔ متی سے سہو ہوگیا۔ کہ تیرہ کی بجائے چودہ لکھ گیا۔ اور اس پر سلفاً خلفاً لوگ اعتراض کر رہے ہیں۔ اور دین مسیحی کے منکر تمسخر اڑاتے چلے آئے ہیں۔ اور مسیحی لوگ کبھی یک کو دو دو بار شمار کر کے عدد کو پورا کرتے اور حسن کو اپنے اوپر ہنساتے ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں چودہ کی جگہ پندرہ ہونگے اور اسی قسم کے دوسرے کچھ عذر پیش کرتے ہیں۔ اگر ایڈیٹر نور افشاں میں ہمت ہو تو وہ بھی کوئی عذر پیش کر کے جواب دے سکتا ہے۔ پس اس مضمون میں گنجائش نہیں کہ ہم مسیحیوں کے بودے عذرات تحریر کر کے پھر اُن کا رد تحریر کریں۔ لیکن اگر ایڈیٹر نور افشاں نے ہمت کی تو پھر ناظرین ضرور محظوظ ہونگے۔ اب عہد عتیق کی مخالفت میں جو سات اعتراضات ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں +

پہلا اعتراض اخبار الایام ۱ کے تیسرے باب سے ظاہر ہے کہ دوسری قسمت میں اٹھارہ پشتیں ہیں نہ کہ چودہ۔ اسی لئے بڑی حسرت سے نیوٹن صاحب یوں فرماتے ہیں کہ دین عیسوی میں ایک اور تین کو تو ایک تسلیم کرنا پڑا تھا۔ اب اٹھارہ اور چودہ کو بھی ایک کہنا پڑا۔ کیونکہ مقدس کتابوں میں غلطی کا تو احتمال ہی نہیں ہو سکتا +

دوسرا اعتراض عہد عتیق کی مخالفت یہ وارد ہوتا ہے۔ متی درس ۸ میں [illegible]

پڑپوتے کا بیٹا ہے۔ اس حساب کے رو سے متی غلطی سے تین نام چھوڑ گیا۔ یعنی اخزیاہ۔ یوآس۔ امصیاہ یہ ہر سہ سلاطین گذرے ہیں۔ اور ہر ایک اپنے باپ کے مرنے کے بعد سلطنت کا وارث بنا ہے۔ اخزیاہ نے ایک سال سلطنت کی۔ اور اس سلطنت کا حال سلاطین ۲ باب ۸ اور اخبار الایام ۲ باب ۲۲ میں مرقوم ہے۔ اور یوآس نے چالیس سال سلطنت کی۔ اور اسکا ذکر سلاطین ۲ باب ۱۲ اور اخبار الایام ۲ باب ۲۴ میں ہے۔ اور امصیاہ نے انتیس سال سلطنت کی اور اسکی اور اُس سلطنت کا حال سلاطین ۲ باب ۱۴ میں مرقوم ہے +

پادری صاحب! متی نے قصداً یا کسی کی پاس خاطر کو جو تین پشت کے اسماء چھوڑ دیئے ہیں۔ یا کسی اور وجہ سے نہیں تو کوئی اچھی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ بجز اس کے کہ متی نے بلا الہام کے کتب عہد عتیق کو پڑھ کر بلکہ اپنی معمولی استعداد سے غلطی کر گیا۔ کیونکہ متی نے ابراہیم کے زمانہ سے لیکر مسیح کے زمانہ تک جتنی پشتیں گذری ہیں۔ ان کو لکھا ہے۔ اور سترہویں درس میں اسکی تصریح کرتا ہے۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے ابتدا میں تحریر کیا تھا۔ کہ موجودہ اناجیل کو تواریخی کتب بھی کہنا علم تاریخ کی ہتک و توہین ہے۔ کیا اب وہ امر ثابت نہیں ہوا۔ اور مثال اُس کی یہ ہے۔ کہ اگر کوئی مورخ ایک زمانہ معین و مقرر کر کے یوں کہے کہ اس زمانہ میں اتنی پشتیں گذری ہے۔ اور اسمیں قصداً یا کسی کے پاس خاطر یا غلطی کی وجہ سے کئی نام چھوڑ دے۔ تو سب اسکی تحمیق اور تغلیط کریں گے۔ اور اس کی تاریخ کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً اگر کوئی مورخ دلی کے سابق بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر کا نسب نامہ لکھے اور بتاوے کہ ظہیر الدین بابر کے زمانہ سے عالمگیر رحمۃ اللہ کے زمانہ تک اتنی پشتیں گذری ہیں۔ اور ان میں یوں تصریح کرے کہ بابر سے ہمایوں اور ہمایوں سے عالمگیر پیدا ہوا۔ اور جہانگیر اور شاہجہان ذی عظیم کو کہ سلاطین نامدار گذرے ہیں بیچ میں سے اڑا دے [illegible]

متی کو تاریخ نویس کا حال ہے +

تیسرا اعتراض یہ ہے۔ جسکو یورام کا بیٹا لکھا ہے ہمیشہ سے ابتدائی نسخوں میں اس کو عوریا لکھا گیا ہے۔ لیکن بموجب اخبار الایام ۲ کے باب ۲۶ سے اس کا نام عزیاہ ہے۔ اور نامعلوم اس کو اب صحیح کیا ہے یا کہ نہیں۔ مگر یہ معمولی بات ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ مسیحی مقدس کتب میں ایسی اسماء کی غلطیاں بہت ہیں +

چوتھا اعتراض یہ کہ متی گیارہ درس میں یوکنیاہ کو یوشیاہ کا بیٹا لکھتا ہے۔ لیکن کتاب اخبار الایام سے صاف مترشح ہے کہ وہ یہویاقیم کا بیٹا ہے اور یہویاقیم یوشیاہ کا بیٹا ہے۔ اور یہ یہویاقیم نے بھی گیارہ سال سلطنت کی تھی۔ اور اُس کی سلطنت کا حال سلاطین ۲ باب ۲۳ میں مصرح ہے۔ متی نے غلطی کی راہ سے ایک نام چھوڑ دیا۔

پنجم اعتراض یہ ہے۔ کہ اسی گیارھویں درس میں لکھتا ہے کہ یوشیاہ سے یکنیاہ اور اُس کے بھائی الخ اب ظاہر ہے۔ کہ ہر ایک نسخہ میں اس کے بھائی بصیغہ جمع کے ساتھ مرقوم ہیں۔ حالانکہ کتاب اخبار الایام ۱ باب ۳ کے انگریزی تراجم سے صاف پایا جاتا ہے۔ کہ یوکنیاہ کا کوئی بھائی نہ تھا۔ البتہ اُس کے باپ کے تین بھائی تھے۔ جیسا کہ اس کتاب میں مصرح ہے

چھٹا اعتراض یہ ہے۔ کہ متی بارھویں درس میں تحریر کرتا ہے "کہ شلتئیل ایل سے زروبابل پیدا ہوا" لیکن کتاب اخبار الایام کے ۳ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ شلتئیل کا بھتیجا تھا۔ نہ کہ بیٹا۔ بلکہ فدایاہ بن یوکنیاہ کا بیٹا ہے +

ساتواں اعتراض یہ ہے۔ متی تیرھویں درس میں لکھتا ہے۔ "زروبابل سے ابیہود پیدا ہوا" لیکن کتاب اخبار الایام کے تیسرے باب کے انیسویں بیسویں درس میں۔ جو زروبابل کی اولاد کے اسماء مرقوم ہیں۔ کسی کا نام ابیہود نہیں اور عہد عتیق کے کسی اور جگہ سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ زروبابل کا کوئی بیٹا اس نام کا تھا [illegible]

صاحب! آپ یونیس اور انجیلی فرزند بیننے والے کو مبارک ہوں +

ہم نے استدا میں تحریر کیا تھا کہ سارا دفتر ہی ہے - ایک ایک سطر میں تین تین غلطیاں ہیں اس کا ثبوت ذیل میں تحریر کیا جاتا ہے - مگر ان غلطیوں کے پیش کرنے سے پہلے ہم کہہ دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ اڈیٹر نور افشاں باوجود ڈی ڈی ہونے کے مذہب سے کوئی بہت بڑی واقفیت نہیں رکھتے - چاہیے تھا کہ اس اعتراض کا جواب دینے سے پہلے ان کلتوں کو پڑھ لیتے - پھر آدم کلارک کی تفسیر ہی پڑھ لیتے - تو ان کو معلوم ہوتا - اعتراض کس کا ہے -

اب ہم ذیل میں متی اور لوقا کے نسب ناموں کی تشریح کرتے ہیں - متی نے جو نسب نامہ مسیح کا لکھا ہے - اس میں عہد عتیق کی مخالفت میں سات اعتراض ہیں - جن سے صاف معلوم ہوتا ہے - کہ یہ نسب بالکل غلط ہے - اس کو الہامی کہنا الہام پر حملہ ہے - بلکہ تواریخی رنگ میں تحریر شدہ بھی اسکو تسلیم کرنا تاریخ کی ہتک و توہین ہے - اور اس بحث سے دو نتیجے مرتب ہیں - اول یہ کہ عہد عتیق بالکل صرف ہے یا متی کی انجیل بالکل ایک غیر مستند کتاب ہے - مصنف کم از کم کتب عہد عتیق سے بھی ناواقف ہے - مگر ہم یہی کہتے ہیں - کہ متی نے غلط لکھا ہے - عہد عتیق کی نسبت تو مسیحی بھی کہتے ہیں - کہ یہود لوگ نسب ناموں کے بہت احتیاط سے رکھے جاتے تھے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ہم ناظرین کو بتلانے دیتے ہیں کہ مسیحیوں کا یہ دعویٰ بھی بالکل غلط ہے - کہ یہود کے نسب نامے بہت احتیاط سے رکھے جاتے تھے - کیونکہ بڑے محقق مفسر آدم کلارک اپنی تفسیر بذیل آیت [illegible] کے لکھتا ہے "یہ تحریری صحیفے [illegible] لکھا گیا تھا - ایسے اختلافوں [illegible] یہود کے علما کہتے ہیں [illegible]

گروہ فردیں جن سے اس نے نقل کیا - اکثر ناقص تھیں" پھر اسی کتاب کے $\frac{8}{25}$ کی تفسیر میں تحریر کرتا ہے - کہ "اس درس سے اٹھنیسویں درس کے آخر تک اور باب نہم کے نسبویں درس سے چوالیسویں درس تک کچھ اختلاف کے ساتھ نام پائے جاتے ہیں - اور علماء یہود کہتے ہیں کہ عزرا کو دو کتابیں ملیں جن میں یہ سب نام کچھ اختلاف کے ساتھ پائے جاتے تھے - اور چونکہ عزرا کو معلوم نہ ہو سکا کہ کون ان میں بہتر ہے - اس لئے اس نے دونوں کو لکھ دیا"

پس مسیحیوں کا یہ دعویٰ بھی غلط ثابت ہوا کیونکہ جب بابل کے گردے کے سبب یہود کے نسب ناموں کا عزرا ہی کے وقت میں یہ حال ہو تو پھر متی اور لوقا کے وقت میں ان کا کیا ٹھکانا - اب ذیل میں وہ اختلاف درج کئے جاتے ہیں +

پہلا اختلاف متی کی انجیل کے پہلے باب میں ہے آیت ۸ "اسا سے یہوسفط اور یہوسفط سے یورام اور یورام سے عوزیاہ ہوا - ۱۱ - اور یوشیاہ سے یوکنیا اور اس کے بھائی جس وقت بابل کو اٹھ گئے پیدا ہوئے - ۱۲ - اور بابل کو اٹھ جانے کے بعد یوکنیا سے سالتی ایل اور سالتی ایل سے زروبابل پیدا ہوا - اور زروبابل سے ابیہود اور ابیہود سے ایلیاقیم اور ایلیاقیم سے عازور پیدا ہوا - ۱۷ - پس سب پشتیں ابرہام سے داؤد تک چودہ پشتیں ہوئیں - اور داؤد سے اسوقت تک کہ بابل کو اٹھ گئے چودہ پشتیں ہیں - اور بابل کو اٹھ جانے سے مسیح تک چودہ پشتیں ہیں - اب متی کے اس کلام میں دو تو صریح غلطیاں اور ان غلطیوں اور مخالفت کے سوا ایک خدشہ اور ہے - اور سات اعتراض عہد عتیق کی مخالفت کی بابت اور پانچ اعتراض لوقا کے کلام کے مخالفت کی بابت اس پر پڑتے ہیں پس حقیقت میں چودہ اعتراض ان دو سطور عبارت پر پڑتے ہیں - اور جو متی کی انجیل عمدۃ الاناجیل اور اول الاناجیل ہے - اور یہ بھی ظاہر ہے - کہ یہ مصنف کو [illegible] کتاب کے ابتدا میں [illegible]

پس جب اس عمدہ اور اول الاناجیل کے ان اول ہی کے چند فقرات پر جو بمنزلہ بسم اللہ ہیں یہ بلا پڑے - تو اب ساری کتاب کی کوئی کیا خاک تحقیق کرے - اور شاید انہی امور کا لحاظ کر کے ترجمہ لاطینی کے بعض نسخوں میں اس انجیل سے اس نسب نامہ کو علیحدہ کر دیا ہے جیسا کہ کاتلک ہیرالڈ کے ساتویں جلد کے صفحہ ۲۰۶ میں مندرج ہے - اور وہ غلطیاں یہ ہیں -

پہلی غلطی یہ کہ گیارھویں درس کے مطابق لازم آتا ہے - کہ بابل کی اسیری کے وقت یوشیا زندہ ہو - اور یوکنیا اس وقت پیدا ہوا ہو - حالانکہ یہ صریح غلط ہے - کیونکہ یوشیا تو اس امر سے بہت پہلے مر چکا ہوا تھا - اور اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے یہوآخز نے تین مہینے سلطنت کی تھی - اور تین مہینے کے بعد مصر کے بادشاہ نے اس کو تخت سے اٹھا کر یہویاقیم اس کے بھائی کو جو یوکنیا کا باپ تھا - تخت نشین کیا تھا - اور یہویاقیم نے گیارہ برس سلطنت کی تھی - اور اس کے مرنے کے بعد یوکنیا اس کا بیٹا اٹھارہ برس کی عمر میں سلطنت کے تخت پر بیٹھا تھا - اور اس نے تین ماہ سلطنت کی تھی - کہ بخت نصر بابل کا بادشاہ یروشلم پر چڑھ آیا - اور یوکنیا گرفتار ہو گیا - اور بخت نصر اس کو مع ہزار ہا نفوس کے قید کر کے بابل کو لے گیا تھا جیسا سلاطین ۲ کے ابواب ۲۳ و ۲۴ میں مفصل مرقوم ہے پس دیکھو اس حساب کے موافق یوشیا بابل کی قید سے بہت آگے مر چکا تھا - اور یوکنیا اس وقت میں اٹھارہ سال کا تھا - اور وہ جو تواریخ ۲ $\frac{36}{9}$ میں لکھا ہے - کہ "یوکنیا اس اسیری کے وقت آٹھ سال کا تھا" بالکل غلط ہے +

یہ بھی یاد رہے - کہ باوجود غلطی کے اس کے موافق بھی یوشیا بیس سال آگے اس ماجرے کے مر چکا تھا - اور یہویاقیم بارہ سال سلطنت کر کے ایک پشت پہلے گذر چکا تھا - اور یوکنیا کی جو تیسری پشت ہے - [illegible] +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رفاروق

دارالامان مورخہ ۹ اکتوبر ۱۹۱۹ء

پاس اور نور افشاں کا خیال

ہ لودھیانہ کے مسیحی اخبار نور افشاں
سا ایک مناظرہ بھی ہو رہا ہے لیکن
مسیحی طرز کا ہے۔ نہ کہ عالمانہ طریق کا کیونکہ
س تشنیع کا دروازہ مسدود ہو کر نا ہے
ہنے اس باب کو وا کر کے اس مذاکرہ
ل صورت میں تبدیل کر دیا ہے ✦
ر افشاں کے خلاف کبھی کوئی نوٹس آج
س کی وجہ یہ ہے۔ کہ میدان سے گریز
کا ایک مسلمہ ثبوت ہے۔ پچھلے دنوں
للہ ہم نے رسالہ تشحیذ میں ایک مختصر
یں کے جواب میں نور افشاں نے صرف
مضمون کو رسالہ مذکور کے حوالے کے ساتھ
ا۔ اس لیئے ہم اس کا جواب تحریر کرنا
سمجھتے تھے اور اس کے علاوہ اور بھی
ہ ہم حیران ہوئے۔ کہ جس صورت میں ہم
یں مسیح کے مختلف مطالب کی نفی کی تھی
رسالہ حقائق قرآن کے مضمون کیساتھ کوئی
معلوم کونسے مضمون کو رسالہ مذکور کے مضمون
ن ہو گی۔ حالانکہ رسالہ مذکور کے مصنف
و میں صرف بعض معجزات کی وجہ سے
انکا ثبوت افضل ثابت کرنا چاہا تھا
معجزات کی بابت ہم نے کبھی نور افشاں
ے کیا۔ کیونکہ اسے مخاطب کرنا دراصل
ضائع کرنا ہے۔ لیکن اب جبکہ مطالبہ
[illegible] نور افشاں [illegible]

علمیت اور شمیت نرمی کی وجہ سے آپے سے باہر ہو رہا ہے۔ تو ایسی حالت میں ہم مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ اسکو اس کے گھر کا دروازہ دکھا کر اس میں سلا کر دے تک خاموش کرا دیں۔ تا وہ پھر پہلی کی طرح چاہ گمنامی میں آرام سے جا سووے ✦

نور افشاں آجکل برنباس پر مضمون لکھتا ہوا العقبہ سے بحث شروع کر دیتا ہے۔ کبھی کسی دوسرے سے برسر پیکار ہے۔ لیکن مسیحی علماء کا مناظرہ کے میدان میں آنا بقول ان کے خداوند کے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں سے گزرنا ہے۔ کیونکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ فن مناظرہ سے مسیحیت کو بھی نسبت ہے۔ جو بانس کو گول سے۔ پس ہم بطور مناسب مشورہ کے نور افشاں کے ایڈیٹر سے عرض کرتے ہیں۔ کہ بہتر ہوگا۔ اگر آپ پیچھے یسوع مسیح کی بھیڑوں چرائیں۔ لیکن اگر آپ بلند آواز سے اس گلے کو جمع کریں گے۔ تو مسیح خصوصاً عوام بھیڑ ہوا سن کر اپنا کے گرد جمع ہو جاویں گے اس صورت میں یہ گلہ ہو گا۔ کہ ہاں جس طرح اس سے پہلے آپ مباحثہ کا نام سن کر کانوں پر ہاتھ رکھے تھے اسی طرح پھر منہ دکھانا مشکل ہو جائیگا۔ آمدم بر سر مطلب۔ ایڈیٹر صاحب نور افشاں "انجیل برنباس" کی صداقت اور صحیح پر بحث کرتے ہیں۔ اور اسے ایک مختصر کتاب کہتے ہیں۔ جس کا ماخذ قرآن کریم ہے۔ اور اس کا مصنف کوئی مسلمان عالم فرماتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ آپ اس جھگڑے کو ترک کریں۔ کیونکہ یہ باتیں انجیل مذکور کی نسبت آپ کو اس لیئے بنانا پڑیں۔ کہ تا اسلام اور ہمارا اسلام کی صداقت ثابت نہ ہو۔ اور مسیحیت موجودہ بھی کی کچی ہی رہے۔ لیکن ہم آپ کو ایک آسان طریق بتاتے ہیں جس سے آپ کا یہ عقدہ حل ہو جائے۔ اور وہ یہ کہ اسلام تثلیث۔ الوہیت مسیح کفارہ وغیرہ مسیحی مذہب کے جدید اصول کی بوضاحت تردید و ابطال کرتا ہے۔ پھر یہ بھی کہتا ہے کہ بائیبل محرف و مبدل ہو چکی ہے۔ پس پہلے آپ بالترتیب ان چار اصول پر گفتگو فرماویں۔ یعنی اول تثلیث و الوہیت مسیح کو خود اپنی کتب سے نقلاً و دلائلاً سے ثابت کریں جس کے تائید میں عقلی دلائل

تحریر فرماویں۔ اس طرح ہمارے ساتھ ایک مکمل بحث شروع کریں۔ ان کے تصفیہ یا اختتام کے بعد آپ موجودہ کتب بائیبل سے ہی محمد رسول اللہ کی نسبت پیشگوئیاں ہم سے سن لیں۔ ایسی اور اس قدر کہ ویسی اور اسی قدر تعداد میں مسیح کی نسبت کتب بائیبل میں پیشگوئیاں نہ ہونگی ہم باادب التماس کرتے ہیں۔ کہ ایڈیٹر نور افشاں ضرور اس طرف آئیں اور دنیا کے لوگوں خصوصاً متلاشیوں کی تسلی کا باعث ہوں۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہو۔ کہ آپ کا یہ لکھنا "اگر مسیح کے شاگرد برنباس سے مراد آپ کی خداوند مسیح کے بارہ رسولوں میں سے ایک کی ہے تو واضح ہو۔ کہ ہم شروع مضمون میں ہی ثابت کر آئے ہیں کہ برنباس ان کے بارہ رسولوں میں سے ہرگز نہ تھا۔ نور افشاں مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۱۹ء ہمارے نزدیک کوئی دلیل نہیں" کیونکہ ان بارہ رسولوں کی جس قدر آپ کے دل میں ہوگی۔ ہم تو ان کی حقیقت خوب جانتے ہیں۔ کیونکہ ان بارہ میں سے ہی ایک یہودا اسکریوطی تھا۔ جسے آپ کا خداوند عہدہ رسالت پر بھی مامور فرما چکا ہوا تھا متی ۱۰ پھر اس یہودا کے واسطے جلالی تخت بھی بن چکا تھا۔ جس پر اس نے جلال سے بیٹھ کر اسرائیل کے کسی ایک گھرانا کی عدالت کرنا تھی۔ دیکھو متی $\frac{19}{28}$ یہودا آپ کے خداوند کے نزدیک بڑا امین اور معتمد رسول تھا۔ کیونکہ علاوہ روحانی رسالت کے جسمانی دنیوی مال پر بھی مامور تھا۔ یعنی خداوند کا خزانچی ابتدا میں ہی یہودا تھا۔ پھر باقی گیارہ کی حقیقت اناجیل میں یوں مرقوم ہے۔ اور وہ یہ کہ مسیح کے گرفتار ہوتے ہی سارے شاگرد اسے چھوڑ کر بھاگ گئے۔ $\frac{26}{56}$

پس ایسے وفادار رسولوں پر آپ جس قدر فخر کریں بجا ہے۔ برنباس جس کی انجیل اہل اسلام پیش کرتے ہیں۔ بیشک وہ ان بارہ میں سے نہ تھا۔ اور مسلمانوں کی یہ خوش قسمتی ہے۔ مطالعہ حال کے بعد آپ بھی معاف فرماوینگے۔ اس کے بعد آپ کو معلوم ہو۔ کہ آپ نے جو کسی صاحب مولوی غلام احمد امرتسری کے پیش کردہ مقامات پر جرح کی ہے۔ اور جواب دینا چاہا ہے۔ وہ درست نہیں۔

کی مخالفت میں متی کی انجیل پر وارد ہوتے ہیں
سے اوپر لکھا تھا - کہ متی نے عہد عتیق کو
خود مطالعہ نہیں کیا ہے - اور ہم یہ بتوجہ
- کہ متی بالکل ایک معمولی استعداد کا
- اور اس امر کے بارے میں کہ متی نے کبھی
یس کو بچشم خود نہیں مطالعہ کیا ہے - منجملہ مذکورہ
ہ یہ بھی ہے - اوّل متی اپنی انجیل کے ۲۳
ہے - اور ناصرہ نام ایک شہر میں جا بسا - تا وہ
معرفت کہا گیا تھا پورا ہو - کہ وہ ناصری کہلائیگا؟
ب ساری کتب عہد عتیق پڑھ جاؤ کہیں یہ لکھا
- کہ "وہ ناصری کہلائیگا" پس یہ صریح غلطی کی
ہ عہد عتیق سے اس کی لاعلمی کی متصور ہو
+
ور یہ کہنا کہ لفظ ناصرۃ نصرت مشتق ہے - جو
میں ہے اعتراض کو رد کرتا ہے - کیونکہ اعتراض
کسی نبی نے ہرگز یہ پیشگوئی نہیں کی کہ
سکا +
دوسرا ثبوت یہ ہے - متی اپنی انجیل ۲۷ میں کہتا ہے
یرمیاہ نبی نے کہا تھا پورا ہوا - کہ جس کی قیمت
تھی - الخ
اب یرمیاہ کی کتاب پڑھو اس میں ہرگز یہ پیشگوئی
- بلکہ یہ پیشگوئی ذکریاہ کی کتاب میں ہے یہ بھی
لمی از عہد عتیق ہے - اور یہ کہنا کہ پہلے وقتوں
الانبیا کا نام "یرمیاہ کی کتاب" تھا - غلط ہے -
نے انجیل میں اس محاورہ کو استعمال نہیں کیا -
ات ذکریا یرمیاہ - زبور یسعیاہ وغیرہ کا بوقت
ہے -
دوسرا جواب یہ ہے - کہ یہود جن میں یہ محاورہ مستعمل
کیوں یہ اعتراض مسیحیوں پر سینہ سے کرتے ہیں -
یہ معلوم نہ تھا - اب ذیل میں وہ پانچ اعتراضات
کی مخالفت میں وارد ہوتے ہیں - لکھے جاتے ہیں
ہو - کہ

اعتراض یہ ہے } کہ متی یوسف کو یعقوب کا بیٹا اور لوقا اسے عیلی کا

بتلاتا ہے - اور مفصل بحث اس کی اوپر گذری کہ نہ تو یعقوب اور عیلی ایک شخص کے دو نام ہیں - اور نہ وہ برادر حقیقی - اور نہ ایک کے مرنے کے بعد دوسرے نے متوفی بھائی کے لئے اولاد پیدا کی - اور نہ ہی نبی کا یعقوب یوسف کا باپ ورنہ عیلی مریم کا باپ تھا - اور یہ داماد سے مراد بیٹا کسی زبان میں مستعمل ہوا ہے کیونکہ ایسی واہی باتوں کا ثبوت کچھ نہیں - صرف مدعی سست گواہ چست والا معاملہ ہے +

لوقا کی مخالفت کی بابت دوسرا اعتراض یہ ہے } کہ متی یوسف کو سلیمان بن داود کی اولاد سے اور لوقا ناتان بن داود کی اولاد سے گنتا ہے +

پادری صاحب! دیکھئے اس دوسری مخالفت کی وجہ سے ہر دو آپکی تاویلات غلط ثابت ہو گئیں کیونکہ اگر بالفرض یعقوب و عیلی ایک ہی شخص کے دو نام تھے تو پھر اسے بھی یہ کر دیتے - کہ سلیمان کا دوسرا نام ناتان تھا - مگر عہد عتیق سے واقف آپ کی اس تاویل پر ہنسینگے

ہاں پادری صاحب! اگر یعقوب اور عیلی دو برادر تھے - اور حقیقی برادر تھے - تو فرمائیے ان کے نسب ناموں میں ایسے اختلافات کیوں موجود ہیں - آپ نے دو تو تاویلیں ایسی کی ہیں جسے معمولی انسان بھی رد کر سکتا ہے - سو تم سے کسی مسیحی عالم نے یہ تاویلات نہ کیں تھیں - البتہ یہ تاویل کیا کرتے تھے - کہ لوقا والا نسب نامہ مریم کا ہے +

تیسرا اعتراض } متی بابل کی اسیری تک سب پشتیں سلاطین نامدار اور لوقا ناتان سے سب پشتیں گمنام اور بے وقار رکھتا ہے

لوقا کی مخالفت کا چوتھا اعتراض } یہ ہے - کہ متی سلتیئیل کو یوکنیا کا بیٹا اور لوقا اسکو نیری کا بیٹا اور متی زروبابل کے بیٹے کا نام ابیہود اور لوقا اس کا نام ریسا لکھتا ہے - اور طرہ یہ کہ کتاب اخبار الایام کے ۳ ۱۹ و ۲۰ سے صحن میں زروبابل کے باپ اور اولاد کے اسما مرقوم ہیں - اور اوپر ان کی نقل گذری معلوم ہوتا ہے - کہ شلتیئیل یوکنیا کا بیٹا ہے - جیسا متی لکھتا ہے - نہ نیری کا جیسا لوقا لکھتا ہے - اور زروبابل کے بیٹے کا نام نہ تو ابیہود ہے - جیسا متی لکھتا ہے - اور نہ ریسا جیسا لوقا لکھتا ہے - پس لوقا نے بھی اس جگہ دو ٹھوکریں کھائیں - بلکہ ایک اور تیسری بھی جو متی کی بھی ہے - اور وہ یہ کہ زروبابل کو شلتی ایل کا بیٹا بتلاتا ہے حالانکہ وہ اس کا بھتیجا تھا - نہ کہ بیٹا - بلکہ وہ پداباہ بن یوکنیا کا بیٹا تھا - اور یہ ثلاثہ ٹھوکریں ثلاثہ اقانیم کے مطابق جناب لوقا صاحب ایک آیت میں اٹھاتے ہیں - یعنی لوقا ۳ ۲۷ میں -

علاوہ ازیں لوقا کی انجیل میں ایک اور غلطی عہد عتیق کی مخالفت میں یہ ہے - جو ۳ ۳۶ آیت میں ہے - اور وہ یہ کہ سالح اور ارفکشاد کے بیچ میں قینان کو بڑھاتا ہے - حالانکہ عہد عتیق کے مطابق شالح ارفکشاد کا بیٹا ہے نہ پوتا +

لوقا کی مخالفت میں پانچواں اعتراض } یہ ہے - کہ داود کے زمانے سے مسیح کے زمانے تک متی کے مطابق چھبیس ۲۶ پشتیں اور لوقا کے مطابق اکتالیس ۴۱ پشتیں گذرتی ہیں - اور چونکہ دونو زمانوں میں ایک ہزار پچاس سال کا فرق ہے - تو ہر ایک پشت کے حساب میں اول کے موافق چالیس چالیس سال کے قریب اور دوسرے کے موافق پچیس پچیس سال کے قریب آتے ہیں - دیکھئے کہاں چالیس اور کہاں پچیس اور ہر دو نسب ناموں کے اس اختلاف سے جو نا درس کو ادنی تاویل سے معلوم ہو جاتا ہے - مسیحی مذہب کے علماء کو دوسری صدی سے ہی گھبراہٹ میں ڈالا ہوا ہے - اور تب ہی سے اس کو مشکل سمجھتے چلے آتے ہیں -

پادری صاحب! امرتسر کے الفقیہ کے مضمون کے جواب میں اگر آپ خاموش رہتے - تو آپ کیلئے مناسب و انسب تھا - دیکھئے آپ نے پہلے اعتراض کا جواب دیا - تو اسی ضمن میں چودہ اعتراضات آپ پر اور ہوئے - اگر آپ اس کے مقابل پھر مضمون نویسی فرمائینگے - تو ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ اس کے جواب میں پورا یکصد اختلافات بائبل

جلد ۔۔ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۶ - اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء | نمبر ۲۴

دارالامان کی خبریں

...ضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ہوا ایک دو
...ے اچھی رہی ۔ درس قرآن شریف صبح کو فرماتے

...ولوی جلال الدین صاحب مولوی فاضل زراجیہ
...یں ضلع امرتسر ایک مباحثہ پر بھیجے گئے
...تھے ۔ مخالفین کی طرف سے ابوتراب محمد عبد الحق صاحب
اہل السنتہ والجماعتہ تھے ۔ افسوس ہے ۔ کہ ابو
...صاحب نے خط و کتابت میں وقت کو ضایع کیا
...باحثہ کی ہمت نہ پڑی ۔ بجالیکہ ان کی تمام شرائط
...ن تک کتاب وسنت نے جماعت ۔ ی قبول کر
۔ ابوتراب صاحب ایسی رکیک باتیں پیش کرتے رہے
...ن زمانہ حال کی افسوسناک گردوت ہو ۔ ماالله پڑھیئے
...ماذ محمد الله صاحب حج بیت الله کے لئے تشریف
...ئے تھے ۔ سوا دو مہینے کے بعد بخیر و عافیت واپس

سلسلہ احمدیہ کی خیر خواہی کا دعوی کرنیوالے سے ایک بات

جناب مولوی محمد علی صاحب ایم ۔ اے نے ایک مضمون "سلسلہ احمدیہ کی تباہی چاہنے والوں سے ایک بات" کے عنوان سے لکھا ہے ۔ اس میں آپ نے دو اصول مقرر کئے ہیں

ایک تو یہ کہ اپنے مخالف کی کمزوریوں کے ساتھ اسکی خوبیوں کا ذکر اور اعتراف بھی کرنا چاہیے

دوم یہ کہ بجائے مخالفت اور ایک دوسرے کی تباہی کی کوشش کرنے کے اشاعت اسلام کے کام میں لگ جائیں ۔ دنیا خود فیصلہ کر لیگی ۔ کہ کس کے ساتھ ہونا چاہیئے ۔

چونکہ یہ دونو باتیں مولوی صاحب کی مسلمہ ہیں ۔ اس لئے ہم ان کی خدمت میں نہایت اخلاص کے ساتھ یہی اصول ۔ اپنے متعلق پیش کرنا چاہتے ہیں

سیا مولوی صاحب موصوف ایک مثال بھی ایسی پیش کر سکتے ہیں ؟ جو انہوں نے حضرت محمود اور ان کے رفقا کی بعض خوبیوں کا ذکر و اعتراف کیا ہو ۔ کیا انہوں نے کبھی اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ گذشتہ چھ سال کے اندر چودہ پندرہ ہزار انسان حضرت محمود کے ذریعے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوا یعنی ان کے رشد و ہادی و مسیح و مہدی کو مفتری اور کذاب کہنے والوں اور دین اسلام سے غافلوں میں سے کم از کم چودہ پندرہ ہزار آدمزاد ایسے ہو گئے ہیں جو بجائے گالیاں دینے کے اس قدسی صفات پر درود وسلام بھیجتے ہیں ۔ کیا یہ تھوڑی خدمت ہے ۔ آپ بتائیں کہ اس بات کا ذکر اور اعتراف آپ نے کب اور کہاں کیا ؟

پھر انگلستان سرزمین تثلیث میں ۔۔ سو کے قریب ایسے لوگ ہیں ۔ جو حضرت مفتی محمد صادق صاحب و دیگر مبلغین قادیان کی طفیل حلقہ اسلام و احمدیت میں داخل ہوئے ۔ ...

سیدنا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اور ان میں سے ایسے مخلص بھی ہیں کہ وہ سوتے نہیں جب تک قادیان میں مبعوث ہونے والے پر سلام نہیں بھیج لیتے۔ کیا آپ کو۔ بات بڑی معلوم ہوتی ہے؟ میں یقین کرتا ہوں یہ امر ایک احمدی کی بالیدگی روح کا موجب ہے۔ بس آپ فرمائیں۔ کہ آپ نے یا آپ کے اخبار نے کبھی اس خوبی کا اعتراف کیا ہے؟ اگر نہیں تو کیا میں آپ ہی کے الفاظ میں آپ سے یہ کہہ سکتا ہوں؟

"مولوی صاحب! خوشی سے آپ لوگ ایک برگزیدہ خدا کو "ضال ومضل" "مخالف اسلام" کہیے جائیں پر وہ تھوک ہے جو چاند پر آپ پھینک رہے ہیں۔ آج ایک دنیا معترف ہے۔ کہ میاں صاحب (خلیفۃ المسیح) کیا کام کر رہے ہیں۔ کاش آپ بھی کبھی تنہائی کی گھڑیوں میں اس آخری جوابدہی کے وقت کو مد نظر رکھکر یہ سوچتے۔ کہ آخر یہ کیا راز ہے کہ جس کو آپ نے ضال اور مضل کہتے گئے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے خدمت دین اسلام کے لئے چن لیا۔ (اور اسی کے ذریعے چودہ پندرہ ہزار انسانوں کو سلسلہ احمدیہ میں داخل کیا۔ نہ آپ کے ذریعے) اسی کی جماعت کو خدمت اسلامی کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دینے کی توفیق دی۔ اسی کے ذریعے سے اسلام (احمدیت) کو دنیا کے ان مقامات میں پہنچایا جہاں وہ صدیوں سے نہ پہنچا تھا۔ اسی کے ذریعے سے سینکڑوں صلیب (باطل) پرستوں کو محمد رسول اللہ صلعم (مسیح موعود) کی غلامی میں لا داخل کیا۔ اور ہزاروں نہیں لاکھوں کے دلوں میں سے اسلام کے متعلق ہر قسم کے گندے خیالات کو نکال کر ان کی جگہ اسلام کی خوبیوں کا اعتراف بھر دیا"

پھر مولوی صاحب! میں آپ سے التجا کرتا ہوں آپ ہی کے الفاظ میں

"آپ لوگ ہم سے بڑھ کر خدمت اسلام و اشاعت اسلام میں لگ جائیں۔ جب مسلمان دیکھیں گے کہ آپ لوگ ہم سے بڑھ کر اور ہم سے بہتر طریق پر خدمت اسلام کر سکتے ہیں۔ تو ہمارے ساتھ کوئی کیوں رہیگا"

افسوس ہے۔ کہ جہاں ہمارا مشن یا وفد یا مبلغ جاتا ہے۔ آپ کا مسلح وہاں صرف یہ دکھانے کے لئے جاتا ہے۔ کہ ہم میں اختلاف ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ میں کوئی خوبی نہیں۔

مولوی صاحب! ہم میں اور آپ میں جو اختلاف کی ابتدا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ آپ سلسلہ احمدیہ میں خلافت کے قائل نہ رہے اور ہم ہیں۔ ہم نبی کی تعریف یہ کرتے ہیں کہ "کثرت مکالمہ مخاطبہ و کثرت اظہار امور غیبیہ سے مشرف" اور آپ اسکے ساتھ نزمیم شریعت سابقہ یا امتی نہ ہونا ضروری سمجھتے ہیں۔۔

اس بات کو چھوڑکر جو کچھ ہمارا کام ہے وہ خدمت اسلام ہے اس لئے تم جب ہماری تباہی کی کوشش کرتے ہو۔ تو اسلام کو اس کے خادموں سے ایک وجہ سے محروم کرنا چاہتے ہو۔ اب دیکھو سو یہ تمہارا کام عملی رنگ میں تو اسلام کے لئے بہر حال مفید نہیں۔ اعتقادی رنگ کو الگ رکھو۔ وہ روپیہ وہ وقت جو تم ہمارے تباہ کرنے کے لئے صرف کرتے ہو وہی روپیہ اور وقت اگر تم اسلام کی خدمت کے کسی کام پر صرف کرو۔ تو کیا یہ تمہارے لئے امن کی راہ اور اسلام کے زیادہ فائدہ کی راہ نہ ہوگی۔ ہم اگر لوگوں کو احمدی بنانا چاہتے ہیں۔ تو اس لئے کہ اس خدمت کے کام میں جس میں ہمیں ہمارے مرشد نے لگایا ہے۔ ہمارے اور معاون ہوں۔ اور جب ہم مریں تو ہماری جگہ لینے والے دوسرے ہوں۔ تم جب لوگوں کو احمدی بننے سے روکتے ہو تو سوچ لو کہ تمہاری غرض صحیح اس میں کیا ہے صرف یہی کہ میاں صاحب (خلیفۃ المسیح) کے ساتھ ایک پراٹاکینڈ نکلے ہی۔

(پیغام ۸ ستمبر ۱۹۱۹ء)

پھٹکڑی کے خواص

(کھیل) — (۱) پھٹکڑی کی کھیل پانی میں حل کر کے رکھ چھوڑیں جس کسی کو بچھو کاٹے اس کی دونوں آنکھوں میں ایک دو قطرے ڈال دو۔ درد کا نمود نہ رہیگا +

(۲) ایسی ہی پھول پھٹکڑی کو آنکھ میں ڈالو۔ رکسوتس کا کام دیگی +

(۳) پھٹکڑی کی کھیل کو پانی میں حل کر کے عورت کے پستانوں پر لگا کر بچے کو دودھ دینے سے بچے کی سخت سے سخت کھانسی دور ہو جائیگی +

(۴) پھٹکڑی کی کھیل عرق کاسنی میں حل کر کے رکھ چھوڑو۔ نکسیر والے کی ناک میں ڈالو۔ اور قدرت خدا کا تماشہ دیکھو۔

(۵) پھٹکڑی کی کھیل کو کان میں ڈالکر اوپر سے دو تین قطرے عرق لیموں کے ڈال دو۔ فوراً صحت ہو جائے گی۔

(۶) پھٹکڑی کی کھیل باری کے ہر قسم کے بخار والے کو تباشہ میں دو رتی ڈال کر کھلائیں۔ باری کا تپ پہلی ہی دفعہ رک جائیگا لیکن حاملہ عورتوں کو پرہیز کرائیں۔

(۷) پھٹکڑی کی کھیل کو برگ حنا اور زیرہ سفید سے پانی میں تین چار دن تک کھرل کر کے شیشی میں لگا رکھیں یہ بڑے کام کی شے ہے۔ آنکھ کی ہر ایک بیماری اس سے دور ہو جائیگی۔ خاصکر آنکھ کی سرخی خواہ کیسی ہی دیرینہ کیوں نہ ہو فوراً دور ہو جائیگی۔ اور آنکھ دکھنے کے بعد اگر آنکھ میں پھولا پڑ گیا ہو تو اس پھولا کو دور کرنے کے لئے اس سے زیادہ مؤثر کوئی دوائی نہیں۔ پانی ہر دو اشیا کا رات کو بھگو کر رکھنے سے حاصل کریں۔ البتہ آنکھ میں زخم

نسخہ درد دانت

سپاری سوختہ ایک تولہ۔ کافور قدرے نمک طعام ایک ماشہ اول سپاری کو جلالیں۔ بعدہ اس کو پیس لیں۔ پھر اس میں نمک اور کافور ملا دیں۔ دن میں دو تین مرتبہ دانتوں پر منجن کی طرح ملا کریں انشاءاللہ بہت جلد آرام ہوگا +

صلے اللہ علیہ والہ وسلم ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جمع قرآن کی فکر ہوئی اور وہ خلیفہ برحق و بلا فصل رسول صلعم اس کار خیر میں معروف تھے - تو جناب علی علیہ السلام اپنا جمع کیا ہوا قرآن ان کے سامنے لے گئے - کہ یہ ہے اصل قرآن جسکو ہم نے مطابق تنزیل کے مرتب و منظم کیا ہے - لیکن ابوبکر و عمر نے جواب دیا - کہ ہم کو آپ کے قرآن کی ضرورت نہیں - چنانچہ میں نجم ثاقب کے حوالہ سے افضل میں اپنے مضمون السلام علی خیر لجدید میں اسکو قلمبند کر چکا ہوں - اس کے جواب میں جناب علی علیہ السلام نے فرمایا - کہ تم اسکو پھر کبھی نہ دیکھوگے جب تک مہدی آل محمد کا ظہور ہو - اور دوسری اور بات جس میں مہدی کی بابت لکھا ہے - کہ وہ خروج فرمائینگے ساتھ **امر جدید - قضائے جدید و کتاب جدید** کے اسکی بوجہ حسن موتی ہیں +

ایسے اعتقاد والوں سے دریافت طلب ہے خصوصاً فاضل ایڈیٹر صاحب البرہان سے کہ آپنے جو لینے اعتراض میں فرمایا - کہ مرزا صاحب کا رفع قرآن کا اعتقاد خلاف اسلام ہے - قیامت تک کسی نہیں کہ قرآن دنیا سے اٹھ جائے - قرآن دنیا سے کبھی اٹھیگا - جب دنیا ہی نہ رہے گی - کیونکہ خدا اس کا محافظ ہے - کون ہے جو اسکو مٹا دے یا بالکلیہ اٹھا دے تا آخر آیت انا لہ لحافظون

جناب میر صاحب! اصلی قرآن جس کو آپ مانتے ہیں - وہ مرزا صاحب نے تو کیا اٹھانا اور واپس لانا تھا - وہ تو ابوبکر و عمر کے وقت کا روئے زمین سے ناپید ہے + تیرہ سو برس تو ہو چکے قیامت خدا جانے کب آئیگی - لیجئے وہ تو قیامت سے سینکڑوں برس پہلے سے ہی مسلمانوں کے اندر سے اٹھ چکا ہے -

رہا یہ مروجہ قرآن ابوبکر و عمر کا جمع کردہ جو تیرہ سو برس سے جاری ہے - اور تسلیم و مسلمی اسی میں متمسک ہیں - لیکن اب اس کی ترتیب وغیرہ کے جو قائل نہیں ... سمجھتے نہیں ...

سکتا - کہ یہ پر زور جملے اور عتاب آمیز فقرے کون سے قرآن کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں؟ جناب علی علیہ السلام والے قرآن کے متعلق یا ابوبکر و عمر والے قرآن کے متعلق - اگر اول الذکر قرآن کے متعلق ہیں - جب بھی ہم پر موزون حسیاں نہیں ہو سکتے - کیونکہ وہ قرآن تو پہلے سے ہی ... سکا اور برانے سکے یا گمشدہ کی مانند آپ تسلیم کر چکے ہیں اگر نہیں تو غور فرمائیے؟ اس کا نفع تمام ابنائے اسلام میں ... ملک اقوام کو پہنچ رہا ہے؟ گویا اس کا تو عام و ... دائر ہے - دوسرے اس کی حفاظت کا ثبوت کون دے سکتا ہے؟

۱. اگر قرآن مروجہ کے متعلق آپ کو حسن ظن و خوش اعتقادی دل میں موجزن ہوئی ہے - تو آپ کو اعلان کرنا پڑیگا - کہ حضرت علی علیہ السلام کے قرآن والی روایات غلط اور ناقابل وثوق ہیں ورنہ آپ کو کوئی حق نہیں کہ اس قرآن مروجہ کے متعلق شور و واویلا کریں - کیونکہ آپ پہلے ہی سے اس کی طرف سے نہیں ہیں - بہر نوع بہتر ہوتا کہ آپ اس قسم کے پند و وعظ کی تکلیف خود اپنی قوم میں فرماتے جس کے اعتقاد قرآن جیسی پاک و کامل کتاب کے بارہ میں ایسے ایسے شرمناک ہیں - میں آپ کو یقین دلاتا ہوں - کہ ہماری جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ بے فکر رہیں - قرآن کا ذوق شوق خدا نے جماعت احمدیہ کو بہت کچھ دیا ہوا ہے - اور خدا اور بھی زیادہ عطا فرمائے

خادم حسین

بیرحم باپ

گذشتہ ہفتہ کی ولایتی ڈاک سے ... معلوم ہوا کہ عدالت ... کے ایک مقدمہ میں ... جس ... باپ ...

[illegible]

سوا سالہ لڑکے رابرٹ کے ساتھ سخت بیرحمانہ سلوک روا رکھنے کا الزام تھا -

مسٹر فارمر (استغاثہ) نے کہا - کہ ملزم ولیم نے لڑکے کو ننگا کرکے اس کے دونوں ہاتھ جکڑ کر ایک میخ کے ساتھ باندھ دیا - اس کے منہ میں کپڑا ٹھونس دیا اور ایک ڈنڈے سے اس بیرحمی کے ساتھ زدوکوب کیا کہ اس کے سر سے لیکر پاؤں تک کوئی جگہ زخموں سے خالی نہ رہی - اس کے بعد ملزم (باپ) نے لڑکے کی پیٹھ پر تین مٹھیاں نمک مل دیں -

لڑکے نے کہا - میں جہازوں کے گودام میں ... شلنگ ۹ پنس فی ہفتہ کمایا کرتا تھا - میں کسی وجہ سے پورے ہفتہ کی تنخواہ نہ حاصل کر سکتا تھا - تو باپ مجھے مارا کرتا تھا - جولائی کے ... چونکہ مجھے پورے ہفتہ کی تنخواہ نہ ملی میں گھر جاتے ہوئے ڈرتا تھا - اس لیے بھاگ گیا - لیکن سوتیلی ماں مجھے برگ سے واپس لے آئی +

اس کے بعد مجھے یہاں تک پیٹا گیا - کہ ... سے بھی ناچار ہو گیا - اس کے دوسرے دن مجھ کو کھانے کے لئے کچھ نہ دیا گیا - اور میں تمام ... بھوکا رہا - آخر میں گھر سے بھاگ نکلا - اور تھانے چلا گیا +

واصل مجسٹریٹوں نے ملزم کو مجرم پاکر اسے ... پونڈ جرمانہ کی سزا دی - اور ایسے مقدمات میں ... یہی دی جا سکتی ہے - اور ساتھ ہی اسے لڑکے کو اپنی حراست سے آزاد کرنے کا حکم دیا گیا +

باپ کا قاتل بیٹا

... سالہ لڑکے نے ... باپ ... کو قتل کر ...

[illegible]

[illegible] کافر [illegible] سب کا اتفاق ہے۔ اور ہم [illegible] فاسقین میں [illegible] (بیدا) [illegible] من کفر بعد ذالک [illegible] ھم الفٰسقون [illegible] [illegible] بالصدق اذ جاءہ [illegible] مثوی للکفرین۔

[illegible] کو نقل کیا اور مجھ پر اعتراض جڑ دیا کہ [illegible] [illegible] بھی کہا ہے۔ اور دوسری آیت کا ذکر [illegible] ساتھ میں لکھی ہے جس میں کافروں کا [illegible] ہے۔ حکیم صاحب! خیانت ست [illegible] کے خیال میں معمولی بات ہوگی۔ مگر خدا کے نزدیک [illegible] بہت بڑی بات ہے۔ کیا [illegible] فاسق نہیں ہوتے۔ ضرور ہوتے ہیں۔ کیا سیدنا [illegible] رسول اللہ کے مخالفوں کو اللہ تعالیٰ نے فاسق نہیں فرمایا۔ تو کیا اس سے استدلال جائز [illegible] خاتم النبیین کے مکذب بھی فاسقین ہی ہیں [illegible] اگر فاسق لکھتا تو یہ اعتراض جائز [illegible] ساتھ ہی دوسری آیت نقل کر کے بتا دیا ہے [illegible] کافرین ہوتے ہیں۔

[illegible] ان کے وارث جو اولیاء اللہ کی صحبت سے ہو [illegible]

جواب۔ حکیم صاحب کیا انبیاء۔ اللہ کے اولیا نہیں ہوتے۔ ضرور ہوتے ہیں۔ تو پھر میرے اس فقرہ سے آپ کیونکر استدلال کر سکتے ہیں کہ میں مسیح موعود کو غیر نبی قرار دے رہا ہوں۔

[illegible] غیر نبی پر صلوٰۃ جائز ہے۔

جواب۔ اس سے میرا مقصود ہے کہ جب غیر نبی پر صلوٰۃ جائز ہے تو نبی پر بطریق اولیٰ جائز ہوا نہیں میرے اس فقرے سے یہ استدلال نہ کیجئے کہ میں مسیح موعود کو نبی نہیں مانتا تھا۔

[illegible] کی حدیث پیش کر کے نبی کے معنے لغوی لیے ہیں۔ [illegible] عیسیٰ علیہ السلام پر جزوی تسلیم کی ہے [illegible] صاحب کے اس افترا سے میرا دامن پاک ہے میں نے [illegible] ہونے والا ہے یہ بتایا ہے کہ مسیح موعود [illegible] استعمال کرتے ہیں تو اس سے بجز ان کے [illegible] الا انتہ میں [illegible]

[illegible] میں یا ایمان ہو کہ خاتم النبیین کے بعد کوئی پرانا نبی نہیں آ سکتا ہو نہ نیا نبی۔ ہاں نبی کریم میں بوجہ ظہور نبوت واسطہ ہو سکتی ہے۔

دوسری بات آپ نے یہ لکھی ہے کہ میں عیسیٰ علیہ السلام پر مسیح موعود کی فضیلت جزوی مانتا ہوں اور اسکا ثبوت میری یہ عبارت ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام سے افضل ایسے کہ جب مثیل موسیٰ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں تو ان کا خلیفہ بھی خیر الامم موسوی خلیفہ سے افضل ہوگا۔ اور ابن سیرین کا قول ہے افضل من بعض الانبیاء اور جب حضرت ابوبکر و عمر امام حسین سے افضل سمجھے جاتے ہیں تو یہ کیوں افضل نہ ہوں۔ جزوی فضیلت از روئے نسب سیدنا امام حسین کی مقبول ہے۔

میں نے اس عبارت کو دو تین بار پڑھا ہے میں نہیں سمجھ سکا کہ میرے کسی فقرے سے یہ ثابت تو کیا ہوتا ہے اشتباہ بھی پڑ سکتا ہے کہ مسیح موعود کی فضیلت عیسیٰ علیہ السلام پر جزوی مانتا ہوں۔ بلکہ میں تو یہ بیان کر رہا ہوں کہ جیسے مثیل موسیٰ (سیدنا محمد) حضرت موسیٰ سے افضل ہیں ایسے ہی مثیل موسیٰ کا خلیفہ (مسیح موعود) موسیٰ کے خلیفہ سے افضل ہے اسلئے یہ مسئلہ فریقین ہے کہ نبی کریم حضرت موسیٰ سے کلی فضیلت رکھتے ہیں تو آں حضرت کا خلیفہ (مسیح موعود) بھی حضرت موسیٰ کے خلیفہ پر کلی فضیلت رکھے گا۔ میرے آخری فقرے میں 'جزوی فضیلت' کا لفظ ہے جسے آپ نے الگ دکھا کر سطر کو ختم کر دیا ہے۔ تا لوگ اس سے دھوکہ میں پڑ جائیں۔ کہ اسکا تعلق پچھلی عبارت سے ہے۔ حالانکہ اسطرح بے معنی ہو جاتی ہے میں نے تو یہ لکھا کہ

"جزوی فضیلت از روئے نسب سیدنا امام حسینؓ کی مقبول ہے"

یعنی ابوبکر و عمر امام حسینؓ سے افضل ہیں۔ اور جب حضرت مسیح موعود بالفاظ ابن سیرین بعض انبیا سے بھی افضل ہیں۔ تو ابوبکر و عمر سے بھی افضل ہیں۔ جو غیر نبی ہیں اور ابوبکر و عمر امام حسینؓ سے افضل ہیں۔ تو مسیح موعود کو لا محالہ امام حسینؓ سے افضل مانتا ہوں گا۔ البتہ از روئے نسب [illegible] مشرف ہیں۔ [illegible] انکا [illegible] نہیں [illegible]

ہرگز پیدا نہیں کر سکتے جزوی فضیلت ایک غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک شخص علی درجہ کا صنّاع ہے تو وہ اس پہلو سے ایک نبی پر جزوی فضیلت رکھتا ہے۔

آخیر میں آپ نے مجھ سے دو سوال کیے ہیں۔

پہلا سوال یہ ہے کہ میں نے حمامۃ البشریٰ میں لکھا ہے "ہر نبی کا زمانہ وہی نہیں ہوتا جتنی دیر وہ زندہ رہے۔ بلکہ دوسرے نبی کے آنے تک اس کا دور ہوتا ہے۔ تو کیا اب مسیح موعود جو نبی آ گئے تو آنحضرت کا دور ختم ہو گیا۔

جواب۔ ہرگز نہیں ختم ہوا۔ میں مسیح موعود کو نبی کریم سے الگ نہیں سمجھتا بلکہ جیسا کہ آپ نے ایک غلطی کے ازالہ میں لکھا ہے۔ آپ کو بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء (صفحہ ۲ ایک غلطی کا ازالہ) مانتا ہوں حضور فرماتے ہیں۔

بہر حال محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنی جبکہ بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلمت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔

اور خطبہ الہامیہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

من فرق بینی و بین المصطفیٰ فما عرفنی وما رائی۔

بنا بریں وجوہات مسیح موعود کی بعثت نبی کریم کی بعثت ثانیہ ہے اسلیے آپ کا دور ختم نہیں ہوا۔

دوسرا سوال۔ آپ نے مجھ سے یہ کہا ہے کہ کسی مسلمان کو کافر و مشرک کہنے سے جو کفر یا شرک قائل کی طرف رجوع کرتا ہے۔ وہ کفر عملی ہے۔ یا اعتقادی۔

جواب۔ مہربان من اس کا جواب آپ اپنے امیر مولوی محمد علی صاحب سے دریافت کیجئے۔ جو جواب وہ دیں اس سے مجھے اطلاع بخشیں۔ اگر میرا اس سے اختلاف ہو تو میں مفصل عرض کروں گا۔

(مکمل)

درخواست دعا

[illegible] حاجی عبد اللہ [illegible] کو [illegible] بخار کی [illegible] [illegible] [illegible]

اَلقرآن فی رمضان

یہ اس درس کے نوٹ ہیں جو کرم حافظ روشن علی صاحب نے اس ماہ رمضان میں دیا۔ یہ سننے کے وقت قاضی اکمل صاحب نے لکھے ہیں۔ نظر ثانی نہیں ہو سکی۔ تاہم۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اسمیں معارف اور حقائق قرآنیہ کا ایک کثیر حصہ ہے۔ اور احباب کرام اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ (ایڈیٹر)

پہلا روزہ

(۱) قرآن کریم کے الفاظ کا بھی ثواب ہو۔

(۲) قرآن کریم میں جو مومنوں کی صفات بیان کی ہیں وہ اپنے اندر پیدا کر دیں

(۳) اعوذ پڑھنے کی یہ وجہ ہے کہ جہاں خزانہ ہو وہیں چور کا بھی خطرہ ہوتا ہے۔ یہیں شیطان کے حملہ کی روک تھام کرنی ضروری ہے۔

(۴) بسم اللہ میں رحمانیت کے احسانات کو جتایا ہے انسان خدا کا محب بنے اور رحیمیت میں بتایا کہ اعمال صالح ضائع نہ ہونگے۔ انسان محبوب بنے گا۔

(۵) الحمد للہ۔ ایک عرضی ہے جس کے ذریعے سے خدا کے دربار میں جانا چاہیئے۔ اس میں خدا کی ام الصفات بتایا گیا ہے۔ کہ ہم منعم علیہم ہوں مگر یہود و نصاری کا رویہ اختیار نہ کریں۔ مخصوصاً جو انہوں نے مسیح کے بارے میں اختیار کیا۔ آمین کے معنی دعا قبول

الٓمٓ۔ خدا کے صفات کو بطور اختصار بیان کیا ہے

ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ تا ومن الناس میں بتایا ہے کہ کلام غیبیہ سے کون کون لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں اور کون محروم رہتے ہیں۔

یَعْمَھُوْنَ عمہ کے معنی دل کے اندھے عمی کے معنی آنکھوں کے اندھے۔

کصیب۔ اوکصیب حسی پر جو برستی ہو

[illegible]

کیے۔ دو مثالیں دی ہیں پہلی مثال کا تعلق کفار سے ہے اور دوسری کا منافقین سے۔

پہلی مثال کا تو یہ مطلب کہ نبی کریم نے آکر آگ روشن کی۔ مگر لوگوں نے اپنے حواس سے فائدہ نہ اٹھایا۔ دوسری مثال میں منافقین کا حال دکھایا ہے۔ کہ یہ لوگ شکر نہیں کرتے۔ قریب ہے کہ یہ بھی کفار میں شامل ہو جائیں

(۱۱) اس رکوع میں نبی کریم کی سچائی کے ثبوت میں قرآن مجید کا بے مثل ہونا پیش کیا ہے۔ خدا کے علم کے برابر کسی کا علم نہیں۔ پس خدا نے اپنے علم کی گواہی دی ہے جب تم اس علم کا مقابلہ نہیں کرسکتے تو مان لو کہ اس علم کا سرچشمہ ذات خداوندی ہے۔

(ب) فاتقو النار۔ عرب میں جنگ کو آگ سے تعبیر کرتے تھے۔ اور اب تو جنگ ہونی آگ لگنی ہے۔ اسکے مقابلہ مومنوں کو فتوحات ملکی کی بشارت دی۔

(ج) واتوا بہ متشابھا۔ ایک معنی تو اس کے حضرت مسیح موعود نے کیے ہیں۔ کہ عبادات الٰہی کی لذت جنت کے پھلوں سے مماثل ہو گی۔ (۲) حضرت خلیفۃ المسیح اول فرمایا کرتے کہ ملک پر ملک فتح کرتے جائیگے۔ (۳) میرے نزدیک یہ بھی معنی ہیں کہ لوگ قربانی یوں کرتے ہیں کہ پہلے زور شور سے پھر کم تو بھی۔ مگر خدا کے حضور میں برابر انعام پاتے رہیگے۔

(۱۳) ا۔ اھبطوا۔ یہاں سے تم ہیں چلے جاؤ

(ب) اس رکوع میں اس علمی معجزہ کی جو نبی کریم کو دیا گیا ہے نظیر دی ہے۔ کہ [illegible] علم دکھایا [illegible]

[illegible]

کہ جب آدم کو خود دکھایا تو پھر امتحان میں اس کا پڑتا کوئی عجوبہ نہیں۔ مگر یہ ثابت کرنا تھا کہ جسکو خدا علم دے وہی عالم ہو سکتا ہے۔

(ج) اس میں یہ بتایا ہے کہ پہلے پہلے جب مامور آتا ہو تو اس کی ضرورت کو تسلیم نہیں کیا جاتا۔ لیکن آخر زمانہ منوا لیتا ہے۔ کہ اسکی ضرورت تھی۔

(د) ھٰذہ الشجرۃ سے مراد میرے نزدیک گوشت کا درخت ہو۔

۱۳۔ نبی کریم چونکہ حضرت موسیٰ کے مثیل ہیں اور انکی امت موسوی امت کے مثیل ہے۔ اسلیے یہ ذکر فرمایا۔ اسرائیل کے معنی اللہ کا بہادر سپاہی۔ چونکہ نبی کریم بھی پہلوان رب جلیل ہیں اسلیے مسلمان بھی بنی اسرائیل ہیں۔

(۲) فرقان وہ نشان جس سے نبی اور غیر نبی فرق ہو جاتا ہو

(۳) بارئکم تمہاری روحوں کا پیدا کرنے والا۔

(۴) وظللنا علیکم الغمام سخت دھوپ کے وقت بادل بھیجدیا۔

(۵) المن سے مراد روٹی۔ سلوٰی سے مراد سالن

(۶) حطۃ گناہ جھڑ جائیں۔

(۷) سنزید المحسنین ترقی دینگے نیکوکاروں کو

(۸) رجزًا من السماء۔ رجز کے معنی طاعون مگر جبر کے لیے بھی من السماء لاتے ہیں۔

(۹) فوم کے معنی لہسن گیہوں کو بھی کہتے ہیں۔

(۱۰) والمسکنۃ بے دست پائی۔ استبدلون وہ در اصل فوجی زندگی۔ (سلطنت) چھوڑ کر۔ کاشتکار بننا چاہتے تھے۔

(۱۱) نصاریٰ۔ نصرانی کی جمع۔ ناصرہ گاؤں کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے۔ جیسے احمدیوں کو قادیانی کہتے ہیں۔ دوم انصار اللہ ہونے کی وجہ سے۔

(۱۲) صابی ایک قوم ہے جو ابراہیم یحییٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں۔ پھر اسکا اطلاق ہر بےدین پر ہوتا ہے جو دین سابق سے پھرا ہوا سمجھا جائے۔

(۱۳) [illegible] اللہ۔ الا اللہ کی انتہا [illegible]

[illegible]

"سکندرآباد دکن کا میوہ فروش"

یہ وہ دل آزار الفاظ ہیں۔ جو ہمارے کرم معظم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب کے حق میں ایک شخص کوہ سوار نامی نے انتخاب لاجواب میں استعمال کیے ہیں۔ یہ مضمون نگار لکھتا ہے کہ میرے ایک دوست (جن کا تعارف خود ہی ان الفاظ میں ناظرین سے کرایا ہے۔ نوجوان۔ سیاہ فام نحیف الجثہ۔ نوعمر۔ او محمد عبدالغفور عابدی نقشبندی نام)

قادیانی مشن کا میوہ فروش احمدی ساکن سکندرآباد کے اعلان استفسار کا نہایت معقول جواب لکھا کر جس کا انعام دس ہزار زرکثیر مقرر تھا۔ جسکا خلاصہ مفہوم سائل کا بیان یہ ہے۔

کہ جو مسلمان غیر احمدی یہ ثابت کر دے کہ مرزا قادیانی مرحوم از روئے قرآن و حدیث نبی و مرسل نہیں ہیں۔ تو انھیں یہ موعودہ چندہ دیا جائے گا۔

"اسکے اثبات میں مولانا عابدی کے رشحات قلم سے ایک تردیدی مضمون جو ایک پمفلٹ کی شکل میں چھپ کر ثالث کو دیئے اور فیصل کے بعد تبلیغ کیا جائیگا"

ہم ناظرین کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اصل چیلنج ملاحظہ کریں۔ جس کے الفاظ یہ ہیں تا سیہ روئے شود ہرکہ درو غش باشد۔ اس شخص کو خلاف واقعہ بات لکھتے ذرا بھی جھجک محسوس نہیں ہوئی۔ چیلنج کیا ہے اور یہ اس کا خلاصہ مفہوم۔ ان دو کو کا ناز میں کیا بیان کر رہا ہے۔ کیا یہی وہ ایمان داری ہے جس پر نامہ نگاری کا انتخاب اور اسکے ہم نواؤں کو ناز ہے۔

بہر حال چیلنج یہ ہے۔

چیلنج دیتا ہوں کہ وہ بتلائیں کہ دنیا میں ایسا کون شخص ہے جس نے یہ اعلان کیا ہو۔ کہ

(۱) میں وہی شخص ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی راہ نمائی کے لیے اس زمانہ کا امام بنایا ہے۔

(۲) میں وہی شخص ہوں جو اس صدی کے سر پر مبعوث کیا ہوا خاص مجدد ہوں۔

(۳) میں وہی شخص ہوں جس نے اس صدی کے مجدد و امام زمان مرزا صاحب کے تمام دعاوی دلائل کو جھٹلا کر خود کی صداقت منوایا ہو۔

(۴) میں وہی شخص ہوں کہ میرے اسلامی خدمات سے دنیا کے تمام مذاہب غیر مذاہب و غیر اقوام پر اسلام کی حجت پوری ہو گئی ہے۔ اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق سچا اسلام دنیا میں قایم کیا ہو۔

(۵) میں وہی شخص ہوں کہ جسکو لاکھوں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم قوم میں سے بھی بہتوں نے مانا ہے اور میرا سلسلہ رات دن سچے اسلام کی صداقت کو دنیا پر آشکارا کرنے کے کام میں دنیا کے کونوں تک پھیل گیا ہے اور اپنی خدمات میں روز بروز ترقی کے ساتھ مصروف ہو۔

(۶) میں وہی شخص ہوں کہ میرا منکر خدا رسول کا نافرمان اور جہنمی ہے۔

(۷) میں وہی شخص ہوں کہ جو ان باتوں کا ثبوت اپنی شائع شدہ کتابوں سے دے سکتا ہوں۔

خواہ وہ مدعی خود ہو یا اُسکا جانشین یا قائم مقام ہو۔

بشرطیکہ وہ ہمارے مذکورہ بالا تمام شرائط کو معہ کی تمام پبلک کے سامنے پیش کرے۔ اور ہم پر ثابت کر دکھائے تو اس کو یہ عاجز بذریعہ انجمن ہذا دس ہزار روپیہ انعام دینے کو تیار ہے۔ اور یہ رقم ہندوستان کی سب سے بڑی بنک جو بنک آف بنگال کے نام سے مشہور ہے۔ ڈیپازٹ رکھوا دیگا۔ اب انشاء اللہ تعالیٰ دنیا دیکھ لیگی کہ خدا تعالیٰ اس معاملہ میں کسی حق کو کامیاب ہونے دیگا۔ تا اس کے برگزیدہ و مامور مرسل کی صداقت دنیا پر آشکارا ہو۔ اور قیامت تک اس کے ہر ایک منکر پر خدا کی حجت پوری ہو جائے۔ انتہی بلفظہٖ۔

اب اسکا جو جواب نامی کوہ سوار کا۔ نوعمر سیاہ فام نحیف الجثہ دوست لکھے گا وہ ہم دیکھ لینگے۔ چونکہ مقدس جمعیت کے بزرگ متعدد کتابوں کے مصنف اور مؤلف نے لکھا ہے۔ اسلیے انعام وصول کرنا یقینی ہے۔ بہتر ہے کہ جھگڑے کی تھیلی تیار رکھی جائے ✽

آفتاب سے ایک نشان

اہل حدیث کا نامہ نگار محمد علی نام دہولیا (مرشد آباد) سے لکھتا ہے۔

میں تشہد میں تھا کہ آفتاب کی دھوپ مسجد میں نمودار ہوئی۔ مجھ پر اور مقتدیوں پر دن کی روشنی پڑی۔ سلام کے بعد آفتاب دیکھا کہ مطلع سے نکل چکا ہے۔ چونکہ مطلع صاف تھا ابر نہ تھا۔ مسجد اور مطلع کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ مسجد میں دھوپ کو اور مطلع سے نکلے ہوئے آفتاب کو میری اور میرے ساتھیوں کی آنکھوں نے دیکھا۔ تقریباً دس منٹ کے بعد غائب ہوا اور ایک گھنٹہ کے بعد پھر مطابق دستور سورج نکلا میرے پاس اُن احباب کی شہادتیں موجود ہیں جو میرے ساتھ دیکھنے میں شریک تھے۔ جناب مولوی شریف احمد صاحب شیخلیپوری مدرس مدرسہ کوچگر یہ نے ان کی شہادتیں قلمبند کر کے مجھے دیدی ہیں۔ وہ سب واقعہ مرقومہ کی تصدیق فرماتے ہیں۔ اسمائے گرامی انکے یہ ہیں۔

منشی الٰہی بخش صاحب سرکار۔ سکندر منڈل۔ محمد یٰسین سرکار محمد سلیمان طالب علم۔ محمد عبدالجبار۔ محمد فلت اللہ۔ نادر حسین۔ عبدالحمید۔ محمد عبدالجبار بنت عشق کا ملہ ان کے علاوہ اور بھی لوگ ہیں جنکی شہادتیں ابھی تک قلمبند ہو کر نہیں پہنچی ہیں۔

ایک قومی ضرورت

دارالامان آنے کے لئے ہر ایک دوست کو بٹالہ اسٹیشن پر اترنا ہوتا ہے۔ بٹالہ تک تو ریل کا سفر ہے۔ جو نہایت آسائش اور راحت سے طے ہو جاتا ہے۔ آگے بٹالہ سے قادیان گیارہ میل ہے اور یہ گیارہ میل کچی سڑک کا راستہ یکوں ٹمٹموں کے ذریعہ طے کیا جاتا ہے۔ جس قدر دقت اس گیارہ میل والے سفر۔ کچی سڑک اور ٹمٹم والوں کی بے مہری سے ہوتی ہے وہ ان کو وہ احباب جو اکثر دارالامان آتے جاتے رہتے ہیں خوب محسوس کر سکتے ہیں۔ قادیان میں ایک زمانہ تھا۔ کہ کوئی یکہ نہیں تھا۔ لیکن مسیح قادیانی مرسل ربانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت سے اب یہ مقام جو تمام دنیا میں اس قدر مشہور و معروف ہو چکا ہے۔ کہ جس کی انتہا نہیں ہے کئی یکے اور ٹمٹموں کا شغل ہو گیا ہے۔ اور جس قدر بھی یکے وغیرہ یہاں ہیں ان سب کو محض احمدیوں کی آمدورفت سے کثیر آمدنی ہوتی ہے۔ ابتدائے زمانہ بعثت مسیح موعودؑ سے لیکر آج تک جس کثرت سے خدا کے بندے قادیان آئے اور گئے ان کی تعداد بجز خدا کے کسی کے شمار میں نہیں آسکتی۔ لاکھوں روپیہ علاوہ کرایہ ریل کے صرف بٹالہ سے لیکر قادیان تک یکوں کا گیا جس سے وہ مالا مال ہو گئے۔ اور اس احسان کا بدلہ کم از کم یہ تو ہونا چاہیئے تھا۔ کہ وہ یکے والے جنہوں نے احمدیوں کی بدولت ہزار ہا روپیہ کمایا احمدیوں سے ایسے اخلاق سے پیش آتے کہ جس کی وجہ سے احمدی قوم ان کو زیادہ کرایہ دیکر بھی خوش رہتی۔ لیکن نہایت افسوس سے کہا جاتا ہے کہ ان یکے والوں نے ہمیشہ اور ہر سال [illegible] کو بڑھا بڑھا کر علاوہ [illegible] میں بھی [illegible] ترقی [illegible]

سے قادیان تک ۱۲ سالم یکہ کرایہ تھا۔ اور فی سواری ... ۔ آج کوئی خاص شرح یا ریٹ نہیں ہے کم از کم ۱۲ فی سواری اور اس سے زیادہ دو۔ دو اور تین تین روپیہ سواری بھی لیکر بہ احسان [illegible] خوش نہیں ہوتے۔ مجھے چار سال سے زیادہ عرصہ یہاں آئے ہوئے گذر گیا ہے۔ اس عرصہ میں بار ہا بٹالہ تک جانا پڑا۔ میں نے کبھی ایک نرخ پر ٹمٹم یا یکہ نہیں پایا۔ ہمیشہ ہر دفعہ زیادہ ہی دینا پڑا۔ بعض اوقات تو بوجہ زیادتی کرایہ ہمارے دوست بٹالہ سے قادیان اور قادیان سے بٹالہ تک پیدل چل چل کر گئے۔ مگر ان بے رحموں نے کبھی اس امر کا خیال نہ کیا۔ میں برابر چار سال سے اس تکلیف کو دیکھتا اور سنتا ہوں۔ اور بار بار ہمیشہ سوچتا رہا کہ کاش کسی احمدی دوست کو [illegible] اور وہ اس تکلیف کو رفع کرنے کے لئے اپنی ٹمٹمیں اور یکے بنا کر ثواب بھی حاصل کرے اور نفع بھی اٹھاوے اور جس قدر احمدیوں کا روپیہ غیر احمدیوں کی جیبوں میں جاتا ہے۔ وہ احمدیوں کی جیبوں میں جائے مگر بوجہ ناتجربہ کاری یا روپیہ کی دقت کے کسی کو یہ خیال نہیں آیا۔ اگر آیا تو سامان مہیا نہ ہو سکے۔ آخر کار میں نے خدا سے دعا کر کے یہ ارادہ مصمم کر لیا ہے۔ کہ اپنی جماعت کے لئے کم از کم دو ٹمٹم ایک یکہ ایک رہڑو بنایا جائے لیکن اس کیلئے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ میرے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے۔ کہ میں اکیلا اس کام کو کر لوں۔ یہ کام دین و دنیا کے نفع کا ہے۔ دینی طور پر بھائیوں کو آرام پہنچا کر ثواب کا نفع اور دنیاوی طور پر مالی منافع بھی قائم خواہ انشاء اللہ ہو گا۔ اس کے واسطے مبلغ بارہ سو ۱۲۰۰ روپیہ کا سرمایہ چاہیئے۔ جس کو اس طرح جمع کیا جائے۔ کہ ۱۲ حصے بحساب فی حصہ یکصد روپیہ لیا جائے۔ تو فی الحال ۱۲ یا اس سے بھی کم احباب کے ذریعہ یہ سرمایہ جمع ہو سکتا ہے۔ اس سرمایہ پر جو منافع ہو گا۔ وہ نصفا نصف تقسیم کیا جائیگا۔ نصف منافع روپیہ والوں کا اور نصف میرا ہو گا۔ میں اس کام کا اہتمام اور نگرانی اور اس کے چلانے وغیرہ کا انتظام کرونگا۔ اور روپیہ حصہ داران کا ہو گا۔ جن کو نصف منافع بحصہ مساوی دیا جائیگا حساب سالانہ ماہ دسمبر میں ہوا کریگا۔ اور بعد فہمید حساب نصف منافع حصہ داران کو دسمبر میں دیدیا جائیگا جو حصہ دار اپنا حصہ واپس لینا چاہے۔ اس کو ایک سال سے قبل اپنے روپیہ کے واپس لینے کا حق نہ ہو گا۔ دسمبر میں بوقت فہمید حساب جو شخص چاہیگا اپنا روپیہ واپس لے سکتا ہے۔ مگر ہر سال دو حصہ داران اپنا روپیہ واپس لینا چاہیں تو صرف دو کو واپس ملیگا۔ دو سے زائد کو اسی صورت میں واپس ملیگا۔ جب کہ جدید حصہ دار مل جائینگے۔ اور اگر خدانخواستہ نقصان ہوا تو وہ بھی نصف بذمہ ۱۲ حصہ داران بحصہ مساوی اور نصف بذمہ راقم خاکسار پڑیگا۔ چونکہ شرعاً شراکت کے واسطے نفع و نقصان ہر دو کی شرط ہونی ضروری ہے۔ اس لئے نقصان بھی شرط میں داخل ہے۔ مگر امید کامل ہے۔ کہ اس میں انشاء اللہ نقصان نہ ہو گا۔ جیسا کہ تجربہ اور مشاہدہ سے ظاہر ہے۔ پس میں بقدرت احباب کو جن کو قومی احساس ہے اس طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ جلد سے جلد ۱۲ حصہ کا روپیہ بارہ سو ۱۵ نومبر ۱۹۱۹ء تک پورا کر دیں۔ تاکہ جلسہ سے قبل ہی یہ سب کام تیار ہو کر جلسہ پر اپنے یکے اور ٹمٹم ہو جاویں۔ اور ان کا کرایہ ایک شرح سے مقرر ہو گا۔ جس کا اعلان اخبارات سلسلہ کے ذریعہ کر دیا جائیگا۔ ان ٹمٹموں اور یکوں پر نمایاں جگہ پر ایک بورڈ لگا ہو گا۔ جس کو ہر ایک احمدی دیکھتے ہی معلوم کر لیگا۔ کہ یہ ہمارے یکے اور ٹمٹم ہیں۔ اور قادیان اور بٹالہ اسٹیشن پر یہ انشاء اللہ موجود رہا کرینگے

خاکسار - ایڈیٹر فاروق [illegible]

احباب توجہ
اشاعت فاروق میں
خاص کوشش
فرماویں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۱۹ء

تبلیغ اسلام امریکہ میں

جب سے حضرت خلیفۃ المسیح نے اپنے رسالہ ترکی کا مستقبل میں یہ خیال ظاہر کیا ہے۔ کہ امریکہ فرانس وغیرہ کی ہمدردی و خیرسگالی حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان اقوام کے سامنے اسلام کو اس کی اصلی صورت میں پیش کیا جائے تب سے ایک خاص تحریک مسئلہ تبلیغ اسلام کے بارے میں ہو رہی ہے۔ چنانچہ اسی مضمون پر قاری سرفراز حسین صاحب دہلوی نے بھی اپنے خیالات کو مفصلہ ذیل پیرایہ میں ظاہر کیا ہے۔

"مسلم لیڈروں کو ممالک غیر خصوصاً ملک امریکہ میں جاکر وہاں کی پبلک کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کی خوبیاں ظاہر کرنی چاہئیں۔ اس مفید مشورہ میں خاص طور سے یہ راز مضمر معلوم ہوتا ہے۔ کہ دنیائے اسلام کے پولیٹیکل معاملات میں جو دقتیں پڑ رہی ہیں۔ اور مسلمانوں سے ممالک متمدنہ میں جو بدظنی اور توحش ہے وہ دور ہو جاوے۔ مگر اس تجویز کے پولیٹیکل پہلو سے مجھے اپنے اس مضمون میں کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ یہ پہلو مسلم لیگ اور مسلم پولیٹیکل لیڈروں کے ہاتھوں میں آتا ہے۔ اس مضمون میں صرف تبلیغی پہلو سے بحث کرونگا۔ جس پر غور کرنا ہر مسلمان کو (خواہ وہ پولیٹیکل معاملات سے تعلق رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو) واجب ہے۔

۲ - ۲۶ و ۲۷ سال کا عرصہ ہوا ہے کہ مقام چکاگو ملک امریکہ میں عالمگیر نمائش کے موقع پر ایک مذہبی نمائش بھی قایم کی گئی تھی۔ یعنی جملہ مذاہب مروجہ کے واعظین کو اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کا موقع دیا گیا تھا۔ چنانچہ امریکہ کے نومسلم مسٹر رسیل ویب صاحب نے اسلام پر وعظ فرمایا۔ اور ہندوستان کے مشہور و معروف مہاتما سوامی وویکانند صاحب نے ویدانت یعنی ہندو دھرم کے فلسفہ عرفان پر تقریر فرمائی۔ اہل امریکہ اس عالمانہ اور فلسفیانہ تقریر سے اس قدر متاثر ہوئے کہ سوامی صاحب موصوف کو عرصہ دراز تک اپنے ہاں ٹھہرایا۔ اور بڑے بڑے شہروں میں لیکچر کرائے اور مطالعہ ویدانت کے لئے سوسائٹیاں قایم کیں۔ اس وقت سے امریکہ کے فلسفہ الہیات پر نیا رنگ چڑھنا شروع ہوا۔ ادھر تھیوسافیکل سوسائٹی کی قابل قدر کوششوں نے مثل دیگر ممالک متمدنہ کے امریکہ والوں میں بھی وسعت نظر اور دیگر مذاہب کی معلومات بہم پہنچانے کا شوق پیدا کر دیا۔ مسٹر رسیل ویب صاحب نے امریکہ میں ایک اسلامی اخبار بھی جاری کیا تھا۔ جو کچھ عرصہ چلا۔ اور پھر مالی دقتوں سے بند ہوگیا۔ مجھے ۱۹۱۰ء میں بمقام ممبئی تال ایک ایسے امریکن ماہر مذہب سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔ جو اپنے ملک کے کئی صوبوں میں ایک مقتدا مانے جاتے تھے۔ ان کا نام نامی ڈاکٹر کولس ہریٹیل صاحب تھا۔ انہوں نے مجھ سے پرائیویٹ گفتگو میں فرمایا تھا۔ کہ رسیل ویب صاحب کو جو مذہبی نمائش میں ناکامی ہوئی۔ اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اسلام کی صرف سطحی باتیں بیان کیں۔ اور تصوف یا فلسفہ الہیات کا ایک حرف تک نہ بیان کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب موصوف نے یہ رائے ظاہر فرمائی۔ کہ اگر امریکہ میں اسلام کا تصوف اور فلسفہ الہیات موجودہ سائنس اور فلسفہ کی روشنی میں پیش کیا جائے۔ تو وہاں کے لوگ اسلام کے مطالعہ کی طرف مائل ہونگے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا۔ کہ اگر تم سے ہو سکے تو تم اس قسم کے چند مضامین میرے پاس لکھ کر بھیجو۔ چنانچہ میں نے ان کے ارشاد کی تعمیل کی اور انہوں نے میرے مضامین کو امریکہ کے مذہبی رسالہ میں چھپوایا۔ عرصہ دراز تک امریکہ سے میرے پاس اسلام کی روحانیت کے متعلق استفساری خطوط آتے رہے کچھ عرصہ سے بہائی فرقہ کے علماء نے امریکہ میں بہت اچھا اثر پیدا کیا ہے۔ اور غالباً احمدی فرقہ کے واعظ بھی وہاں پہنچ چکے ہیں یا جلد پہنچنے والے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۴ء ہی میں لنڈن میں میری ملاقات ڈاکٹر لیڈی ایلزبتھ سیورن سے ہوئی۔ جنہوں نے ٹالی الکیم صاحب کے فلاسوفیکل اور تھیولاجیکل ڈنر کے موقع پر اس مضمون پر لیکچر دیا تھا۔

"زمانہ حال کے فلسفیانہ خیالات میں امریکہ نے کیا حصہ لیا۔"

اس متبرک خاتون نے بھی ڈاکٹر کولس ہریٹیل صاحب کی طرح مجھے یہی رائے دی۔ کہ مذہب اسلام کو امریکہ میں مقبول کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے۔ کہ اس کا اعلیٰ تصوف اور فلسفہ پیش کیا جائے۔ مندرجہ بالا بیانات کو مذکورہ بالا دعوت کے ساتھ ملانے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آج بھی امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے وسیع میدان موجود ہے۔ یہ مقدس کام کیونکر انجام پائے۔ اور اس کے لئے کیا کیا ذرایع اختیار رکھے جائیں۔ یہی وہ

[illegible] ہے جس کے متعلق امید ہے کہ جناب فخر قوم سید جالب صاحب ایڈیٹر [illegible] جن کو غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کے مسئلہ سے ایک خاص دلچسپی ہے ۔ قلم اٹھائینگے تاہم حسب ذیل تجویز جو خاکسار کے ذہن میں آئی ہے پیش کی جاتی ہے ؁

میرے خیال میں سب سے زیادہ ضرورت اس بات کی معلوم ہوتی ہے ۔ کہ اولاً اسلامی انجمنوں کے خاص خاص سربرآوردہ بزرگ و دیگر وہ اکابر قوم جن کو مسئلہ تبلیغ اسلام بہ ممالک غیر سے دلچسپی ہو ۔ ایک مقام پر جمع ہو کر کمیٹی قایم کریں ۔ اور بعد کامل غور و خوض کے ایک مشن قایم کریں مثلاً صوفیائے کرام کی طرف سے جناب قاری شاہ سلیمان صاحب پھلواری اور جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی اور اہل حدیث صاحبان کی طرف سے جناب مولانا ابوالوفا ثناءاللہ صاحب امرتسری اور اسی طرح ندوۃ العلما اور مدرسہ عالیہ دیوبند کی جانب سے ان کے مقدس نمائندگان اور علاوہ ان کے دیگر اکابر قوم ایک جگہ جمع ہو کر مشترکہ طور پر اس نیک کام کی بنیاد ڈالیں ۔ اور جن جن ممالک خصوصاً ملک امریکہ میں تبلیغی کام کرنا قرار پائے ۔ وہاں کام کرنے کے قابل مشنری تلاش کئے جائیں ۔ اور مشنریوں کے ضروری اخراجات کے لئے چندہ جمع کیا جائے وغیرہ ۔ یہاں [illegible] قوم و مذہب [illegible] کے افراد میں عام [illegible] ہے کہ وہ کوئی بڑا اہم مسئلہ ہو یا کوئی معمولی بات ہو [illegible] اختلاف [illegible] [illegible] [illegible]

مخالفتوں کے اجارہ دار بنے ہوئے ہیں مخالفت بھی وہ مخالفت ۔ جو اکثر ذاتیات تک پہنچ جاتی ہے ۔ اور یہی سبب ہے کہ ہمارے معاملات میں الجھنوں کا اور ہماری تحریکوں اور تجویزوں کے نقش برآب ہونے کا ۔ اس کا خیال کرتے ہوئے یہ بات ذرا دشوار معلوم ہوتی ہے ۔ کہ ہمارے بزرگان دین و اکابر قوم کسی ایسے جلسہ کی شرکت منظور کریں ۔ جہاں پر وہ لوگ بھی جو ان سے کسی مسئلہ میں اتفاق نہ رکھتے ہوں موجود ہوں ۔ مگر تبلیغ اسلام ہر اسلامی فرقہ کا مشترک فرض ہے ۔ اور بغیر اجتماعی کوشش کے یہ کام خوش اسلوبی کے ساتھ انجام نہیں پا سکتا ۔ اس لئے امید ہے ۔ کہ مختلف فرقوں کے علما اس کام میں شریک ہو کر متحدہ طور پر کارروائی کرینگے ؁

ہم اس کی نسبت یہ کہنا چاہتے ہیں ۔ کہ جن اکابران قوم کو جمع ہونے کے لئے تحریک کی گئی ہے ۔ وہ پہلے ایک بار نہیں کئی بار جمع ہو چکے ہیں ۔ یا ان کی نسبت یہ تجویز پیش ہو چکی ہے ۔ کہ باہم مشورہ کر کے کسی انجمن کی بنیاد رکھیں ۔ مگر اس کا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیئے ۔ یعنی یہی کہ ان سے کچھ نہیں ہو سکتا ۔ اگر مسلمانوں کے اکابر تبلیغ اسلام کر سکتے تو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کی کیا ضرورت تھی ۔ حضرت مسیح موعود کی بعثت اس بات کو پکار پکار کر اعلان کر رہی ہے ۔ کہ آج کل کے مسلمانوں سے یہ طاقت الٰہی ان کی شامت اعمال سے سلب ہو چکی ہے ۔ اور انہیں بجائے اس کے کہ دوسروں کے ایمان کی فکر کریں ۔ خود اپنے ایمان کی فکر کرنی چاہیئے ۔ اس لئے ہم نہایت دلسوزی و صداقت و اخلاص کے ساتھ یہ بتلا دینا چاہتے ہیں ۔ کہ اول تو یہ اکابر قوم جمع ہی نہیں ہو سکینگے [illegible] [illegible]

سے بہتر ہوگا ۔ مگر تجویزیں تجویز ہو کر رہ جائینگی عملی صورت میں نہ آ سکینگی ۔ اگر آ بھی گئیں تو شبہ مانند [illegible] [illegible] پہلے یہ تو سوچیں کہ ان کے پاس وہ آدمی کون سے ہیں ۔ جو دینیات سے آگاہ ہونے کے علاوہ زبان غیر میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں ۔ جو اپنے اندر اس قدر روحانیت رکھتے ہوں کہ وہ بلاد غرب میں جا کر استقامت دکھا سکیں ۔ اور اپنے نیک نمونہ سے اسلام کی اشاعت کریں ۔ اور پھر اسلام کو ایسے رنگ میں پیش کر سکیں جو ان اقوام کی توجہ کو جذب کر سکے ۔ یہ تو تجربہ ہو چکا ۔ کہ وہ اسلام جس پر مولویوں کو ناز ہے امریکہ وغیرہ میں مقبول نہیں ۔ اور جس پر صوفیوں کو فخر ہے ۔ وہ بھی پیش کر کے دیکھ لیں ۔ مہربانی فرما کر ہمیں بتایا جائے ۔ کہ وہ کونسا اعلیٰ تصوف ہے جسے پیش کرنے کا عزم ہے ۔ اگر تو مسئلہ وحدت وجود اور راگ و رنگ کی محفل کا قیام ہے تو مسلمانوں کی حالت پر رحم کریں ۔ اور اس تصوف اور فلسفے کو ہندوستان ہی میں رہنے دیں ۔ اور اگر اس سے مراد وہ روحانیت اور تقرب الٰہی ہے ۔ جو سیدنا محمد رسول اللہ صلعم لائے ۔ تو یقین کیجئے ۔ کہ اس کا ثبوت سوائے احمدی جماعت کے ممبروں کے کوئی نہیں دے سکتا ۔ کیونکہ یہی جو اپنے اندر وہ برکات رکھتے ہیں ۔ جو صحابہ کرام کی جماعت میں تھی انہوں نے بھی ایک نبی (اور نبی بھی وہ جو بروزی رنگ میں جمیع کمالات محمدیہ اپنے اندر رکھتا ہے صلے اللہ علیہ وسلم) کے کنار عاطفت میں تربیت پائی ہے ۔ اسی لئے سیدنا خلیفۃ المسیح نے فرمایا ہے ۔ اور بالکل حق فرمایا ہے ۔ کہ

"اب سوال یہ رہ جاتا ہے ۔ کہ ایسے آدمی کہاں سے آویں ۔ سو اس کا جواب میرے سوا اور کوئی نہیں دے سکتا ۔ حق چھپایا نہیں جا سکتا ۔ [illegible] رقت دنیا کی تباہی کو دیکھ کر اور اسلام کی موت کو مشاہدہ کر کے خدا تعالیٰ نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدہ کے [illegible] ایک رجل بھیجا ہے [illegible]

جس نے باوجود ملوانوں کی مخالفت اور دشمنی کے
ایک ایسی جماعت پیدا کر دی ہے۔ جو اسلام کے
لئے فدا ہے۔ اور اس کے انگریزی خوان اور
عربی خوان افراد دونوں اسلام کے اصول سے نہ
صرف واقف ہیں۔ بلکہ اس پر عملی طور پر کاربند
بھی ہیں۔ اور اسلام کی خدمت میں اپنی جانیں
دینے سے بھی نہیں ڈرتے۔ وہ تعداد میں ابھی
بہت تھوڑے ہیں۔ اور غریب ہیں۔ مگر اب بھی
مختلف بلاد میں ان کی طرف سے اسلام کی تبلیغ
کے لئے آدمی مقرر ہیں۔ ان کے سامنے مسیحی مشنری
ایک لحظہ کے لئے نہیں ٹھہرتے۔ اور خود ان کے
دشمن اس بات کو قبول کرتے ہیں۔ کہ مسیحی مشنریوں
کے بھگانے کے لئے وہ ایک حربہ ہیں۔ اور
کیوں نہ ہو۔ انہوں نے اسلام کو اس کی اصلی
شکل میں دیکھا اور سمجھا ہے۔ انگلستان میں
اس وقت اس جماعت کی طرف سے چار آدمی
موجود ہیں۔ اور میرا ارادہ ہے۔ کہ بہت جلد وہاں
پر اس تک آدمی بھیج دیئے جاویں۔ جب رستہ
کی رکاوٹیں دور ہوں۔ یہ لوگ روانہ ہونے شروع
ہو جاویں گے۔ غرض اس جماعت میں ایسے لوگ
موجود ہیں۔ جو کام کر سکتے ہیں۔ اور جو اسلام
سے لوگوں کو آگاہ کرنے کے لئے ہر ایک جگہ
جانے کے لئے تیار ہیں۔ اور میں ایسے آدمیوں
کی ایک معقول تعداد اس کام کے لئے مہیا کر
سکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ سنجیدگی سے اس کام پر
آمادہ ہوں۔ تو لندن کے چاروں مشنریوں سے کم
سے کم تین فوراً امریکہ کے لئے فارغ کر سکتا
ہوں۔ یہ لوگ فوراً امریکہ روانہ ہو جائیں اور اسلام
سے وہاں کے لوگوں کو واقف کریں۔ اور ساتھ
اس امر کی طرف بھی توجہ دلائیں۔ کہ ترکوں سے
جو سلوک ہو رہا ہے۔ وہ درست نہیں۔ اور
اسی طرح میں اور آدمی بھی دے سکتا ہوں۔
اس میں کوئی بھی شک نہیں۔ کہ اسلام اپنی
[illegible]

طرح لوگوں کے سامنے پیش کیا جاوے۔ جس طرح
اس زمانہ کے مصلح نے اسے پیش کیا ہے۔ اور
اس وقت تک اس کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں
نہیں بیٹھ سکتی۔ جب تک اس کے زندہ ہونے کا
ثبوت زندہ نشانوں سے نہ دیا جائے۔ پس یہ لوگ
اپنے عقائد کو نہیں چھپا سکتے۔ مگر آپ لوگ اسلام
کی عزت اور مسلمانوں کے بقا کے لئے اگر اس بات
کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ تو مجھے اس
کام کے اہل لوگ مہیا کر دینے میں کوئی عذر نہیں
ان لوگوں میں سے کچھ امریکہ میں کام کریں اور
کچھ فرانس۔ اور اس وقت تک یہ سلسلہ جاری رہے
جب تک ترکوں سے معاہدہ طے ہو۔

میرے نزدیک ان تمام مشکلات کا حل
صرف یہی ہے۔ اور اگر اس دروازہ سے داخل
ہو کر کامیابی حاصل نہ کرنی چاہی۔ تو کامیابی
کی امید رکھنی فضول ہے۔ اور سب جلسے اور
ریزولیوشن محض کاغذی گھوڑے ہیں جن
سے بچے تو خوش ہو سکتے ہیں۔ مگر صاحب تجربہ اور
اور صاحب عقل کچھ امید نہیں رکھ سکتے۔ اگر
آپ لوگوں کی سمجھ میں یہ نصائح آئیں۔ تو آپ لوگ
مجھ سے یا میرے تمام متعلقین سے اس کے متعلق گفتگو کر
سکتے ہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اور
اس کے ارشاد کے ماتحت ہماری طرف سے تو
دیر سے حجت پوری ہو چکی ہے۔ اب [illegible]
صاحب کی قلم کے ذریعہ سب مذاہب والوں کی طرف
سے بھی آپ پر حجت تمام ہو گئی ہے۔ وآخر
دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

حسن نظامی کا مرید بلدیو اچار

تازہ خطیب میں بلدیو
مرید کی خط و کتابت چھپی
ہے حسن نظامی صاحب
بلدیو کو اپنا مرید بنا چکے ہیں
لیے [illegible] اور اعلان کر [illegible]
[illegible]

مشکل ہو۔ مگر مسلمان کے لئے بالکل [illegible]
کہ وہ کسی نو مسلم کے ساتھ کھانا کھائے۔ پس اس کا
اعلان کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ [illegible]
بات یہ کہ بلدیو اچار کو حسن نظامی صاحب نے السلام
علیکم نہیں لکھا۔ بلکہ صرف سلام لکھا۔
کیا بلدیو کو مسلمان نہیں سمجھتے اور یا خود السلام علیکم
لکھنے کی عادت نہیں؟

قادیان میں حسد کا مرض نہیں

خدا کے فضل سے قادیان
میں حسد کا مرض نہیں
اور نہ قادیان والوں کو
اس کی ضرورت ہے۔ کیونکہ ان پر خدا نے
اتنے فضل کئے ہیں۔ جو شمار میں بھی نہیں آ سکتے
قادیان والوں میں خدا نے ایک نبی مبعوث کیا اور
وہ اس پر ایمان لائے۔ اس طرح وہی محسود [illegible]
ہوئے۔ وہ کسی پر کیوں حسد کرنے لگے۔ خطیب
کا ایک نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ قادیان میں حسد کا
مرض ہے۔ ثبوت یہ کہ پیغام صلح نے حسن نظامی
کو معزز اور بزرگ کا خطاب دیا۔ تو قادیان
والے اس پر معترض ہوئے۔ حالانکہ قادیان والوں نے
جو اعتراض کیا وہ بالکل بجا تھا۔ اور اس کا جواب
پیغام والے نہیں دے سکے۔ جب کہ انہیں کی
تحریروں سے ان پر حجت ملزمہ کی گئی۔ حسن نظامی صاحب
کو معلوم ہونا چاہئیے کہ قادیان والوں کو
ایمان ہے۔ وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین۔
پس جن کو خدا معزز و مکرم کہے۔ وہی معزز
اور مکرم ہیں۔ اور وہی بزرگ۔ نہ وہ جو خود
معزز و بزرگ بن بیٹھے۔ آپ خواہ مخواہ یہ
سمجھ رہے ہیں۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے
حسن نظامی کو اپنا معزز اور دوست اور
بزرگ قابل قدر سمجھ لیا۔ مگر [illegible]
[illegible]

...کے مسلمانوں کے اولیاء اللہ

ایک صاحب خامو ش نامہ بھیجتا کہ وہ اپنے نامہ کے پاس سے خلوص

...ہے ۔ اولیاء اللہ سے ملاقات کا حال لکھتے

...آپ کے مسلمہ اولیا کیسے ہیں ؟

ایک تو بہت بزرگ ہیں ۔ سب اسلئے

...ہیں انہوں نے کسی شخص کو پانی میں ڈوبنے سے

...یا ۔ اس لئے وہ اولیاء اللہ ہیں ۔

ایک صاحب اور اولیاء اللہ ہیں وہ کیونکہ

...کھانا میز پر چناگیا وہ اٹھ کر نماز پڑھنے لگے ۔ کھانا

...ٹھنڈا ہو کر خراب ہو گیا ۔ پس وہ اولیاء اللہ ہیں

...ہیں ۔ فرمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے

...خلاف کرنے کی وجہ سے ۔ کہ جب کھانا حاضر ہو ۔ تو

...کھانا کھا لو پھر نماز پڑھو ۔

تیسرے صاحب اولیاء اللہ ہیں ۔ اس لئے کہ

...نہوں نے اپنے بچوں کی تکلیف کے خیال سے

...دوسری شادی نہ کی ۔ یعنی اس لئے کہ دل نفس کے

...خلاف ہے ۔ اور سنت رسول

...کی مخالفت ورزی کی ۔ اور کسی امتحان میں

...پورے اتر گئے ۔ کیونکہ بیوی کر کے پھر اپنے بچوں

...کی دلجوئی نہ کر سکتے تھے ۔ اب بتائیے یہ قوت

...ہے یا کمزوری نفس ؟

...خامو ش صاحب کو چاہیے تھا کہ وہ اولیاء اللہ

...کی صفات قرآن کریم سے پڑھتے ۔ اور پھر دیکھتے

...کہ حقیقی ولی اللہ کہلانے کا مستحق کون ہے ۔

...ولی اللہ وہ نہیں ہو سکتا جس کی کوئی ادا آپ کو پسند

...آئی ۔ بلکہ وہ جو خدا کے حضور مقرب ہو ۔ اور قرب

...الٰہی کا ثبوت دے ۔

...میں آپ کو خدا کے ایک نبی ۲۴ [illegible]

...[illegible] ہوا اور آئے ہیں آپ کو

...[illegible] جس کا وجود وفرزند

...[illegible] آپ قرآن کریم سے

...[illegible] کریں ۔ اور پھر فیصلہ ...

...[illegible]

ترکی کا مستقبل اور نامہ نگار آفتاب

حضرت خلیفۃ المسیح نے جو رسالہ ترکی کے مستقبل پر لکھا ہے ۔ اس کے پڑھتے ہوئے اثر سے جل بھن کر ایک نامہ نگار آفتاب نے کچھ بیہودہ سرائی کی ہے ۔ ان لوگوں میں یہ مرض ہے ۔ کہ وہ کسی بات پر اصولاً غور نہیں کر سکتے اور ذاتیات پر اتر آتے ہیں ۔ اب دیکھنا تو یہ ہے ۔ کہ جو مشورہ اس رسالہ میں دیا گیا ہے ۔ وہ کہاں تک مفید ہے ۔ مگر نامہ نگار صاحب ہیں ۔ کہ وہ مسیح ومہدی اور اس کی خلافت کی بحث لے بیٹھے ہیں یہ بات خدا کے فضل سے ہم اچھی طرح ثابت کر سکتے ہیں ۔ کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی موعود مسیح موعود اور مہدی تھے ۔ اور حضرت مرزا محمود احمد صاحب آپ کے دوسرے خلیفہ ہیں ۔ لیکن آفتاب نے جو مضمون نقل کیا ہے ۔ اس کے متعلق کلمہ گویان عالم کا یہ فرض ہے ۔ کہ وہ اپنے متعلق اچھے خاتمہ کے لئے اس بارے میں غور کریں ۔ نہ یہ کہ آپ بکتہ چینی شروع کر دیں ۔

ایک شخص پانی میں ڈوب رہا ہے غوطے کھا رہا ہے ۔ ایک خیرخواہ اسے بچنے کی تدبیر بتاتا ہے مگر وہ شخص بجائے اس کے کہ اس کی بتائی ہوئی تدبیر پر عمل کرے الٹی بر نکتہ چینی شروع کر دے ۔ کہ تم ایسے تم ویسے تو کیا کہنا ہے بیوقوف ہے اس کا نتیجہ یہی ہو گا کہ وہ ڈوب جائیگا اور ہلاک ہو جائیگا

حضرت خلیفۃ المسیح نے مسلمان کہلانے والوں کو یہ بتایا ۔ کہ تمہیں متفق ہو کر ایک بات کہنی چاہیے اور اتفاق جبھی ہو سکتا ہے ۔ کہ تم ایک بات پر جمع ہو جاؤ ۔ اور وہ امر خلافت استنبول نہیں بلکہ خیرخواہی اسلام ہے ۔ کیونکہ ترکی کے سلطان کی خلافت تمام فرقہائے اسلامی کو مسلم نہیں ۔ شیعہ (جو ایک بہت بڑا فرقہ ہے) بھی سلطان ترکی کی خلافت نہیں مانتے ۔ بلکہ خود اہل سنت میں سے بھی کئی اس خلافت کے قائل نہیں ۔ پچھلے دنوں اپنے علماء سے وہ اسکے خلاف گواہی دے چکے ہیں ۔ پھر کیا

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے عرب جو تمہارے مقتدا ہیں ۔ اور شاہ حجاز خلافت کو مانتے ہیں ؟ صاف ظاہر ہے کہ اگر وہ تسلیم کرتے تو برسر پیکار نہ ہوتے ۔ پس مجموعی آواز اٹھانے کے لئے کوئی ایسا امر ہونا چاہیے ۔ جو سب کے لئے مشترک ہو ۔

اب فرمائیے یہ مشورہ قابل قدر ہے یا نہیں جو لکھنؤ کی کانفرنس میں ہوئی ۔ اس سے ظاہر ہے کہ مسلمانوں کا کلمہ ایسا منفرق ہے ۔ کہ پیشتر اس کے جو وہ کسی کی اصلاح کے لئے اٹھیں خود اپنی اصلاح کریں اور کسی سلطنت کو تھامنے کی فکر سے پہلے اپنے سنبھالنے کی فکر کریں ۔

دوسرا مشورہ یہ دیا گیا تھا ۔ کہ ان قوموں کے سامنے اسلام کو حقیقی رنگ میں پیش کیا جائے ۔ تاکہ ان کا تعصب کم ہو اور وہ باور کریں ۔ کہ اسلام کوئی خطرناک چیز نہیں ۔ بلکہ امن وامان صلح وآشتی کا مذہب ہے اور تہذیب کی اشاعت ہے ۔ تو اسی مذہب میں یہ بتائیے اس مشورہ میں کیا خرابی ہے ؟

نامہ نگار کو چاہیے تھا ۔ کہ ان تجاویز پر کچھ لکھتا ۔ جو فائدہ عالم کے لئے پبلک کے سامنے پیش کی گئی تھیں باقی جو امور ہیں ان کا فیصلہ بعد میں کر لیگا ۔ پہلے پیش آمدہ امر کو طے کر لو جس پر صف ماتم بچھائے بیٹھے ہو ۔ اور واویلا کر رہے ہو ۔

علماء دیوبند سے مباہلہ

علماء دیوبند سے ابھی تک مباہلہ کے متعلق گفتگو ہو رہی ہے اور ہر طرح یہ کوشش ہو رہی ہے ۔ کہ وہ مباہلہ کریں مگر آئے دن عجیب عجیب طور پر حل حجت سے کام لیکر وہ میدان مقابلہ میں آنے سے گریز کی راہ اختیار کر رہے ہیں ۔ علماء دیوبند نے نیا حیلہ اب پیش کیا ہے کہ پہلے مفہوم مباہلہ اور آثار مباہلہ متعین کرو ۔ ہماری طرف سے اس کا جواب بھی شائع ہو گیا ہے ۔ اور اس میں علماء دیوبند پر ہر طرح سے اتمام حجت کر کے ان کی یہ خواہش بھی پوری کر دی گئی ہے ۔ یعنی مفہوم مباہلہ کے لئے خود الٰہی کے الفاظ نقل کئے گئے ہیں جو یہ ہیں ۔ ۔ ۔

دارالامان کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے آپ روزانہ درس قرآن شریف عصر کے وقت مسجد اقصیٰ میں فرماتے ہیں۔

۲۔ حضرت ام المومنین چند روز کے لئے مالیرکوٹلہ تشریف لے گئی تھیں۔ صاحبزادگان والا تبار اور تمام خاندان نبوت میں خیر و عافیت ہے۔

۳۔ خاکسار قاسم علی کی طبیعت ۲۷ دسمبر سے اس زور کی کھانسی اور بخار اب ایک دو روز سے آرام ہے الحمد للہ

۴۔ معلوم ہوا کہ جلسہ سالانہ پر تین سو (۳۰۰) اشخاص سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔

۵۔ ہائی سکول میں صاحب انسپکٹر مدارس کا دورہ ہو چکا ہے۔

پورٹ بلیر و نکوبار

مبلغین کو مژدہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ چند سطور بواسطہ آپ احباب احباب کو پہنچانا چاہتا ہوں شاید اللہ کریم کسی کو توفیق دے کہ ان جزائر میں تبلیغ کی اشاعت کا ثواب حاصل کرے۔

(۱) پورٹ بلیر جنوبی انڈیا میں واقع ہے جس میں تیس چالیس گاؤں ہیں جن میں سے بعض ٹکٹ پٹ لیو قیدیوں سے آباد ہیں جو دس سال قید بھگت کر زراعت، دستکاریوں سے اپنا گذارہ کرتے ہیں اور شادی وغیرہ کر کے بیس سال تک یہاں رہکر ہندوستان کو واپس آجاتے ہیں اور بعض یہیں اپنا وطن بنا لیتے ہیں مگر آجکل رہائی یافتہ قیدیوں کو رخصت ہی کر دیا جاتا ہے بستی گاؤں فری یعنی آزاد شدہ قیدیوں کی اولاد اور ہندوستان کے دوکانداروں سے آباد ہیں ان میں سے ابرڈین اور جزیرہ روس زیادہ آباد ہیں جزیرہ روس میں ڈپٹی کمشنر اور حکام اور چیف کمشنر صاحب بہادر رونق افروز ہیں

یہ جزیرہ جو ایک میل طول اور نصف میل عرض رکھتا ہے پورٹ بلیر کا دارالخلافہ سمجھنا چاہئے۔ اکثر قیدی دوسرے مشقت کے کاموں میں مصروف رہتے ہیں جن سے تعلق اور میل جول ممنوع ہے۔ یہاں قیدیوں کی اولاد اور دیہات میں دینداری بہت ہی کم ہے بلکہ جوانوں کو نماز اور کلمہ بھی کم آتا ہے۔ لیکن شوق رکھتے ہیں یہاں ابرڈین جو آزاد لوگوں کا مسکن ہے اس میں ایک مسجد بنا ہے جہاں ایک قیدی صفائی اور امامت کا کام کرتا ہے جسے سرکار سے راشن وغیرہ ملتا ہے۔ لیکن دینداری اور علم سے تہی دست ہے ہاں مولود خوانی اور وظیفہ وغیرہ کا کام کر سکتا ہے اسکی اقتدا میں گاہے گاہے ایک دو قیدی نماز پڑھ لیا کرتے مسلمان دفاتر میں کام کرتے قریباً سب بے نماز ہیں بہرحال مسجدوں میں نہیں دیکھے جاتے شاید گھروں میں نماز پڑھتے ہوں مگر ۔۔۔ یہاں دو دوست جو احمدی ہیں وہ نمازی ہیں الحمد للہ جو ہمارے مخالف ہیں نماز اور زکوٰۃ سے چنداں تعلق نہیں رکھتے بلکہ بعض بے نماز ہیں وہ ہماری مخالفت زیادہ کرتے ہیں اللہ انہیں ہدایت کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم • نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان، جنوری ۱۹۱۸ء

ایک زبردست چٹھی

مسئلہ نبوت پر حکیم شاہنواز صاحب کے نام

اخویم المکرم حکیم شاہنواز صاحب سلمہٗ

جناب کے دو دو ورق کے ٹریکٹ مدت ہوئی رونق افروز ہوئے جس میں آپ نے عاجز کو نصیحت فرمائی ہے۔ کہ خاکسار نے حضرت صاحبزادہ صاحب کی بیعت کرنے میں جلدی اور غلطی کی ہے۔ اور میاں صاحب کے عقائد تمام رد فرما حضرت مرزا صاحب۔ قرآن کریم۔ اور احادیث کے سراسر مخالف ہیں لکھ جو شکوک ہیں پیش کرو۔ جواب باصواب پاؤ گے۔ اور ہر طرح سے آپ کی تسلی کی جاوے گی۔ عرصہ چار ماہ سے زیادہ گزر چکا ہے۔ کہ عاجز نے آپ کے سوالات کے جوابات لکھ کر اپنے سوالات پیش کئے مگر باوجود تحریری وعدہ وا ثق کے جناب کی طرف سے تاہنوز خاموشی ہے۔ اس لئے عاجز نے ضروری سمجھا کہ مکرر حضور کے سوالات لکھ کر ان کے جواب عرض کرے۔ اگرچہ آپ کے گرامی نامے عاجز کے پاس اس وقت موجود نہیں۔ تاہم ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ آسانی کیلئے نمبر لگا دیئے ہیں۔

سوال نمبر ۱۔ محمد حسین۔ اور آپ کے درمیان جو بحث حیدرآباد سندھ میں ہوئی۔ اخبار فاروق کے ذریعہ معلوم ہوئی۔ آپ کے سوال نہایت ہی بودے۔ علوم اسلامیہ سے ناواقفی کا نمونہ تھا۔

سوال نمبر ۲ منعم علیہم۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ اور صالح ہیں۔ کیا جو ان میں شامل نہیں وہ مغضوب علیہم۔ اور ضالین میں شامل ہے۔ حالانکہ یہ بالبداہت باطل ہے۔ کیا تم نبی ہو۔ یا صدیق۔ یا شہید۔ یا صالح؟

سوال نمبر ۳۔ حضرت مرزا صاحب کو شفقت اور یہ حاصل تھے۔ یا ایک یا دو۔ یا تین۔ اگر شفقت مرتبہ حاصل تھے۔ تو ان کے حصول کے لئے دعا کرنا تحصیل حاصل ہے۔

سوال نمبر ۴۔ حضرت مرزا صاحب کو میاں صاحب نے مثل انبیاء سابق نبی قرار دیا ہے۔ اور ان کے منکر کو کافر۔ اس کا نام نبوت مستقلہ ہے۔

سوال نمبر ۵۔ کیا خود بدولت (غلام حسین) کے لئے حصول نبوت ممکن یا ناممکن۔ اگر ممکن تو حضرت مرزا صاحب کا حسب تصریح حقیقۃ الوحی فرمانا کہ نبوت کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں غلط ٹھہرتا ہے۔ اگر ناممکن تو طلب محال جنون ہے۔

سوال ۶۔ مغضوب علیہم بے جا عداوت کرنے والے۔ اور ضالین بے جا محبت کرنے والے ہیں جیسا کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کے حق میں تفریط۔ اور نصاریٰ نے افراط کی۔ اسی طرح مثل مسیح کے وقت ہونا ضروری ہے۔ مثیل مسیح کے حق میں غلو کس نے کیا۔ سوچ لو۔

سوال نمبر ۷ مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کا مصداق۔ حضرت مرزا صاحب کو قرار دینا غلط ہے دیکھو سورۃ الاعراف پارہ ۹ الذین یتبعون الرسول النبی الامی۔ الذی یجدونہ مکتوبا عندھم فی التورات والانجیل۔ الانجیل کا لفظ قابل غور ہے۔

جوابات

(۱) عاجز نے محمد حسین سے پوچھا تھا۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے منکر حسب تصریح سورہ فاتحہ کس گروہ میں شامل ہیں۔ محمد حسین نے جواب دیا تھا کہ ضالین میں شامل ہیں۔

ا۔ آپ ظاہر فرماویں کہ عاجز کا سوال کن کن قرائن اور وجوہات کے سبب غلط اور علوم اسلامیہ سے ناواقفی پر دلالت کرتا ہے۔

ب۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تصانیف خاصکر سورہ فاتحہ کی تفسیر میں متعدد جگہ تحریر فرمایا ہے۔ کہ میرے منکر نہ ماننے والے المغضوب علیہم میں شامل ہیں۔ لہذا ہر ایک احمدی جانتا ہے کہ محمد حسین کا جواب کہ ضالین میں شامل ہیں۔ بالکل غلط علوم اسلامیہ سے ناواقفی کا نمونہ تھا۔ کیونکہ صرف قرآن ہی ایسے لوگوں کو یہودی نہیں بتاتا۔ بلکہ حدیث بھی ان کو یہی خطاب دے رہی ہے۔

ج۔ جب آپ کہتے ہیں کہ مغضوب علیہم بے جا عداوت کرنے والے اور ضالین بے جا محبت کرنے والے ہیں۔ تو ذرا سے خدا غور فرماویں کہ جن لوگوں نے مسیح موعود کو قبول ہی نہیں کیا۔ وہ بے جا محبت کس طرح کر سکتے ہیں اور کیا معنی۔ یعنی کس طرح ضالین ہو سکتے ہیں۔ آپ سمجھ گئے ہونگے۔ کہ یہ محمد حسین اور آپ کے درمیان میں نزاع ہے۔ آپ کی تحریر اس پر شاہد ہے کہ منکر مغضوب علیہم میں شامل ہیں۔ جنہوں نے بے جا عداوت کی اور محمد حسین انہیں ضالین بتلاتا ہے۔ جزاک اللہ آپ قرآن کریم احادیث صحیحہ کلام مسیح موعود سے ثابت فرماویں کہ مسیح موعود کے منکر ضالین میں شامل نہیں۔

د۔ سنئے حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:-

"غیر المغضوب علیہم کی دعا سکھلانے سے مطلب یہ تھا کہ ایک فرقہ مسلمانوں میں سے پورے طور پر یہودیوں کی پیروی کرے گا۔ اور خدا کے مسیح کی تکفیر کرے۔ اور اس کی نسبت قتل کا فتویٰ لکھ کر اللہ تعالیٰ کو غضب میں لائیگا۔ اور یہودیوں کی طرح المغضوب علیہم کا خطاب پائیگا۔ یہ ایسی صاف پیشگوئی ہے کہ جب تک انسان عمداً بے ایمانی پر کمربستہ نہ ہو اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور صرف قرآن ہی ایسے لوگوں کو یہودی نہیں بتاتا بلکہ حدیث بھی یہی ان کو خطاب دے رہی ہے دیکھو خزینۃ المعارف صفحہ ۲۰۹۔ اگرچہ اہل بصیرت کے لئے یہ کافی ہے۔ مگر اور سنئے۔ ملاحظہ کریں خزینۃ المعارف صفحہ ۱۹۵-۲-

"مغضوب علیہم سے مراد اس صورت میں بالیقین وہ لوگ ہیں جو مسیح موعود سے انکار کرنے والے۔ اور

... کی تکفیر و تکذیب اور توہین کرنے والے ... ان کے مقابل پر منعم علیہم وہی لوگ ... بیان کئے گئے ہیں جو صدق دل سے ... مسیح موعود پر ایمان لانے والے۔ اس کی دل سے تعظیم کرنے والے اور اس کے انصار ہیں اور دنیا کے سامنے اس کی گواہی دیتے ہیں۔" نیز ملاحظہ فرماویں صفحات ذیل کتاب مذکور ۱۸۵ - ۲۱۸ - ۲۴۲ - ۲۴۵ - تا احباب پر روشن ہو جاوے کہ عاجز کا سوال علوم اسلامیہ سے نا واقفی کا نتیجہ تھا۔ یا محمد حسین کا جواب۔

نوٹ جلی عبارت کو غور سے ملاحظہ فرماویں۔ اور سوچیں کہ دنیا کے سامنے کون فریق گواہی دے رہا ہے خاص کر ملک غیر میں۔ اور احمدیت کے ذکر کو کون سم قاتل خیال کرتا ہوا پہلو تہی کر رہا ہے۔ عاقلاں خود میدانند۔

اور سنئے مسیح موعود فرماتے ہیں۔

مغضوب علیہم کا مرجع یہ مشار ہے۔ کہ وہ لوگ "وہی اس لئے کہلائیں گے۔ کہ خدا کے مامور کو جو اصلاح کے لئے آئیگا۔ نظر تحقیر و انکار دیکھینگے۔ اور اس کی تکذیب کریں گے۔ .... اس لئے وہ آسمان پر مغضوب علیہم کہلائیں گے صفحہ ۲۲۴ و ۲۲۹ - خزینۃ المعارف

اور سنئے مسیح موعود فرماتے ہیں کہ "سورہ فاتحہ میں صرف دو فتنوں سے بچنے کے لئے دعا سکھائی گئی ہے۔ (۱) یہ فتنہ کہ اسلام کے مسیح موعود کو کافر قرار دینا اس کی توہین کرنا ...... غیر المغضوب علیہم میں انھیں باتوں کی طرف اشارہ ہے۔"

آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مسیح موعود کے منکر مغضوب علیہم میں شامل ہیں۔ نہ کہ ضالین میں ھوالمطلوب

جواب سوال نمبر ۱۰ - حضرت امام آخر الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تفسیر سورہ فاتحہ میں فرمایا ہے ... صفحہ ۱۹۱ و ۱۹۲ خزینۃ المعارف

[illegible]

کہ خداتعالےٰ نے تمام مسلمانوں کو سورہ فاتحہ میں دعا سکھائی ہے۔ کہ وہ اس فریق کی راہ خداتعالےٰ سے طلب کرتے رہیں۔ جو منعم علیہم کا فریق ہے۔ اور منعم علیہم کے کامل طور پر مصداق باعتبار کثرت کمیت اور صفائی کیفیت اور نعمائے حضرت احدیت از روئے نص قرآنی۔ اور احادیث متواترہ حضرت مرسل یزدانی دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ صحابہ اور دوسرا گروہ جماعت مسیح موعود۔ کیونکہ یہ دونوں گروہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کے تربیت یافتہ ہیں۔ کسی اپنے اجتہاد کے محتاج نہیں۔ وجہ یہ کہ پہلے گروہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ جو خدا سے براہ راست ہدایت پا کر وہی ہدایت نبوت کی پاک توجہ کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل میں ڈالتے تھے۔ اور ان کے لئے مربی بے واسطہ تھے۔ اور دوسرے گروہ میں مسیح موعود ہے۔ جو خدا سے الہام پاتا۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے فیض اٹھاتا ہے۔ لہٰذا اس کی جماعت بھی اجتہاد خشک کی محتاج نہیں جیسا کہ آیت وآخرین منھم لما یلحقوا بھم سے سمجھا جاتا ہے۔ اور درمیانی گروہ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیج اعوج کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اور جس کی نسبت فرمایا ہے لیسوا منی ولست منھم۔ یعنی وہ لوگ مجھ سے نہیں ہیں۔ اور نہ میں ان میں سے ہوں۔ یہ گروہ حقیقی طور پر منعم علیہم نہیں ہیں اور اگرچہ زمانہ فیج اعوج میں بھی کثیر گمراہوں کے مقابل نیک اور ہر صدی کے سر پر مجدد بھی ہوتے رہے ہیں۔ لیکن حسب منطوق آیت ثلۃ من الاولین وثلۃ من الآخرین خالص محمدی گروہ جو ہر ایک پلید ملونی اور آمیزش سے پاک اور توبہ نصوح سے غسل دیئے ہوئے ایمان۔ اور دقائق عرفان اور علم اور عمل اور تقوے کے لحاظ سے ایک کثیر التعداد جماعت ہے۔ یہ اسلام میں صرف دو گروہ ہیں۔ یعنی گروہ اولین۔ او گروہ آخرین جو

صحابہ اور مسیح موعود کی جماعت سے مراد ہے۔ اور چونکہ حکم کثرت مقدار اور کمال صفائی انوار پر ہوتا ہے۔ اس لئے اس سورہ میں انعمت علیہم کے فقرہ سے یہی مراد دو گروہ ہیں۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنی جماعت کے اور مسیح موعود مع اپنی جماعت کے۔ خلاصہ کلام یہ کہ خدا نے ابتدا سے اس امت میں دو گروہ تجویز فرمائے ہیں۔ اور انھیں کی طرف سورہ فاتحہ کے فقرہ انعمت علیہم میں اشارہ ہے۔

"ایک اولین جو جماعت نبوی ہے۔ دوسری آخرین جو جماعت مسیح موعود ہے" زیادہ تفصیل کے لئے ملاحظہ فرماویں صفحہ ۱۹۲ سے ۱۹۵ تک کتاب خزینۃ المعارف

نوٹ۔ عاجز کے خیال میں آپ کے سوال کا جواب اور تفسیر سورہ فاتحہ (خزینۃ المعارف) کا حصہ دیا گیا ہے۔ آپ کے سوالوں کے جواب اچھی طرح سمجھنے کے لئے منعم علیہم۔ مغضوب علیہم۔ ضالین۔ میں سے ہر ایک کی تشریح معلوم ہونی چاہئے۔ لہٰذا خاکسار ہر ایک فریق کی تشریح کے لئے صفحات خزینۃ المعارف عرض کرتا ہے آپ غور سے ملاحظہ فرماویں گے۔ یہ مخفی نہیں رہیگا کہ آپ برحق پر ہیں یا نہیں۔

ان صفحات میں آپ کے سوالوں کے جواب ہیں۔

منعم علیہم کی تفسیر کے لئے ملاحظہ فرماویں۔ صفحات ذیل ۴۲ - ۴۰ - ۹۴ - ۱۸۴ - ۱۸۵ - ۲۳۲ - ۲۳۹ - ۲۴۳ - ۲۴۵ - ۲۷۱ -

مغضوب علیہم کی تفسیر کے لئے صفحات ذیل ۲۱۲ - ۲۱۳ - ۲۱۴ - ۲۰۹ - ۲۱۸ - ۲۱۹ - ۲۳۷ - ۲۲۶ - ۲۳۸ - ۲۴۰ - ۲۴۷ - ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۸ وغیرہ وغیرہ

والضالین ۱۵۰ و ۱۷۷ و ۲۰۵ و ۲۰۷ و ۲۱۲ و ۲۱۴ و ۲۱۷ - ۲۱۸ - ۲۳۷ و ۲۳۸ - ۲۴۰ و ۲۶۸

خاکسار نے اس واسطے صفحوں کے حوالے دیئے ہیں۔ کہ آپ کو تکلیف نہ ہو۔ آپ نے فرمایا ہے کہ خاکسار اس حدیث سے ناواقف ہے۔ جس میں درج ہے۔ کہ سورہ فاتحہ کا نصف میرے لئے اور نصف میرے بندہ کے لئے ہے۔

لہٰذا خاکسار نے متعدد دفعہ خزینۃ المعارف تفسیر سورہ فاتحہ کو نہایت ہی غور اور فکر سے پڑھ کر آپ کے

سوالوں کا جواب لکھا ہے۔ آپ غور کریں گے۔ تو سمجھ سکیں گے کہ آپ اپنے دعوے میں صادق نہیں نکلتے۔

نیز ملاحظہ کریں۔ خزینۃ المعارف صفحہ ۲۲۵

"غرض یہ چار مراتب کمال ہیں۔ جن کو طلب کرنا ہر ایک ایماندار کا فرض ہے۔ اور جو شخص ان سے کلی محروم ہے۔ وہ ایمان سے محروم ہے" مگر آپ فرماتے ہیں کہ یا ہدایت باطل ہے۔

جواب سوال ۳۔ حضرت مسیح موعود کو تمیں مراتب یعنی صدیقیت تک اکتسابی اور نبوت وہبی الٰہی سے عطا ہوئی۔ لہذا آپ کو کمالات اربعہ حاصل تھے

ا۔ حضرت مسیح موعود نے دعوٰئے نبوت کیا۔ اور اس پر دلائل تحریر فرمائے۔ ملاحظہ فرمادیں آپ کی تصنیفات کثیرہ مثلاً حقیقۃ الوحی۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ الوصیت۔ الہامات کثیرہ۔ وغیرہ وغیرہ

ب۔ خلیفہ اول نے حضرت مسیح موعود کی نبوت پر احادیث صحیحہ سے استدلال فرمایا۔

ج۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی اللہ فرمایا۔

د۔ خود جناب نے سوال نمبرہ میں حسب تصریح حقیقۃ الوحی نبوت کو مسیح موعود کے لئے مخصوص ہونا تسلیم کیا۔

نوٹ۔ کیا آپ مہربانی فرما کر ثابت کریں گے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں مہدی کا منصب بیان فرمایا ہے کے لئے کونسا درجہ ظاہر کیا۔ اور سنئے صفحہ ۲۳۹ خزینۃ المعارف

"اور اس عمارت میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی یعنی منعم علیہم۔ پس خدا نے ارادہ فرمایا کہ اس پیشگوئی کو پورا کرے۔ اور آخری اینٹ کے ساتھ بنا کو کمال تک پہنچاوے۔ پس میں وہی اینٹ ہوں۔ اور جیسا کہ عیسٰی بنی اسرائیل کے لئے ایک نشان تھا۔ ایسا ہی میں تمہارے لئے اسے تباہ کار ایک نشان ہوں پس اسے غافلو توبہ کی طرف جلدی کرو۔ اور میں منعم علیہم میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ اور یہ فخر اور ریا سے خدا نے جیسا چاہا کیا ہے۔ کیا تم خدا کے ساتھ لڑتے ہو"

خدا فرماوے مسیح موعود تو فرماویں کہ میں منعم علیہم میں سے فرد اکمل کیا گیا ہوں۔ اور آپ شقوق اربعہ کے حصول کا استعصا فرما رہے ہیں۔ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔

آپ کا یہ اعتراض باقی رہا کہ اگر آپ کو کمالات اربعہ حاصل تھے تو اس کے حصول کے لئے دعائیں کیوں کرتے تھے۔ اس کا جواب مفصل خدا تفسیر سورہ فاتحہ سے لکھتا ہوں۔ دیکھو خزینۃ المعارف صفحہ ۲۶۲

"بعض کہتے ہیں کہ انبیاء اس دعا کو کیوں مانگتے ہیں ان کو معلوم نہیں وہ ترقیات کے لئے مانگتے ہیں چونکہ اللہ تعالٰے غیر محدود ہے۔ اس کے فیضان و فضل بھی غیر منقطع ہیں اس لئے۔ اس لئے وہ ان غیر محدود فضلوں کے حاصل کرنے کے لئے۔ اس دعا کو مانگتے تھے"

کہ آپ کے سوال کا جواب کافی سے بڑھ کر مسیح موعود کے کلام سے دیا ہے۔ اسیں۔ اسنا نہ ما سا آپ کے احساس پر تعجب ہے کہ آپ مجھ کو لکھتے ہیں کہ

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

اور اسے اعتراضات کی طرف توجہ نہیں فرماتے۔ کہ کہاں تک حق کا ساتھ دیتے ہیں۔ حسب فرمودہ حضرت مسیح موعود آپ خدا سے لڑ رہے ہیں۔ کما مر سابقاً

جواب سوال نمبر ۴۔ آپ مہربانی فرما کر بہ اولہ قرآن و حدیث ثابت کریں کہ وہ کونسی نبوت ہے جس کا منکر مسلمان رہتا ہے۔

(۱) ا۔ بشرطیکہ وحی الٰہی میں اس کو نبی اللہ فرمایا ہو

ب۔ مدعی نے دعوٰی نبوت کیا ہو۔

ج۔ اس کے دعوے کے ثبوت کے لئے زمین اور آسمان نے گواہی دی ہو۔ اس کتب سابقہ میں بطور پیشگوئی اس کا ذکر ہو۔

(۲) خلفاء کے منکر پر کفر کا فتوٰی قرآن کریم میں موجود ہے۔ ارشاد ربی ہے۔ **ومن کفر بعد ذالک فاولئک ھم الفسقون**۔ اور مومن کو فاسق کے مقابل لکھا ہے۔ **افمن کان مومنا کمن کان فاسقا**۔ از خلیفہ اول رضی اللہ عنہ۔ کیا مسیح موعود خلیفہ برحق نہیں ہوسکتے مگر جب آپ اور عنود ہوتے ہیں۔ تو آپ کے منکر کو کیا سمجھا جاوے۔

(۳) حضرت خلیفہ ثانی نے انہیں معنوں میں حضرت مسیح موعود کو نبی مانا ہے۔ جن معنوں میں حضرت مسیح موعود نے اپنے آپ کو نبی کہا۔ یعنے حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۳ تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۸ و ۱۵۰۔ الوصیۃ صفحہ ۱۲۔ اور حقیقۃ النبوۃ وغیرہ تصنیفات خلیفہ ثانی کی طرف توجہ کریں۔ اور ریویو آف ریلیجنز جلد ۱۶ نمبر ۱۰۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء وغیرہ

ہاں وہ مضمون جو نبوت کے متعلق ہے۔ مثل انبیاء سابق ان معنوں میں تو خلیفہ صاحب نے نہیں مانا۔ کہ آپکی نبوت مثل انبیاء سابق بلا واسطہ تھی۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو بالواسطہ مانا ہے جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود نے ظاہر فرمایا۔ اگر آپ فرماویں۔ کہ آپ کے منکر کو کافر کیوں سمجھا جائے تو اس کا جواب گذر چکا۔ ہاں مزید اطمینان کے لئے دیکھیں حقیقۃ الوحی **ومن اظلم ممن افترٰی علی اللہ کذبا او کذب بایاتہ**۔ پس اس آیت سے صریح طور پر ثابت ہے کہ اگر مدعی صادق ہے تو اسکا مکذب منکر اظلم۔ ہاں اگر مدعی مفتری علی اللہ ہے تو وہ اظلم ہے یہ نہیں ہوسکتا۔ کہ دونوں اظلم کے فتوے سے بچ سکیں جب مسیح موعود کو آپ صادق خلیفہ برحق مانتے ہیں تو آپ کے منکر کو کیوں اظلم نہیں سمجھتے۔ اظلم بمعنے مشرک ہر جگہ مسیح موعود سے ثابت ہے اس سے زیادہ اور واضح ثبوت اور کیا ہوسکتا ہے۔

جواب سوال نمبر ۵۔ آپ کے نزدیک نبوت اکتسابی ہے یا وہبی۔ بصورت اول ثبوت مطلوب ہے بصورت ثانی یعنے اگر موہبت الٰہی کا نتیجہ اور وہبی ہے تو سوال ہی غلط ہے

(ب) جب ارشاد ربی ہے **اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ**۔ تو کون دعوٰی کر سکتا یا جواب دے سکتا ہے کہ میرے لئے نبوت ممکن ہے یا اکتسابی طور پر درجہ نبوت حاصل کر سکتا ہوں۔

(ج) نبی ضرورت حقہ کے لئے آتے ہیں جیسا کہ اس پر قرآن کریم اور انبیائے اکرام کی بعثت گواہ ہے۔ جب ایک نبی حضرت مسیح موعود رحلت فرما چکے اور آپ کا

مرزا غلام اللہ مرحوم کی وصیت اور اہلحدیث کی معذبانہ شرارت

اہلحدیث مطبوعہ ۱۴ جنوری ۱۹۱۶ء میں ایک بے بنیاد بہتان میرے والد مرحوم کی قبر کے بارے میں پڑھکر مجھے سخت رنج ہوا۔ آہ! دعویداران حمایت اسلام کی یہ حالت ہے کہ جھوٹ بولنے سے شرم نہیں کرتے لکھا ہے کہ مرزا غلام اللہ صاحب کی وصیت کچھ کم تھی۔ اسلئے مردہ تین روز تک پڑا رہا جب رقم پوری ہوئی تو بہشتی مقبرہ میں جگہ ملی۔

سنو! مولویصاحب! غالباً آپ کو معلوم نہیں کہ باپ اور بیٹے کی محبت کیا ہوتی ہے؟ میرے والد صاحب اچانک بیمار ہوئے اور فوت ہوگئے میں قادیان سے بائیس کوس کے فاصلے پر ملازم تھا مجھے اطلاع دینے کے لئے ایک آدمی بھیجا گیا سردی کا موسم اور بارش ہو رہی تھی اس راہ میں نہ ریل ہے نہ یکہ کچھ اور مشکلات بھی تھیں جس کی وجہ سے میرے پہنچنے میں دیر ہوگئی ادھر کچھ رشتہ دار مخالف تھے اسلئے وصیت پر میرے دستخط ہونے ضروری تھے (گو اس وجہ سے جنازہ دفن ہونے سے نہیں روکا گیا) آپنے تین دن لکھے ہیں اگر میں چار دن بھی نہ آتا تو میرے والد کی محبت کا یہ تقاضا تھا کہ جبتک میں ان کا منہ دیکھ لیتا۔ انکا جسم آغوش لحد کے سپرد نہ ہوتا اور حضرت امام برحق تو میرے آنے سے پہلے یہ بھی فرما چکے تھے کہ جنازہ کو دفنا دیا جائے۔ باقی رہی جائداد۔ میرے والد حضرت احمد مرسل کے عاشق زار تھے بموجب فرمان حضرت احمد مرسل انکی تمام جائداد بھی باشاعت اسلام و مقاصد سلسلہ احمدیہ میں خرچ ہو جاتی تو ان کو دریغ نہ تھا اور نہ ہی مجھے ہے۔

مجھے آپکی تحریر سے خوشی بھی ہوئی کہ قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں جب اہلحدیث کے اور پرچے پیش کئے جائینگے تو یہ پرچہ بھی شامل ہوگا۔

خاکسار

مرزا [illegible] غلام [illegible]

[illegible]

ایڈیٹر المنبر کے نام حضرت مفتی صاحب کی چٹھی

جناب اڈیٹر صاحب اخبار المنبر جھنگ۔ السلام علیکم۔ آپ کا اخبار تو میرے پاس نہیں آتا مگر ایک دوست نے آپ کے اخبار مورخہ [illegible] میں سے کچھ اقتباس مجھے بھیجا ہے جس میں آپنے میری رپورٹیں نہ شائع کرنے کی وجہ مسئلہ کفر و اسلام بتلائی ہے مگر میرے خیال میں آپنے خود ہی اپنے سوال کا جواب بھی دیدیا ہے جب آپ فرماتے ہیں کہ خدا معلوم مفتی صاحب ہمدرد اخبار کو اس قسم کی چٹھیات کیوں نہیں بھیجتے۔ الخ خدا کو تو سب کچھ معلوم ہے مگر اتنا تو آپ بھی سمجھ سکتے ہیں کہ میں آپکو ہندو یا عیسائی یا یہودی یقین نہیں کرتا۔ بلکہ آپ کو ایک ایسا شخص یقین کرتا ہوں جو کسی عیسائی کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور شریعت قرآن پاک کو سچا مان لینے کی خبر پر خوش ہو سکتا ہے اسلئے میں یہ خبر آپ کو بھیجتا ہوں اور [illegible] پرکاش یا نور افشان کو نہیں بھیجتا کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ وہ ایسی خبر سے خوش نہ ہوگا بلکہ رنجیدہ ہوگا اور اسکو چھاپنا پسند نہ کریگا۔ اب آپکے مضمون سے معلوم ہوا کہ کسی انگریز عیسائی کے کلمہ گو ہو جانے اور نمازیں پڑھنے سے بھی آپ خوش نہیں ہو سکتے اگر ان عقاید کے ساتھ وہ انگریز جناب مرزا صاحب کے دعاوی کو سچا سمجھتا ہو۔ اور اسکا ماننا ضروری یقین کرتا ہو۔ میری رائے میں آپکا یہ خیال اسلامی محبت اور اس وسعت حوصلہ کے خلاف ہے جو ایک جریدہ نویس کو دکھانا چاہئے۔ اگر بالفرض آپکے نزدیک ہم مرزا صاحب کو مان لینے میں غلطی پر ہیں تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن و حدیث کے ماننے میں تو غلطی پر نہیں ہیں۔ پس اس لحاظ سے کم از کم اس حد تک تو ایک اسلامی جریدہ کا فرض ہونا چاہئے کہ وہ ہماری مدد کرے لیکن ہم کوئی امداد بھی نہیں [illegible] حضرت آپ [illegible]

آپ نہیں جانا چاہتے تو آپکی مرضی فی زمانہ مسلمان ایک امتیازی نام ہے اس قوم کا جو برخلاف ہنود۔ نصاری یہود وغیرہ کے نبی عربی علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام کو سچا یقین کرتے تھے اس لحاظ سے آپ مسلمان ہیں اور میرے اخبار بدر کو آپنے سالہا سال دیکھا ہوگا اسمیں مسلمانوں کا لفظ کن لوگوں پر اطلاق پاتا رہا۔ آپ خود غور فرما سکتے ہیں تاہم ہر زمانہ میں ایک ایسی جماعت ہوتی ہے جو کسی مامور من اللہ کی وساطت سے الٰہی تائید و نصرت کی وارث قرار دی جاتی ہے ہمارا ایمان ہے کہ وہ جماعت اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کے جھنڈے تلے کھڑا ہونے والی ہے ایسی جماعت کا نام آپ مومن رکھیں مسلمان رکھیں مہاجرین رکھیں انصار رکھیں اپنے اپنے زمانہ نبوت میں وہ سب مسلمان تھیں اور وہی مسلمان تھیں۔ مامور وقت کے مخالف کو آپ منکر کہیں کافر کہیں یا بالفاظ دیگر [illegible] فاسق کہیں پھر اسکو مسئلہ یعنی خدا کا یا دوات خدائی سیف دین الٰہی کی حدت کرنے والا یہودی لئے ہوئے یافتہ مسلمان یعنی خدا [illegible] مومن یعنی ماننے والا ہی ملحوظ ہو ہم خاص عقاید کی تمیز کے کہیں کوئی جھگڑے کی بات نہیں اختصاراً میں نے سب باتیں عرض کردی ہیں آگے آپ مالک ہیں۔ ۱۳ نومبر ۱۹۱۵ء

(محمد صادق لنڈن)

احمدیہ کمیشن ایجنسی بمبئی

ہمارے تاجر پیشہ بھائی بمبئی سے ہماری ایجنسی کی معرفت مال منگوایا کریں۔ انشاء اللہ بہت ارزاں پڑیگا ہم نہایت ایمانداری سے مال سپلائی کرینگے درمیانی کرایوں اور کمیشنوں سے بچاؤ ہوگا

(۲) بالخصوص بلٹ (پیٹیاں) جنکی ضرورت اکثر جلد بندوں سیاہیوں کو اور دوکانداروں کو ہوتی ہے ہم بہت سستی مہیا کرسکتے ہیں

(۳) ایجنسی کا کاروبار چلانے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح نے پسند فرمایا ہے کہ پچاس احباب دس دس روپے بطور قرض حسنہ دیں جو قبر [illegible] ہوا کرے گا چنانچہ حضور نے اور بزرگان قادیان نے دس روپیہ [illegible] حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب [illegible] کر [illegible]

[illegible] احمدی مسلمان [illegible]

تبلیغ اسلام در ولایت

تبلیغ اسلام کا کام لنڈن اور اُسکے گرد دا نواح میں
بذریعہ تقریر و تحریر و تقسیم رسائل کیا جا رہا ہے بعض اخبارو
میں اشتہار دیا گیا ہے۔ کہ صداقت اسلام کے متعلق جو
صاحب تحقیقات کرنا چاہیں۔ ہم ان کی اس خدمت کے واسطے
حاضر ہیں۔ اسپر خطوط آرہے ہیں۔ اور جواب لکھے جا رہے
ہیں ۔

تصدیق

تازہ بشارت یہ ہے۔ کہ برادرم قاضی عبد اللہ صاحب
بی۔ اے کی تبلیغ سے تین جنٹلمینوں نے
جن کے نام مسٹر بنجامن ساکن ہٹرڈین۔ مسٹر ٹی ڈبلیو
رنز ساکن ہائی بری اور مسٹر ایلن ساکن سٹنگ بورن
ہیں۔ تصدیق نبوت حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ
علیہ وسلم کی وتصدیق نبوت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی ہے ۔

بعض ہمسلوں کے مشورہ کے بعد یہ عاجز موسم سرما کے
واسطے مقام ویٹور جانے والا ہے۔ انشاء اللہ۔ جو لنڈن
سے تقریباً ۹۰ میل ہے۔ والسلام۔ ۲۷ نومبر ۱۹۱۴ء

محمد صادق عفا اللہ عنہ
۴ سٹار اسٹریٹ۔ لنڈن ۲ ڈبلیو

مارشس کے حالات

(نوشتہ میاں عبد الرحمٰن صاحب ابن مولوی محمد شاہ دیجان صاحب)

یہاں کے لوگ زیادہ تر فرنچ اور کریولی زبان جانتے ہیں
اردو کم لوگ جانتے ہیں۔ احمدی سب اُردو سمجھ سکتے ہیں
بعض خوب اچھا بول بھی لیتے ہیں۔ یہاں کے غیر احمدی بڑے
سخت ہیں۔ میں دو دفعہ جناب ماسٹر فوز دیا صاحب کے مکان
پر شہر پورٹ لوئی میں گیا ہوں۔ اور دونو دفعہ ٹریکٹ ذاررو کا
کی پیشگوئی والے ساتھ لیتا گیا تھا۔ پہلی دفعہ چھ اُردو
وانگریزی کے خوب ٹریکٹ بانٹے۔ اور خدمات گورنمنٹ والا
ٹریکٹ بھی چند معزز احمدیوں کو دیا گیا۔ کیونکہ میں وہ قریب
یکصد اپنے طور پر مانگ کر لایا تھا۔ ٹریکٹ بانٹنے پر
پورٹ لوئی میں ایک ہل چل مچ گئی ہے۔ امید ہے جو خدا کے
فضل سے اچھا نتیجہ پیدا کرے گی۔ اب میرا ارادہ کوٹ پ
میں ٹریکٹ بانٹنے کا ہے۔ یہاں ستر میل میں ریل گاڑی
چلتی ہے۔ موٹر کار اور گھوڑا گاڑی یہ تینوں سواریاں
ہیں۔ بیل کا گوشت ایک روپیہ دو آنہ کا ایک سیر۔ آٹا
گندم اڑھائی سیر۔ گھی چار روپے سیر۔ میدہ تین روپے کا
ایندھن دو روپے کا ایک من۔ سبزیاں اسقدر گراں ہیں
دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ آجکل آم اور گنا کثرت سے ہوتا
ہے۔ اور یہاں گرمیاں ہیں۔ آزادی بڑی ہے۔ مسلمان
عورتیں خوب زیب وزینت کر کے دوکانوں سے خود جاکر
سودا خریدتی ہیں۔ مگر ان کے خاوند نہیں۔ پہننے کے [illegible]
جلسے یہ سب کا سلسلہ یہاں [illegible]
کا یہاں انگریزی [illegible]

(باہتمام شیخ عبد العزیز صاحب [illegible] قادیان [illegible])

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۴ جنوری ۱۹۱۸ء

امت میں نبوت

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو سکتا ہے

ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین

آیت کریمہ مذکورہ کے چار حصے ہیں۔ پہلا حصہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم۔ دوسرا حصہ ولٰکن رسول اللہ تیسرا حصہ وخاتم النبیین چوتھا حصہ وکان اللہ بکل شیئٍ علیماً ط

حصہ اوّل کا مطلب اس حصہ کا مطلب بالکل واضح ہے۔ کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ اور اس کا ربط اسکے ماقبل سے ہے۔ کیونکہ آیہ ماقبل میں یہ ذکر ہے کہ زید کی مطلقہ نبی کریمؐ کے نکاح میں آئی۔ تو چونکہ زید نبی اللہ کا فرزند مشہور تھا اس لئے خدا تعالیٰ نے تبنی کو باطل ٹھہرایا۔ اور اسکے مقابلہ پر یہ بھی فرمایا۔ کہ زید ابن الحارثہ تو کیا محمدؐ تو تمہارے مردوں میں سے کسی کے بھی باپ نہیں۔

آیت کا دوسرا حصہ ایک شبہ اور اس کا ازالہ ولٰکن رسول اللہ۔ اس حصہ میں لٰکن کا لفظ رکھا گیا ہے اور لفظ مذکور ہمیشہ دفع توہم کے لئے آیا کرتا ہے۔ اور کتاب مسلم الثبوت میں اسکے متعلق لکھا ہے کہ لٰکن خفیفۃ وثقیلۃ وھو دفع التوھم الناشی عن السابق۔ اور کتاب شرح جامی میں اسکی تشریح یوں آئی ہے۔ لٰکن للاستدراک ومعنی الاستدراک رفع التوھم یتولد من کلام السابق تتوسط بین الکلامین المتغایرین نفیاً واثباتاً ای تغایراً

معنویاً۔ اب ہم کو یہ تو معلوم ہو چکا۔ کہ کوئی شبہ اس جگہ پر ہے تو سہی۔ لیکن اب یہ بھی معلوم ہو۔ کہ وہ شبہ کونسا ہے۔

وہ شبہ یہ ہے۔

کہ اسی سورۃ کے رکوع اول میں کہ جس میں آیت محولہ بالا نازل ہوئی ہے۔ نبی المحتشم کی وہ شان بیان کیگئی ہے کہ جس سے آپ کی ازواج مطہرات تمام مومنوں کی مائیں قرار پائیں جیسا آیۂ کریمہ سے ظاہر ہے۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم۔

جس شخص کی ازواج ہماری مائیں ہیں۔ وہ اولاً بالذات ہمارا باپ ہوگا۔ پس سورۃ احزاب کے ابتدا میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریمؐ کو مؤکد طور پر ہمارا والد قرار دیا۔ اور آپ ہی کے ذریعہ سے آپکی ازواج ہماری امہات ہیں۔ پس نبی کریمؐ تو ہمارے باپ ہوئے۔ اب آیہ کریمہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو دیکھنے سے فوراً شبہ پیدا ہوگا۔ کہ ابھی اس سورۃ کے شروع میں تو نبی کریمؐ ہمارے باپ تھے۔ اور یہ کیا کہ یہاں بہ وضاحت طور سے انکار کیا جاتا ہے کہ محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں۔ علاوہ اس کے ایک اور وجہ بھی اس شبہ کے واقع ہونے کی تھی اور وہ یہ ہے کہ سورۃ کوثر میں آپ کے دشمن کی یہ شان بیان فرمائی۔ ان شانئک ھو الابتر۔ یعنی مقطوع النسل ہونا تو آپ کے دشمن کے لئے مخصوص ہے۔ یہ شبہ یہاں پر پیدا ہوتا تھا۔ تو اسکے لئے (لٰکن) کا عطف لایا گیا جو اسی کام کے واسطے وضع کیا گیا ہے۔ تاکہ اس کا ازالہ ہو جاوے۔

آیۃ کریمہ کے حصہ دوم کا بیان۔ ولٰکن رسول اللہ۔ اس حصے کا مطلب اظہر من الشمس ہے۔ کہ آیت کے حصہ اوّل میں ایک سوال پیدا ہوتا تھا۔ اس کے جواب کے لئے دوسرا حصہ بیان کیا گیا۔ اور اس کے شروع میں حرف لٰکن کا ہے۔ اور اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ کہ لٰکن دو متغایر کلاموں کے درمیان آتا ہے۔ اب یہاں پر ایسا لازم ہوا کہ ضرور آیت کے پہلے حصہ میں نبی کریمؐ کے باپ ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ تو اب لٰکن کے لفظ سے بتلایا کہ اگر آپ کے پہلے حصے میں کسی قسم کی نفی کی گئی تو دوسرے حصے میں یعنی لٰکن میں اسکے اثبات کا بھی ذکر ہے۔ اور یہ اس طرح پر ہے

ضرور ہے۔ کہ ہر ایک نبی اپنی امت کا باپ ہے بلحاظ نبوت تو نبی کریمؐ بھی بحیثیت نبی ہونے کے ہمارے باپ ہیں۔

آیت کریمہ کا تیسرا حصہ ہمارے مہربان غیر احمدی علماء اس حصہ کے معنی یوں کرتے ہیں کہ سلسلہ نبوت کو بند کرنے والا ایک قلم مٹا دینے والا۔

اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس حصے کے کیا معنی ہیں۔ اور یہ بھی ان کو ماقبل سے کیا ربط ہے۔ اور اس آیت میں ان معنوں کی کوئی محل بھی ہے یا نہیں؟ پس واضح ہو کہ خاتم النبیین کوئی جملہ نہیں۔ کہ ہم کہیں کہ یہ کسی مستقل سوال کے جواب میں ہے اور کسی خاص مطلب کو اپنے اندر لئے ہوئے۔ بلکہ یہ مفرد ہے۔ جس کا بدون ماقبل کے ربط کے کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔

واؤ عاطفہ اب ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ آیا کلام اپنے ماقبل سے بندھی ہوئی بھی ہے یا نہیں؟ اس امر کے ثبوت کے لئے تو اتنا دیکھنا کافی ہے۔ کہ یہ لفظ مفرد جو ہے اس سے پہلے کوئی حرف عطف بھی ہے یا نہیں۔ اور حروف عاطفہ آٹھ ہیں۔ واؤ۔ فاء۔ ثم۔ او۔ ام۔ لٰکن۔ لا۔ بل۔ تو ان حروف میں سے تو واؤ۔ اسکے قبل حروف عاطفہ میں سے ہے۔

خاتم النبیین کی اصل حقیقت بفتح التاء وبکسر التاء ہر دو لفظ بمعنے مہر کے ہیں جیسا کہ فتح البیان میں آیا ہے۔ خاتم بفتح التاء کالطابع تصدیقاً بنبوتہ یکونہ منہم۔

رسول اللہ کو پہلے خاتم النبیین کو بعد میں لانے کی حکمت واضح ہو کہ کلام میں ترقی کی راہ کو اختیار کرنا کلام کی اعلیٰ خوبیوں میں سے ہے۔ پس پہلے عام مومنوں کا باپ ہونے کا اثبات نبی کریمؐ کے لئے کیا گیا ہے۔ اور اس کی نظیر نفی میں اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ لا تاخذہٗ سنۃ ولا نوم۔ پہلے اونگھ کی نفی کی گئی۔ اور بعد میں نیند کی نفی کیگئی۔ کیونکہ اونگھ عام اور نیند خاص۔ اسی طرح مومن عام اور نبی خاص ہیں مومن ہی ترقی کرتے کرتے نبی بنتے ہیں۔ نیز اگر خاتم النبیین کو رکھا جاوے۔ اور رسول اللہ کو بعد میں رکھا جاوے تو ... فائدہ ہو کہ ... کو خاص کے ذکر کے بعد ...

[illegible] نہیں ہو سکتا جیسی مُہر سے نبوت بن سکتے ہیں۔ تو نبوت [illegible] کے ساتھ بن سکتے ہیں۔ پس خاتم النبیین کو [illegible] کے ساتھ ربط دینے سے یہ امر اظہر من الشمس ہوگیا [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم نبوت کے دروازہ کو تیغ کرنے والے نہیں بلکہ فیضان خداوندی کو جاری کرنے والے ہیں [illegible] مومنوں کے روحانی باپ ہیں [illegible] علاوہ اس کے خاتم النبیین بھی ہیں۔ یعنی آپ کی مہر روحانی نبی تراش ہے۔ اور آپ کے فیض تعلیم سے منصب نبوت حاصل ہو سکتا ہے ؛

آیت کا چوتھا حصہ
وکان اللہ بکل شیءٍ علیما

آیت کا آخری حصہ وکان اللہ بکل شیءٍ علیما۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے خاص اپنا [illegible] اسم سے کر بیان فرمایا۔ کہ میں جو ہر ایک شے کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اور یہاں پر اللہ تعالیٰ کے اسموں میں سے اسم ذات ہے۔ اور صفت علمیت اسکے ہمراہ ہے اور علیم مبالغہ کا صیغہ ہے۔ پس اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمایا کہ تم کیا جانو ان باتوں کو۔ میں اچھی طرح سے جانتا ہوں جو تمہارے لئے مفید ہیں۔ اور جو مضر ہیں ؛

اگر خاتم النبیین کے یہ معنے تسلیم کرلئے جاویں [illegible] سلسلہ نبوت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد سے بند ہے۔ بوجہ اسکے کہ نبی اکرمؐ تمام نبیوں کے آخر میں آنے والے ہیں۔ اور اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ تو اس کے تسلیم کرنے سے قرآن مجید کی بہت سی آیات کو چھوڑنا پڑے گا۔ جو کہ سلسلہ رسالت کو آیندہ کے لئے جاری کرتی ہیں ؛

حضرت مسیح موعود کے اشتہاروں کا مجموعہ

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت مسیح موعود کے تمام اشتہارات کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا [illegible] شروع کر [illegible]

ہوگا۔ کیونکہ یہ احمدیہ جماعت کی بڑی بھاری ضرورت تھی۔ جسے پورا کیا گیا ہے۔ ورنہ ان ایام میں جبکہ کاغذ دس روپے بھی بمشکل ملتا ہے۔ اور چھپوائی گراں ہے۔ چھاپنے کا حوصلہ نہیں ہو سکتا تھا۔ اشتہاروں کا جو فائل میر صاحب کے پاس ہے وہ خدا کے فضل سے تمام ان فائلوں سے زیادہ مکمل ہے جو اس وقت احمدی جماعت کے کسی نہ کسی فرد کے پاس موجود ہیں۔ اور ابھی کوشش جاری ہے چنانچہ ایک اشتہار کل ملا ہے۔ جو حضور نے مخبر دکن مدراس میں چھپوایا تھا۔ ان اشتہاروں کے جمع کرنے میں جسقدر سعی بلیغ کی گئی ہے اس پر نظر کرتے ہوئے احباب کو یہ مشورہ دینا چاہتا ہوں کہ وہ مہربانی فرماکر سلسلہ کے موافق یا مخالف جو بھی اشتہار یا پمفلٹ نکلیں اس کی دو دو جلدیں ضرور محفوظ رکھنے چاہیں بلکہ بعض احباب تو ضرور اس کام کو بالالتزام شروع کردیں حضرت اقدس کے زمانہ میں اشتہارات کو معمولی سمجھا گیا۔ اور انکو جمع کرنے اور محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کی گئی۔ تو اب دقت پیش آئی۔ کہ اب یہ بھی نہیں معلوم ہو سکتا کہ کسقدر اشتہارات شایع ہوئے۔ اسیطرح بعض اوقات مخالفین کے اشتہاروں کی ضرورت پڑ جاتی ہے۔ مگر دستیاب نہیں ہوتے۔ چند روز ہوئے۔ دُرِّ نجف شیعہ اخبار نے ایک نہایت شر انگیز مضمون شایع کیا۔ حضرت اقدس مسیح موعود کی کچھ عبارتیں نقل کیں۔ اور ان سے یہ ظاہر کرنا چاہا کہ آپ اپنے مخالفوں کو گالیاں دیا کرتے تھے اور تہذیب سے جواب نہ دیتے تھے۔ اب اس کے لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ جن حالات میں لکھا گیا تھا۔ اور جو لوگ مخاطب تھے ان کے مضامین وا شتہارات کو دکھایا جاتا تا یہ واضح ہوتا کہ حضور نے کس قدر نرمی اور عفو سے کام لیا۔ یہ تو پرانی بات ہے میں نے بعض ایسے اشخاص دیکھے ہیں۔ جن کو یہ شکایت تھی کہ الفضل یا فاروق غیر مبائعین پر سختی کرتے ہیں۔ حالانکہ جو لوگ حقیقت حال سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ ہمارا پہلو ہمیشہ دفاعی رہا ہے۔ اور ہم نے کبھی پہل نہیں کی اور نہ ایسے سخت الفاظ استعمال کئے۔ جیسے پیغام میں لکھے جاتے ہیں۔ اب چونکہ ان صاحب نے کبھی متفق متعلق دیکھے تھے۔ اس لئے یہ غلط فہمی ہوئی۔ کیونکہ ان کی معلومات کا ماخذ صرف پیغام تھا۔ جب ان کو مقابلہ کر کے دکھایا گیا۔ تو وہ قائل ہوئے۔ پس ضرورت ہے کہ لٹریچر کو محفوظ کیا جاوے بعض باتیں موجودہ صورت حالات میں معمولی معلوم ہوتی ہیں لیکن بعد میں ان کی بڑی ضرورت آپڑتی ہے اور ایک ایک لفظ قیمتی معلوم ہوتا ہے۔ بعض اشتہاروں پر تاریخ نہیں چھپتی۔ اور بعد میں صرف تاریخ کے مقدم و موخر ہونے سے مسائل ضروریہ پر اثر پڑتا ہے۔ ایسی باتیں بھی اپنے قلم سے اس اشتہار پر واضح کر دینی چاہیں دیکھو تریاق القلوب کے ٹائٹل پر سنہ ۱۹۰۲ء لکھا ہے۔ حالانکہ وہ کتاب سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تصنیف ہے۔ اور چھپ چکی تھی۔ صرف ٹائٹل سنہ ۱۹۰۲ء میں چھپا۔ اب اتنی سی بات ثابت کرنے کے لیے ۱۵-۱۶ صفحے حضرت خلیفۃ المسیح کو مضمون لکھنا پڑا۔ اور بہت سی حلفیہ شہادتیں جمع ہوئیں۔ اس سے اخبار نویسی کے فرائض کی اہمیت معلوم ہوتی ہے۔ مدت سے یہ بھی دیکھا جا رہا ہے کہ کئی مباحثے ہوتے ہیں۔ جن میں احمدیوں کو بڑی فتح ہوتی ہے مگر اس کا ذکر اخبار میں نہیں چھپتا۔ محض اسلئے کہ کچھ احباب رپورٹ لکھکر اخبار والوں کو نہ دی۔ اور اخبار والوں نے اپنی پوزیشن کے خلاف سمجھا کہ خود جاکر حالات دریافت کریں۔ اسطرح پر سلسلہ احمدیہ کی تاریخ کا میٹریل ناقص ہو رہا ہے۔ مگر اب توجہ نہیں کی جاتی ؛

غیر مبائعین نے ہمارے مقابل پر کئی اشتہار اور پمفلٹ شایع کئے۔ مگر کتنے دوست ہیں۔ جنہوں نے مکمل فائل رکھنے کی کوشش کی۔ یا کم از کم اپنے ہی اشتہار اور پمفلٹ محفوظ کئے۔ باہر والوں نے کہدیا کہ قادیان والوں کا کام ہے۔ اور قادیان والوں نے کہا کہ کوئی بیرونی دوست یہ کام کر ہی رہے ہونگے خدا کے لئے احباب ایسی باتوں کی طرف توجہ کریں کہ اگر گذشتہ سالوں میں کوتاہی ہوئی ہے تو اب نہو۔ یہ کام سب کے کرنے کا نہیں بلکہ چند ہوشیار اور پختہ کار دوست یہ کام اپنے ذمے لیں۔ اور سلسلہ کے موافق یا مخالف کوئی بھی اشتہار یا پمفلٹ حتے کہ جلسوں کا پروگرام ہی ہو تو اسے محفوظ رکھیں۔ اگر ایک دفتر اس کے متعلق بنجائے۔ تو بہتر ہوگا۔ کہ ایسے اشتہار اس دفتر کے مہتمم کو بھیجا کریں تاکہ ایک جگہ محفوظ و جمع ہوتے رہیں۔ اور آخر میں کہم آئیں۔ ہمارے مخالف خصوصاً غیر از جماعت (پیغامی) اکثر بیرونجات میں اپنا لٹریچر بھیجتے رہتے ہیں لیکن قادیان نہیں بھیجتے ہیں۔ اب ہمارے دوست سمجھتے ہیں کہ قادیان والوں کو معلوم

[illegible] (ایڈیٹر)

ثلث القرآن

فی

رمضان

(نوٹ تہ الکمل)

ب) تو میثنی کا سوال و جواب دو موقعہ پر ہو سکتا ہے۔ سول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے یا قیامت دونو صورتوں میں ہمارا مطلب حاصل ہے۔ کیونکہ رسول کریم سے پہلے توفی کا اقرار کر چکے ہیں۔ تو وفات پا چکے حدیث بخاری بھی اس کی تائید میں ہے۔ اقول لما قال العبد الصالح کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم۔ اگر قیامت کو سوال و جواب ہو گا۔ تو بھی نتیجہ موت نکلا کیونکہ حضرت عیسیٰ کی شہادت ہے۔ کہ جب تک میں ان میں زندہ رہا ان کا نگران تھا۔ یہ میری زندگی میں نہیں بگڑے۔ اب عیسائی تو توحید کی بجائے تثلیث کے قائل ہو چکے ہیں۔ معلوم ہوا وفات بھی ہو چکی ہے ۔

سورۃ مائدہ ختم ہوئی - ۵-۴-۴

ساتواں رکوع

بعد از نماز عصر - ۴½ بجے

سورۂ انعام

یہاں اس میں خدا تعالیٰ نے نبیوں کے آنے کی ضرورت بیان فرمائی ہے۔ (ب) لوگ محض عقل سے خدا کو پانا چاہتے ہیں۔ مگر خدا کا وجود صرف انبیاء کا ہوتا ہے۔ انہی سے حقیقی خدا کا علم ہوتا ہے ۔

ج) اجلین - جسمانی کمال کا زمانہ، روحانی کمال کا زمانہ دنیا کی عمر۔ عقبیٰ کی عمر ۔

آٹھواں رکوع

۵۰۳ - ماسکن - جو وقوع پذیر ہوتا ہے ۔

۵۰۴ - واوحی الی - یہ اندرونی شہادت صداقت کی بیان فرمائی کہ جس کو یہ قرآن مجید پہونچے اور نہ مانے گا بلکہ شوخی و استہزا سے کام لیگا۔ وہ ہلاک ہو گا ۔

(ب) بیرونی شہادت۔ پہلی کتابوں میں اسکی پیشگوئیاں موجود ہیں

نواں رکوع

۵۰۵ - ومن اظلم - ایک اور شہادت اپنی ذات کی صداقت کے متعلق دی ہے۔ کہ میں کامیاب ہو جاؤں گا اظلم ناکام رہتا ہے۔ یہ عقل و تجربہ کے رو سے ثابت ہے

۵۰۶ - لم تکن فتنتہم - ان کا عذر یہ ہو گا ۔

۵۰۷ - ان ھذا الا اساطیر الاولین - مسیح موعود کی صداقت کے دلایل دیے جاویں۔ تو اب بھی ان کے منکرین کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے نبیوں کی نسبت فرمایا۔ ان کو کیوں ان سے ملاتے ہو۔ اسی طرح اگر کوئی آیت ان پر صادق آئے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو پہلے کفار کے متعلق ہے نہ کہ ہمارے حق میں ۔

۵۰۸ نرد ولا نکذب۔ جب مجرم پکڑا جاتا ہے تو کہتا ہے۔ اب نہیں کروں گا۔ نہ اسلئے کہ وہ اس جرم سے متنفر ہوتا ہے۔ بلکہ سزا سے بچنے کے لئے۔ اسلئے یہ عذر نامعقول ۔

۵۰۹ - وقالوا - وہاں سے لوٹایا جانے کی صورت میں (۲) یا پہلا قول نقل کیا ۔

دسواں رکوع

لعب ولھو - یہ مراد نہیں کہ لغو ہے۔ بلکہ یہ ذریعہ حصول اصل مقصود ہے۔ جیسے تعلیم میں کھیل اپنی طاقت و قویٰ کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے۔ مگر جو طالب علم اسے اصل مقصود سمجھ بیٹھے وہ فیل ہو گیا۔ اسی طرح دنیا کا حال ہے ۔

۵۲۰ - یعنی نک - تجھ کو اسلئے برا نہیں کہتے کہ تجھے برا کہتے ہیں۔ بلکہ اسلئے کہ وہ میری وجہ سے تم سے نفرت رکھتے ہیں۔

۵۲۱ - وان کان کبر علیک - یہ ضرور نہیں۔ بلکہ رسول ... کی ہمت بڑھائی ... [illegible]

مہتیکر اور پھران کے لئے دعائیں کر

۵۱۲ - والموتیٰ - بیمعون کے مقابل موتیٰ کا لفظ آیا ہے۔ یعنی انکے روحانی مردے ہیں۔ مُردہ دل ۔

۵۱۳ - الا امم امثالکم - یعنی پرندے وغیرہ بھی ایک مخلوق ہیں تمہاری طرح۔ مگر دونوں میں فرق ہے۔ جو قویٰ انسان میں وہ انہیں نہیں ہیں۔ پس یہ استیاء بے معنی نہیں بلکہ انسان خدا کے حضور حاضر ہونیوالا ہے۔ اس لئے اس کی ہدایت کے لئے انبیاء بھیجے۔ تا وہ انکے مطابق اپنی زندگی بنائے۔ ضرورت نبوت بتائی انسانوں میں ۔

گیارہواں رکوع

۵۱۴ جھرۃً - جس کے آنے کی علامتیں ان کے آنے سے پہلے معلوم ہو جاویں ۔

بغتۃ - اسکے خلاف ۔

۵۱۵ - ان اتبع الا ما یوحیٰ الی - مدعی نبوت کو سچائی رسالت پر آزماؤ ۔

ایسے سوال مت کرو جو ہونے کی شان سے نہیں تمام علم غیب جاننے کا دعویٰ یا خزائن رکھنے کا دعویٰ نبی کو نہیں ہوتا

۱۴ جولائی ۱۹۱۷ء

بارہواں رکوع

(شروع ۴½ بجے)

۵۱۶ - ما علیک من حسابھم - ان کی بدیاں تیرے ذمہ نہیں لکھی جاینگی ۔

۵۱۷ - وما من حسابک علیہم من شیء - تیری نیکیاں ان کے نام نہیں لکھی جاینگی ۔

۵۱۸ - فقل سلام علیکم - چکڑالوی اس آیت سے نتیجہ نکالتے ہیں کہ سلام علیکم کہنا چاہیئے بجائے السلام علیکم کے میرے نزدیک السلام علیکم میں اسی سلام علیکم کی طرف اشارہ ہے یعنی وہ موعود سلامتی۔ جو خدا کا وعدہ ہے۔ اسی کے ہم تمہارے لئے خواستگار ہیں ۔

۵۱۹ - بجہالہ - ... جیسی ... نہیں ... [illegible] عاقبت اندیشی پر پردہ پڑ گیا ۔

۵۲۰ - ولتستبین سبیل المجرمین - مومن سے کوئی غلطی ہو تو وہ اس سے آئندہ رکتا اور اپنی اصلاح کرتا ہے۔ اور مجرم غلطی پر اصرار کرتے ہیں۔ اور پھر اس کے جواز کے ثبوت بہم پہنچانے میں لگ جاتے ہیں۔ یا کم از کم اصلاح نہیں کرتے ٭

۱۳ تیرھواں رکوع

۵۲۱ - علےٰ بینۃ - بینۃ مؤنث ہے۔ مگر کہ منہ میں ضمیر مذکر کی پھیری ہے۔ پس و بالاخرۃ ھم یوقنون پر اعتراض کرنیوالے غور کریں۔ کہ اگر آخرت سے آخری وحی مراد ہے۔ تو وحی مذکر کیونکر مراد ہو سکتی ہے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کبھی ضمیر معنی کی طرف پھرتی ہے وحی سے مراد یہاں رسالت ہے۔ اسی طرح بینہ سے مراد جو ہے وہ مذکر ہے ٭

۵۲۲ - قل لو ان عندی - اس میں عذاب کا انکار نہیں۔ بلکہ انہیں سمجھایا۔ کہ خدا اور رسول کے درمیان فرق سمجھو۔ اور نبوت کی اصل پوزیشن کو جانو ٭

۵۲۳ - واللّٰہ اعلم بالظلمین - چونکہ ظالموں کا علم اسی کو ہے۔ اس لئے عذاب کا معاملہ اس نے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے۔ اگر کسی انسان کے قبضے میں یہ معاملہ ہو تو اغلب ہے۔ کہ وہ کسی کو ظالم سمجھکر ہلاک کر دیوے۔ حالانکہ وہ کچھ مدت بعد بہت بڑا معاون اسلام ہو ٭

مفاتح کے معنے خزانے اور چابیاں بھی۔ آخری صورت میں خزائن عذاب کے بارے میں فرمایا کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کس حالت سے اس کو حقیقی طور پر عذاب دیا جا سکتا ہے۔ انسان ایک قدرت سے عذاب ہے۔ اور ادھر وہ نجات کا اور ذریعہ نکال لے پھر عذاب کے لئے کمال علم بھی شرط ہے۔ پتا بظاہر ناکارہ [illegible] ہو جاتا ہے۔ اور یہی کارآمد یعنی رطب و یابس (ترتیب [illegible]) میں خدا تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ ناکارہ کون اور [illegible] ہو چکا ہے۔ کون اپنے ظاہر [illegible] سے جھڑا چکا ہے۔
[illegible] ان [illegible] کی طرح نہیں جو [illegible] ظاہر ہونے والا ہے۔

۱۴ چودھواں رکوع

(بعد از نماز عصر پونے چھ بجے)

۵۲۴ - ھو القاھر۔ ھو الغالب - یہ غلبہ جبر اور اسے نہیں۔ بلکہ جن پر غالب ہے۔ وہ اسکے بندے ہیں ٭

۵۲۵ - حفظۃ - ملائکہ مراد نہیں۔ بلکہ رسول جو ہدایت و شریعت لاکر لوگوں کو نارضامندی سے بچا لیتے ہیں۔ یہ نعمہ برائے حفاظت ہے ٭

۵۲۶ - لا یفرطون - کمی نہیں کرتے۔ ہم نہیں گھٹا دیتے جس قسم کا معاملہ کسی سے کرنا چاہیئے۔ ایسا ہی کرتے ہیں

۵۲۷ - تدعونہ تضرعاً و خفیۃ - تدعونہ سے یہی معلوم ہو گا کہ یہ بلند آواز سے پکارنا ہے۔ خفیہ کے ساتھ تضرع لانے کی ضرورت رہتی کہ اس میں تو رِیا نہیں ہوتا۔

۵۲۸ - من فوقکم - تمہارے حاکم ناراض ہو جاویں (۲) سماوی عذاب جسمیں انسانی دخل نہ ہو۔ [illegible] تحت ارجلکم - [illegible] (۲) زمینی عذاب جسمیں انسانی دخل ہو۔ (ج) وہ عذاب جو اندر سے پیدا ہوتے ہیں۔ (د) وہ عذاب جو پیچھے سے آتے ہیں

۵۲۹ - وکذب بہ - اس میں بتایا۔ ہوا عاد و رسے یہ مراد تھی۔ کہ یہ عذاب ضرور آئیگا۔ صرف اظہار قدرت نہ تھا بلکہ پیشگوئی عذاب کی تھی ٭

۵۳۰ - یخوضون - یعنے اسکے متعلق ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے وہ نشان مشتبہ ہو جائے۔ جیسے پانی میں بے احتیاطی سے چلنے سے گدلا پن آ جاتا ہے ٭

۵۳۱ - ینسینک الشیطٰن - یعنی بھول سے بیٹھے رہو تو یاد آنے پر اٹھ جاؤ۔ (ب) تمہیں سن کر غصہ آ جائے تو صرف اتنی اجازت ہے کہ مختصر نصیحت کر کر وہاں سے چلے جائے۔ کیونکہ لمبی بات اور بیٹھنے میں فساد کا اندیشہ ہے۔ کسی دوسرے موقعہ پر انہیں خوب سمجھانا چاہیئے۔ جیسا کہ ذکّر بہ ان تبسل سے ثابت ہے ٭

۵۳۲ - شراب من حمیم - وہ رسولوں کے مقابلہ میں گرمی دکھاتے تھے۔ اسلئے گرم پانی پلائے جائینگے ٭

۱۵ پندرھواں رکوع

۵۳۳ - استھوتہ الشیطٰن - ڈال دیا ہو ڈاکوؤں نے (ب) جس کی عقل کو شریروں نے مار دیا ہو۔ یعنی ہم خدا کے نشانات مشاہدہ کرنے کے بعد کیونکر ان لوگوں کی طرح ہو جائیں۔ جن کی عقل ماری گئی۔ اور جو شریروں کے قبضے میں ہوں ٭

۵۳۴ - قولہ الحق - یہ قول کہ تم ہاروگے ہم جیتینگے۔

۵۳۵ - یوم ینفخ فی الصور - بلانے کے دو طریق ہیں فرداً فرداً بلایا جائے (۲) بگل بجا کر۔ تبلیغ کے بھی دو طریق ہیں۔ ایک یہ کچھ کچھ آدمی داخل ہوں۔ دوم ساتھ ہی فوجاً فوجاً داخل ہوں بذریعہ قہری نشانوں اور خاص تجلیات الٰہی کے ؛

۵۳۶ - آزر - کون تھا؟ ایک کٹھن امر ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ باپ کا نام تارح تھا۔ آزر نہ تھا۔ اس کا جواب حضرت مولوی صاحب دیتے تھے۔ کہ اب چچا کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ آپ کے لئے دعائے مغفرت منع کر دی گئی تھی۔ مگر والد کے لئے رب اغفرلی ولوالدی کی دعا آخری عمر کی موجود ہے ۔

میرے نزدیک اسکے علاوہ یہ بھی جواب ہے۔ پیدائش باب ۲۲ میں بے شک تارح آیا ہے۔ مگر طالمود میں اس کا نام زارا آیا ہے۔ اور لوقا باب ۳ آیت ۳۸۔ زارہ آیا ہے۔ اور یہود کی تاریخ میں تارح معلوم ہوا کہ درحقیقت آزر ہی نام تھا اور یہ معمولی زبان کا انقلاب ہے۔ واغفر لابی انہ کان من الضالین۔ زندگی کی دعا ہے۔ اور کافر کے لئے زندگی میں جائز ہے۔ واغفر میں ہدایت کی طلب بھی ہے۔ جو کفار کے لئے جائز ہے۔ اس مرنے کے بعد کی دعا واغفر لوالدی ہے جس سے آپ منع کئے گئے۔ اصحٰب الجحیم ہونے کا تیقن مرنے کے بعد ہی ہو سکتا ہے ٭

۵۳۷ - راٰ کوکباً - ستارے تو وہ روز دیکھتے تھے۔ پس ظاہر ہے۔ کہ یہ کسی مجلس مباحثہ کا ذکر ہے۔ جہاں ھذا ربی بطور طنز و اعتراض کہا ٭

(ب) لا احب الافلین اللہ تعالےٰ کے لئے تو یہ ہے کہ ہماری نظروں کی کمزوری ہے۔ جو اسے نہیں دیکھتیں۔ مگر ستاروں کا اپنا نقص ہے۔ کہ وہ ظاہر نہ ہونے کی صورت میں اپنا اثر نہیں ڈال سکتے ٭

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۳۱ جنوری ۱۹۱۸ء

اُمت میں نبوت

نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی ہو سکتا ہے

(نمبر ۲)

آیت کریمہ اللّٰہ یصطفی من الملٰئکۃ رسلاً ومن الناس ان اللّٰہ سمیع بصیر ۔ (سورۂ حج پارہ ۱۷ رکوع ۱۰)

اس آیت سے ثابت ہو گیا ہے۔ کہ سلسلہ نبوت نبی کریم پر منقطع نہیں ہو چکا۔ بلکہ اب بھی جاری ہے۔ جیسا کہ لفظ یصطفی صیغہ مضارع سے ظاہر ہوتا ہے۔ ہاں اگر صیغہ مضارع کی بجائے صیغہ ماضی ہوتا یا لفظ کان یصطفی ہوتا تو اس سے یہ استدلال نہ ہوتا ؛

علیٰ ہذا القیاس - ینزل الملٰئکۃ بالروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الٰہ الا انا فاتقون ۔ (پارہ ۱۴ ۔ سورۃ النحل رکوع ۱)

یہاں پر خداوند کریم رحیم فرماتا ہے کہ میں اتارتا ہوں فرشتوں کو کلام کے ساتھ ۔ تو جب وقت ملائکہ کلام الٰہی لے کر نازل ہونگے۔ تو اس وقت ضرور ہے کہ کوئی نبی بر روئے دنیا پر موجود ہو گا۔ ضرور بر ضرور ہو گا۔ کیونکہ وحی ضرور تا نبی اللہ پر ہی نازل ہوتی ہے ؛

رفیع الدرجات ذو العرش یلقی الروح من امرہ علیٰ من یشاء من عبادہ لینذر یوم التلاق ۵ (پارہ ۲۴ - سورۂ مؤمن رکوع ۲)

پھر یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے وہی لفظ استعمال فرمایا یعنی روح ۔ تو روح کلام الٰہی کو کہتے ہیں ۔ تو اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے۔ کلام نازل فرماتا ہے۔ اور فرمائیگا۔ تو کلام نازل ہونے کی صورت تو ضرور کوئی نہ کوئی ہو گا۔ اور وہ ضرور ہی نبی ہو گا ؛

یٰبنی اٰدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم اٰیٰتی فمن اتقیٰ واصلح فلا خوف علیہم ولا ہم یحزنون ط - (پارہ ۸ سورہ اعراف رکوع ۴)

یہاں پر بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے بنی آدم جب کبھی بھی تمہارے پاس میرے رسل اور نبی آویں ۔ اور میری آیات تمہارے لئے بیان کریں۔ پس جس نے تقویٰ کیا۔ اور اپنی اصلاح کر لی۔ پس انکے لئے کوئی خوف نہیں ہو۔ اور نہ ان کو کوئی غم ہو گا۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ اور خبر دی مؤمنین کو کہ جب کبھی قیامت تک بھی تمہارے پاس میرے رسول اور میری طرف سے تم کو نشانیاں بتلاویں تو تم ان کو ضرور ماننا۔ اور اس آیہ کریمہ میں خطاب ان لوگوں سے ہے۔ جو کہ نزول قرآن کے زمانہ میں موجود تھے۔ اور اس کے بعد ہو رہے اور ہونگے نہ کہ ان سے جو کہ زمانہ قرآن سے پہلے ہو گذرے

کہ اس آیت میں خداوند کریم و رحیم نے ان کو مخاطب فرمایا کہ جن کے لئے نبی کریمؐ بحیثیت رسالت مبعوث فرمائے گئے۔ جیسا کہ اوپر کی آیت سے ظاہر ہے

(الف) یٰبنی اٰدم لا یفتننکم الشیطٰن کما اخرج ابویکم من الجنۃ ینزع عنہما لباسہما لیریہما سواٰتہما انہ یرٰکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونہم

قل امر ربی بالقسط واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین لہ الدین کما بداکم تعودون ط

اب ظاہر ہے کہ یراکم ۔ ولا ترونہم اور اقیموا وجوھکم کے مخاطب اس آیت میں نزول قرآن کریم سے پہلے کے لوگ نہیں ہیں ۔ بلکہ وہ لوگ جو کہ نزول قرآن کے وقت موجود تھے ۔ اور جن کے لئے قرآن کریم نازل ہو رہا تھا پس جن کے لئے قرآن نازل ہو رہا تھا ۔ وہ تو نبی کریمؐ کے زمانہ کے بعد قیامت تک قرآن ہی شریعت ہے ۔ اور بنی آدم سے بھی آگے وہی مراد ہیں ۔ جو کہ زمانہ نبوی کے بعد میں ہوئے اور ہونگے ؛

(ب) یٰبنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین ۔ قل من حرم زینۃ اللّٰہ التی اخرج لعبادہ والطیبٰت من الرزق ۔ قل ھی للذین اٰمنوا فی الحیٰوۃ الدنیا خالصۃ یوم القیٰمۃ کذٰلک نفصل الاٰیٰت لقوم ۔ قل انما حرم ربی الفواحش ما ... یعلمون

پہلی بار مقصد قرآن آیات کے یہ ہیں کہ مخاطب اور امسان (؟) عصر کے پہلے لوگ ہیں ۔ بلکہ وہی ہیں ۔ جنکے لئے قرآن بھیجا گیا ۔ اور کوئی قرینہ اس بات کا نہیں کہ پہلے لوگ مراد ہیں ۔

پس اسطرح ان آیات میں بنی آدم سے مراد اور ان خطابات کے ساتھ مخاطب اُمت محمدیہ ہے اسی طرح یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم میں بھی اسی اُمت سے خطاب ہے جس سے ظاہر کہ اب نبی آسکتے ہیں ؛

وما کنا معذبین حتیٰ نبعث رسولا ۔ واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا فحق علیہا القول فدمرنٰھا تدمیرا ط (پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل رکوع ۲) ۔ اور کہ دوسری جگہ اسی سورہ میں فرمایا ہے وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیٰمۃ او معذبوھا عذابا شدیدا کان ذٰلک فی الکتٰب مسطورا ۔ وما منعنا ان نرسل بالاٰیٰت الا ان کذب بہا الاولون (بنی اسرائیل)

اب اس آیت اور آیت سابقہ کو ملا کر دیکھو کہ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نبی ضرور آوینگے ۔ اور تمام دنیا پر قیامت سے قبل عذاب شدید آنے والا ہے ۔ اور وہ نہیں آسکتا جب تک کہ تمام روئے زمین پر تبلیغ اسلام ہو کر اتمام حجت ہو چکے ۔ اور عذاب کی ... جیسا کہ اولوں کے وقت میں سنت اللہ ظہور میں آتی رہی ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسا عذاب موجودہ زمانے سے پہلے کم از کم زمانۂ اسلام میں کبھی نہیں آیا ۔ اور یہ ضرور ہے کہ ایسے عذاب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی رسول آجائے تاکہ لوگ غفلت ہی میں نہ تباہ ہو جاویں ۔ جیسا کہ اس آیت سے ظاہر ہے ۔ ذٰلک ان لم یکن ربک مھلک القریٰ بظلم واھلھا غافلون ط ۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس رسول پر اور اس عذاب میں (؟) انا لمیا فاصلہ بھی نہ ہو کہ لوگوں کو عذر کرنے کا موقع ملے ۔ لولا ارسلت الینا رسولا فنتبع

[illegible]

ہے یہ کہ ہم آپ صاحب کا مضمون جو خوب عین کے

جلسہ سالانہ میں محترم ... ظفر اللہ خان صاحب نے سنایا۔ (ایڈیٹر)

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون

بالمعروف وینہون عن المنکر و اولئک ہم المفلحون

اور تم میں ایک ایسا گروہ بھی ہونا چاہئے۔ جو لوگوں کو نیک

باتوں کی طرف بلائیں اور اچھے کام کرنے کو کہیں۔ اور بُرے

کاموں سے منع کریں۔ اور ایسے ہی لوگ اپنی مراد کو پہنچیں گے۔

معزز حضرات ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

کے دست مبارک پر عہد دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور

تمام عمر تبلیغ دین برحق میں لگنے کا کیا تھا اور

قدم بڑھے گا یا اس میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ آج تک ہم

نے کہاں تک عمل کیا ہے۔ کیونکہ موت کے وقت کی کسی کو

خبر نہیں ؎

یہ سب ظاہر یاں ہے جانیوالا

خدا سے جو وقت ہے آنیوالا

ہم سب لوگوں نے ایک دن احکم الحاکمین کے حضور

حاضر ہونا ہے۔ جہاں پوچھا جاویگا کہ جماعت احمدیہ میں داخل

ہو کر دین متین کی کیا خدمت اور پیروی کی ؟ تو پھر سوائے

شرمساری اور ندامت کے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اور ذلت کا عذاب

ہو گا۔ کیونکہ ہم نے بوتل کے درختاں سورج کو دیکھ کر کچھ فائدہ

نہ اٹھایا۔ اور خواب غفلت میں اونگھتے رہے۔ اور اس کی

شعاعوں کو دور دور پہنچانے کی کوشش نہ کی۔ حالانکہ ہر

ایک احمدی کا کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ کا اہم فرض ادا کرنا

ہے۔ جو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذمہ کر دیا ہے اس

کے لئے ان چند امورات کا جاننا ضروری ہے۔ تاکہ

معلوم ہو جاوے کہ ہم کیوں احمدی کہلاتے ہیں اور احمدی

اور دیگر مسلمانوں میں کیا فرق ہے۔ خواندہ ہوں یا ناخواندہ

ان میں [illegible] بطور [illegible] جا سکتی ہیں (۱) عام

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ابن مریم آسمان پر خدا کے داہنے

ہاتھ بیٹھا ہے۔ اور چودہویں صدی میں جبکہ

[illegible] کی برائیوں۔ شرکوں۔ فسق و فجور میں

لئے تھی مرتبہ [illegible]

ہو گا تو کہ مسلمانوں کو راہ راست پر لا ئیگا۔ مگر ہمارے مرشد

آقا ہمارے مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم) نے اس .. ..

بُت کو اپنی قلم کی تلوار سے پارہ پارہ کر دیا۔ اور اس کی ایک

ضخیم کتابیں لکھیں۔ جنہیں یہ ثابت کر دکھایا کہ حضرت عیسیٰ

علیہ السلام اپنی طبعی موت سے فوت ہو کر اور پیغمبروں کی

طرح اپنے معبود حقیقی سے جا ملے۔ اور ہمیشہ کے لئے

اس دار فانی کو خیر باد کہہ گئے۔ اب وہ ہرگز ہرگز آسمان پر

جسد عنصری کے ساتھ موجود ہیں اور نہ آسمان سے اتریں گے۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام معجز نظام میں فرمایا ہے کہ ولن

تجد لسنۃ اللہ تبدیلا۔ یعنے جو قانون خداوند

بنا چکا ہے۔ وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ دیکھو خزاں کے بعد بہار

گرمی کے بعد سردی۔ رات کے بعد دن آتا ہے۔ کبھی ایسا

نہیں ہوا کہ ایک سا ہی موسم چلا جاوے یا سالہا سال

رات ہی پڑی رہے یا دن ہی چڑھا رہے۔ تولید و تناسل

کا سلسلہ آدم سے لیکر اب تک ایک سا ہی چلا آتا ہے

کبھی ایسا نہیں ہوا کہ درختوں سے یا زمین سے آدمی اُگنے

لگیں۔ یہ نہ آج تک ہوا ہے۔ اور نہ آگے ہو۔ سو ایسا

ہی اللہ تعالیٰ کے قانون میں داخل ہے کہ مردے ہیں آپ

نہیں آتے۔ اور نہ ہی کوئی ذی روح اس جسد عنصری کے

ساتھ آسمان پر جا سکتا ہے۔ بھلا جب دنیا دن کو بدلیں

اپنا اصول بدلنا ہتک شان سمجھتی ہیں تو پھر خداوند تعالیٰ

کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے اپنا اٹل قانون توڑنے

کی کیا ضرورت پڑی کیا وہ کوئی اور عیسیٰ صفت پیدا

نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عیسیٰ بھی تو اسی کا پیدا کردہ تھا۔ ہاں یہ

کسقدر حیرت اور غیرت کا مقام ہے کہ شہنشاہ دو عالم

مظہر نور خدا تو زیر زمین مدفون ہوں۔ اور نبی ناصری آسمان پر

جا براجیں ؎

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ فہمد

مگر مدفون یثرب را نہ دہند ایں فضیلت

جناب [illegible] نے فرمایا ہے کہ اگر

موسیٰ اور عیسیٰ زندہ ہوتے۔ تو ان کو بجز میری اطاعت

خیر امم کی امت بہت [illegible] ہو جائیگی۔ اور دین حق سے منہ

پھیرے گی۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی اصلاح کے

لئے آسمان سے نازل ہونگے۔ گویا آنحضرت خیر الرسل کی

امت کو سنوارنے کے لئے بنی اسرائیل کے نبی کا آنا

ضروری ہو گا۔ یہ ایک ایسا کفر و شرک تھا جسکو رسمی مسلمان

اپنی بغلوں میں دبائے پھرتے تھے۔ اور جیسا کہ آپ دق

آہستہ آہستہ انسان کو ہلاکت کی طرف کھینچے لے جاتا ہے۔ یہ

اعتقاد بھی مولا کریم سے ان کو دور مجبور کر رہا تھا۔ اور کئی

ہزار مسلمان اس لغو عقیدہ کی بدولت عیسائیت کی دلدل میں

پھنس گئے۔ مزید براں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صرف

حی و قیوم ہی نہیں مانا گیا۔ بلکہ کئی ایک چیزوں کا خالق بھی

تسلیم کیا گیا ہے۔ مثلاً مردے زندہ کرنا۔ مٹی کی مورت بنا

کر اس پر پھونک مارنا اور اس کا زندہ ہو کر اڑنے لگنا چمگادڑ

کا پیدا کرنا۔ اگلے دن جبکہ میری ایک احمدی بہن نے پوچھا

کہ قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

مردے زندہ کرتے اور چمگادڑوں کے خالق تھے۔ آیا یہ

سچ ہے۔ مجھے سخت ہی افسوس ہوا کہ ایک احمدیہ جماعت کی

لڑکی اور اپنے آقا کی تعلیم سے اسقدر بے خبر! میں نے کہا کہ

عزیزہ بہن! اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ساری عمر میں ایک

بھی مردہ زندہ کرتے تو وہ ضرور اکر دہائی دیتا کہ یہ پیچھے میں

میں خدا سے پوچھ آیا ہوں۔ تو سودی تو ... لیکن کہتے۔ اور

ان کے حواری ان کے ساتھ ایسا سلوک نہ کرتے جیسا کہ

ان کی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک نے چند درموں کے بدلے

پکڑوا دیا۔ دوسرے نے مرغ کی اذان سے پہلے ان کا تین دفعہ

انکار کیا ... . وغیرہ وغیرہ۔ مگر ہمارے

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا حال دیکھو

کہ ہزارہا روحانی مردے زندہ کر گئے۔ وحشیوں بلکہ درندوں

کو انسان اور انسانوں کو باخدا انسان بنا دیا۔ جس کی تاریخ شاہد

ہے۔

باقی رہا چمگادڑ بنانا کیا چمگادڑوں کے جسم پر کوئی ایسا

نشان لگا ہوا ہے۔ جس سے پتہ لگ سکے کہ یہ مخلوق حضرت

عیسیٰ علیہ السلام کی ہیں۔ نہیں کوئی نہیں۔ تو کیا جس معبود الکل

نے ہزارہا قسم کی مخلوقات خشکی اور تری میں پیدا کی ہے

خاصیت کی نود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں میں دے دی۔
نہیں یہ بالکل غلط ہے کبھی خالق اور مخلوق برابر نہیں ہو سکتے۔

خدا سے غیر کو ہمتا بنانا سخت کفراں ہے
خدا سے کچھ ڈرو یارو یہ کیسا کذب و بہتاں ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فخلق کل شیٔ فقدرہ تقدیرًا
ان مسلمانوں نے صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہی خدا کا شریک نہیں ٹھہرایا۔ بلکہ اولیاؤں کو وہ طاقتیں منسوب کرتے ہیں۔ جو کہ خدا کا ان کو ہم پلہ ٹھہراتی ہیں۔ بلکہ یہاں تک خدا ان سے ڈرتا ہے۔ کہ جو کچھ حضرت پیر عبدالقادر کریں۔ خدا اسے کبھی نہیں موڑتا۔ جیسا کہ خدا نے کوئی کشتی ڈبو دی اور پیر عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بارہ سال کے بعد برات بمعہ ڈولی کے صحیح سالم نکال دی۔ کوئی مشکل پیش آجاوے تو پیر صاحب کی نذر مان دیں۔ تو مشکل فوراً حل ہو جاتی ہے کسی جگہ تو یہ بھی دیکھا ہے۔ کہ قمری مہینہ کی گیارہویں تاریخ تو صرف پیر صاحب کے لئے ہی مخصوص کر دی گئی ہے اس دن کچھ پکا کر پیر صاحب کے نام پر بانٹتے ہیں۔ دودھ بلونا سخت منع ہے۔ ان کا اعتقاد ہے۔ اگر اس دن دودھ بلو ئیں۔ تو دودھ دینے والیوں کے تھنوں میں خون پڑ جاتا ہے۔ یہاں پیر صاحب تک محدود نہیں۔ بلکہ ہمارے پاس ہی ایک خانقاہ میراں صاحب کی ہے۔ لوگ خدا کی اور قرآن کی قسمیں تو بے شک اٹھالیں مگر میراں صاحب کی قسم کوئی نہیں اٹھاتا۔ ان کا عقیدہ ہے کہ جب میراں صاحب کی قسم اٹھائی۔ سر تن سے جدا ہوا۔ ان کے نام کی بے شمار نذریں نیازیں دیتے ہیں۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ ان لوگوں نے خدا کے نام کا ایک پیسہ بھی دیا ہو۔ حالی نے کیا سچ فرمایا ہے ؎

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر | جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر | جھکے آگ پر بہر سجدہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
عبادت کریں شوق سے جس کی چاہیں

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں | اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ جا جا کے نذریں چڑھائیں | شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

ولادت اور بچپنے کی حالت بہت ہی دیتا اور تثلیث کا کشتاوپ اور جل ہر چہار سو چھا رہا تھا۔ اور حضرت خیر البشر کے ہاتھوں کا لگایا ہوا درخت خشک ہونے لگا تھا اپنے خاص فضل و کرم سے اپنا ایک نبی مبعوث فرمایا ہے جو مسیح تو سینکڑوں کئے۔ اور جن امورات کی اصلاح کے لئے مامور ہوئے تھے۔ وہ بھی پہنچا کر چلے گئے۔ مگر یہ کامل بعد مصطفےٰ چودھویں صدی کا بدر اس پر آشوب زمانہ میں تمام خرابیوں بدیوں کفر اور شرک کی اصلاح اور درستی کے لئے نازل ہوا۔ اور بعثت سے وہ انعام پایا جو گروہ انبیاء کو ملتا ہے کیونکہ صدیق۔ شہداء۔ صلحاء اور اولیا تو کئی گذر چکے۔ مگر یہ نبوت کا انعام اور رتبہ صرف مسیح کے لئے ہی مخصوص تھا۔ جو کہ ہمارے آقا کو دیا گیا جس کی شہادت میں زمین کپکپائی سورج چاند نے وقت پر گواہی دی۔ زمانہ نے قحط۔ مری۔ جنگ و جدل سے اس کی صداقت پیش کی۔ ریل۔ تار۔ ڈاک نہروں نے زبان حال سے ان کی راستی کے دلائل دئے۔ اور اس صلح و امن کے شہزادہ نے آکر خونی مہدی کے غلط عقائد کو دلوں سے مٹا دیا۔ اور بتلا دیا۔ بلکہ دکھلا دیا کہ مسیح کا زمانہ ایسا ہوگا ؎

یہ ہوویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند
کھیلیں گے بچے سانپوں سے بےخوف و گزند
یعنی وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا
بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا

یہ ایسا وقت ہے۔ کہ قلم کے نیزہ سے لڑائی ہونی چاہیئے۔ چنانچہ وہ اپنے نیزہ قلم سے تمام مذاہب باطلہ کے سر کچل گئے۔ کیا کوئی اور بھی ہے۔ جس نے اسلام کی اتنی خدمت کی ہو۔ جس کی تالیفات اور تصنیفات کو پڑھ کر دوست دشمن دنگ رہ گئے ہوں۔ اشد دشمن بھی بے اختیار پکار اٹھے ہوں۔ کہ آج تک اسلام میں ایسی تالیف نہیں ہوئی۔ کوئی ہے جس کی دعا سے لیکھرام اور ڈوئی جیسے دشمنان ہلاک ہوئے ہوں۔ کوئی ہے۔ جس نے اتنے سال پہلے طاعون کی خبر دی ہو۔ بھلا اس ملک میں کوئی اس کا نام تک نہ جانتا ہو کوئی ہے جس نے پہلے در پہلے زلزلوں کی اس

ہوں کہ اب زلزلہ ہرگز نہیں [illegible] جنگ یورپ کا کئی سال پیشتر [illegible] کئی پیشگوئیاں تو ان کی زندگی میں پوری ہو چکی ہیں۔ ان کے فوت ہونے کے بعد بھی کوئی مہینہ اور کوئی سال نہیں گذرتا جس میں ان کی کوئی نہ کوئی پیشگوئی پوری ہو کر ازدیاد ایمان کا باعث نہ ہوئی ہو۔ اب سال حال میں ہی جو حضور نے فرمایا تھا ؎

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

کیا کوئی باور کر سکتا تھا کہ روس ایسی عظیم الشان سلطنت کا خود مختار بادشاہ کی ایسی تباہ حالت ہو گی اور ہمیشہ کے لئے زار کا معزز عہدہ ہی اڑا دیا جاوے گا۔ اور پھر کوئی زار نہیں ہوگا۔ پھر اسی پیشگوئی میں فرمایا ہے ؎

رات جو رکھتے تھے پوشاکیں برنگ یاسمن
صبح کر دے گی انہیں مثل درختان چنار

یہ خونریز معرکہ آرائی اسجگہ ہو رہی ہے۔ جہاں چنار کے درخت بسیار ہیں گویا اس زمین کا پتہ حضور پہلے ہی بتا دیا تھا۔ اخبارات کے دیکھنے والے جانتے ہیں کہ اس لڑائی میں کس قدر خون کی ندیاں بہہ کر خلق خدا کے کپڑوں کو خون سے لت پت کر کے چناروں کے پتوں کی مانند کر رہی ہیں کس صفائی سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی اور ہو رہی ہے

اس برگزیدہ خدا نے اپنی تمام عمر مخلوق خدا کی بھلائی اور بہتری میں گذار دی۔ انہیں غم تھا۔ تو صرف یہ کہ بچھڑی ہوئی مخلوق صراط مستقیم پر چل کر اپنے منعم حقیقی اور معبود ازلی سے جا ملے اور شرک میں گرفتار ہو کر خدا سے دور اور مہجور نہ ہو جاوے۔ یہی مسیح ابن مریم اور مہدی ہیں۔ جن کا ذکر احادیث اور قرآن کریم میں آیا ہے [illegible] ایسا ہی سچا نبی مانتے ہیں۔ جیسے اور انبیاء علیہم السلام گذرے صرف فرق اتنا ہے۔ کہ بعض انبیاء شریعت لیکر آئے مثلاً حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بعض انبیاء غیر تشریعی گذرے ہیں۔ جیسے حضرت یوسف علیہ السلام یا حضرت یعقوب علیہ السلام وغیرہ وغیرہ۔ ہم ہرگز نہیں کہہ سکتے کہ جب ان کے پاس شریعت نہ تھی تو وہ نبی نہ تھے بلکہ وہ نبی تھے۔ اور ضرور تھے ۔ (باقی آئندہ انشاء اللہ)

مشروط بشارت

(مسکو مژدہ دلا جائیگا)

ناظرین فاروق کو بشرطیکہ انہوں نے فاروق پڑھا ہو یاد ہوگا کہ اس خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ان تمام اشتہارات کو جو کہ حضور نے بغرض اتمام حجت و تبلیغ رسالت بمقابلہ مخالفین مذاہب کے شائع فرمائے تھے اور جو اب مفقود یا نایاب ہیں۔ حتیٰ کہ تمام جماعت احمدیہ میں بہت کم کسی کے پاس وہ مکمل موجود نہیں ہیں کتابی صورت میں چھپوا کر محفوظ کئے جائیں۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس خادم سلسلہ ایڈیٹر فاروق نے چودہ سال کی لگاتار کوشش سے اون کو بڑی محنت اور تلاش کے بعد جمع کیا ہے۔ اور خوشی کا موجب ہے کہ آج جب ان کو ترتیب وار چھپوانے کا ارادہ کیا تو شمار کرنے سے ۲۴۰ معلوم ہوئے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب سلمہ اللہ نے ۹۵ اشتہارات چار جلدوں میں بلا ترتیب شائع کئے تھے۔ جن کے صرف دو سو نسخے چھپوائے تھے اور وہ بھی آج کل نہیں ملتے۔ سب کے سب ہاتھوں ہاتھ اٹھ گئے تھے۔ چونکہ وہ بالکل نامکمل اور غیر مرتب طور پر شائع ہوئے۔ بعض احباب کی تحریک اور میری پرانی آرزو نے مجھے اس پر آمادہ کیا کہ میں ترتیب تاریخ کے لحاظ سے یہ ۲۴۰ اشتہار طبع کروں۔ لیکن بوجہ گرانی کاغذ و مصارف چھپائی وغیرہ ایسی بڑی ضخیم کتاب کا جو کہ ڈیڑھ ہزار صفحہ کے قریب یا شاید اس سے بھی زیادہ ضخامت کی ہو اس زمانہ میں طبع کرانا کار سے دارد۔ مفتی صاحب قبلہ نے جس وقت صرف دو سو نسخے طبع کئے تھے۔ اسوقت کاغذ کی قیمت ۲۰ر پونڈ تھی۔ اور ہر ایک حصہ مفتی صاحب نے سو سو صفحہ کا طبع کیا تھا۔ اور ہر حصہ کی قیمت ۸ر رکھی تھی علاوہ محصول ڈاک کے۔ اور آج جبکہ مکمل مجموعہ کا طبع کرنا میرا مقصود ہے۔ کاغذ کی قیمت بجائے ۲۰ روپیہ کے ۸۰ روپے ہے اور پھر بھی دستیاب نہیں ہوتا۔ بنا بریں میں نے فاروق میں تحریک کی تھی کہ اگر احباب پانسو درخواستیں بمعہ ایک ایک روپیہ پیشگی کے عطا فرماویں۔ تو میں اس کام کو

جنوری ۱۹۱۸ء سے شروع کر کے انشاء اللہ جلد سے جلد ختم کروں گا۔ مگر افسوس سے کہا جاتا ہے کہ جماعت نے اس عظیم الشان کارنامہ کی طرف جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک حسن اور طیب زندگی کا زبردست تاریخی کارنامہ اور معارف اور حقائق سے پُر خزانہ اور بیش قیمت جواہرات کا گنجینہ ہے۔ خاص توجہ نہیں کی۔ بلکہ معمولی حرکت تک کرنا بے پرواہی سے ٹال دیا۔ بہت کم احباب ہیں۔ جنہوں نے اس اہم کام کو نہایت مفید اور بہت ضروری جانا۔ اور خاص توجہ اس طرف فرمائی۔ مگر عام احباب میں اس کا بالکل خیال نہیں۔ میں بڑے زور سے اپنے دوستوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ کام جو میں کرنا چاہتا ہوں۔ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ اور سلسلہ کی زبردست اور ضروری بلکہ اشد ضروری خدمت ہے۔ اور یہ خدمت تھوڑی سی مالی قربانی سے اور قربانی بھی بلا معاوضہ یا بے بدل نہیں۔ بلکہ بامعاوضہ اور بابدل ہے۔ انجام پذیر ہو سکتی ہے۔ ورنہ یہ جواہرات کا خزانہ اگر آج محفوظ نہ کر لیا گیا۔ تو احتمال ہی نہیں، بلکہ غالب گمان ہے کہ یہ دفینہ جو دنیا کی نظر سے پوشیدہ ہو چکا ہے۔ ہماری غفلت و عدم توجہی اور زمانہ کی دست برد سے ضائع ہو جائے گا۔ اور آئندہ آنیوالی نسلیں نیز موجودہ جماعت بھی اس نعمت عظمیٰ سے بے خبر اور محروم رہ جائیگی۔ جس کا گناہ موجودہ جماعت کے سر پر چڑھیگا۔ جس کی عدم توجہی سے یہ کام رک جائے گا۔

پس اے میرے معزز دوستو! میں کن الفاظ میں آپ کو اس گوہر نایاب اور ہدایت انتساب مجموعہ اشتہارات کی اہمیت کا احساس کراؤں تاکہ آپ اس کی اشاعت میں میرا ہاتھ بٹائیں۔ اگر کاغذ اس قدر گراں نہ ہوتا۔ اور بآسانی مل سکتا۔ تو شاید میں آپ کو اس نہایت ہی قلیل رقم ایک ایک روپیہ پیشگی دینے کی تکلیف نہ دیتا۔ محض کاغذ کی وجہ سے مجھے ضرورت پڑی۔ کہ میں آپ سے اس مجموعہ کی اشاعت کے لئے ایک روپیہ پیشگی لیکر ایک قسم کا کاغذ یکمشت خرید لوں۔ تاکہ یہ کام پھر رک نہ جاوے۔ بوجہ نہ ہونے کاغذ کے۔ میرا ارادہ ہے۔ کہ یہ ڈیڑھ ہزار صفحہ سے زائد کا مجموعہ کئی حصوں میں شائع کروں۔ ایک جلد میں تمام

اشتہارات کا سمانا بہت مشکل ہے۔ اور کثیر روپیہ کا خرچ ہے۔ اسلئے مناسب سمجھا گیا ہے کہ مفتی صاحب نے جسطرح ایک ایک حصہ سو سو صفحہ کا شائع کیا تھا۔ اور ہر حصہ کی قیمت جبکہ کاغذ ۲۰ روپیہ پونڈ تھا ۸ر رکھی تھی۔ اسیطرح میں بھی اس مجموعہ کو دس حصوں میں شائع کروں۔ اور ہر ایک حصہ ۱۴۰ صفحہ یعنے ۹ جزو کا ہو۔ اور ہر ایک حصہ کی قیمت اب جبکہ کاغذ ۸۰ روپیہ ہے۔ صرف ایک روپیہ رکھی جائے۔ اس طرح دس روپیہ میں یہ کامل مجموعہ بآسانی دس حصوں کی شکل میں شائع ہو کر ہر احمدی احباب کو مل جائے گا۔ لہذا ایک ایک روپیہ اس کام کے لئے پیشگی دیدینا اس کام کی اہمیت اور ضرورت کو سمجھتے ہوئے کیا مشکل بات ہے۔ یہ روپیہ مفت نہیں لیا جاتا۔ اس کا بدلہ قابل قدر تحفہ آپ کو دیا جائیگا۔ پھر نہیں ایک روپیہ دینے میں کیا تامل ہے۔ مرا یہ

خوشخبری

سناتا ہوں کہ خدا کے فضل سے میں نے اس کام کو شروع کر دیا ہے ایک سو روپیہ پیشگی کاتب کو کاپی نویسی کے لئے دیدیا ہے اور کتابت کا کام شروع ہو گیا ہے۔ اور امید کامل ہے کہ پہلا حصہ خدا کے فضل و کرم سے انشاء اللہ ماہ فروری میں شائع ہو جائیگا۔ چھپائی کا انتظام بھی کر لیا ہے۔ اب صرف کاغذ کی ضرورت ہے۔ جسکے لئے روپیہ کا ہے۔ ہمت کرو پانسو روپیہ بہم پہونچا دو۔ یہ کوئی بڑی رقم نہیں۔ مفت نہیں مانگی جاتی۔ بدلہ ملیگا۔ اور بدلہ بھی نایاب۔ وی پی دیدو۔ اور خدا سے اجر علاوہ ازیں منافع میں ملیگا۔ یہ نفع کا سودا ہے۔ اسوقت تک صرف ۱۳۰ درخواستیں معہ پیشگی روپیہ کے وصول ہوئی ہیں۔ سوچو کہ ۱۳۰ درخواستوں سے کہیں اتنا بڑا کام چل سکتا ہے۔

ہاں یہ بھی دیکھنے کی بات ہے کہ ایسی بڑی ضخیم کتاب اس گرانی کاغذ کے زمانہ میں نہ تو کثیر تعداد میں چھپوائی جا سکتی ہے۔ اور نہ ہی اتنا خرچ برداشت کیا جا سکتا ہے کہ ڈیڑھ ہزار صفحہ سے زائد کی کتاب ہزار پانسو چھپوائی جائے۔ یہ مجموعہ تھوڑی ہی تعداد میں چھپوایا جائے گا۔ جتنی درخواستیں ہم پہونچینگی۔ جو دوست اسوقت درخواست نہ کرینگے۔ بعد میں ان کو یہ دُر نایاب دستیاب نہ ہوگا۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ جو دوست اسوقت خریدار ہونگے۔ ان کو سب سے پہلے اس

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان ۔ ۷ر فروری ۱۹۱۸ء

ایک آریہ کے سوالات کا جواب

(منشی فضل حسین صاحب کے قلم سے)

آریہ گزٹ لاہور میں ایک صاحب مہاشہ رادھا کرشن نے احمدیوں اور محمدیوں سے دو سوالوں کا جواب مانگا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ان کا جواب خواہ احمدی دیں یا محمدی ۔

میں اگرچہ کوئی مولوی یا لیکچرار نہیں لیکن مہاشہ جی نے احمدیوں کو خاطب کیا ہے۔ اور ان کے سوال بھی ایسے نہیں کہ جلیل علمائے کرام یا ایڈیٹران اخبارات سلسلہ عالیہ احمدیہ میں سے کوئی تکلیف گوارا کرے۔ اس لئے میں ایک احمدی ہونے کی حیثیت سے ہر دو سوالات کا جواب لکھتا ہوں۔ امید ہے کہ مہاشہ جی سچ کے قبول کرنے اور جھوٹ کے چھوڑنے کو تیار ہو جائینگے ۔

سوال ۔ جب خداوند کی ہستی قائم تھی۔ اور روح مادہ قائم تھے۔ تو اسوقت خدا کس پر اپنی قدرت کا اظہار کرتا تھا ۔

(۲) خدا نے دنیا کیوں بنائی کیا مدعا تھا۔ کیا اپنی خالقیت کی صفت ظاہر کرنے کے لئے۔ اگر ایسا ہے تو سوال ملا کا کیا جواب ہوگا؟ "

معلوم ہوتا ہے۔ کہ سوالات کا بہت سا حصہ مہاشہ جی کے دل ہی میں رہ گیا ہے۔ جس کا اظہار بخوبی نہیں کر سکے۔ بعض اوقات ایسا ہو جاتا ہے کہ انسان بوجہ ضعف بیانی اپنا مافی الضمیر کامل طور پر ادا نہیں کر سکتا۔ مگر جیب کے لئے کچھ قرائن ایسے چھوڑ دیتا ہے۔ جس کے ذریعہ وہ سائل کا اصل مدعا سمجھ سکے۔ سائل کا اصلی مدعا اور اصل ... [illegible]
[illegible]
[illegible]

سے پیشتر کس طرح خالق مالک ۔ رازق رہ سکتا ہے۔ مگر مادہ اور روح کے اناد ی (قدیم) ماننے سے یہ نقص خدا کی طرف منسوب نہیں ہو سکتا۔ مہاشہ جی کا اصل مدعا تو مادہ اور ارواح کا قدیم ثابت کرنا ہے ۔

مہاشہ جی دیکھئے ۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کی کمال طاقت اور اعلیٰ درجہ کی قدرت و صفات کا اقتضا پورا ہو اور اسلئے بھی کہ ہم اس کی عبادت بجالائیں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات کی تاثیرات کے ظاہر کرنے میں مختار ہے اس کو کسی کا ڈر نہیں۔ جب چاہے ان سے کام لے۔ جب چاہے نہ لے۔ مہاشہ جی آپ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ قدیم کی صفات اگرچہ قدیم ہوتی ہیں۔ مگر وہ ازلی خدا اپنی صفات سے کام لینے میں مختار ہے اور اپنے منشاء و ارادہ سے کام کرنے والا ہے کسی کا اسپر جبر نہیں۔ پس اسکی مرضی ہے۔ جب کسی صفت سے کام لینا چاہے تو لے۔ چاہے تو نہ لے۔ مثال کے طور پر آپ دیکھئے میں فضل حسین اپنے میں گویائی کی صفت رکھنے والا اور جب سے ہوں تب سے ہی یہ صفت موجود ہے۔ مگر کیا تھوڑے عرصہ کے لئے اگر چپ کر جاؤں تو کیا میری تکلم کی صفت میں کوئی نقص عائد ہوگا۔ یا کوئی گونگا کہہ سکے گا۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح جب سے ہوں۔ دیکھنے کی صفت مجھ میں موجود ہے مگر کیا جب آنکھ بند کر لوں۔ تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ فضل حسین کی بینائی میں نقص ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ مختار بالکل ہے جسوقت چاہے اپنی کسی صفت سے کام لے یا نہ لے ایک وقت میں کسی صفت کے کام نہ لینے سے اسپر کوئی نقص لازم نہیں آ سکتا۔ ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ازلی ہے۔ اور اس کی صفات بھی ازل سے کام کر رہی ہیں اور ابد تک کرتی رہینگی۔ بلکہ خدا کا تمام صفات سے معطل ہونا تو مہاشہ جی کی مسلمہ کتب سے ثابت ہوتا ہے نہ کہ اسلامی کتب سے ۔ ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۲

نوٹ از مترجم :۔ ایک ہزار چترنگی یعنی چار ارب بتیس کروڑ برس تک دنیا بنی رہتی ہے جسکو سرشٹی کہتے ہیں اور اتنا ہی عرصہ ... [illegible]
[illegible]

پس یہاں سے ثابت ہوا کہ خدا ... [illegible] اپنی ہر ایک صفت ... معطل و بیکار رہتا ہے۔ مگر اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ... ہر وقت کام لے رہا ہے اور کبھی کسی ایک صفت سے ... ہے۔ تو وہ مالک ... مگر ویدک عقیدہ کی رو سے خدا تمام صفات سے ... ہو جاتا ہے۔ ... صفت ... اس سے اس کی ... نہیں ہوتیں۔ مگر یہاں ... ہی دگرگوں ہے۔ ویدک پرمیشر کی بابت ایک اور عجیب بات ملاحظہ ہو۔ دیکھئے سنوسمرتی مترجم ... ادھیائے اشلوک ۴ ۔

" وہ پرمیشور ... دن میں کام کرتا ہے اور رات سوتا ہے۔ جب جاگتا ہے۔ تب ... سن کو سرشٹی رچنے کے لئے آگیا دیتا ہے "

نوٹ ۔ پرمیشور کا ایک دن یا رات ایکہزار چترنگی کے برابر ہے سنوسمرتی ...

ہم الزام ان کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا ۔

... دیکھئے سنوسمرتی میں ... لکھا ہے کہ ایک ہزار چترنگی کے ... وید ... ابتر است فرماتے ہیں لاحول ولا قوۃ الا باللہ ۔ قرآن شریف نے اس عقیدہ کو بہت صاف رد کیا ہے ۔ لا تاخذہ سنۃ ولا نوم ۔ نہ خدا کو نیند آتی ہے نہ اونگھ ۔

مہاشہ صاحب! اب بتلائیے ماننے والوں تک خدا اپنی قدرت کس پر ظاہر کرتا ہے ۔ کیا خدا بھی نیند لیتا ہے کیا وہ تھک جاتا ہے ۔ جو نیند میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ افسوس ایسے عقائد کے رکھتے ہوئے مقدس اسلام کے شہرہ آفاق اصولوں پر بیہودہ اعتراض کرنا۔ اگر مہاشہ جی کے دل میں حق کے قبول کرنے کی رغبت ہوگی ۔ تو ضرور وہ اسلامی ... اصولوں کا مقابلہ کرکے صداقت کو قبول کرینگے ۔ ایک اور بات بھی ہم بتلا دیں۔ جو اس جواب کے ذیل میں آنی ضروری ہے وہ یہ کہ ... [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت نواب صاحب مالیر کوٹلہ سے معہ بیگم صاحبہ بخیریت تمام ۹ فروری ۱۹۱۸ء کو قادیان تشریف لے آئے۔

احمدیہ کو آپریٹو سٹور کا کام بفضلہ تعالیٰ دن بدن ترقی پر ہے۔ روپیہ کثرت سے ملتا ہے۔ مگر کام کرنیوالے آدمی نہیں ملتے۔ اس لئے اسکی اشاعت اور فروخت کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ ذمہ واران سٹور فکر میں ہیں۔ اور سوچ رہے ہیں۔ کہ کام کرنیوالے آدمیوں کو بہم پہونچائیں۔

جنازہ غائب۔ برادرم منشی عبدالرحیم صاحب انبالوی کو [illegible] ہے۔ احباب۔ والے جنازہ پڑھکر پسماندگان کے لئے صبر جمیل و نعم البدل کی دعا کریں۔

(۲) آج بتاریخ ۳ ماگھ ۱۹۷۴ بکرمی کو جناب راجہ غلام حیدر خان صاحب احمدی جاگیردار ساکن باڑی پورہ کشمیر ایک یوم علیل ہوکر بعارضہ بخار اپنے مالک حقیقی کو جا ملے ہیں۔ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پرانے خداموں میں سے تھے۔ اور انجمن باڑی پورہ کے ایک اعلیٰ رکن تھے۔ اور مرحوم نے خلافت ثانیہ کے عہد مبارک میں بھی خوب ثابت قدمی دکھائی۔ اور مرحوم نے اپنی زندگی میں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر طرح امداد کی۔ اور مطابق حکم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وصیت بھی کردی۔ احمدی برادران مرحوم کا جنازہ غائب ادا کریں۔

مجموعہ اشتہارات۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام خاکسار ایڈیٹر فاروق نے شروع کردیا ہے کاتب لکھ رہا ہے۔ انشاء اللہ پہلی جلد جلدی شائع ہوگی۔ خریداران ایک روپیہ پیشگی قیمت کا فوراً ارسال کریں۔ ورنہ قیمت نہیں لیگی۔

الحکم سلسلہ کا سب سے پہلا اخبار جسنے اپنی زندگی میں قوم و سلسلہ کی بہت خدمت کی ہے۔ اسکے متعلق دو تین سال کے لگاتار آرام کے بعد اب پھر جاری ہوا ہے۔ اور بیسویں جلد کا پہلا نمبر ۷ فروری ۱۹۱۸ء کو مکرمی شیخ یعقوب علی صاحب نے شائع کردیا ہے۔ احباب اس طرف توجہ فرماویں۔ اور کہنہ مشق ایڈیٹر سلسلہ کی اعانت کریں تاکہ الحکم پھر بند نہ ہو۔ مفصل انشاء اللہ پھر لکھوں گا یہ صرف اطلاعی نوٹ درج کردیا ہے۔

مکرمی قاضی اکمل صاحب۔ پندرہ روز کے واسطے گولیکی اپنے مالوف (وطن) کو تشریف لے گئے ہیں۔ خدا بخیریت ان کو واپس لائے۔ آمین۔

اخویم خان صاحب ذوالفقار علی خان صاحب رامپوری جو سلسلہ کے ایک نہایت مخلص احمدی پرجوش ممبر ہیں۔ ملازمت سے سبکدوش ہوکر اپنی [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان ۱۴ر فروری ۱۹۱۸ء

تیرے منہ کی قسم

میں جلسہ پر قادیان آیا۔ میرے مخدوم قاضی اکمل صاحب نے پیغام نکالکر دیا کہ میری فریاد کے جواب میں یہ مضمون شائع ہوا ہے۔ اسکو پڑھا۔ درد دل سے بے تاب ہو گیا اس درد کی حالت میں رات گذری۔ صبح ہی جبکہ سورج سُرخ سُرخ بادلوں میں نکل ہی رہا تھا۔ میں اپنے مسیح کے مزار پر گیا۔ درود کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ جبکہ درود بھیج ہی رہا تھا کہ دل سے۔ درد بھرے دل سے یہ آواز نکلی۔ تیرے منہ ہی کی قسم میرے پیارے پھر اس بے تابی کی حالت میں خدا جانے کیا کچھ کہہ گیا شاید یہ الفاظ ان کو ظاہر کر سکیں۔ والسلام

عاجز محمد صدیق احمدی طالب علم

تیری قسم میرے پیارے۔ تیرے منہ کی قسم میں درد سے بے تاب ہو کر آیا ہوں۔ میں درد بھرے دل کو لیکر حاضر ہوا ہوں۔ اور جسطرح تو نے درد سے بیقرار ہو کر۔ قوم کے ظلم سے تنگ ہو کر مدینہ منورہ میں سونیوالے۔ یثرب کی مٹی تلے مدفون ہونیوالے آقا کی جناب میں یہ فریاد کی تھی ؎

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے میرے پیارے آج
شور محشر تیرے کوچہ میں مچایا ہم نے

اسیطرح ہاں اسی طرح تیری پیروی میں۔ میں بھی آج قوم کے ظلم سے تنگ آ کر کہتا ہوں ؎

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے میرے پیارے آج
شور محشر تیرے کوچہ میں مچایا ہم نے

آہ! مجھ کو تیری [illegible] کرنے شرک قرار دیا جاتا ہے [illegible]

نے مجھ کو مشرک قرار دیا۔ نہیں معلوم تجھ کو کیا قرار دیں۔ جو تجھ سے دُور ہونیوالے کچھ کہیں۔ میں تو تیری پیروی کا دم بھرتا ہوں۔ اگر یہ شرک ہے۔ اگر یہ کفر ہے تو بخدا اسکا ذمہ دار ابراہیم خلیل اللہ کو بھی مشرک کہا گیا تھا۔ حضرت سلیمان کو بھی مشرک کہا گیا تھا۔ اور تجھ کو بھی لوگ ایسا ہی کہتے تھے۔ اور کہتے ہیں۔ مگر۔ تو خلیل اللہ ہی مشرک تھا نہ سلیمان مشرک تھا۔ اور نہ تو مشرک ہے۔ اور میں بھی تیرے قدموں میں کھڑے ہو کر یہ اقرار کرتا ہوں۔ اور تیرے غلاموں میں شامل ہوتے وقت بھی اقرار کیا تھا کہ شرک نہیں کروں گا مگر مجبور ہوں۔ اور درد سے مخمور ہوں کہ چند باتوں کا اظہار تیری جناب میں اسطرح تیری پیروی میں کروں ؎

میں یہ نہیں جانتا کہ تو اس سے واقف ہے یا نہیں میں یہ نہیں جانتا کہ تجھ کو اس سے اطلاع ملتی ہے یا نہیں مگر میں عرض کئے دیتا ہوں کہ تیری وفات کے بعد کچھ لوگ تیرے قادیان سے۔ تیرے کد عہ سے۔ تیرے مدینہ سے تیرے لنگر سے۔ تیرے مقبرہ سے۔ تیری انجمن سے اور تیرے خدا کے حکم سے مقرر کردہ مقامات سے قطع تعلق کر چکے ہیں۔ اور تیرے تمام دعووں پر ایمان نہیں رکھتے۔ جو تو نے بیان فرمائے ہیں۔ تیرے یثرب میں آنے سے یہ لوگ روکتے ہیں تیرے مدینے میں ہجرت کرنے سے یہ منع کرتے ہیں۔ اور تیرے یأتون من کل فج عمیق کے نشان کو یہ مٹا رہے ہیں۔ اور اس کو ایک محدود زمانہ کے لئے بتلاتے ہیں۔ جسکی مدت تیری زندگی کے آخری ایام تک ہی تھی۔ مگر میرے پیارے سونیوالے کیا یہ سچ ہے تیرے آقا نے بھی ایک دفعہ یہ اعلان کیا تھا۔ اور یہ اعلان آپ کی زندگی تک نہیں تھا۔ بلکہ قیامت تک کیلئے ہے اور اگر کوئی اس نشان کو محدود بتلائے تو لعنتی ہے۔ وہ واقعات کو جھٹلائے گا۔ اسی طرح تیرے اس قیامت تک کے نشان کو محدود قرار دینا بھی گویا لعنت کو خرید نا ہے تو نے اپنے مسکن کی بابت فرمایا ہے کہ یہ بڑھیگا۔ پھیلیگا اور بیاس تک پہنچیگا۔ مگر اس نشان کو بھی ان کے کہنے کے مطابق حضور کی زندگی تک ہی مان لیا جاوے تو کس قدر ظلم کی بات ہو۔ پھر لوگوں کو ہجرت کرنے کے لئے [illegible]

آہ! حضور کی زندگی تک [illegible]

حضور کا یہ فرمانا کہ بیاس تک بڑھیگا۔ غلط ٹھہرتا ہے تو نے قادیان کو دارالامن والامان فرمایا ہے۔ یہ مقام خلد و مقام خوف بتلاتے ہیں۔ تو نے لوگوں کو وہاں ہجرت کرنے کا اعلان دیا تھا۔ مگر یہ وہاں سے ہجرت کرنا کار ثواب بتلاتے ہیں۔ اور کئی ایک آدمی قادیان سے نکل ہی گئے ہیں۔ آہ! آہ!! آہ!!! تیرے ہر فعل پر حملہ آور ہیں۔ تیرے ہر قول کی تضحیک کر رہے ہیں۔ یہ صرف تیرے محمود اور تیرے جگر پارے کی مخالفت میں اندھے ہو کر رہے ہیں۔ میری آنکھ پُر آب ہو جاتی ہے۔ میرا دل پہلو میں تڑپ جاتا ہے۔ اور دنیا میری آنکھوں کے آگے تیرہ و تاریک ہو جاتی ہے۔ جب ان سب باتوں کا تصور باندھتا ہوں کہ تو کیا چاہتا تھا۔ تیرا خدا کیا چاہتا ہے اور یہ کیا چاہتے ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ جہاں میں اور بستیں بے شک بڑھیں۔ یہ چاہتے ہیں۔ دنیا میں اور قومیں بے شک ترقی کریں۔ یہ چاہتے ہیں۔ دنیا میں اور صوفی سجادہ نشینوں کے نام روشن ہوں۔ لیکن اگر کوئی برباد ہو۔ تو قادیان ہاں تیرا قادیان برباد ہو۔ اگر کوئی قوم ترقی نہ کرے۔ تو یہ سلسلہ ہو۔ اگر کسی کا نام نہ روشن ہو تو آپ ہو۔ تو نے قادیان میں بار بار آنے کو فرمایا تھا۔ مگر یہ چھوڑ بیٹھے ہیں۔ تو نے قادیان میں چندہ دینا فرض قرار دیا تھا یہ ترک کر بیٹھے ہیں۔ تو نے ایک انجمن قائم کی۔ اور یہ اسکو اپنے زعم میں توڑ بیٹھے ہیں۔ اسوجہ سے چند لوگ اس سے علیحدہ ہو گئے ہیں ؎

یہ کہتے ہیں کہ اس تیرے پیارے خلیفہ کی وفات پر جو اس وقت تیرے پہلو میں آرام کر رہا ہے۔ مجلس شوریٰ نہیں ہوئی۔ یہ مولا جھوٹ ہے۔ مجلس شوریٰ ہوئی۔ میری ان پُرنم آنکھوں کے سامنے ہوئی۔ مجلس اندر تھی۔ میں باہر تھا۔ محمد علی [illegible] تھا۔ محمد احسن موجود تھا۔ ڈاکٹر موجود تھے۔ پھر کس منہ سے کہتے ہیں کہ مجلس نہیں ہوئی۔ یہ جدی بات ہے کہ جو بات یہ چاہتے تھے۔ وہ عمل میں نہیں آئی۔ یہ چاہتے تھے [illegible] ہو۔ یہ چاہتے تھے کہ تیرے سلسلہ کی بھی [illegible] ہاں مولا ایسا نہیں ہوا۔ تیری بھیڑیں ایک گلہ بان کے نیچے ہیں۔ اور تیرا سلسلہ ایک انتظام [illegible]

[illegible]

انشاء اللہ اور ترقی کرے گا ۔

یہ کہتے ہیں کہ ہم تیرے پہلو میں سونیوالے کا جنازہ چھوڑ کر چلے گئے تھے ۔ اور راستہ میں ہنر پر جا رہے تھے ۔ آہ! کس قدر غلط ۔ تو خود ان سے دریافت کر لینا ۔ ہم تیرے پہلو میں سونیوالے کے جنازے پر موجود تھے ۔ تیرا محمود موجود تھا اور ضرور موجود تھا ۔ میں جسطرح یہاں حاضر ہوں وہاں پر بھی حاضر تھا ۔ آہ! افترا ہے ۔ اور روافض کی طرح افترا ہے کہ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تیرے آقا و مولا کے جنازے کو چھوڑ کر خلافت کی تمنا میں چلے گئے تھے ۔ اور آج یہ گروہ بھی اس کی تقلید میں ہم پر الزام لگاتا ہے ۔ ہم نے ہی اس تیری پیارے اور سب سے پیارے کی تکفین کی ۔ اور ہم نے ہی اس کو تیرے پہلو میں لا لٹایا ۔ اور تیرے محمود نے اس کا جنازہ پڑھا ۔ پھر میں نہیں جانتا ۔ مولا یہ کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم نے جنازہ چھوڑ دیا تھا ۔ اور راستوں پر چلے گئے تھے ۔ یہ لوگ خود ادھر ادھر بھاگے پھرتے تھے ۔ راتوں رات خفیہ اور فتنہ پھیلانے والا ٹریکٹ تیار کیا ۔ سٹیشنوں پر یہ لوگ گئے ۔ ریل گاڑیوں میں بیٹھ کر انہوں نے فتنہ پھیلایا ۔ چلتے چلتے لوگوں کو انہوں نے بہکایا ۔ قادیاں میں سب سے پہلا فتنہ تیری وفات پر ان لوگوں نے کھڑا کیا اور فتنہ کے بانی خود یہ لوگ ہیں

تیرے منہ کی قسم میرے پیارے ہم نے پہل نہیں کی ۔ یہ اس فتنہ کے اٹھانے والے ہیں ۔ اور اقرار بھی کرتے ہیں کہ میں نے یہ فتنہ پہل کی ہے ۔ ہم نے صدر انجمن کو نہیں توڑا ۔ ہم نے کسی کو اس سے علیحدہ نہیں کیا ۔ بلکہ یہی لوگ ہیں ۔ جو آپ علیحدہ ہوئے ۔ اور خود چندہ بند کیا ۔ اور بند کرنے کا اعلان کیا ۔ محمد علی اور اس کے رفقا نے یہاں اور خواجہ نے لنڈن سے اعلان کیا کہ چندہ دینا بند کر دو ۔ لنگر میں روٹیاں کھانے والے خود بخود بھاگ جاوینگے ۔

تیرے پیارے سونیوالے! انہوں نے خیال کیا تھا کہ تیرے قائم کردہ مدارس ان کے چندہ ملنے کی وجہ سے [illegible] انہوں نے خیال کیا تھا کہ ان کے چندے [illegible] تیرا قائم کردہ لنگر بند ہو جائیگا [illegible]

جائے گا ۔ اور بیری بستی پر ۔ تیری قادیان پر مشنری حکومت ہو جائے گی ۔ انہوں نے یہ خیال کر لیا ۔ کہ ان کے وجود سے یہ تیرا سلسلہ قائم ہے ۔ اور اپنے تئیں اس عمارت کے ستون خیال کرتے تھے ۔ کہ جہاں یہ ادھر ادھر سرکے اور ساری عمارت نیچے آ رہی ۔ پھر اپنے تئیں اس تیرے [illegible] کے وہ دھاگے سمجھتے تھے ۔ کہ جن کے نکلتے ہی [illegible] تار ہو جائے گا ۔ اور یہ سلسلہ کڑی کڑی ہو جائے گا ۔ مگر میرے پیارے دنیا سے نرالے سونیوالے میرے آقا تو یہ ہوا ۔ میں وہ لنگر برابر جاری دیکھتا ہوں میں [illegible] قادیان میں رونق [illegible] ۔ میں دیکھتا ہوں ۔ میں [illegible] ہر طرح کی ترقی [illegible] ہے ۔ میں تو طالب علم [illegible] [illegible] کرتا ہوں ۔ میں تو مشنری [illegible] قادیاں سے دور ہی [illegible] ہوں اور اگر [illegible] کسی کو بھیج دیتا ہوں تو وہ تیرے غلاموں [illegible] سے [illegible] مجھ کو تو [illegible] [illegible] تیرے [illegible] مدرسہ [illegible] مجھکو تو تیرے قدموں میں سونے والے اور سونے کی خواہش کرنے والے زیادہ ہی [illegible] ان کے اعلانوں [illegible] باتوں کی بابت اس [illegible] خیالوں کو سچ یقین کروں جنکا نتیجہ کچھ اور ہی ظاہر کر رہا ہے

میں اس کے قائم کردہ مقبرہ کو دیکھ آیا ہوں ۔ یہاں خود تو میرا سب سے پیارا دوست اور لیڈر قوم اور دوست [illegible] آرام کر رہا ہے ۔ وہاں پر اگر کوئی چیز ہے ۔ تو [illegible] ہے ۔ [illegible] کو سفید اور کڑوا دودھ اور جس کا دودھ تو جانتا ہے ۔ کن لوگوں کی خوراک ہے ۔ یہ ہماری ترقی کو دیکھ آتش حسد میں جل رہے ہیں ۔ یہ ہمارے کاموں کو دیکھ کر جل بھن رہے ہیں ۔ اور کاشت اس مقبرہ کی کر رہے ہیں ۔ شاید کہ کبھی آتش حسد کی گرمی تسکین پاسکے ۔ اور اس کا سفید دودھ کچھ تسکین دے ۔

تیرے قائم کردہ مقبرہ میں لیٹنے سے ان کو نفرت پیدا ہو گئی ہے ۔ تیرے قدموں میں لیٹنے سے یہ متنفر ہیں ۔ تیرے دوستوں میں یہ شامل نہیں ہونا چاہتے اسلئے انہوں نے ایک جگہ خریدی ۔ جہاں اٹھو بیٹھتے ہیں ۔ اور بولتے رہینگے ۔ اس کو یا ۔ حضور میرا خیال ہے ۔ کہ ایسا ضرور ہونا چاہئے تھا ۔ کیونکہ جو تیرے دوست ہونگے ۔ وہ تیرے قائم کردہ مقبرہ میں دفن ہوں گے ۔ اور تیرے قدموں میں لیٹنا خوشیاں کریگے ۔ ہاں وہ جو تجھ سے اور تیرے قائم کردہ مقبرہ سے [illegible] کہلا کر کنارہ کشی کرینگے ۔ ضرور ان کی دوسری [illegible] جگہ چاہیے ۔ سو سونا انتظام ہو گیا ہے ۔ اس مقبرہ کو حضور نے قائم کر کے خدا کے حکم سے اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا ہے ۔ [illegible] اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے بہشتی ہوں گے ۔ یہ جگہ پسند فرمائی ہے مگر ان لوگوں نے [illegible] جو تجھ سے علیحدہ ہو گئے ہیں ایک مقبرہ قائم کیا ہے [illegible] کے حکم سے ۔

[illegible] کہا جاتا ہے کہ ہم نے تیری کتابوں کو منسوخ قرار دیا ہے ۔ ہم ان کو ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قائل ہیں [illegible] کس قدر جھوٹ ہے ۔ میرے پیارے سونے والے [illegible] ہم تیری کتابوں کو آنکھوں سے لگاتے ہیں ۔ تیری [illegible] کو پڑھتے ہیں ۔ اوروں کو پڑھنے کے لئے دیتے ہیں [illegible] شایع کرتے ہیں ۔ انکی اشاعت میں کوشاں ہیں ۔ تیرے حکموں پر عمل پیرا ہیں ۔ تیرے سب دعووں پر ایمان رکھتے ہیں میرے پیارے یہ خود میں [illegible] یہ خود ہیں کہ تیرے آسمانی دعووں پر ایمان [illegible] رکھتے ہیں ۔ اور ادھوروں پر نہیں ۔ تیرے دعوی نبوت کو قرآن و حدیث کے برخلاف بتلاتے ہیں بیشک اب ہم تیری اُن باتوں کو نہیں مانتے ۔ جن کا تو نے خود اپنی قلم سے رد کر دیا ہے ۔ اور جسکو تو نے خود منسوخ کر دیا ہے ۔ خدا کی قسم اب ہم تیرے اس قول کو نہیں مانتے ۔ کہ مسیح آسمان پر زندہ موجود ہے ۔ کیونکہ تو نے خود فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ وفات پا گیا ہے ۔ اور تو اس کی جگہ مسیح ہو کر آیا ہے ۔ ہم اب بے شک نہیں مانتے ۔ خدا کی قسم نہیں مانتے ۔ حضور کے اس خیال کو کہ مسیح اسرائیلی تجھ سے بڑھکر ہے ۔ کیونکہ خود فرما دیا ہے ۔ کہ میں ابن مریم سے ہر شان میں بڑھکر ہوں ۔ بیشک ٹھیک ہے کہ اوائل میں حضور کا یہی عقیدہ تھا ۔ کہ تجھکو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ۔ وہ نبی ہے ۔ اور خدا کے مقربین میں سے اگر کوئی امر حضور کی فضیلت کا ظاہر ہوتا ۔ تو حضور اس کو جزوی فضیلت قرار دیتے تھے ۔ مگر میں اب تیری قسم اور تیرے منہ کی قسم ان باتوں کو نہیں مانتا ۔ کیونکہ فرما دیا ہے ۔

"مگر بعد میں خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا" حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹۔

ہم نہیں مانتے اور بے شک نہیں مانتے کہ حضور عیسیٰ نہیں ہیں۔ مہدی نہیں ہیں۔ مسیح موعود نہیں ہیں۔ الہامات کی موجودگی میں بھی انکار کیا۔ مگر جب فرمادیا کہ میں ہی ہوں۔ پہلے حقیقت پر محمول نہیں فرماتے تھے۔ اب حقیقتاً میں مسیح موعود ہوں۔ مہدی ہوں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ ہم نہیں مانتے۔ اور ہرگز نہیں مانتے حضور کے اس خیال کو کہ نبی وہ ہوتا ہے۔ جو کسی صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو۔ کیونکہ بعد میں تو نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرمادیا ہے کہ "شریعت کا لانا اس کے لئے (نبی کے لئے) ضروری نہیں۔ اور نہ یہ ضروری ہے کہ صاحب شریعت رسول کا متبع نہ ہو" میں نہیں مانتا ہاں نہیں مانتا کہ حضور نبی نہیں ہیں۔ کیونکہ بارش کی طرح خدا تعالیٰ کی وحی نے نازل ہوکر آپ کو اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ اور صریح طور پر نبی کا خطاب دیا۔ اور فرمادیا تھا کہ میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں۔ اگر میں اس کا انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کروں۔ میں اسپر اسوقت تک قائم ہوں۔ جو اس دنیا سے گذر جاؤں" (اخبار عام)

میرے پیارے دنیا سے نرالے مسیح بے شک تو نبی ہے۔ اور خدا کے حکم سے نبی ہے۔ اور اگر میں تیری نبوت سے انکار کروں۔ تو میرا گناہ ہوگا۔ واقعی تیرا نام خدا نے نبی رکھا ہے۔ میں انکار نہیں کرتا۔ میں اسوقت تیری قبر کے سامنے کھڑے ہوکر وعدہ کرتا ہوں۔ کہ میں اسپر اسوقت تک قائم ہوں۔ جو اس دنیا سے گذر جاؤں ۔

میرے پیارے سونیوالے پیارے! تیری یہ قسم سچی قسم ہے کہ :-

"میں اس خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں۔ جسکے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ اسی نے مجھے بھیجا اسی نے میرا نام نبی رکھا۔ اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے"

حضور میں بھی تیری طرح تیری پیروی میں قسم کھاتا ہوں۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس نے تجھے بھیجا۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس نے تیرا نام نبی رکھا۔ خدا کی قسم اس خدا کی قسم جس نے تجھ کو مسیح موعود کے نام سے پکارا۔ تو خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہے۔ تیرا نام نبی ہے۔ اور تو نبی بناکر ہمارے لئے بھیجا گیا ہے۔ اور تو مسیح موعود ہے۔ تیرے نبی ہونے میں مجھ کو ہرگز شک نہیں ہے۔ تیری قسم تیرے منہ کی قسم تو اس زمانہ کے لئے نبی ہوکر آیا ہے۔ تیری قسم تیرے منہ کی قسم تو جری اللہ ہے۔ اور اگر ان نشانوں کو جو خدا نے تیری نبوت ثابت کرنے کے لئے دکھلائے۔ ہزار نبی پر بھی تقسیم کیا جائے تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ (مفہوم چشمہ معرفت) میرے پیارے انہوں نے تیرے خدا کو شاہد کرکے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ تو اللہ تعالیٰ کا سچا رسول ہے۔ اور اس زمانہ کی ہدایت کے لئے دنیا میں نازل ہوا۔ اور تیری متابعت میں ہی دنیا کی نجات ہے۔ اور جو درجہ تو نے بیان فرمایا ہے۔ اس سے کم وبیش کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ (مفہوم پیغام ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء) آج یہ لوگ اس کا انکار کریں تو کریں۔ میں اس امر کا اظہار ہر میدان میں کرتا ہوں اور کسی کی خاطر اس عقیدہ کو بفضلہ تعالےٰ چھوڑ نہیں سکتا ۔

حضور مجھ کو چین نہیں آئے گا۔ جب تک میں درد نہانی کا بھی اظہار نہ کروں۔ میں نے پہلے ہی اپنی فریاد میں فریاد کی تھی کہ انہوں نے اس طرز تبلیغ کو چھوڑ دیا ہے۔ جو تیری پسندیدہ تھی۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ جب حضور کی پسندیدہ طرز تبلیغ پر وطن اخبار نے سوال اٹھایا تھا کہ آپ کے دعوے کو دنیا کے سامنے نہ پیش کیا جاوے۔ تو اس صورت میں وہ مدد کرنے کا وعدہ کرتے تھے۔ روپیہ پیش کرتے تھے خریدار دیتے تھے۔ مگر حضور نے اس کی مدد پر کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ ان کے روپیہ پر لات مار دی۔ ان خریداروں کی طرف التفات بھی نہ کی۔ بلکہ مولوی محمد علی کو بلاکر کہا۔ تو نے یہ کہہ نہ دیا تھا کہ مجھ کو چھپاکر کونسا اسلام پیش کروگے۔ جسپر محمد علی نے گردن جھکادی تھی۔ مگر آج جس بات سے تو نے ان کو منع کیا تھا۔ وہی ان لوگوں نے کی۔ آہ! کیا یہ افسوس کی بات نہیں ہے۔ کیا یہ رونے کا مقام نہیں ہے۔ کہ اور پیروں۔ گدی نشینوں یا تیرے مخالف صوفیوں کا ذکر ان کے رسالہ میں ہو۔ مگر تیرا نام اور تیرے دعاوی پر کچھ دکھایا جاوے۔ اوروں کی تعریف ہو۔ اور تیرا نام لینا اور تیرا قائم کردہ سلسلہ کا تذکرہ کرنا سم قاتل بن جاوے۔ یہ لوگ پہلے ایمان کی خاطر۔ نجات کی خاطر۔ اسلام کی خاطر۔ تیرے ہاتھ بک گئے تھے۔ اور تجھکو اور تیرے نشانوں کو دنیا کے سامنے ہر میدان میں پیش کرتے تھے۔ آہ! آج شہرت کی خاطر۔ چندروپیوں کی خاطر۔ اور دنیا کے لوگوں کو خوش کرنے کی خاطر ان برائے نام مسلمانوں کے ہاتھوں پر بک گئے ہیں جن کو تو مسلمان بنانے آیا تھا۔ اور جن کی حالت ایسی ہوگئی تھی کہ تیرے جیسے وجود کو نازل کرکے اور نبی کرکے ان کی اصلاح کی جائے۔ مگر بجائے ان کی اصلاح کرنے کے ان میں ہی ملتے جاتے ہیں۔ لنڈن میں جاکر انہوں نے تیری مخالفت اور سخت مخالف کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ حالانکہ تو نے حرام اور قطعی حرام قرار دے دیا تھا ۔

ان لوگوں نے تیری وفات کے کچھ عرصہ بعد تک تیرے نام کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ بنگالہ والی پیشگوئی پورا ہونے پر اس کو تسلیم کیا۔ موسیٰ ندی ٹوٹنے پر نظام حیدرآباد کو ڈرایا ہے۔ اور تیری نبوت اور نذیر ہونے کو جلی لفظوں میں اسکے سامنے پیش کیا۔ ترک جب بلقان وار میں شکست کھارہے تھے۔ تو ان کو اور یورپ والوں کو تیری پیشگوئی سنائی۔ مگر جب سنہری اور روپہلی اغراض پیش آئیں۔ تو پھر خواجہ نے خاموشی اختیار کرلی۔

یہ تو وہ باتیں۔ یہ تو وہ درد دکھ کی داستان تھی۔ جو مجھ کو بے چین کئے دیتی تھی۔ اور یہی جو مجھ کو اسوقت یہاں کھینچ لائی۔ مگر میرے پیارے تیرے خدا سے بھی کچھ عرض کرنا ہے ۔

اے وہ خدا جو تمام نقائص سے پاک ہے۔ اے وہ خدا جو تمام جہان کا رب ہے۔ اے وہ خدا جو رحمٰن ہے۔ اے وہ خدا جو رحیم ہے۔ اے وہ خدا جو مالک یوم الدین ہے۔ اے وہ خدا جو قادر مطلق ہے۔ اے وہ خدا جو [illegible] کرتا ہے۔ اے وہ خدا جس نے [illegible]

...ور رحمت للعالمین وخاتم النبیین بناکر بھیجا ہے وہ خدا
...جس نے مسیح موعود کو اس وقت جہاں کی نجات کے لئے
مبعوث کیا ہے وہ خدا جس نے ہم کو اس کی غلامی میں
شامل ہونے کی توفیق دی۔ میں کمزور ہوں۔ گنہگار ہوں
میں نالائق ہوں۔ میں انسانوں کی عار ہوں۔ میں بشر کی جائے
نفرت ہوں۔ مگر تو اے خدا جو غفار ہے۔ عیب پوش
ہے محسن ہے۔ پیدا کیا ہے۔ تیری جناب میں یہ عرض
کرتا ہوں۔ کہ تو پاک ہے۔ مجھکو بھی پاک کر دے۔ تو رحمن
ہے۔ تو رحیم ہے۔ مجھ میں رحم کا مادہ پیدا کر دے۔ اور
میرے نقص و عیب پر پردہ ڈال دے۔ کیونکہ تو غفار ہے
ستار ہے۔ میرے دل سے شرک نکال دے۔ مجھکو اپنا
فرمانبردار بنا لے۔ اور مجھے قرآن پر چلنے کی پوری توفیق
دے۔ اور میں کسی بھی [illegible] کو توڑنے والا نہ بنوں۔ تکبر کو
نخوت کو [illegible] میرے اندر سے نکال دے۔ مجھ میں
عاجزی اور فروتنی پیدا کر دے۔ میرے دل میں اسلام
[illegible] تیری رضا کے لئے اور تیرے [illegible] کے لئے
آگ لگا دے۔ اور وہ آگ میری تمام خواہشات کو
جلا کر خاک کر دے۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے جی ہٹا دے
اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور مجھکو اس قابل بنا دے
کہ دین کو دنیا پر مقدم کروں۔ آمین ثم آمین۔
میرے دل میں تھا ایک تپش ہے میرے دل میں
الم ہے۔ اور اس سے وہی واقف ہو سکتا ہے جو
تپش رکھتا ہو۔ یا وہ دلفگار ہو۔ یا مولا تو ہی جانتا
ہے۔ وہ کیا ہے؟ کہ تیرا نام دنیا میں بلند ہو۔ تیرے
محمد مصطفےٰ کا نام جہاں میں روشن ہو۔ تیرے اسلام
[illegible] فوج در فوج قبول کریں۔ اور اس زمانہ کے نبی کو
[illegible] لیں۔ اور پھر وہ جو ان کر [illegible] ہو گئے ہیں۔ مولا
[illegible] کر ہی پھیر دے۔ یوسف کے بھائیوں کی
[illegible] کے دلوں میں پشیمانی پیدا کر دے۔ اور وہ آئیں اور
[illegible] آئیں۔ اور ہم ان کو اپنے سینوں سے لگا کر دل
نکالیں۔ مولا! آنکھیں پر آب ہیں۔ اس نظارہ کی
[illegible] آنکھیں [illegible] دیکھا۔ اور دل نے محسوس کیا
[illegible] یہ رحم فرما رحم فرما۔ آمین۔
[illegible]

دل بھر گیا ہے۔ آنکھیں ڈبڈبا آئی ہیں۔ لوگ قبروں پر جاتے
ہیں۔ وہ وہاں نذر و نیاز دیتے ہیں۔ مگر تو نے تو ہمارے
اندر سے اس قبر پرستی کو دور کر دیا ہے۔ مگر یہ بیماری صدیوں
کی ہے۔ اس لئے جی چاہتا ہے کہ میں بھی کچھ حضور کے
مزار پر چڑھاؤں۔ خواہ لوگ اس کو کچھ کہیں۔ شرک قرار دیں
بناسکیں۔ میری طاقت سے یہ بات باہر ہے۔ جہاں
تک طاقت میں تھا۔ ضبط کیا۔ یہ آنکھیں چاہتی ہیں اور
اسی واسطے پُر آب ہیں کہ دو قطرے تیری قبر پر چڑھا دیں
لو بس۔ اے میری بے تاب آنکھو! گرا دو۔ گرا دو۔ دو
قطرے گرا دو۔ لوگ اور جگہ پھول چڑھاتے ہیں۔ مگر پیارے
مسیح کی قبر سونی پڑی ہے۔ تم اے میری آنکھوں! ان
آنسوؤں کی ایک لڑی تیار کرو۔ درد کے اظہار کے لئے
تم رو دو۔ اور اس خاک پر جسکے نیچے میرا پیارا سوتا ہے
یہ نذر چڑھا دو۔ اور رخصت ہو۔ اگرچہ کوئی نہیں جو
کہ آن کر یہاں ان کو دیکھیگا۔ اگرچہ کوئی نہیں جو آن کر اس
چڑھاوے کو اٹھائیگا۔ مگر ہاں ضرور یہ دو آنسو اپنا اثر
کرینگے۔ اور ضرور کرینگے بے شک یہ زمین پر گرینگے
اور گر کر فنا ہو جائینگے۔ مگر ان کے بخار آسمان پر جاتے
ہوئے ہر کسی کو دکھائی دینگے۔ اور ہر وہ آنکھ جو درد
رکھتی ہے۔ رو دیگی۔ اور ہر وہ دل جو تپش رکھتا ہے
پگھل جائیگا۔ بس اے میری تم آنکھو! ان کو گراؤ۔ اور
رخصت ہو۔ والسلام۔

فریاد بحضور رسول خدا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

یا محمد مصطفےٰ فریاد ہے فریاد ہے
ہاتھ میں تیغ ستم لیکر کھڑا جلاد ہے
دام غداری بچھائے تاک میں صیاد ہے
ہر طرح کی گالیاں دیتا ستم ایجاد ہے
حال عرض [illegible] مظلوم کی
ورنہ جان بیکار رہ جائیگی [illegible] کی

کیا رقم اپنا کریں افسانۂ رنج و ملال
ہم ستائے جا رہے ہیں قوم سے مثل بلال
قوم ہے سر پر کھڑی آمادۂ جنگ و جدال
ہاتھ میں تیغ ستم ہے یا رسول ذو الجلال
ہر طرف اس بانی جور و جفا کا زور ہے
مار ڈالو میرزا کے معتقد کو شور ہے
ہو گیا چھلنی تن لاغر ستم کے تیر سے
ہاتھ پاؤں باندھتے ہیں بغض کی زنجیر سے
چھینتے ہیں گوہر ایمان ہر تدبیر سے
یا محمد تم بچاؤ تیغ آتشگیر سے
ہم غلامی سے نہ منہ مرزا کے موڑینگے کبھی
رشتۂ شرط وفاداری نہ توڑینگے کبھی
ہم نے جب سے پیروی کی آپکے فرمان کی
یعنی جب سے کی غلامی احمدؐ ذی شان کی
ہو گئی دشمن خلائق ملک ہندوستان کی
اب نظر آتی نہیں ہے خیر کچھ بھی جان کی
نائبوں کو آخر اپنے ذرا سمجھائیے
یا محمد مصطفےٰ تشریف فرما لائیے
آپ کی امت ستاتی ہے ہمیں لیل و نہار
دو مقدس دوستوں کو کر چکی ہے سنگسار
خامۂ دل سے رواں ہونے لگا صبر و قرار
جز خدا کوئی نہیں عالم میں اپنا غمگسار
چھٹ گئے اپنے پرائے لٹ گیا باغ امید
مولوی آمادۂ پیکار ہیں بن کر یزید
حوصلہ [illegible] کہاں سے ہو دریافت کچھ حال ستم
افضل الامت کا ہے اے شہنشاہ امم
ہر طرح کی ذلتوں کا سامنا ہے دمبدم
اب تلک سر پر ہمارے ڈھا رہے ہیں کوہ غم
یا رسول اللہ لیجے ہم غریبوں کی خبر
آپکا دونوں جہاں میں ہے لقب خیر البشر
جان دینے کے لئے ہر وقت ہیں تیار ہم
زندگی سے ہو چکے ہیں سر بسر بیزار ہم
گالیاں سنتے ہیں لوگوں کی سر بازار ہم
روک سکتے اب نہیں تیغ ستم کا وار ہم

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں حضور نے حسن نظامی کے اس نامعقول حیلہ گریز از مباہلہ کا کہ بیس ہزار احمدیوں کے دستخط کرائے جائیں (کیونکہ اس کے چھوٹے دماغ میں کسی ناکام دست تمنا بریدہ نے یہ غلط خیال جما دیا ہے کہ سیدنا اولوالعزم کی غلامی میں زندگی بسر کرنے والے اور حضور کے حلقہ بگوش بہت کم تعداد میں ہیں) جواب مدلل بتائید روح القدس لکھ کر دہلوی مجاور کے ہوش و حواس درست کر دئے ہیں اور مباہلہ کے واسطے فریقین میں اس کو اور تخفیف دی ہے۔ یہ جواب عنقریب کثرت سے طبع ہو کر شائع ہوگا

[illegible]

اعلانات نکاح

۲۹ نومبر ۱۹۱۷ء کو بعد مغرب حکیم سید منظر علی صاحب کے ساتھ دختر سید پیر احمد شاہ صاحب ہوشیار پوری کا بعوض مہر تین سو روپیہ حضرت خلیفۃ المسیح نے نکاح پڑھا۔ خدا مبارک کرے۔ آمین •

۲۷ دسمبر ۱۹۱۷ء کو بعد نماز ظہر سالانہ جلسہ میں بی بی فاطمہ جمیلہ دختر مولوی احسان الحق صاحب بھاگلپوری کا نکاح میاں محمد لطیف صاحب بھاگلپوری متعلم بی۔ اے۔ کلاس کے ساتھ بعوض سات ہزار روپیہ ہوا۔ خدا تعالیٰ فریقین کے لئے اس کو بابرکت کرے۔ آمین •

۱۵۔ فروری ۱۹۱۸ء کو دختر سید [illegible] علی صاحب [illegible] [illegible] صاحب کا نکاح بعوض [illegible] [illegible] شاہ صاحب [illegible] [illegible]

۱۷۔ فروری ۱۹۱۸ء کو بعد نماز ظہر دختر سلطان محمد صاحب سیالکوٹی کا نکاح مکرمی مولوی محمد امین صاحب سابق مبلغ بخارا حال مقیم نورالائی سے بعوض مہر دو صد روپیہ ہوا مولوی صاحب ایک نہایت مخلص جوان صالح متقی احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے واسطے یہ بہت ہی مبارک کرے۔

نہایت ضروری۔ جس دوست کے پاس ۱۸۹۱ء سے پیشتر کا کوئی اشتہار یا تحریر مطبوعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ہو۔ اس کے صرف ہیڈنگ (عنوان) یا نفس مضمون اور تاریخ اشاعت وغیرہ کا پتہ لکھ کر ایڈیٹر الحق کے نام بھیج دیں۔ کیونکہ اس وقت حضرت علیہ السلام کے اشتہارات کو مکمل جمع کیا جا رہا ہے [illegible] [illegible]

[illegible] سے اشتہارات کامل طور پر [illegible] [illegible] جائیں مگر کوئی صاحب اس میں بخل نہ کریں نہ دیر کریں۔ جلد ان کا پتہ لکھ کر بھیج دیں ؁

سیدنا احمدؑ اور بلاد غربیہ

کسی خواجہ تاش سے کہا کہ خواجہ زر پرست پر اپنے استاد سیدنا احمد مسیح موعود کا نام بلاد غربیہ میں پیش کرنا فرض ہیں۔ اس کو جواب دیا گیا۔ کہ اگر خواجہ زر پرست خدا پرست ہوتا۔ اور دین اور دیانت سے پیار رکھتا۔ تو اس کا فرض اولین تھا۔ کہ حق کو استوار اور مضبوط کرتا اور وہاں کے لوگوں کو نہایت وضاحت سے سناتا کہ خدا کا فرستادہ مسیح موعود سیدنا احمدؑ اپنے وقت پر آ چکا۔ اور اہل عالم کو اس کے لوائے صلح دامن کے نیچے جمع ہو کر اپنے نجات کا فکر کرنا چاہیئے۔ مگر خواجہ زر پرست نے خدا پرست ہونے کا ثبوت نہ دیا۔ اور غیروں سے کے چند کھوٹے دراہم کے عوض میں اپنے آقا اور استاد کا مبارک نام فروخت کر دیا۔ اور اپنی باطل پرستی کا ثبوت دیدیا۔ ورنہ خدا کے مقدس فرستادہ نے اپنے شاگردوں کو مخاطب ہو کر یہ وصیت کی تھی کہ:۔

"تم میں سے جسکو دین و دیانت سے پیار ہے اب اس کا فرض ہے کہ وہ حق کر کے اقوام لوگوں کو یہ سنائے کہ وقت مسیح ہے۔"

گویا آپ نے دو فریق قرار دیے۔ ایک وہ جماعت جس کو دین اور دیانت سے پیار ہو گا۔ دوسرا گروہ فریق جس کو دین اور دیانت سے کوئی تعلق نہ ہو گا پس حضرت صاحب نے فریق اول کا یہ فرض قرار دیا۔ کہ وہ حق کو استوار اور مضبوط کر کے لوگوں کو یہ پیغام حق سنا دیں کہ یہ وقت مسیح موعود کا ہے۔ اور وہ مبارک انسان آ چکا ہے۔ مگر فریق ثانی احباب کو اپنا فرض [illegible] [illegible] مبارک پیغام کے پہنچانے [illegible] [illegible] کوئی اعتبار [illegible]

پس حضرت مسیح موعودؑ کے اس فرمان کے بموجب وہ جماعت احمدیہ جس کا سردار حضرت خلیفۃ المسیح سیدنا محمود احمدؑ ہے۔ ایک دیندار اور دیانت دار گروہ ہے۔ جو اس فرض کو ادا کر رہا ہے اور خواجہ زر پرست اور باقی خواجہ تاش ایک غیروں سے مرعوب اور بزدل گروہ ہے۔ جس کو ڈر ہے۔ کہ اگر ان کی زبان سے یہ مبارک نام بدوران تبلیغ نکلا۔ تو فوراً ان کے حق میں سم قاتل ثابت ہو گا۔ اور بہت جلدی ان کو مسجد ووکنگ سے بوریہ بستر باندھکر نکلنا پڑے گا اور نکلتے ہوئے یہ شعر ورد زبان ہو گا ؎

نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے تھے لیکن
بہت بے آبرو ہو کر تیری مسجد سے ہم نکلے

خاکسار قاضی محمد یوسف احمدی از پشاور

کار ثواب

دفتر فاروق میں بعض ایسی درخواستیں آ جاتی ہیں جنمیں فاروق کو بلاقیمت جاری کرنے کی التجا ہوتی ہے۔ اور ایسی درخواستیں غیر احمدی اور بعض کم استطاعت احمدیوں کی ہوتی ہیں۔ لیکن فاروق کی موجودہ اشاعت اور گرانی کاغذ وغیرہ امور ایسی درخواستہا کے منظور کرنے سے معذور رکھتے ہیں۔ ساتھ ہی یہ بھی دل نہیں گوارا کرتا۔ کہ ان درخواستوں کو نامنظور کر دیا جاوے۔ کیونکہ اخبارات سلسلہ کی تو غرض تبلیغ و اشاعت سلسلہ ہی ہے۔ اور جب کوئی غیر احمدی ہمارے اخبار کو پڑھنا پسند کرے۔ تو اگر ایک شخص بھی سال بھر میں اخبار کو پڑھکر داخل سلسلہ ہو جاوے تو کتنا بڑا اجر حاصل ہو گا۔ اسلئے اگر باوسعت احباب اور ذی استطاعت دوست جن کو تبلیغ سلسلہ کا دلی جوش ہے۔ اور جن کو خدا تعالےٰ نے قلب فراخ بخشا ہے۔ اگر ایک ایک یا دو دو پرچے اپنی جیب سے چندہ سالانہ عطا فرما کر ایسے کم استطاعت احمدی بھائیوں اور غیر احمدی درخواست کنندوں کے نام جاری کرا دیا کریں۔ تو موجب اجر عظیم ہو گا بلکہ اس کے متعلق ایک مستقل فنڈ ہی قائم ہو جائے۔ تو کئی پرچے مفت میں جاری ہو سکتے ہیں۔ اور ہر ایک حیثیت کے احمدی اپنی اپنی بساط کے مطابق اس ثواب میں شریک ہو سکتے ہیں۔ اور وہ مستقل فنڈ کھلا رہے گا۔ جسمیں ایک پیسہ دو پیسہ چار پیسہ۔ روپیہ دو روپیہ دس روپیہ غرض جو بھی کسی کو توفیق ہو۔ وہ عطا کر دیا کریں۔ تو تھوڑی تھوڑی رقم جمع ہو کر اس قسم کی بہت سی درخواستیں منظور ہو کر باعث حصول ثواب ہو سکتی ہیں۔ اہلحدیث امرتسری نے ایسا فنڈ کھولا ہوا ہے۔ اس کے خریداران اخبار ہمیشہ اس میں ا ر ۲ ر۔ روپیہ دو روپیہ بھیجتے رہتے ہیں۔ اسطرح وہ ایک کثیر رقم ہو کر کئی اخبار مفت جاری کر دیتا ہے۔ کیا احمدی احباب اس نیک اور کار ثواب میں شامل نہیں ہو سکتے؟ ضرور۔ پس ہر ایک دوست جو کچھ بھی ان سے ممکن ہے۔ اس فنڈ میں ایڈیٹر فاروق کے نام بھیجدیا کریں۔ تاکہ یہ پرچے فاروق کے پیغامیوں اور غیر احمدیوں کے نام جاری ہو جائینگے۔ اسوقت ایک درخواست غیر احمدیوں کی لائبریری بنگلور سے آئی ہوئی ہے۔ اور ایک احمدی بھائی کی ہے۔ سردست دو درخواستوں کی منظوری کا انتظام سابق بالخیرات دوست فرما دیں۔ تو ان کے نام فاروق جاری ہو گا۔ اور آیندہ اس فنڈ کو مستقل طور پر اس کے لئے قائم کر دیں ؂

اعلان

مینے آج کی تاریخ سے بقائمی ہوش و حواس اپنا سکونتی مکان واقعہ محلہ دار الفضل جو بورڈنگ ہوس تعلیم الاسلام کے شرقی جانب برلب سڑک ہے۔ اور پختہ عمارت ہے اور شمالی حصہ دو منزلہ ہے۔ بطیب خاطر اپنی بیوی مسماۃ اللہ رکھی کے نام لکھدیا ہے کہ وہ اسکی مالک متصور ہو۔ میںنے جو مہر کا روپیہ ان کو دینا ہے۔ اسکی ادائگی اسی میں ہو گئی ہے۔ اس مکان کے شرقی جانب جسقدر اراضی ہے جسکا احاطہ کیا ہوا ہے۔ اور اسمیں اسوقت باغیچہ ہے وہ میرے قبضہ میں ہے۔ اور اسلئے وہ جگہ میری اس تحریر میں شامل نہیں ہے۔ تا ۲۲ فروری ۱۹۱۸ء۔ خاکسار [illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان۔ یوم پنجشنبہ ۲۱ فروری ۱۹۱۸ء

(کیسونی کمپنڈ)

نزول فضل

فضل کیا چیز ہے

قرآن مجید میں فضل کا لفظ بہت سے مقامات پر آیا ہے۔ اور اس کا مفہوم و معانی نہایت وسیع ہیں۔ مگر عام طور پر اس سے یہ چند نعمائے الٰہی مراد ہو سکتی ہیں:۔

خدا تعالیٰ کی خوشنودی۔ فراغ مالی وکشائش رزق۔ اغیار پر برتری۔ مشکلات کا حل۔ اموال میں برکت۔ اولاد صالح میں بڑھوتری۔ فلاح و بہبود کی راہیں نکلنا۔ دشمنان دین کی نامرادی۔ اور انصار اللہ کا بول بالا وغیرہ وغیرہ۔

نزول فضل اس کا نام نہیں ہے کہ ایک سونے کا ستون آسمان سے زمین تک کھڑا ہو جائے یا اشرفیوں کی تھیلیاں لگاتار برسنی شروع ہو جائیں۔ ایسا تو نہ اب تک ہوا ہے۔ نہ آیندہ ہونے کی اُمید:

مجموعی اور انفرادی حالتیں

جو قومیں کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالےٰ کے فضل کی وارث ہوتی ہیں۔ ان کے متعلق یہ بھی ایک سنت اللہ یا مسلمہ قانون قدرت ہے۔ کہ ان کے مجموعی اور انفرادی حالات میں بطور قاعدہ کلیہ تطابق نہیں ہوا کرتا۔ ہو سکتا ہے۔ کہ ایک قوم کے افراد عام طور پر دنیا میں معزز فراغبال اور اپنے اغیار پر غالب ہوں۔ لیکن فرداً فرداً پڑتال کرنے پر اسکے خلاف بھی بہت سی نظیریں مل سکیں لیکن اکثر کی حالت کل کے حکم میں شمار ہوتی ہے۔ وگرنہ تاریخ سے یہ ثابت ہوا غیر ممکن ہے کہ کسی قوم پر خدا کا فضل ہوا ہو۔ اور اس میں کسی فرد خاص کی بھی حالت مختاج فضل نہ رہی ہو۔ اگر ایسا ہونے لگے۔ تو انسانی تمدن اور اخلاق کے بہت سے فضائل ان کا محل و مصرف اڑ جانے سے اس قوم میں بالکل کالعدم ہو جائیں۔ پھر فضل کے آثار ظہور بھی کہیں نظر نہ آئیں۔ مختصر مگر صاف لفظوں میں یوں سمجھو۔ کہ جب قوم کا ایک اک متنفس بجائے خود فراغ بال و خوشحال ہو۔ تو باہمی ہمدردی اور احسان و مروت کا سلسلہ اس کے تمدنی تعلقات میں کہاں اور کیونکر ظہور ہو سکتا ہے؟ پس خدا تعالےٰ کی حکمت بالغہ کا مقتضیٰ یہی ہے۔ کہ جمیع افراد یکساں حالت میں نہ رکھی جائیں۔ بلکہ جس قوم کا شاہ ہو۔ اسی میں گدا بھی ہوں۔ اور علیٰ ہذا القیاس درمیانی بے شمار مدارج و طبقات کے لوگ ہیں۔

افضال الٰہی کا احساس اور اس کا شکر و سپاس

افضال الٰہی کا نزول افراد یا مجموعہ افراد پر ہمیشہ ایسے رنگ میں ہوا کرتا ہے۔ کہ شکر گذار اہل بصیرت برابر اس کے آثار ظہور کو دیکھ دیکھ کر اپنا ایمان تازہ کرتے رہتے ہیں۔ مگر جنکے قلب میں کسی نہ کسی قسم کا مرض اور زنگ ہوتا ہے۔ وہ نت نئی توقعات کے فراق میں تڑپتے۔ اور ہر سال ہر ماہ ہر روز بلکہ ہر آن کسی حالت منتظرہ کے لئے بے چین رہتے۔ اور ایک خارق عادت انقلاب کے نقش فریب دل ہی دل میں کھینچ کر واقعات کی شکل میں بڑی پُرشوق نگاہوں سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ مگر جب کہیں نہیں پاتے۔ تو معاذ اللہ خدا کے وعدوں تک سے بدظن ہو کر بصد حسرت و یاس اُسی تاریکی ضلالت کی طرف قدم اٹھانے لگتے ہیں جس سے نکلکر فلاح و ہدایت کے اُمید افزا میدان میں بڑی بڑی اُمنگوں سے آئے تھے۔ یہ عبرتناک حالت اکثر زیغ قلوب بعد ہدیٰ کے پردہ میں دنیا طلبی کے سبب پیش آیا کرتی ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔ آمین

نزول فضل کے لوازم ضروری

یہ سمجھ لینا چاہیے کہ خدا جسے جو کچھ چاہے۔ جسپر چاہے کے بھی دے سکتا ہے۔ لیکن اگر اقوام و افراد کے عروج و زوال پر نظر غائر ڈالی جائے۔ اور نیز اُن ظاہری کے ساتھ روحانی و باطنی اسباب و علل کی بھی کرید کی جائے۔ تو بالاکثر یہی اُصول صادق آئے گا۔ کہ جب تک ناد ہند کوئی جاذب فضل تبدیلی عمل میں نہ آئے۔ تب تک قضائے آسمانی خوشگوار کبھی بر اپنی متاع کو نثاقی نہیں پھرتی۔ حتیٰ کہ اگر تم بلحاظ اپنے ایمان اور تقوے اور دینی اعمال صالحہ کے خدا کی محبوب قوم میں سے بھی ہو۔ پھر بھی رعایت اسباب کو نظر انداز کرنے کی حالت میں چاہیے وہ عمداً نہ ہو قانون قدرت تمہاری خاطر توڑا نہیں جائے گا۔ اور نتیجہ بلتیہ زہر کھانے کا موت ہی ہو گا۔ ایک شخص ذہبی سرکار کا چاہے کتنا ہی ہولخواہ اور دوست دار ہو۔ مگر ریل والے کبھی بلا ٹکٹ اُسے گاڑی پر نہ چڑھنے دینگے۔ نہ ڈاک خانہ اس کے خطوط بلا محصول پہونچائے گا۔ نہ عدالت بغیر کورٹ فیس سٹے اس کے مقدمات فیصل کریگی اسی طرح جسمانی سرکار نے بھی اپنے کچھ اُصول رکھے ہیں۔ جن کی پابندی آئین دنیا و دین میں لازماً کرنی پڑتی ہے۔ اور جدا جدا محکمے اپنے اپنے ضوابط ہیں۔ جن کے بدون کسی کو کہیں بھی کامیاب نہیں ہونے دیتے

پس اگر فضل کے منتظر ہو۔ تو اس کی شناخت بھی پیدا کرو۔ اور قدر کرنا بھی سیکھو۔ مبادا! وہ آئے۔ مگر تم ترستے ہی چلے جاؤ۔ اگر اُسکے محتاج ہو۔ تو اپنی عادت پر اکتفا نہ کرو۔ بلکہ مستحق اور اہل بھی بنو۔ ایسا نہ ہو تمہاری حالت سے بیزار ہو کر نصرت کے بادل اُوپر ہی اُوپر ٹل جائیں۔ اگر جاذب فضل اعمال کی ضرورت محسوس کرکے ان میں ساعی ہونے پر آمادہ ہو تو یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ من حیث القوم تو فضل کے وارث جبھی بنو گے۔ جبکہ روحانی ترقی و اصلاح عقائد کے دوش بدوش اپنے اخلاق۔ تمدن۔ معاملات۔ کاروبار کو بھی اسی محکم اصول تبلیغ کے ماتحت رکھو۔ جسپر کاربند ہوئے بغیر آج تک کبھی کوئی فلاح یاب نہیں ہوا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اپنی نہاں در نہاں مصلحتوں کے ماتحت جو چاہے کر سکتا ہے کوئی اس کا روکنے والا نہیں۔ ربنا واتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ۔ انک لا تخلف المیعاد آمین

تبلیغ رسالت

جہاں مشکل نہ لینا مشتری تھا جن مضامین کا
تماشا ہے وہ یوسف بکتے خود بازار میں آئے

میں خداوند جل و علا کا ہزار در ہزار شکر گذار ہوں جس نے محض اپنے فضل سے یہ توفیق عطا فرمائی کہ اسکے رسول مقبول حضرت نبی اللہ مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم الشان کارنامے کو جو حضور کے قلم سے نکلے ہوئے جواہرات اشتہارات کی شکل میں منتشر ہو رہے تھے۔ اور آج تمام دنیا کی [illegible] ہو چکے تھے۔ محفوظ کرنے کا اپنے [illegible] استمام کر لیا۔ اور [illegible] رسالت [illegible] خدا [illegible] محض ذرہ پروری و دستگیری و مالک ہے مجھے ایک [illegible] مجموعہ اشتہارات بہم پہنچا دیا۔ گو اس زمانہ جنگ میں جبکہ ہر چیز کی گرانی حد سے بڑھی ہوئی ہے خاص کر کاغذ علاوہ دو چند قیمت ہونے کے کمیاب بھی ہے۔ یہ عظیم الشان کام بہت سے اخراجات چاہتا ہے۔ الا یہ خدا کا خاص فضل ہے کہ اس نے اس کام کی انجام دہی کے واسطے سب اسباب مہیا فرما دیئے۔ الحمد للہ علیٰ احسانہ

کام شروع ہو گیا کاتب اشتہارات کو لکھ رہا ہے مقدور بھر کوشش سے جسقدر اشتہارات بھی مجھے دستیاب ہو سکے۔ وہ جمع کر لئے ہیں۔ اور میرا گمان غالب ہے۔ کہ اس جمع شدہ مجموعہ کے علاوہ شاید ہی ایک دو اشتہار ہوں۔ جو مجھے نہیں مل سکے۔ ورنہ تمام و کمال اشتہارات دستیاب ہو گئے ہیں۔ احباب کے مشورہ سے یہ بھی قرار پایا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جو اشتہار اپنی تصنیف کتابوں میں ارقام فرمائے ہیں۔ وہ بھی اس مجموعہ میں شامل کر لئے جائیں۔ تا کوئی اشتہار خواہ کتابوں میں ہو یا اخباروں میں یا علیحدہ شکل میں۔ اس مجموعہ سے باہر نہ رہ جائے۔ بنا بریں میں نے حضور کی تمام تصانیف اور سلسلہ کے تمام اخبارات سے [illegible] مولوی محمد حسین بٹالوی کے رسالہ اشاعۃ السنۃ میں بھی جو اشتہار حضور نے براہین احمدیہ کے متعلق شایع فرمائے۔ وہ سب جمع کر کے شامل مجموعہ ہذا کر دیئے ہیں۔ اسی وجہ سے یہ ایک مکمل مجموعہ دس جلدوں میں ہو گا۔

جلد درخواست کرو اور جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں ہر جلد ۱۶۰ صفحہ کی ہو گی۔ جسکی قیمت ایک روپیہ فی جلد رکھی گئی ہے اور ہر جلد کی اسی قدر تعداد چھپوائی جائے گی جسقدر درخواستیں معہ ایک ایک روپیہ قیمت پیشگی کے میرے پاس پہونچ جائینگی۔ زائد چھپوانے کا انتظام نہیں ہو سکا۔ صرف (۴۰۰) چار سو جلدیں طبع ہونگی۔ اور کل [illegible] خریداروں سے کہ جن کی رقم پیشگی وصول ہو جائیگی دوسرے احباب ایسے بالکل محروم رہینگے۔ میں بارہا اعلان کر چکا ہوں۔ اور معزز ہمعصر الفضل کے ذریعہ بھی اطلاع دے چکا ہوں۔ جو دوست کہ اس نعمت سے [illegible] کو حاصل کرنا منظور ہے۔ وہ فوراً [illegible] درخواست معہ ایک روپیہ قیمت پیشگی کے خاکسار کے نام بھیجدیں۔ بعد درخواست و قیمت پیشگی یہ جواہرات کا خزانہ کسی کو نہ ملیگا۔ پس بعد میں کوئی شکایت کرے تو افسوس۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جو دوست ایک روپیہ پیشگی عطا فرماویں۔ ان کو تمام مجموعہ یعنے دس جلدوں کا خریدنا لازمی ہو گا۔ اور ہر جلد کی قیمت ایک روپیہ ہے۔ اور کل مجموعہ دس جلد کی قیمت دس روپیہ۔ جن کو یکمشت قیمت ادا کرنے کی خدا نے توفیق دی ہے۔ وہ دس روپئے یکمشت بھیجدیں۔ اور جو کم استطاعت ہیں۔ وہ ہر حصہ کے چھپنے کے وقت ایک ایک روپیہ ادا کرتے رہیں۔ اور ایک روپیہ پیشگی بھیجدیں۔

اولوالعزم کی خریداری میں اپنی خوش قسمتی اور اس خواہش [illegible] سلسلہ کی قبولیت کا اظہار کرتا ہوں۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح [illegible] ایدہ اللہ بنصرہ نے اس مجموعہ کی پانچ مکمل جلدیں خرید فرمائیں اور پیشگی روپیہ بھی عطا فرمایا۔ یہ میرے لئے نہایت ہی موجب فخر و عزت اور اس مجموعہ کی اس ضرورت خاص کا ثبوت ہے جسکو میں بارہا عرض کر چکا ہوں۔ کہ اس نایاب خزانہ کو محفوظ کر لینا اور دنیا میں پھیلانا ہمارا فرض ہے۔

سیٹھ عبداللہ صاحب کی امداد حضور امیر المومنین کے عطیہ کے ساتھ ہی سب سے زیادہ قابل شکریہ برادرم سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآبادی ہیں۔ جنھوں نے بہت بڑی امداد اس کار خیر میں فرمائی۔ اور اس کے اظہار کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالےٰ ان کو اس کا بہت بہت دین و دنیا میں اجر نیک عطا فرماوے۔ آمین

شکریہ احباب علاوہ ازیں مندرجہ ذیل احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے میری [illegible] سارے مجموعہ کی قیمت عطا فرما کر ثواب [illegible] حاصل کیا ہے۔

(۱) مکرمی ماسٹر قادر حسن صاحب [illegible] عہ
(۲) مکرمی بابو علی اکبر صاحب [illegible] عہ
(۳) مکرمی خان صاحب محمد علیخان پولیٹیکل تحصیلدار [illegible] عہ
(۴) جماعت احمدیہ مردان عہ
(۵) مکرمی حافظ سید عبد الوحید و سید عبد الحمید صاحب مصری عہ
(۶) اخی عبد القادر صاحب کمی رنگون عہ
(۷) مکرمی محمد عیسیٰ صاحب احمدی [illegible] عہ
(۸) مکرمی ایم۔ ایل۔ مرکر صاحب رنگون عہ
(۹) مکرمی شیخ مشتاق حسین صاحب سیٹ ایجنٹ سیالکوٹ عہ
(۱۰) مکرمی شیخ عبد الکریم صاحب حیدرآباد دکن عہ

اللہ تعالےٰ ان سب احباب کو دین و دنیا میں کامیاب و بامراد کرے۔ اور اجر عظیم عطا فرماوے۔ آمین

سکرٹری صاحبان انجمنہا میں جملہ انجمن ہائے احمدیہ کے سکرٹری صاحبان کی اسطرف توجہ مبذول کراتا ہوں۔ کہ وہ اپنی اپنی زیر اثر جماعت میں اگر تحریک کر کے اس قابل قدر گو سر نایاب مجموعہ اشتہارات کے لئے خریدار بہم پہونچا کر ایک ایک روپیہ پیشگی جو کچھ بھی چیز نہیں وصول کر کے جلد ارسال فرماویں تو کام میں آسانی ہو گی۔ اور یہ مجموعہ زیادہ تعداد میں طبع کرایا جائے گا۔ ورنہ کسی کو پھر یہ نعمت نہ ملے گی۔ خصوصاً لاہور۔ شملہ۔ حیدرآباد۔ کلکتہ۔ لودھیانہ۔ انبالہ۔ دہلی۔ سیالکوٹ۔ فیروزپور۔ راولپنڈی۔ جہلم۔ پشاور۔ قصور۔ امرتسر۔ پاکپٹن۔ گوجرانوالہ۔ شاہجہانپور۔ بریلی۔ پٹیالہ۔ علیگڈھ۔ نیروبی افریقہ۔ ملتان۔

حضرت یوسف (علیہ السلام) پر ایک الزام اور اسکی تردید

(از منشی محمد نصیب صاحب ہیڈ کلرک دفتر ریویو آف ریلیجنز قادیان)

حال میں ایک اردو ترجمہ قرآن کریم کا مولوی حیدر [illegible] حیدرآبادی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ جسکے صرف تیرھویں پارہ کا پہلا ورق میری نظر سے گذرا۔ جو بطور نمونہ بھیجا گیا ہے۔ آیت وما ابرء نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم کے متعلق حاشیہ پر یہ نوٹ تحریر فرماتے ہیں:۔

"دیکھو میں جب حضرت یوسفؑ نے یہ کہا کہ میں نے عزیز کی پیٹھ پیچھے اسکی چوری نہیں کی۔ تو جبرائیلؑ نے کہا۔ کیا اسوقت بھی تم نے چوری نہیں کی جب تم نے قصد کیا تھا۔ اور خدا تعالے نے تم کو اس سے بچا لیا۔ اسپر حضرت یوسفؑ شرمندہ ہوئے۔ اور یہ فرمانے لگے۔ کہ میں پاک نفسی کا دعوے نہیں کرتا۔"

میں حیران ہوں کہ جناب مولوی صاحب نے قرآن کریم کی کس آیت یا حدیث سے یہ مطلب اخذ کیا ہے۔ حالانکہ حضرت یوسفؑ کی بریت اسی سورہ کی کئی اور آیات کرتی ہیں۔ اور تمام واقعات اس کے خلاف ہیں۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے۔ ولما بلغ اشدہ اتینہ حکما وعلما وکذلک نجزی المحسنین۔ حضرت یوسفؑ محسن تھے۔ یعنی اللہ تعالے کے ایسے فرمانبردار کہ خداوند کریم کو سامنے دیکھتے تھے۔ اور جو اپنے آقا کو سامنے دیکھتا ہو وہ نافرمانی کیسے کر سکتا ہے۔

پھر جب زلیخا نے ھیت لک کہا۔ تو حضرت یوسفؑ نے جواب دیا۔ معاذ اللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لا یفلح الظالمون۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ جب زلیخا نے حضرت علیہ السلام کو بدی کے ذریعہ پھسلانا چاہا۔ اور بناؤ سنگار کے کیا۔ اور دروازہ بند کر لئے اور کہا۔ کہ میں [illegible] حضرت یوسفؑ نے جواب دیا کہ پرورش کرنے والے اللہ نے مجھے عمدہ [illegible] حالت میں رکھا ہے۔ اسلئے میں یہ حرکت [illegible] کیونکہ [illegible] ظالم بامراد نہیں ہوتے۔ پھر [illegible] فرماتا ہے کہ ہمنے حضرت یوسفؑ کو [illegible] خیالات سے محفوظ رکھا۔ کیونکہ وہ ہمارا برگزیدہ [illegible] سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضرت [illegible] حرکت سے سخت متنفر تھے۔ حتیٰ کہ [illegible] سے باہر ہوگئے۔ اور زلیخا بھی پیچھے دوڑی [illegible] نے کرتہ کھینچ کر پھاڑ دیا۔ مقدمہ چلا۔ آخر کار حضرت یوسف علیہ السلام بری اور زلیخا ملزم ثابت ہوئی اور یہ فیصلہ زلیخا کے خاوند اور اسکے گھرانے میں سے ایک شخص نے دیا۔

پھر زلیخا دیگر عورتوں کو کہتی ہے کہ میں نے تو اسے بدی کی پوری پوری ترغیب دی تھی مگر یہ بچ [illegible] گیا۔ اب اگر اس نے میرا کہا نہ مانا تو میں قید کرا دونگی ورنہ ذلیل و خوار ہوگا۔ [illegible] دنگل سے [illegible] کہ حضرت یوسفؑ خوف [illegible] کے بدی کی طرف مائل ہوتے۔ فرماتے ہیں کہ الٰہی مجھے قید ہی اچھی ہے۔ پھر اللہ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے اسے بدی سے [illegible] لیا کیونکہ تم [illegible] جانتے ہیں۔ پھر [illegible] امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی کام ہے۔ جب بادشاہ کے پاس مقدمہ پیش ہوا۔ تو عورتوں نے [illegible] دیا کہ حاشا للہ ہم نے کسی قسم کی بدی یوسفؑ میں نہیں دیکھی۔ اور زلیخا نے بیان دیا کہ میں نے بدی کی ترغیب دلائی تھی۔ مگر وہ خود [illegible] راست [illegible] ہے۔

پس قرآن کریم کی ان آیات اور واقعات کے ہوتے ہوئے جن سے حضرت یوسفؑ کی کھلی کھلی بریت ثابت ہوتی ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت یوسفؑ نے معاذ اللہ دل میں خیانت کی تھی۔ اور بدی کا قصد کیا تھا۔ خدا کے ایک محسن۔ اور برگزیدہ بندہ بلکہ خدا کے رسول پر تہمت افترا ہے۔ جس سے توبہ کرنی ضروری ہے علیم بذات الصدور تو اللہ کی ہی ذات ہے۔ حضرت جبرئیل کو اللہ جلشانہ جسقدر پیغام کسی نبی یا رسول کی طرف دیکر بھیجے۔ وہ اسی قدر پیغام پہونچاتا ہے نہ اس سے زیادہ اسے کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔ اور نہ وہ کم پہونچاتا ہے [illegible] اللہ جلشانہ نے تو حضرت یوسفؑ کی [illegible] فرمائی ہے اور تعریف کی ہے۔ اور بار بار اس کی [illegible] صادق۔ اور مخلص کا لفظ آتا ہے۔ تو مصر۔ جب ہم کو یا مولوی صاحب (جنھوں نے یہ نوٹ دیا ہے) کو حضرت یوسفؑ کے دل کا حال کیسے معلوم ہوگیا۔ کیا انہیں علم غیب کا دعوے ہے یا قرآن شریف کی کس آیت یا حدیث سے ایسا معلوم کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو وہ پیش کریں۔ ورنہ اس خیال سے توبہ کریں۔

اگر مولوی صاحب یہ کہیں۔ کہ یہ مطلب قرآن کریم کی آیت۔ ولقد ھمت بہ وھم بھا سے ثابت ہوتا ہے تو اس کی بابت یہ عرض ہے۔ کہ اس آیت کو ہم آیات متشابہات کے ذیل میں لائینگے۔ اور ایسی آیات کے معانی کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس قسم کی دیگر آیات کو اور تاریخی واقعات کو۔ اور جسکے متعلق وہ آیت ہے۔ اس کی زندگی و حالات کو ملحوظ رکھ کے معنی کئے جاویں۔ پس چونکہ قرآن کریم کی دیگر آیات سے حضرت یوسفؑ کی [illegible] صداقت و عصمت ثابت ہوتی ہے۔ کوئی [illegible] ایسے معنی [illegible] جس سے [illegible] کی پاکدامنی [illegible] اور حضرت یوسفؑ کو اللہ تعالے محسن و [illegible] فرماتا ہے۔ تو ایسی صورت میں اس آیت کے [illegible] کئے جائینگے۔ جو ایک نبی کی شان کے خلاف ہوں [illegible] آیت کریمہ ولقد ھمت بہ وھم بھا کے صحیح معنے یہ ہیں۔ کہ زلیخا نے اپنا مطلب پورا کرنے کے لئے حضرت یوسفؑ کا مقابلہ کیا۔ اور حضرت یوسفؑ نے بدی سے بچنے کے لئے زلیخا سے مقابلہ کیا۔

یہ معنے کرنے کہ بدی کا زلیخا نے بھی قصد کیا۔ اور معاذ اللہ حضرت یوسفؑ نے بھی دل میں قصد کیا۔ تو اس سے قرآن کریم کی دیگر آیات پر اور ایک نبی کی عصمت پر سخت حملہ ہوتا ہے۔ حالانکہ خدا کے برگزیدے ایسی باتوں سے بالکل پاک ہوتے ہیں۔ انکی طرف ایسی باتیں منسوب کرنا گناہ ہے۔ ان لوگوں کے دل میں کبھی بدی کا خیال تک بھی نہیں آتا۔ کیونکہ وہ خدا کو ہر وقت اپنے سامنے دیکھتے

ہیں۔ وہ خدا کی کُل ہستے ہیں۔ اور ان کا ہر ایک فعل خدا کے منشار کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر یہ کہا جاوے۔ کہ پھر حضرت یوسفؑ نے وما ابرئ نفسی کا اقرار کیوں کیا سو واضح ہو۔ کہ اللہ تعالےٰ الصمد یعنی بے نیاز ہے۔ ہر کہ عارف تراست۔ لرزاں تراست والا مقولہ مشہور ہے۔ ایک شخص جسے علم ہو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے وہ اس میں ہاتھ نہ ڈالے گا۔ پس ان لوگوں کو جس قدر خدا کی معرفت۔ تقویٰ و قرب الٰہی اور مکالمہ مخاطبہ ہوتا ہے۔ اسی قدر خدا کی بے نیازی سے اور اس کی نکتہ گیری سے خائف ہوتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر خدا کا برگزیدہ کوئی نہیں گذرا نہ گذرے گا۔ آپ سے خدا کی کامیابی و فتح کے وعدے تھے۔ جنگ بدر میں ایسے مضطر ہو کر اور گڑگڑا کر خدا کے حضور دعائیں کرتے تھے۔ اور ایسی بے قراری آپ کی طبیعت میں تھی۔ کہ حضرت ابو بکرؓ جیسا انسان دیکھکر عرض کرتا ہے۔ کہ یا رسول اللہ جبکہ آپ کے ساتھ اللہ تعالےٰ کے اسلام کی فتح و کامیابی کے وعدے ہیں۔ تو پھر آپ اسقدر بے قرار کیوں ہوتے ہیں۔ اس کا جواب فخر رسل نے یہ دیا کہ اے ابو بکرؓ اللہ کے ٹھیک وعدے ہیں۔ مگر اللہ تعالےٰ بڑا بے نیاز ہے اسے کسی کی کیا پروا ہے۔ میں ڈرتا ہوں۔ کہ کہیں ہم سے کسی قسم کی کوتاہی نہ ہو جاوے۔ جسکی وجہ سے خدا کا وعدہ پورا ہونے میں دیر ہو جائے۔ ایسا ہی ایک موقع پر جبکہ بادل گھٹا ٹوپ آیا۔ اور حضرت نبی کریم بڑے کرب میں تھے۔ اور استغفار کرتے تھے۔ تو حضرت عائشہؓ نے آپ کی حالت دیکھکر عرض کی۔ یا رسول اللہ سارا جہان بادل دیکھکر خوش ہوتا ہے۔ اور آپ کو بہت تکلیف میں میں دیکھتی ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ عائشہؓ پہلے ایک قوم گذری ہے۔ قرآن کریم میں اس کا بیان ہے۔ کہ فلما راوہ عارض مستقبل اودیتھم قالوا ھذا عارض ممطرنا۔ بل ھو ما استعجلتم بہ۔ ریح فیھا عذاب الیم۔ تدمر کل شیء بامر ربھا فاصبحوا لا یرٰی الا مسٰکنھم کذٰلک نجزی القوم المجرمین۔ ایک بار بادل آیا۔ دیکھ کر کہنے لگے یہ بادل ہم پر برسے گا۔ تو ہمارے [illegible] ہو جاوینگے اللہ فرماتا ہے۔ وہ بادل ان کے لئے کوئی خوشی کا موجب نہ تھا۔ بلکہ اس میں وہ عذاب تھا۔ جسے وہ مانگ رہے تھے۔ ایک ہوا تھی جس میں دردناک عذاب تھا۔ ہر ایک چیز کو اپنے رب کے حکم سے جڑ سے اکھیڑ پھینکتی جاتی تھی۔ اگلی صبح کو ان کے مکان ہی مکان رہ گئے۔ اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے کیونکہ جو خدا سے قطع تعلق کرتا ہے۔ اس کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔ اس لئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اس بادل میں بھی عذاب نہ ہو۔

پھر قرآن کریم میں حکم ہے کہ لا تزکوا انفسکم اپنے آپ کو پاک مت کہو۔ اس حکم کے ماتحت یہ قوم خدا سے بڑی خائف رہتی ہے۔

پھر قرآن کریم میں بار بار استغفار کا حکم ہے اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بہت ہی استغفار کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک ایک مجلس میں ستر ستر یا سو سو بار استغفار پڑھ لیا کرتے تھے۔ اور یہ کامل انسان جو سرور انبیار و افضل الرسل ہیں۔ ہر وقت رب انی ظلمت نفسی کا ورد رکھتے تھے۔ اور اپنی امت کو بھی یہی تعلیم دیتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ بھی چونکہ اسی پاک گروہ میں سے تھے۔ بادشاہ نے جب قیدخانہ سے بلایا۔ تو چونکہ وہ معلم بننے والے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اپنا پیشہ بنانا تھا۔ اس لئے الزام کو دور کرنا ضروری سمجھا۔ کیونکہ بدنام کی نصیحت کا اثر نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے انبیار و رسل کو تمام عیبدار باتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ تا لوگ طعن کرکے مورد عذاب نہ بنیں۔ ایسا ہی یہ لوگ اپنے کسی فعل سے مخلوقات الٰہی کو اعتراض کرنے کا موقع نہیں دیتے جس سے وہ خدا کے کسی نبی پر اعتراض کرکے ہلاکت کے گڑھے میں گریں۔ چنانچہ حدیث میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے۔ آپ کی کوئی بیویؓ رات کے وقت آنحضرت کی خدمت مبارک میں تشریف لائیں۔ جب وہ واپس گھر کو تشریف لے چلیں۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم انہیں مسجد سے باہر حضورؐ کی [illegible] تشریف لے گئے۔ رستہ میں دو انصار ایک جگہ کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ایک طرف ہو گئے۔ آپ کو اللہ تعالےٰ نے چونکہ مخلوقات کی ہدایت کے لئے بھیجا تھا۔ اس لئے خیال آیا کہ مبادا ان کے دل میں شیطان وسوسہ ڈالے کہ ایسے وقت میں خدا کا نبی کس عورت کے ساتھ جا رہا ہے۔ اس بدگمانی کی وجہ سے ایمان نہ ہو کہ خدا کا غضب ان پر اتر آئے۔ اور لوگوں کو ہدایت کی طرف بلانے میں روک ہو۔ اس لئے حضور نے اپنی اس بی بی کا نقاب اُتار کر ان کو دکھایا کہ دیکھو یہ میری بیوی ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی نسبت ایسا گمان۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ الشیطٰن یجری مجری الدم۔ یعنے جیسے خون انسان کے جسم میں دورہ کرتا ہے۔ ایسے ہی شیطان بھی انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ جہاں موقعہ پایا۔ وسوسہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ اسلئے میں نے ایسا کیا۔ تا کسی کو شک کا موقع نہ رہے۔ اسی اصول پر کاربند ہو کر حضرت یوسفؑ نے ایلچی کو کہا۔ کہ اپنے بادشاہ کو جاکر کہو۔ کہ پہلے عورتوں والے مقدمہ کا بعد تحقیقات فیصلہ کیا جاوے تب قیدخانہ سے نکلوں گا۔ تحقیقات ہوئی۔ اور اس میں حضرت یوسفؑ بری ہوئے۔ تب وہ قیدخانہ سے نکلے۔ حضرت یوسف پھر فرماتے ہیں کہ اس تحقیقات سے میری یہ بھی غرض تھی۔ کہ تا عزیز مصر کو یہ یقین ہو جاوے۔ کہ میں نے اس کی عدم موجودگی میں اس کی کوئی خیانت نہیں کی۔ یعنے اس کی بیوی کے ساتھ کوئی کسی قسم کا بد ارادہ نہیں کیا۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ انکو جو خیانت کریں یا بری تدبیریں کریں۔ اپنے مقصدوں کامیاب نہیں کرتا۔ اور میں تو کامیاب و مظفر و منصور ہو گیا ہوں۔ یہاں تک تو حضرت یوسفؑ نے اس حد تک اپنی بریت کی کوشش کی۔ جہاں تک ایک نبی کو احتیاط کرنی چاہیے۔ اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام قرآن کریم کے حکم

[illegible] کرجو کچھ تو[illegible]
[illegible]
[illegible] اور خدا
[illegible] کہ وما ابرئ نفسی
ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربی
ان ربی غفور رحیم۔ میں گناہوں سے پاک
نہیں [illegible] انسان کا نفس سوائے اللہ کے رحم کے
[illegible] نہیں سکتا۔ اگر غلطی ہو بھی جاوے تو
پھر اللہ غفور رحیم ہے۔ اس کی بخشش کا امیدوار رہوں
[illegible] ہے۔ کہ یہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے
[illegible] کہا ہے۔ کہ میں اپنی جان کو پاک نہیں رکھتا۔ وہ مر[illegible]
[illegible] کے طور پر ہے۔ اور لا تزکوا
[illegible] کے ماتحت ہے۔ پھر یہ ان غلطیوں
[illegible] کا اقرار ہے۔ جو بتقاضائے بشریت
ایک نبی یا رسول سے سرزد ہونی ممکن ہوتی ہیں۔ جیسا کہ
حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم باوجود اسکے کہ خدا
کے ایسے مقرب اور محبوب تھے۔ کہ کوئی نبی یا رسول
ویسا نہیں گذرا نہ گذرے گا۔ پھر خاتم کمالات انبیاء
تھے۔ افضل الرسل وافضل الانبیاء تھے۔ خدا نے
فرمایا کہ اگر کوئی میرا محبوب بننا چاہتا ہے۔ تو
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت
کرے۔ [illegible] دنیا کے انسانوں سے پاکیزہ و مطہر تھے
[illegible] رب انی ظلمت نفسی۔ رب انی ظلمت
[illegible] فرماتے۔ اور انسان اللہ کے حضور عاجزی
[illegible] کے لئے جبتہ ما استعانت طلب
[illegible] غلطیوں اور گناہوں کا اقرار کرکے
[illegible] آپ کو
[illegible]

ترانۂ احمدی

(خان صاحب [illegible] خان گنۃ دار تحریرات دکن)

اے سنم حقیقی ترا ہے فضل احسان
ہم قادیاں پہنچے ۔ ہے قادیاں ہمارا

دنیا کے معبدوں میں توحید کے ترانے
گائیں گے سارے ملت یہی شان ہمارا

چمکے گا قرکدہ دنیا کی سرحدوں تک
ہے شاہد اور ناطق اس کا قرآں ہمارا

ہاں قادیان والو! اٹھو کمر کو کس لو
ہم ہوں گے اور ہوگا سارا جہاں ہمارا

باد صبا ہو تیرا جب قادیان میں جانا
کہیو وہاں خدارا نام و نشان ہمارا

جلدی دکھا دے یارب فضل عمر کا چہرا
وہ ہے امام سب کے سب صاحقراں ہمارا

مہدی کی ہے نشانی اور فضل ذوالمنن ہے
محرم رہے سلامت وہ گلہ باں ہمارا

سب دشمن اسکے یا رب خوار اور ذلیل ہو دیں
اور ہو سدا مظفر وہ مہرباں ہمارا

اب قادیان کیلئے ہے جنت کا اک نشاں ہے
فردوس کا ہے مظہر وہ گلستاں ہمارا

باغ محمدی میں پلکر جوان ہوئے ہم
اور احمدی ہے دیکھو قومی نشاں ہمارا

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم وطن ہے ہمارا جہاں ہمارا

مفت! مفت!! مفت!!!

قدامت مادہ و تناسخ کی تردید

اس نام کا رسالہ نہایت مضمون مختی سفید کاغذ پر شائع ہوا ہے
[illegible] قدیم کتب سے نقل حوالے اس قسم کے
دیئے ہیں جس سے آریوں کے ہر دو مسئلوں کا تار پود فورا
[illegible] ہے۔ جن صاحب کو درکار ہوں ذیل کے پتہ پر
[illegible] ٹکٹ بھیج کر مفت منگوا سکتے ہیں

خوبیٔ فضل اکسیر جنین چشمۂ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے بفضل اللہ تعالیٰ
کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ
اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ
اور حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح
کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے۔ جس
سے کئی گھر بفضل اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے
ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط
حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے
تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر
رہ دار البقائے لیتی ہی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو
جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے
کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے
تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال
سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ
بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں
کو استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا
شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرمادیں۔ قیمت بلحاظ محنت
اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں
قیمت فی تولہ ہمر

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند جالا۔ پڑبال۔ ککرے
ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ
تین روپے (دستی)

المشتہر

نظام جان عبد الرحمن کاغانی قادیان [illegible]

[illegible] کارخانہ جات [illegible]

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔ اور روزانہ درس قرآن مجید ہوتا ہے ۔

۲۱ فروری کو حضور ایک مال کے مقدمہ کی شہادت کے لئے گورداسپور تشریف لے گئے ۔ اور شام کو بخیریت واپس تشریف لے آئے ۔ بہت خادم ہمرکاب تھے ۔

قاضی اکمل صاحب ۲۱ فروری کو خیر و عافیت کے ساتھ وطن مالوف سے واپس دارالامان ہو گئے ۔

درخواست دعا ۔ اخویم حاجی عبدالقدیر صاحب ٹھیکیدار نخاس جہانگیر پور تحریر کرتے ہیں کہ انکی اہلیہ سلسلہ عرصہ سے بیمار ہیں ۔ بہت علاج کئے ۔ آرام نہیں ہوا ۔ مریضہ کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ۔ اور گھر بھر میں وہی سب کی نگران ہیں ۔ احباب درد دل سے انکی صحت یابی اور درازی عمر کے لئے دعا فرمادیں ۔ اللہ تعالیٰ اس کا اجر دے گا ۔

ضرورت ہے ۔ حقیقۃ الوحی ۔ انجام آتھم ۔ تریاق القلوب ۔ تین کتابوں کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس ہوں ۔ اور وہ دینا چاہیں تو خاکسار ملک فاروق سے خط و کتابت کریں ۔

قاضی اکمل مبتٰی عدالت میں

(نمبر ۵)

چنانچہ سیدآباد کی یکہ پی پی ٭ ملی نہ سنت کی قاضی کو حساب کہیں خدا برا کرے ان رسومات بدکی و خیالات غیر شرعی کا کہ اس کی پاداش میں ہمارے غایت فرما قاضی ملم بیگ پر دادا کے وقت سے لالہ دمودر شاہ کا قرضہ چلا آتا تھا ۔ اور یہ قرض سب خاندان رطل پہاڑ کے متفرق افراد کی ولادت ۔ ختنہ ۔ شادی کی مختلف تقاریب کا تھا ۔ جن میں دل کھولکر خرچ کیا گیا ۔ والد نے چاہا کہ یہ قرض اتر جائے ۔ مگر جہاجن بھی تھا ایک ہی کایاں جب کبھی روپے کا ذکر آیا تو اسنے کہا جانے دو ۔ قاضی صاحب ! چند ٹکوں کا کیا ذکر کرتے ہو ۔ آپ کی دعا ہی کافی ہے ۔ اور اس طرح سود بڑھتا گیا ۔ ادھر ملم بیگ صاحب کے کاروبار میں تھوڑا آگیا گھر کی بعض چیزیں بلکہ مسجد کی ایک دو چٹائیاں بھی بیچ کر کھا گئے ۔ لالہ دمودر مل نے دیکھا کہ روپیہ ضائع جاتا ہے ۔ دو چار دن متواتر ملم بیگ صاحب کی خدمت میں حاضری بھری ۔ قاضی صاحب نے جب کبھی پوچھا ۔ کہ شاہ جی کدھر آنا ہوا تھا ۔ تو کہدیا کہ سلام کو آیا تھا ۔ آخر ایک روز کہدیا کہ حساب کتاب آپ دیکھ لیتے تو مہربانی تھی

حساب کتاب کا دن خاندان رہال پوق کے لئے یوم الحساب سے کم نہ تھا۔ معلوم ہوا کوئی دو ہزار کی رقم واجب الادا ہے۔ قاضی صاحب جھٹ مکر گئے۔ اور کہہ دیا جاؤ ہم سے کچھ نہیں دینا۔ لالہ صاحب نے دعویٰ کر دیا۔ اور اب عدالت میں جانے کا تصور سوہان روح تھا۔ اور ہمارے قاضی صاحب۔ آپ نے گھر کی بڑی بوڑھیوں سے ایک روایت سن رکھی تھی کہ یہاں گھر میں پڑدادی صاحبہ نے کچھ زر دسیم دبایا تھا۔ خیال آیا۔ کہ اگر یہ مل جائے۔ تو وارے نیارے ہو جائیں۔ سب پاپ کٹیں۔ دو ہزار بھی ادا ہو۔ اور زندگی بھی آرام سے کٹے۔ یہ خیال آتے ہی باچھیں کھل گئیں۔ اور آپ یکدم اٹھ بیٹھے۔ اور ایک عامل کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس نے کہا کہ قاضی صاحب اگر آپ کسی تازہ مُردے کی کھوپری میں ڈھائی چاول پکا کر کھائیں۔ اور الحمد شریف اُلٹی چالیس بار پڑھ کر سو رہیں۔ تو خواب میں . . اس دفینہ کا موقعہ محل معلوم ہو جائیگا قاضی صاحب ہمت بلند رکھتے تھے۔ مُردوں سے ڈرنے والی اسامی نہ تھے۔ ہزاروں مُردے ہاتھوں سے لحد میں رکھے اور نہلائے۔ ایک رات جبکہ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھا رہا تھا۔ سلخ کی راتیں تھیں اور چاروں طرف سے اُمڈے ہوئے تہ برتہ سیاہ بادل کچھ کچھ تعاطر کی مور رہا تھا۔ ایک بیلچہ اٹھا اور قبرستان جا پہنچے۔ یہ قبرستان ایک مخلوط قبرستان تھا۔ [illegible] قبر کھودنی شروع کر دی کھودتے کھودتے خیال آیا۔ آج کل لٹھا بہت مہنگا ہے میں کفنوں کے کپڑے کی تجارت شروع کر دوں۔ وہ بھی اس طرح پر کہ مشہور کر دوں میرے پاس آب زمزم سے دھلے ہوئے کفن موجود ہیں۔ خریدنے والے خرید لیں۔ تو بہت فائدہ ہو جائے۔ ابھی آپ انہی خیالات میں محو تھے۔ اور اپنا شاندار مستقبل دیکھ رہے تھے۔ جو گھوڑے کی ٹاپ معلوم ہوئی۔ اور آپ سر پر پاؤں رکھ کر بے تحاشا بھاگے۔ (باقی آیندہ)

حافظ سلیم اٹاوی کو پیام

ستقبل جب کبھی جاؤ تو از راہ نیاز	اک طواف شوق کرنا گرد اس مزار کے
عرض کرنا۔ اکمل خستہ جگر قربان ہے	اس حریم قدس اس دربار پر انوار کے
صدقے ہزار جسم جاں بھی نازل ہوں ہر دم آپ پر	آپ ہیں آقا۔ غلام احمدؐ مختار کے

اس سیہ کار زمین پر اک نگاہ لطف ہو
تاکسی دن ہو سکے قابل وہ بزم یار کے

تبلیغ سلسلہ کے واسطے بہت جلد درخواست خریداری مع ایک روپیہ پیشگی [illegible] ورنہ پرچہ نہ ملے گی۔ (اڈیٹر)

برطانیہ کی فتح ہو دشمن ہو پائمال

ہے رات دن ہمارا خدا سے یہی سوال — یارب تو کردگار تیری ذات بے مثال
بدامنیوں سے کر دیا ملکوں کو پائمال — فتنے کے اس درخت کو جڑ سے تو خود نکال

جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو دشمن ہو پائمال

جرمن نے سر اُٹھایا لڑائی کے واسطے — سختی بنا تھا ساری خدائی کے واسطے
خلقت خدا کی تھی دُہائی کے واسطے — برطانیہ پھر اُٹھا بھلائی کے واسطے

جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو۔ دشمن ہو پائمال

جس سے جہاں میں فتنہ محشر بپا ہوا — نقصان مال و زر ہوا نقصان جاں ہوا
دشمن کا جنگ میں ہی بہت کچھ زیاں ہوا — جرمن کے حال پر ہے فلک نوحہ خواں ہوا

جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو۔ دشمن ہو پائمال

بیٹھی تھی سکھ سے خلق خدا ملک میں تمام — اور بادشہ کو دیتے دعائیں وہ صبح و شام
وہ نیک بادشاہ کہ جارج ہے جسکا نام — انصاف اور عدل سے کرتا ہے انتظام

جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو۔ دشمن ہو پائمال

جرمن تجھی تو نے سے پایا بہت زوال — اس جنگ نے کیا ہے اُسے خوار اور نڈھال
برطانیہ نے کرکے دکھایا ہے وہ کمال — قاقوں نے جرمنوں کو کیا سخت پائمال

جرمن ہے فتنہ باز قضا اس کو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو۔ دشمن ہو پائمال

اہل وطن۔ وطن کے لئے جاں فدا کرو — ہندوستان کے نام کو روشن ذرا کرو
جو کچھ تمہارا فرض ہے اس کو ادا کرو — برطانیہ کی فتح کی دل سے دعا کرو

جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو۔ دشمن ہو پائمال

یورپ میں اہل ہند جو اب نام پاتے ہیں — وہ بادشہ سے منصب و انعام پاتے ہیں
تمغے ملے ہیں جن کو وہ اکرام پاتے ہیں — پھر گھر میں ساری عمر وہ آرام پاتے ہیں

جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال
برطانیہ کی فتح ہو۔ دشمن ہو پائمال

یارب یہ التماس ہماری ہے بیگماں — برطانیہ کا سایہ رہے ہم پہ جاوداں
ماں باپ سے زیادہ ہے ہم پر جو مہرباں — اے دوستو! ہماری وفا کا ہے امتحاں

جرمن ہے فتنہ باز قضا اسکو لے سنبھال

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان یوم پنجشنبہ۔ ۲۸ر فروری ۱۹۱۸ء

ایک شیعہ مجتہد کی کارگذاری

جنت ونار کی ٹھیکیداری

اس عنوان سے تشحیذ میں ایک مضمون چھپا ہے جس کے ساتھ شیعوں کے سرکار رتبر علامہ سید علی الحائری کے ایک مکتوب کا عکس دیا گیا ہے جسمیں مجتہد صاحب نے اپنے کسی ایجنٹ کے ذریعہ صوم وصلوٰۃ وحج کا اجارہ وصول کرنا چاہا ہے۔ ناظرین کے لطف کے لئے ہم اس کی نقل ذیل میں دیتے ہیں۔

وکالت نامہ

باسمہ سبحانہ

تمام مومنین مقلدین کو واضح ہو۔ کہ تقلید کے معنے مطابق فرمان مجتہد کے احکام خدا اور رسول پر عمل کرنے کے ہیں۔ کوئی مومن بغیر پوری تقلید اور عمل کرنے کے بہشتی اور ناجی نہیں ہوسکتا۔ اسواسطے ہم نے ... کو اپنا وکیل کیا ہے۔ کہ وہ تمام مومنین سے تمام حقوق خدا اور رسول خمس وزکوٰۃ اور سہم امام علیہ السلم کو لیکر ہمارے پاس بھیجدیا کرے۔ اور یہ جن مومنین کے والدین بغیر نماز وروزہ وحج وزکوٰۃ کے فوت ہوگئے ہوں۔ ان کی نماز وروزہ اور حج وزکوٰۃ اور زیارت کربلامعلےٰ اجارہ پر ادا کرائیں۔ اس حساب سے کہ نماز ایک سال کے واسطے عہ ۱۲ روپیہ۔ روزہ ایک سال کے واسطے عہ ۳۰ روپیہ ہر مومن کے حج کے واسطے چھ سو روپیہ۔ زیارت ورنہ کربلا نجف کاظمین سامرہ کے واسطے دو سو روپیہ اس حساب سے جو مومن اپنے مُردوں کو جہنم سے بچانا چاہیں۔ اور ان کے حال پر رحم کرکے ان کی تمام قضا شدہ نمازیں روزہ اور حج وزیارت مذکورہ حساب سے روپیہ .. کو سپرد کردیں وہ اسی وقت یہ روپیہ ہمارے پاس بھیجدیا کرے تاکہ ہم ان اعمال کو ادا کرادیا کریں۔ فقط۔

از مبارک علی لاہور مستہ خادم الشریعۃ علی الحائری۔ مورخہ ۶ اگست ۱۹۱۶ء

نشان مہر [ ]

اس بیہودہ خط کو دیکھکر مدیر ذوالفقار بہت حواس باختہ ہوا ہے۔ اور جب کچھ جواب نہیں بن آیا۔ تو گالیاں دینی شروع کردی ہیں۔ جسمیں ہم شیعہ صاحب کو معذور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ اتحادۃ کالطبیعۃ الثانیۃ صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں کہ جو بات آپکے لئے مایہ ناز ہے۔ وہ ہمارے لئے موجب ذلت ہے۔ اس لئے ہم چارہ نبود بجز تعبدن پر عمل کرتے ہیں۔ ہاں یہ افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ علامہ سید علی الحائری کے زیر سایہ عاطفت رہتے ہوئے مدیر ذوالفقار نے ان کی سیادت پر حملہ کیا ہے۔ کیونکہ وہ ان روپوں کی علت کی وجہ ہمارے اس قول سے ثابت کرتا ہے کہ ہم بھی مُردوں کے لئے صدقہ جائز سمجھتے ہیں تو کیا ایڈیٹر ذوالفقار کا یہ مطلب ہے۔ کہ علامہ سید علی الحائری صدقہ لیتے ہیں جو تمام اہل اسلام کے نزدیک سادات کے لئے حرام ہے۔ یا نعوذ باللہ مدیر ذوالفقار کو ان کے سید ہونے میں شبہ ہے۔ ہم تو ان کو سید ہی سمجھتے ہیں۔ اور یہ بھی اب تک یقین رکھتے ہیں۔ کہ وہ صدقہ اپنے لئے حرام سمجھتے ہیں ؛

اور یہ جو آپ نے مقبرہ بہشتی کا طعن دیا اور لکھا ہے کہ مقررہ ٹیکس مرزا محمود احمد کو ادا کرکے مقبرہ بہشتی میں لیا جاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم پانسو روپے آپ کو انعام دیں گا۔ اگر آپ ثابت کردیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے یا ان کے خلیفہ اوّلؓ یا خلیفہ دوم (حضرت محمود) نے مقبرہ بہشتی کا مال کبھی اپنی تصرف میں لیا یا وصیتوں کا روپیہ حضور کو ادا کیا جاتا ہے مقبرہ بہشتی کے لئے کوئی ٹیکس مقرر نہیں ہے۔ اس میں بعض ایسے بزرگ مدفون ہیں جنہوں نے ایک پیسہ بھی ادا نہیں کیا۔ اور نہ بغیر ایمان صحیح وعمل صالح کے صرف وصیت کا حصہ ادا کرکے کوئی اس مقبرہ میں جا سکتا ہے۔ اور نہ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ اس مقبرہ کی زمین کسی کو بہشتی بنا دیتی ہے۔ اور نہ ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ صرف وہی بہشتی ہیں۔ جو اس مقبرہ میں دفن ہوں۔ بلکہ یہ چند کامل الایمان لوگوں کی قبریں یکجا کی گئی ہیں۔ جنہوں نے اپنی جانوں کو اپنے مالوں کو خدا کی راہ میں لگا دیا۔

ایڈیٹر صاحب کو چاہیئے۔ کہ وہ ہمارے سلسلہ کی کتابیں پڑھکر اور رسالہ الوصیت کو دیکھکر مقبرہ بہشتی پر اعتراض کریں۔ سنی سنائی باتوں پر جانا عقلمندوں کا کام نہیں ؛

نہایت ضروری

جس دوست کے پاس ۱۸۹۰ء سے پیشتر کا کوئی اشتہار یا تحریر مطبوعہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہو اس کے صرف ہیڈنگ (عنوان) یا سُرخی مضمون اور تاریخ اشاعت وغیرہ کا پتہ لکھکر راقم ایڈیٹر فاروق کے نام بھیجدیں۔ کیونکہ اسوقت حضور علیہ السلام کے اشتہارات کا مکمل مجموعہ زیر طبع ہے۔ اگر وہ اشتہار میرے پاس نہ ہوگا۔ تو اس کی نقل اس دوست سے جن کے پاس وہ ہوگا لے کر شامل مجموعہ کردی جائیگی۔ اس میں توقف نہ ہونا چاہئے کہ یہ بہت بڑا ثواب کا کام ہے۔ کہ حضور کے اشتہارات کامل طور پر جمع ہوکر محفوظ ہو جائیں۔ کوئی دوست اس میں بخل نہ کریں۔ نہ دیر کریں۔

بشارت "تبلیغ رسالت" یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس علیہ السلام خدا کے فضل سے ۱۶۰ صفحہ کا چھپ چکا ہے۔ پہلی جلد انشاء اللہ جلد شائع ہوگی

ارتداد کا امیبان پیغام

اب تو صورت معاملہ یہاں تک پہونچ گئی کہ فاروق میں ایک مستقل عنوان رکھا جا تا کیونکہ آئے دن محمد علی کی ذریت روحانی کے تعلق ... تحریریں نکلتی رہتی ہیں جن میں صریح تردید حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پائی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو

خدا کے برگزیدہ مسیح کی تحریر

کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے۔ بالضرورت اس پر مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا ۔

۲۔ لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پالیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو۔ تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائے گا ۔

محروم از عیسے کی تحریر

اگر بیٹے ہاتھ پر بار بار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونے ... مطابق آیت لا یظہر علی غیبہ کے مفہوم نبی کا صادق آتا۔ تو بالضرور آدم۔ حوا۔ ام موسیٰ حواریین۔ مریم۔ لقمان۔ ذوالقرنین وغیرہ سب نبی ہوتے ۔

۲۔ خاتم النبیین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے ... آیت قرآن کریم میں باقی ہے۔ اسوقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا۔ تو وہ اس آیت کی تکذیب کرنیوالا ہوگا۔ اور اس مُہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیین ہے۔ خواہ کوئی شخص اس خاتم النبیین میں کیسا ہی گم ہو جائے اور بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اپنے اندر صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا انعکاس بھی پائے۔ اور وہ اپنے آپ کو اس وقت احمدؐ اور محمدؐ ہی سمجھے۔ اگر وہ بھی اپنے آپ کو نبی کہیگا۔ تو وہ بھی مُہر توڑنیوالا ہو گا ۔ (پیغام ۶۷)

اس مقابلہ سے صاف واضح ہے کہ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی علیت کو سامنے رکھ کر تردید کی ہے۔ پھر حضرت اقدس تو فرماتے ہیں کہ احادیث صحیحہ میں آنیوالے مسیح کے لئے نبی اللہ آیا۔ اور محروم عیسیٰ لکھتا ہے کہ :-

"صریح ... عیسیٰ موعود کے لئے آیا ہے۔ وہ جعلی اور بناوٹی اور الحاقی ہے"

حکیم محمد حسین محروم عیسیٰ خدا کی قسم مطابق شرط تریاق القلوب کھا کر اعلان کرسکتا ہے کہ مجھے پورا یقین ہے کہ یہ جعلی اور بناوٹی ہے۔ اور مسیح موعودؑ نے جو احادیث صحیحہ میں نبی اللہ کا لفظ پایا بتاتے ہیں۔ وہ غلط ہے۔ اگر وہ ایسا کرے۔ تو ایک سال کے اندر خدا کے مرسل کی تکذیب کا مزا چکھ لے گا ۔ (الحکم)

فرشتے بنو ابلیس مت بنو

(از مولوی حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری)

بیا در بزم احمدؐ تا ببینی عالمے دیگر
فرشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

آج اسوقت ایک مضمون میری نظر سے گذرا جسکے دیکھنے سے مذکورہ بالا شعر کی تصدیق بھی نئے رنگ میں ہو گئی۔ اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ موجودہ خلافت کے زمانہ میں فرشتے کون ہے؟ اور ابلیس کون؟ اور یہ بھی پتہ لگ گیا کہ احمدیہ سلسلہ میں صرف ایک ہی فرشتہ نہیں۔ بلکہ ہزاروں فرشتے ہیں۔ اور اکثر قادیان کی مقدس گلیوں میں رات دن چلتے پھرتے نظر آتے ہیں۔ اور مسیح خدا کے تخت گاہ کے گرد اگرد تسبیح و تقدیس میں مشغول ہیں ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک فارسی مکتوب میں جو خواجہ غلام فرید صاحب کے نام بھیجا ہے۔ اور وہ رسالہ سراج منیر کے آخر میں شایع ہو چکا ہے۔ تحریر فرماتے ہیں

"اے مخدوم و مکرم ایں سلسلہ سلسلہ خدا است و بناۓ است از دست قادرے کہ ہمیشہ کارہاۓ عجائبے کاید و از کاروبار خود بر دیدہ ہا نے شود کہ چرا چنین کردی۔ مالکا ست ہرچہ خواہد میکند۔ از خوف او آسمان و زمین مے جنبند و از ہیبت او ملائک مے لرزند۔ مرا او در الہام خود آدم نام نہادہ۔ و گفت اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ و چرا کہ میدانست کہ من نیز مورد اعتراض اتجعل فیہا من یفسد فیہا خواہم گردید۔ پس ہر کہ مرا بدید فرشتہ است نہ انسان و ہر کہ سرکشے کند ابلیس است نہ آدمی۔ ایں قول خدا گفتہ نہ من۔ فطوبی للذین احبونی وما عادونی وصافونی و ما اذونی وقبلونی وما ردونی اولئک علیھم صلوات اللہ و اولئک ھم المہتدون۔"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر اور خدا کے فرمودہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر وہ شخص جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دل و جان سے قبول کرتا ہے۔ اور کسی طرح کا نفاق اپنے اندر نہیں رکھتا۔ اور حضور کو ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز رکھتا ہے۔ دشمنی نہیں کرتا ہے کسی طرح کی تکلیف نہیں دیتا ہے۔ آپ کے قائم کردہ سلسلہ کا دشمن نہیں۔ وہ فرشتہ ہے نہ انسان۔ اور جو آپ کے فرمودہ سے ذرا سرتابی کرتا ہے وہ ابلیس ہے نہ آدمی

ثلث القرآن
فی
رمضان

(نوشتۂ اکمل)

رکوع چہارم

۵۷۷- ولا تسرفوا- کھانے میں اسراف نہ کرو۔ صدقہ دینے میں بھی اسراف جائز نہیں کہ اپنے بھوکے مریں- اور باہر دے دو۔

۵۷۸- مما رزقکم اللہ- جو اللہ نے کھانے کی غرض سے دیا ہے- یہ کہ پیدا کیا ہے- کیونکہ کئی اشیاء شرعاً حرام ہیں۔

۵۷۹- ثمنیۃ ازواج- زوج وہ جو دوسرے کا محتاج ہے۔

۵۸۰- ضأن- چکّی والا دنبہ- معز- صوف والا یا بے صوف-

رکوع پنجم

۵۸۱- فانہ رجس- یہ تینوں چیزیں (کل واحد منہا) ناپاک اور ضرر رساں ہیں۔

۵۸۲- فسقاً- ان یکون میتۃ اوان یکون فسقاً خدا کی فرمانبرداری سے نکلنے والی- جیسے اھل لغیر اللہ به

۵۸۳- فمن اضطر- صرف کھانے کی چیزوں کے متعلق فرمایا- اور ایسے حرام کے کھانے پر مجبور ہونا بھی کسی گناہ کی شامت ہوتی ہے- اس لئے غفور رحیم فرمایا

۵۸۴- لو شاء اللہ ما اشرکنا- اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے- کہ اگر ہم چاہتے تو یہ لوگ شرک نہ کرتے- تو اس سے اور مراد تھی- اور تم جو کہتے ہو- تو از راہ شرارت ہے- چنانچہ اسی وجہ سے ایسا قول کہنے والوں کو ہمیشہ سزا ملتی رہی ہے- اللہ نے جو فرمایا تو یہ مطلب تھا اگر ہم جبر کرتے- تو کوئی مشرک نہ ہوتا- مشرکین کا مطلب کہ ہم تقدیر سے مجبور ہیں- فرمایا اگر مجبور کرنا ہوتا- تو قدرت تھی ہدایت پر مجبور کرتا-

چھٹا رکوع

۵۸۵- الا تشرکوا به شیئاً- شرک نہ کرنا حرام ہے- یہ معنے غلط ہیں- کا تاکید کے لئے یعنی ہوئے شرک کرنا حرام ہے (۲) ما حرم ربکم کے معنے ہیں- جو واجب کیا ہے- تم پر تمہارے رب نے۔

(ب) املاق مال کے خرچ ہو جانے کی وجہ سے تم ان کو مارتے ہو- مگر خود تمہارے لئے بھی مدد نہیں تم اپنے آپ کو زندہ رکھنا چاہتے ہو-

ساتواں رکوع

۵۸۶- لا ینفع نفساً- وہ نفس مراد ہے جس پر عذاب وارد ہو چکا ہو۔

۵۸۷- لا تزر وازرۃ- بوجھ اٹھانے سے مراد کہ بیرغالی ہو جائے- اور اس پر بار پڑ جائے ورنہ بدی سکھانے والے کو بھی سزا ملیگی- اور جسنے بدی کی اسے بھی۔

۵۸۸- سریع العقاب- ہجرت کے بعد فوراً

۷ بجکر ۲۰ منٹ

سورۂ انعام ختم ہوئی

۱۵- جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

(سورۂ اعراف شروع ہوئی)

آٹھواں رکوع

۵۸۹- فجاءھا- یہ امر غور طلب ہے- کہ پہلے اھلکنھا آچکا ہے- اب اس کے بعد جاءھا کے کیا معنے؟ پہلا جواب یہ ہے- کہ فعل سے بعض اوقات ارادہ فعل مراد ہوتا ہے- یعنی ہلاکت کا ارادہ کرلیا- تو ہمارا عذاب آیا دوم ثم کے معنے داؤ- ترتیب ضروری نہیں یعنی دو باتیں کردی- ہلاکت اور عذاب کا آنا۔

۵۹۰- والوزن- موازنہ حقہ ایسا ہوگا جیسیں کوئی کمی بیشی غلطی نہ ہوگی- الحق وزن کی صفت ہوگئی۔

۵۹۱- بظلمون- ان آیات پر تمسخر کرکے یا ان کی خفت کرکے ان کو اصل یا وقعت سے گرانے کی کوشش کرتے تھے- (۲) ثقلت اور خفت یہ جاتا پتا نہیں کہ بھاری کیا ہوگا- نیکیاں یا بار- اس میں یہ نکتہ بتایا ہے کہ نیک اعمال ہی قائم رہنے والی چیز ہے- وہی رہیگی- اور اس کی بوجھ ہوگا- اور بدی تو اڑ جانے والی ہے- وہ باد ہوا ہے- اس کا وزن ہی کیا ہونا ہے- وزن سے مراد ترازو بٹے وغیرہ نہیں- بلکہ دنیا میں مجسٹریٹ ہر روز من وجہٖ موازنے کرتے ہیں۔

نواں رکوع

۵۹۲- لآدم- خلقنکم کے تعلق کی وجہ سے آدم سے مراد سارا آدمی ہے- جسکے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں- اور ابلیس بھی- دوم یہ کہ پہلے عام اور- سالوں پر احسان ہوئے- اس کا ذکر کیا۔

۵۹۳- یوم یبعثون- بعث ہر انسان کا وہ دن جب اسکی روحانیت ایسی ترقی کر جاتی ہے- کہ بہ تحریک اثر کرے۔

۵۹۴- اغویتنی- اھلکتنی- غوی الرجل- فسد الامر علیه-

۵۹۵- وعن ایمانہم- اوپر اور نیچے کی جہت بیان نہیں کی- من بین ایدیہم- ظاہر کھلم کھلا ومن خلفہم- پوشیدہ طور سے- عن ایمانہم دین کے رنگ میں شرارتیں- وعن شمائلہم دنیا کے رنگ میں۔

۵۹۶- سوء تہما- بدی- بدخصلت- شرمگاہ- یہاں کمزوریاں مراد ہیں- کیونکہ ولا تعریٰ کا وعدہ موجود ہے-

۵۹۷- ان تکونا ملکین- دینی ترقی کا دھوکہ دیا-

۵۹۸- طفقا یخصفٰن- ان سے وعدہ تھا- کہ جنت میں ننگے نہیں ہونگے- پس اسکے معنے یہ لینے پڑینگے- جو لغت میں بھی ہیں- کہ وہ جنت میں پہونچنے کے ذرائع استعمال کرنے لگے۔

(باقی)

دسواں رکوع

۵ بجے بعداز نماز عصر

۵۹۹ - لباس التقوی - تقوے جو لباس کی طرح ساری رُوح پر چھا جائے ۔

۶۰۰ - من حیث لا ترونہم - ہر انسان بعض کمزوری ایسے طور پر دیکھ لیتا ہے - کہ خود اس کو بھی معلوم نہیں ہوتا - کہ اس میں کیا کمزوری ہے - اور مجھ پر کیا حملہ سوچا ہے ۔

۶۰۱ - حق علیہم الضلالۃ - حق ایسے ثبوت کے معنوں میں آتا ہے - جس کا وہ مستحق قرار پا چکا ہو ۔

۶۰۲ - زینتکم - جو اس زمانہ میں اس قوم میں بڑا لباس سمجھا جاتا ہے - وہ پہنکر نماز پڑھنی چاہیئے

گیارہواں رکوع

۶۰۳ - الاثم - اثم - جب فاحش انتہائی حد کو پہونچ جائے - اور جب اس کا اثر دوسرے تک پہونچنے لگے تو یہ بغی ہے ۔

۶۰۴ - یستاخرون ساعۃ - یعنے نہ وہ پیچھے رہ سکتے ہیں کہ وہ گھڑی لینے اور آنے ہی نہ دیں - نہ آگے نکل جاتے ہیں اس گھڑی سے ۔

۶۰۵ - ولکل امۃ اجل - جو لوگ لکل امۃ رسول سے نکالتے ہیں کہ اُمت محمدیہ میں ایک ہی رسول ہو سکتا ہے - وہ غور کریں - اجل کے معنے عذاب ہیں - تو عذاب ہر امت پر کئی بار آتا ہے - ہلاکت اور موت بھی یکدم سب پر نہیں آتی ۔

۶۰۶ - اما یاتینکم - جو لوگ اما سے یہ فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں - کہ آئندہ اُمت محمدیہ رسولوں کی بعثت کا معاملہ شکی ہے - وہ یاد کریں کہ اما یاتینکم منی ھدی آ چکا ہے - اور ہدایت برابر آتی رہی مضارع کے متعلق اما اور فعل سب یقینی الوقوع امور کے لئے ہے - لکل منعت - ہر ایک کے لئے پڑھ پڑھ کر ۔

بارہواں رکوع

۶۰۸ - لا ینالہم اللہ برحمۃ - یعنی وہ مستحق نہیں اپنے فضل سے چاہے تو کر دے ۔

۶۰۹ - ادعا ربکم - پہلے ربنا کہا اب ربکم کہکر ان پر حجت قائم کی کہ تمہارا محسن ہادی ہے کی تم نے نافرمانی کی - تمہارے گناہ اس قسم کے ہیں کہ ایسے محسن ہستی نے جو رب تھا - سزا دینی ضروری سمجھی ۔

۶۱۰ - علی الاعراف - اونچے ٹیلوں پر یعنی وہ معززین اہل جنت ہوں گے ۔

۶۱۱ - لم یدخلوھا - یہ اصحاب الجنۃ -

چودہواں رکوع

۶۱۲ - [illegible] ... زمانہ میں ہوا چل [illegible] ... بادل برسایا - مردہ [illegible] ... ہر ایک [illegible] تعداد کے مطابق پھل نکالا - تیرہ بیشتر راتوں میں ٹہے - اور نیک فطرت ملائے نیکیوں کی طرف ۔

پندرہواں رکوع

۶۱۳ - الملاء - ایسے لوگ جن سے مجلس بھر جائے بڑے لوگ - سردار ۔

۶۱۴ - ولکنی رسول اللہ - اس میں بتایا کہ رستہ بھولا کرتا ہے - جو اس شہر کی طرف جا رہا ہو - مگر جو اس شہر سے آ رہا ہو اسکے بارے میں یہ کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ رستہ بھول گئے - میں آپ کہاں سے تو اُدھر کی طرف سے پیغام لے کر آ رہا ہوں - میں کیونکر گمراہ ہو سکتا ہوں ۔

سولھواں رکوع

۶۱۵ - لیس فی سفاھۃ - اگر میں عقل سے خدا کی ہستی کا مدعی ہوں - تو بے شک مجھے دھوکا لگ سکتا تھا - مگر میں تو خدا کو دیکھکر اس کا پیغام لے کر آ رہا ہوں - اور انہوں نے کہا جھوٹے ہو - تو اس کا جواب دیکر میں تمام معاملات میں امین ہوں - خدا کے بارے میں کیونکر جھوٹ بول سکتا ہوں ۔

۶۱۶ - دابر الذین کذبوا - جڑ - مدبر -

۱۶ - جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

سترہواں رکوع

(۳ بجے)

۶۱۷ - فذروھا - کوئی سوار ہو - تو اس کی سواری روکنے کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ سوار کو روکنا چاہتے ہیں - پس اونٹنی کو روکنے سے مراد حضرت صالح کو تبلیغی دورہ سے روکنا ہے - اسے بطور نشان ٹھہرایا گیا -

۶۱۸ - من سہولہا - فی سہولہا (۲) نرم مٹی یعنی اینٹوں سے بناتے تھے ۔

۶۱۹ - لقد ابلغتکم - وہ سنتے تو نہ تھے - مگر یہ انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ وہ اپنے دل کا افسوس اس طرح نکالتا ہے ۔

۶۲۰ - یتطہرون - بظاہر بہ تکلف پاک بنتے ہیں ورنہ ہمارے جیسے ہی ہیں -

۶۲۱ - واھلہ الا امرأتہ - اہل میں سے بی بی کا استثناء بتاتا ہے - کہ بیوی اہل میں داخل ہے نیز بیوی کے سوا اور بھی ہیں - جو اہل میں داخل ہیں شیعہ اور ان کی مخالفت میں غلو کرنے والے دونوں فرقوں کا رد - تالمود سے پتہ لگتا ہے کہ بی بی بھی ایمان رکھتی تھی - مگر اس کا قصور یہ تھا - کہ وہ کافروں سے تعلقات یگانگت رکھتے ہوئے انکو خبریں دیتی جاتی - اس لئے کافرہ قرار دی گئی ۔

۶۲۲ - مطراً - زلزلہ آ کر زمین ٹکڑے ہو گئی اور اوپر اُڑ کر نیچے گریں - اوپر سے پتھر برسنے سنت اللہ سے ثابت نہیں - آتش فشاں پہاڑوں سے لاوا اُڑتا ہے - تو کئی کئی میل تک پتھر اُڑ کر پڑتے ہیں ۔

(آٹھواں پارہ ختم)

انگرام تسری کے اعتراض کا جواب

اہلِ فقہ کے ناکام ایڈیٹر نے ایک اعتراض شایع کیا ہے۔ اور ساتھ ہی لکھا ہے۔ کہ یہ مجھے ہی سوجھا ہے حالانکہ اس اعتراض کا جواب ۱۹۰۵ء میں حضرت اقدس مسیح موعود اپنے زبان قلم سے دے چکے ہیں ملاحظہ ہو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ؂

اعتراض زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنی کتاب ازالہ میں خود لکھتے ہیں کہ زلزلہ کی پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں۔ بلکہ مہمل اور ناقابل التفات ہے ؂

جواب واضح ہو۔ کہ معترض نے اس جگہ وہ میری عبارت پیش کی ہے۔ کہ جو میں نے انجیل متی کی ایک پیشگوئی پر جو حضرت مسیح کی طرف منسوب کیجاتی ہے۔ ازالہ اوہام میں لکھی ہے۔ اور اسجگہ کافی ہوگا کہ وہی عبارت زلزلہ کی نسبت جو انجیل متی میں حضرت مسیحؑ کے نام پر سند ہے۔ جسکو میں نے ازالہ اوہام میں نقل کیا ہے۔ پبلک کے سامنے پیش کردی جائے۔ اور پھر وہ عبارتیں جو میری پیشگوئیوں میں دونوں زلزلوں کی نسبت بذریعہ اشتہارات شایع ہو چکی ہیں۔ بالمقابل اسجگہ لکھدی جائیں۔ تا ناظرین خود سمجھ لیں کہ کیا ان دونوں پیشگوئیوں کی ایک ہی صورت ہے۔ یا ان میں کچھ فرق بھی ہے۔ اور کیا میری پیشگوئی میں بھی زلزلہ کی نسبت صرف معمولی الفاظ ہیں۔ جو ہر ایک زلزلے پر صادق آسکتے ہیں۔ جیسا کہ انجیل متی کے الفاظ ہیں۔ یا میری پیشگوئی فوق العادت زلزلہ کی خبر دیتی ہے۔ اور اسجگہ اسبات کا ذکر کرنا بھی بے موقع نہ ہوگا۔ کہ جس سرزمین میں حضرت مسیحؑ تھے یعنی ملک شام میں۔ اس ملک کی قدیم سے ایسی صورت ہے کہ ہمیشہ اس میں زلزلے آیا کرتے ہیں۔ جیسا کہ کشمیر میں۔ اور ہمیشہ طاعون بھی اس ملک میں آیا کرتی ہے پس اس ملک کے لئے یہ اعجوبہ نہیں ہے کہ اس میں زلزلہ آوے یا طاعون پیدا ہو۔ بلکہ کوئی بڑا زلزلہ آنا بھی کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ حضرت مسیحؑ کی پیدائش سے بھی پہلے ایسے زلزلے آچکے ہیں اور ان کی زندگی میں بھی ہمیشہ سخت اور نرم زلزلے آتے رہے ہیں۔ پھر معمولی بات کی نسبت پیشگوئی کیا ہوئی مگر ہم آگے چلکر بیان کرینگے۔ کہ یہ زلزلہ جس کی پیشگوئی میں نے کی تھی۔ اس ملک کے لئے کوئی معمولی بات نہ تھی۔ بلکہ ایک انہونی اور فوق العادت بات تھی۔ جسکو تمام ملک کے رہنے والوں نے فوق العادت قرار دیا۔ بلکہ نمونہ قیامت سمجھا۔ اور تمام محقق انگریزوں نے بھی یہی گواہی دی۔ اور تاریخ پنجاب بھی یہی شہادت دیتی ہے۔ اور نیز پرانی عمارتیں جو قریباً سولہ سو برس سے محفوظ چلی آتی ہیں بزبان حال یہی شہادت دے رہی ہیں۔ مگر سب کو معلوم ہے کہ ملک شام میں تو اس کثرت سے زلزلے آتے ہیں کہ جب وہ پیشگوئی حضرت مسیحؑ کی لکھی گئی۔ تو غالباً اسوقت بھی کوئی زلزلہ آرہا ہوگا ؂

اب ہم ذیل میں وہ پیشگوئی لکھتے ہیں۔ جو زلزلہ آنے کی نسبت انجیل متی میں لکھی گئی ہے۔ جس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ "قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آویگی۔ اور کال اور مری پڑے گی۔ اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے"۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۴ یہی پیشگوئی ہے۔ جس کی نسبت میں نے ازالہ اوہام میں وہ عبارت لکھی ہے۔ جو معترض نے اخبار مذکور کے صفحہ ۵ کالم اول سطر ۲۶ میں درج کی ہے اور وہ یہ ہے "کیا یہ بھی کچھ پیشگوئیاں ہیں کہ زلزلے آوینگے۔ مری پڑے گی۔ لڑائیاں ہوں گی۔ قحط پڑیگے" معترض صاحب میری اس عبارت کو لکھکر اس سے یہ بات نکالتے ہیں کہ گویا میں نے یہ اقرار کیا ہے کہ زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کوئی قابل وقعت چیز نہیں اور ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ اس عبارت سے میرا یہ مدعا نہیں ہے۔ جو معترض نے سمجھا ہے۔ بلکہ یہ غرض ہے کہ معمولی طور پر ایک بات کو پیش کرنا جسمیں کوئی اعجوبہ نہیں۔ اور جسمیں فوق العادت امر نہیں پیشگوئی کے مفہوم میں داخل نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر کوئی پیشگوئی کرے کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہونگی تو یہ پیشگوئی نہیں کہلا سکتی۔ کیونکہ عادت اسی طرح پر جاری ہے۔ کہ برسات کے دنوں میں کچھ نہ کچھ بارشیں ہو جایا کرتی ہیں۔ ہاں اگر کوئی یہ پیشگوئی کرے۔ کہ اب کی دفعہ برسات کے دنوں میں اسقدر بارشیں ہونگی کہ زمین میں سے چشمے جاری ہو جائینگے۔ اور کنوئیں پُر ہوکر نہروں کی طرح بہنے لگیں گے۔ اور گذشتہ سو برس میں بارش کی ایسی کوئی نظیر نہیں ہوگی۔ تو اس کا نام ضرور ایک امر خارق عادت اور پیشگوئی رکھا جائے گا۔ سو اسی اصول کے لحاظ سے میں نے انجیل متی باب ۲۴ کی پیشگوئی پر اعتراض کیا تھا۔ کہ صرف اتنا کہدینا کہ زلزلے آئینگے۔ خاصکر اس ملک میں کہ جسمیں ہمیشہ زلزلے آیا کرتے ہیں۔ بلکہ سخت زلزلے بھی آتے ہیں۔ یہ کوئی ایسی خبر نہیں ہے۔ جسکا نام پیشگوئی رکھا جائے یا اس کو ایک امر خارق عادت ٹھہرایا جاوے۔ اب دیکھنا چاہیئے۔ کہ کیا اُن پرتہ اشتہارات میں بھی جو میں نے زلزلہ کی نسبت پیشگوئی کے طور پر ملک میں شایع کئے۔ ایسی ہی معمولی خبر پائی جاتی ہے۔ جسمیں کوئی امر خارق عادت نہیں۔ اگر درحقیقت ایسا ہی ہے۔ تو پھر زلزلہ کی نسبت میری پیشگوئی بھی ایک معمولی بات ہوگی۔ زلزلہ کی نسبت میرے اشتہارات کے الفاظ یہ ہیں :۔ "یکم مئی ۱۹۰۵ء میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی تھی۔ جسکو میں نے اخبار الحکم اور البدر میں شایع کرا دیا تھا۔ عفت الدیار محلھا و مقامھا یعنے اس ملک کا ایک حصہ مٹ جائے گا۔ اس کی وہ عمارتیں جو عارضی سکونت کی جگہ ہیں۔ اور وہ عمارتیں جو مستقل سکونت کی جگہ ہیں۔ دونوں نابود ہو جائینگی ان کا نام و نشان نہیں رہیگا۔ اور الدیار پر جو ال ہے وہ دلالت کرتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے علم میں اس ملک میں سے وہ خاص خاص جگہ ہیں۔ جن پر یہ تباہی آئیگی۔ اور وہ خاص حصہ ملک کے مکانات ہیں۔ جو زمین کے برابر ہو جائینگے۔ یہ کس قدر فوق العادت پیشگوئی ہے۔ اور کس شد و مد سے اس میں آیندہ واقعہ کا ذکر

ہے۔ جس کی سولہ سو برس تک بھی اس ملک میں نظیر نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ انگریزی اخباروں کے پڑھنے سے معلوم ہو گا۔ کہ بڑے بڑے طبقات الارض کے محقق اس ملک کی نسبت یہ فوق العادت واقعہ قرار دیتے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ بات بڑے بڑے محققوں کی شہادت سے فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ سولہ سو برس تک بھی پنجاب میں اس زلزلہ کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ اور تمام اخبارین اس مضمون سے بھری پڑی ہیں کہ یہ زلزلہ نمونۂ قیامت تھا۔ پس جبکہ اس وحی الٰہی میں جو میرے پر ہوئی۔ یہ فوق العادت مضمون ہے۔ کہ اس حادثہ سے عمارتیں نابود ہو جائینگی۔ اور ایک حصہ اس ملک کا تباہ ہو جائے گا۔ تو پھر نہایت افسوس ہے۔ کہ ایسی عظیم الشان پیشگوئی کو جو ایک ملک کے تباہ ہونے کی خبر دیتی ہے۔ انجیل کی ایک معمولی خبر کے برابر ٹھہرایا جائے۔ جو زلزلے آئینگے۔ اور وہ بھی اس ملک میں جو زلزلوں کا گھر ہے۔ کیا کسی پیشگوئی کے اس سے زیادہ الفاظ ڈرانے والے ہو سکتے ہیں۔ ہر ایک منصف مزاج خود سوچ لے۔ کہ کیا اس ملک پنجاب کے لئے زلزلہ کی پیشگوئی کے الفاظ اس سے زیادہ فوق العادت ہو سکتے ہیں۔ جو وحی ربانی عفت الدیار محلھا ومقامھا میں پائے جاتے ہیں۔ جس کے یہ معنے ہیں۔ کہ ایک حصہ ملک کا ایسا تباہ ہو جائے گا۔ کہ اس کی عمارتیں سب نابود ہو جائینگی۔ نہ سرائیں باقی رہیں گی۔ نہ مستقل سکونت کی جگہ۔ اس جگہ ادنےٰ عربی دان بھی الدیار کے الف لام کو ذہن میں رکھ کر سمجھ سکتا ہے۔ کہ الدیار سے ایک حصہ اس ملک کا مراد ہے۔ اور عفت کے لفظ سے یہی مطلب ہے۔ کہ اس حصہ ملک کے سب مکانات گر جائیں گے۔ نابود ہو جائینگے

پس کوئی مجھ کو سمجھا دے۔ کہ اس ملک کے لئے ایسا واقعہ پہلے اس سے کب پیش آیا تھا۔ ورنہ ایمانداری سے بعید ہے۔ کہ انسان بے حیا ہو کر جھوٹ بولے اور خدا کا خوف نہ کرے۔ جس کا قدم ہر ایک وقت قبر میں ہے۔ اور پھر اشتہار الوصیت میں جو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء میں زلزلہ سے پہلے شایع کیا گیا تھا۔ یہ عبارت درج ہے۔ "اسوقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں۔ بطور کشف میں نے دیکھا ہے۔ کہ دردناک موتوں سے عجیب طور پر شور قیامت برپا ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی الہام ہوا۔ کہ "موتا موتی لگ رہی ہے"۔ اب سوچو کہ کیا ایک آیندہ واقعہ کی ان الفاظ سے پیشگوئی کرنا کہ وہ نمونۂ قیامت ہو گا۔ اور شور قیامت اس سے برپا ہو گا وہ پیشگوئی اس پیشگوئی سے مساوی ہو سکتی ہے۔ جو معمولی الفاظ میں کہا جائے۔ جو زلزلے آوینگے خاص کر شام جیسے ملک میں جو اکثر زلزلوں اور طاعون کی جگہ ہے۔ اگر خدا تعالےٰ کا خوف ہو۔ تو خدا تعالےٰ کی پیشگوئی کے انکار میں اسقدر دلیری کیونکر ہو۔ یہ میرے پر حملہ نہیں۔ بلکہ خدا تعالےٰ پر حملہ ہے۔ جس کا وہ کلام ہے۔

خطبات نور

حضرت حکیم الامۃ حاجی الحرمین مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمودہ خطبات جمعہ و عیدین وغیرہ ہر دو حصے چھپ کے تیار ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ:- فاروق بک ایجنسی قادیان

مفت! مفت!! مفت!!!

قدامت مادہ و تناسخ کی تردید

اس نام کا ٹریکٹ نہایت موزوں تختی سفید کاغذ پر شایع ہوا ہے۔ اس میں فاضل مصنف نے آرین کتب ہی سے نقلی حوالے اس قسم کے دیئے ہیں۔ جس سے آریوں کے ہر دو مسائل کا تار و پود فوراً ٹوٹ جاتا ہے۔ جن احباب کو درکار ہوں۔ ذیل کے پتہ پر آدھ آنہ کا ٹکٹ برائے محصولڈاک بھیجکر مفت منگوا سکتے ہیں۔

ملنے کا پتہ

کارخانہ رفیق حیات قادیان پنجاب

خزینہ فضل اکبر جنین چشمہ حیات

یعنے

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے کچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھر ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر رہ دار البقاء لیتی تھی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضایع ہو جایا کرتے تھے یا مُردہ پیدا ہوتے تھے اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سُنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرمادیں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سُرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھُند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (ع)

المشتہر

نظام جان و عبد الرحمن کاتانی قادیان

[illegible] بہت ہی اچھے [illegible] ہے۔ مگر اس [illegible] حالت پر بھی [illegible] دشمن کے ہوائی جہاز نیاں پر [illegible] ناکام گئے ؛

"پیغام کو سلام"

از [illegible] سلیمان صاحب احمدی [illegible]

"۲۰ فروری کا پیغام صلح کہوں یا پیغام جنگ ۲۰ فروری کو میرے نام سے مکان پر آیا معلوم نہیں۔ اس پرچے میں کون صاحب ہیں۔ جنہوں نے یہ مہربانی فرمائی جنکے کل حصہ [illegible] کو غور سے دیکھا۔ جو مباہلہ۔ ختم نبوت۔ استہزا اور تعلّی [illegible] سے بھرا ہوا تہا۔ اخبار دیکھنے سے جو خیالات دماغ میں اکٹھا ہوئے۔ وہ ارسال خدمت ہیں امید ہے۔ کہ فاروق کے کسی گوشہ میں ان خیالات کو جگہ دے کر ممنون کیجئے۔

ہر طرف کالی گھٹا تہی کفر کی چھائی ہوئی
دین مردہ تھا تری آمد مسیحائی ہوئی

اب مسیح ناصری دنیا میں آسکتے نہیں
آپ کی نیچی نگہ کہتی ہے شرمائی ہوئی

ہر شفقت کر بلایا اس جری اللہ نے
سامنے [illegible] جس کی تہی آئی ہوئی

[illegible] آفات کا توبہ کرو تو رحم ہو
ہے خدا کی قہر کی سب [illegible] کا ئی ہوئی

آپ نے پیغام بھیجنے دیکہا [illegible]
آقا زادہ [illegible] بات گہرائی ہوئی

[illegible] صاحب [illegible] کہو لدوں
[illegible] ساری [illegible] کائی ہوئی

[illegible] کا [illegible] مانا کئے
[illegible] عقل [illegible] جاتی رہی [illegible] ہوئی

[illegible]

[illegible]

مثل عیسیٰ کی نہ کیوں بڑھکر مسیحائی ہوئی
غیب دان کوئی نہیں اسحق خالق کے سوا
ہاں رسولوں کی سند قرآن میں آئی ہوئی

پاکپٹن میں تبلیغ

ماسٹر فتح محمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ پاک پٹن رپورٹ بھیجتے ہیں

کہ حافظ جمال احمد صاحب مبلغ ڈویژن ملتان ۲۰ فروری کو تشریف لائے۔ اور میاں محمد یار صاحب احمدی زرگر پاک پٹن کے مکان کی چھت پر جو عین شہر کے درمیان واقع ہے۔ وعظوں کا سلسلہ جاری رہا۔ اور شریروں کی سابقہ شرارت کو ملحوظ رکھ کر باقاعدہ تھانہ میں رپورٹ کی۔ جس پر تین کنسٹبل مقرر ہوئے۔ ہم سب انسپکٹر صاحب کے شکرگذار ہیں کہ جنکے حسن انتظام سے ہم نے آرام سے حق تبلیغ ادا کیا۔ گو متصل کی مسجد میں ملاں نے دیوان حافظ وغیرہ کے اشعار پڑھ کر سامعین پر برا اثر ڈالنا چاہا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے حافظ صاحب کی بلند آواز اور دلکش تقریر نے ان کے اثر کو زائل رکھا۔ حاضرین کی تعداد اوسطاً بیس رہی ہر ایک وعظ جلسہ گاہ میں عشاء کی نماز ادا کر کے تلاوۃ قرآن شریف کے بعد ہوتا رہا۔ جس کی ۴ بجے شام کو پہلے منادی کرائی جاتی تہی۔ مخالف مولویوں نے سامعین کو روکنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ مگر جگہ موزوں اور بلند ہونے کی وجہ سے گھروں تک آواز جاتی رہی۔ اور کچھ سعید روحیں احمدیت کی طرف مائل بھی ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ماننے کی توفیق دیوے اور احمدیت کو پھیلا دے۔ اور شرک دور کرے۔

قاضی [illegible] عدالت میں

(گذشتہ سے پیوستہ)

[illegible] قاضی [illegible] صاحب گھر پہنچے اور [illegible] سے ہی سب [illegible] قادیان [illegible]

کی اماں مجھے چھیڑتی بگڑتی ہیں۔ گھر والے سمجھے کہ شاید کوئی خواب دیکھا ہے۔ اس لئے بتاتے ہیں۔ صبح بکریوں والے جب قبرستان سے گذرے۔ تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک قبر کہلی پڑی ہے اور اسکے پاس ایک بیلچہ پڑا ہے اور [illegible] کا ایک پیر۔ چونکہ قبر دار کو خبر ہوئی۔ اور دم بھر میں گاؤں میں ہل چل مچ گئی۔ کہ یہ کون ظالم ہے؟ کہ جس نے ہمارے خاندان رطل ہوتی کے ایک معزز ممبر کی توہین بے حرمتی کی (ناظرین حیران نہ ہوں۔ وہ قبر جسے مرزائی کی جان کر اکھیڑا تھا۔ وہ دراصل اپنے ہی ایک رشتہ دار کی تہی) اندھیرے میں غلطی لگ گئی۔ خیر پنچایت بیٹھی۔ بڑے بہائی قاضی لم میت بھی بلائے گئے۔ جو اپنے ارادۂ انتقال کی خفت مٹانے کے لئے اعتکاف کے نام سے خانہ نشین تھے۔ صرف جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے باہر نکلتے تھے۔ وہاں تو ترک دنیا خلاصۂ تعلیم اسلام فرماتے۔ اور گھر میں لہو و لعب اپنا شیوہ بنا رکھا تھا۔ لالہ دھوویناہ کے شوقین بیٹے کا فونوگراف منگوالیا۔ وہی بج رہا ہے۔ اور محلہ بھر کے بچے اور بوڑھیں جمع ہو گئیں۔ آپ مصلّیٰ پر بیٹھے تسبیح ہاتھ میں لئے وظیفہ پڑھ رہے ہیں۔ اور کان باجے کی آواز کی طرف ہیں جسیا آپ ہی کے ایماء سے "تو لا الہ زمینہ" والی غزل کا ریکارڈ چڑھایا گیا ہے۔ ایک حوض بنا رکھا ہے۔ اسمیں رنگ برنگ کی مچھلیاں جمع کی ہیں۔ دخانی کشتیوں کے نمونے بنا کر اسے انجن سے چلانے کی کوشش میں کئی قیمتی گھنٹے ضائع کر رہے ہیں۔ جب بلاوا آیا۔ تو داڑہی کو کنگھی کی۔ کا جبہ لگایا۔ حمائل گلے میں ڈالی اور گئے۔ لچکدار گفتگو سے لوگوں کا جوش ٹھنڈا کیا۔ بات آئی گئی ہوئی۔ مگر لم یق صاحب بہت گھبرا گئے۔ جی میں جوش آیا۔ خودکشی کرلیں۔ مگر پھر یہ شعر یاد آیا۔

اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائینگے
مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائینگے

اتنے میں سندر لال آپ کا [illegible] آپہونچا۔ چہرہ مغموم دیکھ کر حقیقت دریافت کی۔ لم یق صاحب بھرے بیٹھے تھے سب دکھڑا کھول سنایا۔ قرض کا معاملہ بھی بتایا۔ سندر لال نے کہا کہ یہ تو کوئی بات نہیں جلسہ قریب ہے۔ آپ [illegible] ہو جائیں ہم سب انتظام کر دینگے۔ قاضی صاحب کہنے لگے [illegible]

خواجہ حسن نظامی دہلوی سے مباہلہ

سیدنا فضل عمر خلیفۃ ثانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک مضمون میں خواجہ حسن نظامی کے جواب میں لکھا ہے جسمیں اول تو ان حق پوشیوں کو بتایا ہے۔ جو خواجہ صاحب نے اپنے مضامین میں کیں۔ اور پھر یہ بھی دکھایا ہے کہ مباہلہ سے جان چھڑانے کے لئے خواجہ صاحب نے کیونکر مختلف قسم کی شرائط پیش کیں۔ اور ہم مانتے گئے پہلے کہا کہ تمام سربرآوردگان جماعت احمدیہ لکھدیں۔ کہ اگر ان کے مباہلین پر اثر مباہلہ ہو گیا۔ تو سلسلہ احمدیہ کے مخصوص عقائد سے تائب ہو جائینگے۔ چنانچہ یہ بھی مان لیا گیا۔ پھر خواجہ صاحب نے یہ شرط پیش کر دی کہ بیس ہزار احمدیوں کے دستخط پیش کرو۔ جن کی تصدیق مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے امیر جماعت پیغام کریں۔ جو اپنے ایک مضمون میں لکھ چکے ہیں۔ کہ حضرت فضل عمر کے ساتھ بیس ہزار احمدی نہیں ہیں۔ اور دستخط کے ساتھ یہ تحریر ہو کہ مرزا محمود کی ہلاکت کی صورت میں ہم سب تائب ہو جائینگے۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے اعلان کیا ہے کہ مباہلہ لاہور میں ہو۔ میں اپنے ساتھ ایک ہزار اپنا مرید لاؤں گا جو مباہلہ میں شامل ہو گا۔ اور پانچ ہزار روپیہ نقد بطور ضمانت جمع کراؤں گا۔ جو میرے مباہلہ میں نہ آنے کی صورت میں خواجہ صاحب کو بطور ہرجانہ ملے گا۔ اور خواجہ حسن نظامی اگر ہزار آدمی ساتھ نہیں لا سکتے۔ بلکہ پانسو بھی۔ تو صرف چار سو ہی ساتھ لائیں۔ اور چار ہزار روپیہ کی بجائے ضمانتاً ثالث کے پاس رکھوا دیں۔ بیس ہزار دستخط اگر احمدیوں سے دکھانا مشکل ہے کیونکہ [illegible] کی تبلیغی رپورٹ کے مطابق دو ہزار میں [illegible]۔ لیکن تاہم اتنے دستخط احمدیوں کے [illegible] ہو سکتا ہے۔ کہ خواجہ صاحب پھر بھی [illegible] تین ہزار روپیہ فریقین ضمانتاً تین [illegible] کرائیں۔ جو [illegible] ہزار

ست ہ اسیوں سکے ۔ دکھا سکے ۔ او مباہلہ نہ کرے وہ یہ روپیہ بطور ہرجانہ فریق ثانی لوے۔ ایسا ہی جعلی امر سے عوض فی کس دس روپے کاٹ ہو گی۔ یا وں کی جائے۔ حضرت خلیفۃ المسیح تین ہزار روپیہ ضمانت جمع کرا دینگے۔ پہلے خواجہ حسن نظامی صاحب میں ہزار اپنے مریدوں کے صحیح دستخط پیش کریں۔ اسکے بعد اگر ہماری طرف سے اتنے دستخط نہ پیش ہوں۔ تو بیس ہزار ہرجانہ کے طور پر خواجہ صاحب لے لیں۔ خواجہ صاحب اگر یہ بھی نہ کر سکیں۔ تو پھر قادیان مع اہل و عیال آجائیں۔ تمام اخراجات کرایہ حضرت خلیفۃ المسیح ادا فرمائینگے۔ ان کے ذمہ دار بھی ہم ہی ہونگے۔ امید ہے۔ اب خواجہ صاحب کو کوئی عذر نہ ہو گا۔ اور وہ احمدی جماعت کے امام سے مباہلہ کر کے صوفیوں کی لاج رکھ لینگے

"تبلیغ رسالت"

خدا کے فضل و کرم سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے اشتہارات کا مجموعہ ایسی مکمل صورت میں لکھا جا رہا ہے کہ انشاء اللہ اس سے بڑھ کر مکمل مجموعہ دوسرا کوئی نہیں ہو گا۔ اشتہارات و مضامین مطبوعہ اخبارات سفیر ہند و ریاض ہند وغیرہ کے پڑھنے سے جسقدر اشتہارات کا پتہ معلوم ہو سکتا ہے۔ وہ سب خدا کے فضل سے اس خادم سلسلہ نے بہم پہنچا لئے ہیں۔ صرف ایک اشتہار جو اخبار سفیر ہند مطبوعہ ۹ فروری ۱۸۷۸ء کے پہلے ورق پر شائع ہوا تھا وہ نہیں ملا۔ گو اس کا خلاصہ ایک آریہ سماجی اشتہار سے مل گیا ہے۔ اور بجائے اس غیر حاصل شدہ اخبار کے آریوں کا وہ اشتہار جسمیں اس کا خلاصہ تھا۔ درج مجموعہ ہذا کر دیا ہے۔ تاہم اسکی تلاش سے میں فارغ نہیں ہو بیٹھا۔ متلاشی ہوں۔ اگر اصل اشتہار مل گیا۔ تو کسی موقعہ مناسب پر اسی مجموعہ میں طبع کر دوں گا۔ مجھے جسقدر خوشی اس امر سے ہوئی ہے۔ کہ خدا نے اس کار خیر کی انجام دہی میں جن اسباب کی ضرورت تھی۔ وہ اپنے رحم و کرم سے سب مہیا فرما دیئے ہیں۔ اور نایاب اشتہار بہم پہنچا دیئے۔ اتنی خوشی مجھے آج تک کبھی نہیں ہوئی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ میں اس قادر مسبب الاسباب کا بال بال سے شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے مجھ جیسے ناچیز سے یہ خدمت لینی چاہی۔ اور اسکے لئے سب سامان فراہم کر دیئے۔ ثم الحمد للہ علی احسانہ

اسکے ساتھ ہی میں ان معاونین کا دل سے شکر گذار ہوں۔ جنھوں نے اس گوہر نایاب مجموعہ اشتہارات کی اہمیت کا احساس کر کے مالی امداد فرمائی۔ کہ قیمت کتاب بطور پیشگی منی آرڈر کر کے بھجوائی۔ اون احباب کے علاوہ جن کے اسمائے گرامی گذشتہ اشاعت میں شکریہ کے ساتھ شائع ہو چکے ہیں۔ احباب ذیل کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جن کی امداد بطور پیشگی قیمت ہفتہ زیر اشاعت میں وصول ہوئی ہے جزاہم اللہ احسن الجزاء

شکریہ احباب

(۱۱) مکرمی جناب سیٹھ شیخ حسن صاحب بیڑی مرچنٹ یادگیری دکن نے اس مقدس مجموعہ جواہرات کی ۲۵ جلدیں مکمل خرید فرمائیں یعنے ہر جلد کے پچیس پچیس نسخے آپنے خریدے ہیں۔ اور جلد اول کے ۔۔ روپیہ پیشگی ارسال فرما دئے ہیں۔ جزاہ اللہ فی الدنیا والآخرۃ خیر الجزاء۔ آمین ؛

(۱۲) مکرمنا حضرت میر حامد شاہ صاحب سیالکوٹی زاد اللہ قدرہ نے خاص طور پر جماعت سیالکوٹ میں اس کے واسطے تحریک فرمائی۔ اور ۔۔ روپیہ جیب خاص سے اور آٹھ خریدار دیگر مہیا فرما کر رقم پیشگی ارسال فرما دی۔ اللہ تعالی شاہ صاحب کے اہل و عیال دین و دنیا اور کاروبار عزت و آبرو میں برکت اور ترقی بخشے۔ آمین ؛

(۱۳) اخی المعظم جناب مولوی غلام اکبر خان صاحب حیدر آباد دکن۔ وکیل ہائیکورٹ ۔۔ ۔۔ ۔۔ لعہ

(۱۴) منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ منجانب جماعت شملہ ۔۔ ۔۔ ۔۔ عہ

(۱۵) بابو محمد حسین صاحب سب اوورسیر کالا باغ جماعت فیروز پور۔ حیدرآباد دکن اور سیدن برہان پشاور اپنے وعدے ایفا فرمائیں۔ خدا سے اجر اور خاکسار قاسم خادم سلسلہ سے شکریہ حاصل کریں۔ اور دیگر احباب جلد اپنی اپنی درخواست

ایک شیعہ مجتہد کی کارگذاری

جنت و نار کی ٹھیکیداری

ایک سابق شیعہ "مولوی" کے قلم سے

ناظرین کرام نے تشحیذ الاذہان نمبر ا و ۲ ماہ جنوری و فروری ۱۹۱۸ء کے صفحہ ۲ پر سید علی الحائری صاحب مجتہد شیعہ کے وکالت نامہ کو پڑھکر معلوم کیا ہوگا۔ کہ سیدصاحب لکھتے ہیں :-

"نیز جن مؤمنین کے والدین بغیر نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ فوت ہو گئے ہوں۔ ان کی نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ اور زیارت کربلا معلی اجارہ پر ادا کروائیں"

جناب مجتہد صاحب نے اس دو سطر کی عبارت میں بہت سی غلطیاں کی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ بنا بر مذہب شیعہ کربلا کی زیارت واجب نہیں۔ جسکے فوت ہونے سے قضا لازم آوے۔ بلکہ علماء شیعہ نے اسے سنت مندوب قرار دیا ہے۔ دیکھو کتاب جامع عباسی صفحہ ۱۴۹۔ وبعد ازاں نیت زیارت کن باین طریق کہ زیارت حضرت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میکنم سنت تقرب بخدا۔ جب حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت بنا بر مذہب شیعہ سنت ہے۔ تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی زیارت واجب اور فرض کیونکر ہو سکتی ہے۔ اور اگر واجب نہیں ہو سکتی۔ تو پھر سنت مندوب کی قضاء ادا کرنا چہ معنی دارد۔ کیا جو شیعہ کربلا نہیں گئے۔ آپ کے نزدیک وہ سزاوار جہنم ہیں؟

زیارت کربلا واجب نہیں۔ بلکہ مستحب ہے۔ اور بنا بر مذہب شیعہ واجب کس کو کہتے ہیں اور سنت کس کو ملاحظہ ہو۔ کتاب العدل کا پہلا حصہ صفحہ م۔ یہ کتاب انجمن دار التالیف لکھنؤ سے شایع ہوئی ہے۔ اور لکھنؤ کے تمام مجتہدوں کی تصدیق شدہ ہے۔" اور فعل حسن (اچھی بات) کی چار قسمیں ہیں پہلی قسم واجب اور ہیں سے وہ بھلا کام مراد ہوتا ہے۔ جس کا کرنیوالا اسکے بجالانے پر مدح اور تعریف کرنے کا اور اسکے ترک کرنے اور چھوڑ دینے پر مذمت اور برائی کرنے کا مستحق ہوا الخ

دوسری قسم سنت جسکو مندوب اور مستحب بھی کہتے ہیں اور اس سے وہ بھلا کام مراد ہوتا ہے۔ جس کا کرنیوالا اسکے بجالانے پر مدح اور تعریف کرنے کا مستحق ہو۔ اور اسکے ترک کرنے اور چھوڑ دینے پر مذمت اور برائی کا مستحق نہ ہو۔ جیسے مومن سے ملاقات کرنا" علماء شیعہ تو اسکے قائل ہیں۔ مگر جناب سید علی حائری صاحب لکھتے ہیں کہ کربلا کی زیارت اگر قضا ہو جائے تو اسے اجارہ پر ادا کروائیں۔ اور اس کا ادا ہونا اس طرح ہے کہ دو سو روپیہ ہماری طرف فوراً بھیج دیا جائے تاکہ وہ مردہ جہنم سے بچ جائے۔ یہ ٹھیکیداری نہیں تو اور کیا ہے۔ آپکی کارروائی سے ظاہر ہوتا ہے کہ کربلا کی زیارت آپکے نزدیک واجب ہے۔ اور آپ لکھنؤ کے شیعہ علماء سے مخالف ہیں۔ پھر مجتہد صاحب کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ زکوٰۃ بھی اجارہ پر ادا ہو سکتی ہے۔ لیکن اس کا نکس تحریر نہیں فرمایا کہ کیا دیا جائے۔ اور اس کی صورت بیان نہیں کی کہ زکوٰۃ کس طرح اجارہ پر ادا ہو جائیگی۔ زکوٰۃ کا اجارہ پر ادا ہونا یہ ایک نیا مسئلہ ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں کہ حائری صاحب اسکے دلائل بیان فرما دینگے۔

پھر مجتہد صاحب لکھتے ہیں :- اس حساب سے کہ نماز ایک سال کے واسطے ۱۲۰ روپیہ روزہ ایک سال ایک ماہ کے واسطے ۳۰ روپیہ ہر مومن کے حج کے واسطے چھ سو روپیہ۔ زیارت دو کربلا نجف کاظمین سامرہ کے واسطے دو سو روپیہ۔ اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو جہنم سے بچانا چاہیں۔ اور ان کے علاج رحم کرکے ان کی تمام قضا شدہ نمازیں روزہ اور حج و زیارت مذکورہ حساب سے ... ... کو سپرد کردیں وہ اسی وقت یہ روپیہ ہمارے پاس بھیج دیا کرے"

مجتہد صاحب کا یہ فقرہ اپنے اندر عجیب رنگ رکھتا ہے کہ "اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو جہنم سے بچانا چاہیں" گویا سید علی حائری صاحب کے نزدیک مُردوں کو جہنم سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ آپکی خدمت میں مذکورہ حساب سے نقد روپیہ بھیجا جائے۔ آپکی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ روپے ان کی خدمت میں ارسال کئے جائیں۔ تو پھر آپ تمام فوت شدہ نمازوں کی ادائیگی کے ذمہ دار ہیں۔ اور ضروری ہے کہ مُردوں کو جہنم سے بچالیں۔ لیکن مجتہد صاحب اپنی تفسیر لوامع التنزیل جلد ۲ میں لکھ چکے ہیں۔ کہ جو اپنی نمازوں کو ترک کرتے ہیں ان کو جنت کی ہوا ہرگز میسر نہ ہوگی۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۹

تارك الصلوٰة لا يجد ريح الجنة۔ یعنے نماز کو ترک کرنے والا جنت کی بو کو نہ پائے گا۔

پھر اسی تفسیر کے صفحہ ۲۳۹ پر حدیث نقل کرتے ہیں۔

من احرق مسعين مصحفاً وقتل سبعين نبياً وزنا مع امه سبعين مرة وفتض سبعين بطريق الزناء فهو اقرب الى رحمة الله من تارك الصلوٰة متعمداً۔ یعنے جو شخص نماز کو جان کر چھوڑ دے بہ نسبت اس کے وہ شخص خدا کی رحمت کی طرف قریب تر ہے۔ کہ جس نے ستر مرتبہ قرآن مجید کو جلایا ہو۔ اور ستر نبی کو قتل کیا ہو۔ اور ستر مرتبہ اپنی والدہ سے ... کیا ہو۔ اور ستر باکرہ عورتوں ...

ناظرین غور فرماویں۔ کہ جب حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے۔ کہ وہ شخص جو مذکورہ گناہ کرے وہ تو رحمت اللہ تعالے کے قریب تر ہے۔ مگر بے نمازی گنہگار سے بھی بدتر ہے۔ تو پھر کس طرح مجتہد صاحب چند ٹکوں کے وصول کرنے پر ان کی تمام فوت شدہ نمازیں ادا کرکے ان جہنموں کو آگ سے سبکدوش کرینگے پھر شیعہ کی کتابوں میں یہ تعلیم دیکھی ہے کہ خارجیا اور مخالفوں کے روزے حج اور نمازیں وغیرہ تمام امور خیر قیامت کے روز شیعہ صاحبان کو دئیے جائینگے۔ اور شیعہ صاحبان کے گناہ اور ناروا کاروائیاں یہ سب مخالفوں کو گردن میں پہنائی جائینگی۔ اسلئے کہ اللہ تعالے عادل ہے۔ دیکھو تفسیر ایما سیم۔ اگر تعلیم حائری صاحب کو یاد ہے۔ تو ان کے مقلدین اس طرف سے واقف نہیں۔ پھر بھلا انہیں کیا ضرورت ہے کہ آپکی خدمت نقد روپیہ بھیجیں۔ اور کیوں [illegible]

[illegible] سے نمازیں پڑھیں [illegible] کہ مقلدین کو یہ خبر دیجاتی ہے کہ [illegible] کے اعمال نیک قسم کو پہنچنگے۔ اور دوسری طرف کہا جاتا ہے۔ کہ اگر مردوں کو جہنم سے بچا لینا چاہو۔ تو [illegible] پاس بھیجو۔ تاکہ انکے اعمال ادا کئے جائیں۔

آپ حضرات نے دیکھا کہ شیعہ مجتہد صاحب نے کیسی کیسی فاش غلطیاں کی ہیں۔ ہم جہاں تک خیال کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا کے مرسل و مامور سے انکار اور عداوت کا باعث ہے۔ افسوس کہ شیعہ صاحبان عقل سے کام نہیں لیتے۔ ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبول کرنے میں ان کے لئے کوئی روک نہ تھی جیسا کہ وہ اس خیال میں ہیں۔ کہ حضرت مہدی علیہ السلام اہل بیت اور خاص معنی کے لحاظ سے آل محمدؐ میں سے ہونگے۔ چنانچہ ان کے اس عقیدہ کی تردید بھی انہی کی معتبر کتابوں میں پائی جاتی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ حتی یقول کثیر الناس لیس ھذا من آل محمدؐ الخ یعنی بہتیرے لوگ یہی کہینگے کہ یہ آل محمدؐ سے نہیں ہے کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۲ اس حدیث سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ امام مہدی علیہ السلام کو اس زمانہ کے لوگ یہی الزام دینگے۔ کہ آپ آل محمدؐ سے نہیں ہیں۔ اور یہ بات ان کے ٹھوکر کھانے کا باعث ہوگی۔ جیسا کہ ہم آج دیکھ رہے ہیں کہ بہت سے لوگوں کے لئے یہ بات ٹھوکر کا باعث ہو رہی ہے۔ خاص کر شیعہ تو اس ابتلاء میں مبتلا ہیں۔ اور ان میں اس قدر [illegible] ہو گئی ہے کہ اب وہ اس حدیث کی طرف غور نہیں کرتے۔ حالانکہ ابو جعفرؑ نے یہ ان کے لئے ایک پیشگوئی کی تھی کہ امام مہدی علیہ السلام کے قبول کرنے [illegible] کی لوگوں کو ٹھوکر لگیگی۔ مگر تم اس ٹھوکر [illegible] لیکن افسوس کہ شیعہ صاحبان نے اس نزدیک [illegible] مہدی کی بجائے حضرت سرور کائنات [illegible] شیعوں کی ہدایت کے لئے ایک اور [illegible] کی کتاب میں لکھا ہے [illegible]

وطاعون قبل ذالک وسیف قاطع بین العرب واختلاف شدید بین الناس۔ کتاب بحار الانوار جلد ۱۳ صفحہ ۱۹ سطر ۲۲۔

اس حدیث سے صاف صاف معلوم ہوتا ہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے وقت میں سخت زلزلے اور فتنہ قائم ہونگے۔ اور لوگوں پر بلائیں نازل ہونگی۔ اور عرب میں سخت خونریزی و قتل میں آویگی۔ اور لوگوں میں ہر طرح کا اختلاف ہوگا۔ یعنی مذہبی اختلاف بھی زوروں پر ہوگا۔ اور دنیا کے معاملہ میں بھی لوگ ایک دوسرے سے مختلف ہو رہے ہونگے۔ پھر فرمایا کہ وطاعون قبل ذالک۔ یعنے ان آفتوں سے پہلے طاعون ہوگی۔ جو مہدی علیہ السلام کے لئے ایک نشان تھی۔ کیا اب تمام باتیں موجود نہیں [illegible] تو پھر انکار کی کیا وجہ۔

ایک اور حدیث ہے کہ اس [illegible] کے خیال کا فیصلہ ہی کر دیتا ہے۔ اور [illegible] ہے۔ حسن انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس ولا مھدی الا عیسی ابن مریم نزیرآیۃ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ تفسیر مجمع البیان جلد دوم صفحہ ۱۳۳۔ یعنے قیامت شریر لوگوں پر قائم ہوگی۔ اور عیسیٰ بن مریم کے سوا اور مہدی کوئی نہیں۔ اگر شیعہ صاحبان اس حدیث پر غور کریں۔ تو انہیں معلوم ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا اور کوئی مہدی غائب ظاہر ہونے والا نہیں۔ اور یہ مسئلہ بھی اپنی جگہ پر طے ہو گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم نبی اسرائیل تو کبھی کا فوت ہو چکا ہے۔ اب سوائے آنے والے عیسے کے اور کوئی مہدی نہیں ہو سکتا۔

میں امید کرتا ہوں کہ شیعہ صاحبان اپنے مجتہد صاحب کی کارروائی دیکھ کر ہدایت حاصل کرنے کی کوشش فرماوینگے اللہ تعالے ہماری سابق قوم شیعہ کو ہدایت دے۔ آمین۔ والسلام علے من اتبع الہدیٰ۔

خادم القوم سید غلام حیدر احمدی سابق شیعہ

بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض

نمبر (۲)

(از منشی فضل حسین صاحب مہاجر قادیان)

اس سے پہلے نمبر میں ہم نے بانی آریہ سماج کے اقوال میں سے تناقضات کے صرف تین نمونے پیش کئے تھے۔ اس لئے اسی مضمون کی دوسری قسط قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

(۴) ایشور میں خواہش نہیں!

ستیارتھ پرکاش میں پنڈت جی فرماتے ہیں۔

"یہ بات قرین قیاس ہی نہیں کہ ایشور (خدا) میں اچھیا (خواہش) ہو۔ اچھیا ہونے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ کسی چیز کی ضرورت ہووے۔ سو بتلاؤ کہ ایشور کو سرشٹی میں کونسی چیز حاصل نہیں" ستیارتھ ۹۲

مرقومہ بالا عبارت سے معلوم ہوا کہ بقول سوامی جی ایشور میں کسی چیز یا کسی قسم کی خواہش نہیں۔ کیونکہ اگر خواہش مانی جاوے۔ تو یہ بات لازم آئے گی۔ کہ اس کو (خدا) کسی چیز کی احتیاج ہے۔ سو اس کو کسی چیز کی حاجت نہیں۔ اور سب اشیاء اس کے قبضہ میں ہیں۔ اس لئے اس میں خواہش کا موجود ہونا غلط ہے۔

ایشور میں خواہش ہے

اس کے خلاف بانی سماج ایڈیشن منجری صفحہ ۹ والے لیکچر میں فرماتے ہیں۔ "اور بھگتوں کی مکتی ہونے کی غرض سے اوتار لینا چاہیئے۔ تو خدا سرو شکتیمان (قادر مطلق) ہے اسلئے اوتار کی ضرورت دور ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ محض خواہش سے ہی راون کا ناش کر سکتا تھا۔"

دیکھئے یہاں سوامی جی نے سائل کے جواب میں فرمایا کہ تم جو کہتے ہو کہ ایشور نے رامچندر جی وغیرہ کے جنم میں آنکر کے راون کا ناش (فنا) کیا۔ کیا خدا بدون اوتار لئے اپنی مرضی (خواہش) سے ایسا نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ وہ قادر مطلق ہے۔

[illegible] ناظرین! آریہ سماج کے اقوال میں کسقدر تناقض موجود ہے۔ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ خدا میں خواہش کے ماننے سے یہ یہ خرابیاں لازم آئیگی۔ مگر پھر اسکے دوسری کتاب میں اس بات کی تائید کر دیا جس کی پہلے تردید کر چکے تھے۔ کسقدر تناقض ہے؟

(۵) مکتی محدود ہے سوامی جی مکتی (نجات) کی بابت تحریر فرماتے ہیں:۔

"یہ بات کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اول تو جیو (روح) کی طاقت جسم وغیرہ سامان و ذرائع محدود ہیں۔ پھر اس کا نتیجہ لا انتہا کیسے ہو سکتا ہے۔ نیز لا انتہا آنند بھوگنے کی بے حد طاقت عمل اور ذریعہ جیووں میں نہیں۔ اس لئے وہ لا انتہا سکھ نہیں بھوگ سکتے۔ جن کے وسیلے عارضی ہیں۔ ان کا نتیجہ دوامی کبھی نہیں ہو سکتا۔ اور اگر مکتی سے لوٹ کر کوئی بھی جیو اس دنیا میں نہ آوے۔ تو دنیا کا سلسلہ ٹوٹ جانا چاہیئے۔ یعنی جیو ختم ہو جانے چاہئیں" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۷۰ ایڈیشن چہارم۔ (دھن مہاراج دیکھلی فلاسفی آپ کی)

اسجگہ سوامی جی نے فرمایا کہ مکتی یعنے نجات دائمی کبھی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر دائمی مکتی کو مانا جائے تو پھر جب آہستہ آہستہ تمام ارواح نجات پا جائینگی۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ خدا کے پاس دنیا میں بھیجنے کے لئے کوئی روح نہ رہے گی۔ اور خدا بیکار اور لاچار ہو کر رہ جائے گا۔ (ایسے خیالات کا احتمال تو تبھی ہو سکتا ہے۔ جبکہ خدا کو غیر قادر مطلق اور کمزور مانا جائے)

اب ہم ناظرین کی توجہ سوامی جی کی دیگر کتب کی طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں۔ تا اصل حقیقت سوامی جی کے اقوال کی معلوم ہو جائے۔

مکتی غیر محدود ہے سوامی جی اپدیش منجری کے صفحہ [illegible] پر اسکے خلاف فرماتے ہیں:۔

"مکتی حاصل کرنا بڑا ہی مشکل کام ہے۔ مکتی کی حالت میں ابدی سکھ کا [illegible] ہوتا ہے"

اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ مکتی کا ملنا تو [illegible] مشکل ہے۔ مگر مکتی ابدی ہیں (محدود نہیں)

لکھا ہے۔ کہ مکتی غیر محدود ہے۔ دیکھئے لالہ لاجپت رائے لیڈر آریہ سماج مہاشہ پارٹی اپنی کتاب مہا پرشوں کا جیون چرتر حصہ ۱ ہندی صفحہ ۱۳۶ میں اس کی بابت فرماتے ہیں کہ مباحثہ چاندا پور میں سوامی جی نے مکتی کو غیر محدود مانا ہے"

معزز ناظرین! اپدیش منجری۔ مباحثہ چاندا پور وغیرہ کے حوالجات سے معلوم ہوا۔ کہ مکتی ابدی ہے۔ عارضی نہیں۔ ان ہر دو مختلف بیانات دربارہ مکتی کو پڑھ کر ایک محقق کیا نتیجہ نکال سکتا ہے۔ آہ! آج اگر سوامی جی زندہ ہوتے۔ تو ہم ان کی خدمت میں حاضر ہو کر با ادب عرض کرتے کہ اے مہاراج! آپ کا فتوے تو یہ ہے۔ کہ ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں"

اب ان متضاد باتوں کو آپ کے کلام میں پڑھکر کیا حکم لگایا جائے؟

(۶) خدا حرکت نہیں کرتا! خدا متحرک ہے یا غیر متحرک۔ اسکی نسبت سوامی جی فرماتے ہیں:۔

"آکاش نہ باہر آتا ہے نہ اندر جاتا ہے۔ اسی طرح پرمیشور کے بے انتہاء اور موجود کل ہونے کی وجہ سے اس کا آنا جانا (حرکت کرنا) کبھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ کسی کا آنا جانا اس جگہ ہو سکتا ہے۔ جہاں وہ نہ ہو ایشور کے بارے میں ایسی بات علم سے بے بہرہ لوگوں کے سوائے اور کون کہہ سکتا ہے" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۲

آریہ دوستو! دیکھو سوامی جی کہتے ہیں کہ جسطرح آکاش (خلا) ہر جگہ موجود ہے۔ اسی طرح خدا بھی۔ کیونکہ وہ موجود کل اور غیر محدود ہے۔ حرکت کرنا یعنے آنا جانا اس کا ہو گا۔ جو محدود ہو۔ کیونکہ جب وہ ایک جگہ جائے گا۔ تو جانے سے پہلے تو وہ وہاں نہ ہو گا۔ اور جہاں سے جائے گا جانے پر وہاں نہ رہے گا۔ تو لامحالہ ماننا پڑے گا۔ کہ وہ محدود ہے۔ ہاں اب ہم سوامی جی کا اس "متحرک یا غیر متحرک" کی نسبت دوسرا قول پیش کرتے ہیں۔ براہ مہربانی اگر ہمت ہے تو تطبیق کر کے دکھلائیں۔ اور ہم سے داد لیں۔ دیکھئے۔ [illegible]

خدا حرکت کرتا ہے اسکے خلاف سوامی جی کا [illegible] قول رگوید آدی بھاشیہ بھومکا [illegible]

صفحہ [illegible] میں بحوالہ یجروید ملاحظہ کریں:۔

"[illegible] پرمیشور جس جس مقام سے آپ ہمارے بچانے اور پالنے کے لئے حرکت کریں۔ اس مقام سے ہمارا خوف دور ہو تا کہ ہم آپ کی نظر عنایت سے سب مقاموں میں بے خوف رہیں"

(۷) وید چار ہیں ہم معلوم کرتے ہیں کہ ویدوں کی تعلیم کتنی ہے۔ اور یہ گنتی سوامی کی کتب سے ہی معلوم کرنی ضروری ہے۔ اس لئے ہم آریہ سماجی بائبل یعنے ستیارتھ پرکاش میں پہلے دیکھتے ہیں کہ اس میں مہاراج جی کیا فرماتے ہیں:۔ ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۳۔ جہاں ویدوں کی تعداد بیان کی ہے

"پرماتما نے شروع پیدائش (دنیا) میں [illegible] پیدا کر کے اگنی وغیرہ چاروں مہارشیوں کے [illegible] وید برہما کو حاصل کرائے۔ اور اس برہما نے اگنی۔ وایو۔ ادت اور انگرا سے رگ۔ یجر۔ سام اور اتھرو وید کو حاصل کیا"

لیجئے دیانندیوں کا مہارشی تو چار وید اور اسکے چار [illegible] یا مہا مہارشی قرار دیتا ہے۔

وید تین ہیں مگر دوسری کتاب رگوید آدی بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۳ میں صرف تین وید ہی بتائے ہیں۔ دیکھو "اگنی۔ وایو۔ ادت تینوں سے برہما نے یگیہ کی سدھی کے لئے رگوید۔ یجروید۔ سام کو حاصل کیا"

پیارے ناظرین! یہاں ویدوں کی تعداد میں ہی گڑبڑ ہو رہی ہے۔ اب ہم کیسے معلوم کر سکتے ہیں کہ وید تین ہیں یا چار۔

تعجب ہے کہ ویدوں کی تعداد بھی سوامی جی صحیح نہ بتلا سکے۔ بھلا اور تو اور طرف رہا۔ جو مذہب اپنی الہامی کتب کی تعداد بھی صحیح طور پر نہیں بتلا سکتا [illegible] دیگر حقائق و معارف سے کیا دنیا کو خبر دے [illegible]

کارِ ثواب

فاروق ۱۸ فروری کے صفحہ ۹ پر مندرجہ عنوان تحریک ہوئی تھی کہ بعض غیر احمدی اور غیر مستطیع احمدی مفت اخبار فاروق کے واسطے درخواستیں کرتے ہیں۔ اگر احباب اس کے متعلق ایک مستقل فنڈ قائم کر دیں۔ اور چار پیسہ آٹھ پیسہ ایک روپیہ دو روپیہ حسب توفیق اس فنڈ میں ہر ایک دوست عطا کرو دیا کریں۔ تو اس فنڈ سے کئی اخبار ایسے مستحقین کے نام جاری ہو سکتے ہیں۔ جن کے اجرا سے تبلیغ سلسلہ بھی ہو گی۔ اور ثواب بھی حاصل ہو گا۔ اس آواز پر سب سے اول لبیک کہنے والے میرے مخلص دوست محمد اشرف خان صاحب فیروزپوری ہیں۔ جنہوں نے بنگلور کی غیر احمدی درخواست منظور فرما کر ایک سال کے لئے اخبار جاری کرایا اور چھ ماہ کا چندہ پہنچنگی بھیجدیا۔ چھ ماہ کا پھر ارسال فرمائیگا چنانچہ یہ اخبار بنگلور چھاؤنی بنام انجمن نصرت الاسلام جاری کرو دیا گیا ہے۔ اللہ تعالے خان صاحب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

دوسرے دوست جو تبلیغ احمدیت کا بہت شوق رکھتے ہیں۔ میرے معزز بھائی بابو مظفر احمد صاحب ہیڈ کلرک [illegible] خانہ کرہاٹ سے دو اخبار کسی مستحق کے نام ایک سال کے لئے جاری کرنے کی اجازت [illegible] ہیں۔ اور ان کے چندے کا وی پی اپنے نام [illegible] ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ یہ اخبار مستحقین [illegible] جاری کئے جائینگے۔ اسی طرح [illegible] دوست تھوڑی تھوڑی رقم بھی اس فنڈ [illegible] دیں۔ تو کئی غیر احمدیوں اور مسکین احمدیوں [illegible] موجب اشاعت سلسلہ [illegible]

پھر گرمی آرہی ہے!

پچھلی گرمیوں میں دار الامان کی مسجد اقصیٰ کے لئے شامیانوں کی تحریک کی گئی تھی۔ اور لکھا گیا تھا کہ چار شامیانے پانسو روپیہ قیمت کے جامع مسجد قادیان کے واسطے مطلوب ہیں۔ اگر چار جگہ کی انجمنیں ایک ایک شامیانہ خرید دیں۔ تو کچھ مشکل نہیں۔ ہر ایک شامیانہ پر ان کے نام لکھوا دئے جائینگے۔ جو تمام نمازیوں کے سامنے رہینگے۔ اور کثرت سے دعائیں عطا کنندگان کو ملتی رہینگی۔ مگر تعجب ہے کہ دار الامان کی مسجد اقصیٰ کے واسطے ایک تحریک ہوئی۔ وہ اسوقت تک کہ دوسری گرمی آنے والی ہے۔ پوری نہیں ہوئی اب مکرر یاد دہانی کے طور پر لکھا جاتا ہے۔ کہ احباب حسب توفیق بہت جلد اس کا انتظام کر دیں تاکہ گرمی سے پہلے پہلے شامیانے خرید لئے جاویں۔

خاکسار۔ ایم قاسم علی سکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان

چندہ سالانہ رفیق حیات صرف عہ، نمونہ کیلئے ۱ر کا ٹکٹ

رفیق حیات

جو کہ سال میں بارہ ۱۲ دفعہ شایع ہوتا ہے۔

نیم حکیموں کے پھندے سے رہائی دلانیوالا مایوس مریضوں کو سچی ہمدردی کے ساتھ مفت مشورہ دینے کے علاوہ علمی طبی علوم پر محققانہ بحث کرنیوالا۔ اعلیحضرت حکیم الامۃ مولٰنا نور الدین خلیفۃ المسیح اول کے مجربات صحیح طور پر درج کئے جاتے ہیں۔ باوجود ان خوبیوں کے حسب خواہش خریداران رفیق حیات کو ذیل کی ادویہ میں سے ایک دوائی مفت تقسیم ہوگی۔

[illegible]

مفت

پتہ۔ کارخانہ رفیق حیات قادیان

خزینہ فضل الکریم یعنی چشمۂ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامۃ مولٰنا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت اور جانفشانی سے طیار کیا گیا ہے۔ جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر رہ دار البقا لیتی تھی۔ جن کے حمل از وقت ضایع ہو جایا کرتے تھے۔ یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور نا امید ہو چکے تھے محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی نا امید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کو استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرماویں قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے۔ [illegible]

المشتہر [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

ایڈیٹر ایم قاسم علی
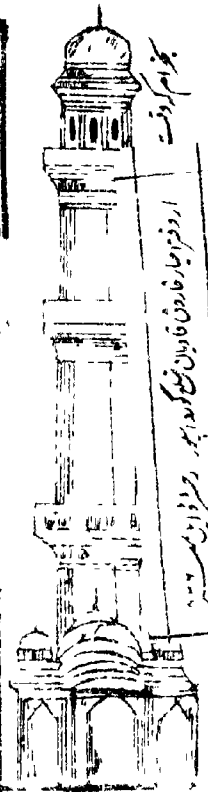
جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۴ر مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱

دارالامان کی خبریں

حضرت امیر المومنین فضل عمر خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کو کھانسی کی شکایت تھی۔ اب بفضلہ تعالےٰ پہلے سے نسبتاً صحت ہے۔ احباب حضور کی صحت و عافیت و درازی عمر کی دعائیں کریں اور ثواب لیں +

ڈاکخانہ قادیان کے متعلق احمدیہ پبلک کو کچھ شکایتیں پیدا ہوتی جاتی ہیں۔ جن کے متعلق سب پوسٹماسٹر صاحب قادیان سے عرض کیا گیا اور ایک اہم شکایت کے بارے میں ان سے بذریعہ چٹھی تصدیق چاہی گئی ہے۔ جس کا جواب آج ۱۱ر مارچ تک نہیں ملا۔ حالانکہ چٹھی مذکور ہم نے ۹ر مارچ کو بھیجی تھی۔ شکایات وغیرہ

اور اس معاملہ کے بارے میں آیندہ اشاعت میں مفصل لکھا جائے گا +

ایڈیٹر فاروق پر مقدمہ

فاروق کے ایک مضمون پر ولایت علی نامی کسی شخص نے جس سے ہم واقف نہیں زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند خاکسار ایڈیٹر فاروق کے نام عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہے جسکی پیشی بمقام بٹالہ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء کو ہو گی۔ ولایت علی کی بابت سنا گیا ہے کہ وہ گورداسپور میں کسی دکھن کا ایجنٹ ہے۔ تاریخ کے بعد جو حالات ہونگے۔ ان سے ناظرین فاروق کو اطلاع دیجائیگی +

۱۴ر مارچ

آج وہ دن ہے کہ جب ابلیس نے کھائی شکست

کردیا فضل عمر نے خوب اس کا بندوبست
درۂ فاروق سے ایسا ہوا وہ مضمحل
اگ گئے ہیں جا بجا گیاہ گویا جہاں اب ہیں مالا اڈ پست

تبلیغ رسالت جلد اول

حضرت مسیح موعود کے سب پرانے اشتہارات کا مجموعہ پریس میں دیا گیا ہے۔ انشاء اللہ جلد پہلی جلد طبع ہوکر ہدیہ ناظرین ہوگی۔ آگے کاتب لکھ رہا ہے۔ درخواست خریداری بہت جلد دفتر فاروق میں آنی چاہیئے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے +

ضرورت ہے۔ حقیقۃ الوحی۔ انجام آتھم۔ تریاق القلوب اگر کوئی صاحب قیمتاً دینا چاہیں۔ تو خاکسار [illegible] کو ان کی ضرورت ہے۔ اطلاع دیں +

شوخیٔ تحریر

(از شہاب مالیرکوٹلوی)

لے شوخیٔ تحریر ترا زور دکھا دوں
ہاں قصر بطالت میں تہلکہ سا مچا دوں

قرآن کے ہتھیار سجا کر میں بدن پر
ذریت شیطان کو دنیا سے مٹا دوں

اللہ نے بخشی ہے عجب صدق کو عظمت
کذاب کے پر کاٹ کے دلبہ سا بنا دوں

جب نور ونجبہ سے آگے کو بڑھوں میں
ہنستے ہوئے دشمن کو رلا دوں میں لا دوں

میں وقف رہ مذہب اسلام ہوں ایسا
کیا چیز ہے یہ مال میں جان تک بھی لٹا دوں

میں ساقی تسنیم کی گو دوں کا پلا ہوں
جو پیاسے ہدا کے لئے اک نہر بہا دوں

قسام ازل نے مجھے بخشے ہیں خزینے
جو طالب مولا ہو اُسے ان کا پتہ دوں

واقف کیا اللہ نے اسرار ہدا کن
ابناء زمان آئیں سبق انکو پڑھا دوں

کیا پوچھتے ہو طبع رواں کا جزر و مد
پیدا ہوں کنارے تو کوئی تم کو بتا دوں

مداح ہوں میں حضرت مہدی زماں کا
اس نام سے اب گوہر معنی کو جلا دوں

کیوں نائرہ کید سے دھمکاتے ہو مجھکو
میں وہ ہوں کہ نمرود کی بھٹی کو بجھا دوں

اک آہ جہاں سوز جو کھینچوں تو ابھی میں
کفر و ستم و جور کی بنیاد ہلا دوں

ایمان کا دعوی ہے تو دکھلاؤ دگرنہ
کیوں عقد ثریا سے نہ ایمان کو صلا دوں

غافل ہے جو وہ بیگانہ ہے اسرار خدا سے
کیوں قدس کے دریا سے اسکو نہ دھتا دوں

تقوے سے اگر کام ہو اس شیخ کو کچھ بھی
کیوں مہدی موعود کا پھر مسند کہا دوں

ہے ویرانشار رما کی دکرے لکھی دیکھو
اہل یاد ہی رکھے ہے - تاریخ بچا دوں

سن رکھا فقط نام ہمیشہ ہے جھوٹے
گر دیکھیں تو اللہ کا بھی ان کو دکھا دوں

مردوں کا مددگار بنا ایک مجاور
لے آؤ جو آئینہ تو شکل اسکی دکھا دوں

حافظ سلیم احمد خان احمدی آف اٹاوہ متعلم

مدرسہ احمدیہ

تمنا ہے مرے دل کی الٰہی جب یہ دم نکلے
یہی کلمۂ طیب زبان سے دم بدم نکلے

برابر کس طرح ہو حسن یوسف حسن احمد کے
خدا بھی جس کا عاشق ہو وہ کیوں حور پری پر مر نکلے

خدا کی راہ میں سب جان و مال اپنا کیا قرباں
میسر ہے تو اسے کسقدر ات قدم نکلے

کیا کعبہ جہاں غارت مٹایا ... محبت کو
جو لیکر تیغ وحدت ہاتھ میں شاہ امم نکلے

ہوا جب کوچ دنیا سے سوئے ملک عدم اپنا
تو صد ہا حسرتیں لاکھوں تمنائیں کے ہم نکلے

کئے جب دشمنوں نے دین احمد پر بہت حملے
فرشتوں نے کہا ٹھہرو کہ سلطان القلم نکلے

ہوا جب زور بدعت کا تو بھیجا اس کے مٹانیکو مسیح موعود
خدا کے فضل سے فاروق تشحیذ الحکم نکلے

بہت مغموم رہتا ہوں میں فرقت میں رسول اللہ
تمہاری مہربانی ہو تو دل سے رنج و غم نکلے

ہماری عشق میں شہرت ہوئی اسدرجہ حافظ
ہزاروں انگلیاں اٹھیں جدھر بھی ہو کے ہم نکلے

قطعہ تاریخ کی ضرورت ہے

اخی ام شیخ مشتاق حسین صاحب ہیڈ اکیٹ سیالکوٹ نے ایک مکان گوجرانوالہ میں تعمیر کرایا ہے جس کا تاریخی نام "دار السلام مشتاق حسین" رکھا ہے اس نام میں سے ۱۳۳۶ ہجری نکلتا ہے - اور اوپر اس کے ھذا من فضل ربی نکلتا ہے جسمیں سن عیسوی محفوظ ہوا ہے - اب آپکی خواہش ہے کہ شاعران سلسلہ احمدیہ تھوڑی سی تکلیف گوارا فرما کر ایسا قطعہ تاریخ مکان مذکور کا تحریر فرماویں جسمیں سن ہجری و عیسوی یا دونوں میں سے ایک ضرور ہو - اور احمدیت بھی اس قطعہ سے جلی طور پر نمایاں ہو - تاکہ یہ قطعہ پتھر پر کندہ کرکے صدر دروازہ پر لگایا جاوے - پس احمدی احباب جن کو اس علم میں دخل ہے - براہ مہربانی شیخ صاحب موصوف کی خواہش کے مطابق تاریخ لکھ کر خاکسار اڈیٹر فاروق کے نام ارسال فرماویں - اور ثواب لکھنے کا موقعہ حاصل کریں ۔

اُمید ہے کہ مختار شاہجہانپوری - صادق اٹاوی یا دیگر احباب جلد اس کا شکریہ حاصل کرینگے ۔

اخبار فاروق مفت!

ایک دوست دو پرچے فاروق کے کسی غیر مستطیع مگر شائق اخبار کے نام ایک سال کے واسطے جاری کرانا چاہتے ہیں جو کوئی غیر احمدی کی درخواست آنی چاہیئے جس کو صرف ۱۲ محصولڈاک کے ادا کرنے پر ایک سال تک فاروق مفت ملتا رہے گا ۔

فاروق نصف قیمت پر

دو کم استطاعت والے ایسے احمدی درخواست کریں جو نصف نصف چندہ سالانہ ۱ اکرکے پورا سال بھر اخبار لیتے رہیں یعنے بجائے چار روپیہ سالانہ کے دو دو روپیہ سالانہ دیں - تو دونوں کو سال بھر تک اخبار نصف چندہ میں ملیگا - اسطرح دو اخباروں کے تین چار دوست موصوف کی طرف سے جاری ہوسکینگے جس کا تگنا ثواب ان کو ملیگا - مستحقین جلد دفتر فاروق میں درخواست کریں - یہ پرچے شروع سال ۱۹۱۸ء سے جاری ہونگے ۔

دعا کامیابی امتحان

تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے لڑکے انٹرنس کا امتحان دے رہے ہیں - احباب سب کی کامیابی کے لئے دعا فرماویں - اللہ تعالے ہمارے سب بچوں کو امتحان میں پاس کردے - آمین ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان یوم پنجشنبہ ۱۳ مارچ ۱۹۱۹ء

ایک شیعہ کی نرالی منطق

وفات مسیح کے دلائل پر

(از جلال الدین معلم مدرسہ احمدیہ قادیان)

ایک صاحب اپنے آپکو کبار شیعہ میں سے سمجھنے والے اخبار ذوالفقار ۲۸ فروری ۱۹۱۸ء میں مضمون مکتوبہ تشحیذ الاذہان دسمبر ۱۹۱۷ء بعنوان (وفات مسیح از روئے علم منطق) کے دلائل پر دو ماہی نوم کے بعد بیدار ہو کر جرح کرتے ہیں اور اپنی من گھڑت ماتول پر ایسے نازاں اور مسرور ہیں جیسے کسی نے ملک کو فتح کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف تنقید کرنے کے وقت خبط الحواسی کی بیماری میں مبتلا تھے۔ کیونکہ ایسی بعض حیرت انگیز باتیں اپنی کوتاہ اندیشی کی وجہ سے کی ہیں۔ جن کی رکاکت و ضعف عاقل پر مخفی نہیں۔ پس مختصراً اس کے سوالات کا جواب بکہدینا مجرد عن الفائدہ نہ ہوگا۔

قولہ - پہلی دلیل (صغریٰ) مسیح پر توفی کا لفظ اس طور سے کہ خدا فاعل اور مسیح مفعول جو کہ ذی روح ہیں آیا ہے - (کبریٰ) اور جہاں توفی کا لفظ اس طور سے کہ خدا فاعل اور مفعول ذی روح ہے۔ بولا گیا ہے اس کا قبض روح ہو چکا - نتیجہ - مسیح کا قبض روح ہو چکا ہے) اس دلیل کا کبریٰ غلط ہے - کیونکہ توفی کے معنے لغت میں پورا کرنے کے ہیں۔ پس یہاں پر توفیتنی کے معنے یہ ہیں۔ کہ جب تو نے میری مدت نبوت پوری کردی ۔

اقول - معلوم ہوتا ہے کہ صاحب موصوف میں غور و فکر کرنے کا تو مادہ بالکل پایا ہی نہیں جاتا۔ کیونکہ دلیل میں یہ حصر کیا گیا ہے کہ جب توفی کے لفظ کا اطلاق اس نمط پر کہ خدا فاعل اور مفعول ذی روح ہو کیا جائے تو اسکے معنے سوائے قبض روح کے کوئی نہیں ہو سکتے ہاں پورا لینے کے معنے لیے ہو سکتے ہیں۔ جو قبض روح پر دلالت کرتے ہوں۔ جیسے کہ تفسیر بیضاوی زیر آیت والذین یتوفون منکم الخ کے معنے بعض نے یستوفون اجالہم کے کئے ہیں۔ اگر ایسی حالتیں قبض روح کے سوا توفی کے معنے ہوں تو آپ چند مثالیں محاورات عرب یا لغات میں سے دکھلائیں۔ انشاء اللہ۔ ایسی مثال ہرگز کہیں نہیں پائیگے پھر صرف لاف وگزاف پر ناز کرنا تو حمقاء و جہلاء کا کام ہے۔

پھر صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ یہاں پر توفیتنی کا معنی مدت نبوت کا پورا ہونا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتا۔ کہ مدت نبوت کے پورا ہونے کے کیا معنے؟ کیا یہ کہ وہ پہلے نبی تھے۔ پھر ان کو نبوت سے عاری کیا گیا۔ اور عارضیاً ان کو نبوت عطا کی گئی تھی۔ جو بعد گذرنے مدت عاریتاً کے واپس لی گئی۔ اسکی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جیسے کوئی شخص کہے کہ سرقت عینہ۔ اور مراد اس سے سونے کا چرانا ہو۔ لیکن مخاطب کہے کہ اس سے مراد آنکھ کا چرانا ہے۔ کیونکہ عین کے معنے آنکھ کے ہوتے ہیں۔ تو لوگ اس کو احمق کہینگے یا نہیں؟ اگر کوئی کہے کہ یہاں پر سرقہ لفظ دلالت کرتا ہے کہ اس کے معنے سونے کے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ یہاں بھی توفی کے لفظ کا مذکورہ بالا نمط پر واقع ہونا قبض روح کے معنوں کا قرینہ ہے۔

پھر دوسری بات یہ ہے۔ کہ مسیح پر جب یہ قیامت کو سوال ہوگا۔ تو وہ جواب دیتے ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ میری توفی کے بعد انہوں نے کیا کیا۔ ہاں میری موجودگی میں انہوں نے شرک کو اختیار نہیں کیا۔ اگر مسیح نے دوبارہ دنیا میں آنا تھا۔ تو ان کو چاہیئے تھا کہ وہ جواب دیتے۔ ہاں حضور انہوں نے شرک کو اختیار کیا تھا لیکن جتنے دوبارہ جاکر انکو پھر سیدھے رستہ پر قائم کیا۔ مگر دیکھئے وہ جواب نفی میں دیتے ہیں یعنی مجھے معلوم نہیں کہ وہ میری توفی کے بعد مشرک ہوئے یا موحد رہے۔ پس اگر وہ آکر دیکھیں گے۔ پھر نفی میں جواب دینگے۔ تو اس طرح نعوذ باللہ مسیح کاذب ٹھہرتے ہیں۔

قولہ - دوسری دلیل (مسیح ناصری رسول کریم سے پہلے ایک رسول تھے۔ اور وہ تمام رسول جو نبی کریم سے پہلے تھے وفات پا چکے ہیں۔ نتیجہ مسیح وفات پا چکے ہیں) اس دلیل کا بھی کبریٰ فاسد ہے۔ اسلئے کہ ہر اس رسول کا وفات پا جانا جو رسول کریم سے پہلے تھے ممنوع ہے۔ جیسے حضرت الیاس اور ادریس اور نیز مصادرہ علی المطلوب لازم آتا ہے۔ جو ممنوع ہے۔ اور کلیۃ کبریٰ باطل ہوگئی تو شکل اول نہ رہی۔ اور نتیجہ غلط ہوا۔

اقول - صاحب موصوف کا یہ کہنا کہ ہر اس رسول کا مردہ ہونا جو نبی کریم سے پہلے تھے۔ ممنوع ہے۔ کیونکہ حضرت الیاس اور ادریس زندہ ہیں محض ایک دعویٰ ہے جو کہ دلیل کا محتاج ہے۔ پھر دعوے کو دلیل بناکر پیش کرنا مصادرہ علی المطلوب ہی تو ہے۔ اور دلیل مذکور میں مصادرہ علی المطلوب لازم نہیں آتا۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ کوئی رسول زندہ نہیں۔ جیسے کہ آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا۔ ہاں اگر یہ کہو کہ رسول کریم سے جو پہلے رسول تھے۔ انہیں سے مسیح بھی ہے۔ اسواسطے جب تک ان کو دلیل میں شامل نہ کر لیا جائے۔ کلیہ صادق نہیں آسکتا۔ حالانکہ دعوے بھی انہیں کے متعلق ہے تو میں کہتا ہوں کہ اسطرح کوئی دلیل بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ مثلاً منطقی ایک مثال پیش کیا کرتے ہیں کہ العالم متغیر وکل متغیر حادث فالعالم حادث۔ اب العالم حادث دعویٰ ہے دلیل کیا ہے کہ وہ متغیر ہے۔ اور ہر ایک متغیر حادث ہوتا ہے تو اب کل متغیر حادث ہی۔ تو تب ہی کلیہ ہوگا۔ جبکہ العالم حادث کو اس میں شامل کیا جائے۔ حالانکہ منطقی اس کو دلیل مانتے ہیں۔

قولہ - تیسری دلیل (کہ مسیح معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں۔ اور جو معبود من دون اللہ مانے جاتے ہیں وہ مردہ ہیں - نتیجہ - مسیح مردہ ہیں) اس کا بھی کبریٰ ممنوع ہے اس لئے کہ تمام معبود من دون اللہ کا مردہ ہونا ثابت نہیں (کیونکہ بعض زندہ بھی ہو سکتے ہیں) مثلاً کواکب یا عناصر کہ جنکو

تلک القرآن

فی

رمضان

(نوشتۂ اکمل)

نواں پارہ شروع ہوا

رکوع اوّل

۶۲۴ - ... افتح بیننا - جب اس دین کو چھوڑ نگے بے خدائی ... بتاتے تھے - تو دوسرے لعطوں میں اسکے یہ معنے ہونگے - کہ حضرت شعیب خدا پر افترا کرتے رہے - اس کی وحی سے نہیں کہا - جو کچھ وہ کہتے

۶۲۵ - اذاً لخسرون - اس ... شعیب کو وہ کمزور سمجھتے ہیں اسکے ساتھ جو ملنا ان کے نزدیک وہ نقصان ... دینے والا تھا - دوم اسلئے کہ شعیب ان کے مد مقابل تھے ... ان لوگوں سے کہا تم شعیب کے ساتھ ہوئے - تو ہم تمہیں بھی نقصان پہنچائینگے ◆

رکوع دوم

۶۲۶ - بدلنا مکان السیئة الحسنة - یہاں سیئة کے معنے دکھ اور حسنہ کے سکھ - جزاؤ سیئة سیئة کے معنوں میں بھی اس سے مدد ملتی ہے -
(۵ بجے)

رکوع سوم

(بعد از نماز عصر)

۶۲۷ - فاذا ھی ثعبان ... دوسرے موقعہ پر کا نھا جان فرمایا جس سے ثابت ہے کہ بوجہ شباہت اہتزاز - ثعبان (بڑے سانپ) کو جان (چھوٹے سانپ) سے تشبیہ دی - لغت میں یہ بھی آیا ہے کہ ثعبان اور حیۃ مترادف ہیں - تیسرا جواب ہے کہ فرعون کے سامنے ثعبان آیا ہے - اور جہاں صرف موسیٰ کو دکھایا وہاں جان - کیونکہ اول الذکر کو ڈرانا مقصود تھا - دوسرے کو صرف نظارۂ قدرت دکھانا -

میرے نزدیک یہ نظارہ کشف میں دکھایا گیا - اور ایسے کشوف بھی ہوتے ہیں جس میں صاحب کشف کے سوا دوسرے بھی دیکھتے ہیں -

انشقاق قمر کا بھی ایسا ہی معاملہ تھا - اگر ظاہر میں چاند دو ٹکڑے ہوتا - تو رصد گاہوں سے (جن کی طرف لوگوں کی توجہ اس زمانے میں بہت تھی) ضرور شہادت ملتی - ایسے کشوف میں صرف نظارہ دکھا کر عجیبہ ہی مقصود نہیں ہوتا - بلکہ ان میں ایک زبردست پیشگوئی ہوتی ہے -

اس کشف میں یہ سمجھایا گیا کہ موسیٰ کی جماعت سانپ سی کر تم کو کھا جائیگی - اور اس کا دین روشن ہوگا - اور بے عیب ثابت ہوگا - اور اسکی تائید و نصرت متین ہوگی

رکوع چہارم

۶۲۸ - سحروا اعین الناس - ایسا کام کیا جس سے آنکھیں دہوکے میں آگئیں ◆

۶۲۹ - فاذا ھی تلقف - یہاں یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ سونٹا مار کر ان سپولیوں کی حقیقت واضح کردی ◆

رکوع پنجم

۶۳۰ - سنقتل - یہ دہمکی تھی - اس فرعون نے اسے پورا نہیں کیا - اس کا باپ ایسا کرتا تھا -

چھٹا رکوع

۶۳۱ - بالسنین - مصیبت کی گھڑیاں - دن رسال بھولتے نہیں اسلئے قحط کو بھی سنین کہنے لگے -

۶۳۲ - طائرھم - اعمالنامہ - سبب خیر - سبب شر

۶۳۳ - الطوفان - دیکھو خروج باب ۷ - ۸ - ۹ - ۱۰ - (ب) القمل - ٹڈی بے پر - مچھر - سرسری و جوڑ -

۶۳۴ - بما عھد عندک - ان دعاؤں کے ذریعہ جو اسنے تجھے سکھائی ہیں (۲) ان عہدوں کا واسطہ جو اس نے تجھ سے کئے ہیں ◆

۶۳۵ - وتمت کلمة ربک - نجعلھم الائمة و نجعلھم الوارثین ◆

۶۳۶ - اجعل لنا الٰھا - صرف توجہ قائم رکھنے کے لئے ایک مجسمہ چاہا - توحید کا اثر تھا - اسلئے بہت سے بت نہیں چاہے ◆

۶۳۷ - وفی ذالکم بلاء من ربکم - فرعونیوں کے زیر اثر رہ کر یہ تقریباً انہی کے ہم مذہب اور رسوم کے متبع ہو چکے تھے - جب ایسی سخت مصیبت پڑی تو یکدم سنبھلے - اور فرعونیوں سے نفرت ہوگئی - ہندوستان میں مسلمان بہت سی ہندوؤں کی رسمیں لے چکے ہیں - مگر آریہ سماج کی مخالفت سے اب اپنی قومیت کو قائم کرنے جاتے ہیں - عورتوں کو زندہ رکھنا بھی ایک انعام ہے کہ نسل کسی نہ ہوئی ◆

ساتواں رکوع

۶۳۸ - ثلثین لیلة - اصل مقصود راتیں نہیں بلکہ وہ حصر - پس اس کو خدا نے چالیس کے عدد سے پورا کیا

۶۳۹ - لا تتبع سبیل المفسدین - ہوشیار کیا کہ یہاں کچھ مفسد رہتے ہیں - ان کے فریب میں نہ آنا ◆

۶۳۹ - استقر مکانه - چونکہ پہاڑ آج تک اپنی جگہ پر کھڑا ہے - ٹکڑے ہونا الگ بات ہے - اس سے حضرت موسیٰ نے ضرور تجلی ربانی دیکھی - اور بے ہوش ہو کر گر پڑنے سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ کچھ دیکھا - جبھی یہ حالت ہوئی -

۶۴۰ - یاخذوا باحسنھا - ایک عزیمت ہوتی ہے ایک رخصت - تو محض رخصتوں ہی کو نہ لے بیٹھنا -

۱۷ جولائی ۱۹۱۷ء

آٹھواں رکوع

(شروع ۴ بجے)

۶۴۱ - واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ

منکر نبی کی مخالفت سے جو نقصان اٹھاتے ہیں۔ وہ بیان کرکے اب بتایا ہے کہ حقیقی طلنے والے وہی ہیں جو اس نبی کی تعلیم پر چلیں۔ دوسرے لوگ ہی خارجین میں سے ہی ہیں ۔

۶۴۲۔ لا یکلمہم۔ حقیقی معبود تو کلام کرتا ہے کسی رنگ میں گونگا نہیں ہوتا۔ پھر وہ کلام ہدایت دینے والا ہو۔ پُرجلال ہو۔ اپنے اندر الوہیت کی طرف سے ہونے کے ثبوت رکھتا ہو ۔

۶۴۳۔ سقط فی ایدیہم۔ شرمندہ ہوگئے ۔

۶۴۴۔ والقی الالواح۔ القی کے معنوں کے متعلق بعض لوگوں نے اختلاف کیا ہے۔ لیکن یہ معمولی بات ہے۔ القی کے معنے رکھنے کے ہیں۔ اور پھینکنے کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ غصے میں زور سے رکھ دی ہوں۔ تو قوم کی تباہی کو دیکھتے ہوئے کیا حرج ہے۔ غصہ کوئی نفسانی تو تھا نہیں ۔

۶۴۵۔ یا ابن ام۔ یہ محبت کی تحریک کے لئے کہا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ماں کے ہی بیٹے تھے۔

۶۴۶ استضعفونی۔ کمزور سمجھا۔ حکومت رعب ہی سے چلتی ہے۔ جب کسی کو کمزور سمجھا جائے تو سیاست نہیں چلتی۔

۶۴۷۔ ولا تجعلنی۔ حضرت ہارون نے نہایت خوبی سے اپنی بریت کی۔ (۱) رحم کی تحریک کی۔ (۲) اپنی پوزیشن بتائی (۳) قوم کی حالت دکھائی۔ (۴) دشمنوں کی شماتت سے غیرت دلائی (۵) اپنی بریت کی کہ میں ان میں سے نہیں (ب) حضرت موسیٰ کے غلطی نے بتا دیا کہ اپنے انتخاب کا کیا نتیجہ ہوتا ہے ۔

نواں رکوع

۶۴۸۔ فلما اخذتہم الرجفۃ۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے الہام کے ساتھ قرآن مجید کی مانند دلائل نہ ہوتے تھے۔ اسلئے اسکے ساتھ ظاہری نشانات ہوتے تھے۔ مثلاً کلام سے پہلے زلزلہ عذاب تھے۔ اس لئے سفارش فرمائی ۔

دسواں رکوع

۶۴۹ النبی الامی۔ امی یعنی ان پڑھ۔ (۲) ام القری سے تعلق رکھنے والا (۳) میرے نزدیک معنے ہیں۔ ام سے تعلق رکھنے والا یعنے معصوم گناہوں سے۔ جیسے گود کا بچہ

۶۵۰۔ مکتوبا۔ استثنا باب ۱۸ آیت ۱۱ جب انہوں نے کلام سننے سے انکار کیا۔ تو اس گستاخی کی سزا میں وعدہ کیا اب ان انعامات حاصل کے وراثت کی تکمیل ہوگی ۔

۶۵۱۔ عزروہ۔ تقویت دیں۔ رعب دیں۔ تعلیم لوگوں میں پھیلائیں ۔

۶۵۲۔ ویضع عنہم اصرھم۔ وہ عہد جن کے توڑنے کی وجہ سے وہ عذاب کے مستحق تھے اس نبی پر ایمان لاکر چھوٹ گئے ۔ ۵۱ کے ا

گیارھواں رکوع

۶۵۳۔ امۃ منہم۔ یہ اچھے لوگ نہ تھے بلکہ درحقیقت انہی میں سے تھے۔ ملانے کے لئے کہا

۶۵۴۔ کونوا قردۃ۔ تم بندر کی طرح ذلیل ہو جاؤ گے حقیقت نہیں رہے گی ۔

۶۵۵۔ وقطعنہم فی الارض۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ وہ پہلے سے متحد نہیں تھے

۶۵۶۔ ودرسوا۔ (۱) خوب سمجھ لیا تھا (۲) مٹا دیا۔ جو اس میں تھے۔ چھوڑ بیٹھے ۔

۶۵۷۔ نتقنا۔ ہلا دیا۔ زلزلہ زلزلہ آگیا

بارھواں رکوع

۶۵۸۔ واذا اخذ ربک۔ جو حدیث اس آیت کے متعلق بیان کی جاتی ہے۔ اس کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ میرے نزدیک یہ مبعوں کے وقت ہوتا ہے آدم نہیں کہا بلکہ بنی آدم فرمایا۔ ولعلہم یرجعون سے بھی ثابت ہے۔ کہ الست بربکم قالوا بلیٰ ۔

سوں کی معرفت ہوتا ہے۔ کوئی آکر یہ نہیں کہتا کہ اللہ نے مجھ سے جو وعدہ لیا تھا۔ وہ مجھے یاد آگیا۔ ایمان لاتا ہوں ۔

۶۵۹ ان تحمل علیہ۔ اس پر بوجھ مارنے کے لئے جائے (دکھ پہنچے تو بھی سکھ پہنچے تو بھی زبان نکالتا ہے) اسی طرح وہ شخص بھی بے قرار ہی رہا۔ اطمینان نہ پایا۔ ایک واقعہ بھی ہوا ہے۔ مگر کوئی وجہ نہیں کہ بغیر ایک واقعہ پر چسپاں کرنے کے اس آیت کے معنے نہ ہو سکیں

تیرھواں رکوع

۶۶۔ ذرأنا۔ تیار کئے ہیں۔ وہ لوگ کون ہیں یہ بتا دیا۔ لہم قلوب الآیۃ۔ یعنے ہم نے ان کو تمام طاقتیں دی تھیں۔ انہوں نے غیر محل پر خرچ کیا۔ یا ان سے کام نہ لیا ۔

۶۵۷۔ بل ہم اضل۔ جانور کو اس کا آقا بلائے تو آ جاتا ہے۔ مگر یہ خدا کی آواز پر لبیک نہیں کہتے

۶۵۔ الاسماء الحسنیٰ۔ مشرک بعض صفات کا مظہر بتوں کو ٹھہراتے ہیں۔ فرمایا۔ اللہ ہی کو پکارو جو ان صفات والا ہے نہ کہ صفات کے مظہر قرار دے کر الگ وجودوں کو ۔

۶۵۸۔ واملی لہم۔ یہ اپنا رحم بتایا۔ میں ڈھیل دیتا ہوں۔ یہ میری تدبیر پختہ ہے۔ پس سزا میں جلدی کی ضرورت نہیں کہ آخر قبضے میں ہیں ۔

۶۵۹۔ ما بصاحبہم من جنۃ۔ پہلے اس آدمی کے افعال اقوال پر غور کرتے۔ پھر الٰہی پیغام پر غور کرتے پھر دنیا کے انقلاب پر کہ اس امور کے لئے کیا کچھ ہو رہا ہے پھر اپنے حالات پر غور کرتے ۔

۶۶۵۔ حفی عنہا۔ بڑا واقف (ب) تو بھی اسی کی ٹوہ میں لگا رہتا ہے ۔

بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض

(از منشی فضل حسین صاحب مہاجر قادیان)

(نمبر ۳)

سوامی دیانند مہاراج کے اقوال میں جسقدر اختلافات ہیں ان کا کچھ نمونہ ہم گذشتہ دو نمبروں میں ناظرین فاروق کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ اب تیسرے نمبر میں بھی کچھ [illegible] دکھاتے ہیں :-

(۸) ویدوں میں تین مضمون ہیں

نمبر ۲ کے تناقض نمبرے میں سوامی جی کی کتب سے ہم نے دکھلایا تھا کہ کہیں تو سوامی جی ویدوں کی تعداد تین بیان کرتے ہیں اور کہیں چار۔ [illegible] ویدوں کے مضامین کے معلوم کرنے میں بھی [illegible] پیش ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ایڈیشن سمپوری [illegible] ویدوں کے تین کانڈ (مضمون) ہیں۔ کرم کانڈ اُپاسنا کانڈ۔ گیان کانڈ الخ

یہاں سوامی جی نے ویدوں کے مضامین کی تعداد تین فرمائی ہے

ویدوں کے چار مضمون ہیں

مگر اسکے خلاف صاحب موصوف کی دوسری کتاب یعنی رگوید بھاشیہ بھومکا کے صفحہ ۲ پر مسر جمہ لوسال [illegible] مترجمہ منشی رام جگیاسو [illegible] کو دیکھئے۔ تو وہاں چار ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :-

"وید وں میں چار مضامین ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے :- گیان کانڈ۔ اُپاسنا کانڈ۔ کرم کانڈ۔ اور وگیان کانڈ الخ"

ہماری طرح ناظرین میں سے بھی بعض ان مضامین کو پڑھ کر حیران ہوتے ہونگے۔ کہ ایک ہی مصنف اور پھر اسی کے اقوال میں اسقدر صریح تناقض پایا جائے؟ مگر خیر ہم اس تنقید کو فرصت کے وقت پر اٹھا رکھتے ہیں ابھی تو تناقضات کی فہرست ناظرین کی خدمت میں پیش کرنا ہمارا فرض ہے ۔

(۹) قدرتی اصول پرمیشور بھی بدل نہیں سکتا

"جو قدرتی اصول ہیں۔ مثلاً آگ گرم۔ پانی ٹھنڈا اور مٹی وغیرہ تمام غیر ذی شعور ہیں۔ ان کی طبعی صفت کو پرمیشور بھی نہیں پلٹ سکتا۔ پرمیشور کے اصول سچے اور مکمل ہیں۔ اس لئے ان میں تبدیلی نہیں کر سکتا" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۶

پیارے ناظرین! اسجگہ سوامی جی نے جو گوہر افشانی فرمائی۔ آپنے دیکھ لی۔ یہ عقیدہ کیا خدا پرست جماعت کا ہو سکتا ہے۔ ہم پوچھتے ہیں کہ جس خدا نے آگ میں گرمی یا پانی میں ٹھنڈک کی صفت رکھی۔ کیا وہ دے سکتا ہے۔ لے نہیں سکتا یا اور طرق پر بدل نہیں سکتا۔ یا ماننا پڑے گا۔ کہ یہ صفات اس نے دی ہی نہیں۔ بلکہ آگ بھی اپنی ذات و صفات میں خدا کی طرح قدیم ہے۔ ایسا عقیدہ رکھکر تو انسان دہریت کے بالکل نزدیک پہونچ جاتا ہے ؛

ہم سوامی جی کے اس قول کا ابطال عقلی و نقلی دلائل سے اس جگہ کرتے۔ مگر مجبور ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ہم اصل مضمون سے دور ہو جائینگے اس لئے بہتر یہی ہے۔ کہ اس نئے مضمون کو دوسرے وقت کے لئے چھوڑ کر اس جگہ صرف تناقضات ہی پیش کئے جاویں۔ غرض یہاں سوامی صاحب نے فرمایا کہ قدرتی اصول جو ہیں۔ ان کو خدا بھی نہیں بدل سکتا۔ جیسے کہ آگ ہے۔ اگر اس میں کوئی چیز ڈالی جائے۔ تو وہ جل جائے گی وغیرہ۔ مگر ہم سوامی جی کا دوسرا قول اس کے خلاف پیش کرتے ہیں۔ جس کا مقابلہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا۔ کہ کسقدر متضاد بیانات سوامی جی کے کلام میں موجود ہیں۔ اور یہ ہم نے دکھلانا ہے کہ

قدرتی اصول بدل گئے

"یکش نے آگ کے آگے تنکا ڈالا۔ اور آگ سے کہا کہ اس تنکے کو جلادے مگر آگ سے وہ تنکا نہ جل سکا۔ پھر ہوا سے کہا (کہ تو اس تنکا کو اڑا لے جا) تو وہ بھی اس تنکے کو نہ اڑا سکی الخ" بحوالہ کین اُپنشد ایڈیشن سمپوری [illegible]

اے آریہ بھائیو! خدارا انصاف سے بتلانا۔ سوامی جی کے اقوال میں اب بھی تناقض مانوگے یا نہیں؟

ایک جگہ خود لکھتے ہیں۔ اور دوسری جگہ جاکر اس کی تردید کر جاتے ہیں۔ اگر تم میں کچھ سکت ہو تو ان متضاد بیانات کی تطبیق کر دکھاؤ۔ دیکھو ستیارتھ پرکاش میں تو فرماتے ہیں۔ خدا قدرتی اصولوں کو ہرگز نہیں بدل سکتا۔ مگر یہاں ایک یکش کے آگے ان اصولوں کی ذرہ بھر بھی پیش نہ چل سکی۔ معلوم ہوا کہ نعوذ باللہ وید کے پرمیشور سے یکش (جس کا ذکر اوپر ہوا ہے) طاقت میں بہت بڑھکر تھا۔ اور یہ عقیدہ ایسا ہے۔ جو ناستک (دہریہ) بنا دیتا ہے۔ کہ خدا میں تو وہ خوبی کی صفت اور طاقت نہ مانی جائے۔ مگر ایک انسان سے (یا دیو سے) وہ زبردست کام ظہور پذیر ہو جائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ۔

(۱۰) پہلے خدا واحد تھا

"اس کائنات سے پہلے صرف ایک آتما (خدا) ہی تھا۔ اور دوسری چیز کوئی نہ تھی" بحوالہ اُپنشد رگوید بھاشیہ بھومکا صفحہ ۳۰۵

یہاں سوامی جی نے اللہ تعالیٰ کو واحد مانا ہے۔ کہ پہلے صرف اکیلا وہی تھا۔ دوسری کوئی چیز یعنے نہ روح نہ مادہ کچھ نہ تھا۔ مگر افسوس! کہ دوسری جگہ اسکے خلاف بیان کر رہے ہیں ؛

پہلے خدا واحد نہ تھا

دوسری کتاب ستیارتھ پرکاش سے اس کے خلاف سن لو۔

"ایشور۔ پرکرتی۔ جیو۔ تینوں غیر پیدا شدہ ہیں یعنے ان کی کبھی پیدائش نہیں ہوئی۔ اور نہ کبھی پیدا ہوتے ہیں۔ گویا یہ تینوں اس عالم کے سبب یا علت ہیں۔ ان کی کوئی علت نہیں۔ ازلی جیو ازلی پرکرتی کا بھوگ کرتا ہوا اس میں پھنستا ہے الخ"

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۱

ناظرین پہلے حوالہ کو دیکھئے اور پھر اس عبارت کو ملاحظہ کیجئے۔ زمین و آسمان کا فرق نظر آرہا ہے۔ وہاں مہاراج فرماتے ہیں کہ پہلے اکیلا خدا ہی تھا۔ دوسری چیز کوئی نہ تھی مگر یہاں آکر اسکی تردید کرکے تین اشیاء کو ازلی قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اس جگہ اُپنشد کا ساتھ حوالہ لاتے ہیں

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۱ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۱

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے ۔

۱۶ مارچ سے ایک دن ایک رات بادل رہا۔ اور کسی قدر بارش بھی ہوئی الحمد للہ۔ آج ۱۹ مارچ صبح پھر آبر آرہی ہے۔

۱۶ - ۱۷ مارچ کو آریہ سماج قادیان کا سالانہ جلسہ ہوا جس کی مفصل رپورٹ اس پرچہ میں پہلے صفحہ پر درج کی گئی ہے ۔

خاکسار ایڈیٹر فاروق پر جو ہتک عزت کا مقدمہ فاروق کے قاضی لم یتق والے مضمون پر ولایت علی نامی شخص نے دائر کیا ہے وہ ۱۸ مارچ کو تحصیلدار صاحب کی عدالت میں پیش ہوا۔ اور بلا کسی مزید کارروائی کے آئندہ ۲ اپریل ۱۹۱۸ء تاریخ پیشی مقرر ہوئی ۔

قادیان کی آریہ سماج اور ہم

جب سے حضرت مسیح موعود نے قادیان کے آریہ اور ہم کہا ہے یہاں آریہ سماج کا وجود کبھی اس قابل نہیں ہوا۔ کہ انکی طرف ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت پڑے۔ اس دفعہ جو ان کا جلسہ ہوا۔ تو آخری روز یہ منادی کیگئی۔ کہ محمد علی صاحب جو آریہ ہو گئے ہیں۔ وہ وجوہات ترک اسلام بیان کرینگے اور پھر عبدالحق نام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے مبلغ سے مباحثہ ہوگا۔ جو لاہور سے بلوائے گئے ہیں۔ چونکہ آریہ لیکچرار اپنی تقریروں میں اشتعال دہ اور دلآزار فقرات استعمال کرنے کے عادی ہوتے ہیں اسلئے صرف تین چار احمدی احباب کو انکی تقریریں سننے کی اجازت ملی۔ شانتی سروپ صاحب (سابق محمد علی) نے قرآن کے پہلے دو رکوع پڑھے۔ اور پڑھکر وہی اعتراض کئے۔ جنکے بارہا جواب دئے جاچکے ہیں یعنی کافروں کے دلوں پر اللہ نے مہر لگائی۔ تو گویا خود انہیں گناہ پر مجبور کیا۔ اور لا یومنون واقع کے خلاف ہے۔ آخر کافر بھی ایمان لارہے ہیں اور فزادھم اللہ مرضا۔ اللہ تو طبیب روحانی ہے۔ مگر مرض کے علاج کی بجائے اُسے بڑھاتا ہے۔ پھر وہ تو منافق تھے تمسخر کرتے اور خدا بھی جواب میں تمسخر کرے۔ تو یہ کیسے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ وغیر ذالک۔ اسکے بعد ۳ بجے میاں عبدالحق آئے۔ اور ان سے مباحثہ شروع ہوا مسلمان مناظر نے کہا۔ پہلے طرفین کے لئے آدھ آدھ گھنٹہ وقت رکھو۔ دس دس منٹ میں کیا ہو سکتا ہے جس کا جواب انکار میں دیا گیا مسلم مناظر نے کہا معلوم نہیں۔ آریہ سماج زیادہ وقت دینے سے کیوں گھبراتی ہے۔ تو پریزیڈنٹ صاحب نے جواب دیا ہاں گھبراتی ہے۔ مگر وقت یہی رہیگا۔ خیر بحث شروع ہوئی۔ مسلم مناظر نے آیت قرآن مجید پڑھی۔

وقالوا ان هی الا حیاتنا الدنیا نموت ونحیا وما یهلکنا الا الدهر وما لهم بذٰلک من علم ان هم الا یظنون [illegible] بیان کیا کہ اس مذہب کے لوگ جو کہتے ہیں۔ کہ آدمی [illegible] دنیا میں آ کر لاکھوں کے چکروں میں مارا مارا پھرتا ہے مرگیا پھر زندہ ہوا پھر مرگیا۔ (یہی تناسخ کی تعریف ہے) اسکی کوئی دلیل نقلی اس کتاب میں نہیں جسے وہ الہامی سمجھتے ہیں۔ اور نہ کوئی عقلی دلیل ہے قرآن شریف کا دعوےٰ اور دلیل میں نے بیان کردیا اب میں چیلنج کرتا ہوں کہ آپ وید مقدس سے دعوےٰ تناسخ بھی بتائیں۔ اور دلیل بھی دکھائیں۔ پریزیڈنٹ صاحب بہت گھبرائے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ تین حصے کر لیجئے۔ نقلی دلیلوں یعنے صرف حوالوں پر بحث ہو۔ پھر از روئے قرآن شریف بحث ہو پھر عقلی دلیلیں۔ یہ انکی صریح کمزوری تھی۔ دوسرے الفاظ میں وہ اقرار کر رہے تھے۔ کہ وید میں دلائل نہیں ہیں۔ بہرحال آریہ مناظر پنڈت پورنانند صاحب جو اٹھے تو انہوں نے پہلا جواب ہی کچھ ایسا اوٹ پٹانگ دیا جس سے ہم اسی وقت سمجھ گئے۔ کہ بس یہ رہ گیا۔ چنانچہ یہی ہوا۔ پہلے تو آپ نے مبحث کو چھوڑ کر یہ سوال شروع کردئے کہ روح کہاں سے آئی۔ اور کہاں جاتی ہے وغیر ذٰلک۔ اور پھر دبی زبان سے ایک منتر پیش کردیا۔ جس پر زبردست جرح ہوئی۔ آریہ مناظر نے ایک لفظ پر اعتراض کیا۔ اور اسکے معنے جو مسلم مناظر نے کئے۔ اس کے حوالے پوچھے۔ جو انہی کے ہم مذہب تلسی رام صاحب کی کتاب سے دکھلائے گئے۔ تمام منتر مسلم مناظر صاحب سنسکرت میں پڑھکر سناتے تھے۔ اور ان کی تشریح بھی بھاشہ میں جو ایک قابل تعریف بات تھی۔ کوئی ایک گھنٹہ تک پانچ پانچ منٹ کی باری سے بحث چل رہی تھی۔ جو مسلم مناظر نے ایک اور منتر پیش کردیا۔ جس میں کوئی رشی صاحب دعا کر رہے ہیں کہ گھر کا مالک اور مالکہ سو جائیں۔ اور کتا سو جائے سب سو جائیں۔ اور میں اپنا کام کروں۔ یہ کام لامحالہ کوئی بُرا ہی ہوگا۔ ویدوں میں پرمیشور کا بدی کی تعلیم دینا واضح کر رہا ہے۔ کہ وید والا تناسخ کا قائل نہیں کیونکہ بدی کی تعلیم تو وہ خود دیتا ہے۔ اسپر پریزیڈنٹ پھر مناظر بن بیٹھے۔ اور کہنے لگے۔ کہ یہ ٹھیک نہیں ہے یہ ہے وہ ہے۔ اور ساتھ ہی کہا کہ اب مہاشہ شانتی سروپ مناظرہ کرینگے۔ اور پنڈت پورنانند صاحب بیٹھ گئے۔ اور جس انداز سے وہ بیدم ہو کر بیٹھے صاف نظر آرہا تھا کہ آریہ سماج کے [illegible] مان کی بیچارے پنڈت صاحب کو پریزیڈنٹ نے حین بجبین ہو کر جو کچھ سمجھایا۔ اور شانتی سروپ کے ہی بہتری مذہبی کہ وہ کچھ بیان نہ کرسکتے تھے مسلم مناظر نے کہا اگر حوالے درست نہیں یا جو نتیجہ میں نے نکالا ہے۔ غلط ہے تو آریہ مناظر خود جواب دے لیگا۔ آپ صرف ایسا دھرم اما [illegible] پہلے [illegible] بیان کیا تھا کہ میرا کام [illegible] کیونکہ آریہ مہاشہ ارم سے متاثر ہیں انصاف [illegible] اور پریزیڈنٹ صاحب اپنی پوزیشن کے خلاف خود بحث [illegible] پریزیڈنٹ بنے لگ گئے تھے۔ اسلئے میر قاسم علی صاحب نے اٹھکر یہ کہنے کی اجازت چاہی کہ یہ مباحثہ ہے اس لئے طرفین کا ایک ایک پریزیڈنٹ ہونا چاہئے۔ اور ایسی ایسی باتیں بہم فریقین کے پریزیڈنٹ طے کریں اور مناظر اپنا کام کریں۔ میاں عبدالحق صاحب نے اٹھکر کہا کہ پریزیڈنٹ میر قاسم علی صاحب ہوں اور کرسی ساتھ کرلینے کے لئے کہا۔ اسپر آریہ سماج کے پریزیڈنٹ صاحب بہت غصے میں آگئے۔ اور اپنی پوری آواز سے بہت رعب جمانا چاہا۔ کہ اسوقت دوسرا پریزیڈنٹ بنانا آریہ سماج کے جلسہ میں رکاوٹ ڈالنا ہے۔ ایک منٹ کے اندر صدارت کی کرسی خالی ہو جانی چاہئے ورنہ ۔ ۔ ۔ میاں عبدالحق صاحب نے کہا آپ نے مدعو کیا۔ اور میں اپنے روپے خرچ کرکے آیا ہوں اور اب آپ ہماری ہتک کرتے ہیں۔ اور یوں ہی مباحثہ سے روکتے ہیں۔ یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ ادھر میر قاسم علی صاحب نے کہا۔ کہ آپ مناظر بنتے ہیں تو ادھر سے ہی مناظر بدل دیا جاتا ہے۔ اور میں مناظرہ کروں گا اصل میں آریہ سماج نے اپنی پوزیشن کمزور دیکھکر یہ چاہا کہ بحث تناسخ تو رہ جائے۔ اور اب بدی کی تعلیم کے متعلق قرآن مجید پر اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا اور یہ سراسر ناواجب بات تھی۔ میاں عبدالحق صاحب نے کہا کہ آپنے اڑھائی گھنٹہ ہمیں وقت دیا۔ تناسخ پر بحث ہوگی یا اعلان کر دو کہ اب مضمون بدلا جاتا ہے۔ اور جس مضمون پر چاہو بحث کرلو۔ پریزیڈنٹ صاحب نے کہا ایسا نہیں ہوگا اور اگر آپ ٹھیک نہیں سمجھتے۔ تو آپ بطور مائنسٹ جلسہ چھوڑ دیں۔ میں غلطی کر رہا ہوں تو کر رہا ہوں۔ دنیا کی کوئی طاقت مجھے روک نہیں سکتی۔ میاں عبدالحق صاحب نے کہا آپ زبان سے جو فرما رہے ہیں وہ لکھدیجئے۔ اسپر کہا میں لکھکر نہیں دیتا۔ چنانچہ ان حالات میں مناسب یہی تصور کیا گیا کہ تمام مسلمان بھائی وہاں سے چلے آئیں۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

اسکے بعد میاں عبدالحق صاحب نے جناب میر محمد اسحٰق صاحب سے درخواست کی کہ جلسہ کا انتظام کرا دیں تو میں وید مقدس ذات نیم اور تناسخ پر لیکچر دوں اسکیں تایا گیا کہ ایک جلسہ ہم شانتی سروپ کے اعتراضوں کے جواب میں بعد از نماز مغرب کرنے والے ہیں اسمیں آپ کو وقت دیا جائیگا چنانچہ رات کو بہت بارونق جلسہ ہوا اور پہلے میاں عبدالحق صاحب کی تقریر وید مقدس کی تعلیم پر ہوئی ہماری طرف سے تو ڈیڑھ گھنٹہ تک بولنے کی گنجائش رکھی گئی مگر وہ آدھ گھنٹہ تک ہی بولے اسکے بعد حافظ روشن علی صاحب نے شانتی سروپ کے اعتراضوں کے بارہ میں کہا کہ بجائے ترک اسلام کے اعتبار اسلام پر لیکچر دینا تو ٹھیک تھا۔ پھر کہا کہ اسلامی خدا پر اس نے اعتراض کیا کہ وہ کافروں کو کافر رہنے دیتا ہے میں کہتا ہوں وہ تو پھر بھی انسان رہنے دیتا ہے لیکن معترض کا خدا تو انسانوں سے کتے اور بلے بنا دیتا ہے (آواگون) پھر اعتراضوں کا جواب کہ سواءٌ علیہم ءانذرتہم میں یہ بتایا کہ جو ایسے کفار ہوں ان کو عذاب الٰہی سے ڈرانا سودمند نہیں (انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن) بلکہ ان کو دلائل دینے چاہئیں۔ وقل لھم قولاً بلیغاً۔ کیونکہ اعتراضات اور شبہات ان کے قلوب پر مستولی ہیں۔ ان کی آنکھوں پر پردہ ہے۔ پہلے وہ خداشناسی ہو تو خشیت بھی پیدا ہو۔ خدا تعالےٰ کا استہزا کا فعلی جواب ہوتا ہے۔ کفار نبی اور اسکی جماعت کو حقیر اور ذلیل سمجھتے ہیں۔ خدا انہیں کو حقیر اور رسوا کر دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان - یوم پنجشنبہ - ۲۱ مارچ ۱۹۱۸ء

ایک مباہلہ اور اس کا نتیجہ

ایک [illegible] کا ظہیر الدین [illegible] سلسلہ احمدیہ [illegible] جو حضرت مسیح موعود کا [illegible] یہ سمایا۔ کیونکہ [illegible] ہوں۔ اس نے [illegible] وحدیث وکتب حضرت مسیح موعود معلوم کر سکے حضرت خلیفہ اول نے اسے جماعت سے خارج کر دیا۔ پھر اسکے بعد معافی ہوئی اور اس کو اصلاح کی موقعہ دیا۔ پھر خلافت ثانی کی بیعت کی۔ پھر کچھ بگڑا (بیعت سے بھی سار بار رہی) پھر سیدھا ہوا۔ اور حضرت فضل عمر کو مصلح موعود مان کر بیعت کی۔ پھر دماغ میں کچھ سمایا اور خود مصلح موعود اور یوسف ہونے کا دعوے کیا اور اس پر زور دیا کہ حضرت اقدس نعوذ باللہ صاحب شریعت جدیدہ نبی تھے۔ نماز محمدی طریق پر ہی پڑھنا ضروری نہیں۔ بلکہ قادیان قبلہ قرار دے کر نماز یا مناجات افضل ہے وغیرہ ذالک۔ چونکہ یہ شخص مطرود ہے۔ اور اس کا کوئی اثر نہیں اس لئے سلسلہ احمدیہ کے مرکز میں ان کو مخاطب نہیں کیا جاتا۔ اور نہ اس کی تحریروں پر نوٹس لیا جاتا ہے۔ اسکے ساتھ صرف حکیم نور محمد دندان ساز لاہور ہیں۔ چونکہ حکیم محمد الدین صاحب اس کے ماموں ہیں۔ جسے مولی ظہیر کہا جاتا ہے۔ اس لئے ان کو اس رشتہ کے لحاظ سے طبعاً اسکے معاملہ میں زیادہ دکھ ہے۔ انہوں نے حکیم نور محمد پر

اتمام حجت کے لئے مباہلہ کر دیا۔ دونوں سے ان [illegible] عقیدہ حکیم محمد۔ میں حکیم نور محمد مالک ہمدم صحت لاہور بیان کرتا ہوں۔ اور اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہوں کہ مولوی ظہیر الدین [illegible] ظہیر الدین موعود مسیح سلسلہ اور حضرت اقدس مسیح موعود کی پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے مصداق [illegible] اور مصلح موعود و یوسف موعود [illegible] ۲۳ عقیدہ حکیم محمد الدین - [illegible] سیدنا احمد [illegible] ذکر کرتا ہوں کہ جو [illegible] عیدہ روی سمجھتا ہے [illegible] کسی نہیں سمجھتا۔ علاوہ [illegible]

[illegible]

یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو سچا ہے اس کی تائید او نصرت کر۔ اور اس کو تمام دنیا سے ایک سال تک سچا رکھ اور ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے۔ اسکو آئندہ مباہلہ اور عذاب نازل کر۔ اور کوئی ایسی بیماری اس پر کہ جس سے وہ بیکار ہو جائے۔ العبــــد
حکیم نور محمد مالک ہمدم صحت لاہور۔
حکیم محمد الدین احمدی گوجرانوالہ۔
گواہ شد:۔ قاضی محمد عالم احمدی ساکن کوٹ قاضی
گواہ شد:۔ نصیر الدین احمدی۔

اس مباہلہ کا خوف کس فریق نے محسوس کیا ہے پہلے تو حکیم نور محمد کے مولی ظہیری نے شائع کیا کہ میرے ماموں صاحب جناب حکیم محمد الدین صاحب نے جو یہ بات میری طرف منسوب کی ہے کہ میں قرآن شریف کی شریعت کو مکمل نہیں سمجھتا۔ یہ مجھ پر افترا کیا گیا ہے۔ میں سچے دل سے آیت اکملت لکم دینکم پر ایمان رکھتا ہوں۔" یہ ایک قسم کا رجوع تھا۔ جو ظہیر نے کر کے اس

عذاب الٰہی کو ٹالنے کی کوشش کی۔ جو جھوٹوں کے لئے مقدر ہے۔ مگر چونکہ یہ الفاظ ذو معنی تھے اور عمل وعقیدہ اسکے خلاف۔ اسلئے اس رجوع کا پورے طور پر فائدہ نہ اٹھا سکا۔ بلکہ حکیم صاحب کے مقابلہ میں مرشد و مرید دونوں سے اس عذاب سے حصہ لیا جو مباہلہ کرنے والوں میں سے جھوٹے فریق کے لئے مقدر ہے۔ اسلئے حکیم محمد الدین صاحب کا مضمون ملاحظہ ہو۔ کو [illegible] اشاعت وصول ہوا

ڈاکٹر نور محمد [illegible] انارکلی لاہور اور [illegible] مباہلہ [illegible] سال میعاد قرار پایا [illegible] تاہم ہر دو میں سے جو [illegible]

[illegible]

[illegible] کی میعاد [illegible] ختم ہو گئی ہے۔ اور [illegible] الدین صاحب [illegible] کہ چالاکی سے جھوٹ [illegible] کا نتیجہ ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:۔
"حکیم محمد الدین صاحب کا یہ حال ہوا کہ وہ ایسی سخت بیماری میں مبتلا ہوئے۔ کہ تین دفعہ ان کی حالت یاس کی تک پہونچی۔ آخر ایک دن انکی ہمشیرہ اور انکے بھائی نے مولوی محمد ظہیر الدین صاحب کو بلایا۔ انہوں نے آکر انکے حق میں سلامتی کی دعا کی جسکے بعد وہ بچ رہے۔"
سو پہلا جواب اس کا تو لعنت اللہ علی الکاذبین ہے اور دوسرا جواب میرے بھائی حکیم احمد الدین کی شہادت ہے۔ جس نے بقول آپکے ظہیر الدین کو بلا کر میرے لئے دعا کرائی۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب نے جو کچھ میرے بھائی حکیم محمد الدین صاحب کی بیماری اور ظہیر الدین کو بلانے اور اس سے دعا کرانے کے متعلق لکھا ہے۔ سرتا پا افترا اور جھوٹ محض ہے۔" علاوہ بریں خود ڈاکٹر نور محمد صاحب ودیگر احمدی احباب علی الخصوص جماعت احمدیہ سیالکوٹ و گوجرانوالہ

سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ میرا بھائی حکیم احمد الدین اور میری ہمشیرہ [illegible] ظہیر الدین حضرت صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ ربہ خلیفۃ المسیح کے مخلص مرید ہیں۔ ظہیر کو جھوٹا گمراہ اور بے دین یقین کرتے ہیں۔ اس سے ہم دعا کرنے کیلئے ہیں باقی رہا یہ کہ ڈاکٹر نور محمد اور اس کا مرشد یوسف موعود بھی اس سال ہر ایک قسم کی بلا اور قہر الٰہی سے محفوظ رہتے ہیں۔ تو پھر باب الا مباہلہ کیا ہوا سو واضح ہو کہ یہ ہر دو شخص غضب اور قہر الٰہی میں گرفتار ہیں۔ اول میں ڈاکٹر صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان کا لخت جگر حمید احمد اس [illegible] اسلامیت [illegible] ہو کر آریہ مت میں شامل نہیں ہوا۔ اور یہ واقعہ ان کے لئے اور ظہیر الدین کے لئے جس کا وہ مرید ہے [illegible] اور صدمہ نہیں۔ اور کیا خود ظہیر الدین اس سال [illegible] زیر عتاب نہیں رہا۔ اور اپنے عملہ میں صرف دنیا کے لئے ذلیل ہونا ان ہر دو مرید و مرشد پر کم قہر الٰہی ہے بشرطیکہ غیرت ہو۔ کیا یہ سچ نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کے مرشد صاحب ظہیر لیسے یا رہو ہے۔ کہ جو اس ماتحت ہو کر بلا رخصت گھر پہنچے۔ اور اس کی پاداش میں محکمانہ سزا ہوئی۔ کیا یہ عجیب حکمت الٰہی ہے۔ کہ جہاں اس کی یہ ملازمت کی ذلت ایک طرف مباہلہ کے اثر کو ثابت کرتی ہے۔ دوسری طرف اس کی یوسفیت کو بھی بیخ دین سے اکھاڑ پھینکتی ہے۔ کیونکہ اصلی یوسف (حضرت یوسف علیہ السلام) تو دربار شاہی میں حفیظ امین ثابت ہو کر عزت پاتے ہیں۔ اور یہ ذلیل ہوتا ہے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے تو ان کے بھائی معافی کے خواستگار ہوتے۔ اور مغفرت کی شفاعت چاہتے ہیں۔ لیکن یہ عجب یوسف ہے کہ بذریعہ اپنے والد کے جبکہ اس کا مرید بھی ہے۔ اپنے بھائیوں کے آگے مغفرت مانگتا اور ہدایت کی درخواست کرتا ہے جیسا کہ احمدی احباب پر پوشیدہ نہیں کہ اس کے والد نے سالانہ جلسہ پر چھ ہزار کے مجمع میں بحضور حضرت خلیفۃ المسیح نہایت مضطربانہ لہجہ میں اس کے لئے دعا ہدایت کی درخواست کی۔ مجھے خدا کے فضل اور رحمت [illegible] قوی [illegible] بالآخر میں بھی خدائے ارحم الراحمین سے [illegible] بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ یہ ابتلاء جو [illegible] کے [illegible] ان کو آئے ہیں۔ موجب رحمت [illegible] ساتھ لائیں۔

(نوٹ) اس جگہ مباہلہ کے تعلق [illegible] ڈاکٹر نور محمد کے [illegible] ظہیر الدین کو بھی مد مقابل [illegible] کی وجہ یہ ہے۔ کہ ظہیر الدین نے خود اپنے تئیں اس مباہلہ میں گھسیڑ دیا ہے جیسا کہ مباہلہ کا اعلان دیکھنے والوں سے مخفی نہیں۔ ماسوا اس کے یہ [illegible] سے باہر نہیں رہ سکتا۔ [illegible] جو ذلت [illegible] ظہیر الدین کو پہنچی ہے اس میں ڈاکٹر محمد ہی شریک ہے۔ [illegible] جو عزت مجھے [illegible] دی [illegible] دیں اس عرصہ میں خدا کے فضل سے [illegible] وہ اس پر حجت ہے۔ عاکسار سید محمود [illegible]

ڈاک خانہ قادیان میں اندھیر

نمبر (۱)

گذشتہ پرچہ میں ہم نے لکھا تھا کہ ڈاک خانہ قادیان کے متعلق آئندہ مفصل عرض کیا جائے گا۔ کیونکہ سب پوسٹ ماسٹر صاحب قادیان کی خدمت میں ایک چٹھی بغرض معلوم کرنے چند امورات کے ارسال کی تھی۔ اسکے جواب باصواب کا انتظار تھا۔ اب اس کا جو جواب سب پوسٹ ماسٹر صاحب کی طرف سے ہمیں موصول ہوا ہے۔ وہ اپنی حیثیت میں نرالا نہایت ناشائستہ اور تہذیب سے گرا ہوا ہے۔ جسکو ہم اپنے موقعہ پر اس سلسلہ مضمون میں نقل کرینگے۔ اول ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ڈاکخانہ اور پبلک کا باہمی کیا تعلق ہوتا ہے۔ اور اہالیان ڈاکخانہ کو پبلک کے ساتھ کس طرح برتنا چاہیئے۔ اسکے بعد سب پوسٹماسٹر صاحب و دیگر کلرک صاحبان ڈاکخانہ قادیان کا طرز سلوک جو خاص احمدیہ پبلک کے ساتھ ہے۔ بتائینگے۔

گورنمنٹ برطانیہ کے احسان

یہ امر تمام اہل ہند کو اچھی طرح سے معلوم ہے۔ کہ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے (خدا اس کو ہمیشہ بامراد اور کامیاب ہمارے سر پر سایہ فگن رکھے۔ آمین) اپنی رعایا کے واسطے ہر قسم کی آسائشیں سہولتیں آرام و راحت کے سامان اپنے علم و مال و دولت کو صرف کر کے بہم پہونچانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔ اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کو شمار کرنا چاہیں۔ تو ہزارہا صفحات کی کتابیں اون کے شمار سے پر ہو سکتی ہیں۔ آج تمام دنیا میں یہی گورنمنٹ ایک واحد گورنمنٹ ہے۔ جس کو اپنی رعایا کے آسائش اور آرام اور فائدہ رسانی کی دھن لگی رہتی ہے اور گورنمنٹ برطانیہ ہی ایک ایسی گورنمنٹ ہے۔ جس کی تمام رعایا ہندو ہو یا مسلمان۔ سکھ ہو یا عیسائی۔ نہایت امن و عافیت سے زندگی بسر کرتی۔ اور اپنے [illegible] [illegible] معظم کو دعائیں دیتی۔ اور جان و مال فدا کرنے کے لئے ہر دم طیار اور آمادہ رہتی ہے۔ یہی گورنمنٹ وہ عادل گورنمنٹ ہے۔ جس کے عدل و انصاف کے آگے نوشیرواں عادل کا نام لوگوں کو بھول گیا ہے۔ ہماری محسن گورنمنٹ جس نظر شفقت و عزت سے اپنی رعایا کو دیکھتی اور اس کی قدر و منزلت و عزت افزائی فرماتی ہے۔ اس کی نظیر تمام روئے زمین کی تمام سلطنتوں اور گورنمنٹوں میں نہیں ملتی۔ غرضیکہ ہم گورنمنٹ برطانیہ کے احسانات کا کوئی شمار نہیں کر سکتے۔ ریل ہے تو ہمارے آرام کے لئے۔ پریس ہے تو ہمارے کام کے لئے۔ سڑکیں ہیں تو رفاہ عام کے لئے۔ ٹیلیگراف ہے تو فائدہ خاص و عام کے لئے۔ ڈاک خانہ ہے تو ہماری خطوط رسانی اور پیغامبری وغیرہ کے بخوبی باقاعدہ بحفاظت سرانجام کے لئے۔ غرضیکہ کوئی شعبہ یا صیغہ ہماری سرکار کا ایسا نہیں جس میں رعایا کے فوائد کو مقدم اور مدنظر نہ رکھا گیا ہو۔

ریلوے اور ڈاکخانہ کا پبلک تعلق

جب یہ امر واقعہ ہے تو اس سے ظاہر ہے۔ کہ جن جن صیغہ جات کے ساتھ رعایا و سرکار کا تعلق ہے۔ ان تمام صیغوں کی نگرانی بہی [illegible] سے کیجاتی ہے

کہ جس سے بڑھکر متصور نہیں۔ اور ایسے تمام صیغہ جات کے ادنےٰ سے لے کر اعلےٰ افسروں تک کو چونکہ ہر دم رعایا سے واسطہ پڑتا ہے اسلئے ایسے صیغہ جات کے ہر طبقہ کے ملازم پبلک کے ساتھ نہایت حسن سلوک اور اخلاق وتہذیب کا برتاؤ کرتے۔ اور ان کی ہر ایک شکایت پر پوری توجہ فرماتے۔ اور مقدر بھر کوشش سے ان شکایات کو رفع کرتے۔ اور بامعالطہ شریفانہ جواب دیتے ہیں۔ اگر ایک ادنیٰ شخص بھی رعایا میں سے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ افسر ریل تار۔ ڈاک کی جائز شکایت کرے۔ تو کبھی یہ نہیں ہوتا کہ اوس کی عرضداشت کو معمولی آدمی کی درخواست یا شکایت سمجھکر پھینک دیا جائے۔ فوراً تحقیقات ہوتی۔ اور شکایت کے صحیح نکلنے پر قصوروار کو قابل عبرت سزا ملتی ہے۔ اور اسطرح شکایت کنندہ کو مشکوری کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ خصوصاً ریلوے اور ڈاک خانہ کے متعلق حکام بالا خاص طور پر شکایات کو سنتے اور مناسب انتظام فرماتے ہیں اور اگر ایسا نہ ہو۔ تو بعض ملازمان ریل و ڈاک رعایا کو بہت تکلیف دیں۔ کیونکہ ان دونوں محکموں سے زیادہ فائدہ رعایا کو پہنچانا مقصود ہے۔ اور ان دونوں کی آمدنی بھی رعایا سے ہی ہوتی ہے۔ اور پبلک حقوق ریلوے اور ڈاک خانہ پر بہت زیادہ ہیں۔ بلکہ یہ کہنا درست ہے۔ کہ یہ دونوں محکمے رعایا کے ہی ملازم ہیں۔ اور رعایا کے روپیہ سے ہی یہ چل رہے ہیں۔ اگر رعایا کے حقوق کی پرواہ نہ کی جائے۔ تو بے شک یہ ظلم اور حق تلفی ہے۔ لیکن جہاں تک ہمارا علم و تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ پبلک کے حقوق کی حفاظت کیجاتی اور ان کی حق تلفی کرنیوالے کو خواہ کوئی بھی ہو۔ قصوروار ثابت ہونے پر سخت سزائیں دی جاتی ہیں ❊

ڈاک خانہ قادیان

اس مختصر تمہید کے بعد ہم ڈاکخانہ قادیان کے متعلق کچھ عرض کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ قادیان میں ابھی بہت عرصہ نہیں گذرا کہ ایک معمولی برانچ پوسٹماسٹر ہوتا تھا جو مدرس بھی تھا۔ اور ڈاک کا کام بھی کرتا تھا۔ اس کو ڈاکخانہ کی طرف سے بھی تھوڑی سی تنخواہ ملتی تھی۔ لیکن جب سے سلسلہ احمدیہ قائم ہوا۔ اور تمام اطراف عالم میں یہ سلسلہ پھیلتا گیا۔ تو قادیان چونکہ بانی سلسلہ احمد علیہ السلام کی جائے سکونت تھی قادیان اس سلسلہ کا مرکز قرار پایا۔ اور تمام ہندوستان و یورپ و بلاد عرب و کابل وغیرہ ممالک سے سلسلہ خط و کتابت و آمد و برآمد نقدی پارسل وغیرہ اسقدر بڑھتا گیا کہ اب ایک برانچ پوسٹماسٹر کے بس کا یہ کام نہ رہا۔ اور ضرورت ہوئی۔ کہ یہاں ایک مستقل ڈاک خانہ قائم کیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا پھر اسقدر ترقی ہوئی۔ کہ خاص قادیان میں پریس قائم ہو گئے۔ اور اخبار و رسالجات ہفتہ وار و ماہوار نکلنے شروع ہوئے۔ جسکے واسطے افسران بالا نے یہاں بجائے اس برانچ سات روپیہ ماہوار والے برانچ پوسٹماسٹر کے ایک ساٹھ ستر روپیہ ماہوار کا سب پوسٹماسٹر مقرر کیا اس اکیلے سے ہی کام نہ چل سکا۔ تو بوجہ زیادتی کام اس کو دو کلرک دیئے گئے۔ اب ڈاک خانہ قادیان میں ایک سب پوسٹماسٹر اور دو کلرک ایک پیکر دو پوسٹ مین علاوہ دیہات کے پوسٹ مینوں کے صرف قادیان کے لئے مقرر ہیں۔ جو احمدیہ جماعت کے خطوط و پارسل و وی پی و منی آرڈر تقسیم کرتے ہیں ❊

قادیان میں ڈاک کا کام

قادیان میں سب سے کثیر حصہ آمدنی ڈاک کا خاص احمدیہ پبلک سے ہوتا ہے۔ قادیان میں اسوقت ایک مشین پریس۔ تین دستی پریس قائم ہیں۔ چار اخبار چار رسالے۔ ایک اخبار پندرہ روزہ دو ہفتہ وار ایک ہفتہ میں دو بار اور ایک رسالہ ریویو انگریزی ایک ریویو اُردو۔ ایک رسالہ تشحیذ الاذہان ایک رفیق حیات طبی ماہوار صرف احمدیوں کے نکلتے ہیں چھ ایک ایجنسیاں ہیں۔ جو احمدیوں کی ہی ہیں۔ دو سکول۔ ایک ہائی سکول ایک عربی سکول اور دو بورڈنگ احمدیوں کے ہی ہیں۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ کسقدر وی پی او منی آرڈر اور خطوط وغیرہ احمدیہ جماعت قادیان کے آتے جاتے ہیں۔ اور اس جماعت کی کتنی کثیر آمدنی ڈاکخانہ کو ہوتی ہے۔ اور کسقدر ڈاک خانہ کے ساتھ اس جماعت کا تعلق ہے۔ بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ یہ پبلک قادیان کا کام اس ڈاکخانہ سے نکالدیا جائے تو پھر یہاں ضرورت ہی نہیں۔ کہ کوئی ڈاکخانہ رہے۔ ان وجوہات بالا سے صاف ظاہر ہے کہ احمدیہ پبلک قادیان کے جسقدر زیادہ حقوق ڈاک خانہ قادیان پر ہیں۔ اوس قدر یہاں کے باشندوں میں سے کسی دوسرے کو حاصل نہیں۔ اور احمدیہ جماعت کو اگر ڈاک خانہ قادیان کے ملازمین بے جا تکلیف دیا چاہیں۔ اور نہایت سختی کا برتاؤ ان سے کریں۔ اور ان کی شکایات کو غلط اور بے جا اور فضول اور کینہ اور دشمنی کا باعث قرار دیں۔ تو لازمی نتیجہ اس کا یہ ہوگا۔ کہ ملازمان ڈاک خانہ قادیان اور احمدیہ پبلک کے باہمی تعلقات نہایت خطرناک اور ایک ناراضگی کا موجب ہونگے۔ جیسا کہ موجودہ سب پوسٹماسٹر صاحب و دیگر کلرکان ڈاک خانہ نے تشریف لا کر تھوڑے ہی عرصہ میں احمدیہ پبلک کو اپنے مخالفانہ طرز سے جو بعض ناواجب اور خفیہ وجوہات کی بناء پر ہے بہت سی شکایات کا موقعہ دیدیا ہے۔ جن کا مفصل ذکر بمعہ ان خفیہ وجوہات کے لکھ کر ہم حسب ضرورت بالالتماس افسران بالا کے سامنے پیش کرینگے۔ اور تمام سارٹنگ ... ❊

ضروری اطلاع

خدا کے فضل سے فاروق نے سہ ماہی اوّل نہایت باقاعدگی سے پوری کی ہے۔ اور ہر ہفتہ کا پرچہ ٹھیک جمعرات کے روز جو اسکی اشاعت کا دن ہے۔ خریداران کے نام ڈاکخانہ قادیان سے روانہ ہوتا رہا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ بھی اسی باقاعدگی سے فاروق شائع ہوتا رہیگا۔ سہ ماہی اوّل کا یہ گیارہواں نمبر ہے۔ اگلا پرچہ جو ۲۸ مارچ کو شائع ہوگا وہ آخری پرچہ سہ ماہی رمضان کا ہوگا۔ اور اسکے ساتھ ہی ان احباب کا چندہ جن سے صرف ایک ایک روپیہ بابت سہ ماہی اوّل وصول کیا گیا تھا ختم ہو جائیگا۔ اسلئے دوسری سہ ماہی کیلئے حسب دستور ان خریداران کے نام جن کا چندہ تین ماہ کا ختم ہو چکا ہے یا جنکے ذمہ سہ ماہی رمضان کا ایک روپیہ باقی ہے۔ ۴ اپریل والا پرچہ بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اسلئے ان احباب کو چاہئے کہ وی پی کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور انکار کر کے وی پی واپس نہ کریں ...

نامہ صادق

انگلستان سے

نمبر ۱

(۲۲ - دسمبر [illegible])

ملک کو مبارکباد | نومبر کے اخیر میں حضرت [illegible] کو [illegible] تار انگلستان [illegible] محمد میرا [illegible] عاجز سے مبارکباد کا اظہار [illegible] جماعت [illegible] جسکے [illegible] سنت [illegible] احمد [illegible] خلیفۃ ثانی [illegible]

یہاں [illegible] خاندان [illegible] ظاہر ہوتی ہے

ہمدردی حیوانات | ۸ [illegible] ہمدردی [illegible] کا ایک جلسہ ہوا۔ ایک پادری [illegible] ہمدردی [illegible] ذکر ہے میں حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح سے ایک مثال بیان کی کہ ایک شخص کسی سفر سے واپس پر آپ نے فرمایا کہ پہلے گھوڑوں کی زین اُتارو پیچھے نماز پڑھو۔ میں نے پادری صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ ایسی مثال جو دہ لائے۔ وہ نبی کریم کی زندگی سے ہے۔ اور پھر قرآن شریف سے ہمدردی حیوانات کا حکم ان کو سنایا۔

سردی | یہاں کی سردی تاحال تیس درجہ ٹمپریچر سے کم نہیں ہوئی۔ بہ نسبت لنڈن کے سورج زیادہ دیر تک باہر رہتا ہے۔ یعنے بادلوں میں سے دکھائی دیتا ہے

چھوٹے دن | موسم گرما میں میں نے ایک دفعہ لکھا تھا کہ دن اتنا بڑا ہوتا ہے کہ میں نے ایک رپورٹ شام کے ۹ بجے دن کی روشنی میں لکھی تھی۔ مگر آج کل دن اتنا چھوٹا ہے کہ چار بجے شام کے سب چراغ روشن ہو جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ بجے کمرے کے اندر بغیر چراغ کے کام نہیں کر سکتے۔ لیکن انگریزوں نے

جو اوقات کھانے کام کرنے وغیرہ کے مقرر کر رکھے ہیں ان میں فرق نہیں آتا۔

میرا لباس | آج کل کا لباس جیسے تاحال یہاں کوئی کپڑے نہیں بنوائے۔ وہی کپڑے جو لاہور میں [illegible] صاحب کے ساتھ جا کر خرید کئے [illegible] کوٹ [illegible] ہندوستان سے [illegible] صاحب [illegible] خرید کر دیا [illegible] الرحمن صاحب [illegible] میر [illegible] اللہ [illegible] نیال [illegible] پہنتا ہوں [illegible] ہر وقت پہلے [illegible] جیسی صورت [illegible] معلوم ہو [illegible] آگے دیکھا جائے جو اللہ کو منظور ہو [illegible] ایک ادنیٰ [illegible] اور والیس کا پاجامہ پہنتا ہوں تین کمبل ایک شال اور ایک لحاف اوڑھتا ہوں۔ اور گاہے ایک [illegible] جو کبھی احمدیہ میاں چراغ الدین صاحب نے ساتھ کر دیا تھا۔ اللہ تعالے ان کو جزائے خیر دے۔ اور ان کے اہل وعیال پر برکات نازل کرے۔ آمین۔ مگر اس لباس کے ساتھ ایک اور ضروری بات جو ہے وہ یہ کہ دن رات بیٹھنے، سونے اور کھانے کے کمرے جو الگ الگ ہیں۔ ہر وقت بہاری کوئلہ کی تیز آگ سے گرم رہتے ہیں۔ سونے کے کمرے کی اس آگ کو اگر رات کو اٹھ اٹھ کر بار بار تیز نہ کیا جائے تو بجھ جاتی ہے۔ اسواسطے سونے کے کمرے میں گیس کی آگ کا انتظام کرنے کا ارادہ ہے۔ [illegible] میں جو ہمارا مکان تھا۔ وہاں برادرم قاضی صاحب نے گیس کی آگ کا انتظام کیا تھا۔ اور تجربہ سے وہ بہت مفید ثابت ہوا۔ اسکے لگانے میں ابتدائی خرچ زیادہ ہے۔ مگر بعد میں قریباً کوئلے کے برابر خرچ ہوتا ہے۔ اور جب چاہیں فوراً آگ روشن کر سکتے ہیں۔ کم کر سکتے ہیں یا بالکل بجھا سکتے ہیں۔

یہ سب چھوٹی چھوٹی باتیں اسواسطے لکھ رہا ہوں کہ ہمارے آئندہ آنیوالے مشنریوں کے واسطے ضروری معلومات کا ذخیرہ ہو جائے۔ اگر آئندہ آنیوالے اصحاب میرے حالات کو غور سے پڑھ لینگے۔ تو امید ہے کہ ان سے ان کو انشاءاللہ بہت مدد ملیگی۔ اور مجھے ثواب۔

آئندہ مشنری | کیونکہ میری رائے میں یہاں کا کام چند سالوں میں ختم ہونیوالا نہیں۔ اس کے واسطے ضرور بہت زیادہ زور کوششوں کی ضرورت ہے بالخصوص جبکہ مقابل یہاں صدہا عیسائیوں اور دہریوں کے ساتھ بہائی، ملکانی، غیر احمدی اور ان سے بڑھ کر کسی زمانے کے دوست احمدی مخالفت پر آمادہ اور سرگرم کار ہیں۔ گو مشن کے متعلق میری یہی رائے ہے۔ کہ دو سالہ یا سالہ مشنریوں کی بجائے کم عمر کے مشنری ہو جائیں۔ جو بالکل اپنی جان وقف کرکے اور آئندہ ارادوں اور خواہشوں کو خیرباد کہکر یہیں ایک جگہ بیٹھ جائیں۔ اور اپنی دعا۔ توجہ تعلیم محبت سلوک۔ وجاہت اور ہر طرح کی کوشش سے اس مقام کو احمدی مقام بنادیں۔ دو چار سال میں تو میرے خیال میں ایک آدمی ایک جگہ کے متعلق مشکل سے واقفیت حاصل کر سکتا ہے۔ کہ وہاں کے کام کی مناسب سکیم بنا سکے۔ ہاں مشنریوں کے واسطے ضروری ہے کہ قادیان جایا کریں اور کچھ رہ کر پھر واپس آجائیں۔ اور جب عمر رسیدہ ہو جائیں اور وہ چاہیں۔ تو پنشن لیکر قادیان میں بیٹھ جائیں۔

مولوی شیر علی صاحب کے رؤیا کے مطابق تو میرا کام بطور صبح صادق کے ہے۔ آگے اللہ تعالے عالم الغیب ہے لیکن اگر میرے سپرد صرف صبح صادق کا وقت ہے۔ تو پھر دن چڑھانے والے اور اصحاب ہونگے یا دونوں کام خدا تعالیٰ مجھ سے لینا چاہتا ہے۔ وہی بہتر جانتا ہے۔ میں تو ہر امر کے واسطے تیار ہوں۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم

استعمال ادویہ میں نے تا حال یہاں ادویہ کا چنداں استعمال نہیں کیا۔ تھوڑی سی اکسیر البدن جو میں نے اپنے تیار کی تھی۔ ساتھ لایا تھا۔ وہ سردیوں میں بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ تین ماہ سے زائد عرصہ ہوا ہے۔ ایک دوست نے لکھا تھا کہ مفرح عنبری عنقریب روانہ کی جائے گی۔ میرا خیال تھا کہ سردیوں میں بہت مفید ہوگی۔ مگر تا حال نہیں پہونچی۔ شائد آبی جانوروں کی نذر ہوگئی۔ مولوی سید عبد الحکیم صاحب نے کٹک سے تحریر فرمایا۔ کہ ہمارے پاس چند دوائیں ہیں۔ جو بدن کو سردی سے بچاتی ہیں۔ اگر آپ تحریر فرماویں تو بھیجی جاویں یہ اگر کی انہوں نے خوب کہی۔ ایسی تھے تو فوراً بھیج دینی چاہیئے تھی نہ کہ اسکے متعلق دریافت کرنا ضروری تھا۔ حکیم الطاف حسین صاحب نے انجولی سے کچھ دوائی ارسال فرمائی ہے۔ مگر تا حال نہیں پہونچی۔ (۲۷ دسمبر ۱۹۱۷ء) یہاں کے ایک ڈاکٹر صاحب نے کاڈلور آئل مالٹ کا استعمال بتایا ہے۔ وہ میں تھوڑا سا صبح کھاتا ہوں۔ دوائیوں کا تو یہ حال ہے۔ غذا میں یہاں کی روٹی مجھے ہضم نہیں ہوتی۔ خالص گیہوں کے بسکٹ روٹی کی بجائے استعمال کرتا ہوں۔ گوشت۔ مچھلی۔ چائے دودھ۔ تازہ پھل جو مل سکے وہ یہاں بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ اور میں اس کا زیادہ استعمال رکھتا ہوں یہ تو غذا ہوئی۔ ورزش زیادہ تر ہوا خوری اور گاہے ڈمبل سردی سے بچاؤ کے واسطے ایک کتاب میں میں نے پڑھا ہے کہ سرد پانی سے غسل مفید ہے۔ مکرمی چودہری ظفر اللہ خان صاحب نے فرمایا تھا کہ میں ہمیشہ ٹھنڈے پانی سے ولایت میں غسل کرتا تھا۔ یہ بات مجھے بہت عجب معلوم ہوئی تھی۔ کیونکہ میں ہندوستان میں بھی ٹھنڈے پانی سے غسل کا عادی نہ تھا۔ لیکن یہاں مجھے اتنی برداشت ہوگئی ہے۔ کہ ہر صبح غسل خانے میں بیٹھ کر دو لوٹے ٹھنڈے پانی کے جلدی سے بدن پر ڈال کر فوراً تاولیے سے خشک کر کے جلدی جلدی کپڑے پہن لیتا ہوں اس کا نام غسل تو نہیں۔ مگر اس سے میں نے بہت فائدہ محسوس کیا ہے۔ دن بھر گویا اس غسل کے سبب سے کچھ گرمائش رہتی ہے۔ جو سردی لگنے سے بچاتی ہے

ہندوستان میں ایام سرما میں عاجز کو دورہ سر درد ہو جایا کرتا تھا۔ یہاں بھی خفیف دورہ ہوا۔ جو تین دن رہا۔ مگر ویسی تکلیف نہیں ہوئی جیسی ہندوستان میں ہوتی تھی۔

مچھلی اور دودھ ہندوستان میں جب کبھی گھر میں مچھلی پکا کرتی تھی۔ تو اس دن دودھ کا پینا نہایت مضر سمجھا جاتا تھا۔ اور گھر میں سب کو تاکید رہتی تھی کہ آج ہرگز کوئی دودھ نہ پیئے۔ یہاں میں دیکھتا ہوں کہ مچھلی اور دودھ ہر دو اکٹھے کھائے اور پیئے جاتے ہیں اور کسی کو وہم بھی نہیں ہوتا کہ اس سے کوئی نقصان ہوگا۔ ممکن ہے کہ کچھ آب و ہوا کی تاثیر الگ ہو۔ سب سے اول مسٹر سلیم کے ہاں جو سوہنڈسی میں عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے۔ مجھے مچھلی اور دودھ دیا گیا۔ طبیعت مضائقہ کیا۔ مگر بعض ایسے وجوہات تھے۔ کہ میں انکار نہ کر سکا۔ اور بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیٔ پڑھ کر کھایا گیا۔ اسکے بعد یہاں کئی دفعہ میز پر ہر دو شے آتی ہیں۔ اور استعمال کیجاتی ہیں ✦

صحت الحمد للہ عاجز کی طبیعت اچھی ہے۔ اگرچہ سردی بہت ہے۔ اور باہر نکلنے کا کم موقعہ ہوتا ہے۔ اور تبلیغ کا موقعہ بھی یہاں بہت کم ہے۔ مگر لنڈن کی نسبت یہاں سردی کم ہے ✦

برادرم قاضی صاحب میرے یہاں آنے پر چنداں راضی نہ تھے۔ اور یہ انکی محبت کا تقاضا تھا۔ جو جدائی کو ناپسند کرتی ہے۔ مگر اب لکھتے ہیں کہ اچھا ہوا کہ آپ چلے گئے۔ لنڈن میں شدید سردی۔ برف۔ کیچڑ۔ دھند ایسی کہ چند قدم پر کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ باہر نکلنا مشکل۔ ہر وقت آگ کے پاس رہنے سے دم گھٹتا ہے۔ ملازمہ بیمار ہو کر چلی گئی۔ کھانے کی بعض اشیاء ملتی نہیں۔ بہت ہی تکلیف میں ہیں۔ اللہ تعالے اپنے فضل سے ان کے لئے اور تمام مبلغین کے واسطے آسانیاں پیدا کرے۔ اور ہر شر اور فتنہ سے بچائے اور کام میں برکات نازل کرے۔ اور اپنے رحم سے مخلوق کو ہدایت کے راہ پر لائے۔ وہی ہادی ہے۔ عاجز کو ایک شب خفیف سا بخار ہوا۔ جس کا سبب غالباً سردی تھا۔ اور بعض دفعہ یہاں کی ڈبل روٹی کی ناموافقت سے بدہضمی ہونے لگتی ہے۔ مگر عموماً طبیعت بحال رہی ہے۔ وہی اللہ حافظ اور ناصر ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ✦ "صادق"

بانیٔ آریہ سماج کے اقوال میں تناقض

نمبر ۴

(از منشی فضل حسین صاحب مہاجر قادیان)

[illegible] کے کلام میں جو تناقضات بکثرت موجود [illegible] چند بطور نمونہ مشتے از خروارے تین گذشتہ نمبروں میں پیش کر چکے ہیں۔ آج اسی مضمون کے ذیل میں جو تناقضات بھی ہدیہ ناظرین کر کے اس مضمون کو بالفعل ختم کرتے ہیں۔ کیونکہ اگر اس مضمون کو جاری رکھا جاوے۔ تو یہ ایک سال کے عرصہ میں بھی اختتام تک نہیں پہونچ سکتا۔ ابھی ہم کو اور بھی بہت سے مسائل پر (جو دیانندی حضرات کے نزدیک مایۂ ناز ہیں) روشنی ڈالنی ہے۔ اس غرض کو مد نظر رکھتے ہوئے اس مضمون کو چار نمبروں میں ہی ختم کیا جاتا ہے۔ ہاں اگر کسی دیانندی دوست نے ان تناقضات کی تطبیق سنجیدگی و متانت کا پہلو لئے ہوئے اور مدلل کر کے دکھلائی۔ تو ہم نہایت خوشی سے قبول کر کے بقایا تناقضات کی فہرست بھی اس مرد میدان کی خدمت میں فاروق کے ذریعہ پیش کر کے اپنی تسلی کے خواہاں ہونگے۔ لیکن بقول حضرت غالب یہ توقع مفقود ہے

غالب تمہیں کہو کہ ملیگا جواب کیا
مانا کہ ہم کہا کئے اور وہ سنا کئے

(۱۲) پرمیشور پر تشکیک نہیں کیا جاسکتا سوامی جی پرمیشور (خدا) کی ہستی کے ثبوت کے متعلق معترض کو جواب دیتے ہیں:۔

سوال از معترض۔ ثبوت ایسے ایشور کا جس کو

پرتیکش (ثبوت بذریعہ احساس) سے اندر کیا جاسکے حاصل نہیں (بحوالہ سانکھیہ درشن ۱-۹۲) علیٰ ہذا القیاس ویاپتی کا تعلق نہ ہونے سے انومان (قیاس) نہیں ہوسکتا (بحوالہ سانکھیہ ۵-۱۱) اور پرتیکش وانومان کے نہ ہونے سے شبد پرمان (قول صحیح) بھی نہیں لگ سکتا۔ اس لئے الیشور ثابت نہیں ہوسکتا۔"

معزز ناظرین یہاں معترض نے یہ سوال اٹھایا ہے۔ کہ پرتیکش پرمیشور پر عائد نہیں ہوسکتا۔ اور ساتھ ہی سانکھیہ درشن کے حوالجات بھی پیش کئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب پرتیکش نہیں تو اس کی ہستی موہوم ہوئی۔ اب سوامی جی کے جواب کو ملاحظہ فرمائیے۔ کیا درافشانی ہوتی ہے۔

جواب: "اسجگہ مراد یہ ہے کہ الیشور کے ثابت کرنے میں پرتیکش پرمان نہیں عائد ہوتا"

(ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۸۰)

معترض تو اپنے دعوے کے اثبات میں سانکھیہ درشن کے حوالے لا رہا ہے۔ مگر سوامی صاحب جواب کی جگہ یہی فرما کر تسلی کرنی چاہتے ہیں کہ "الیشور کے ثابت کرنے میں پرتیکش وغیرہ عائد نہیں ہوتے" ہے مہاراج آپنے کوئی اس کے اعتراض پر مدلل تنقید کی ہوتی یا خود بھی نقلی حوالے پیش کرتے۔ ایسے نو من بانی آپ کی باتیں عقلمند لوگ صحیح نہیں سمجھ سکتے۔

مگر خوبیٔ قسمت کہیئے کہ سوامی جی کو معترض بھی ایسا ملا کہ جو یہی سوامی صاحب نے جواباً اناپ شناپ سنا دیا معترض دم بخود ہو گیا۔ اور آگے اسکے لبوں پر مہر سکوت لگ گئی۔ اگر کوئی محقق معترض ہوتا۔ تو سوامی جی کو بھی سوال وجواب کی حقیقت معلوم ہوجاتی۔ وہ پوچھتا۔ کہ ہے مہاراج یہ کیا؟ سوال از آسمان ہے اور جواب از ریسمان سنا رہے ہیں۔ سیدھی طرح جواب دیجئے یا اس اعتراض کو ناقابل تردید سمجھئے۔ مگر ایسا کرتا کون۔ خیر ہم انشاء اللہ تعالیٰ کسی فرصت کے وقت خاص طور پر اس مضمون پر کچھ لکھیں گے۔ یہاں تناقض کا مضمون ہی چلنا انسب ہے۔ ہاں اب سوامی جی کا دوسرا قول ملاحظہ ہو

پرمیشور پرتیکش ہوسکتا ہے

سوال از معترض بیزا الٗ "آپ الیشور الیشور کہتے ہیں لیکن اس کو ثابت کسطرح کرتے ہیں"۔

جواب سوامی جی "سب پرتیکش وغیرہ پرمانوں (ثبوتوں) سے"

سوال معترض۔ الیشور کی ذات میں پرتیکش وغیرہ ثبوت کبھی کام نہیں دے سکتے۔

جواب سوامی جی "(یہ گوتم رشی کے نیائے درشن مصنفہ ہے) گوتم کا ہے) (رکیت سوامی جی لکھتے) کان۔ جلد۔ آنکھ۔ زبان۔ ناک اور من (چہار ادراک) کا تعلق آواز لمس۔ صورت۔ ذائقہ۔ بو۔ سکھ۔ دکھ۔ سچ جھوٹ وغیرہ خصوصیات سے ہے جو علم ہوتا ہے۔ اس کو پرتیکش کہتے ہیں۔ لیکن وہ شکوک سے خالی ہو۔ نیائے درشن ۱-۴)"

اے ویدک دھرمی حضرات دیکھئے اور خوب غور سے دیکھئے انصاف سے کہنا کہ سوامی جی کے کلام میں سقدر عظیم الشان تناقض موجود ہیں اوپر تو فرما گئے کہ الیشور کی ہستی ثابت کرنے میں پرتیکش (جس کی تشریح سوامی جی نے محولہ بالا عبارت میں خود ہی کردی) عائد نہیں ہوسکتا۔ مگر اس قول کے عین ضد معترض کے جواب میں فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہستی پرتیکش وغیرہ پرمانوں سے ہوتی ہے۔ دل چاہتا ہے کہ اسوقت اس مضمون پر روشنی ڈالی جاوے تا اسکی اصلیت کما حقہ معلوم ہوجائے۔ مگر ایسا کرنے سے خلط مبحث کا اندیشہ ہے۔ اسواسطے دوسری طرف رُخ کرنا اسوقت صحیح نہیں

گانا سننا اور سیکھنا چاہیئے

(۱۳) "گاندھرو وید جسکو علم موسیقی کہتے ہیں۔ اس میں سُر۔ راگ۔ راگنی سم تال۔ گرام تال۔ سارنگھانا ناچنا اور گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہیئے لیکن سب سے مقدم سام وید کو باجہ اور ساز کے ساتھ گانا سیکھنا چاہیئے" ستیارتھ پرکاش ایڈیشن چہارم صفحہ ۹۲ (چہ خوش مہاراج) اسجگہ سوامی جی نے ناچنے گانے اور راگ راگنی۔ سم تال گرام وغیرہ کو مستحسن فعل قرار

واجب بلکہ ضروری قرار دیا ہے اسی بنیاد پر جگہ دی۔ ہم اسجگہ اس ارشاد کے صحیح یا غلط ہونے کو پس انداز کرکے دیکھتے ہیں کہ آیا سوامی جی اس قول پر قائم بھی رہتے ہیں یا اور کوئی نیا شگوفہ کھلاتا ہے۔

گانا بجانا سیکھنا یا سننا سخت عیب ہے۔

"نفسانی لذتوں سے پیدا شدہ دس عیوب یعنی شکار کھیلنا۔ چوپڑ کھیلنا۔ جوا بازی ... بھنگ۔ افیون۔ شراب چرس وغیرہ کا استعمال گانا بجانا ناچنا یا ناچ کرانا سننا اور دیکھنا بے فائدہ ادھر اُدھر گھومتے رہنا یہ دس کام بہت برے عیب ہیں۔ بحوالہ منو سمرتی ستیارتھ صفحہ ۲۶۶"

اسجگہ سوامی جی نے زنا شراب جوا افیون چرس گانجہ وغیرہ کے برابر ہی گانے بجانے اور ناچنے کو قرار دیا ہے۔ (دیکھئے ملکا کے ساتھ ... دیکھئے کو ہی ان اقوال قبیح کے ساتھ ملا دیا ہے۔ کہاں ان افعال کو وید ہی ذرائض کے دستور پڑھایا جاتا تھا اور کہاں اب اس کا معیوب ہونا ایک معنی خیز بات ہے۔ جسکے سمجھنے یا حل کرنے کے لئے ہمارا دماغ قاصر ہے۔ اب اس منطق کو آریہ بھائی ہی سمجھ سکتے ہونگے ہاں اگر کوئی سمجھنے کی قدرت رکھتا ہو۔ تو براہ خدا ہمارے سمجھانے سے ہرگز اعراض یا بخل کو کام میں نہ لائے۔

بقیہ از صفحہ ۲ کالم ۳

ایسا ہی مرض کا بڑھانا مایکد ود کا نتیجہ ہے۔ جو دروازہ بند کریگا۔ اندھیرا ضرور کر دیگا۔ جو بدپرہیزی کریگا اس کا مرض بڑھیگا۔ الٰہی قانون نے تو ایسا کام کرنا ہوا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماچکا ہے کہ الا من تاب وآمن وعمل عملاً صالحاً فاولئک الذین یبدل اللہ سیاٰتھم حسنات۔ پس جو نہ توبہ کرے نہ ایمان لائے بلکہ جھوٹ بولے وہ اپنے مرض کے بڑھانے کا خود ذمہ وار ہے۔

اسکے بعد میر قاسم علی صاحب نے واقعات کے تحت حادثات کو سامنے اور تناسخ کی معقولی رنگ میں خوب تردید کی۔ اور بتایا کہ یہ عقیدہ دراصل اسباب کی تحریک کرتا ہے کہ دنیا کے قیام اور اسمیں سائش حاصل کرنے کے لئے گناہ کیا جاوے کیونکہ سب اشیاء تو پاپ کا نتیجہ ہیں پھر زناکاری کا بھی یہ عقیدہ معاون ہے۔ کیونکہ جس نے اپنے اعمال کی پاداش میں ولد الحرام بننا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب طابع و ملی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی کیلئے شائع ہوا)

دارالامان کی خبریں

۱۔ سیدنا فضل عمر حضرت خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب کی طبیعت تا حال ناساز ہی رہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ شفار کاملہ و صحت عاجلہ عطا فرماوے۔ اللھم آمین

۲۔ اس جمعہ کے خطبہ میں حضور نے اتفاق و اتحاد کی سخت تاکید کی۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں کے سبب جھگڑا کرنے اور اختلاف پیدا کرنے سے منع فرمایا۔

۳۔ جناب شیخ قاسم علی صاحب حسب الحکم غوث گڈہ جلسہ پر تشریف لے گئے۔

۴۔ دو تین روز خوب بارش ہوئی۔ کچھ اولے بھی پڑے جس سے سردی پھر تیز ہوگئی ہے۔

۵۔ پرسوں ہی دسیالکوٹ میں غیر مبائعین سے مباحثہ ہوا۔ جس میں کامیابی الحمدللہ ہمیں ہوئی۔

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر

(نمبر ۳)

جب سے قادیان میں مستقل ڈاکخانہ قائم ہوا ہے۔ تب سے کئی سب پوسٹ ماسٹر اس ڈاکخانہ میں آئے لیکن جو شکایات موجودہ سب پوسٹ ماسٹر نے پیدا کر دی ہیں کبھی آج تک اس قسم کی شکایات احمدیہ پبلک کو ڈاکخانہ والوں کے متعلق نہیں ہوئیں۔ موجودہ سب پوسٹ ماسٹر سے پہلے بابو عبدالمجید سب پوسٹ ماسٹر تھا جس نے اپنے فرائض متعلق ڈاکخانہ کے بارے میں ذرا کسی قسم کی شکایت کا موقعہ نہیں دیا۔ قادیان کی احمدیہ پبلک شکایتوں کے کرنے میں بہت احتیاط کرتی ہے وہ ہرگز نہیں چاہتی کہ حکام کو اپنی ذرا ذرا سی تکالیف پر اطلاع دیکر زحمت میں ڈالے۔ قادیان کی احمدیہ پبلک حتی الوسع جب تک ممکن ہو سکے ہی اپنی شکایت کا اظہار کرکے اسکی توجہ حقیقت شکایات کے اندفاع کے لئے مبذول کرالیتی ہے۔ حکام بالا تک یہ اسی وقت ہو پہنچتی ہے۔ جبکہ آب از سر گذشت والا معاملہ پیش آجاوے۔ اور سب پوسٹ ماسٹر قادیان ان کی شکایت کو کینہ یا دشمنی پر محمول کرکے اور بھی زیادہ سختی کا برتاؤ کرنے لگے۔ بابو عبدالمجید سابق سب پوسٹ ماسٹر قادیان نے اپنے عہدہ و فرائض سے تجاوز کرکے قادیان میں احمدیہ پبلک کے مخالفین کو دن رات ابھارنا شروع کردیا۔ اور مذہبی حیثیت سے ان کی پیشوائی اختیار کرکے ان غیر احمدی اشخاص کو جو قادیان میں احمدیہ پبلک کے ممنون احسان اور خاندان حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ کے مرہون منت تھے سلسلہ احمدیہ کی مخالفت پر کھڑا کردیا۔ اور ان کی سخت عناد و نفرت کا بیج بو کر دو فریقوں میں دشمنی کی بنیاد ڈالدی۔ علاوہ اس پر ستزاد یہ کیا کہ اپنی سرکاری قوت و وجاہت و حاکمانہ کام لے کر احمدیوں کے خلاف ایک ایسا جوش پیدا کیا کہ [illegible] نظیر قادیان میں ابتدائے دعوت [illegible]

سے لگا تک نہیں ہوتی۔ اور اس جلسے کے اخراجات کے واسطے پوری تن دہی سے چندہ کرنے کا کام خود اپنے ذمہ لیا۔ اور انہوں نے بہت سے سخت مخالف مولویوں کو جن کا شیوہ ہمیشہ ہی مرزا صاحب کو گالیاں دینا اور توہین و تحقیر کرنا رہا ہے۔ بلا کر قادیان میں گالیاں دلوائیں اگر احمدیہ پبلک قادیان مرزا صاحب علیہ السلام کی تعلیم اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ الصمد کی مطیع احکام و فرمانبردار اور حقیقی اسلام کی پیرو اور گورنمنٹ برطانیہ کی وفادار اور امن پسند رعایا نہ ہوتی تو ضرور تھا کہ بابو عبد المجید کی اس کارروائی سے جو اس نے بانی سلسلہ احمدیہ کے مرکز میں اس کے اشد دشمنوں کو بلوا کر گالیاں دلوائیں۔ مشتعل ہو کر اور اپنے پیشوا اور امام (جس کو کہ وہ مسیح موعود اور نبی اللہ مانتی ہے) کی اپنے کانوں توہین سنکر کبھی پسند نہ کرتی کہ خاموش رہے۔ ضرور ایک فساد عظیم ہو جاتا۔ کیونکہ انسان کا طبعی خاصہ ہے۔ کہ جب اسکے مذہب اور پیشوا کو علانیہ برا کہا جاوے۔ اور گالیاں دیجائیں۔ اور اسپر تمسخر اور ٹھٹھہ اوڑایا جاوے۔ تو وہ برداشت نہیں کرتا۔ اور اشتعال پا کر وہ کسی قانون کو بھی یاد نہیں رکھتا وہ ایسی حالتمیں مجبور اور معذور ہوتا ہے۔ اسی مصلحت اندیشی سے ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح نے اپنی تمام جماعت کو حکم دے دیا کہ اس جلسہ توہین میں ہرگز کوئی نہ جائے تا کہیں ایسا نہ ہو کہ گالیاں اور توہین سنکر کسی کو جوش آجاوے اور فساد اور نقض امن ہو جائے۔ صرف چار آدمیوں کو بالکل چپ چاپ کر سننے اور اعتراضات کے نوٹ لینے کے واسطے جانے کی اجازت دی تا کہ وہ ان اعتراضات کو معلوم کرائیں۔ اور پھر ان کا جواب اپنی مجلس میں جلد کر دیا جا کر لوگوں کی غلط فہمی کو دور کر دیا جائے۔ بابو عبد المجید سابق سب پوسٹماسٹر کی یہ کارروائی قانوناً اور اخلاقاً سخت [illegible] جس کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مذہبی حیثیت سے بابو [illegible] احمدیوں کا مد مقابل بننا چاہتا تھا اور بن گیا [illegible] احمدیہ پبلک [illegible] اور نہ چاہا کہ [illegible] سب پوسٹماسٹر کے عہدہ پر [illegible]

جنکو احمدیوں سے اسقدر مذہبی دشمنی پیدا ہو جائے۔ کہ وہ ان کے خلاف گویوں کا جلسہ کرائے بغیر چین نہ پائے اس لئے اسکے متعلق مجبوراً حکام کو بوجوہات بالا۔ کسی سرکاری فرائض میں کوتاہی وغیرہ کی بناء پر توجہ دلائی گئی۔ اور اسمیں شک نہیں کہ بابو عبد المجید کو اب احمدیوں سے اسقدر عناد ذاتی ہو گیا ہے کہ جسکے واسطے وہ باوجود یہاں سے رخصت پر چلے جانے کے بار بار قادیان میں آکر غیر احمدیان قادیان اور ملازمان ڈاکخانہ کو ہمارے خلاف اکساتا رہا ہے۔ اور اسپر بھی بس نہیں کرتا۔ بلکہ اپنی ناراضگی اور عداوت سے مجبور ہو کر یہاں تک ترقی کر گیا ہے۔ کہ ایک فوجداری مقدمہ جو گورداسپور حاکم فاروق کے کسی مضمون پر ولایت علی نامی شخص سے عدالت میں دائر کرا دیا۔ اور اس مقدمہ کے واسطے اپنے ایام رخصت میں بیرو جات میں دورہ کر کے چندہ وصول کر رہا ہے اور لوگوں کو اشتعال دلا دلا کر احمدیوں کے خلاف اکسا رہا ہے ان حالات کے ہوتے ہوئے عبد المجید اگر قادیان کے ڈاکخانہ میں رکھا جاوے یا رہے تو احمدیہ پبلک کو ضرور اعلیٰ حکام تک زیادہ پریشانی پڑیگی۔ کیونکہ وہ شخص جو مذہبی پہلو سے احمدیوں کا جانی دشمن بنگیا ہو۔ احمدی ہرگز گوارا نہیں کرینگے۔ کہ اسکے ہاتھ میں ہماری ڈاک ہو۔ جبکہ احمدیوں کی ہی تمام ڈاک قادیان سے آتی اور جاتی ہے۔ دوسروں کی ڈاک پانچ فی صدی بھی نہیں لیکن ہم کو پوری امید ہے کہ حکام و افسران ڈاکخانہ احمدیہ پبلک کے جذبات کا پورا پورا خیال رکھینگے اور ہماری ڈاک کو ایسے شخصوں کے ہاتھوں میں نہ دینگے جو احمدیوں سے بلاوجہ ذاتی عداوت پیدا کر چکے ہوں اور احمدی ان پر مطمئن نہوں۔ موجودہ سب پوسٹماسٹر بابو نبی بخش کے متعلق جو شکایات کثیر احمدیہ پبلک قادیان کو ہو رہی ہیں ان کا سلسلہ اسی بابو عبد المجید صاحب سے ملتا ہے۔ جسکی اندرونی عداوت نے بابو نبی بخش اور دیگر ہر دو کلرک صاحبان ڈاکخانہ قادیان کو احمدیوں کا مخالف بنا دیا ہے جس کا مفصل ذکر انشاء اللہ اگلے پرچہ میں ہوگا۔

قاضی ظل سبق صاحب

قاضی ظل سبق صاحب پچھتر برس سے بڑا ہونے کے داڑھی صاحب

کے اسرار و خفایا گھر سے معلوم ہوں ان کو معلوم تھا کہ دفینہ کہاں ہے۔ اس کا پتہ دیا تو ہمارے مہربان ظل سبق صاحب کی جان میں جان آئی۔ قرضہ کچھ معاف کرایا گیا کچھ ادا ہوا۔ اور باقی سے آپنے کٹڑہ میں ایک دکان کر لی۔ اور اب قاضی ظل سبق صاحب پر اس جلسہ کا تقاضا ہونے لگا۔ جس کا انہوں نے وعدہ کیا تھا کہ میں قصیدہ اعجازیہ مرزائیہ پر اعتراضات کروں گا وہ جلسہ ہوا۔ اور اسمیں قاضی صاحب نے دہرائے جو اپنے یوم الوصال کو گھر کی چار دیواری میں سلیقے تھے۔ جب تقریر فرمانے لگے تو آپکی تقریر لوگوں کی سمجھ میں نہ آئی۔ ان کی وجہ یہ تھی کہ آپنے بمبئی سے مصنوعی دانت لگوائے تھے۔ جنکی ابھی عادت نہ ہوئی تھی۔ وہ خیر سے گھر بھول آئے۔ اور ہاتھوں سے منہ کو ٹٹولا تو دانت ندارد تھے۔ جھٹ سے اپنے بھتیجے ننھے میاں کو آواز دی کہ میرے پلنگ کے سرہانے ایک ڈبیہ رکھی ہے۔ وہ اٹھا لاؤ۔ بچہ بھاگ گیا اور سرہانے سے نسوار کی ڈبیہ اٹھا لایا۔ آپ بہت خفا ہوئے۔ اور کہا کہ او نالائق دوسری ڈبیہ لا۔ جو تکیہ کے نیچے رکھی ہے۔ پھر اس ڈبیہ کو لایا تو آپنے دانت نکال کر منہ میں لگائے۔ اور تقریر شروع کی۔

تقریر ختم ہونے پر آپنے قاضی ظل سبق صاحب کی طرف اشارہ فرمایا کہ اب یہ کچھ بیان کرینگے۔ مگر انہوں نے "سعال" (کھانسی) کا عذر کیا۔ سعال کا لفظ ابھی منہ سے نکلا ہی تھا کہ ان کے عزیز بھائی ظل سبق صاحب نے برفانی لیمونیڈ پیش کر دیا جسے آپنے جھٹ پی لیا اور یاد نہ رہا کہ میں ابھی کہہ چکا ہوں کہ مجھے کھانسی ہے۔ اسپر ایک فرمائشی قہقہہ پڑا۔ کہ کھانسی کا علاج لیمونیڈ خاندان رطل یوتیہ کی خاص ایجاد ہے۔ اس خفت کے مٹانے کے لئے قاضی ظل سبق صاحب نے باآواز بلند اعلان کیا کہ قصیدہ مرزائیہ پر اعتراضات ظل سبقیہ کا جواب اگر کسی سے ہو سکتا ہے تو ابھی دے ہم اسے وقت دیتے ہیں یہ فقرہ اس تعلی کی بناء پر کہا گیا تھا۔ کہ وہاں کوئی مجیب نہیں ہے لیکن حسن اتفاق سے ہمارے محترم مولوی فتح اللہ صاحب موجود تھے۔ وہ جھٹ کھڑے ہو گئے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اخبار فاروق قادیان

دارالامان ۔ یوم پنجشنبہ ۔ ۲۸ مارچ ۱۹۱۸ء

دبدبہ خسروئیم شد بلند
زلزلہ در گور نظامی فگند
(الہام مسیح موعود)

جلسہ سالانہ پر اس بات کا بہت چرچا تہا کہ خواجہ حسن نظامی ہمارے سید فضل عمر سے مباہلہ کرینگے لیکن ۲۸ دسمبر کے خطیب کا مضمون سنکر سب پکار اُٹھے کہ نظامی در گور ہُوا ۔ جتنے جوش سے اُٹھا تھا ۔ اتنی ہی ذلت سے بیٹھ گیا بلکہ لیٹ گیا ۔ اب آئندہ نہیں کہہ سکتے ہاں کچھ حرکات مذبوحی کرے تو کرے ۔ خاکہ یہی ہُوا ۔ اسکے پے در پے مضامین نے جن میں اسے مباہلہ کے لیے للکارا گیا تھا ۔ اسکی گور میں وہ زلزل ڈالا ۔ کہ تمام سرزمین متصوفین شمال سے جنوب تک ہل گئی ۔ اور ضرور تہا کہ ایسا ہو ۔ کیونکہ الٰہی سلسلہ کا مقابلہ آسان نہیں ۔ بلعم باعور کو اپنے تقدس پر بہت ناز تہا ۔ لوگ بہی مانتے تھے ۔ مگر موسیٰ کے مقابل پر سب کچھ تباہ ہُوا ۔ مسیح موعود کے الہامات میں بہی ہے ۔ ایک موسیٰ ہے میں اُسے ظاہر کردوں گا ۔ کوئی فرعون صفت جو مخلوق ہو کر اپنے آپ کو خدا سمجہتا ہو اسکے مقابلہ پر نہیں ٹھہر سکتا ۔ اللہ اکبر کسقدر رعائتیں دی گئیں کہ میں (فضل عمر) تو ایک ہزار مباہلین ساتھ لاؤنگا نقد ضمانت کی بجائے ہنڈی دلا دو (جو صرف اس صورت میں واجب الادا ہوگی ۔ جبکہ منصف فیصلہ دے کہ آپ نے دیدہ دانستہ لاہور آنے سے گریز کیا) اور مباہلہ کر لو ۔ مگر ؎

چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
کہ ناید کس بمیدانِ مقابل

حسن نظامی نے پہلے تو یہ شرط بڑھائی کہ مجھے سربرآوردگان جماعت احمدیہ لکھدیں ۔ کہ اگر مباہلہ کا اثر فضل عمر اور اسکے رفقا پر ہُوا تو وہ سلسلہ احمدیہ سے تائب ہو جائینگے ۔ یہ شرط بھی تسلیم کرلی گئی ۔ اسپر ایک اور شرط پیش کر دی ۔ کہ ۲۰ ہزار مریدکے اس معاہدہ پر دستخط کرا کے دکھاؤ ۔ کوئی ضرورت نہ تہی ۔ مگر اتمام حجت کے لئے یہ شرط بہی مان لی گئی ۔ بلکہ یہ بھی لکھدیا گیا کہ ہم تیں ہزار روپیہ پیشگی جمع کراتے ہیں آپ بھی بیس ہزار کے نام پیش کریں ۔ پھر ہم کریں تو تین ہزار روپیہ آپ لے لیں ۔ مگر صدائے نہ برخاست ۔ ایک مہینہ گذرتا ہے ۔ کوئی جواب نہیں ملا ۔ لیکن کیا حسن نظامی سمجھتا ہے ۔ کہ اس خاموشی سے اس کا پیچھا چُھٹ جائیگا ہرگز نہیں ۔ یہی تو اور زلزل اس کی گور میں پڑنے والا ہے ۔ اور اسکے دم واپسین تک اسے یاد دہانی کرائی جائے گی ۔ کہ وہ جو اجمیر میں ایک گھنٹے کے اندر اندر جان لینے کا مدعی تہا ۔ اسے کیا ہو گیا ۔ کہ اے حبیب سادہ دلی ... خستہ اند کہ گوئی مردہ اند ۔ حلقہ مسلخ والو ۔ اگر کچھ غیرت ہے ۔ اپنے قول کا پاس ہے ۔ تو اُٹھو ۔ صوفیا کی لاج رکھہ لو ۔ اور مباہلہ کرلو ۔ اگر چار سو آدمی ساتھ نہیں لا سکتے ۔ تو چلو تم مع اہل و عیال اکیلے آجاؤ ۔ قادیان میں مباہلہ کرلو ۔ سب خرچ ملیگا ۔ حفاظت اور آسائش بہی ہمارے ذمے ۔

اسمہ احمد کی پیشگوئی اور امروہوی کی بدگوئی

نہیں سمجھ سکتا کہ اس بڈھے کو کیا ہو گیا ۔ عجیب بے تکی اور بے ہنگم باتیں کرتا ہے ۔ اور پیغام والا اسے مزید ذلیل کرنے کے لئے اس کی حمایت کا دم بھرتا ہے اسمہ احمد پر پھر زبان اعتراض کھولی ۔ لکھا ہے ۔ کہ اگر حضرت عیسیٰ اپنی آمد ثانی بتلاتے ۔ تو عبارت یوں چاہیئے تہی انی رسول اللہ الیکم مبشراً بانی ارجع واٰتی من بعد رفعی رسولاً الی کافۃ الناس ویومئذ یصیلی اسمی احمد ۔ میں کہتا ہوں اگر قرآن مجید اس طور پر غلط اور مخدوش اور خلاف محاورہ عبارت میں ہوتا تو اسے کلام معجز نظام نہ مانا جاتا ۔ اور نہ کوئی ایمان بالغیب کا ثواب

پاتا ۔ بندۂ خدا ۔ اگر عیسیٰ کی زبان سے یہ بتایا جاتا کہ میں خود آنے والا ہوں تو تمہارے جیسے عقل کے پتلے علول اور تناسخ کے قائل ہو جاتے ۔ حالانکہ مطلب صرف یہ تہا اسکی رُوح اور قوت میں ایک غیر شخص آنے والا تہا ۔ اس لئے ضروری تہا کہ پیشگوئی انہی الفاظ میں ہو و مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد عیسیٰ کی آمد اول صرف بنی اسرائیل کے لیے تہی ۔ اور آمد ثانی کافۃ للناس پس رسول ہی کہنا چاہیئے تھا تاکہ تنکیر اور تنوین عظمت پر دال ہو اور پھر چونکہ وہ آنے والا ... نہ تھا ۔ بلکہ ... کا بروز اسلئے احمد نام بتایا جسنے یہ سمجھایا ۔ کہ میں ہی بذاتہ آنیوالا نہیں ۔ بلکہ جو میری خو بو پر آئے گا ۔ اس کا نام احمد ہوگا ۔ ہاں عیسیٰ اور احمد معناً ۔ جمالی لحاظ سے ایک ہیں ۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے ازالہ اوہام میں لکھا ہے اسلئے یہ بھی بتا دیا ۔ کہ دراصل میری ہی روحانیت ... ہے اور یہ بھی سمجھا دیا کہ میں بنفسہ و بجسدہ نہ ہوں گا ۔ کیونکہ نہ مُردے دوبارہ زندہ ہو سکتے ہیں نہ ہی تناسخ کا عقیدہ صحیح ہے ۔ یہ نکتہ ... اور اعتراض کر دیا ۔

مسیح کا بے باپ ہونا ہمارے عقائد میں داخل ہے

مولوی محمد علی صاحب یوں پیغام صلح ... میں ... ہیں ۔ مگر مرحوم عیسیٰ کے عقا... سے ایسے متاثر ہوئے ۔ کہ اب کھلے کھلے الفاظ میں حضرت مسیح موعود الحکم العادل کے خلاف مسیح کے بے باپ ہونے کے قائل نہیں رہے بلکہ اعلان کرتے ہیں کہ مسیح کا باپ تھا اور ضرور تھا ۔ انگریزی ترجمہ قرآن میں تو جو کچھ لکھا تہا ۔ لکھا ہی تہا ۔ اب آپ کا ایک خط چھپا ہے ۔ جس میں دو باتیں آپ نے لکھی ہیں ۔ اول یہ کہ میں اس مسئلہ کو اسقدر اہمیت نہیں دیتا کہ اسپر عقیدہ کا لفظ لانے کی ضرورت ہو ۔ دوم یہ کہ قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے یہ ثبوت نہیں ملتا کہ حضرت مسیح بے باپ تھے ۔

امر اول کی نسبت عرض ہے کہ آپ اہمیت نہ دیں آپ کا اختیار ہے ۔ مگر خدا کے ...

استقلال ثابت دی ہے کہ اپنے عقائد سے مجھیں چنانچہ آپ زیر عنوان "خذکر نبذ من عقائدنا" لکھتے ہیں:-

ومن عقائدنا ان عیسے و یحیی قد ولدا علی طریق خرق العادۃ ولا استبعاد فی ہذہ الولادۃ × × × × واستدء من یحیی وختم علی ابن مریم لینقل امر خرق العادت من اصغر الی اعظم × × × واراد ان یسلب من جریؤ منتہم نعمۃ النبوۃ × × × فاول ما فعل لہذہ الارادۃ ہو خلق عیسے من غیر اب بالقدرۃ المجردۃ۔

(اور ہمارے عقائد میں سے یہ بات ہے کہ عیسیٰ اور یحییٰ خرق عادت کے طور پر پیدا کئے گئے۔ اور یہ ولادت بعید از عقل نہیں۔ خدا نے چاہا کہ یہود سے نبوت کی نعمت چھین لے۔ اس نے قدرت مجردہ کے ساتھ عیسیٰ کو بغیر باپ کے پیدا کیا۔ دیکھئے صاحبان! مولوی محمد علی صاحب احمدی ہونے کے مدعی ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس پر لفظ عقیدہ بولنا ہی بے سود ہے۔ اور حضرۃ مسیح موعود اس پر ایک اہم امر کی بنیاد رکھ رہے ہیں جس پر گویا تمام جہان کے ایمان کا دارومدار ہے۔ چنانچہ فرمایا

والحاصل ان اللہ سلب من الیہود بعد عیسیٰ نعمۃ النبوۃ فلا ترجع الیہم ابداً فی زمان خیر البریہ وکون عیسیٰ من غیر اب وملا ولد دلیل علی ما مر بالدلالۃ القاطعۃ۔

امر دوم کی نسبت حضور (مسیح موعود) فرماتے ہیں

وعجبت کل العجب من الذین لا یفکرون فی ہذہ الآیات التی ہی لنبوۃ نبینا کالعلامات ویقولون ان عیسیٰ تولد من نطفۃ یوسف ابیہ ولا یفہمون الحقیقۃ من الجہلات × × × × فالامر محصور فی احتمالین عند ذوی العینین اما ان یقال ان عیسیٰ خلق من کلمۃ اللہ الصمد او یقال ونعوذ باللہ من انہ من الحرام ولا نجد سبیلا الی حمل مریم من نکاح × × وہذا امر کتبنا من شہادۃ القرآن والانجیل فلا تترکوا سبیل الحق والفلاح - یعنے بہت تعجب ہے۔ جو ان آیات میں جو ہمارے نبی کی نبوت کے لئے علامات ہیں (یعنی مسیح کا بے باپ ہونا) فکر نہیں کرتے۔ اور کہتے ہیں کہ عیسے علیہ السلام یوسف کے نطفے سے تھے۔ ایسے لوگ جہالت سے حقیقت نہیں سمجھتے۔ اس معاملہ میں دو ہی احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ عیسے حکم خداوندی سے (بے باپ) پیدا ہوئے یا نعوذ باللہ اور ہم اس امر کا کوئی ثبوت نہیں پاتے۔ کہ حمل مریم نکاح سے تھا (پس مجرد قدرت سے بے باپ پیدا ہونا ماننا پڑے گا) اور یہ وہ امر ہے جسے ہم شہادت قرآن اور انجیل سے لکھتے ہیں۔ پس تم حق اور فلاح کی راہ نہ چھوڑو۔ عبارت مذکورہ بالا پر غور فرمائیے کہ:-

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ مسیح کا بے باپ پیدا ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ جس کا یہ اعتقاد ہے۔ ان پر حضور تعجب فرماتے ہیں۔ ان کو نام جاہل رکھتے ہیں اور یہ کہ ایسے لوگ نبی کریم کی نبوت کے علامات پر حملہ کرتے ہیں۔ پھر بغیر اسکے کوئی سبیل ہی نہیں کہ مسیح کے بے باپ ہونے پر ایمان لایا جائے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ واما نحن فنؤمن بکمال قدرۃ اللہ الاعلیٰ۔ مگر مولوی محمد علی صاحب اسکے خلاف کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں اسکا ثبوت ہی کوئی نہیں۔ بلکہ ایسا کہنا قرآن کریم کے بیان کردہ صریح قانون کے خلاف ہے۔ اب ہمارے لئے کونسی راہ امن کی ہے۔ اس کی مانیں جسے خدا نے اپنا مسیح بنایا اسے امت محمدیہ کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ الحکم والعادل نام رکھا یا اسکی جو بظاہر اس کے مرید و معتقد ہونے کا مدعی ہے مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ کہ اسلام پر اس پہلو سے ایک خطرناک حملہ ہو رہا ہے۔ کیونکہ عیسائی مسیح کے بے باپ ہونے کو حضرت نبی کریم پر فضیلت کی دلیل بتاتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ جو کاسر الصلیب کے نام سے آیا۔ اور اسلام پر تمام خطرناک حملوں کا دفاع کرنے۔ اس نے باوجود ان اعتراضات کے اپنا یہی ایمان بتایا کہ مسیح بے باپ کے پیدا ہوا۔ اور ایک شخص اٹھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ بغیر اس عقیدہ کے اسلام سے خطرناک حملے کا دفاع ہی نہیں ہو سکتا۔ چند روز کو یہ نا اہل یہ کہنے لگیں کہ اصلی مسیحیت کا سزاوار محمد علی تھا۔ جبرئیل نعوذ باللہ غلطی سے مرزا غلام احمد پر نازل ہو گیا۔ آثار تو کچھ ایسے ہی ہیں۔ ان سے بعید نہیں۔ کہ وہ ایسا کہدیں۔ خدا ہی ہے جو ان کو ہدایت دے۔

تبلیغ رسالت جلد اوّل

خدائے عزوجل کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جسکے فضل و کرم سے مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلد اول پوری لکھی جا چکی اور چند صفحہ تک تصحیح بھی ہو گئی ہے۔ مگر قادیان میں چھپائی کا عمدہ انتظام نہ ہونے کی وجہ سے۔ السا ایڈیٹر فاروق باقاعدہ کاپیوں کو امرتسر چھپوانے لیجا رہا ہے جہاں انشاء اللہ بہت جلد چھپ جائیگی۔ خریداران و شائقین کتاب فوراً اپنی درخواستہائے خریداری دفتر فاروق میں بھیجیں جلد اوّل ۱۶۰ صفحہ کی ہے جسکی قیمت صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک مقرر ہوئی ہے۔

ضروری اطلاع

یہ پرچہ اُن احباب کے نام جن کا چندہ سہ ماہی اوّل ۱۹۱۸ء کا وصول نہیں ہوا۔ اور نیز جنکا چندہ وصول شدہ سہ ماہی اول کا ختم ہو چکا۔ آئندہ سہ ماہی کیواسطے ایک ایک روپیہ کا وی پی کرکے ارسال کرنا تھا جیسا کہ گذشتہ پرچہ میں اطلاع دی گئی تھی لیکن بوجہ خاکسار ایڈیٹر فاروق کے ایک احمدیہ جلسہ پر بمقام غوث گڈھ جانے کے وی پی نہیں ہو سکا۔ اگلا پرچہ ۴ اپریل ۱۹۱۸ء کا انشاء اللہ وی پی کیا جائیگا احباب براہ اخوۃ و ہمدردی اسکی وصولی کے لئے تیار رہیں۔ بلا وجہ وجود دوبارہ اطلاع کے واپس کرکے نقصان نہ دیں۔ (ایڈیٹر)

تلاوت القرآن
فی
رمضان

(نوشتہ اکمل)

چودھواں رکوع ۱۴

۶۶۵ ۔ من نفس واحدۃ ۔ آیت ایسے ۔ (ب) فتعلی اللہ عما یشرکون ۔ یہ طور عیسے اسات کالاً یہ آدم کا ذکر نہیں ۔ (ج) صالحًا ۔ درست گذار ۔

۶۶۶ ۔ ام لھم اذان یسمعون بھا ۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ مردے خود نہیں سنتے ۔ ہاں اللہ چاہے تو جو آوازیں چاہتا ہے ۔ ان تک پہونچا دیتا ہے ۔ (خواہ وہ جوتی کی آہٹ ہی کیوں نہ ہو) یہ نہیں کہتے کہ جیسے زندہ آدمی براہ راست سن لیتا ہے ۔ اس طرح ملکہ اور دیتا ہے ۔ ایک دفعہ بدر میں مضمون نکلا کہ مردے سنتے ہیں ۔ اسپر ہمارے قاضی صاحب (اکمل) نے ایک مضمون لکھا ۔ حضرت مولوی صاحب نے مجھے بھیجا کہ حضرت مسیح موعود سے پوچھاؤ آپنے فرمایا ۔ مردے سنتے تو ہیں ۔ مگر اس طرح نہیں جیسے زندہ ۔ بلکہ جو آواز خدا چاہے ۔ ان تک پہونچا دیتا ہے ۔

۶۶۷ ۔ نزغ ۔ طعنہ دے ۔ جوش دلائے تو خدا سے پناہ مانگو ۔ اسی سے مدد چاہو ۔

۶۶۸ ۔ طائف من الشیطن ۔ شیطان کیطرف سے کوئی غصہ کی بات ۔

۶۶۹ ۔ فاذاھم مبصرون ۔ جب کہ نے سے اور تسبیح و تحمید سے دماغ تیز ہو جاتا ہے ۔ اور دلائل سوجھنے لگتے ہیں ۔ غصہ میں آنے سے عقل ماری جاتی ہے مبلغ یاد رکھیں بعض ہوشیار مباحث غصہ میں لاکر ہوش ملا دینا چاہتے ہیں ۔ مبلغ کو غصہ وجوش سے جامہ نہیں آنا چاہیئے ۔ بلکہ کوئی ایسی بات ہو تو ٹال جائے ۔

۶۷۰ ۔ فاستمعوا لہ ۔ جب تک خدا کا کلام سنو گے نہیں سمجھو گے کیا ؟

۴ بجکر ۵ منٹ ۔

سورۂ اعراف ختم ہوئی

۱۸ ۔ جولائی سنہ ۱۹۱۷ء

([illegible])

پندرھواں رکوع ۱۵

۶۷۱ ۔ الانفال ۔ اخراجات سے زائد مال جو آجاوے جو چاہے بغیر محنت کے آئے یا محنت سے ۔ خواہ خرچ پڑ کر آئے یا کم آئے ۔ وہ غنیمت کہلاتا ہے ۔

(ب) یسئلونک مضارع مستقبل میں پیشگوئی ہے ۔ کہ مسلمانوں پر ایک ایسی ترقی کا زمانہ آنے والا ہے ۔ کہ انہیں انفال مال آئے ۔ اور وہ انکی تقسیم کی نسبت اللہ کا حکم دریافت کرینگے ۔

۶۷۲ ۔ اصلحوا ذات بینکم ۔ مال جب آتے ہیں تو اسکے ساتھ فتن اور جھگڑے ہوتے ہیں ۔ اسلئے یہ ارشاد فرمایا ۔

۶۷۳ ۔ کما ۔ اذ (ب) واؤ قسم کے معنوں میں بھی آتا ہے ۔ (ج) لھم درجت ۔ جیسے یہ بات ہے ایسے ہی یہ ۔

۶۷۴ ۔ لکرھون ۔ مسلمان ناپسند کرتے تھے کہ تلوار اٹھائیں ۔ کیونکہ وہ نرمی چاہتے تھے ۔ وہ ان مصلحتوں سے ناواقف تھے ۔ جو اس میں نہاں تھیں انکی رائے تھی کہ خدا تعالے خود ان کو ہلاک کر دیگا ۔

۶۷۵ ۔ یجادلونک ۔ کافر لوگ نہ کہ مومن ۔

۶۷۶ ۔ بالف من الملئکۃ ۔ فرشتوں کی مدد یہی ہے کہ وہ ہر مومن کے دل کو مضبوط کرتے ہیں کہ بڑھے چلو ورنہ یوں تو ایک فرشتہ ہی عذاب کا کافی ہوتا ہے ۔ کافروں کو نظر بھی آگئے جس سے رعب میں آگئے ۔ دیکھو آیت ۔ فثبتوا الذین امنوا ۔

سولھواں رکوع

۶۷۷ ۔ لیطھرکم بہ ۔ مفسرین نے حکایت بیان کی ہے ۔ کہ صحابہ کو احتلام ہو گیا ۔ اور بارش کا پانی نہانے کے کام آیا ۔ حالانکہ تاریخی طور سے تا چشمہ پر قبضہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا تھا ۔ بارش کی نہانے کے لئے ضرورت نہ تھی ۔ رجز ۔ غالباً دھوکہ لگا ہے ۔ کہ سب کو احتلام ہو گیا ۔

اصل بات یہ ہے کہ میدان نیچے تھا ۔ اور بھی صحابہ نے خیال کیا ۔ پاؤں کھب جاینگے ۔ کی ریت میں پانی پڑا ۔ تو پاؤں خوب جلنے لگے ۔ ۶۷۸ ۔ لیطھرکم بہ ۔ شام کو گھبراتے تھے ۔ صبح دیکھا سے وہ شکایت رفع ہو چکی (ب) شیطان کا دشمن کا حملہ دور کرے ۔ (ج) تمہارے دل جم جائیں ۔ (د) پاؤں جمے رہیں نہ کھبیں نہ پھسلیں

۶۷۹ ۔ فاضربوا ۔ یعنے ایک طرف مسلمان وہ زور کریں کہ وہ گردنیں کاٹتے چلے جائیں ۔ دوسری طرف سے ہاتھ شل ہو جائیں ۔ وہ کچھ کام نہ کر سکیں

۶۸۰ ۔ زحفاً ۔ بڑا لشکر ۔ ملیعہ کے لئے بنا اسے تو ٹوٹنا چاہیئے ۔

۶۸۱ ۔ ما رمیت ۔ مسلمانوں کی طرف سے کافر کی طرف تیز ہوا چل رہی تھی ۔ اسلئے مسلمانوں کو بہت

۱۵ ۔ ۵

سترھواں رکوع

(بعد از نماز عشاء)

۶۸۲ ۔ فتنۃ ۔ آزمایش کے لئے ہوتا ہے واخلاص کفر ونفاق کا پتہ لگتا ہے ۔

اٹھارھواں رکوع

۶۸۳ ۔ الا مکآء ۔ یہ مطلب نہیں کہ نماز نہ پڑھتے ۔ بلکہ یہ کہا کہ آج انکی حالت یہ ہو گئی ہے کعبہ کے پاس کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے ہیں ۔ کرتے ہیں ۔

نواں پارہ ختم ہوا

نامۂ صادق

انگلستان سے

نمبر ۳

(۱۸ جنوری ۱۹۱۸ء)

ڈاک ہندوستان اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم سے عاجز - برادرم قاضی صاحب عرب صاحب احمدی برادران سب خیریت ہیں۔ عاجز دست نویس ہے آج ۱۳ جنوری ۱۹۱۸ء کو ہندوستان کی ڈاک ملی عجیب راحت ہوئی۔ ہوا میں بہت خنکی نہ تھی۔ اور سورج نکلا ہوا تھا۔ عاجز ڈاک ہاتھ میں لیکر ایک پہاڑی پر چڑھ گیا وہیں خطوط پڑھے۔ اور سب احباب کیلئے دعائیں کیں۔ مسٹر احمد مالاباری اور مسٹر لائی سیلونی اور بعض دیگر دوست دریافت کرتے ہیں کہ ہمارا ماہوار رسالہ کب جاری ہو گا۔ یہاں کاغذ کی نہایت گرانی اور کمیابی ہے۔ اسواسطے ماہواری رسالے کا جاری ہونا سردست مشکل لیکن میںنے ارادہ کیا ہے کہ سردست متفرق رسالے وقتاً فوقتاً شائع ہوتے رہیں۔ جنمیں کچھ تبلیغ ہو۔ کچھ تبلیغی حالات ہوں۔ اسکے متعلق اہل الرائے اصحاب اپنے مشوروں سے مطلع فرماویں۔ برادر ابراہیم مالاباری کے خط سے انکی کامیابی کی خبر معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی۔ رسالہ مسیح یہاں کے نومسلم پڑھ کر خوش ہوتے ہیں۔

اس ڈاک میں جو خطوط آئے۔ وہ زیادہ تر ۲۴ نومبر اور اسکے قریب کی تاریخوں کے لکھے ہوئے ہیں۔ البتہ حامد حسین خان صاحب کا خط ۲۹ نومبر کا ہے (انکی اہلیہ کی صحت کے واسطے دعا کی ہے) یہ سب خط آج پہونچے۔ گویا قریباً ایک ماہ ۱۸ دن میں اسدفعہ ڈاک آئی ہے۔ برادر حامد حسین خانصاحب لکھتے ہیں "میرا جی چاہتا ہے کہ آپکے پاس ولایت ہوتا تو آپ کا کھانا ہی پکاتا" اس قسم کے مخلص سے لکھے ہوئے کئی خط آتے ہیں۔ الحمد للہ مسیح موعود نے کیا زندہ محبت کی روح اپنی قوم میں پھونکی ہے۔ اور ... ہیں۔ اللہ تعالےٰ انکی محبت اور اخلاص میں مزید ترقیات عطا فرماوے۔ قادیانی شاعر رونق بزم احباب قاسم علی خان صاحب عاجز کو مفتی صاحب یورپ کا نیا خطاب دیتے ہوئے جس پیکٹ کی روانگی کی اطلاع دیتے ہیں وہ پہونچ گیا۔ جزاکم اللہ الخیر۔ بھائی سیٹھ عبداللہ صاحب کے مفید اور کارآمد رسالوں کے پارسل پہونچ رہے ہیں کوئی گم نہیں ہوا۔ ترقی رکھیں۔ یہ رسائل تبلیغ کے کام میں بہت امداد دے رہے ہیں۔ گویا عبداللہ بھائی صاحب ہمارے ساتھ ولایت میں موجود ہیں۔ ایک لیڈی ان کا رسالہ پڑھ کر بہت قریب آگئی ہے۔ میںنے اسے کہا کہ تمہارے نام کا ترجمہ عربی میں سلام ہے۔ تب سے خطوں میں اپنا نام سلام لکھتی ہے۔ احباب دعا کریں۔ اللہ کریم اسے قبول اسلام کے واسطے انشراح صدر عطا فرماوے۔ آمین۔ سیٹھ عبداللہ بھائی کا وجود باوجود بھی حالت تائید کی برکات میں سے ایک برکت ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ کاش کہ نادان مخالف غور کریں کہ انکی روگردانی نے کونسا نقصان خلافت حقہ کو پہونچایا ہے

سب طاقتیں اللہ کی ہیں۔ وہ جس سے چاہتا ہے کام لیتا ہے برادر تسوب اللہ مرادآباد سے خوب لکھتے ہیں کہ آپ ہی سردی برداشت کرنے کے بظاہر ناقابل تھے۔ آپ سے ہی خدا نے تبلیغ ولایت کا کام لیا۔ مسکراتا اسی واسطے میں کہتا ہوں کہ یہاں جو کام ہو رہا ہے۔ وہ میرا نہیں۔ میرا اس میں کچھ نہیں سب محض للہ کا فضل ہے جسکی جاذب حضرت خلیفۃ المسیح اور احباب کی دعائیں ہیں۔ میرا وظیفہ تو یہی ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ احمدیت کی اشاعت نے خواجہ صاحب کو بہت جوش دلا رکھا ہے۔ غیراحمدیوں کو ہمارے برخلاف بھڑکاتے ہیں کسی کو کہتے ہیں یہ مشرک ہیں۔ کسی کو سناتے ہیں کہ یہ رومن کیتھولک ہیں۔ جو چاہیں سو کہہ لیں۔ ان کا تلملانا اور گھبرانا اور غیراحمدی اخباروں کے آگے ہاتھ جوڑنا کہ انکی رپورٹیں شائع نہ کرو۔ اور کچھ نہیں تو اتنی بات ضرور ثابت کرتا ہے کہ خواجہ صاحب کا یہ فرمانا کہ احمدیت انگلستان میں نہیں پھیل سکتی محض جھوٹ تھا۔ بھلا خدا جس کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اس کو کون مخفی کریگا۔ ایسے حاسدوں کے متعلق میرے مکرم دوست خان بہادر صاحب محمد حسین خان صاحب بٹ نے خوب لکھا ہے

میر اے حسود کہ این جنیں برنج است
کہ از مشقت او جز بمرگ نتوان رست

مسٹر احمد مالاباری مجھے بہت پیارے ہیں مگر ایسے موسم میں، نام بنام خطوط لکھنے بہت مشکل۔ ہاں دعائیں نام بنام کرتا ہوں۔ میرے لیکچر جو یہاں ہوئے وہ چھپے ہوئے نہیں بعض قلمی لکھے ہوئے۔ اور بعض زبانی۔ اتنا وقت کہاں کہ انکی نقلیں کر کے دوستوں کو روانہ کروں۔ برادر اختر علی صاحب کے واسطے دعا کرتا ہوں۔ اور انکی فتحیابی کی خبر سننے کا ہر وقت اللہ پاک کے رحم اور کرم کے دروازے سے امیدوار ہوں یہاں بھی ایک نومسلم دوست ایک ابتلا میں ہیں۔ احباب ان کی رہائی کے واسطے دست بدعا ہوں۔ برادر عبدالجلیل صاحب کی ارسال فرمودہ کتاب پہونچی : جزاہم اللہ خیرا

سردی یہاں سردی خوب ہے۔ ایکدن امپریچر ۲۳ درجہ تک نیچے ہو گیا۔ مگر اب پھر بیس بیس تک رہتا ہے۔ لنڈن اور شمالی انگلستان میں سے جو خبریں آرہی ہیں۔ وہ بہت زیادہ ہیں۔ ایک لیڈی ... سے لکھتی ہے کہ پانی کے نلکوں میں برف جم ... رہتے ہیں۔ اور مرمت کروائے نہیں ... ایک دن ٹمپریچر اٹھارہ درجہ ہو گیا تھا ... میں کبھی بائیس درجے سے کم ٹمپریچر نہیں ہوتا ایکدن سیر کے واسطے باہر تھا کہ اچانک ہوا میں سفید سفید ... لگے۔ میں حیران ہوا کہ یہ کیا ہے۔ مگر جلد سمجھ گیا کہ برف باری ہونے لگی ہے۔ میں جلدی سے مکان پر واپس آگیا۔ کھڑکی کے اندر سے اسکا نظارہ دیکھتا رہا۔ ریت کے باریک ذرات کی طرح برف اڑکر نیچے بیٹھنے لگی۔ اور زمین پر سفید ... لگا اور تھوڑی دیر میں سب سفید ہو گیا۔ عمر میں یہ ... بار ہے کہ میںنے برف گرتی اور زمین پر جمتی دیکھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جب جموں میں طبیب ... تھے۔ تو بہت چھوٹی عمر میں حضرت موصوف کے ہمراہ جموں سے کشمیر کیا گیا تھا۔ اسوقت مجھے حضرت موصوف رضی اللہ عنہ ترجمہ قرآن شریف پڑھایا کرتے تھے۔ اپریل کا مہینہ تھا جو ہم پیر پنجال (پہاڑ) پر سے گذرے۔ تو اسپر برف پڑی ہوئی دیکھی تھی۔ برف پر چند میل کی مسافت بھی طے کی تھی۔ بچپن کا عالم تھا۔ سردی کا کچھ خیال بھی اسوقت نہ تھا۔ اب تو برف کے نام سے بھی ڈر لگتا ہے۔

برادرم قاضی صاحب ... جو افراد اللہ کی محبت کے ...

لنڈن کی برف باری اور شدت سردی کے علاوہ آج کل وہاں کے ہوائی حملوں کے نیچے تو کلاً علے اللہ ڈٹے بیٹھے ہیں۔ اور دن رات دین کام میں مصروف رہتے ہیں۔ بلکہ حقوق نفس کے ادا کرنے میں بھی وہ میری طرح سخی نہیں۔ بلکہ برخلاف اسکے نفس کشی کے مشتاق ہیں۔ اجر تو دراصل ایسے ہی لوگوں کے لئے ہے۔ اور ایسا تو وہ حال ہے کہ بھو نگا کر شہیدوں میں داخل ہو گئے۔ اچھا اللہ تعالےٰ کی غفاری اور ستاری کے سہارے ہم بھی بخشش کے اُمیدوار ہیں۔ وہو ارحم الراحمین۔

۱۶ جنوری سنہ ۱۹۱۸ء

پادری صاحب کا شکایت نامہ

ایک کیتھالک پادری صاحب سے ایک دن ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے معمولی انگریزی لباس پہنا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا ہمارے ملک میں جو رومن کیتھالک پادری ہیں وہ لمبا گون پہنتے ہیں کمر [illegible] رہتے ہیں [illegible] طرف صلیب لٹکی ہے۔ اور دانہ دار تسبیح اور [illegible] ہیں۔ اس سے فادر صاحب پہچانے جاتے ہیں۔ آپ کیسے فادر ہیں جو کوٹ پتلون پہنے پھرتے ہیں۔ ایک لمبی آہ کھینچ کر کہنے لگے ہم مظلوم ہیں۔ پراٹسٹنٹوں نے ہمارے متعلق ملکی قانون بنا دیا ہے کہ کوئی فادر گون پہن کر باہر نکلے۔ ورنہ فساد کا اندیشہ ہے۔ اور ہمیں حتی الوسع کوئی گرجا کیواسطے زمین نہیں دیتا۔ اس قصبہ میں جو ہم نے گرجا بنایا ہے۔ اسکی زمین ایک لنڈن کے وکیل کے نام پر خرید کی تھی۔ یہ لوگ بڑوں کا ادب نہیں کرتے۔ پوپ کی [illegible] کرتے ہیں۔ اور ہر ایک شخص خود پوپ بنا بیٹھا ہے اسی طرح دیر تک اپنا رونا روتے رہے) آخر میں نے کچھ مذہبی گفتگو کرنی چاہی تو ٹال۔ یا عموماً دیکھا گیا کہ رومن کیتھالک پادری بحث کیطرف نہیں آتے نہ دوسروں کی کتب دیکھتے ہیں۔

میر ناصر نواب صاحب

چند روز ہوئے حضرت میر صاحب کو میں نے خواب میں دیکھا کسی مکان کی چھت ڈلوا رہے ہیں میں پاس سے گذرا۔ آپ نے فرمایا آپ بھی تین روپے چندہ مجھے عرض کیا لیجئے اور بیداری ہو گئی اُسی وقت تین روپے کا منی آرڈر روانہ کر دیا تھا۔ امید ہے کہ پہنچا ہو گا۔

سلطنت کے واسطے دُعا اور وزیر اعظم کا شکریہ

حضور ملک معظم شاہ جارج پنجم کا اعلان شایع ہوا تھا کہ ۶ جنوری کو لوگ خصوصاً سلطنت کے واسطے دعا کریں۔ یہاں اتفاقاً چند ہندوستانی طلباء اُس دن آئے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں ہوٹل میں جمع کر کے ایک جلسہ دُعائیہ قائم کیا جسمیں قرآن شریف کی تلاوت کے بعد شاہی اعلان پڑھا گیا۔ اور پھر انگریزی میں میں نے دعا کی۔ چند انگریز بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ اخباروں میں اسکی رپورٹ چھپی ہے۔ اور اہل ہند کی وفاداری کا خاص ذکر کیا گیا ہے۔ امیر صاحب وزیر اعظم انگلستان لائڈ جارج کی طرف سے عاجز کے نام شکریہ کا خط آیا ہے جسمیں لکھا ہے۔ کہ مسٹر وزیر اعظم نے بہت دلچسپی سے اس رپورٹ کو پڑھا اور آپ کی مہربانی کا سرگرم شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اس خط کی نقل بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور ایڈیٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز روانہ کر دی گئی ہے۔ حق اخبار [illegible] میں یہ تمیں [illegible] اس کے پرچے بھی بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ اور ریویو و بعض احباب روانہ کر دئے گئے ہیں۔

خدا کا نبی

یہاں ایک لیڈی ہے جو کبھی ہندوستان میں رہ چکی ہے۔ مجھے ملا کرتی ہے اسنے مجھے ایک دن کھانے کی دعوت دی تھی اسلئے اس کے خاوند کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کی تصنیف ”اسلام اور دیگر مذاہب“ دی۔ دوبارہ جب ملنے کا اتفاق ہوا تو اُنہوں نے اس رسالہ کی بہت تعریف کی اور کہا کہ وہ اور انکی بیوی دونوں نے کہا کہ ہم اس کو دو تین دفعہ اور پڑھیں گے۔ اسلئے گفتگو میں اس لیڈی نے ذکر کیا کہ آپ آئے ہوئے تھے جب آپ گئے تو چھوٹی لڑکی نے آپکو دیکھکر اشتیاق نہایت سنجیدگی سے اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہا۔ دیکھو ماں خدا کا نبی جا رہا ہے۔

یسوع مسیح

یہاں سے ایک گرجے کے ایک پادری صاحب پادری جرمن بی ڈی نام ہیں۔ مجھے ان سے گفتگو اور تبادلہ خیالات کا موقعہ ملتا ہے۔ بہت خلیق اور وسیع خیال آدمی ہیں۔ ایک دن میں ان کے مکان پر گیا۔ اُن کی چھوٹی بچی میرے پاس آئی۔ اور ہماری باتیں بڑے غور سے سنتی رہی۔ اور میرا نام دریافت کیا جس کو اس نے خوب یاد کر لیا۔ اسکے بعد ایک دن پادری صاحب ملے تو کہنے لگے۔ ایک عجیب بات ہے کہ جب آپ چلے گئے تو میری چھوٹی بچی جو دلچسپی سے آپکی باتیں سنتی تھی مجھے کہنے لگی۔ ابا یہ جو آج ہمارے گھر میں آیا تھا یہی یسوع مسیح ہے۔

میں نہیں جانتا کہ ان معصوم بچوں کے دل میں یہ خیالات کیسے آئے۔ اور یہ الفاظ کسطرح بے اختیار ان کے منہ سے نکلے۔ جن سے مجھے حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا ذکر کرنے کا ایک اور موقعہ ان لوگوں کے سامنے ملا۔ اور اسطرح تبلیغ کا ایک ذریعہ پیدا ہوا۔ ممکن ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ کی پاک مجالس کی حاشیہ نشینی کے جو نمونہ ان بچوں کی روح نے اس عاجز میں محسوس کر کے بے اختیار ایسے الفاظ بول دئے ہوں۔ العلم عند اللہ۔ [illegible] تاہم اگرچہ باغیان خلافت حقہ و منکران نبوت حضرت مسیح موعود ظلی الانبیاء کو ایسے الفاظ آتش حسد میں جلا دینے والے ہو گئے۔ مگر سچ یہی ہے کہ بلحاظ نبوت حضرت احمد قادیانی کسی نبی سے کم نہ تھے۔ اور آپ کے روحانی فیض کا دامن پکڑنے کے بغیر اب کوئی سلامتی اور اسلام نہیں۔ رونے والے روئیں اور سر پیٹنے والے سر پیٹیں۔ مگر خدا کے کلام کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

عاجز اگرچہ ونٹ نور میں ہے۔ مگر میرے نام کی ڈاک سب لنڈن کے مستقل ایڈرس پر آنی چاہیئے۔ ۴ اسٹار سٹریٹ۔ ایجویر روڈ لنڈن۔ والسلام

عاجز محمد صادق عفے اللہ عنہ

از ونٹ نور۔ ۱۱ جنوری سنہ ۱۹۱۸ء

دُعا کامیابی امتحان

رشید احمد ارشد اپنے لئے اور اپنے ساتھیوں کیواسطے احباب سے دعا کا خواستگار ہے کہ خدا امتحان انٹرنس میں کامیاب کرے۔

تشحیذ اپریل

اپریل کا تشحیذ بہت دلچسپ ہوگا۔ اسمیں [illegible] درج ہیں جو قاضی فضل احمد صاحب نے [illegible] اور اپنی زبان سے آپ اپنی تصنیف کلمہ فضل رحمانی میں [illegible]

اطاعت کے سوا یہ ملا مسدود ہے ۔ پس ایسا ہی جو یہ ترقی ہو رکہ من اطاعت کرنے والا ہو ۔ وہ ا ٹھاتے گا ت یہ اشارہ موجود ہے کہ لم یبق من النبوۃ الا مبشرات ۔ کہ نبوت بشارات باقی ہے ۔ اور باقی نبیاں نمبر ۲ ختم ہوا اب نمبر ۳ کو لیتے ہیں ۔

(۳)

نمبر ۳ - (۱) وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا ۔ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون (پارہ ۱۸ سورۃ نور)

(۲) من یطع اللہ والرسول فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولئک رفیقا ۔ پارہ ۵ سورہ نساء

(۳) والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ۔ پارہ سورۃ ۔

آیت نمبر ا کا یہ ترجمہ ہے کہ اللہ نے وعدہ کر لیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں ایماندار ہیں ۔ اور جنہوں نے بھلے کام کئے ہیں ۔ کہ انکو ضرور خلیفہ بنا ئیگا زمین میں ۔ جیسے کہ خلیفہ بنایا ان سے پہلے لوگوں کو ۔ اور دین کو ان کے مضبوط کرے گا ۔ ان کے لئے جس کو ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور ان کو خوف کے بدلے میں امن عطا فرمائیگا ۔ وہ خالص میری ہی عبادت کیا کریں گے ۔ اور شریک نہ کریں گے میرے ساتھ کسی چیز کو ۔ اور جو کوئی ناشکری کرے اس کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں

ایت نمبر ۲ - اس کا ترجمہ گذر چکا

آیت نمبر ۳ - کا یہ ترجمہ ہے ۔ کہ جو لوگ ہماری ذات کے لئے مجاہدہ کرتے ہیں ۔ ہم ضرور ان کو اپنی طرف آنے والی راہوں کی رہنمائی کرتے ہیں ۔

اب جیسے مفہوم آیات بالا بالکل صاف ہے اللہ تعالیٰ کا ایماندار مجاہدین کے ساتھ وعدہ ہے ۔ کہ وہ ان کو تمام انعامات عطا فرمائیگا جو پہلے نبیوں کو دئے گئے ۔ اور ان برکات میں سے ایک درجہ نبوت بھی ہے لیکن

چونکہ اطاعت رسول اور الیوم اکملت کی شرط ساتھ میں اسلئے یہ درجہ انہی قیود کے ساتھ مقید ہوگا ۔ ورنہ اختلاف لازم آ ئیگا ۔ جو ممنوع ہے ۔ اور وعدہ وہی پورا کیا جائیگا ۔ شریعت والی جو ترمیم کرنے کو ۔

اب یہاں نمبر ۳ ختم ہوا ۔ اب نمبر ۴ شروع ہوتا ہے

(۴)

نمبر ۴ - ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر پارہ ۴ ربع

(۲) کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر پارہ ۴ ربع

(۳) ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحا وقال انی من المسلمین

ترجمہ آیت نمبر ا کا یہ ہے کہ ضرور تم میں سے ایک گروہ ہو جو نیکی کی طرف بلا دیں ۔ اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں ۔ اور نمبر ۲ کا یہ ہے ۔ کہ تم لوگ امت محمدیہ اچھی اور عمدہ امت ہو ۔ کہ لوگوں کو نیکی کی تعلیم دیتے اور برائی سے روکتے ہو ۔ گویا کہ خیر الامم ہونے کی وجہ بیان فرمائی کہ تم معلم الخیر ہو ۔ اور ترجمہ آیت ۳ کا یہ ہے کہ اس سے کون شخص اچھی باتیں کرنیوالا ہے ۔ وہ کون ؟ جو لوگوں کو اللہ کی طرف بلاوے اور نیک اعمال کرے اور اسلام کا اقرار کرے ۔ پہلی دو آیات کا مطلب یہ ہے کہ (۱) امت محمدیہ میں ایک گروہ ہونا چاہیئے ۔ جو نیکی بتلاوے اور برائی سے روکے ۔

(۲) یہ امت دوسری امم سے بہتر ہے جسکی وجہ صرف یہ ہے کہ تم لوگوں کو نیک امر بتاتے اور برے امور سے روکتے ہو ۔

تیسری آیت میں داعی الی الخیر کی فضیلت بیان فرمائی گئی کہ وہی سب سے بہتر ہے ۔ اور یہ امر مسلم ہے کہ کوئی چیز دوسری سے بہتر اسی صورت میں ہو سکتی ہے ۔ جب کوئی وجہ خیریت اسمیں پائی جاوے ۔ ورنہ یہ کہنا درست نہ ہوگا ۔ کہ فلاں چیز دوسرے سے افضل ہے پس جبکہ امت محمدیہ کی فضیلت دوسری امتوں پر اسی بات میں ہے کہ وہ داعی الی الخیر ہے ۔ تو جب تک یہ وصف اس امت میں نہ ہوگا یہ امت دوسری امتوں سے افضل نہ ہوگی ۔ اور امت محمدیہ

کا افضل ہونا مسلم اور طے شدہ امر ہے ۔ پس معلوم ہوا کہ امت محمدیہ کی اصلاح اپنے ہی ادمی کر سکتے ہیں ۔ ورنہ یہ جو اس کو بارگاہ رب العزت سے ملی ہے ۔ چھینی جاویگی اور وہ دی جاچکی ہے ۔ پس کوئی خواہ عیسیٰ ہو یا موسیٰ ہو ۔ یہاں اس کی گنجائش نہیں ۔ ان آیات سے تو یہ ثابت ہوا کہ اپنے ہی اصلاح کریں ۔ اب سوال کا دوسرا پہلو رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ کیا کوئی ایسی آیت بھی ہے ۔ جس سے بصراحت معلوم ہو سکے ۔ کہ دوسری امت کے آدمی اس امت کی اصلاح نہیں کر سکتے ۔ اس میں اسی کو لیتا ہوں ۔ ملاحظہ ہوں آیات ذیل :-

(۱) قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا (کہدے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف رسول ہوں)

(۲) موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوتا ہے ۔ اذھب الی فرعون انہ طغیٰ ۔ (فرعون کی طرف جا کہ وہ سرکشی کا ارتکاب کر رہا ہے)

(۳) حضرت عیسیٰ کے متعلق حکم ہے ۔ ورسولا الی بنی اسرائیل (کہ وہ بنی اسرائیل کی طرف بھیجا گیا ہے)

(۴) حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق حکم ہوتا ہے ارسلنا نوحا الی قومہ ۔ (بھیجے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا)

آیت نمبر ا سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ہماری سرکار فضیلت مآب صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی طرف مبعوث کئے گئے ۔ اور باقی ہر سہ آیات سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ انبیاء خاص خاص اقوام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوئے ۔ یہ امر تو مبرہن ہے ۔ کہ انبیاء کو صرف اتنی ہی قابلیت عطا کی گئی جن کی ان کو ضرورت تھی ۔ اس سے زائد نہیں ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ بلا ضرورت کوئی کام نہیں کرتا ۔ پس معلوم ہوا ۔ کہ وہ انبیاء جو رسول اللہ سے پہلے مبعوث کئے گئے وہ خاص اقوام کی اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے تھے ۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تمام دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجے گئے ۔ اب جناب رسول اللہ کی قابلیتوں اور انبیاء سابقین کی قابلیتوں میں فرق ضرور ہونا چاہیئے ۔ اور فرق ہے ۔ پس کیا یہ ممکن ہے ۔ کہ سوائے رسول اللہ کے یا جناب کی تربیت یافتہ امت کے دوسرا کوئی ہماری اصلاح

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان

فاروق

جلد | یوم پنجشنبہ ۔ مورخہ ۱۱۔ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر

سلسلہ کی خبریں

خلیفۃ المسیح ثانی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔
۷۔ اپریل کو حضور بوقت عصر مسجد مبارک میں تشریف لائے اور نماز عصر پڑھائی۔ اور پھر گھوڑے پر سوار ہوکر ہوا خوری کو باہر تشریف لے گئے۔ الحمد للہ ؂

دورہ ہندوستان حضرت امیر المومنین کے زیر فرمان مخدومی حافظ روشن علی صاحب اور مکرمی چودہری فتح محمد صاحب سیال ایم ۔ اے و مولوی ظل الرحمن صاحب طالب علم جانب ہندوستان تبلیغ کے واسطے آج روانہ ہونگے۔ امرتسر ٹہرتے ہوئے ۱۵ اپریل کو سہارنپور۔ وہاں سے میرٹھ۔ کانپور۔ علیگڈھ بریلی۔ شاہجہانپور۔ بھوپال وغیرہ مقامات میں پہنچینگے

احباب ان کی کامیابی اور بخیریت واپسی کی دعائیں کریں ؂

باد و باران اس ہفتہ عموماً ہر روز بارش یا ہوا کا اس قدر زور رہا کہ رات کو رعد کی کڑاک اور بجلی کی چمک ۔ ہوا کی تیزی الحفیظ والامان کی صدائیں نکلواتی رہی۔ فصل کو سخت نقصان بارش سے ہو رہا ہے اللہ تعالےٰ اپنی مخلوق پر رحم کرے۔ آمین ؂

درخواست دعا اخویم مستری قادر بخش صاحب جو مخلص احمدی ہیں۔ ان کا صاحبزادہ محمد ابراہیم کئی سال سے بعارضہ مرگی مبتلا ہے مستری صاحب قبلہ نے صدہا روپیہ علاج پر صرف کیا۔ لیکن تا حال صورت صحت نظر نہیں آئی۔ احباب خدا کے لئے عزیز مذکور کی صحت کاملہ کی خدا دل سے دعائیں کریں۔ اور اجر عظیم پائیں ؂

تبلیغ رسالت یعنی مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد اول کی صرف نو کاپیاں طبع ہوئی ہیں حضرت سر چھپنے کے واسطے بھیجی ہوئی ہیں۔ باقی تمام چھپ کر تیار ہیں۔ دوسری جلد لکھی جا رہی ہے۔ جلد اول انشاء اللہ اس ماہ میں ہی شائع ہو جائیگی۔ خریدار اپنی درخواستیں بہت جلد دفتر فاروق میں بھیجدیں۔ اس گوہر نایاب کا ہدیہ صرف ایک روپیہ علاوہ محصولڈاک ہے ؂

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر

(نمبر ۳)

قابل توجہ افسران ڈاک

قبل ازیں دو نمبروں میں ہم یہ لکھ چکے ہیں کہ ڈاکخانہ تعلق یہاں سے ہوتا ہے۔ اور اس محکمہ سے اگر پبلک کو تکلیف پہونچے۔ تو اس کا انسداد اور رفع کرنا حکام کے

تلک القرآن فی رمضان

(نوشتہ اکمل)

آٹھواں رکوع

۷۰۵ - الّا - عہد قسم - ہمسائگت - قرابت .

۷۰۶ - اشتروا بآیات اللہ - یہ بھی مشرکین ہی کا ذکر ہے کہ اللہ کے بڑے بڑے نشان دیکھتے ہیں - مگر پھر بھی دنیا کی طرف پڑے ہوئے ہیں ۔

۷۰۷ - لا یرقبون فی مومن - نہیں نگہداشت کرتے کسی امن دینے والے اعتبار کرنے والے کے متعلق - پہلے خاص مسلمانوں کا ذکر کیا تھا - اب اس آیت میں بتایا - کہ یہ ہر معاہد سے ایسا ہی سلوک کرتے ہیں - یہ کرتے ہی توڑنے کے لئے ہیں ۔

۷۰۸ - لا ایمان لھم - قسم - برکات نہیں کوئی طاقت نہیں - بھاگ جائینگے ۔

نواں رکوع

۷۰۸ - اجعلتم سقایۃ الحاج - مکہ کے غیر احمدیوں کی اب یہی حالت ہو گئی ہے - اور اتنی حیثیت ہے ۔

(ب) ان آیات میں ان عذرات کا جواب دیا جا رہا ہے جو مشرکین کے متعلق بعض کی طرف سے کئے گئے - اور ساتھ فرما دیا - لا تتخذوا اٰباءکم واخوانکم اولیاء ان کان اباؤکم الآیۃ

۱۰ - ۵ ختم

دسواں رکوع

(بعد از نماز عصر)

۷۰۹ - اعجبتکم کثرتکم - متکبرانہ قول کفار کا ہے جو انہوں نے ساتھ ملکر کہا تھا کہ ہم مسلمانوں کے ساتھ آ ملے ہیں - اب کوئی فکر نہیں - لیکن خدا نے بتا دیا - کہ تم کبھی نہیں ۔

۷۱۰ - قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ - بظاہر الفاظ معلوم ہوتا ہے - کہ تمام عیسائیوں سے جنگ کا حکم دیا ہے - مگر ایسا سمجھنا صحیح نہیں - کیونکہ دوسرے مقام پر ایک اصل کے طور پر بتا دیا - قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم - یہاں صرف یہ بتایا - کہ تمہارے موجودہ مخالف تمہارے مذہب کو ملیامیٹ کرنا چاہتے ہیں - یہ جنگ کسی سیاسی وجہ کی بناء نہیں - پس تمہارا مذہب خطرہ میں ہے - اسلئے زور سے حملہ کرو - (صحابہ کرام کو خطاب ہے)

گیارھواں رکوع

۷۱۱ - یضاھون قول الذین کفروا - تیرھویں صدی ہجری کے ابتداء میں یہ تحقیقات یورپ میں شروع ہوئی ہے - کہ آیا عقیدہ ابنیت والوہیت مسیح و تثلیث بت پرستوں کی نقل ہی ہے - خدا تعالیٰ نے پہلے ہی فرما دیا ۔

۷۱۲ - انما النسیٓء - ایک سال میں کہدیا کہ اب کے سال محرم نہیں ۱۱ ماہ - دوسرے سال ۱۳ ماہ کردیئے - مفسرین نے کئی صورتیں بیان کی ہیں - مگر مذکورہ بالا قرآن سے ثابت ہوتی ہے ۔

بارھواں رکوع

۷۱۳ - ثانی اثنین - بعض لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ دو میں سے دوسرا کیا ہوا وہ دوسرا ہی ہونا تھا - یہ تو عربی زبان کا محاورہ ہے - اسکے معنے ہیں دو میں سے ایک - اور یہاں یہ بتانا مقصود ہے کہ اب تو اسکے ساتھ ایک جماعت ہے - اس وقت بھی اللہ نے مدد کی - جب صرف دو آدمی تھے ۔

۷۱۴ - لا تحزن - شیعہ کہتے ہیں کہ دیکھو ابوبکر کی بزدلی سے جان نکل رہی تھی - حالانکہ ان کا یہ فقرہ اذا انا مت فانا رجل واحد واذا مت فھلکت الامۃ والدین گواہ ہے - کہ وہ تو دین کا غم کھا رہے تھے - یہ مثال بھی بتا رہا ہے - کہ جو بھی حالت تھی - اس میں دونو شریک تھے ۔

۷۱۵ - کلمۃ الذین کفروا - کافروں کی تدبیریں -

۷۱۶ - خفافاً وثقالاً - پیادہ ہو یا سوار (۲) سوار و پیادہ (۳) جماعت جماعت فرداً فرداً (۴) فقیر و غنی (۵) جوان و بڈھا (۶) دبلا پتلا - موٹا بھدا (۷) دل چاہتا ہے یا نہیں چاہتا (۸) بغیر ہتھیار یا مسلح ۔

۷۱۷ - عرضاً قریباً دنیا کا مال - قریب التناول ہوتا معلوم ہوا - اسلامی جنگیں مال کے لئے نہیں ہوئی تھیں - جبھی تو صاف کہدیا -

تیرھواں رکوع

۷۱۸ - عفا اللہ عنک - اللہ تجھ پر رحم کرے -

یہ پیار کا کلام ہے - جھاڑ نہیں - جس کا منشاء یہ ہے کہ شوق رہتا ہے فرمایا تم نے اذن دیا - اور اپنے لئے بہت مشکلیں پیدا کر لی ہیں - کیونکہ تکلیف میں ہو تو اس باپ کی طرح کے کلمات بار کے بولتے ہیں - خدا نے اذن دینے سے منع نہیں کیا تھا - بلکہ اذن دیا تھا - اس کے مطابق رسول کریم نے اجازت دی - اس سے مشکلات بڑھیں تو فرمایا خدا تیرے لئے سہولتیں پیدا کر دے -

۷۱۹ - لو خرجوا فیکم - بعینہٖ یہی حالت آجکل پیغامیوں کی ہے - یہ جماعت احمدیہ میں مخبوط الحواسوں کی طرح فتنہ ڈالنے کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں - لیڈر بھی مرکز میں رکھتے ہیں ۔

۷۲۰ - ان تصبک حسنۃ - پیغامیوں کو جب خبر پہنچتی ہے - کہ کسی دوسرے علاقہ میں احمدی جماعت قائم ہوئی ہے تو غش آجاتا ہے - اور جب کوئی مقدمہ ہو تو کہتے ہیں - دیکھو ہم نہ کہتے تھے - کافر کہنے کا نتیجہ برا ہو گا - دیکھو کیسے پھنسے -

۷۲۱ - قل لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا - آخر ہمارا انجام وہی ہو گا - جو خدا نے مقرر کیا ہے یعنی فتح ہوگی اور فتح مومنوں کے لئے وہ لکھ چکا ہے - یہاں جبر کا مسئلہ نہیں - بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اس نے جو کچھ ہمارے لئے لکھا ہے (فتح) وہی ہم کو پہونچیگا ۔

۲۳ ۔ لا اعدی للمحسنین ۔ منافق ایک بات کا استعمال کرتے ہیں۔ خدا نے محسنین کا لفظ لا کر بتا دیا ہے مگر جو بھی ہو وہ بہر حال مسلمانوں کے لئے حسن ہے خواہ دنیا میں یا کفار سے شہید ہو کر جنت پائیں ۔

۲۳ ۔ ما منعہم ۔ نہیں محروم کیا ان کو ۔ ان تقبل سے مراد روحانی قبولیت ہے۔ (ورنہ رسول اللہ تو لے لیتے تھے) (۲) کس بات نے محروم کیا ہے۔ ان کے تعلقات کے قبول ہونے کو بدوت کفر نے ۔ یعنے یہ منافق دل سے ہی نہیں۔ قبول کیا ہو؟ ۔

۲۴ ۔ فلا تعجبک ۔ تم کو تعجب میں نہ ڈالے یہی معنے ہیں۔ لیکن یہاں ڈالے۔ بعض مفسرین نے معنے کئے ہے ادبی کی ہے۔ افسوس مفسرین پر۔

چودھواں رکوع

۲۵ ۔ اذن خیر لکم ۔ یہ نبی سنتا ہے۔ مگر تمہاری بہتری کی باتیں وہ کیا؟ اللہ کی سنتا ہے اور مانتا ہے ۔

۲۶ ۔ واللہ ورسولہ احق ان یرضوہ ۔ خواجہ کی کسی لکچر کی تعریف کردی ۔ تو خوش ہو گئے ۔ اور کہنے لگے یہ تو احمدی ہے۔ فرمایا مومنین کا یہ طریق نہیں ۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں کچھ نیکی ہوتی تو بہتر تھا کہ خدا اور اسکے مسیح کو خوش کرتے ۔ اس کی تعریف کرتے ۔

۲۷ ۔ سورۃ تنبئہم ۔ یہ استہزاءً کہتے تھے کہ دیکھنا بھائی کہ کوئی الہام نہ ہو جائے ۔ جیسا کہ آجکل کہتے ہیں ۔ پیغامی بھی کہتے ہیں ۔ ہم پر کوئی الہام نہ کیا کر دیا جائے ۔

۲۸ ۔ لیقولن انما کنا نخوض ونلعب ۔ ایک دفعہ انجمن پیغام والوں سے میرا کچھ اختلاف ہوا ۔ انہیں میں نے یہ بھی کہا ۔ کہ تم حضرت مولوی صاحب کی صحبت میں بیٹھا کرو ۔ کچھ سیکھا کرو ۔ خواجہ نے کہا وہ دن گئے ۔ جب ہم سیکھنے کے لئے جایا کرتے تھے ۔ ہمنے سب کچھ حضرت مولوی صاحب کو ... جب حضرت خلیفہ اول ... تو کہنے لگے ۔ میاں صاحب ... ناراض ہو گئے

(بر بکر امنٹ)

۲۰ جولائی ۱۹۱۷ء

پندرھواں رکوع

۲۹ ۔ نسوا اللہ ۔ انہوں نے اللہ کو ترک دیا ۔ تو خدا نے انہیں چھوڑ دیا (۲) جو جرم ہو عربی میں اسکی سزا کے لئے وہی لفظ بولا جاتا ہے ۔

۳۰ ۔ لعنہم ۔ عذاب ہی نہیں ۔ خدا کی ناراضی سب سے بڑا جہنم ان کے لئے ہے ۔

۳۱ ۔ وعد اللہ المؤمنین والمؤمنات ۔ اس آیت میں ان معترضوں کا جواب بھی ہے ۔ جو کہتے ہیں کہ اسلام میں عورت کی کوئی پوزیشن نہیں ۔ اور انہیں نجات بھی نہیں ملتی (۲) کہا جاتا ہے کہ نیک اعمال انعام کی خاطر کرنا ایک ادنیٰ جذبہ اخلاق ہے قرآن نے بتا دیا کہ جنت ہی اصل مقصود نہیں بلکہ اللہ کی رضا اس سے بھی بڑھ کر ہے ۔ اعمال میں مال و دولت و جاہ مقصود نہ ہو ۔ بلکہ محض رضا الٰہی ۔

سولھواں رکوع

۳۲ ۔ جاہد الکفار والمنافقین ۔ یہاں کفار سے مراد منافق ہی ہیں ۔ صرف دو شقیں بیان کرنے کے لئے اور یہ جتانے کے لئے کہ منافق بھی کافر ہی ہوتے ہیں ۔ دونوں صفات بیان کیں ۔ سختی کا حکم ایک خاص شریر گروہ کے مقابل میں ہے جو سیاسی طور سے بھی سزا کے مستحق ہو چکے تھے ۔ (ب) جو لوگ کہتے ہیں کہ اسلام بجبر پھیلایا گیا ۔ وہ غور کریں کہ اس فریق کے بارے میں حکم ہے ۔ جو زبان سے دعوئی اسلام کرتا ہے ۔

۳۳ ۔ وھموا بما لم ینالوا ۔ خلیفہ اول اس آیت کو شیعہ کے مقابلہ میں پیش کرتے تھے ۔ اگر ابوبکر و عمر نے خلافت کی خواہش کی ۔ تو اسے پا لیا ۔ پس وہ منافق نہیں ہو سکتے ۔

۳۴ ۔ اب اگر میں خلافت کی خواہش رکھتا تھا جیسا کہ وہ خلافت کے مٹانے کے درپے تھے ۔ تو اب نتیجہ بتاتا ہے کہ میں منافق نہیں ۔ البتہ وہ ہیں ۔ جو اپنا مطلب نہ پا سکے ہوئے اور خلافت مٹا نہ سکے ۔

مولوی سرور شاہ صاحب قسمیہ بیان کر سکتے ہیں کہ میں نے ان سے بارہا کہا ۔ کہ جماعت کو فتنہ اور اختلاف سے بچانے کے لئے یہ کرنا چاہیئے کہ انہی (پیغام والوں) میں سے کسی کی بیعت کر لی جائے ۔ مگر مولوی سرور شاہ صاحب کہتے تھے ۔ کہ عقائد میں ان کا اختلاف ہے ۔ تو ہم کس طرح بیعت کر لینگے ۔ تو میں نے کہا چاہتے ہو ۔ مگر جماعت میں تفرقہ تو ہو گا ۔ اس کا انتظام امین سے کسی ایک کے ہاتھ پر بیعت ہو ۔ مولوی محمد علی صاحب کے ہی بیٹھ کر کہا مجھے تو سب لوگوں نے پکڑ کر بیعت لینے پر مجبور کیا تو مجھے تو بیعت کے لفظ نہیں آتے تھے ۔ مولوی سرور شاہ صاحب بتلاتے گئے اور میں کہتا گیا ۔

۳۵ ۔ سبعین مرۃ ۔ یہ عربی میں محاورہ ہے ۔ جیسے ہمارے ملک میں سو بار کا محاورہ ہے ۔ مطلب یہ کتنی دفعہ کرو (۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ نبیوں کی سب دعائیں قبول نہیں ہوتیں

تیرھواں رکوع

۳۶ ۔ خلاف رسول اللہ ۔ رسول اللہ کی مخالفت کی وجہ سے ۔ کیونکہ مومن کی تو جان نکل جاتی ہے ۔ اس غم سے کہ خدا کا رسول گیا اور ہم نہیں گئے (۲) رسول اللہ کے بعد

۳۷ ۔ فلیضحکوا قلیلا ۔ امر کی صورت میں بیان کیا ہے یہ بتانے کے لئے ضرور ایسا ہی ہو گا ۔ منافقین آئندہ تھوڑا ہنسینگے اور روئینگے بہت ۔ یعنے منافقوں پر غضب آیا چاہتا ہے

۳۸ ۔ فاقعدوا مع الخالفین ۔ خالفین کے معنے احمق بھی ہوتے ہیں ۔

۳۹ ۔ فلا تعجبک ۔ حیرت میں ڈال دے تجھ کو ۔

۴۰ ۔ ان یعذبہم ۔ انہی منافقوں کی اولاد بڑی مخلص مسلمان ہوئی ان کے کمائے ہوئے مال اسلام کے کام آئے اور ان کو تکلیف ہوئی ۔ اور مرتے ہوئے یہی خیال ہو کہ ہماری اولاد تو ہمارا جنازہ بھی نہ پڑھیگی ۔

۴۱ ۔ الخوالف ۔ خالفہ کی جمع وہ رجل جس میں کوئی بھلائی نہ ہو

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان ...

فاروق

جلد ۳ یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۸-۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء نمبر ۱۵-۱۶

دارالامان کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح زاد اللہ مجدہٗ کی طبیعت اب تک (۲۲ر اپریل) ناساز ہے۔ پہلے درد شقیقہ تھا جس سے آرام ہوا۔ چنانچہ ۱۲ر اپریل نماز جمعہ کے لئے مسجد اقصےٰ میں تشریف لائے۔ جمعہ مولانا سرور شاہ صاحب نے پڑھایا۔ اسکے بعد حضور کو پیچش وغیرہ کی شکایت ہو گئی۔ جو اب تک چلی جاتی ہے۔ اس دوران میں ایکبار لرزہ سے بخار بھی ہو گیا۔ کل ۲۱ر اپریل کو تکلیف زیادہ تھی اور ضعف ہے۔ الحمد للہ رات کو کچھ افاقہ رہا۔ احباب فرداً فرداً تو دعا کرتے ہی ہیں۔ ملکر بھی دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ حضور کو شفاء عاجلہ و صحت کاملہ عطا فرمائے ۲۲ر اپریل تمام

(۲) جناب میر قاسم علی صاحب حسب الحکم باچھوال ضلع ... تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سلسلہ کے خلاف وعظ کرنیوالے تھے۔

(۳) حافظ روشن علی صاحب اور چوہدری فتح محمد صاحب ایم اے دورہ پر جا چکے ہیں۔

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر

نمبر (۴)

قابل توجہ افسران بالا

گذشتہ اشاعت میں ہم نے بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان کے اس طرز سلوک کا ایک نمونہ لکھا تھا۔ جو اس نے مینیجر صاحب الفضل کے ساتھ خط و کتابت میں برتا ہے۔ اور اس میں بتایا تھا کہ الفضل اخبار جو بروز اتوار بارہ بجے ڈاکخانہ میں بھیجا گیا تھا۔ اس کی بابت بابو صاحب نے دیدہ دانستہ غلط لکھا کہ ایک بجے کے قریب ڈاکخانہ میں ڈالا گیا۔ اگر ایک بجے وہ ڈاکخانہ میں بھیجا گیا تھا۔ تو کیوں اس کو آپ نے اسی روز باوجودیکہ اتوار کا دن آپ کی تعطیل کا دن تھا۔ روانہ کیا۔ جبکہ افسران بالا کا آپ کو یہ حکم تھا کہ جو اخبار بارہ بجے کے بعد ڈاکخانہ میں ڈالا جائے۔ وہ ہرگز اس روز روانہ نہ کیا جاوے۔ جیسا کہ آپ نے اخبار فاروق مورخہ ۱۴ کو جو بارہ بجے کے بعد بھیجا گیا تھا۔ اس دن روانہ نہ کیا۔ اور ۱۵ر فروری کو دوسرے دن روانہ کیا۔ اور مجھے لکھا کہ:۔

"ہمارے پاس افسران بالا کا حکم ہے کہ جو پرچہ بارہ بجے کے بعد ڈالا جائے۔ وہ اس دن نہ بھیجا جاوے۔ لہٰذا اگر آپ کا پرچہ بارہ بجے کے بعد آوے گا تو ہرگز روانہ نہ کیا جاویگا"

اب جائے غور ہے کہ اگر الفضل ایک بجے پہونچا ہوتا تو بابو صاحب اس کو خلاف قانون ڈاکخانہ ...

(باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور ایڈیٹر قاسم علی پبلشر نے شائع کیا)

ہرگز ہم بھی روز روانہ کرتے بلکہ بکر ڈاکخانہ میں رکھ چھوڑتے۔ اور تعطیل کے دن تکلیف میں پڑنے کی زحمت نہ اٹھاتے۔ اور نہ مینجر صاحب الفضل کو یہ لکھتے کہ ایت وار کو

"آپ نے جان بوجھ کر رخصت کے دن تکلیف دی بلکہ صاف طور پر مینجر صاحب الفضل کو لکھ دیتے کہ ہمارے پاس افسران بالا کا حکم ہے۔ کہ جو پرچہ بارہ بجے کے بعد ڈال جائے۔ وہ اسدن نہ بھیجا جاوے اسلئے الفضل جو ایک بجے کے قریب ڈالا گیا ہے آج نہیں بھیجا جاوے گا۔ تو پھر کسی کو افسران بالا کے حکم کی موجودگی میں آپ پر نہ اعتراض ہوتا نہ ہوسکتا کیونکہ آپ افسران بالا کے حکم کے خلاف اس پرچہ کو جو ایک بجے ڈاک خانہ ڈالا گیا تھا۔ اسی دن روانہ کرنے کے ذمہ دار نہ تھے۔ لیکن آپ نے اس کو اسی روز روانہ کرکے دو باتیں قابل اعتراض اپنے ذمہ لے لیں۔ اول یہ کہ اگر ایک بجے پرچہ الفضل ڈاک خانہ غلط آگیا تھا۔ اور ڈالا بھی تعطیل کے دن تھا۔ تو آپ نے کیوں افسران بالا کے حکم کی خلاف ورزی کرکے تعطیل کے دن ہی اس کو روانہ کر دیا۔

دوم۔ اگر وہ ٹھیک ہے وقت پر بجے بارہ کو ڈالا گیا تھا۔ جو واقعی صحیح ہے۔ تو آپ نے مینجر صاحب الفضل کو کیوں یہ غلط لکھدیا۔ پرچہ الفضل بجائے ہفتہ کے ایتوار بوقت ایک بجے ڈالا گیا"

اور اگر ایک بجے ڈالا ہوا پرچہ اسی دن روانہ ہوسکتا ہے اور ہوا ہے۔ تو آپ نے مینجر فاروق (انچارج) کے اخبار فاروق مورخہ ۲۲ کو جو بارہ بجے کے بعد بھیجا گیا تھا۔ کیوں اسی روز روانہ کیا۔ اور دوسرے دن بھیجا۔ اور مجھے لکھا کہ

"اگر آپ کا پرچہ بارہ بجے کے بعد آئیگا۔ تو ہرگز روانہ نہیں کیا جاویگا" ۱۹ جنوری

بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان اور انکے ماتحت عملہ نے ٹھیک لیا ہے۔ کہ وہ احمدیہ پبلک کو ہر طرح تنگ کریں۔ اور انکے ساتھ نہایت غیر مہذبانہ سختی کا سلوک روا رکھیں گے۔ چنانچہ بابو فخر الدین صاحب مینجر احمدیہ بک ایجنسی قادیان مجھے بحیثیت سکرٹری لوکل انجمن احمدیہ قادیان ہونے کے اپنی چٹھی مورخہ ۹ میں ڈاکخانہ مذکور کی شکایت لکھتے ہیں کہ:

"میری عام طور پر اس قسم کے معمولی امور کے متعلق شکایت کرنے کی عادت نہیں مگر نہایت ہی مجبور ہوکر مندرجہ ذیل ناگوار واقعہ کو حوالہ سطور کرکے پیش کرنا پڑا ہے کہ آج میرے مکرم و معزز مہمان جناب حافظ سید محمد عبد الوحید صاحب جرکوہ منصوری جو ایک معزز شخصیت و حیثیت رکھتے ہیں۔ دو چھوٹی پیکٹ کوہ منصوری بھیجنے کے لئے

معذرت

مشین پریس قادیان جس میں فاروق اور الفضل چھپتے ہیں بوجہ مرمت ہونے کے دو ہفتہ بند رہا۔ اسلئے ۱۸۔ اپریل کا فاروق اور ایسا ہی ۱۰ میں دونوں نہ شایع ہوسکے۔ اب یہ ہر دو ہفتہ کا ڈبل نمبر یعنی ۱۶ صفحہ کا شایع کیا جاتا ہے۔ اس پرچہ کے سب مضمون ناظرین کی دلچسپی اور علمی معلومات کا ذریعہ ہیں۔ اور نہایت مفید اور لاجواب مضامین لکھے گئے ہیں۔ ناظرین اس عذر کو قبول فرماکر جو مشین کے بند ہونیکی وجہ سے پرچہ نہیں نکل سکا معاف فرماویں

(ایڈیٹر)

میرے دفتر میں تیار کروا کر ڈاکخانہ قادیان میں بک کرانے گئے۔ ڈاکخانہ کے پوسٹل کلرک نے افسوس ہے کہ انکے ساتھ بیجا برتاؤ کیا یعنی ایک لڑکی زیادتی کے باعث کہلانے ۱۲ کے ۱۲ کے ٹکٹ لگوائے میرے ڈاک خانہ جاکر کلرک صاحب سے زیادتی محصول کی وجہ دریافت کی تو یہ جواب ملا کہ پارسل کیا گیا ہے نہ کہ بک پیکٹ۔ حالانکہ وہ بک پیکٹ تھے۔ مگر کلرک صاحب بجائے غلطی کا اعتراف کرنیکے کہنے لگے کہ تم ہم پر رعب ڈالنے آئے ہو۔ اور غیر معمولی جوش میں آکر خواہ مخواہ چین بجبین ہوگئے۔ اور اسی قسم کا سلوک میرے اس معزز مہمان سے بھی کیا۔ جو نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔

آخر مجبوراً ... اسی وقت کلرک صاحب کو اپنی غلطی کی اصلاح بھی کرنی پڑی یعنی پارسل کی رسیدوں کو کینسل کرکے بک پیکٹ کی رسیدیں دینی پڑیں۔ اور پیکٹوں پر جو ٹکٹ جیل ہو چکے تھے وہ ردی کرا دئے گئے۔ وہ ردی شدہ ٹکٹ دوسرے پیکٹوں پر لگائے گئے" فخر الدین۔

مندرجہ بالا شکایت گو بظاہر ایک چھوٹی سی شکایت سمجھی جائے لیکن عملہ ڈاک خانہ کا وہ سلوک جو احمدیہ پبلک کے ساتھ ہے۔ وہ اس سے بخوبی ظاہر ہے کہ نہایت ناروا سلوک ہے ہم بار بار لکھ چکے ہیں کہ ڈاک خانہ کا تعلق عام پبلک کے ساتھ ہے اگر پبلک اور ڈاک خانہ کے درمیان نا اتفاقی ہو جائے۔ اور پبلک کو اس سے بجائے راحت کے تکلیف پہنچنے لگے۔ تو ضرور پبلک کے حقوق کو مقدم رکھا جائیگا۔ مگر ڈاک خانہ قادیان میں بابو نبی بخش پوسٹماسٹر نے آکر ایسا اندھیر مچا دیا ہے کہ دن بدن احمدیہ پبلک سے کش مکش بڑھتی ہی جاتی ہے اور جہاں ذرا کسی احمدی نے تحریراً یا زبانی کوئی عرضداشت سب پوسٹماسٹر صاحب مذکور کے حضور میں پیش کی۔ تو بجائے جواب مناسب معقول کے فوراً ایسی کج خلقی و ترش روئی سے یہ کہکر ڈرا دیا جاتا ہے۔ کہ کیا تم ہم پر رعب ڈالنے آئے ہو؟ خدا جانے عملہ ڈاک خانہ احمدیہ پبلک کو اپنی رعایا سمجھتا ہے یا کیا۔ جو اس قسم کا نازیبا سلوک کرتا ہے۔

پوسٹل کلرک نے جو مینجر صاحب احمدیہ بک ایجنسی اور جناب حافظ سید عبد الوحید صاحب تاجر کوہ منصوری کو اپنے منصب کے خلاف سختی سے جواب دیا۔ کیا یہ احمدیہ پبلک کے تعلقات کو ڈاک خانہ کے ساتھ بہترین بنانے کا موجب ہوسکتا ہے یا بدترین؟ یہی وجہ ہے کہ احمدیان قادیان اب ڈاکخانہ میں ضرورتاً جانا بھی پسند نہیں کرتے۔ اور اگر جانا بھی پڑے تو مشکل میں پڑ جاتے ہیں کہ کس طرح عملہ ڈاک خانہ سے بات کرینگے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ ہتک کریں۔ کیونکہ سب پوسٹماسٹر قادیان کے اس عام برتاؤ سے جو اس کا احمدیہ پبلک کے ساتھ دن بدن بگڑتا جاتا ہے۔ تمام احمدیہ پبلک میں ایک شور پڑ گیا ہے۔ اور بہت تکلیف احمدیوں کو ڈاک خانہ سے پہنچ رہی ہے۔ اور سب پوسٹماسٹر قادیان کے

پیش کیا ہے۔ وہاں سرگروہ صوفیہ عارف ربانی حضرت محی الدین ابن عربی کی پیشگوئی کو بھی سچ کر دکھایا۔ حضرت ممدوح الشان اپنی کتاب فتوحات مکیہ میں حضرت امام المہدی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرماتے کہ:-

اذا خرج الامام المہدی علیہ السلام فلیس له عدو مبین الا الفقہاء خاصۃ فانهم لا یبقی لهم ریاست ولا تمیز عن الامۃ بل یبقی لهم حکم الا قلیلا ولا یرتفع الخلاف من العالم بوجود ھذا الامام ولولا ان السیف بیدہ لافتی الفقہاء بقتلہ ولیتقدون فیہ او حکم لغیر مذہبھم انہ علی الضلال فی ذالک الحکم لانهم یعتقدون ان اہل الاجتہاد وزمانہ قد انقطع وما بقی مجتہد فی العالم لا یوجد بعد ھم احد علی درجۃ الاجتہاد +

(ترجمہ) بوقت خروج مہدی علیہ السلام فقہاء اور علماء سے بڑھکر ان کا کوئی کھلا دشمن نہ ہوگا کیونکہ اسوقت ان کی گدیاں یا خانقاہیں جاتی رہینگی۔ اور باوجود دعوے فضیلت وعلمیت ان کا رتبہ عوام سے زیادہ نہیں رہے گا۔ اور کچھ فرق و تمیز ان میں اور عوام میں نہیں رہے گی۔ اور ان کا حکم و فیصلہ ناقابل عمل رہے گا۔ اگر اس امام کے پاس حفاظت الٰہی اور تائید ربانی کی تلوار نہ ہووے۔ تو ضرور نسل کی سازشوں میں کامیاب ہو جائیں۔ اور جب کبھی امام مہدی بخلاف عقائد مروجہ اپنے خداداد علم لدنی کی بنا پر جس کا ماخذ کتاب وسنت ہوگا فتویٰ دینگے۔ تو خود گمراہان بادیہ ضلالت امام مہدی کو گمراہ سمجھیں گے۔ اسلئے کہ انکے خیال باطل میں مجتہد کا پیدا ہونا باقی نہیں رہا۔ اور زمانہ منقطع ہوگیا۔ دنیا مجتہد کے وجود سے خالی۔ اور خدائے قادر مطلق علیم وحکیم اب ائمہ مجتہدین سابقہ کی مانند کسی بشر کو پیدا کرنے پر نعوذ باللہ قادر نہیں رہا۔ اور اسکی رحمتوں کے باب مسدود ہوگئے +

جس طرح حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی صفت خاتم النبیین کو محدود دائرے میں قید کر لیا ہے۔ اپنے ائمہ مجتہدین کو انہی معنوں میں خاتم الائمہ سمجھنے لگے ہیں +

پیشین گوئی متذکرۃ الصدر کسطرح اپنی پوری قوت کے ساتھ ظاہر ہو رہی۔ اس پیشگوئی میں علاوہ مخالفت علماء و فقہاء و صوفیاء کے چشم بصیرت کے لئے بڑے بڑے عظیم اسرار کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ جن کی تہ کو پہنچنا سوائے سعید الفطرت انسان کے اور کسی کی مجال نہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجات عالی کی پوری شان کی جھلک نظر آرہی ہے۔ صوفیائے کرام بزعم خود سمجھے بیٹھے ہیں کہ خروج امام المہدی ہم ہی سے ہوگا اور ان کا تعلق چشتیہ۔ قادریہ۔ سہروردیہ اور نقشبندیہ وغیرہم سے کسی ایک کے ساتھ ہوگا۔ حالانکہ نہ تو عقل سلیم اسکو تسلیم کرتی ہے۔ اور نہ قرآن وحدیث میں کہیں اس کا ذکر۔ دیکھئے مندرجہ صدر پیشگوئی تو امام مہدی علیہ السلام کے متعلق سب سے بڑا نشان مجتہد العصر ہونے کا بیان کرتی ہے۔ بلکہ ان کی مخالفت کا بڑا سبب ہی ایک یہ ہوگا کہ وہ براہ راست کتاب وسنت سے اکتساب علم کرکے اور تائید الٰہی سے دنیا میں حکم ہوگا۔ اور دنیا میں کسی ایک کو بھی اس سے افضلیت کا دعوےٰ نہیں ہوگا۔ اگر امام مہدی صوفیائے کرام کے خود ساختہ روحانی سلسلوں میں سے کسی ایک سے اکتساب علم و فضل کرکے روحانی ترقی کے مدارج عالیہ حاصل کرنے کے بعد اس مرتبہ عالی پر فائز ہونیوالے ہوتے تو اس میں ان کی ذاتی خوبی کیا ہوئی۔ کیونکہ ایسی ترقی تو اکتسابی ہوئی۔ جو بیسیوں واسطوں سے جاکر حاصل ہوتی ہے۔ اور اس مرتبہ عالی کے ہرگز شایان شان نہیں +

حضرت مسیح موعودؑ احمدؑ قادیانی ہی اسکے مصداق ہیں

غور کیجئے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ پر کس طرح یہ پیشگوئی ثبت ہوتی ہے۔ (۱) حضرت مسیح موعود نے کسی ایک بھی فرقہ صوفیاء میں سے روحانی تعلیم حاصل نہیں کی۔ اس پر ضرور ہے۔ کہ شریعت محمدیؐ کے الساتین

جملہ اولیائے کرام اُمت مرحومہ کو عزت کے ساتھ یاد فرمایا ہے۔ اور ان کی کوششوں کو جو دین حنیف کے پھیلانے میں ان حضرات نے فرمائی ہیں۔ بنظر استحسان دیکھا ہے۔ جس کا بڑا ثبوت وہ تحریر جو خواجہ حسن نظامی دہلوی دہلوی کے پاس حضرت مسیح موعود کے ہاتھ کی لکھی ہوئی موجود ہے۔ اور ماموریت عصر سے انحراف گویا کئی ایمان کا نشان بتلایا ہے۔ آپ کی کل تعلیم کتاب وسنت سے ماخوذ ہے۔ اور جملہ کمالات روحانی اور فضیلت انسانی کے کل درجات براہ راست حضرت احدیت کی بارگاہ عالی سے حاصل ہوئے ہیں۔ اور کمال انسانیت کے مدارج عالیہ حضور فخر الاولین والآخرین خلاصہ کائنات فخر موجودات سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرکے مرتبہ نبوت پر فائز ہوئے۔ اور اس ذات ستودہ صفات سے کامل تعلیم پاکر جملہ خوبیوں کا مظہر اتم ثابت ہوئے ہیں +

(۲) اگر امام مہدی جیسا عظیم الشان انسان موجود فرقہائے صوفیاء و طبقہ ہائے علماء سے تعلیم پاکر اس قابل ہونا ہوتا۔ تو ضرورت امام کب پیدا ہو سکتی تھی کیونکہ اگر یہی عقیدے جو بسبب جہل ونادانی دنیائے اسلامی کے دلوں میں جڑھ پکڑ گئے ہوئے ہیں۔ اور وہی علم جو موجود ہے۔ دنیا میں پھیلانا ہوتا۔ تو ایسے مہدی کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ خدائے تبارک تعالےٰ کے علم میں سب کچھ ہے۔ اسکو معلوم ہے۔ کہ دنیا اپنی بدکرداریوں کے سبب قریب فنا۔ علماء اپنے جہل علمی کے باعث بدعمل۔ فقراء اپنی بداعمالیوں پر از تکرر یا عاری از اسلامی روحانیت انعالوں کے سبب ظھر الفساد فی البر والبحر کے مصداق بنی ہوئی ہے۔ ضرورت ہے کہ انکی دینی و دنیاوی اصلاح کے لئے مسیح موعود اور مہدی مسعود کو مبعوث فرمائے۔ پس وہ آیا۔ جو براہ راست خورشید نبوت سے روشنی حاصل کرکے افق اسلامی پر ماہ تاباں ہوکر چمکا۔ اور جسنے علم الٰہی سے شرف اندوز ہو کر دنیا میں اعلان کیا۔ اور بمصداق آیہ کریمہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ جو الٰہی کے مطابق اعلان کیا۔ بمطابق [illegible]

بہتوں نے انحراف کیا۔ تھوڑوں نے قبول کیا۔ جیسے دنیا کو آنے والے مصائب و آلام سے جو بصورت کفران و انکار مقدر ہو چکے تھے۔ ڈرایا گیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے اپنے زور آور حملوں سے قبول کرائیگا۔ فقط ❖

ایک وارثی کے خط کا جواب
"درباره حسن نظامی"

چند روز ہوئے ایک وارثی نے مکرمی اکمل صاحب کو لکھا کہ آپ نے یہ کیوں لکھا کہ صوفیوں کی لاج حسن نظامی کے ہاتھ میں ہے۔ اور کہ ہم خاک نشینوں میں بہت ہیں۔ جو کفن بدوش آپ سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔ یہ خط اس کا جواب ہے۔ (ایڈیٹر)

جناب اکمل فرماتے ہیں

آپ کا شکوہ میرے سر آنکھوں پر۔ مگر میں مجبور تھا۔ اور اس لحاظ سے عند کرام الناس معنوی جو شخص سات کروڑ مسلمانوں کا قائمقام بنا ہے۔ اور اس ٹھے بوں کو شائع کرتا ہے اور میرا یقین ہے کہ حضرات صوفیاء بھی اپنے آپ کو انہی سات کروڑ میں سمجھتے ہیں۔ تو میرا حق تھا کہ میں حسن نظامی سے خطاب کرتے ہوئے لکھوں کہ صوفیاء کی لاج رکھ لیں۔ آپ جو انہیں اپنا قائم مقام نہیں سمجھتا یا اپنی لاج ان کے ہاتھ میں نہیں جانتا اس کا فرض ہے۔ کہ بذریعہ اخبارات ان سے اظہار برأت کرے۔ میں بھی تو یہی دکھانا چاہتا ہوں۔ کہ خواجہ حسن نظامی تمام صوفیا کے مسلمہ نمایندے نہیں۔ اس نقصان کے تمام کے لئے جو بھی میرے ساتھ ہو۔ میں اس سے خوش ہوں۔ ہماری جنگ ہماری صلح اللہ کے لئے ہے۔ نفسانی نہیں اور نہ ہم ذاتی سفاقی جھگڑوں میں وقت ضائع کرنیوالے ہیں۔ ہمارا دعوے صرف یہ ہے کہ وہ حقیقت منتظرہ جو مسیح سلام کی ہے۔ اس کے لئے خدا نے اپنے کلام میں فرمایا۔ هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین۔ وآخرین منهم لما یلحقوا بهم۔

وہ ذات پاک جس نے امیین (اصحاب عرب) میں ایک رسول عظیم الشان بھیجا۔ جس کا کام یہ ہے کہ وہ خدا کی آیات پڑھ کر سنائے۔ ان لوگوں کا تزکیہ کرے۔ انہیں کتاب و حکمت سکھلائے۔ اور یہی رسول مبعوث ہوگا۔ آخرین (ایک اور قوم میں) میں جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ پس رسول اقدس کی بعث ثانی ضروری ہے۔ مگر یاد رہے کہ نہ تو وفات یافتہ اس دنیا میں واپس آیا کرتے ہیں نہ تناسخ صحیح ہے نہ مسئلہ حلول درست۔ البتہ بروز صحیح ہو سکتا ہے۔ یعنی کوئی شخص کسی کی خو بو پر کسی کے رنگ میں رنگین ہو کر کسی کے کمالات کا وارث ہو کر آ جائے۔ چنانچہ ہمارا اعتقاد ہے کہ مرزا غلام احمد (علیہ السلام) کے نام سے وہی رسول عربی پھر ظاہر ہوا۔ جس نے آپ کا امتی ہو کر اسقدر اطاعت کی۔ کہ من توت م تو شدی کے درجہ پر پہنچ کر تمام کمالات محمدیہ کو اپنے آئینہ ظلیت میں منعکس کر لیا۔ اور اسی ذات قدسی صفات کے رنگ میں رنگین ہو گیا۔ یہ خوش اعتقادی سے نہیں کہہ رہا۔ بلکہ دلائل و براہین نشانات و بینات ہیں۔ اس امر پر کہ جس بات جس کمال نے محمد عربی کو محمد رسول اللہ بنایا۔ اسی نے مرزا غلام احمد کو احمد رسول اللہ بنایا۔ آپ جو دلائل و براہین حضرت محمد رسول اللہ کے متعلق میں کرینگے۔ وہی میں منہاج نبوت پر مرزا غلام احمد میں ثابت کر دونگا

پھر اس بعثت ثانی میں محمد رسول اللہ نے جس نام سے آنا تھا وہ بھی قرآن مجید میں بتا دیا۔ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد۔ ساری دنیا جانتی ہے اور آپ بھی اسکے خلاف کو مدلل نہیں کر سکتے۔ کہ حضرت محمد رسول عربی کا نام محمد تھا (صلے اللہ علیہ وسلم) احمد نام نہ ماں نے رکھا نہ باپ نے۔ کرام نے اس نام سے پکارا۔ نہ کسی نے اس نام سے ندا کی۔ پھر وہ داعی الی الاسلام یا الی اسلام تھے نہ مدعو الی الاسلام۔ اور اس آیت میں اس رسول کی نسبت اسکے لئے تو مدعو الی الاسلام لکھا ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ امتی ہوگا۔ اور پھر رسول میرے دوست یقین کیجئے کہ اب ابد تک محمدی نبوت کا دور دورہ ہے عیسے و موسے کی جگہ نہیں۔ جس میں یہ محمدی نبوت بوجہ اتم ظہور پذیر ہوگی وہی رسول و نبی کہلا سکیگا۔ اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ یہی معنی ہیں خاتم النبیین کے یعنے یہ بات بے فائدہ نہیں لکھی۔ بلکہ اسطلبیت دکھانے کو لکھا ہے کہ جیسے محمد مدنی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اسود و احمر عرب و عجم بر و بحر صوفیاء و علماء کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ اور سب پر ان کی دعوت کی اجابت فرض تھی اور ہے۔ اسی طرح یہ احمد قدنی کی بعثت کافۃ للناس ہے۔ پس کوئی صوفی ہو یا حساب ملا۔ سبھی پر واجب ہے کہ اس بعثت ثانیہ پر ایمان لائیں۔ یہاں پر عدیم الفرصتی کا عذر نہیں سنا جا سکتا۔ اور نیچ و تاب عشق و عاشقی قابل قدر ہے۔ تمہارا محبوب تو تمہارے دروازہ پر کھڑا ہے۔ اور تم اندر مزے سے لیٹے ہوئے خواب دیکھ رہے ہو۔ معلوم ہوا کہ ایں دیگرے راسے پرستند جو عاشق اپنے معشوق کو بھی نہیں پہچان سکتا اسکے عشق پر تف۔ ہاں اگر کسی کے دل میں یہ بات ہے کہ یہ معشوق نہیں بلکہ اس کا بہروپ بھر کر کوئی غیر میری آزمایش کے لئے آ گیا ہے۔ تو پھر وہ اس کا ثبوت دے۔ محض قیل و قال سے کام نہیں چلتا۔

بہتر یہی ہے کہ مولا کے حضور فریقین دعا کریں جو جھوٹے کا منہ کالا ہو۔ تا سب اتی المصور سے دیکھ لیں کہ سچا کون ہے۔ اور جھوٹا کون ہے۔ اسی فیصلہ کے لئے حسن نظامی کو بلایا گیا تھا۔ خدا کے برگزیدہ نبی احمد کے بیٹے نے اپنے آپ کو مبشر سماوی میں ظاہر کیا اور کہا کہ ایک ہزار مرید لکھ دو جن سب کے ساتھ ہوں اور ایک ہزار تمہارے ساتھ اور پھر جو جھوٹے رحیب تو ایس شریعت پھر پکڑیں خدا اس کی ہلاکت کرتا ہے ایک ہزار کی شرط اس لئے کہ تمام ہندوستان میں مختلف علاقوں کے ایک ہزار انسانوں کی ہلاکت سے تمام پر سچ جائیگا اور وہ سیالی پھیلینگی۔ اور وہ اسے ہی پہچان لیگی۔ افسوس کہ نظامی صاحب در گذر ہوئے۔ انہیں

سامنا کرنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ بارہا ان کی گور میں تزلزل پڑا۔ اب تو وہ حرکات مذبوحی بھی نہیں کرتے۔ ہاں آپ سے سنتا ہوں کہ چند کفن پوش صورتیں مقابلہ کو تیار ہیں۔ اجی حضرات! وہ صورتیں کہاں روپوش اور کیوں خاموش ہیں۔ مردہیں تو باہر نکلیں۔ پھر اور وقت کونسا ہے اگر ان کے پاس کربلا کی خاک کی چٹکی ہے تو ادھر دیکھے جس کے گریبان میں سو حسین ہے۔ خاک نشینوں کو واضح ہو کہ ان کے سر پر بجلی کڑک رہی ہے۔ وہ اپنے بچاؤ کا سامان کرلیں۔ حریم قدس میں پناہ گزین ہوں ورنہ خیر نہیں والسلام۔ (اکمل)

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جواب

نمبر (۱)

یہ سوالات ہمارے مکرم مولوی سید اسد صاحب ساکن ... ضلع لاہور نے لکھے ہیں جو دلچسپی سے پڑھے جائینگے۔ (اڈیٹر)

سوال نمبر ۱ - مرزا صاحب کتاب البریۃ کے صفحہ ۹۷ میں لکھتے ہیں کہ میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ کیا یہ شرک بذات نہیں[1]

سوال نمبر دوم - اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں۔ اور اس حالت میں میں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جسمیں کوئی ترتیب و تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اسکے خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا ہم انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کرینگے۔ کیا یہ شرک فی الصفات نہیں؟

سوال نمبر سوم - انما امرہ اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون۔ الہام مرتبہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے

[1] بذات کی جگہ فی الذات لکھنا چاہیئے تھا۔ جو سائل سے سہواً غلطی کی بنا حال ہے ۱۲ مجیب

اور صرف اسی قدر کہدے کہ ہوجا وہ ہوجاویگی۔

جواب سوال نمبر ۱ و ۲ - اولاً آپ نے اس کشف کی پہلی و پچھلی عبارت چھوڑ دی۔ اگر آپ اس کتاب کو دیکھ لیتے۔ تو کوئی صورت سوال کی پیدا ہی نہ ہوتی۔ جس کا جواب دینا ہمارے ذمے واجب ہوتا۔

ثانیاً۔ یہ تو حضرت مسیح موعود کا ایک کشف ہے جسمیں صاحب کشف کو اپنا کچھ اختیار نہیں ہوتا۔ خوابیں اور کشف اکثر تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ کیونکہ اکثر استعارات و مجازات کے رنگ میں دکھلائے جاتے ہیں۔ پھر صاحب کشوف و منامات جیسے جیسے فنافی الرسول و فنافی اللہ کے مقامات طے کرتے جاتے ہیں ویسی ویسی ان کو خوابیں و کشوف نظر آنے لگتے ہیں۔ ان کے ظاہر معانی لینے میں کجروی اور اکثر دفعہ ابتلا پر منتج ہوتا ہے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ سورہ یوسف میں حضرت یوسف کو کشف میں گیارہ ستارے و سورج و چاند سجدہ کرتے ہوئے اپنی طرف نظر آئے۔ کیا آپ کا حضرت یوسف پر ایسا اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ وہ اپنے آپ کو معبود و مسجود قرار دیتا تھا۔ جو صریحاً شرک ہے اور کیا اسکی تعبیر بعد چالیس سال آپ پر مدوّن نہیں ہوئی۔ کہ مراد اس سے اطاعت یازدہ برادران و والدین ہے۔

ثالثاً۔ ایسے کشوف و کلمات دیگر اولیاء کرام سے بھی بہت مروی ہیں۔ دیکھو قصائد و فتوح الغیب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ و کلمات ابوالحسن خرقانی کو کہ مجھے اتنی قدرت ہے۔ کہ ہاتھ بڑھاؤں اور آسمان کو کھینچ لوں۔ اور زمین پر پاؤں ماروں اور تحت الثریٰ تک پہنچا دوں۔ میں اپنی منزل آپ ہوں۔ میں تمام آدمیوں ملائکہ جنات چرند پرند اور تمام جانداروں اور کل مخلوقات سے کہ کنارہ جہاں پر ہیں۔ خبر رکھتا ہوں اور ایسا ہی بہتر نشان دے سکتا ہوں۔ جیسا کہ اپنے آس پاس کی چیزوں کا۔ مجھے وہ وقت عنایت کیا ہے کہ اول و آخر میرے وقت کے آرزومند ہیں۔ ساری مخلوق مثل کشتی کی ہے۔ اور میں اس کا ملاح ہوں۔ میں نے پہلے جانا تھا کہ امانت مجھ پر رکھی ہے جب بغور دیکھا۔ کہ اپنی خداوندی مجھ پر رکھی ہے۔

میں نے آسمانوں اور زمینوں کو دیکھا کہ میرے گرد طواف کرتے ہیں۔ بہشت میری طلب میں ہے۔ اور دوزخ میرے خوف میں ہے۔ اور اگر بہشت دوزخ کا میرے نزدیک گذر ہو تو دونوں مع اپنے لوگوں کے یعنی فانی ہوجاویں۔

پھر بایزید بسطامی کے حالات کو پڑھو کہ جب نماز فجر سے فارغ ہوئے۔ تو لوگوں کی طرف رخ کرکے فرمایا سبحانی ما اعظم شانی - انی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدون ۔ لوگوں نے سنکر کہا کہ یہ شخص تو دیوانہ ہوگیا ہے۔ فتامل۔

رابعاً۔ اس کشف کی تعبیر حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی نے خود ہی دوسری جگہ لکھدی ہے۔ پھر شرک فی الذات والصفات کا اعتراض کیسا؟

خامساً۔ اگر آپ کو یا آپکے پیر کو خواب میں کسی محصنہ عورت کے وطی سے احتلام ہوجاوے۔ کیا تم خدا کے نزدیک زناکار قرار دئے جاؤ گے۔ اور خواب میں آپ کوئی خوق العادت ترقی دیکھ لو۔ کیا اسکے ظاہری وہی معنی کروگے یا اس کی تعبیر کسی معبر سے دریافت کروگے۔ فتامل۔

اب میں مزید توضیح کے لئے آپ کو کتاب البریۃ کے صفحہ ۸۷ سے پڑھانا شروع کرتا ہوں۔ اور اخیر تک انشاء اللہ لفظ بلفظ لکھوں گا۔ پھر اس کشف کو جو آئینہ کمالات اسلام کے صفحہ ۵۶۴ و ۵۶۵ میں عربی میں مدت سے طبع ہوچکا ہے۔ اس کو بعینہٖ ذیل میں درج کرتا ہوں وہ یہ ہے ترجمہ۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں۔ اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ اور میرا اپنا کوئی ارادہ اور کوئی خیال اور کوئی عمل نہیں رہا۔ اور میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں۔ یا اس شے کی طرح جسے کسی دوسری شے نے اپنی بغل میں دبالیا ہو۔ اور اُسے اپنے اندر بالکل مخفی کرلیا ہو۔ یہاں تک کہ اس کا کوئی نام و نشان باقی نہ رہگیا ہو۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح مجھ پر محیط ہوگئی اور میرے جسم پر مستولی ہوکر اپنے وجود میں مجھے پنہاں کرلیا۔ یہاں تک کہ میرا کوئی ذرہ بھی باقی نہ رہا۔

اور میں نے جسم کو دیکھا۔ تو میرے اعضاء اسکے اعضاء اور میری آنکھ اسکی آنکھ اور میرے کان اس کے کان اور میری زبان اس کی زبان بن گئی تھی۔ میرے رب نے مجھے پکڑا اور ایسا پکڑا کہ میں بالکل اس میں محو ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس کی قدرت و قوت مجھ میں جوش مارتی ہے۔ اور اس کی الوہیت مجھ میں موجزن ہے۔ حضرت عزت کے خیمے میرے دل کے چاروں طرف لگائے گئے۔ اور سلطان جبروت نے میرے نفس کو پیس ڈالا۔ سو نہ تو میں ہی رہا۔ اور نہ میری کوئی تمنا ہی باقی رہی۔ میری اپنی عمارت گر گئی۔ اور رب العالمین کی عمارت نظر آنے لگی۔ اور الوہیت بڑے زور کے ساتھ مجھ پر غالب ہوئی۔ اور میں سر کے بالوں سے ناخن تک اس کی طرف کھینچا گیا۔ پھر میں ہمہ مغز ہو گیا جس میں کوئی پوست نہ تھا۔ اور ایسا تیل بن گیا کہ جس میں کوئی میل نہیں تھی۔ اور مجھ میں اور میرے نفس میں جدائی ڈالدی گئی۔ پس میں اس شے کی طرح ہو گیا۔ جو نظر نہیں آتی۔ یا اس قطرہ کی طرح جو دریا میں جا ملے۔ اور دریا اس کو اپنی چادر کے نیچے چھپا لے۔ اس حالت میں میں نہیں جانتا تھا کہ اس سے پہلے میں کیا تھا۔ اور میرا وجود کیا تھا۔ الوہیت میرے رگوں اور پٹھوں میں سرایت کر گئی۔ اور میں بالکل اپنے آپ سے کھویا گیا۔ اور اللہ تعالے نے میرے سب اعضاء اپنے کام میں لگائے۔ اور اس زور سے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ چنانچہ اس کی گرفت سے میں بالکل معدوم ہو گیا۔ اور میں اسوقت یقین کرتا تھا کہ میرے اعضاء میرے نہیں۔ بلکہ اللہ تعالے کے ہیں۔ اور میں خیال کرتا تھا کہ میں اپنے سارے وجود سے معدوم اور اپنی ہویت سے قطعاً نکل چکا ہوں۔ اب کوئی شریک اور منازع روک کرنیوالا نہیں رہا۔ خدا تعالی میرے وجود میں داخل ہو گیا۔ اور میرا غضب اور حلم اور تلخی اور شیرینی اور حرکت اور سکون سب اسی کا ہو گیا۔ اور اس حالت میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا جس میں کوئی ترتیب اور تفریق نہ تھی۔ پھر میں نے منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب و تفریق کی۔ اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کی خلق پر قادر ہوں۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا۔ انا زینا السماء الدنیا بمصابیح۔ پھر میں نے کہا۔ اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کرینگے۔ پھر میری حالت کشف سے الہام کی طرف منتقل ہو گئی اور میری زبان پر جاری ہوا۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ انا خلقنا الانسان فی احسن تقویم۔

اب حضرات پادری صاحبان سوچیں اور غور کریں۔ اور ان الہامات کو یسوع مسیح کے الہامات سے مقابلہ کریں۔ اور پھر انصافاً گواہی دیں کہ کیا یسوع کے وہ الہامات جن سے وہ اس کی خدائی نکالتے ہیں۔ ان الہامات سے بڑھ کر ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ اگر کسی کی خدائی ایسے الہامات اور کلمات سے نکل سکتی ہے تو ان میرے الہامات سے نعوذ باللہ میری خدائی یسوع کی نسبت بدرجہ اولی ثابت ہو گی۔ اور سب سے بڑھ کر ہمارے سید و مولا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آپ کے حق میں صرف یہی نہیں کہ جس نے تجھ سے بیعت کی۔ اس نے خدا سے بیعت کی اور نہ صرف یہ کہ خدا تعالے نے آپ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ اور آپ کے ہر ایک فعل کو اپنا فعل ٹھہرایا اور یہ کہہ کر وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ آپ کی تمام کلام کو اپنی کلام ٹھہرایا ہے بلکہ ایک جگہ اور تمام لوگوں کو آپ کے بندے قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ قل یا عبادی۔ یعنی کہہ اے میرے بندو۔ پس ظاہر ہے۔ کہ جسقدر صراحت اور وضاحت ان پاک کلمات سے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدائی ثابت ہوتی ہے انجیل کے کلمات میں یسوع کی خدائی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ بھلا اس سید الکونین صلے اللہ علیہ وسلم کی تو شان عظیم ہے۔ ذرہ انصافاً پادری صاحبان اور میرے الہامات کو ہی انصاف کی نظر سے دیکھیں اور پھر خود ہی منصف ہو کر کہیں کہ کیا یہ سچ نہیں۔ کہ اگر ایسے کلمات سے خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو یہ میرے الہامات یسوع کے الہامات سے بہت زیادہ میری خدائی پر دلالت کرتے ہیں۔ اور اگر خود پادری صاحبان سوچ نہیں سکتے۔ تو کسی دوسری قوم کے تین منصف مقرر کر کے میرے الہامات اور انجیل میں سے یسوع کے وہ کلمات جن سے ان کی خدائی سمجھی جاتی ہے۔ ان منصفوں کے حوالہ کریں۔ پھر اگر منصف لوگ پادریوں کے حق میں ڈگری دیں۔ اور حلفاً یہ بیان کر دیں۔ کہ یسوع کی خدائی زیادہ تر صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے۔ تو میں تاوان کے طور پر ہزار روپیہ ان کو دے سکتا ہوں۔

پھر آگے صفحہ ۸۱ پر لکھتے ہیں۔ میں دوبارہ کہتا ہوں۔ کہ میری تقریر کا ماحصل یہ ہے۔ کہ عیسائیوں نے جو حضرت عیسے علیہ السلام کو خدا بنا رکھا ہے۔ یہ سراسر ان کی غلط فہمی ہے۔ جن کلمات سے وہ یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں۔ کہ یسوع خدا یا ابن اللہ ہے۔ ان کلمات سے بڑھ کر میرے الہامی کلمات ہیں۔ انتہی۔

پھر آگے اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ اگر ظاہر الفاظ پر اعتبار کیا جاوے۔ تو ایک شخص کے خدا بنانے کے لئے جیسے میرے الہامی کلمات قوی دلالت رکھتے ہیں۔ یسوع کے الہامی کلمات ہرگز ایسے دلالت نہیں رکھتے۔ انتہی یعنے جب میں خدا یا ابن اللہ ان الہامی کلمات سے نہیں بن گیا۔ تو یسوع اپنے الہامی کلمات سے کس طرح ابن اللہ بن سکتا ہے۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود اسی کتاب البریہ کے صفحہ ۷۵ پر لکھ آئے ہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ یہ باتیں حضرت مسیح کی تعلیم میں ریت پر کوئی بھی زیادہ نہیں تھی۔ انہوں نے صاف صاف کہا تھا کہ میں انسان ہوں۔ ہاں جیسا کہ مقبولوں کی عزت اور قربت اور محبت کے القاب خدا کی طرف سے ملتے ہیں۔ اور جیسا کہ وہ لوگ خود عشق الٰہی کی محویت اور محبت اور یکدلی کے الفاظ منہ پر لاتے ہیں۔ ایسا ہی ان کا بھی حال تھا۔ اسمیں کیا شک ہے۔ کہ جب کوئی انسان سے محبت کرے یا خدا سے۔ تو جب وہ محبت کمال کو پہنچتی ہے۔ تو محب کو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کی روح اور اسکے محبوب کی روح ایک ہو گئی۔ اور فنا نظری

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان یوم پنجشنبہ - ۱۸/۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء

اِنْ اَوْلِیَآءُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ

آیت مندرجہ عنوان سے یہ استدلال کیا جاتا ہے کہ خانہ کعبہ کے متولیوں کو متقی کہا گیا ہے۔ پس سچا مذہب اور حقیقی اسلام وہی ہے۔ جو ان کا مذہب اور طرز عمل ہے۔ چونکہ وہ احمدی سلسلہ میں داخل نہیں اسلئے ثابت ہوا کہ احمدی سلسلہ جھوٹا ہے۔ حالانکہ تمام آیت پڑھی جائے۔ تو اس استدلال کی لغویت ظاہر ہے۔ آیت یوں ہے:۔

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّوْنَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوْۤا اَوْلِيَآءَهٗ ؕ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔

یعنے اللہ تعالےٰ مکہ کے کفار کو ضرور عذاب دیگا کیونکہ وہ لوگوں کو خانہ کعبہ سے روکتے ہیں۔ حالانکہ وہ خانہ کعبہ کے اولیاء نہیں۔ اور اصل اولیاء اسکے تو متقی ہیں اب دیکھو کہ یہاں پر اولیاء سے مراد متولی اور وہ لوگ ہیں جنکے قبضے میں خانہ کعبہ ہے۔ کیونکہ یصدون عن المسجد الحرام سے صاف ظاہر ہے۔ کہ اس آیت کے نزول کے وقت کافر لوگ خانہ کعبہ پر قابض تھے۔ جبھی تو وہ اپنی طاقت سے مسلمانوں کو خانہ کعبہ سے روکتے تھے۔ پس باوجود اسکے کہ کفار مکہ خانہ کعبہ پر قابض ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان کے حق میں فرماتا ہے۔ وما کانوا اولیاءہ یعنے یہ لوگ خانہ کعبہ کے اولیاء نہیں۔ اگر اولیاء سے معنے متولی یا قابض کے ہوتے۔ تو یہ بات قرآن کی غلط ہو جاتی۔ کیونکہ وہ اولیاء نہیں جبکہ اس آیت میں اللہ تعالےٰ خود ذکر کرتا ہے۔ کہ کفار مکہ خانہ کعبہ کے ایسے قابض ہیں کہ دوسروں کو اس میں آنے ہی نہیں دیتے۔ پس باوجود اسکے کہ خود اقرار کرتا ہے کہ اسوقت کفار مکہ کے قبضے میں خانہ کعبہ ہے۔ ان کے حق میں فرماتا ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے اولیاء نہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ اولیاء سے مراد ظاہری متولی نہیں ورنہ آیت کے نزول کے وقت تو کفار واقعہ میں متولی تھے پس ماکانوا اولیاءہ سے انکی نفی بتائی ہے۔ کہ یہاں اولیاء کے معنے ہیں "تعلق رکھنے والے اور حق" چنانچہ اللہ تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا۔ یہاں ولی سے مراد تعلق رکھنے والا ہے (اولیاء ولی ہی کی جمع ہے) اگر مولی یا قابض اسکے معنے لئے جائیں۔ تو اللہ تعالےٰ کا کافروں اور مومنوں دونوں پر قابض ہے۔ صرف مومنوں پر قابض کہنا ٹھیک نہ ہوگا ؛

اس سے ثابت ہوا کہ ولی اور اولیاء کے معنے دوستانہ ساتھی اور تعلق رکھنے والے کے ہیں۔ اب آیت زیر بحث کے معنے بھی صاف ہو گئے۔ جو یہ ہیں کہ کفار مکہ بیشک خانہ کعبہ کے ظاہری متولی ہیں۔ اور وہ طاقت رکھتے ہیں کہ لوگوں کو اسکے اندر داخل ہونے سے روکیں لیکن (ما کانوا اولیاءہ) حقیقی تعلق ان کا خانہ کعبہ سے کوئی نہیں (کیونکہ خانہ کعبہ خدا کا گھر ہے اور وہ خدا کے باغی ہیں) بلکہ (ان اولیاءہ الا المتقون) حقیقی تعلق اس گھر سے متقیوں کا ہے ؛

اس آیت کی تشریح سورہ توبہ میں بھی ملتی ہے جہاں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔ ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ۔ یعنے مشرکوں کے لئے اللہ کی مساجد آباد کرنا نہیں۔ اب اس سے کوئی شخص یہ استدلال نہیں کر سکتا کہ جو مسجد آباد کرے وہ مشرک نہیں کیونکہ ہم روزمرہ دیکھتے ہیں کہ بدعتی اور ہزار ہا مشرک ہیں گو قبر پرست لوگ مسجدیں بنواتے اور ان کی زینت کرواتے ہیں۔ اور اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ ہماری مسجد سب سے زیادہ بارونق ہو۔ علاوہ ازیں خود قرآن مجید نے تسلیم کیا ہے کہ مشرک لوگ مسجد آباد کرتے ہیں۔ جیسا فرمایا۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللّٰہ۔ یعنے اے لوگو! کیا تم دو شخصوں کو برابر سمجھتے ہو۔ ایک وہ جو خانہ کعبہ کو آباد کرے اور حاجیوں کو پانی پلاوے۔ اور دوسرا وہ جو سچے دین میں داخل ہو اور اسلام لاوے۔ اس سے صاف معلوم ہوا۔ کہ مسلمانوں کے مقابل میں جو لوگ تھے۔ وہ خانہ کعبہ کی مسجد کو آباد کرنیوالے تھے۔ حالانکہ ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ میں صاف فرمایا یعنے مشرک کا یہ کام ہی نہیں۔ پس اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ گو مشرک لوگ بھی مسجدیں آباد کرتے ہیں۔ مگر ماکان لھم ان کا حقیقی تعلق اس سے کوئی نہیں۔ کیونکہ وہ ہیں مشرک اور مسجد تو صرف اللہ کی عبادت کے لئے ہوتی ہے۔ جیسے دوسری جگہ فرماتا ہے:۔ انما المساجد للّٰہ فلا تدعوا مع اللّٰہ احدا۔ یعنے مسجدیں صرف ذکر الٰہی کیلئے ہیں۔ پس مسجد کا اور مشرک کا حقیقی جوڑ نہیں۔ کیونکہ مسجد توحید کا مقام ہے۔ اور خالص اللہ کی عبادت کی جگہ ہے اور مشرک اُسے کہتے ہیں۔ جو اللہ کے سوا اور بھی کسی کا عابد ہو۔ پس ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ کے یہ معنے نہیں کہ ظاہری مشرک لوگ مسجد آباد ہی نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ تو واقعہ ہے۔ کہ ہزاروں مشرک مسجدیں بنواتے ہیں۔ اور کفار عرب جو مشرک تھے۔ اور مشرک بھی ایسے کہ تین سو ساٹھ بت کے پجاری۔ وہ بھی خانہ کعبہ کے آباد کرنے میں کوشاں تھے۔ پس اصل مطلب یہ ہے۔ کہ بظاہر وہ آباد تو کرتے ہیں مگر مشرک رہ کر۔ ان میں اور مسجدوں کی آبادی میں کوئی مناسبت نہیں۔ اسی طرح ماکانوا اولیاءہ کے یہ معنے نہیں کہ کافر لوگ خانہ کعبہ کے متولی نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ یہ واقعات کے خلاف ہے۔ نبی کی زندگی میں اور فتح مکہ تک اس آیت کے نزول کے بعد بھی کفار مکہ کے خانہ کعبہ کے متولی رہے جبھی تو قرآن مجید فرماتا ہے کہ یصدون عن المسجد الحرام یعنے یہ متولی ایسے بُرے ہیں کہ لوگوں کو خانہ کعبہ سے روکتے ہیں۔ پھر جو فرمایا وما کانوا اولیاءہ اسکے یہ معنے ہیں کہ کافروں اور خانہ کعبہ کے تعلق میں کوئی مناسبت نہیں۔ بیت اللہ تو اللہ کا گھر ہے اس کا متولی کافر ہونا [illegible]

خدا کا نافرمان ہے۔ اور خدا کے نافرمان کو خدا کے گھر کی آبادی سے کیا کام؟ باغی کو شہر سلطنت سے کیا تعلق؟ اس سے سچا تعلق رکھنے والے تو متقی ہی ہو سکتے ہیں۔ پس جو صاحب اس آیت سے ہمارے خلاف استدلال کرتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ ساری آیت پڑھیں اور دیکھیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ الا یعذبھم اللہ۔ مشرکوں کو عذاب دیگا۔ کیونکہ خانہ کعبہ قابض ہیں۔ اور ایسے قابض ہیں کہ لوگوں کو اس سے روکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہو کہ آیت کے نزول کے وقت خانہ کعبہ کفار کے قبضہ میں تھا۔ پھر فرمایا ما کانوا اولیاءہ۔ یعنے یہ لوگ اسکے اولیاء نہیں اب اگر اولیاء کے معنے ظاہری متولی کے لئے جائیں تو نعوذ باللہ خدا پر اختلاف بیانی کا الزام آتا ہے کیونکہ خود ہی تو فرماتا ہے۔ یصدون عن المسجد الحرام کہ یہ لوگ خانہ کعبہ پر ایسے مسلط ہیں کہ کسی مسلمان کو اس میں گھسنے نہیں دیتے۔ اور پھر خود ہی فرماتا ہے کہ ما کانوا اولیاءہ۔ یعنے یہ اسکے متولی نہیں۔ ان اولیاءہ الا المتقون۔ بلکہ اسکے متولی مسلمان ہیں۔ بھلا جب مسلمان اسکے متولی ہوگئے۔ تو کیا پھر بھی کافر خانہ کعبہ سے روک سکتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ مسلمانوں کے قبضے میں آیا۔ اسکے بعد تو کسی مشرک نے کسی مسلمان کو نہیں روکا۔ بلکہ سورہ براءۃ کے ذریعہ مسلمانوں نے کافروں کو مسجد الحرام سے روک دیا۔

خلاصہ مطلب یہ کہ اس آیت میں جو فرمایا کہ مسلمان خانہ کعبہ کے اولیاء ہیں۔ اور کافر اولیاء نہیں تو اولیاء سے مراد ظاہری متولی نہیں۔ کیونکہ جب کافروں کے اولیاء ہونے سے انکار کیا ہے۔ اسوقت واقعہ میں کافر ہی متولی تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اولیاء کے معنے حقیقی مناسبت رکھنے والے کے ہیں۔ ان اولیاءہ الا المتقون کے یہ معنے نہیں کہ ہمیشہ متقی لوگ ظاہری طور پر اسکے متولی ہونگے۔ بلکہ یہ مراد ہے۔ کہ خانہ کعبہ کے ساتھ سچی مناسبت اور حقیقی تعلق ایسے لوگوں کا ہے۔ جو متقی ہیں۔ اور ان معنوں کے رو سے حضرت مرزا صاحب کے منکر ولی نہیں خواہ وہ کلمہ گو ہوں۔ مگر کلمہ گو تقوے اللہ نہیں رکھتا۔

اخیر پر یہ بھی کہنا ہے کہ خود سورۃ توبہ کے تیسرے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا کہ ضروری نہیں کہ خانہ کعبہ کے متولی مسلمان ہوں۔ فرمایا۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ۔ یعنے ایک شخص ہے جو اسلام لاتا ہے۔ اور سچے دل سے داخل ہوتا ہے۔ اور ایک شخص ایسا ہے جو مسلمان نہیں۔ مگر خانہ کعبہ کو آباد کرتا ہے۔ اور حج کے موسم میں حاجیوں کو پانی پلاتا ہے۔ کیا یہ دونو شخص برابر ہیں۔ آگے فرمایا۔ لا یستوون عند اللہ یعنے اللہ کے نزدیک یہ دونو شخص برابر نہیں۔ پس اس آیت میں خانہ کعبہ کے آباد کرنیوالے اور حاجیوں کو پانی پلانے والوں کو ایمان لانے والوں کے مقابل میں رکھکر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ ضروری نہیں کہ خانہ کعبہ کا متولی ضرور مسلمان ہو۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ خانہ کعبہ آباد کرے۔ اور حاجیوں کو پانی پلائے۔ مگر اسلام میں داخل نہ ہو۔

سید محمد اسحٰق قادیان (طالب علم)

جلسہ چک لوہٹ

۲۶-۲۷ مارچ کا جلسہ چک لوہٹ ضلع لدھیانہ میں تھا۔ جو غوث گڑھ سے چار کوس کے فاصلہ پر ہے ۲۷ کو صبح ۹ بجے غوث گڑھ سے بہمراہی مکرمی منشی عبداللہ صاحب سنوری و دیگر احباب بسواری بہلی روانہ ہوئے۔ قریباً ایک کوس پیدل چل کر احباب کے اصرار سے بہلی پر سوار ہوئے۔ بہلی کے بیل نو خرید اور بہلی میں نئے جتے ہوئے تھے۔ وہ بوجہ دیہاتی ہونے کے ہمارے لباس سے ڈرتے اور جوئے کو بار بار اپنی گردن سے نکالتے تھے۔ بمشکل ایک آدھ میل چلے ہونگے۔ کہ بہلی کی پنجنی ٹوٹ گئی۔ جس سے بہلی پر سواری مشکل ہوگئی۔ خاصکر ہمارے مکرم حافظ روشن علی صاحب کے وزن کو بہلی بالکل برداشت نہ کر سکی۔ لاچار ہوکر حافظ صاحب کو ایک گھوڑی پر سوار کرایا۔ اور مولوی غلام رسول صاحب پیدل چل کر ہم سے پہلے ہی چک لوہٹ پہونچ گئے۔ یہ خاکسار اکیلا بہلی میں بیٹھکر کوئی تین بجے کے قریب چک لوہٹ پہونچا آگے جلسہ ہو رہا تھا اور مخدومی مولوی غلام رسول صاحب ایسا فاضلانہ لیکچر زیر صدارت حافظ صاحب جن کو گھوڑی بہت جلد منزل مقصود پر لے پہونچی تھی۔ دے رہے تھے چک لوہٹ کے احمدیاں نے نہایت شاندار سٹیج بنا کر سجایا ہوا تھا۔ اور قریباً ڈیڑھ سو کے حاضرین کی اسوقت تعداد تھی۔ مولوی صاحب کے لیکچر ختم کرنے پر نمازیں جمع کیں اور دوسرا اجلاس مسجد احمدیہ کے صحن میں ہوا۔ اسوقت حاضرین کی تعداد کافی تھی کہ تمام صحن مسجد بھرا ہوا تھا۔ اور مسجد سے باہر کے صحن میں بھی کثرت سے آدمی تھے۔ اور یہ زیادہ تر غیر احمدی تھے۔ دوسرا لیکچر وفات مسیح پر صحن مسجد میں اس خاکسار کا ہوا اور سامعین نے خوب سنا اور فائدہ اٹھایا۔ الحمد للہ قریب مغرب جلسہ برخاست ہوکر پہلے دن کے اجلاس ختم ہوئے

۲۸ مارچ کا جلسہ

۲۸ مارچ کو صبح ۸ بجے جلسہ اسی مسجد کے صحن میں منعقد ہوکر حضرت حافظ روشن علی صاحب کا جامع لیکچر صداقت مسیح موعود پر ہوا۔ بعد اختتام لیکچر حافظ صاحب کھانا کھایا گیا۔ اور نمازیں جمع کیں۔ اور دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ جو تین بجے بعد ظہر قبل عصر تھا۔ اس میں چند معترضین کے اعتراضات پیش ہوئے۔ جنکے جوابات مولوی غلام رسول صاحب حافظ صاحب و خاکسار نے یکے بعد دیگرے دئے۔ اور آدھ گھنٹہ تقریر مولوی ظل الرحمن صاحب نے ختم نبوت پر بیان کی جو عمدہ تھی۔ اسکے بعد جھوک مہدی مصنفہ مولوی غلام رسول صاحب آف راجیکی پر ایک دیہاتی اعتراض جس سے سامعین کو بہت دلچسپی تھی کہ ہم میں سے بھی ایک ناخواندہ نے وزن دار اعتراض کر دیا۔ اور اس معترض کی حمایت ایک ہندو صاحب نے جو غالباً پٹواری تھے کی۔ جن کا جواب اس خاکسار نے بہت کھولکر دیا اور سمجھایا کہ تناسخ جس طریق جزا و سزا کا نام ہے۔ وہ اس مصرعہ سے جو جھوک کے شروع میں ہی لکھا گیا ہے۔ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ اور وہ مصرعہ یہ تھا ؎

"نبی محمدؐ آئے مہدی دے بھیس تی"

اس فضول اور نامعقول امر پر دیر تک جھگڑا رہا۔ مگر معترض ایسے شان کا انسان تہا جس سے امرتسری مُلاں بھی ایک آدھ قدم پیچھے ہی رہا ہے۔

اس معترض کے بعد ایک دوسرا معترض اٹھا۔ جس نے ماقتلوه وماصلبوه پڑھ کر بل رفعه الله الیه سے مسیح کے آسمان پر اٹھائے جانے کا دعوے کیا۔ یہ معترض اُردو پڑھا ہوا تھا۔ اور ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن پر اڑا ہوا تہا۔ اس مترجم کے وہ الفاظ جو خطوط وحدانی (بریکٹوں) کے اندر ہوتے ہیں پیش کرکے دکھلانے لگا۔ کہ یہ دیکھو مسیح کا آسمان پر جانا قرآن مجید میں لکھا ہے۔ خدا خدا کرکے اس جہل مرکب کو سمجھایا۔ کہ قرآن مجید میں ایسا نہیں لکھا۔ دہلی کے چھاپہ خانہ میں ایسا لکھا گیا ہے اور ولایتی کاغذ پر اُردو زبان میں چھاپا ہے۔ خدا کے کلام عربی زبان میں یہ نہیں لکھا۔ تب وہ ۔۔۔ نے سمجھ لیا یا بے سمجھی سے ہی خاموش ہو گیا

سلسلہ بیعت

لیکچروں کے بعد آخری وقت پر ایک شخص نے کہا کہ میں بیعت کرنی چاہتا ہوں اس کی درخواست بیعت میں ہونے پر اعلان کیا گیا کہ جس شخص نے دو روز تک تقریروں کو سنکر صداقت کو سمجھ لیا ہے۔ اور وہ بیعت کرنا چاہے۔ تو وہ بھی بیعت کرے اس آواز کا دینا تھا کہ یدخلون فی دین الله افواجا کا نظارہ سامنے آگیا۔ اور ایک دم کثیر تعداد سے لوگ بیعت کے واسطے اُٹھ اُٹھ کر ہمارے میز کے پاس آتے گئے۔ بیعت لینے کی اجازت حضرت حافظ صاحب کو امیر المومنین کی طرف سے ملی ہوئی ہے۔ حافظ صاحب نے بیعت لینی شروع کی۔ ایک بار بیعت لے چکے۔ دوسری بار پھر ایک جماعت اُٹھی۔ اس نے بیعت کی۔ تیسری بار پھر ایک دستہ بیعت کے واسطے آیا۔ چوتھی بار آخری دفعہ چوہدری غلام محمد صاحب نمبردار نے جن کی بیعت نہ کرنے کا مجھے سخت قلق تھا۔ معہ اپنے اہل وعیال کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوکر بیعت کرلی۔ جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی اور خدا کی حمد کی۔ فللہ الحمد۔ اور اب جلسہ کی کارروائی کامل کامیابی کے ساتھ ۷۸ آدمیوں کے داخل سلسلہ ہونے پر ختم ہوئی۔ ثم الحمد للہ ٭

ہماری واپسی اور تذکرہ احباب

اب ۴ بجے شام کا وقت تھا۔ اور ہماری واپسی کے لئے مخدومی منشی عبداللہ صاحب سنوری نے ماچھی واڑہ سے ٹمٹم منگائی تھی۔ اسپر ہم سب سوار ہوکر ماچھیواڑہ کو روانہ ہوئے۔ راستہ تک گاؤں چک لوہٹ دور تک ہمیں رخصت کرنے آئے اور اخیر ہم منشی عبداللہ صاحب تو ہمیں گھر تک پہنچانے کے ہوئے۔

نجزاہم اللہ احسن الجزا۔ احمدیان چک لوہٹ کے پیش امام مکرمی مولوی عبدالحق صاحب ایک پُرجوش مگر خاموش احمدی ہیں۔ اس گاؤں کے تمام باشندے مولوی صاحب پر بہت خوش ہیں۔ اور مولوی صاحب کا دلی جوش اور قلبی خواہش یہ رہتی تھی۔ کہ ان کے سب دوست احمدی ہو جائیں جو خدا کے فضل سے انکی یہ آرزو پوری ہوئی۔ مولوی صاحب کو احمدیت تو ورثہ میں ملی ہوئی ہے مگر آپنے اس پر کوئی اضافہ اپنی ذاتی تحقیق سے نہیں کیا تھا۔ اور نہ آپنے دارالامان کو آکر دیکھا۔ مگر بانی احمد علیہ السلام پر فدا اور محمود ایدہ اللہ پر نثار ہیں۔ اللہ تعالےٰ مولوی صاحب کو مستی از مستی خدمت سلسلہ کا جوش اور حاضری دارالامان کی توفیق عطا فرماوے آمین اب مولوی صاحب نے ہم سے وعدہ پختہ کرلیا ہے کہ وہ قادیان شریف حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ اور ہمیشہ حاضر ہوتے رہینگے مولوی صاحب و دیگر احباب چک لوہٹ نے جس خلوص اور محبت سے حق مہمانداری ادا کیا۔ خدا تعالےٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرماوے ٭

ہم نے کھنہ اسٹیشن سے رات کے بارہ بجے کی گاڑی سے سوار ہونا تہا۔ اور کھنہ چک لوہٹ سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر تھا۔ ماچھیواڑہ تک کچا راستہ جو پانچ کوس تھا ۴ بجے شام کے چک لوہٹ سے سوار ہوکر رات کے ساڑھے نو بجے تک سفر ہوا۔ آگے وہاں ایک مخلص احمدی معزز دوست نے کھانے کا انتظام کر رکھا تھا اس کے واسطے ماچھیواڑہ میں تھوڑی دیر قیام کرنا تہا۔ سوچا گیا کہ گیارہ بجے کے قریب فارغ ہونگے۔ تو ۱۲ بجے کی گاڑی کھنہ کی جو وہاں سے ۱۶ میل ہے۔ گو پختہ سڑک ہے سواری ٹمٹم کی ہے۔ نہیں ملیگی۔ صبح کو چلینگے۔ یہ سوچکر وہیں رہ بیٹھے۔ ماچھی واڑہ کا حال اگلی اشاعت میں دیا جائے گا۔ انشاء اللہ ٭

تبلیغ رسالت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے اشتہارات کی جلد اوّل خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے مکمل ہوچکی ہے۔ اور اس ماہ میں ہی اُمید ہے کہ شائع ہو جائے صرف نو کاپیاں چھپنے کے واسطے امرتسر بھیجی ہوئی ہیں۔ خیال تھا کہ وہاں جلد طبع ہو جائیگی۔ لیکن افسوس کہ امرتسر کے مطبع والوں نے ضرورت سے زیادہ دیر لگا دی۔ قادیان میں بشکل اخبارات چھپ سکتے ہیں۔ کتابوں کا چھاپنا یہاں مشکل سے بھی نہیں ہوتا۔ اور جب کسی کتاب کو طبع کرانا پڑتا ہے۔ تو لاہور امرتسر ہی جانا ہوتا ہے۔ اور یہ تکلیف زیادہ تر اسوجہ سے ہے کہ یہاں سامان طبع اچھا نہیں۔ اور فاروق کا اپنا پریس نہیں دوسری مجموعہ اشتہارات کی لکھی جارہی ہے وہ بھی انشاء اللہ جلد ہدیہ ناظرین ہوگی۔ جلد اوّل میں ۷۵ اشتہارات ایسے طبع ہوئے ہیں جنمیں سے بعض بالکل نایاب مگر بے بہا اور اتمام حجت علی المخالفین کے لئے عدا ابتک پہنچے ہوئے ہیں۔ اور بعض ان میں اب تک کسی اخبار یا رسالہ یا مجموعہ میں شائع نہیں ہوئے۔ اور یہ اشتہار ۴ مارچ ۱۸۸۷ء سے لیکر مارچ ۱۸۹۰ء تک کے ہیں۔ اس جلد کی قیمت جو ۱۶۰ صفحہ کی ہے۔ حسب وعدہ صرف ایک روپیہ رکھی ہے۔ اور قریباً ۳ روپیہ محصولڈاک ہوگا جسنے اس مقدس مجموعہ اشتہارات کے واسطے باربار فاروق میں اعلان کیا تھا۔ کہ احباب ایک ایک روپیہ پیشگی بطور قیمت کتاب کے بھیجدیں۔ تو طبع کتاب میں آسانی ہوجاوے کیونکہ کاغذ بہت گراں ہے۔ اسلئے اس پیشگی قیمت سے خرید لیا جاوے۔ الحمد للہ کہ میری آواز پر توجہ کرنے ...

فرمائی۔ اور اکثر احباب نے بجائے ایک ایک روپیہ قیمت ایک جلد کے مکمل دس جلدوں کی قیمت مبلغ دس دس روپیہ پیشگی ارسال فرماکر ثواب حاصل کیا۔ اور بعض نے بیس بیس پچیس پچیس جلدیں خریدنے کا وعدہ فرماکر پیشگی قیمت عطا فرمادی۔ اور بعض نے قیمت کتاب سے علاوہ بطور اعانت بھی امداد فرمائی۔ جزاہم اللہ احسن الجزا

جن احباب نے کامل مجموعہ کی قیمت ارسال فرمائی ہے ان کے اسماء گرامی وقتاً فوقتاً فاروق میں شکریہ کے شائع ہوتے رہے ہیں۔ سابقہ شائع شدہ ناموں کے علاوہ احباب ذیل نے رقومات ذیل عطا فرماکر ثواب حاصل کیا ٭

(۱۶) مکرمی ڈاکٹر فضل کریم صاحب فیلڈ سروس ۲۴ المعمر ــــ للعہ

(۱۷) مکرمی سیٹھ موسیٰ صاحب جام نگر ــــ للعہ

(۱۸) مکرمی بابو منظور احمد صاحب کوہاٹ۔ توپخانہ ۲۹ ــــ للعہ

(۱۹) مکرمی منشی فرزند علی صاحب منجانب جماعت احمدیہ فیروز پور . . . . ــــ للعہ

(۲۰) مکرمی صوبیدار غلام حسین صاحب فیلڈ سروس بوشہر (ایران) معہ دیگر احباب . ــــ للعہ

(۲۱) مکرمی عبداللہ خان صاحب سوداگر ممدنیا ربہا ــــ للعہ

اللہ تعالےٰ ان سب دوستوں کو جزاء خیر دے اور دین و دنیا میں بامراد کرے۔ آمین ٭

میں پھر اخبار اطلاع دیتا ہوں کہ جن دوستوں کو اسکی خریداری منظور ہے۔ وہ بہت ہی جلد ایک ایک روپیہ پیشگی بطور قیمت کتاب ارسال کردیں اور کامل مجموعہ کی خریداری منظور کریں۔ صرف ایک دو جلد کسی کو نہیں ملیگی۔ تاوقتیکہ کامل مجموعہ نہ خریدیں۔ یہ ایک خزانہ ہے جو مدت سے پوشیدہ تھا۔ اور اب خدا نے اپنے فضل سے اس عاجز کو اسکے ظاہر کرنے اور دنیا میں پھیلانے کا موقعہ عطا فرمایا۔ ثم الحمدللہ ٭

خطبات نور

حضرت حکیم الامۃ مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کے فرمودہ خطبات جمعہ و عیدین وغیرہ ہر دو حصہ چند نسخے باقی ہیں۔ قیمت ہر دو حصہ عمر علاوہ محصولڈاک۔ دفتر فاروق سے

حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور امام مہدی علیہ السلام

(از منشی جان محمد صاحب احمدی ہوشیارپوری)

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کے متعلق جہاں خدائے عزّ وجل اپنی کتاب قرآن حمید میں بذریعہ آیات بیّنات ناطق و شاہد ہیں۔ اور حضور خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی احادیث بعثت نبی آخرزمان علیہ السلام اپنے پورے نشانات کے ساتھ سچائی پر گواہ ہیں۔ وہاں عارفین کاملین اُمت مرحومہ بھی اس برگزیدہ انسان کی نشان دہی سے نہیں چُوکے۔ اور اپنے علم ربّانی کے مطابق اس کامل ہستی کا کسقدر علم علماء لوگوں کو سکھایا۔ چنانچہ عارف باللہ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ میں اپنی مشہور و معروف کتاب فتوحات مکیہ میں مہدی آخر زمان مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جو بات بتلاتے ہیں کس طرح اپنی پوری کیفیت میں جلوہ نما ہو رہے ہیں۔ حضرات صوفیہ کرام کا ایک بڑا حصہ حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو مثل حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الولیّین مانتا ہے۔ اور ان کے فلسفہ تصوف کو بڑی عقیدت کے ساتھ تسلیم کرتا ہے۔ جس کا بڑا حصہ فلسفہ ویدانت کے مشابہ ہونے کے سبب اکثر اعاظم متصوفین کی نظروں میں نہایت گمراہ کن غیر اسلامی تعلیم تصور کیا جا رہا ہے تاہم فلسفہ تصوف سے قطع نظر کرکے حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو بڑے پایہ کا بزرگ تسلیم کیا جاتا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ان کو باوجود اختلاف رائے کے صالحین میں شمار کرتے ہیں۔ زمانہ حال کے صوفیوں کو دیکھو۔ جو فلسفہ تصوف حضرت ابن عربی رح پر دل و جان فریفتہ و شیدا ہیں۔ اور ان کی تعلیم کا دارومدار ہی فلسفہ ابن عربی رح پر ہے۔ اور حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کو کشور ولایت کا شہسوار سمجھتے ہیں۔ اور فتوحات مکیہ کو بذریعہ کشف ضبط تحریر میں آیا ہوا مانتے ہیں۔ مگر امام مہدی علیہ السلام کے نزول کے موقعہ پر کس طرح ابن عربی کی تعلیم کو پس پشت ڈالکر ان کی پیشگوئی کے مصداق بن رہے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اسکے لئے خسران و تباب کیا ہوگا؟

عصر موجودہ کا ایک ناعاقبت اندیش جس کا دماغ فلسفہ افرنجیہ کی لاطائل اور لایعنی دلیلوں سے پُر ہوکر معارف قرآنیہ سے نابلد ہونے کی وجہ سے اور جسکی آنکھیں یورپی روشنی سے اسقدر خیرہ ہوگئی ہیں کہ اسلامی روحانیت سے بے بہرہ ہوگئی ہیں۔ اپنے منگھڑت اصول و اجتہاد کی بناء پر جن کا زیادہ تر سرسید احمد کی خالی از روحانیت نیچری تعلیم پر دارومدار ہے آج حضرت محی الدین ابن عربی کے فلسفہ پر نکتہ چینی کرتا ہے۔ جنہیں ست بعض اعتراض درست اور صحیح بھی ہوں۔ تو صوفی کا طبقہ اس کو بائیکاٹ کر دیتی ہے۔ اور نئی روشنی کے صوفی جناب خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی ہیں کہ اس کو ہوم رول کی تلوار کی دھمکی دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں بڑی شدّ و مدّ کے ساتھ اسکے ہم نوا ہوکر اس کی توجہ کو منقلب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اس طریقے سے آیا۔ تو وہ صوفیہ کی مخالفت یا ان کے عقاید باطلہ کی تردید کی آگ جو ان کے خرمن تازیر گیکر خس و خاشاک کی طرح جلانے والی تھی۔ ٹھنڈی ہو جائیگی۔ دوسرے عوام کالانعام میں ان تحریروں سے جو ہمدردی پھیل گئی ہے۔ مبدّل بہ ہمدردی ہو جائیگی معلوم نہیں۔ جناب خواجہ صاحب اپنے ارادے میں کہاں تک کامیاب ہوگئے ہیں۔ اس بات کا بخوبی علم قارئین کو ہوگا مگر خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کی اس کارروائی نے جو بلاوجہ اور بلاسبب یکایک حضرت مسیح موعود علیہ السلام احمد قادیانی کی مخالفت میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے مقابل میں شروع کرکے جہاں اپنی رُوحانی قوت کا ثبوت

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان ...

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر ایم قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲ مئی ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۷
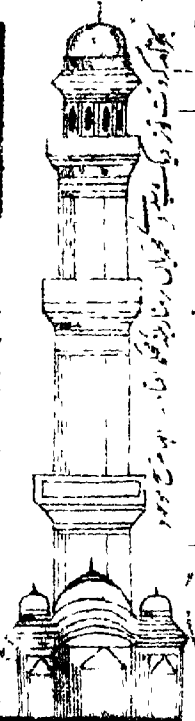
سلسلہ کی خبریں

حضرت امیر المومنین فضل عمر ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت بفضلہ تعالے روز افزوں صحت پذیر ہے ضعف زیادہ تر ہے خود بخود دور ہو رہا ہے۔ حضور کی صحت کامل کے لئے احباب فرداً فرداً اور جماعتوں میں کثرت سے دعائیں کریں

جلسہ ہوشیارپور خاکسار ایڈیٹر فاروق بحکم حضرت صاحب یہ اخبار روانہ کرکے ۳ مئی کو ہوشیارپور جہاں احمدیہ جلسہ ۴، ۵ مئی کو ہوگا۔ جاتا ہے دوسرے بزرگ حضرت اخویم مولوی غلام رسول صاحب راجیکی تشریف لے جائینگے۔ احباب کامیابی و کثرت اسیں کی دعا کریں ؛

قاضی لم یق والے مقدمہ کا تاحال کچھ پتہ نہیں لگا۔ تحصیلدار صاحب بٹالہ نے معلوم رپورٹ بھیجی ہے یا نہیں سب پوسٹماسٹر قادیان کے خلاف جو زیر دفعہ ۵۰۰ تعزیرات ہند خاکسار ایڈیٹر فاروق نے نالش کی ہوئی ہے۔ اس کی

ڈاکخانہ قادیان میں اندھیر
نمبر ۵
قابل توجہ افسران بالا

گذشتہ اشاعت میں ہم بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان کے متعلق میاں فخر الدین صاحب کی شکایات درج کر چکے ہیں۔ اس نمبر میں ایک دو دیگر اہم شکایات جو موصول ہوئی ہیں۔ سو درج کرتے ہیں جس سے اندازہ ہو جائیگا کہ بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر قادیان کو احمدیوں کے ساتھ کسقدر بدسلوکی کا شوق ہے۔ وہ بات بیجا ناحق ان کو تکلیف دینے اور نقصان پہنچانے پر ہر وقت تلے رہتے ہیں۔ اور حکام بالا کی بھی ذرا پرواہ نہیں کرتے ؛

قادیان کا سب پوسٹماسٹر لنڈن میں

مکرمی قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ اے بی۔ ٹی جو انجمن ترقی اسلام قادیان کی طرف سے لنڈن میں تبلیغ کر رہے ہیں۔ اپنی چٹھی مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۱۸ء میں مخدومی قاضی اکمل صاحب مینیجر الفضل کو تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"اخبار الفضل میں سنے پوسٹماسٹر صاحب کی بابت کچھ امید رکھی گئی ہے۔ کیا یہ نئے (سب پوسٹماسٹر) ہیں یا پرانے؟ جنہوں نے اخبار الفضل مجریہ جنوری اسود سے بیرنگ کرنے کی کوشش کی کہ وہ لیٹر بکس میں ڈالا گیا۔ حالانکہ وزن کے لحاظ سے وہ معمولی (Printed matter) کے۔ چارج سے زیادہ نہ تھا۔ انہوں نے اردو کی مہر لگائی جو یہاں (لنڈن) کے افسران نے پوسٹماسٹر کی کم عقلی کی وجہ سے ہم سے چارج نہیں کیا۔ لنڈن ۲۲ مارچ ۱۹۱۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان ۲۰ مئی ۱۹۱۸ء

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک کشف کی تعبیر

(حامیان پیغام کے ایک صادق دوست کے قلم سے)

بخدمت ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح - بعد علیک ما وجب گذارش ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کشف آپ نے لکھا ہے کہ جناب مسیح موعودؑ نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم - حضرت علیؓ - حسنین - بی بی فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کو دیکھا اور آپؑ کو ایک کتاب دکھی جس کی نسبت یہ بتلایا گیا کہ یہ تفسیر قرآن ہے جسکو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علی تفسیر تجھ کو دیتا ہے - مجھے اسوقت اس کشف کے الفاظ پورے طور پر یاد نہیں - ممکن ہے یہی ہوں جو آپ نے لکھے ہیں لیکن اس کی تعبیر کے متعلق جو کچھ میں کہہ سکتا ہوں - کہ اب تک عام خیال جماعت میں اسکے متعلق یہ رہا ہے - کہ یہ وہ تفسیر ہے - جو حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن شریف کی بہت سی آیات کی تفسیر اپنی مختلف کتب تصانیف میں - تقریروں اور تحریروں میں کی ہے جو ایسے معرفت کے نکات اور حقائق و دقائق و معارف ہیں جو کسی کتاب میں نہیں آتی اور جو اگر قرب براہین احمدیہ والہام میں بھی ذکر ہے ... اس کے علاوہ ایسی ہی تفاسیر بھی جناب امیر المومنین حضرت علیؓ کو روحانی ورثہ میں ملی ہیں - حضرت مولانا مولوی حکیم نور الدین صاحب رضی اللہ تعالے عنہ جنکو حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ ماننے اور یقین کرتے تھے - فرمایا کرتے تھے - کہ ایک دفعہ میں نے جناب امیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ سند جو کی کتاب کا میں نے جواب لکھا ہی اس خواب کے بعد آریاؤں کے رد میں بہت سے لطیف جواب اور آیات قرآن کے لطیف نکات مجھ پر کھلے - یہ بزرگان دین کی روحانی امداد کا نتیجہ ہوتا ہے - غرض اسی رنگ میں حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ کے روحانی فیوض و برکات سے حضرت مسیح موعودؑ نے حصہ لیا - اور کلام پاک کی لطیف تفاسیر آپ پر کھلیں - اور آپ نے بیان کیں یہ اس کشف کے متعلق ایک تعبیر ہے جس کو واقعات نے صحیح ثابت کیا لیکن یہ پاک نوشتے ذی الوجوہ ہوتی ہیں - اور کچھ حرج نہیں کہ اب یا کسی آیندہ زمانہ میں اسکی کچھ اور تعبیر بھی ظاہر ہو - لہٰذا اس کشف کی تعبیر جو آپ نے فرمائی ہے - اور اس کو اس امر پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے قرآن شریف کی ایک انگریزی تفسیر لکھی ہے - اور اس تفسیر کے دیباچہ میں جن جن مفسرین سے تفسیر لی گئی ہے - ان کے ذکر کے بعد یہ بھی لکھدیا ہے کہ اس میں جو بہترین خیالات ہیں - وہ مرزا صاحبؑ مجدد و مہدی کے فیوض کا نتیجہ ہیں - یہ تفسیر بھی بے شک قابل توجہ ہے - خدا آپکو جزا دے - اور آپکے ساتھیوں کو کہ آپ اپنے ذہن رسا سے کوئی نہ کوئی نئی بات ضرور ایجاد کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں - آخر اسی طرح آدمی موجد بنتا ہے اور کچھ تعجب نہیں کہ بہت جلد آپ کا نام خاص مخترعین کی فہرست میں درج کیا جاوے ؎

مگر آپ کی تعبیر کے متعلق مجھے چند امور خود طلب معلوم ہوتے ہیں - جو عرض کر دیتا ہوں تاکہ آپ اور اخبار پیغام کے دیگر ظاہر و مخفی ایڈیٹر صاحبان کی نکتہ آرا طبائع توجہ فرمادیں ؎

(۱) آپ کی کوشش ہے تاکہ آپ نے دریع فلاں کا نمونہ ہے - کہ باوجود مرزا صاحب کی نبوت سے منکر ہونے کے انکی نبوتوں کو سچا کرنے کی سعی فرمائی - لیکن عزیز من اگر اس طرح آپ ذاتی طور سے جناب مرزا صاحب کی نبوتوں کو سچا کرنے کی سعی میں لگ جائینگے - تو کیا اس سے احمدی اصحاب کو حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے ثابت کرنے میں مزید امداد نہ مل جائیگی ایسے زمانہ میں جبکہ مسیح موعود کا نبی ہونا خلاف رائے اہل الرائے اصحاب بڑے زور سے پیش کیا جا رہا ہے - کیا احتیاط لازم نہیں - گو مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی کہا - رسول پاک نے بھی مسیح موعود کو نبی کہا خدا نے بھی آپ کو نبی کہا - ریویو انگریزی اور اُردو میں بھی نبی لکھا جاتا تھا - حضرت خلیفہ اول بھی آپ کو نبی مانتے تھے - مگر وہ زمانہ اور تھا - خلافت محمودیہ نے معاملہ دگرگوں کر دیا ہے - جس بات پر محمود زور دے اس کا رد ضروری ہے - گو وہ سچی ہی ہو - ورنہ مقابلہ ٹھیک نہ بیٹھے گا - اسواسطے آپ نبوتوں کے پورا ہونے پر زور نہ دیا کریں - تو بہتر ہے - میں امید کرتا ہوں - کہ حقیقی اہل الرائے اصحاب اسکے ساتھ اتفاق کرینگے -

(۲) مولوی محمد علی صاحب کے الفاظ تو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس تفسیر کے بہترین خیالات دراصل حضرت مرزا صاحب کے ہیں - اور انہوں نے ان سے سیکھ کر اپنی تفسیر میں درج کئے - اور آپ ایسا ظاہر کرتے ہیں کہ گویا یہ تفسیر خدا نے علی (مولوی محمد علی صاحب) کو لکھائی اور اب علی نے حضرت مرزا صاحب کو ان کی وفات کے نو سال بعد عطا کر دی - بظاہر ان دونوں باتوں میں تناقض معلوم ہوتا ہے - کس کو سچا سمجھا جائے - اور کس کو جھوٹا؟ بینوا و توجروا ؎

(۳) مولوی محمد علی صاحب نے جہاں حضرت مرزا صاحب کا ذکر کیا ہے - وہاں ساتھ ہی حضرت مولوی نور الدین صاحب کا بھی ذکر کیا ہے - کہ انہوں نے بہت سے قابل قدر نکتے بتلائے - پس اگر حضرت مرزا صاحب کے ذکر سے یہ مطلب لیا جا سکتا ہے کہ تفسیر ان کو دیدی تو مولوی صاحب کے ذکر سے بھی یہی مطلب ہونا چاہئے کہ تفسیر مولوی صاحب کو دیدی - اس صورت میں الہامی الفاظ پورے طور پر درست اور مطابق واقعہ نہ رہینگے - اس کا علاج مناسب سوچنا چاہئے ؎

(۴) مولوی محمد علی صاحب نے تفسیر انگریزی کے دیباچہ میں لکھدیا ہے - کہ یہ ترجمہ یا تفسیر ...

کسی بزرگ کی کتاب سے لی ہے جس میں مصنفین کے نام ہونگے۔ بلکہ اور ان کی کتابوں کے نام ایک دو بار نہیں۔ بلکہ بیسیوں بار بتلئے گئے ہیں۔ اگر تفسیری نوٹوں میں بطور حوالہ کے نام نہیں لیا گیا۔ تو حضرت مرزا صاحب یا حضرت نورالدین صاحب یا مولف درس قرآن کا نہیں لیا گیا۔ اور سب کا کئی بار لیا گیا ہے۔ اور پھر ان لوگوں کا ذکر دیباچہ میں بھی مرزا صاحب کے ذکر سے قبل کیا گیا ہے۔ پس اگر منت ایک دفعہ دو بھی دیباچہ میں حضرت مرزا صاحب کا نام لینے سے مراد لی جاتی ہے۔ کہ تفسیر مولوی محمد علی صاحب نے مرزا صاحب کو دیدی۔ تو یہ جو مرزا صاحب کے شرکا کا ایک سیدا ہو گیا ہے۔ جنکے نام دیباچہ میں ہی لکھے گئے ہیں۔ اور جو بیسیوں دفعہ متن میں ہی شمار کئے۔ ان کو تو مرزا صاحب سے بھی زیادہ علم دیدی۔ سو یہ تو بات تو اچھی ہے۔ مگر اس میں مرزا صاحب کی خصوصیت کیا ہی۔ یہ ضرور سوچنا چاہیئے۔

(۵) اس صورت میں جو نمبر (۴) میں اوپر ذکر کی گئی ہو کتب کے الفاظ یوں ہونے چاہیئے تھے۔ کہ یہ تو تفسیر علم سے کی ہی۔ مگر اسنے پہلوں میں اور پچھلوں میں اسکو تقسیم کر دیا۔ اور فخر الدین رازی۔ امیرالدین ابو حیان ابن جریر طبری زمخشری سرسید وغیرہ وغیرہ کو نیز مجھ کو دیدی ہے۔ اس سے علم کا فیض عام ہو جاتا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ کشف کے الفاظ ان تاویلوں کی برداشت نہیں کرتے۔ یہ تو مناسب نہ ہو گا کہ مولوی محمد علی صاحب پر خواہ مخواہ یہ کشف چسپاں کرنے کے واسطے الفاظ مسیح موعود میں کچھ تغیر کیا جاوے۔ تاہم ہم خاص پر غور کرنا چاہیئے۔ اور کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے جس سے بات نہ بگڑے۔

(۶) اس تفسیر میں مولوی محمد علی صاحب نے جن اصحاب کی تفسیریں لی ہیں۔ ان کے نام برابر لکھ دیئے ہیں یہاں تک کہ بعض عیسائی مفسرین کی بعض باتوں کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھ کر ان عیسائی مصنف کا نام بھی لکھ دیا ہے۔ [illegible] کتاب کے مؤلف کے واسطے [illegible]۔ لیکن مولوی صاحب نے کہیں نہیں فرمایا کہ کوئی نکتہ خصوصیت سے اللہ تعالے نے مجھ پر کھول دیا ہے۔ پس یہ امر قابل وضاحت ضرور ہے کہ وہ کونسی بات ہے۔ جو اس علم نے مرزا صاحب کو دیدی جو باتیں دوسرے مفسرین کی ہیں وہ تو ان کو ملی نہیں جو باتیں علم کو خود مرزا صاحب نے دی تھیں وہ پہلے ہی مرزا صاحب کے پاس ہیں۔ اور یہ علم صاحب مرزا صاحب کے زمانہ سے قبل کے آدمی نہیں۔ بلکہ ان کے بعد کے اور ان سے سیکھنے والوں میں سے ہیں۔ سو یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ مرزا صاحب علم کو سکھا کر خود وہ باتیں بھول گئے تھے۔ پس مرزا صاحب کو اس علم سے کیا ملا۔ جو پہلے ان کے پاس نہ تھا۔ یہ ذرا پیچیدہ سوال ہے۔ مگر امید ہے۔ کہ احمدیہ بلڈنگس کی مجلس اس کو حل کرنے کی کوشش کریگی۔ اسواسطے عرض کیا گیا ہے۔

(۷) مولوی محمد علی صاحب نے خود جس امر کا اقرار کیا ہے وہ صرف یہ ہے۔ کہ اس میں جو بہترین خیالات ہیں وہ حضرت مرزا صاحب سے مجھے القا ہوئے ہیں۔

انگریزی الفاظ یوں ہیں :-

Mirza Ghulam Ahmad of Qadian has inspired me with all that is best in this work.

اگر یہی ہے تو تفسیر دراصل مرزا صاحب کی ہے اور انہوں نے علم کو عطا کر دی۔ اور کیا یہ ممکن نہیں کہ کشف کے الفاظ غلط چھپ گئے ہوں۔ اور دراصل الفاظ یوں ہوں۔ کہ یہ تفسیر تو نے تالیف کی تھی۔ اور تو نے علم کو دیدی۔ ذرا پرانے کاغذات کو تلاش کرنا چاہیئے۔ یا مولوی محمد احسن صاحب کے حافظہ سے امداد طلب کرنی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ الفاظ الہام میں تبدیلی کی گنجائش نکل کر کشف مولوی محمد علی صاحب پر چسپاں ہو سکے ورنہ موجودہ الفاظ میں تو ممکن نہیں۔

(۸) اں ایک بڑی بات قابل غور ہے۔ کہ حاصل وہ خاص تفسیری نکات جو حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے دعوے اور اس کی صداقت کے متعلق اللہ تعالے نے عطا کئے تھے۔ اور آپ اسقدر پہلے سے تک مولوی محمد علی صاحب کو سکھلاتے رہے مثلاً سورۃ فاتحہ سے آپ کا ثبوت۔ اسمہٗ احمد سے آپ کا ثبوت وغیرہ۔ ان تفاسیر کا تو مولوی محمد علی صاحب نے کہیں ذکر نہیں کیا۔ تو چونکہ یہ تفسیرین وحی الٰہی کے مطابق تھیں جو ساری جماعت کو عطا ہوئیں۔ اور ان میں مولوی محمد علی صاحب بھی تھے۔ تو کیا اصل واقعہ یوں نہیں کہ مرزا صاحب نے جو تفسیر علم کو دی تھی۔ وہ علم اب مرزا صاحب کو نہیں دیتا۔ الہام میں صرف نہیں کا لفظ زیادہ کرنے سے یہ کام بن سکتا ہے۔ تلاش کرنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ الہام کے اصل الفاظ میں نہیں کا لفظ موجود ہو۔

(۹) ہاں البتہ ایک اور امر بھی قابل غور ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی ساری تفسیر مرزا صاحب کو نہیں دی بلکہ صرف اسکی بہترین باتیں دی ہیں۔ اور وہ بھی معلوم نہیں کہ کونسی ہیں۔ کیونکہ تفسیر انگریزی میں اکثر پہلے مفسرین کا حوالہ ہے۔ اور وہ سب حوالے نکال دئے جاویں۔ اور جو کچھ درس قرآن مجید مولفہ بدر میں پہلے سے موجود ہے۔ وہ بھی نکال دیا جائے تو باقی رہ ہی کیا جاتا ہے۔ جو مرزا صاحب کے حصہ میں آئے) سو شاید آپ یہ کہیں گے۔ کہ خود حضرت مرزا صاحب جو تفاسیر اپنے دعوے کے ثبوت میں کرتے تھے یا مولوی محمد احسن صاحب ہر آیت سے ثبوت دعوے مسیحیت پیش کرتے تھے۔ وہ بہترین باتیں نہ تھیں۔ اسواسطے ان کو چھوڑ دیا گیا۔ اور اس تفسیر میں درج نہیں کیا گیا۔ لیکن اس صورت میں یہ سوال پیدا ہو گا۔ کہ پھر کیا حضرت مرزا صاحب اور مولوی محمد احسن صاحب معمولی اور ناقابل ذکر باتوں پر اتنا وقت اور روپیہ خرچ کرتے رہے۔ اور تحریروں و تقریروں میں زور دیتے رہے۔ خیر۔ حضرت مرزا صاحب تو اب بظاہر دنیا میں نہیں کہ ان کا آپ کو چنداں لحاظ ہو۔ البتہ مولوی محمد احسن صاحب بیچارے خلاف حکم مسیح موعود بجائے قادیان کے لاہور ہجرت کرکے چلے گئے ہیں۔ ان کی دلداری کا ضرور خیال چاہیئے۔ یا ان سے توبہ نامہ لکھایا جائے۔ کہ زمانہ مسیح میں جو خطبات میں دیتا رہا۔ اور آیات قرآنی سے آپکی صداقت کا ثبوت

پیش کرتا ہوں۔ سب سے اچھا ایڈیٹر صاحب فاروق کے ہاتھ پر توبہ تو ہے۔ اگر یہ تجویز درست نہ ہو۔ تو ایسی ہی کوئی اور مناسب تجویز۔ بہر حال کچھ ہونا چاہئیے۔ کیونکہ معاملہ مشکلات میں پڑ گیا ہے ؞

(۱۰) اس معاملہ میں مشکل ہے۔ اور مسئلہ بھی در پیش ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر علی سے مراد مولوی محمد علی صاحب ہو سکتا ہے۔ تو پھر ماننا پڑے گا کہ احمد سے مراد مرزا غلام احمد صاحب ہو سکتے ہیں۔ اور اس کا قبول کرنا بعض دیگر مسائل پر اثر ڈالیگا۔ مگر اس کا حل شاید آپ کے نکتہ خیال سے یوں ہو جائے۔ کہ تفسیر علی نے مرزا کو دی۔ دینے والے کے متعلق جو رعایت جائز ہو سکتی ہے۔ وہ لینے کے متعلق نہیں ہو سکتی

(۱۱) سب سے زیادہ خوفناک بات یہ ہے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تفسیر کے بعض حصوں کو جناب مرزا صاحب کی طرف منسوب کرنے سے انکار کر دیا۔ تو یہ بیان ہو سکتا ہے۔ تو کہیں اس خیال سے فائدہ اٹھا کر شیخ یعقوب علی صاحب یہ دعویٰ نہ کر دیں کہ یہ کشف میری تفسیر کے متعلق ہے۔ کیونکہ ان کے نام میں بھی علی کا لفظ موجود ہے۔ اور انہوں نے تفسیر کے بعض حصے خود حضرت مسیح موعود کے زمانہ مبارک میں بھی شایع کئے تھے۔ اور حضرت مولوی نورالدین نے بھی ان کو پسند فرمایا۔ اور ان میں مسیح موعود کے دعاوی اور دلائل کا ذکر بھی بالوضاحت ہے۔ پس کوئی ایسی تدبیر بھی سوچ رکھنی چاہئیے جس سے ثابت ہو کہ علی سے مراد صرف مولوی محمد علی ایم۔ اے ہو سکتا ہے۔ اور کوئی مفسر علی کے نام والا نہیں ہو سکتا۔ خواہ وہ کتنی ہی تفسیریں لکھ مارے۔ یا اپنے اس سنجیدہ مکنے کے ضائع ہو جانے کے اندیشہ کو دفع کرنے کے واسطے شیخ صاحب کو کشف کا مظہر اول قبول کر لیا جائے۔ اور مولوی محمد علی صاحب کو مظہر ثانی۔ بشرطیکہ مولوی صاحب موصوف اس سے ناراض نہ ہو جائیں۔ اہل الرائے اس پر بھی غور کر کے فیصلہ فرما دیں ؞

الغرض یہ گیارہ باتیں ہیں جو قابل ذکر ہیں۔ اور عجیب ہے کہ یہ تعداد گیارہ کے مقدس ہندسہ پر پوری ہو گئی۔ کیونکہ بارھواں یہوداہ اسکریوطی جسطرح مسیح اول کے درجہ کو اتنا گرانے والا ہوا کہ اپنے آقا کو اس قابل سمجھا۔ کہ تیس روپے میں بطور یہود کے ہاتھ بیچ ڈالے ایسا ہی مسیح ثانی کے اسکریوطیوں نے اس کے درجہ کو اتنا گرایا کہ مقبول غیر احمدیوں کی خاطر اسکی نبوت کا انکار کیا۔ اور ان کے پیچھے بعض ملکوں میں نماز پڑھنا جائز قرار دیا اور غیروں کی دوستی کو حق کی محبت سے افضل جانا اور اپنے مسیح کو جھوٹا کر دیا۔ پس اس تعداد میں سے بارھویں عدد کا خارج رہنا اچھا ہے ؞

الراقم میعاد مسیح کی سچا خیر خواہ از دفتر نور

مولوی محمد علی صاحب کا ترجمۃ القرآن

(منقول از روزانہ پیسہ اخبار)

اس ترجمہ کی نسبت ایک نہایت لطیف مراسلت روزانہ پیسہ اخبار ۵ - اپریل میں شایع ہوئی ہے۔ جس کا ایک حصہ ناظرین فاروق کے لئے نقل کیا جاتا ہے وہ ملاحظہ فرماویں کہ مولوی محمد علی صاحب نے سورت کے ناموں کا ترجمہ کر کے کس قدر بعوقت اور بیہودگی کا ثبوت دیا ہے۔ سچ ہے۔ لا یمسہ الا المطھرون۔ اور جو لوگ خدا کے برگزیدہ مسیح موعود کی نبوت اور اسکے مسیحیت علیہ کی صداقت کے قائل نہ ہوں۔ بلکہ دشمنی رکھتے ہیں انہیں معارف و حقائق سے کچھ بہرہ نہیں دیا جا سکتا۔ یہ تو امید نہیں کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی غلطی کی اصلاح کریں یا کم از کم اعتراف۔ البتہ ناظرین مضمون ہذا اس غلطی پر اطلاع پا کر نفرت کر کے اسکے نتائج سے بچ سکتے ہیں - (ایڈیٹر)

چونکہ قرآن تمام دنیا کے لئے ہدایت ہے۔ اور انی رسول اللہ الیکم جمیعا کے ماتحت ہر ایک جگہ اسکی ہدایت کو پہنچانا ضروری ہے۔ اسواسطے بعض علماء نے اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے دوسری زبانوں میں بھی اس کا ترجمہ کیا ہے۔ مگر آج تک کسی نے سورتوں کے ناموں کا جو اسم معرفہ قرار دئیے گئے ہیں۔ ترجمہ نہیں کیا۔ ہزاروں مفسر اور ان کی تفسیریں موجود ہیں۔ مگر کسی مفسر نے سورتوں کے ناموں کا اس طرح ترجمہ نہیں کیا۔ خود جناب مرزا صاحب نے اسی کے قریب کتابیں لکھی ہیں۔ اور ان میں اسرار و معارف قرآن تحریر فرمائے ہیں۔ مگر سورتوں کے ناموں کا ترجمہ نہیں کیا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب مرحوم خلیفہ اول تمام عمر درس قرآن شریف دیتے رہے۔ مگر انہوں نے بھی سورتوں کے ناموں کا اس طرح ترجمہ کر کے اسکی شہرت نہیں کی۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ آج تک کسی نے ترجمہ کرتے ہوئے اس طرح سورتوں کے ناموں کا ترجمہ نہیں کیا۔ جس طرح مولوی محمد علی صاحب کے ترجمۃ القرآن میں کیا گیا ہے۔ جہاں تک غور کیا جاتا ہے۔ یہی معلوم ہوتا ہے۔ اسواسطے کہ تا ان کی حفاظت میں خلل نہ واقع ہو۔ اور تا ایسا نہ ہو کہ عام لوگوں میں نام مقررکردہ کے علاوہ ان سورتوں کا کوئی اور نام مشہور ہو جائے اسواسطے متبعین اور مفسرین اسلام نے اس بدعت کو اختیار نہ فرمایا۔ مگر مولوی محمد علی صاحب نے خدا ان پر رحم فرماوے۔ تمام اسلاف کے خلاف وہ طرز اختیار فرمائی ہے کہ انا للہ و انا الیہ راجعون کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ آپ کا ترجمہ یورپ کے ہاتھ میں ہے آپ کے ترجمہ کی حیثیت ایک معلم کی ہے۔ اور یورپ نے جو کچھ اسلام کے متعلق سیکھنا ہے۔ وہ صرف آپ ہی کے ترجمہ سے۔ مگر آپ نے اپنے ترجمے میں اپنی قرآن دانی کا پہلا ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ اکثر سورتوں کا ترجمہ کر کے اسی ترجمہ کو سورتوں کا نام مقرر فرما کر ہر ایک صفحہ پر اس کو تحریر فرمایا ہے۔ جس سے پڑھنے والا یہ سمجھے کہ دراصل سورۃ کا یہی نام ہے۔ مثلاً سورہ فاتحہ کا ترجمہ آپ نے (The Opening) دی اوپننگ فرما کر اس کو بطور سرخی کے ہر صفحہ پر تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح البقرہ کا ترجمہ (The Cow) دی کاؤ تحریر کر کے ہر ایک صفحہ کی پیشانی پر [illegible] ہی لکھتے رہے ہیں۔ جس سے پڑھنے [illegible]

کے در اصل اس کا نام دی کاؤ ہے۔ گویا وہ البقرہ کی بجائے دی کاؤ کو یاد کرے۔ اسی طرح انعام کا ترجمہ دی کیٹل اور سورۃ المائدہ کا ترجمہ دی فوڈ اور الحدید کا ترجمہ دی آئرن۔ النحل کا ترجمہ دی بی۔ الکہف کا ترجمہ دی کیو وغیرہ کر کے ہر صفحہ پر وہی نام جو ترجمہ کیا گیا ہے۔ بار بار لکھتے چلے گئے ہیں۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہاں کا وہی نام مقرر کئے ہوئے ہیں۔ اور انہیں ناموں کی یورپ میں شہرت دینا چاہتے ہیں۔ اور جس سورۃ کا آپ سے ترجمہ نہیں ہو سکا۔ اس کو پھر اسی طرح رہنے دیا ہے۔ جس طرح یٰسین اور سورہ حٰمٓ عٓسٓقٓ وغیرہ۔ باوجودیکہ مولوی صاحب اس امر کو خوب جانتے ہیں کہ قرآن مجید کی کوئی سورۃ ایسی نہیں۔ جس کے کم از کم دو یا تین نام نہ ہوں۔ جیسے سورۃ فاتحہ اس کو ام الکتاب بھی کہتے ہیں۔ اور سبع المثانی بھی۔ اسی طرح دوسری سورتوں کے نام ہیں۔ اگرچہ ایک نام بہت زیادہ مشہور ہو گیا۔ مگر اس کا مشہور ہونا دوسرے ناموں کو نقصان نہیں۔ لیکن جب ترجمہ کے ذریعہ صرف ایک ہی نام کو مشہور کیا جاوے گا۔ تو اس طرح یورپ میں صرف ایک اسم ہی محدود ہو گا۔ اور وہ بھی وہی نام جو مشہور کیا جاویگا۔ اور مشہور وہی نام ہو گا۔ جو بطور سُرخی کے ہر صفحہ پر لکھا گیا ہے۔ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی۔ کہ یورپ میں مولوی محمد علی صاحب کے ترجمہ سے سورتوں کا اصلی نام مشہور ہو۔ اور وہ نام مشہور نہ ہو۔ جس کی انھوں نے شہرت دینی چاہی ہے۔ یورپ اپنی کتابوں میں اسباق الاشیاء ہمیشہ پڑھتا رہا ہے۔ اسکے سامنے یہ مستند ترجمۃ القرآن رکھا گیا ہے۔ ہم مشرقی سورۃ البقرہ کو سورۃ البقرہ کہیں گے۔ اور کہتے ہیں۔ مگر وہ ہمارے مقابلہ پر اس کو گائے کی کہانی کہے گا۔ اور پھر جب اس میں دیکھیگا کہ گائے کا قصہ تو صرف ایک ہی جگہ آیا ہے باقی عبارت کو اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اور شاید وہ خیال کرتا ہے کہ چونکہ مشرقی دنیا اور خصوصاً ہندوستان میں گائے کے متعلق اکثر جھگڑا رہتا ہے۔ اور اس کی قربانی پر اکثر اوقات فساد بھی برپا ہوتا رہتا ہے [illegible] کا معاملہ ہو گا۔ اور اس طرح وہ اسکو قابل توجہ نہ سمجھکر اس کو غیر ضروری سمجھے۔ مگر ہاں یہ ضرور یاد رکھ لیگا۔ کہ ہولی قرآن میں گائے کی کہانی ہے۔ اور وہ پہلا یا دوسرا سبق ہے۔ افسوس! یہ کارروائی کیسی شرمناک ہے۔ حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ عربی زبان میں البقرہ کا ترجمہ صرف گائے ہی نہیں بلکہ اور بھی اسکے معنے ہو سکتے ہیں۔ سیاق اور سباق عبارت کے لحاظ سے سورہ البقرہ میں جہاں بقرہ کا لفظ آیا ہے۔ وہاں تو گائے کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔ مگر آپ قرآن شریف اٹھا کر دیکھیں۔ خدا تعالیٰ نے اس سورہ کا نام بقرہ نہیں بلکہ البقرہ رکھا ہے ال اسی واسطے زاید کیا گیا تھا کہ تا اس سورۃ کا نام گائے نہ رکھا جائے۔ بلکہ البقرہ ہی رہنے دیا جاوے کیونکہ عربی زبان کے لحاظ سے سورہ البقرہ کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ ایک ایسی سورۃ ہے جس کا علم کا لحاظ علوم کے وسیع طور پر پیٹ چیرا گیا ہے۔ یعنی اس سورۃ میں بہت سے علوم ہیں۔ اسی واسطے حضرت امام باقر علیہ الرحمۃ کو باقر کہا گیا ہے۔ کہ ان کا علم بہت وسیع تھا۔ دیکھو لغات القرآن مصنفہ مولوی عبد الحق حریب اسی طرح ہم مشرقی سورہ الانعام کو الانعام اور المائدہ کو المائدہ اور الکہف کو الکہف کہینگے۔ مگر مولوی محمد علی صاحب کے شاگرد یورپین اقوام ان کا نام دی کیٹل چارپایوں کی کہانی۔ دی فوڈ۔ غذا کا سبق۔ دی کیو غار کا قصہ۔ دی آئرن لوہے کا سبق یاد کرینگے۔ اور ہمیشہ اسی نام سے وہ سبقوں کو یاد کرینگے۔ جیسا کہ اسباق الاشیاء والے طلباء یاد کرتے ہیں۔ یورپ میں اس انقلاب معانی کا سہرا مولوی محمد علی صاحب کے سر پر بندھیگا۔ کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے یہ طرز اور طریقہ کہاں سے سیکھا ہے۔ کیا انگریزی زبان سورتوں کے مقابلہ کچھ نہیں۔ جس طرح اس سے پہلے ترجموں نے دوسری زبانوں کو عجمی سمجھتے ہوئے سورتوں کے ناموں کو ان کے اصلی ناموں میں ہی مشہور کیا اور ان کا ترجمہ نہ کیا۔ کیا مولوی صاحب کے لیے یہ ضروری نہ تھا کہ وہ بھی انگریزی زبان کو عجمی سمجھکر سورتوں کے اصلی نام رہنے دیتے۔ اور انہیں ناموں کو یورپ میں مشہور کرتے۔ اور اگر ترجمہ کرنے کی کوئی اشد ضرورت واقعہ ہو بھی گئی تھی۔ تو نیچے حاشیہ میں اس کا ترجمہ دیدیتے۔ مگر سرصفحہ پر اسی سورۃ کا نام رکھتے۔ اور اس طرح نام کو تبدیل کرکے اس کی بے حرمتی نہ کرتے۔ آخر الامر جناب مولوی صاحب سے کسی سورۃ کا ترجمہ نہیں بن سکا۔ اس کو پھر اسی طرح رکھنا پڑا۔ جب ہر ایک سورہ کے اسم مفردہ کا ترجمہ کر دینا ضروری سمجھا گیا تھا۔ تو حٰم عٓسٓقٓ وغیرہ سورتوں میں کیا ہو گیا تھا۔ یہی طریقہ کیوں۔ اسی واسطے ہی کہا گیا۔ ذرا غور کرو کہ کیا اس طریقہ سے آپنے اس امر کے خلاف نہیں کیا جس پر کبھی کبھی بہت زور دیا جاتا ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ طریقہ نہ صرف قرآن کو چھوڑنے کا ہی ہے۔ بلکہ سارے یورپ کو قرآن سے مدظن کر سکتا ہے۔ لیگ اور انجمن سے صلح ہو گئی ہے۔ پس آہستہ آہستہ سب آپس میں اچھی طرح مل جائینگے۔ تو اس وقت امیر قوم کا خطاب مزہ دیجائیگا۔ (پیسہ روزانہ)

سورج سمندر سے کس طرح نکلتا ہے

غیر مسلم اقوام میں جن کو مذہب سے کچھ نہ کچھ تعلق رہتا ہے وہ قرآن پاک کی اس آیت پر استہزاء کیا کرتے ہیں جس

اذا بلغ الشمس وجدها تغرب فی عین حمئۃ

ذوالقرنین جسوقت اس علاقے کی طرف گیا جس طرف سورج ڈوبتا ہے یعنی ممالک مغرب میں تو اسے ایسا معلوم ہوا کہ سورج کیچڑ کے ایک چشمہ میں ڈوب رہا ہے۔ جناب اکمل صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ دراصل حق طلبی مقصود نہیں۔ صرف اعتراض کرنا مطلوب ہوتا ہے۔ اسلئے غیر مسلم معترض تمسخر کرتے ہیں۔ مگر خدا کے کلمات کون جھٹلا سکتا ہے ولو کرہ الکافرون۔ جو نئی روشنی والے بہت زیادہ اس آیت پر معترض رہتے ہیں اس لئے خدائے پاک نے بمصداق الفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ انہیں ستم ظریفوں میں ایک بڑے ستم ظریف ایڈیٹر صاحب ساذرگرہ ڈاکر الکتمیرت صاحب کے قلم اور زبان سے اس کی تصدیق کرا دی۔ جناب ڈاکٹر صاحب رنگون تشریف لے گئے تھے۔ اپنے سفر کا حال لکھتے ہیں

رسالہ احمدی کا دوبارہ اجرا

گذشتہ اشاعت میں جو رسالہ احمدی کی نسبت تحریک پیش کی گئی تھی۔ کہ اس کو مونگھیری اور پیغامی فتنہ کے واسطے دوبارہ جاری کیا جائے۔ بشرطیکہ حامیان سلسلہ احباب قوم اس کی ضرورت کا احساس کریں۔ اور اس کی قیمت دو روپیہ سال مقرر کی تھی۔ کیونکہ کاغذ وغیرہ کی گرانی از حد ہے۔ اور لکھا تھا کہ اگر پانسو درخواستیں ہی آجائیں۔ تو میں اس رسالہ کو دوبارہ جاری کردونگا سو الحمد للہ کہ میری آواز پر دوستوں نے نہایت شوق اور خلوص سے لبیک کہا۔ اور مندرجہ ذیل خطوط موصول ہوئے۔ جنکو درج رجسٹر کیا گیا ہے۔ اگر پانسو درخواستیں ہوگئیں۔ تو میں انشاء اللہ رسالہ مذکور جاری کردونگا کیونکہ پانسو خریداران پر یہ رسالہ اپنے خرچ سے چل سکتا ہے ٭

شاہجہانپور (۱) مخدومی مولوی سید مختار احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"میں مدت سے پریشان حال اور مبتلائے افکار ہوں۔ سب سے پہلی خوشی جو اتنے عرصہ کے بعد میرے سامنے آئی ہے۔ وہ احمدی کے دوبارہ اجرا کی خبر ہے۔ دس پرچوں کی خریداری کی جماعت شاہجہانپور کی طرف سے میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں۔ آئندہ کوشش جاری رہیگی۔ اللہ تعالےٰ جلد وہ وقت لائے کہ احمدی کی صورت دیکھنے میں آئے۔ والسلام

میرٹھ کیمپ (۲) اخی المعظم مولوی محمد صدیق صاحب کیمپ میرٹھ سے لکھتے ہیں:۔

"احمدی رسالہ کا دوبارہ اجرا پڑھ کر خوشی ہوئی واقعی اس رسالہ نے تھوڑی ہی مدت میں اپنے مضامین کے لاجواب ہونے پر کمال دکھلایا ہے اسمیں کسی احمدی کو کلام نہیں ہے کہ اس کی سلوات اس دشمن احمدیت کے مقابلہ میں جو کام کر سکتی ہیں اللہ دوسرے مجاہدین سلسلہ سے ممکن نہیں ہے (بحسن ظن ہے ورنہ من آنم کہ من دانم) آمید ہے کہ جماعت احمدیہ کا ہر فرد بشر اسکے دوبارہ اجرا کیلئے نہایت فراخدلی سے ہاتھ بڑھائیگا۔ میرا خود بھی یہ خیال خاص ہوا آپ کے دعوت پر جو سے احمدی قوم دین کی خدمت کا کام جہاں تک ممکن ہو۔ آپکی ہر ایک دقت رفع کرسکے اور قوم کے دیمقدر بزرگ مجموعی اتحاد سے آپ کی امداد کی سبیل پیدا کریں۔ خریداری رسالہ احمدی کے علاوہ قوم کی توجہ ایک ایسی رقم مہیا کر دینے پر ہونی چاہئے جس سے آپ کو اپنے مقاصد دینی میں فراغت حاصل ہو۔ میرے خیال میں کم از کم پانسو خریدار آپکی امداد میں ایک میتھڈ دو کالج کے مشہور مقولہ کے مطابق احمدی رسالہ کے ہونے چاہئیں تاکہ آپ کی معلومات سے بذریعہ رسالہ احمدیہ مونگھیری و پیغامی فتنہ سے قوم خوب آگاہی حاصل کرتی رہے۔ دردِ دل سے دعا ہے کہ قوم کو توجہ ہو جائے۔ اور آپکو کچھ سہولت ہو۔ اسبارہ میں خود بھی کوشش کروں گا۔ اور جماعت میرٹھ کو توجہ دلاؤں گا فی الحال میری تمنا ہے کہ میرا نام رجسٹر خریداران میں درج فرمایا جاوے۔ جسوقت رسالہ جاری ہو میرے نام سالانہ چندہ کا وی پی فرمائیں"۔ والسلام

سہالہ (۳) برادرم منشی فضل حق صاحب فرماتے ہیں کہ فاروق ۲۵ اپریل میں یہ پڑھکر خوشی حاصل ہوئی کہ رسالہ احمدی دوبارہ جاری ہونیوالا ہے جب یہ رسالہ جاری ہو میرے نام وی پی کرکے ارسال فرمائیں۔

امرتسر (۴) مخدوم مکرم ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب سب سٹرزقم فرماتے ہیں کہ خدا کرے احمدی کی تجویز پختہ ہوکر دوبارہ جاری ہو تب میرے نام ضرور بذریعہ وی پی ارسال فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزا خیر دے جنہوں نے اس ضرورت کا احساس اوسی قدر کیا ہے جسقدر میں نے کیا ہے یہ تیرہ درخواستیں ۲۸ اپریل کو موصول ہوئی ہیں ۴۸۷ کی کمی ہے جو خدا چاہے جلد پوری ہو جائیگی۔ مولوی محمد صدیق صاحب سلمہ اللہ کو بہت جوش ترقی سلسلہ کا ہے وہ چاہتے ہیں کہ یہ خاکسار فارغ البال ہوکر مخالفین سلسلہ کا تعاقب کرے۔ خدا کرے

خزینہ فضل الکبیر جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ بیمار بنیکے جانتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیرخواہ خلق حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نورالدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنی اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے جنکی اولاد پیدا ہوتے ہی دار مفارقت دے کر رہ دار البقا لے لیتی تھی۔ جنکے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا فرمائیں قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پھولا۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ ۔ ۲ ؍

المشتھر

نظام جان و عبدالرحمٰن کاغانی قادیان (گورداسپور)

...احباب بہت جلد ... التماس ... کی ضرورت نہ رہے ... بار بار احباب کی خدمت میں اپیلیں کر کے ان کو تکلیف دینے کی ...

رجسٹرڈ نمبر ایل ۹۶۹

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایکدن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان

فاروق

ایڈیٹر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۹ مئی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۱۸

دارالامان کی خبریں

۳ مئی یوم الجمعہ ۱/۲ ۴ بجے حضرت خلیفۃ المسیح فضل عمر سیدنا محمود احمد مع اہل وعیال حسب مشورہ اطبار بارادہ تبدیل آب وہوا لاہور روانہ ہوئے۔ حضور مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس سے پالکی پر سوار ہوئے۔ مگر موڑ کے قریب جاکر تکلیف محسوس ہوئی اسلئے بگھی میں لیٹ گئے۔ اور آرام سے رات کے گیارہ بجے سٹیشن بٹالہ پر پہونچے۔ اور پھر وہاں سے ہفتہ کی صبح کو ریل پر سوار ہوکر لاہور پہونچے۔ اور آج تک حضور ... ہوٹل میں مقیم ہیں۔ حضور کے ہمراہ ام المؤمنین اور صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے بھی ہیں۔ علماء میں سے مولوی فاضل شیخ عبدالرحمن صاحب مصری۔ اور ایڈیٹروں میں سے شیخ یعقوب علی صاحب ہیں۔ ڈاکٹر میر محمد اسمعیل صاحب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب میر طبی ہیں۔ مولانا حافظ روشن علی صاحب بھی لکھنؤ سے غالباً واپس پہونچ جائینگے۔ پہلے کراچی جانے کا ارادہ تھا۔ اب سنا ہے کہ ملتوی کردیا ہے۔ اور بمبئی کی تجویز ہے۔

حضور کی صحت اچھی ہوتی جاتی ہے ضعف سخت ہے اللہ تعالےٰ شفا کاملہ دے۔

ایڈیٹر قاسم علی صاحب ہوشیارپور جلسہ پر تشریف لے گئے۔ ڈاک خانہ قادیان میں اندہیر کا نمبر ۲ اسلئے نہیں لکھا گیا۔ آیندہ ہفتہ انشاء اللہ تعالےٰ ؛

القاءِ ربانی

احمدی احباب کو اطلاع ہے۔ کہ جو مخبری فتنہ جو ابواحمد رحمانی کے ہاتھوں برپا ہے۔ وہ آج کل زوروں پر ہے۔ ہر زہر کے لئے ایک تریاق ہے۔ اور ہر فرعون کے واسطے موسیٰ۔ اللہ تعالےٰ نے اسی سرزمین میں مولانا ابو المجد محمد عبدالماجد کو توفیق دی کہ وہ ان اباطیل ومفتریات کی تردید کریں۔ چنانچہ اسی ابواحمد رحمانی کے فیصلہ کی تردید میں "القاءِ ربانی" ایک زبردست کتاب شایع کی جس میں مرزا احمد بیگ والی پیشگوئی اور آیت لو تقول علینا پر خوب بسط سے بحث کی ہے۔ اور ابواحمد رحمانی کی پینسٹھ کے قریب غلطیاں دکھائی ہیں۔ یہ کتاب ۱۲۲ صفحے حجم پر ۲۰×۲۶ کی تقطیع ۲۰ پونڈ کا سفید کاغذ ہے۔ صرف کاغذ کی قیمت کے لحاظ سے بھی اس کی قیمت ۸ھ چاہیئے مگر ہم بضرورت وبنیت توسیع اشاعت ۴ھ مقرر کیے ہیں۔

ملنے کا پتہ

دفتر تشحیذ الاذہان قادیان دارالامان

نظم

محب مکرم میر مہدی حسین صاحب متبع حضرت مسیح موعود کے قدیمی حواری کے قلم سے

خادم ہوں میں مسیح علیہ السلام کا
روح القدس غلام ہے جسکے کلام کا

بلبل ہوں بوستانِ تہ ذوالاکرام کا
اک رنگ ہی عجیب ہے میرے ترانہ کا

دیکھا ہے اس جناب کو آنکھوں سے رات دن
تحفہ دیا تھا جس کو نبی نے سلام کا

اس چودھویں صدی میں نظر آیا وہ جری
مدت سے انتظار تھا جس خوش خرام کا

اس سا علیل جو نبی ڈھونڈتے ہوئے
چکرا گیا ہے سر فلک مستہام کا

نکلا تھا گھر سے اس کی غلامی کیواسطے
تھا دل میں شوق دین کی تحصیل علم کا

کی خدمت مسیح خدا تا بہفت سال
اک ہفتہ پختہ تھا یہ مری عمر خام کا

کیا کیا مزے لئے ہیں زیارت کے بار بار
یارا کسے تھا ایسے سلام و پیام کا

رحلت کے دن سے پہلے نوازا بہت مجھ
خوش تھا مزاج مجھ سے امام الانام کا

مجلس کو بار بار مخاطب کیا کئے
فرمایا مستعد ہے یہ خوب اپنے کام کا

پیغام صلح پر متعین مجھے کیا
تاکید کی کہ کام ہے یہ تا بہ شام کا

شکر خدا کہ روح مسیحا تھی مجھ سے شاد
سیارہ برج سعد میں تھا اس غلام کا

پھر دوسرے دن آپنے پایا وہیں وصال
لبریز جام ہو گیا عمر تمام کا

لاہور سے فلک کو سدھارے مسیح پاک
آہو نے راستہ لیا اپنے کنام کا

ہم دیکھتے رہے کہ وہ شہباز اڑ گیا
رستہ ہمیں بتا گیا دارالسلام کا

آئے تھے آپ دین کی اعانت کیواسطے
کسرِ صلیب کام تھا اس شاد کام کا

لدھیانہ میں شروع کیا اپنے کام کو
یہ باب لُد تھا جیسے اگر دوں مقام کا

آتھم پچھاڑا ڈوئی مقابل پہ مر گیا
قصہ چکا لیکھرام کا

بنگالے کے لیے جو مقدر میں تھا لکھا
پہلے سے نقشہ کھینچ دیا اس نظام کا

کیتھ بھی آ کے بیعت اسلام کر گیا
رہبر بنا تھا جو کشتی جس کے مرام کا

کس کس کا نام لوں کہ بہت واقعات ہیں
بد کو مٹایا۔ باقی رہا۔ تھا جو کام کا

وہ کٹ گیا جو کاٹ رہا تھا مسیح سے
ایران کا شاہ تھا کوئی یا روم و شام کا

رستم نہ تھا کوئی جو نہ سہراب ہو گیا
صمصام حق کے سامنے کیا بہرو سام کا

رحمت کے بھی نشان نظر آئے بیشمار
شاہد زمانہ ہے مرے سچے کلام کا

اک قادیان ہی مرکز اسلام بن گیا
پہلے پتہ بھی چلتا نہ تھا جسکے نام کا

گمراہ پاس بیٹھنے سے رستے پہ آگئے
کہہ بیٹھے ترک عشق بت لالہ فام کا

بیعت سے پہلے تھے جو نمازوں سے بھی نفور
اب انتظار کرتے ہیں ماہ صیام کا

بس پا گئے جو آتے تھے چڑھ چڑھ کے مولوی
آگے قدم نہ بڑھ سکا کسی بد لگام کا

اسّی کتابیں لکھ کے کیا سب کو لاجواب
غازہ لگا ہر ایک کے منہ پر رغام کا

تھا کوئی غول رہ کوئی بطّال ناشناس
منہ تکتے رہ گئے فلک نیلی فام کا

نصرت ملی نہ ان کو مگر داغ لگ گیا
لاتکتموا الشہادۃ کے کسر ختام کا

سمجھے جاتے کہ دین کے خادم ہیں مولوی
پر خنگ بدشعار ہے دشمن لگام کا

لاویں کہاں سے اب وہ مسیحا کو لائینگے؟
یہ مصلح خدا تو نہ تھا ان کے کام کا

ہاں باز آؤ مولوی اب بھی باز آؤ
پیش آئے سامنے نہ کہیں طشت بام کا

بدکا ہے تم نے خلق کو راہ ثواب سے
گردن پہ ہے گناہ تمہارے عوام کا

یارب تو ہم کو فتنہ گردوں سے بچائیو
ہر وقت آسرا ہے ہمیں تیرے نام کا

خدمات دیں میں مثل صحابہ لگائیو!
سنہ دیکھا ہے مثیل رسول انام کا

آقا سے اپنے روح حزیں کو ملائیو
موقع گذر گیا ہے یہاں کے قیام کا

ترانۂ نصیر

جانب حق سے جو محمود ہے مامور[1] ہوا
سینہ میں دشمن بدکیش کے ناسور ہوا

ذکر احمد تھا جسے زہر وہ اب دیکھے ذرا
نام انگلینڈ میں کیوں آپکا مشہور ہوا

آل احمد کا بنا جب سے عدو امروہی
چشم حق بین سے اسی روز سے بے نور ہوا

ابن مہدی سے نہ آزری جب پیش گئی
گالیاں شوق سے دینا ترا دستور ہوا

قطرۂ صافیٔ ایمان کا ٹھہرنا مشکل
سنگ بدعت سے تراشتہ دل جو ہوا

آپ بیمار ہے اوروں کا مداوا کیا ہو
ڈاکٹر بھی مرض کبر سے رنجور ہوا

شکر خالق کا ادا کیجئے ہر وقت نصیر
آدم وقت شیاطین پہ منصور ہوا

نصیر احمد احمدی از صدر بازار لاہور چھاؤنی

[1] یعنی مقرر۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق قادیان

دارالامان ۔ یوم پنجشنبہ ۹ مئی ۱۹۱۸ء

پیغام صلح کیطرف سے عذرخواہی

اُنکے ایک پُرانے دوست کے قلم سے

عذرخواہی پر معذرت

دنیا میں اختلاف رائے چلا ہی آیا ہے۔ سعادت اور شقاوت کی جنگ کوئی نئی بات نہیں ملائک اور شیطان کا جھگڑا ہمیشہ سے ہے۔ انسان انسانوں سے اختلاف رائے کے سبب لڑتے اور جھگڑتے بھی ہیں۔ مگر انصاف کو ہاتھ سے دینا کبھی مومن کے واسطے مناسب نہیں۔ اگر کوئی مخالف ہمارے کسی دشمن پر بھی ناجائز حملہ کرے۔ تو اس کو جواب دینا ہماری شان کے خلاف نہیں۔ اسواسطے میں اس تحریر کے ذریعہ سے ان چند نامناسب اعتراضات کا جواب دینا چاہتا ہوں جو بعض اشخاص نے اخبار پیغام صلح اور اس کے حامیوں اور انکے امیر پر کئے۔

ڈاکٹر محمد عمر صاحب کی غلطی۔

کوئی صاحب ڈاکٹر محمد عمر ہیں جو پیغامیوں کو ڈانٹ بتلاتے ہیں کہ اگر حسن نظامی نے حضرت خلیفہ ثانی کی مخالفت کی تھی تو امیر پیغام نے امیر معاویہ کا پارٹ کیوں نہ لیا۔ اور خود خلیفہ ثانی کی طرف سے حسن نظامی کے خلاف کھڑے ہونے کی چھٹی نظامی کو کیوں نہ لکھی۔ ہم افسوس کرتے ہیں کہ ڈاکٹر صاحب نے پیغامیوں پر ایسا الزام لگانے میں بڑی غلطی کھائی۔ کیونکہ ہمارے پیغامیوں نے کبھی بھی یہ دعوےٰ نہیں کیا کہ وہ خلیفہ ثانی (حضرت علی) کے مقابلہ میں معاویہ کا پارٹ لے رہے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف دو قسم کے لوگ تھے ایک وہ لوگ جن کا دعوےٰ تھا کہ خلیفہ کوئی ہونا ہی نہیں چاہئیے دوسرے امیر معاویہ جو خلافت کے وجود کے منکر نہ تھے بلکہ بعض سیاسی امور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کی مخالفت تھی۔ پس جس صورت میں ہمارے پیغامی صاحبان معاویہ یا دوسرے رفقاء کا پارٹ لینے کے مدعی ہی نہیں۔ بلکہ ان کا پارٹ خوارجیوں کا ہے۔ اور وہ سرے سے خلافت کے وجود کے ہی منکر ہیں۔ اور جو خلیفہ اول کو مانتے تھے ان کے متعلق بھی غور کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بہت ناراگوہ کھایا۔ اب توبہ ہے۔ تو اس صورت میں ڈاکٹر صاحب کا ان بیچاروں کو الزام دینا کہ معاویہ کا پارٹ کیوں نہیں لیا محض بے انصافی ہے ہم صرف اسوجہ سے کہ پیغامیوں کے ساتھ ہماری مخالفت ہے۔ حق بات کہنے سے رک نہیں سکتے۔

پیغامی اب منافق نہیں

دوسرا اعتراض جس کا اندفاع ہم ضروری سمجھتے ہیں وہ ان غیر احمدیوں کی طرف سے ہوا ہے۔ جنھوں نے لاہور میں جلسہ کیا ہے۔ کہ اخبار پیغام صلح والے مرزائی دل سے مرزائی ہیں۔ اور مرزا صاحب کے عقاید کو دراصل مانتے ہیں صرف ہم سے روپیہ بٹورنے کے واسطے قادیان والوں سے الگ ہو کر ہماری طرف جھکے ہیں۔ اور ہمیں ایسی باتیں سناتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو کہ مرزا صاحب کو ایک معمولی پیر اور مرشد مانتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں اکثر لوگ اپنے اپنے پیروں اور مرشدوں کو مانتے چلے آتے ہیں۔ لہٰذا یہ ایک یہ بھی آ ہی کوئی فرق کی بات نہیں۔ ہم تم سب ایک ہی ہیں۔ لیکن یہ ان کی چال منافقانہ ہے۔ ہرگز ان کو چندہ نہ دو۔ نہ کوئی مدد کرو غرض اس قسم کا الزام ہے جو ہمارے پیغامی اصحاب پر لگایا گیا ہے۔ اور انکو منافق قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہم غیر احمدی اصحاب کو یقین دلاتے ہیں کہ باوجود اسکے جو ہماری کھلی مخالفت پیغامیوں سے ہے۔ ہم اس بات کے کہنے سے رک نہیں سکتے۔ کہ آپ لوگوں کا الزام بالکل غلط ہے۔ پیغامی لوگ ہرگز منافق نہیں ہاں خلیفہ اول حضرت مولوی نورالدین صاحب کے زمانہ میں بے شک یہ لوگ منافق تھے۔ کیونکہ مولانا صاحب اکثر خطبوں اور تقریروں میں فرمایا کرتے تھے کہ خلیفہ خدا بنایا کرتا ہے۔ مجھے خدا نے بنایا ہے۔ اور میرے بعد بھی خدا ہی بنائے گا۔ یہ لوگ ان باتوں کو گو دل سے نہ مانتے تھے۔ مگر بظاہر تصدیق کرتے تھے۔ اور انکار میں آگے نہ بڑھتے تھے۔ کیونکہ بقول مفتی فضل الرحمٰن صاحب نورالدین کی جوتی انہیں لگی ہی تھی لیکن جب سے وہ فوت ہوئے کسی کا ڈر نہیں رہا۔ اور مرزا صاحب فوت ہو چکے۔ اب باز پرس کرنیوالا کوئی نہ سمجھا گیا۔ اور ان لوگوں نے صاف کہا اور اعلان کیا اور اخباروں اور رسالوں میں شائع کیا کہ خلیفہ کوئی نہیں ہونا چاہیئے۔ مرزا صاحب نبی یا مسیح نہیں۔ صرف پیر ہیں۔ اور چونکہ پیر کی بات کا لازماً ماننا پیر پرستی اور شرک ہے۔ اسواسطے مرزا صاحب صرف مرشد غیر مطاع ہیں۔ پس یہ یقینی بات ہے کہ یہ لوگ دلی اخلاص اور جوش کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کو ناواجب الاطاعت پیر مانتے ہیں اور بس اور منافق نہیں۔ اور اسوجہ سے انکے چندوں کو ہرگز نہیں روکنا چاہیئے۔ بلکہ ہم سفارش کرتے ہیں کہ ضرور ان کی مدد کرنی چاہیئے ✦

مولوی محمد علی صاحب کی ہجرت۔

تیسرا اعتراض جس کا ہم از روئے انصاف رد کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارے احمدی بھائیوں کی طرف سے مولوی محمد علی صاحب پر ہوا ہے۔ کہ وہ لاہور سے قادیان ہجرت کر کے آئے تھے۔ اور ہجرت کو توڑ کر واپس لاہور چلے گئے۔ اس میں شک نہیں کہ ہجرت کا توڑنا اچھا نہیں۔ شائد اسی خوف سے مولوی محمد احسن صاحب نے حضرت مسیح موعود کے بار بار فرمانے کی خلاف ورزی کر کے بھی کبھی قادیان کو ہجرت کر کے آنا قبول ہی نہ فرمایا۔ لیکن میں اپنے دوستوں سے یہ کہنے کے لئے معافی چاہتا ہوں۔ کہ ان کا یہ الزام مولوی محمد علی صاحب پر درست نہیں۔ کیونکہ مولوی صاحب نے کبھی ہجرت کی ہی نہ تھی۔ وہ تو جب حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی جب مولوی محمد احسن

وہ دراصل ان اعمال کے ثمرات کا بیان ہے۔ جو اس دنیا میں کئے جاتے ہیں۔ اور لفظ ایسے اختیار کئے گئے ہیں۔ جو دونوں پر یکساں ہوتے ہیں (دیکھو اعطو حور نوٹ علا ۲۳۴) یعنے عورتوں پر بھی اور اعمال کے ثمرات پر بھی۔ اور یہ در حقیقت روحانی برکات ہیں جو جسمانی طور پر ظاہر ہونگی۔ قرآن کہیں بھی بیان نہیں کرتا کہ جنت میں الموت پر وہ تعلقات بھی قائم رہیں گے جو عورت و مرد کے درمیان ہوتے ہیں۔ جن برکات کا وہ وعدہ کرتا ہے۔ خواہ وہ کیسے ہی ہوں وہ ایسے ہی مردوں کے لئے ہیں جیسی کہ عورتوں کے لئے (دیکھئے وعدہم حورات روحانی عین کا ہی بعض معنوی روحانی نعمت جیسا مردوں کے پاس ہوگی ایسی ہی عورتوں کے پاس ہوگی۔ مترجم) اور ان کی بابت جو امر یقینی ہے۔ وہ صرف یہ ہے کہ اس زندگی کی جسمانی نعمتوں سے ان کی نیچر مختلف ہوگی

نوٹ (۳۱۴ الف) وعندہم قاصرات الطرف اتراب۔ قاصرات الطرف کے معنے نوٹ ۲۱۱۰ میں بیان ہو چکے ہیں۔ یہاں ان کی نسبت اتراب (یعنی ہم عمر کا) لفظ بڑھایا گیا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ان کا نشو و نما انسان کے روحانی نشو و نما کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ وہ نیک اعمال کے ثمرات ہیں خواہ ان اعمال کے کرنیوالے مرد ہوں یا عورتیں اور عورتوں اور مردوں ہر دو کو یہ ثمرات برابر ملینگے (یعنے عورتوں کو قاصرات الطرف اتراب دی جاینگی اور مردوں کو بھی۔ مترجم)

سُورج سمندر سے کسطرح نکلتا ہے

اس عنوان سے ایک نوٹ پچھلی اشاعت میں چھپا ہے۔ جو اخبار مشرق گورکھپور سے نقل کیا گیا تھا (غلطی سے حوالہ دینا رہ گیا) اسکے متعلق جناب حکیم برہم صاحب ایڈیٹر اخبار مذکور نے مفصلہ ذیل تشریح مزید کی ہے جو درج کیجاتی ہے:۔

"ہم نے ایک مضمون میں سورج سمندر سے کسطرح نکلتا ہے۔ جناب محمل صاحب کا، جو لکھا تھا اس مضمون نے آریہ سماج کے ایک لیکچرار کے قول سے کلام الٰہی کی تردید کی تھی ایک دوست نے شکایت کی ہے کہ آپ نے یہ نہیں لکھا کہ اکمل صاحب کون ہیں؟ اسلئے ہم عرض کرتے ہیں کہ اکمل صاحب احمدی فرقے میں ایک زبردست لکھنے والے ہیں۔ اور اپنے دین کی تعلیمات کے معیار پر ہمیشہ مخالفین اسلام کے لٹریچر کے جواب کیلئے تیار رہتے ہیں احمدی فرقے کے عقاید سے ہم کو کوئی بحث نہیں ہم اس فرقے کی اسبات میں ہمیشہ تعریف کرینگے کہ مخالفین اسلام کا خوب جواب دیا جاتا ہے"۔

مشرق گورکھپور۔ ۲۵؍ اپریل ۱۹۱۹ء

دردِ دل کا اظہار

(علی حیدر کی زبان میں)

ماموران خدا کو ایک شان محبوبی دیجاتی ہے یوں تو سب سعید الفطرت ان پر ایمان لاتے ہیں۔ مگر سب کے تعلقات اپنے اپنے مذاق کے مطابق ہوتے ہیں۔ بعض کتب سابقہ کی حیثیت پیشگوئیوں کا مصداق پاکر اپنے ایمان کے اندر ایک لذت پاتے ہیں۔ بعض ان کے بیاز حکمت کلام پر جان دیتے ہیں۔ بعض کے ایمان کا دار و مدار ان کی پیشگوئیوں پر ہوتا ہے۔ اور کچھ خدا کے بندے ایسے بھی ہیں جو صرف عاشق ہو کر اندر مٹے ہیں۔ اپنی تو یہ مختصر ہے روداد۔ ایسے لوگ بہت مزے میں رہتے ہیں۔ مجھے خوب یاد آیا جب حضرت اقدس لاہور تشریف فرما ہوئے۔ تو میاں چراغ دین صاحب کے مکان کے سامنے سڑک کی دوسری طرف ایک مولوی شیشم کے درخت پر چڑھکر دن کا اکثر حصہ گالیاں دیتا رہتا۔ کچھ اعتراض سناتا۔ اور بعض احباب سنکر رنجیدہ خاطر ہوتے۔ اور بعض ان اعتراضات کا جواب بھی اپنے دوسرے بھائیوں سے سمجھنا چاہتے حضرت مولانا عبد الکریم کے پاس میں بیٹھا تھا۔ فرمانے لگے میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ اس مولوی کی بات سنی کیونکر جاتی ہے۔ میں تو اپنے مرزا کے مطالعہ حسن میں ایسا محو رہتا ہوں کہ کوئی مخالف آواز مجھے سنائی ہی نہیں دیتی

پھر آپ سے بعض لوگوں نے عرض کیا کہ حضور دس بارہ دن سے باہر تشریف نہیں لائے۔ کوئی ایسی صورت کیجئے کہ باہر آیا کریں تاکہ مشتاقان دیدار فیض پائیں کہنے لگے وہ خدا کا مامور ہے۔ کیا وہ نہیں جانتا کہ خلق خدا کتنے دن سے زیارت کے شوق میں جمع ہے میں تو کچھ کہنا بے ادبی سمجھتا ہوں۔ اور حضور کی اس ادا سے بھی مزے لے رہا ہوں ٭

مولانا عبد الکریم کی شان تو بہت بلند تھی۔ اور انکو مباحثات بھی کرنے پڑتے تھے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے ہیں جو کتابی علم پڑھکر پھر سب کچھ بھلا دیتے ہیں۔ اور مولویانہ بحثوں سے سخت متنفر رہتے ہیں۔ وہ کہاں سے دریا تک پہنچے ہیں وہ اگرچہ بہت کٹھن ہے مگر ان سے جھگڑوں اور روز کے خرخشوں سے امن میں ہو جاتے ہیں ٭

تک رکھ ملاں کنز کتنے نوں ایتھے منتے کیتے دی جا ناہیں
ایتھے عشق دا مسئلہ کھل وائی ساڈوں ہور گلاں نوں سنا ناہیں
اساں عشق دے قاعدے نوں سبق پڑھیا ملاں ہور کوئی دا اندرا ناہیں
حیدر مذہب دے الجھیڑے چھوڑ رہیاں ایتھوں کھیڑیاں دی کوئی داناہیں

اسوقت میری چشم تصور کے سامنے وہ نو احمدی ہے جس نے ابھی ابھی بیعت کی ہے اسکے رشتہ دار اس کے احباب اس کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ بار بار اسے کہتے ہیں کہ قادیان والے کو چھوڑ دو۔ اس سے منہ موڑ دو۔ مگر وہ جواب دیتا ہے۔

لی۔ ڈوک نصیحتاں دے جھکے سوہنے یار توں کمہ نہ موڑ سینا
توڑے باوڑے جیوڑے کڈھ چھوڑن جانی یار کھر کمہ [illegible]
ہن تاں بیلے رہساں پر دم ہی دا تینوں یار نوں [illegible]
علی حیدرا اکھیاں لالیاں نیں قول نوں مول نہ توڑ سیاں [illegible]

وہ بیچارا مجبور ہے اسکے سامنے وہ رخ پر نور ہے جسے
یہ آنکھ کے اندھے اور نامبین سکہ نہیں دیکھ سکتے۔
اسلئے وہ انہیں بجا طور سے یہ سناتا ہے۔

ع - علم دا پڑھناں نیک ہے پاں عشقے دی بات انوکھڑی ہے
جن تے سورج دی روشنی ہوں پیار دی جھات انوکھڑی ہے
شب قدر دی رات بھول گئی ہو وصل دی رات انوکھڑی ہے
مشکل گھاتاں سبھے اوحیدر ہر ہوں دی گھات انوکھڑی ہے

باہر کے رہنے والے کیا جانیں کہ قادیان دارالامان کس مہ طلعت کا رخ سعادت ہے۔ میں تو علی حیدر کے اس شعر کو ایک پیشگوئی کے رنگ میں پڑھ پڑھ کر مزے لئے کرتا ہوں :-

ب - بیلے دی بیچ ندیں تاں ادہا الف سدہا خم ہست آیا
اوہا یار کلو کڑی رات والا من جبیں ملک دے وت آیا
سوہنا میم دی چادر ہیں کے جی کہیا زلفاں دا گھونگٹ گہت آیا
علی حیدر اوہا بیپارا من احمد بن کے وت آیا

ایک روز یہ شعر میں نے کوئی چالیس بار دہرایا ہو گا۔ اور مجھ پر وجد کی حالت طاری ہو گئی۔ کیوں نہ ہوتی جبکہ میں اپنی زندگی کا عیش اسی احمدپور میں پاتا ہوں۔ جسکے بارے میں لسان الغیب حیدر کہتا ہے۔

الف احمدپور دیاں گلیاں وکو کا ساڈوں سبھے گلیاں جلیاں نی
سوہنے سادے تے ہار حمیلاں سبے سانگاں سلیاں نی
اہن ڈٹھیاں باہجھ نہ رہندی عاشق آپ ہندی مار تجلیاں نی
ایتھے کوبھے ترتر ہندے حیدر آنسو نیناں دے گھگھ ڈلیاں نی

پس احمدپور میں رہتے ہوئے اس آخری زمانے میں آخر الزمان نبی میں ہو کر جو فرائض ہم پر عائد ہوتے ہیں ان کی اہمیت کا خیال مجھے بے تاب کئے دیتا ہے

الف اٹھ سوانی تنگمت مدھانی ویلا بھلی رات دا ای
اتوں ہوئی وہجی تے وہی نہ جمی ارکنا ہیں کہو گہات دا ای
جٹ نہ ستتے وودھ مدتے ویلا وقت برات دا ای
جیوں جیوں صدقے کیمن اوحیدر ایہوں تحفہ ربدی ذات دا ای

ہندوستانی احباب مجھے معاف فرمائینگے کہ میں نے اپنے دل کے اظہار کیلئے پنجابی اشعار سے کام لیا۔ آخر انہیں بھی پنجاب سے ایک نسبت ہے۔ لال پیارا تو لال کے نال ہی پیارے (اکمل)

سامانوی آریہ اور قادیانی مہاجر

(از منشی فضل حسین مہاجر)

تھوڑا سا عرصہ ہوا کہ ایک ویانندی نے آریہ گزٹ لاہور میں دو سوال بغرض جواب شائع کرائے تھے۔ جن کا جواب بتوفیق ایزدی خاکسار نے عقلی و نقلی طور پر متانت و سنجیدگی کے ساتھ دیا تھا۔ پھر بھی مہاشہ ہمارا جواب الجواب آریہ گزٹ میں زیر نوٹ "ایک احمدی بھائی کی ناکامیاب کوشش پر رحم کی نگاہ" دیتے ہیں۔

تعجب ہے کہ ان کے دو سوالوں کے جواب میں ہمارا مضمون تو پانچ کالم لے۔ اور ہمارے ۵ کالم کے مضمون کا جواب الجواب مہاشہ جی پونے کالم میں دیں اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ مہاشہ جی کی حالت قابل رحم تھی نہ کہ ہماری۔ ہمنے وہ مضمون تحقیق اور کمال ہمدردی سے لکھا تھا۔ اور یہ غرض مدنظر تھی کہ مہاشہ جی اس سے فائدہ اٹھائینگے۔ مگر افسوس کہ بجائے فائدہ حاصل کرنے کے الٹے ہمارے ہی سر ہو گئے۔ یہ بھی نہیں کہ اگر جواب الجواب لکھنا تھا تو کم از کم سنجیدگی و متانت سے کام لیتے معلوم ہو گیا۔ کہ لالہ جی کو حق پسندی سے کوئی واسطہ نہیں صرف انگلی کٹا کے شہیدوں میں نام لکھوانے کے شوق میں سوال کر دئے اور خیال کر لیا کہ جب کوئی جواب دیگا تو جواب الجواب میں اس کا منہ بند کرنے کو چند صلواتیں سنا دینگے۔ خود ہی ہمارے جواب الجواب کے جواب کا حوصلہ نہ کریگا۔ اور ہماری سماج میں چرچا ہو جائیگی۔ کہ سامانہ نواسی مہاشہ رادھا کشن جی نے مخالفین کا منہ بند کر دیا۔ اور مخالف لاجواب ہو گئے۔

مہاشہ جی کا کچھ بھی خیال ہو مگر ہم دوبارہ ان کو گھر تک پہونچا کے چھوڑینگے۔ انشاء اللہ۔ مگر اسوقت ہم لالہ جی کی بے ہودہ باتوں سے قطع نظر کرکے اصل مطلب کی طرف توجہ کرتے ہوئے قال اقول سے جواب دیتے ہیں۔ یہ تو ہمکو معلوم ہو گیا کہ مہاشہ جی کو حق طلبی سے مطلقاً لگاؤ نہیں۔ مگر انکے بے ہودہ مضمون کی قلعی کھولنی ہمارا فرض ہے۔ شاید کوئی سلیم الفطرت اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ مہاشہ جی لکھتے ہیں۔

نہایت سخت انتظاری کے بعد منشی فضل حسین مدرس قادری کے پرچہ میں جس کا نام نہیں لکھا۔ جواب دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر ناکامیابی کا شکار ہوتے ہیں۔ لالہ جی نے جو بے پڑھائی ہے اس کی نسبت ہم اپنے قلم سے کچھ نہیں لکھتے۔ اور یہ کام منصف طبائع کے فیصلہ پر ہی چھوڑتے ہیں جو مہاشہ جی کے سوالات اور ہمارے جواب اور اب مہاشہ جی کے اعتراض اور ہمارے جواب الجواب کو دیکھیں گے وہ جان لینگے۔ کہ ناکامی کا شکار کون ہوا ہے؟

قولہ - منشی صاحب کے جواب کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ خدا نے مخلوق کو اسلئے پیدا کیا ہے کہ اس کی کمال قدرت کا اظہار پورا ہو۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ منشی صاحب سوال نمبر ۲ کا جواب دیتے ہوئے سوال نمبر ۱ کو بالکل خیال میں نہیں لائے۔ کہ سوال نمبر ۱ کا حل کیسے ہو گا۔

اقول - معلوم نہیں کہ لالہ صاحب نے دوسرے کے مضمون کو کانٹ چھانٹ کر کے لکھنے اور اس پر پھر حاشیہ آرائی کرنے کا شیوہ کون سی سماج سے سیکھا ہے؟ مہاشہ جی نے ہمارے جواب کو غور سے نہیں دیکھا۔ بلکہ جواب پڑھتے ہی جواب الجواب کی فکر میں مستغرق ہو گئے مہاشہ جی اگر واقعی ہمارے مضمون کی تردید کرنی تھی۔ تو پوری عبارت تو نقل کرتے۔ "کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا - بھان متی نے کنبہ جوڑا"، کی مثل کے مصداق بنتے۔

پیارے بھائی صاحب سنئے! اور گوش ہوش سے سنئے ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل بالارادہ ہستی ہے اور وہ فاعل بالخاصہ نہیں (جیسا کہ آپ کا عقیدہ ہے) فاعل بالخاصہ کی مثال ایسے ہے۔ جیسے آگ سے طبعی طور پر گرمی کے آثار ظاہر ہوں یا پانی سے ٹھنڈک۔ سورج چاند وغیرہ سے روشنی۔ مگر خدا تعالیٰ کی نسبت

ایسا عقیدہ اختیار کرنا کمال نادانی ہے۔ فاعل بالخاصہ وہی ہوگا۔ جس سے ہمیشہ ایک ہی طور کے آثار و اظلال ظاہر ہوں۔ اور اس میں ارادہ مطلقاً نہ پایا جائے۔ مگر جب یہ کہہ دیا جاوے۔ کہ خدا میں صفت ارادی مطلقاً نہیں پائی جاتی تو میرے بھائی بتلاؤ۔ وہ خدا کیسے ہو سکتا ہے؟ نعوذ باللہ من ذالک۔

اس عقیدہ کی رُو سے (کہ خدا فاعل بالخاصہ ہے) خدا کو بے شعور ماننا پڑے گا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم اوپر ظاہر کر آئے ہیں کہ آگ ہوا پانی بے شعور اشیاء کی طرح اس خدا سے افعال بھی بلا قصد فطرتی طور پر سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے بتلایا ہے کہ سورج چاند وغیرہ سے روشنی۔ ان سے بھی روشنی وغیرہ بلا قصد و ارادہ ظاہر ہوتی ہے۔ مگر اللہ تعالےٰ کو ہم اور آپ دونوں ذی شعور مانتے ہیں۔ اسلئے اس کو فاعل بالخاصہ کہنا پرلے درجہ کی حماقت ہوگی۔ دوسری بات یہ کہ اگر آپ ہمارے ان عقلی براہین سے تنگ آکر کہدیں کہ ہمیں جناب عقلی دلائل کو رہنے دیجئے۔ کوئی ہماری کتب مستند سے برہان حوالہ پیش کیجئے۔ جس سے ثابت ہو کہ خدا میں صفت ارادی ہے۔ تو ہم تب مانینگے تو لیجئے آپ کی یہ خواہش بھی پوری کئے دیتے ہیں ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۹

"پرماتما نے ایکشن یعنی علم اور ارادہ کیا کہ میں تمام عالم کو بنا کر ظاہر ہوؤں" الخ

پیارے بھائی اب دیکھ لو کہ یہاں مجبوراً سوامی دیانند جی کو بھی ماننا پڑا کہ خدا فاعل بالارادہ ہے۔ اگر فاعل بالخاصہ ہی ہوتا تو وہ ارادہ کیسے کر سکتا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ خدا کو بالخاصہ کہنا حقیقت پر مبنی ہے۔ اس ستیارتھ کی اس عبارت سے آپکے اس سوال کا بھی جواب مل گیا جس کو آپنے بڑے شد و مد سے لکھا تھا۔

"دیکھئے منشی صاحب اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اگر کم ہوتی تو خدا کے دل میں یہ خواہش پیدا ہو گئی ہوگی کہ ایسا کرے (نعوذ باللہ) ازدر حضرت ... ضرورت محسوس کرنے کے بعد اپنی ضرورت کو پورا کرنے کا عمل کیا ہوگا

یعنی خواہش پیدا ہونے کے وقت سے لیکر خواہش کے پورا ہونے تک احمدی خدا اپنی قدرت کا اظہار بالکل نہ کر سکا۔ ممکن ہے کہ خدا کو مخلوق کے پیدا کرنے کے لئے سکیم انجن کی طرح اپنی سکیم کو پورے پیمانے پر لانے کے لئے کچھ عرصہ اور بھی انتظار کرنا پڑا ہو گا"۔

مہاشہ صاحب آپکے اس اعتراض کا جواب سوامی جی کی عبارت میں آ گیا۔ اسپر ہمیں زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر پھر بھی تسکین پیدا ہو تو بلاکے سوامی جی سے دریافت کریں کہ ہے سوامی جی۔ جو آپنے کہا ہے کہ پہلے خدا نے علم اور غور اور ارادہ کیا کہ میں تمام عالم کو بنا کر ظاہر ہوؤں"

اس سے آگے اپنی عبارت مرقومہ بالا کو پیش کر دینا۔ اُمید ہے کہ آپ کی اچھی طرح سوامی جی کی تسلی کر دینگے۔ ہاں اگر سوامی جی یا سوامی جی کا کوئی چیلہ آپکی تسلی نہ کر سکا۔ اور آپ تسلی کریں کہ ہماری سوامی جی سے تسلی نہیں ہو سکی۔ تو ہم اسوقت پھر آپ کی تسلی کرنے کو حاضر ہونگے۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے
جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

قولہ۔ محض منشی صاحب ہی دیکھتے ہیں کہ نیستی ہی سے قدرت خدا ظاہر ہو سکتی ہے۔ اگر نیستی سے خدا کو منسوب کہتے ہو۔ تو آپکے خدا کی صفات کا کیا کہنا۔

اقول۔ لالہ صاحب اللہ انصاف سے بتلائو کہ آپنے ہمارے مضمون میں سے یہ نتیجہ کہاں سے نکالا کہ خدا کی قدرت نیستی ہی سے ظاہر ہوتی ہے۔ خدا کا خوف کرو۔ ہمارا تو ایمان ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ازل سے اپنے انوار و تجلیات کو دنیا پر کرتا آ رہا ہے۔ اور ابد تک کرتا رہیگا۔ ہمنے پہلے بھی وضاحت سے بتلایا تھا۔ کہ خدا فاعل بالارادہ ہے۔ وہ ازل سے ہے۔ اور ازل سے ہی اس کی صفات کام کر رہی ہیں۔ تمام صفات کبھی معطل و بیکار نہ ہوئی ہیں اور نہ ہونگی۔ الّا وہ بھی کسی ایک صفت سے کام نہ لے۔ تو ممکن ہے کسی کا اس پر جبر نہیں۔ ہاں اگر وہ بالخاصہ نعوذ باللہ بے شعور ہوتا۔ تب کہہ سکتے کہ اس سے بغیر اس کی مرضی و ارادہ کے کام ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ سورج وغیرہ سے طبعی طور پر روشنی کا اظہار ہوتا ہے۔ اور اس اظہار میں سورج وغیرہ کی مرضی و ارادہ کا مطلقاً دخل و واسطہ نہیں۔ مگر یہ اصل کے خلاف ہے۔ مہاشہ جی یاد رکھیں۔ ہم مخلوق کا وجود نوعی طور پر قدیم مانتے ہیں شخصی طور پر نہیں۔ پس کوئی ایسا وقت نہ ہوا ہو گا کہ خدا تعالےٰ اپنے اظلال و آثار انوار و تجلیات کو ظاہر نہ کرتا ہو۔ مگر برعکس اسکے جناب کی مسلمہ و مقدسہ کتب سے دکھلایا تھا کہ ویدک پرمیشور ایک عرصہ دراز تک سویا رہتا ہے۔ ہم اس مقام کو دوبارہ لکھدیتے ہیں اگر آپنے اسوقت نہ پڑھا ہو۔ تو اب ملاحظہ کر لیجئے۔ دیکھئے منوسمرتی مترجمہ درشنانند جی اگیانی ادھیائے ۱ شلوک ۷۲۔

"پرمیشور کا ایک دن یا ایک رات ایک ہزار چترگی کے برابر ہے"۔

اور دیکھئے۔ منو ادھیائے ۱ شلوک ۵۲۔

"وہ پرمیشور اپنے دن میں کام کرتا ہے اور رات کو سوتا ہے۔ جب جاگتا ہے۔ تب سنکلپ وکلپ من کو سرشٹ رچنے کے لئے آگیا دیتا ہے"۔

ایک ہزار چترگی کا زمانہ اگر معلوم کرنا چاہیں۔ تو ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۳۔ نوٹ از مترجم ستیارتھ۔

"ایک ہزار چترگی یعنے چار ارب بتیس کروڑ برس تک دنیا بنی رہتی ہے الخ"

معلوم ہوا کہ ویدک ایشور چار ارب بتیس کروڑ برس تک خواب استراحت فرماتے ہیں یہ نہیں کہ کوئی صفت بیکار ہو بلکہ خود ہی سوئے رہتے ہیں۔ تو جو شخص سویا رہے کیا وہ اپنی صفات سے معطل و بیکار نہ سمجھا جائیگا افسوس کہ مہاشہ جی نے جواب الجواب کے وقت اپنے گھر میں جو سوراخ ہو رہے ہیں۔ انکی طرف توجہ نہ کی اور غت ربود کر گئے۔ اور ان حوالجات کا جواب میں ذکر تک نہ کیا۔ ادھر اُدھر کی باتیں بنائیں کہ کے ۲ کالم سیاہ کر دیئے ہیں

بر ... محقق بود نہ دانشمند
چار پائے برو کتابے چند (باقی دارد)

اِنّی مُہِینٌ مَنْ اَرَادَ اِہَانَتَکَ

پیشگوئی الہٰی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے پوری کی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذکورہ بالا الہام بہت دفعہ پہلے ظہور میں آچکا ہے۔ اور آتا ہے اور آتا رہیگا۔

تھوڑی مدت گذری ہے کہ اس الہام نے پھر ایک جلوہ دکھایا۔ اور دشمنوں کی آنکھوں میں تیر لگایا۔ لیکن وہ نہ دیکھے اور اپنے ہاتھوں سے اسکو پورا کرکے دکھلایا۔

یہ الہام اسطرح پورا ہوا کہ قادیان میں غیر احمدیوں نے اپنا مذہبی جلسہ منعقد کیا۔ اور اپنے تمام بڑے بڑے علماء کو مدعو کیا جنمیں مولوی محمد حسین بٹالوی بھی تھے جو کہ اول المکفرین ہیں۔ اور مسیح موعود کے حق میں الفاظ قبیحہ و عبارات شنیعہ لکھنے والے ہیں۔

قبل اسکے کہ میں اس واقعہ کو لکھوں۔ آپکی توجہ جلسہ مذاہب کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں۔ وہ ایسا جلسہ تھا کہ جس میں تمام مذاہب کے اراکین جمع تھے۔ اور پھر تھا بھی پنجاب کے سنٹر میں۔ جہاں کہ ہزارہا لوگ حاضر تھے۔ وہاں پر ایک شخص کی اہانت ہونا اور ذلیل و رسوا ہونا دوسرے لفظوں میں تمام دنیا میں رسوا ہونا ہے۔ جب پہلے حضرت صاحب کی تقریر سنائی گئی۔ تو بعد میں مذکورہ بالا مدعی علم و فضل بامنبر ہوئے اور تقریر شروع کی۔ اس تقریر کا خلاصہ مضمون حضرت صاحب نے اپنے ایک قصیدہ میں لکھا ہے جنمیں سے چند اشعار آپکے سامنے پیش کرتا ہوں۔

(۱) فصال علی الاسلام فی جمع العدیٰ۔ وقد کان یعلم انہ یتملق۔ ترجمہ اسنے اسلام پر بموجودگی تمام دشمنان اسلام حملہ کیا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے

(۲) و اخذ کہ علماء الھنود و دینہ سوخا ھمی من و حد النفاق تملقا۔ ہندوؤں کے بڑوں اور ان کے دین کی تعریف کی اور منافقانہ چال چلا۔

(۳) اذا ما الجندی دیننا من عدا تی۔ فاخزاہ ربّ قادر حافظ الحق۔ اس نے میری عداوت کیوجہ سے اسلام [illegible] میں نے اس کو رسوا کیا۔

[illegible] یا شیخ وقتک [illegible] فی اساس البنا

بالسکوت وارفق۔ اور انہوں نے اسکو کہا کہ اے شیخ تیرا وقت گذر چکا ہے۔ پس اپنے نیچے ہوتے ہوئے ہم پر احسان کر۔ اور نرمی اختیار کر۔

اسیطرح یہاں بھی مولوی محمد حسین صاحب جب کھڑا ہو رہے تھے۔ تو مجلس معتمدین جلسہ قائمقام آپکے پاس آیا اور کہا کہ آپ کا وقت تو گذر چکا ہے۔ بعینہ وہی الفاظ کہ وقالوا لہ یا شیخ وقتک قد مضیٰ پھر یا تو ابتدا میں مہمانی میں لیجانے کے لئے مستقبلوں نے کہا نہیں یا مولوی صاحب نے خود جانا گوارا نہیں کیا۔ بہرحال مولوی صاحب یکہ خانہ سے اسیوقت قہقرانہ رجعت پر مجبور ہوئے اور اپنے پاؤں واپس جانا پڑا۔ پس وہ شخص جسکی غیروں نے بھی اہانت کی اور اپنوں نے بھی۔ تو اس سے بڑھ کر اور کونسی اہانت ہو سکتی ہے جسطرح مولویصاحب کو پھر وہ جلسہ مذاہب کا موقعہ نصیب نہیں ہوا۔ انشاء اللہ یہاں بھی ایسے جلسہ کا موقعہ نہیں ملیگا جسطرح جلسہ مذاہب پھر نہیں ہوا اسی طرح انشاء اللہ یہ بھی نہ ہوگا۔ پس مولوی صاحب کا ریکارڈ جو گراموفون میں بند تھا بند کا بند ہی واپسی ڈاک ہوا۔

پھر مولوی صاحب نے وقت بھی مانگا کہ میں اپنا وقت لونگا نہیں تو میرا نام کیوں لکھا تھا اور مجھے مدعو کیوں کیا اسلئے کہ وہ انکار کا جلسہ مذاہب میں مزا چکھ چکے تھے جب انہوں نے کہا کہ اے شیخ تیرا وقت گذر چکا ہے تو مولوی صاحب نے آگے انکار کر دیا۔

فلما ابی منفاہ صدر المنتدیٰ۔ بزجر بلیغ مذی مکائد اخشق۔ جب مولوی صاحب نے انکار کیا۔ تو اسکو صدر المنتدی (مجلس کے پریذیڈنٹ) نے اسکے ایسی جھڑک کے ساتھ جو کہ حکم عددوں کا علاج ہے علیحدہ کر دیا۔ اسواسطے مولوی صاحب یہاں خاموشی سے واپس ہوگئے۔ اھان المھیمن من اراد اھانتی۔ فرحق وبعض الحق انکت یومب۔ خدا نے اس شخص کی جس نے میری اہانت کا ارادہ کیا۔ اہانت کی۔ پس حق کی جگہ دیکھ اگر تو غور سے دیکھنے والا ہے۔ وہ دن ہی دیکھ کہ جب اسٹیشنوں پر ہزارہا آدمی جایا کرتے تھے اور اب دیکھ کہ کوئی پوچھتا نہیں۔ پس کیا اسمیں حضرت مسیح موعود کی سچائی پر صاف دلیل نہیں سمجھ تمام مخالفوں۔

ضرب فضل الرحمٰن جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

[illegible] آپکے [illegible] ہیں ہم [illegible]
[illegible] مدردی [illegible]
[illegible] حکیم [illegible] مولوی [illegible] نور الدین صاحب [illegible]
[illegible] دیا گیا [illegible]
[illegible]
جو [illegible] [illegible]
[illegible] پیدا ہوتے [illegible]
[illegible] پیدا ہو [illegible]
والدین کے [illegible] دیکھ کر مایوس [illegible]
ہو [illegible] ان گولیوں سے تریاقی [illegible]
استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ اور آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور [illegible]
میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور مو [illegible] لئے دعا فرماویں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ عہ

اصلی ممیرا اور ممیرہ کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنی دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے (سے)

المشتہر

نظام جان و عبدالرحمٰن کاغانی قادیان (گورداسپور)

[illegible] اخبار [illegible] الاسلام [illegible] قاسم [illegible] نے شائع کیا)

دستخط کرلیا۔ تو مجھ ساتھ بیٹھے کہا کہ اس میں کیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم کیوں پوچھتے ہو۔ اس نے کہا کہ یہ پارسل کھلا ہوا تھا۔ اور جو کچھ اس میں تھا وہ پہلے بابو جی نے کھایا۔ اور پھر بعض اور ملازمان ڈاک خانہ کو کھلایا۔ اسکے کھانے سے فوراً حلق بند ہونے لگے۔ اور بعض کو تے بھی آئیں۔ آپ مہربانی کرکے کوئی علاج بتاویں۔ میں نے کہا کہ میں رپورٹ کروں گا کہ میرے پارسل پر ناجائز تصرف کیا گیا۔ اور جب کھلا ہوا تھا۔ تو پھر خود ہی کہ اس کو کیوں بھیجا" نظام جان قلم خود۔

کس قدر جرأت اور اندھیر ہے کہ ڈاک خانہ کا ذمہ وار افسر ایک پارسل پر تصرف کرتے ہوئے ذرا بھی نہیں جھجکتا۔ اسکے سامنے سب کچھ ہوتا ہے۔ مگر وہ پروا نہیں کرتا۔ پھر یہ دلیری کہ پارسل میں جو دوائی ہے۔ وہ نکال کر کھائی اور کھلائی جاتی ہے۔ اور ذرا نہیں خیال گزرتا کہ اس کا مالک کیا کہیگا۔ اور پھر اس کو بھی کر یا بندہ کو تقسیم کردیا جاتا ہے۔ اور یہیں تک نہیں بلکہ ڈاکخانہ کے باہر معزالدین ایک شخص جو ٹکٹ وغیرہ فروخت کرنے کے لئے بٹھایا ہوا ہے۔ اس کو بھی اس دوائی میں سے ایک گانٹھ دیجاتی۔ اور تحقیق کرایا جاتا ہے کہ وہ دریافت کرے یہ کیا دوائی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس دوائی کو پتہ لگنے پر ہضم کرلینے کا ارادہ ہے۔ معزالدین ٹکٹ بازار میں لیکر دوا فروش سے پوچھتا ہے کہ یہ کیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ عطرفروش جو جلد سازی کی دکان متصل ڈاک خانہ قادیان کرتا ہے۔ لکھتا ہے کہ:۔

"کل مجھکو معزالدین نے ایک گانٹھ سبز مثل آلو دکھلائی۔ اور پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھ کو علم نہیں۔ پھر کہا کہ اسے چکھو۔ میں نے جب اسے چکھا تو اس سے میرے منہ کو سخت تکلیف ہوئی۔ اور ایک آبلہ زبان پر ہوگیا۔ پھر ڈاکٹر پوسٹ مین نے میرے پاس آکر مجھ کو بھی چکھائی ہے اور سخت گلہ ونیز اس کا کیا علاج ہے۔ میں نے اُسے دودھ بتلایا۔ اور مجھ کو ایام تک تکلیف رہی۔" عبداللہ خان جلد ساز قادیان

اب حکام بالا غور فرمائیں کہ کیا یہ اندھیر نہیں کہ ڈاکخانہ میں پارسل کھولے جاویں۔ اور اس میں سے اشیاء نکال کر استعمال کی جائیں۔ اگر یہ خطرناک زہریلی دوا نہ ہوتی۔ کوئی اور چیز قابل استعمال اہلکاران ڈاکخانہ قادیان ہوتی۔ تو کیا وہ ان کی دست بُرد سے بچ رہتی۔ پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ اس کو خودسی کر یا بندہ کے حوالہ کردیا جاتا ہے۔ اگر اس کے کھانے سے تکلیف نہ ہوتی۔ تو شاید یا بندگان کو اتنا پتہ بھی نہ لگتا۔ یہ تو ان کے گلے بند ہونے اور تے ہونے سے فکر ہوا کہ کہیں کوئی مر نہ جاوے۔ تو جا بجا علاج کی تلاش کرنے لگے۔ سب جاکر پتہ لگ گیا۔

اس مقدمہ کی تحقیقات کے لئے منجانب افسران ڈاک خانہ بٹالہ سے انسپکٹر صاحب ڈاکخانہ جات آئے تھے۔ انہوں نے جس طرز سے اس کی تحقیقات کی وہ اور بھی قابل مضحکہ اور لائق نوٹس ہے۔ جس کا ذکر ہم آئندہ نمبر میں معہ دیگر شکایات کے درج کرینگے۔

تبلیغ رسالت

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مجموعہ اشتہارات کی جلد اول کی اشاعت میں ضرورت سے زیادہ توقف ہوا۔ اور شائقین کو بہت انتظار کرنا پڑا۔ مگر یہ توقف خاکسار مرتب اشتہارات کی جانب سے نہیں ہوا۔ بلکہ چھپائی کی دقتوں کی وجہ سے اسقدر دیر ہوئی ہے۔ کل کتاب معہ ٹائٹل چھپ چکی ہے۔ صرف پلیٹ کاپیاں جو لاہور بھیجی گئی تھیں۔ وہ آج تک نہیں طبع ہوئیں۔ اب وہ کاپیاں واپس منگوالی ہیں۔ اور انشاء اللہ قادیان میں ہی ان کو طبع کرایا جائے گا۔ بعض اشتہارات کے مجموعہ کے واسطے اور رسالہ احمدی کی اجراء کی خاطر خاکسار نے فاروق پریس کی منظوری حاصل کی ہے تاکہ اپنے پریس میں یہ کام کیا جائے۔ پھر بھی اب بلا لیا ہے۔ مگر کل کش نہیں ملتے۔ تلاش کر رہا ہوں۔ انشاء اللہ جلد ہی فاروق پریس جاری ہوجائیگا پھر سب تکلیفیں جو مجموعہ مذکور کی چھپائی کے متعلق پیش آتی ہیں۔ رفع ہوجائینگی۔ اور باقی جلدیں بہت جلد ہدیہ ناظرین ہونگی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ پریس کے اجراء میں جن اسباب کی ضرورت ہے وہ مہیا کردے۔ آمین ✝

مکرمی ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب نے افریقہ سے مبلغ پچاس روپیہ تبلیغ رسالت کی امداد میں ارسال فرما کر ثواب دارین حاصل کیا۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء فی الدنیا والآخرۃ۔ آمین۔

مخدومی مولوی غلام محمد صاحب نے گلگت سے دس روپیہ تبلیغ رسالت میں عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو اس کا اجر عظیم دین و دنیا میں عطا فرمائے۔ آمین

حیدرآباد اور کلکتہ کے احمدی احباب نے ابھی تک وعدہ ایفا نہیں فرمایا۔ اُمید ہے کہ وہ بہت جلد اس طرف توجہ فرماوینگے

نظم

حافظ سلیم احمد صاحب اٹاوی

کہاں غائب ہاتھ نظروں سے تو اے مہ جبین برسوں
تری فرقت میں ہم تڑپا کئے اندوہگیں برسوں
خدا کے فضل سے پایا زمانہ ہم نے مہدی کا
وہ مہدی منتظر جسکے رہے ہیں مومنین برسوں
بنایا اپنا نائب جس کو چاہا حق تعالیٰ نے
رہے سر پیٹتا اب اپنا ابلیس لعین برسوں
ہوئے ادیان باطل جتنے پیدا اس زمانے میں
رہے گا سر کچلتا ان کا یہ دین متین برسوں
دکھادے یاالٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں لایا کئے وحی خدا روح الامیں برسوں
نہ جائینگے در مہدی سے ہم ٹل کر کہیں حافظ
کرینگے علم دیں حاصل گذارینگے یہیں برسوں
سبق اس کو پڑھاؤں معرفت کا اور حقیقت کا
رہے صحبت میں میری ناصر مجر دنشین برسوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۱۶ مئی ۱۹۱۹ء

قاتلانِ حسین کون تھے؟

بجواب ذو الفقار

مکرم منشی خادم حسین صاحب خادم بھیروی کے قلم حقیقت رقم سے

اخبار ذوالفقار مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۱۹ء میں میرے ایک نادیدہ اثنا عشری دوست نے ایک مضمون لکھا ہے جس کا عنوان ہے۔ اشعث بن قیس الکندی اسمیں آپنے یہ ثابت کیا ہے کہ چونکہ اشعث ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بہنوئی تھا۔ اور اس کا بیٹا محمد قاتلان حسین میں سے تھا۔ اور وہ کوفہ میں رہتا تھا۔ اس سے ثابت ہو گیا کہ قاتلان حسین سُنی تھے۔

نیز اس عنوان کے ماتحت آپنے خواہ مخواہ غیر متعلق مباحث کا بھی ذکر کر کے اخبار کے تقریباً تین کالم ضائع کئے ہیں۔ ایڈیٹر ذوالفقار کو ایسے قابل نامہ نگار نصیب رہیں۔ اس غیر متعلق مباحث میں آپنے ان مرتدین اسلام کا رونا بھی رویا ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہی تمام ملک عرب میں پیدا ہو گئے تھے اور اگر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی قوت ایمانی و استقلال خداداد سے ان کی خبر نہ لیتے۔ تو شاید آج دین اسلام صدیوں سے نیست و نابود ہو چکا ہوتا۔ قابل نامہ نگار کے نزدیک وہ سب لوگ جو اپنے ارتداد پر قائم رہنے کی وجہ سے قتل ہوئے درحقیقت مُرتد نہ تھے۔ بلکہ پابند صوم و صلوٰۃ اور پکے مسلمان تھے۔

میرے نزدیک نامہ نگار صاحب کا یہ مضمون مبلکہ مجموعہ خرافات کہیں تو بجا ہے ہرگز قابل التفات نہیں ہے۔ مگر چونکہ ایک خاص عزیز کی ایک مدت سے خواہش ہے کہ انکے اعتراضات و شبہات کا ضرور جواب دیا جائے۔ اِسواسطے میں مختصراً کچھ عرض کر دیتا ہوں

ا۔ اشعث بن قیس الکندی بیشک ابوبکر صدیق کا بہنوئی ہے۔ اور اس کی بیٹی جعدہ کی نسبت مشہور ضرور بیان ہے کہ امام حسن علیہ السلام کو زہر دی۔ اور محمد بن اشعث بروایت کلینی شریک خونریزی امام حسین علیہ السلام ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ نامہ نگار کے نزدیک محض اس رشتہ کی بنا پر وہ سُنی کیسے ہو گئے؟ اور ابوبکر صدیق پر اس کا کیا الزام ہے؟ اگر ان پر یہ الزام ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو ہمشیرہ دے دی۔ جو پہلے مرتد ہوا اور پھر دوبارہ مسلمان ہو گیا۔ تو اس میں کونسی شرعی قباحت ہے۔ بلکہ اگر بغور دیکھا جائے تو بہ نیت تالیف قلوب انہوں نے ایسا کیا۔ اور یہ امر نہ مستلزم عتاب۔ بلکہ مستوجب حسنات و ثواب بے حساب ہے ان بیچاروں کو کیا معلوم تھا کہ اس کی لڑکی یا لڑکا کل ایسے افعال شنیعہ کے مرتکب ہوں گے۔ تعجب تو امام حسن علیہ السلام پر ہے۔ جن کو حسب اعتقاد شیعہ علم ما کان وما یکون حاصل تھا۔ انھوں نے ایسے شریروں سے کیوں پیوند کیا۔ اور مفت میں اپنی جان گنوا دی۔ لیکن اصل یہ ہے کہ یہ خاندان شیعہ تھا۔ اور اسی وجہ سے یہ رشتہ امام ابن امام علیہما السلام نے اشعث کی دختر نیک اختر سے کیا تھا۔ ان کے شیعہ ہونے پر امور ذیل قابل غور ہیں۔

اوّل۔ خود نامہ نگار صاحب کو تسلیم ہے کہ وہ امیر معاویہ کے مقابلہ میں جناب علی کے ہمرکاب تھا۔ اس سے ثابت ہوا کہ وہ جاں نثاران جناب موصوف میں سے تھا۔

دوم۔ جناب حسن علیہ السلام نے اس کو شرف مصاہرت بخشا اگر وہ ناصبی ہوتا تو حسب الحکم باری تعالےٰ لا تجد قوماً ... یوادون من حاد اللہ ... امام بھی اس کو اپنا رشتہ دار نہ بناتے۔

سوم۔ کوفی تھا۔ اور کوفی ہونا شیعہ ہونے کی قوی دلیل ہے کیونکہ کتابوں سے فاضل اجل نور اللہ شوستری نے لکھا ہے جسکو آگے عرض کروں گا۔

چہارم۔ کتب شیعہ سے ثابت ہے کہ محمد جو قاتلان امام حسین علیہ السلام میں سے ہے۔ وہ بھی پہلے شیعیان علی علیہ السلام میں سے تھا۔ ابو محمد اشعث بن قیس الکندی۔ ارتد بعد النبی فی ردۃ اہل یاسر نعجہ۔ ابوبکر اختہ ام فروۃ و کانت عوراء فولدت لہ محمداً کان من اصحاب علی ثم صار خارجیاً ملعوناً۔ منتہی المقال مطبوعہ ایران صفحہ ۶

اگر ابوبکر صدیق کے رشتہ کی بنا پر وہ سُنی ہو گئے تو امام حسن کے رشتہ کی بنا پر ان کو شیعہ کیوں نہ کہا جائے خصوصاً جبکہ ان کا جناب علی علیہ السلام کے ساتھ جہادوں میں بھی شریک ہونا ثابت ہے۔ اور پھر ان کا کوفی ہونا تو اور بھی انکے تشیع کی تائید کرتا ہے۔ باقی رہا قاتلان امام حسین علیہ السلام کا سُنی نہ ہونا وہ امر واقعہ ہے۔ جو کئی بار قرات میں کتب شیعہ سے ثابت کر چکا ہوں۔ اور اب پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ میرا یہ دعوےٰ تو معروضہ ذیل کی بنا پر ہے۔ گوالیاری نامہ نگار صاحب دوبارہ غور کریں۔

(۱) مقتل ابو المخنف و ناسخ التواریخ میں بصراحت مرقوم ہے۔ کہ قاتلان امام حسین سب کوفی تھے۔ اور ان میں شام یا حجاز سے کوئی آدمی نہ تھا۔ ولیس فیھم شامی ولا حجازی۔

اور قاضی نور اللہ شوستری جیسے مہتم بالشان شیعہ فاضل کا فتویٰ ہے کہ کوفی الاصل ضرور شیعہ ہوتا ہے۔ اور شیعہ بھی ایسا کہ اسکے اثبات تشیع کے لئے کسی دلیل کی حاجت نہیں۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی لکھتے ہیں کہ کوفی الاصل کا سُنی ہونا خلاف اصل اور دلیل کا محتاج ہے۔ اگرچہ ابوحنیفہ کوفی ہو۔ چنانچہ اصل عبارت یہ ہے۔ و بالجملہ تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل نہ دارد۔ و سُنی بودن کوفی الاصل خلاف الاصل و محتاج بدلیل است و اگر ابوحنیفہ کوفی باشد۔ دیکھو مجالس المومنین مجلس اول مطبوعہ ایران صفحہ ۲۵

(۲) امام حسین علیہ السلام کو کوفہ سے کوفیوں نے طلب کیا تھا جو سُنی نہ تھے۔ یہ ایک امر واقعہ ہے۔ اور بیشتر اپنے متعلقین مسلمہ واقعہ کربلا میں کتب معتبرہ شیعہ سے بحوالہ ...

چشم پوشیدہ بنام کتاب دصفحہ ۳۵۴ میں عبارت میں ان کا ایزاد کیا ہے۔ اب دوبارہ نقل کروں۔ تو خوف طوالت ہے لیکن یہاں پر کم از کم ایک حوالہ نقل کر دیتا ہوں۔ جو سکان کوفہ کے اس انتقام پر مشتمل ہے۔ جو انہوں نے بعد واقعہ کربلا بنی اُمیہ سے لیا۔ اور اس انتقام سے پہلے اس جرم عظیم کا خود اقبال کیا۔ اور توبہ تائب ہوئے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

منشار خروج سلیمان بن صرد۔ منشاء خروج بر بنی اُمیہ آں بود کہ طائفہ کہ از کوفیاں با مسلم بن عقیل عہد و بیعت کردہ بودند۔ و نقض عہد کردہ امام حسین را نصرت نمودند تا باہلبیت و اصحاب خود بدرجہ شہادت رسید۔ بعد از چند گاہ متنبہ شدہ انگشت حیرت بدندان گرفتہ بر خود نفرین کردند۔ کہ خسران دنیا و آخرت نصیب ما شد کہ بعد از آنکہ امیر المومنین حسین را طلب داشتیم تیغ در روئے او کشیدیم تا از سبب بے وفائی ما رسید ما د آنچہ رسید۔ بزرگ سالار ایں جماعت پنج نفر بودند سلیمان بن صرد الخزاعی و مسیب بن نجبہ الفزاری و عبداللہ بن سعد الازدی و عبداللہ وال التمیمی و رفاعہ بن شداد۔ و ایں جملگی از معارف اصحاب امیر المومنین بودند چوں عزیمت ایشاں بطلب (صفحہ ۳۵۴) خون امام حسین علیہ السلام تصمیم یافت جمع کثیر در سرائے سلیمان بن صرد جمع آمدند۔ و مسیب بن نجبہ کہ مصحوب عمر نحس بکربلا رفتہ بود۔ آغاز سخن کردہ گفتند۔ خدائے تعالیٰ ما را بطول عمر مبتلا گردانید تا در انواع فتنہ ہا افتادیم و بہ امور نا شائستہ متہم گشتیم۔ اکنوں از اعمال سیئہ خود نادم گشتہ مے خواہیم کہ دست در دامن توبہ و انابت زنیم۔ شاید کہ خداوند عز و علا توبہ ما قبول کردہ بر ما رحمت کند و ہر کس از آں جماعت کہ بکربلا رفتہ بودند عذر مے گفتند۔ سلیمان بن صرد گفت ما ہیچ چارہ نمے دانیم۔ جز آنکہ خود را در عرضہ تیغ آوریم۔ چنانچہ بعضی از بنی اسرائیل تیغ بر گردن یکدیگر نہادند۔ قال اللہ تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا۔ و مجموع حاضریں بہ نزد الہٰ استغفار در آمدہ × × × آنگاہ اتفاق نمودہ بامارت سلیمان بن رضا دادند۔ و اورا بامیر التوابین ملقب ساختند × × × × چوں قریب بہ قبر امیر المومنین حسین علیہ السلام رسیدند۔ باہم گفتند۔ سزاوار آنست کہ دامن در توبہ و انابت زنیم۔ و از او عذر خواہیم۔ آنگاہ متوجہ مقصد شویم الیٰ آخرہ صفحہ ۳۵۵۔ مجالس المومنین ۔

ترجمہ۔ سلیمان بن صرد نے جو بنی امیہ پر خروج کیا اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ جن کوفیوں نے مسلم بن عقیل کے ساتھ عہد اور بیعت کی تھی۔ اور پھر اس عہد کو توڑ دیا۔ اور امام حسین علیہ السلام کی امداد نہ کی۔ جس کی وجہ سے امام معہ اپنے اہل بیت اور اصحاب کے درجہ شہادت پر پہونچے۔ کچھ مدت کے بعد اس سے جو کس ہو کر مارے تعجب و حیرت کے اپنے آپ پر لعنت کرنے لگے کہ دنیا اور آخرت کا ٹوٹا ہمیں نصیب ہوا کہ باوجودیکہ امام حسین علیہ السلام کو ہم نے طلب کیا۔ پھر انکے مقابلہ میں ہم نے تلواریں کھینچیں۔ ہماری اس بیوفائی سے امام کا جو حشر ہوا سو ہوا۔ اس جماعت کے سردار پانچ آدمی تھے۔ سلیمان بن صرد الخزاعی و مسیب بن نجبہ الفزاری و عبداللہ بن سعد الازدی و عبداللہ بن وال التمیمی و رفاعہ بن شداد۔ اور پانچوں شخص جناب علی علیہ السلام کے مشہور و معروف اصحاب میں سے تھے۔ جب ان کا ارادہ امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے پر مصمم ہو گیا۔ تو بہت سے لوگ سلیمان بن صرد کے گھر جمع ہو گئے۔ اور مسیب بن نجبہ نے جو عمر منحوس کے ساتھ کربلا میں گیا تھا بات چھیڑ کر کہا کہ خدائے تعالےٰ نے ہمیں عمر دیکر مبتلا کیا۔ جس سے ہم قسم قسم کے فتنوں میں پڑ گئے۔ اور نالائق کرتوتوں سے ہم بدنام ہو گئے۔ اب اپنے بُرے اعمال سے شرمندہ ہو کر چاہتے ہیں کہ توبہ اور رجوع کے دامن کو پکڑیں۔ شاید کہ خدا ہماری توبہ کو قبول فرمائے اور ہم پر رحمت کرے۔ اور ہر ایک شخص جو ان میں سے کربلا میں شامل ہوا تھا۔ عذر خواہی کرتا تھا۔ سلیمان بن صرد نے کہا کہ کوئی چارہ نہیں۔ سوائے اسکے کہ تلوار کی گھاٹ میں اتریں۔ جیسے کہ بنی اسرائیل نے ایک دوسرے کو (بوجہ جرم گوسالہ پرستی قتل کیا تھا) چنانچہ آیت انکم ظلمتم میں خدا فرماتا ہے۔ کہ تم نے گوسالہ کو اپنا خدا بنا کر اپنی جانوں پر سخت ظلم کیا۔ پس اپنے پروردگار کے آگے جھک جاؤ۔ اور ایک دوسرے کو قتل کرو۔ اسپر سب شیعہ توبہ تائب ہوئے۔ اور پھر اتفاق سے سلیمان بن صرد کو امیر بنا کر اس کو امیر التوابین کا لقب دیا۔ اور جب امام حسین علیہ السلام کی قبر کے نزدیک پہونچے۔ تو آپس میں کہا کہ مناسب اب یہ ہے کہ توبہ کریں۔ اور امام مظلوم سے عذر خواہی کریں۔ اور اپنے مقصد کی طرف متوجہ ہوں۔

واقعات مندرجہ بالا سے ظاہر ہے کہ یہ سب لوگ قبل واقعہ شہادت شیعہ تھے۔ بعد از شہادت امام حسین ان میں سے دو گروہ ہو گئے۔ ایک وہ جو تائب ہو کر پھر شیعہ ہو گئے۔ اور دوسرے وہ جو شیعہ تھے۔ مگر اپنے طمع نفس میں اسیر رہ کر ہوا خواہان دولت بنی اُمیہ میں داخل و شامل رہے ۔

بشرطیکہ شیعوں کو اپنے اماموں کی روایات پر یقین ہو۔ اور وہ ان کے ارشاد کو سچا مانتے ہوں۔ تو میں ایک ایسا فتویٰ امام جعفر صادق علیہ السلام کی زبان مبارک سے عرض کرتا ہوں۔ جس سے یہ سب لوگ باوجودیکہ نہ انہوں نے امام مظلوم کے مقابلہ میں تلوار اٹھائی ہو نہ کسی معصوم پر تیر چلایا ہو۔ قتل امام کے مجرم قرار دئے جا سکتے ہوں۔ وہ ارتکاب کیا ہے؟ اماموں کے راز اور ان کی مخفی باتوں کا اظہار کرنا اور وہ فتوے یہ ہے:۔

(۱) عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال من اذاع علینا شیئاً من امرنا فھو کمن قتلنا عمداً و لم یقتلنا خطاءً۔ یعنے جس نے ہمارے امر میں سے کوئی ظہور بھی افشاء کیا۔ تو اُسنے ہم کو دیدہ دانستہ قتل کیا۔ یہ نہیں کہ بھول چوک سے قتل کیا ۔

(۲) عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ما قتلنا من اذاع حدیثنا قتل خطاء و لکن قتلنا قتل عمد

دیکھو اصول کافی باب الاذاعتہ - یعنی آپ نے فرمایا کہ یہ قتل کیا جس نے ہماری بات کو فاش کیا از روئے خطا - بلکہ قتل بالعمد کا اس نے ارتکاب کیا - اس کی تشریح میں فاضل شارح کافی فرماتے ہیں :-

"مراد ایں است کہ چوں نہی از فاش کردن راز یاد رسید و مخالفت کردہ تا باعث قتل امام حسین شدہ و باعث قتل امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مے شود ایں قتل عمد است - دیکھو صافی شرح اصول صافی -

یعنے اس سے مُراد یہ ہے کہ جب اس شخص کو راز فاش کرنے کی ممانعت امام نے فرما دی - اور اس نے باوجود اس کے مخالفت کی تو اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ قتل امام حسین علیہ السلام کا باعث ہُوا - اور اس طرح امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے قتل کا باعث بھی ہوگا - پس اس بنا پر یہ فاش کرنا قتل عمد ہے اور بس -

اس تشریح سے پتہ چلتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام کے راز کو ضرور فاش کیا گیا ہے - اور اس کے فاش کرنے والے خواہ بظاہر منجملہ قاتلان امام حسین علیہ السلام ہوں یا نہ ہوں - لیکن وہ بقول امام جعفر صادق علیہ السلام مرتکب قتل امام مظلوم کے ہیں - اور قتل بھی وہ جو قتل عمد ہے -

اس تمام تشریح سے بالانصاف ناظرین پر واضح ہوگیا ہوگا کہ کوفی شیعہ تھے - اور وہی قاتلان امام مظلوم تھے اور جس خاص کوفی خاندان کے نامہ نگار نے اپنی کوشش سے سُنی ہونا ثابت کیا تھا - تو ان کے بیان اور منتہی المقال کے حوالے سے ثابت کیا گیا کہ وہ بھی شروع سے دراصل شیعہ ہی تھے نہ کہ سُنی -

اس موضوع پر میرے خیال میں سر دست اسی قدر کافی ہے - اور بشرط ضرورت انشاء اللہ مفصل بھی لکھا جائے گا -

خاکسار خادم حسین از شکار پور - ۳۰ اپریل سنہ ۱۹۱۸ء

احباب اخبار فاروق کی توسیع اشاعت میں سعی فرماویں

خواجہ حسن نظامی کے مُرشد رشد کا آیت خاتم النبیین پر اعتراضوں کا جواب

نوشتہ مولوی غلام غوث صاحب مولوی عالم فاضل

۳ مئی ۱۹۱۸ء کے مُرشد میں ایک شخص عابد شاہ دکنی نے ہمارے عقاید کی تردید اور ان کو غلط ثابت کرنے کے لئے ایک طول طویل مضمون لکھا ہے جس میں اُس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ نبی کریم کے بعد کوئی کسی قسم کا بھی نبی نہیں آسکتا - کاش کہ معترض صاحب اپنے استدلال کو حق پسندی کی نظر سے دیکھتے - تو ان پر ان کا بودا پن چھپا نہ رہتا - اور جس کو وہ ایک عقد لاینحل کی طرح پیش کر رہے ہیں مکڑی کے گھر سے بھی زیادہ کمزور ہے - چنانچہ جن آیات سے انہوں نے استدلال کیا ہے - وہ ہمارے دعوے کو ثابت کرنے کے لئے بین دلائل ہیں - اور اچھی طرح سے روشنی ڈالتی ہیں کہ سلسلہ نبوت نبی کریم کے بعد بند نہیں ہوا - بلکہ ابدالآباد سے جیسا جاری تھا جاری ہے اور رہیگا - کیونکہ خدا تعالیٰ کی یہ ایک قدیم سنت ہے کہ قیامت تک رسول مبعوث کرتا رہیگا - ولن تجد لسنة الله تبديلا - پہلی آیت معترض صاحب نے بحوالہ حقیقۃ النبوۃ جو پیش کی ہے یہ ہے - کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نبی ہیں - اور اس کی تردید اس آیت سے کی ہے - ولكن رسول الله وخاتم النبيين - یعنے آنحضرت خاتم النبیین ہیں - اور اسکے یہ معنے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا - اور نہ رسول - افسوس ہے کہ اگر معترض صاحب ذرا غور کرتے - تو ان کو معلوم ہو جاتا کہ یہ معنے کرنے سے نبی کریم کی کتنی ہتک ہوتی ہے - اور ان کی شان کس قدر معرض تحقیر میں آجاتی ہے

سب سے پہلے ہم لغت عربی کی رُو سے اس آیت کے معنے کرتے ہیں - اور دیکھتے ہیں کہ کہاں تک لغت عرب ہماری رہنمائی کرتی ہے -

لسان العرب جلد ۱۵ - ختم الشئی ای بلغ آخرہ - یعنے کسی چیز کے آخری درجہ کمال کو حاصل کرلینا ختم کہلاتا ہے - یہی معنے تاج العروس جلد ۸ اور اقرب الموارد میں بھی موجود ہیں - ان معنوں کو لیکر جب آیت مذکورہ بالا کے معنے کرتے ہیں - تو یہ معنے ہوتے ہیں - لیکن وہ اللہ کا رسول اور نبیوں میں آخری درجہ پانیوالا ہے - جب ہم یہ معنے کرتے ہیں - تو کسی قسم کی قباحت نہیں لازم آتی - بلکہ حضرت نبی کریم کی فضیلت دوسروں پر ثابت ہوتی ہے - البتہ معترض صاحب کے معنوں سے نبی کریم کی تحقیر دو طرح پر ہوتی ہے :-

اوّل - ہم جب کہیں کہ نبی کریم دروازہ نبوت بند کرنے والے ہیں - اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا تو گویا دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب نعوذ باللہ ایسے سبز قدم آئے کہ فیضان الٰہی کا چشمہ جو ابدالآباد سے جاری تھا بند کر دیا - حالانکہ یہ افضل الرسل کی شان سے بعید ہے +

دوئم - جب یہ بات مانی ہوئی ہے کہ یہ سید الرسل ہیں - تو ان کی ہر بات کو دوسرے نبیوں پر فضیلت ہونی چاہیئے - چنانچہ پہلی اُمتوں میں ہی رسول ہوتے رہے تو آپ کا افضل الرسل ہونا اسبات کا مقتضی ہے کہ آپ کی اُمت سے ایسے لوگ ہوں جو آپ کی شریعت پر چلکر درجہ نبوت حاصل کریں - اگر معترض کے قول کے مطابق ان کے بعد نبی نہیں ہوسکتے - تو دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ رہے ہیں - کہ آپ کی نبوت ناقص رہی کیونکہ کامل اُستاد وہی ہے جس کا شاگرد بھی کامل ہو - پس اگر ان کی اتباع سے ہم درجہ نبوت نہیں حاصل کرسکتے تو یہ ناقص ہوئے - اور نقص ان کو عہدہ سید الانبیاء سے معزول کرتا ہے - اور ہم مان چکے ہیں کہ یہ سید الانبیاء ہیں - تو یہ خلاف مفروض لازم آیا - یہ دو اعتراض ہیں جو آپ کے معنوں پر لازم آتے ہیں - لیکن ہمارے معنوں پر کوئی اعتراض نہیں لازم آتا +

اب میں اس استدلال کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم کے بعد نبی آسکتا ہے

میرے مذکورہ بالا معنے کہ آنحضرت ؐ نبوت کا آخری کمال پاچکے ہیں۔ ایمانیات کا مستلزم نہیں کہ آپ کے بعد نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ کمالات میں سے ایک کمال فی الافاضہ بھی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ آپ کے فیض اتباع سے درجہ نبوت تک افراد اُمت کو ملے۔ یعنے جو آپ کی نبوت کے کمالات کو اپنے آئینہ قلب میں مکمل طور سے منعکس کرلے۔ وہ نبی ہوجائے پس معلوم ہوگیا کہ نبوت کا سلسلہ آپ کے بعد غیر منقطع ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

دوسرے معنے جو اہل لغت نے کئے ہیں۔ وہ یہ ہیں لسان العرب جلد ۱۵ ختمہ ای طبعہ۔ تاج العروس جلد ۸ ختمہ ای طبعہ۔ اقرب الموارد جلد اول یعنے کسی چیز پر ختم کرنا اُس پر مہر لگانا ہے۔ اب ہم خاتم بمعنی مُہر کے کر (جس کو معترض بھی تسلیم کرتا ہے) معنے کرتے ہیں۔ تو یہ معنے ہوئے۔ کہ محمد اللہ کا رسول ہے اور نبیوں پر مُہر یعنے ان کا مصدق۔ ان معنوں سے حضرت نبی کریم کی شان اور بھی دوبالا ہوجاتی ہے اور ان کی فضیلت دیگر نبیوں پر سورج کی طرح روشن ہو جاتی ہے۔ کیونکہ مُہر کا مقصد تصدیق ہوتا ہے مثلاً ایک بادشاہ فرمان لکھکر مُہر لگا دے۔ تو مُہر اس کی تصدیق کرتی ہے۔ کہ یہ لاریب فرمان شاہی ہے ہم دیکھتے ہیں کہ نبی کریم کی مُہر کیسی تھی۔ اور اسنے کیا کام کیا۔ اس مُہر کی دو قسمیں ہو جائینگی۔ ایک وہ جو پہلے نبیوں کے ساتھ مختص ہوگی۔ دوسرے آنے والے نبیوں کے متعلق۔

جس طرح مُہر مصدق ہوتی ہے۔ اسی طرح یہ مُہر بھی ہے۔ نبیوں کی مصدق ہے۔ جیسا کہ آمنوا بما انزلت علیکم مصدق لما معکم ولا تکونوا اول کافر بہ کی آیت سے ظاہر ہے بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے فرمایا کہ تم کیوں ایمان نہیں لاتے۔ حالانکہ یہ کتاب تمہارے نبیوں کی تصدیق کرتی ہے اور مانتی ہے کہ وہ سچے وقت کے اقتضاء کے مطابق کتاب لیکر آئے تھے۔ ہاں چونکہ وہ حوائج زمانہ کو اب پورا نہیں کرسکتیں [illegible] تکمیل نہیں۔ اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے میں آیا ہوں۔ اب مجھ کو مانو۔ اور میری اقتداء کرلو۔ اور پھر یہ تو اتنی وسیع مُہر ہے کہ منھم من قصصنا علیک ومنھم من لم نقصص۔ سب کی تصدیق کرتی ہے۔ اور ہمیں اس کے ماننے کی ترغیب دلاتی ہے۔

دوسری قسم مُہر کی جو آنے والے نبیوں سے مختص ہے دو طرح پر ہے۔ ایک تو وہ جو آپ کی اُمت سے نہ ہوں۔ دوسرے جو آپکی اُمت اور آپکی کامل اتباع سے درجہ نبوت حاصل کریں۔ پہلی شق بالبداہت باطل ہے۔ اسلئے کہ پہلے نبی ایک قوم یا چند ایک قوموں کی طرف مبعوث کئے جاتے تھے۔ لیکن اللہ نے ہمارے نبی کریم کو تمام جہان کی طرف بھیج کر تبلایا کہ آئندہ کو آنے والے نبی آپ کی اُمت سے ہونگے کیونکہ ان کا تمام دنیا کی طرف مبعوث ہونا اس بات پر دال ہے کہ اب کسی غیر قوم کے مذہب میں اتنی طاقت نہیں کہ نبی پیدا کر سکے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ آنے والے آپ کے ہی فیضان سے فیض حاصل کرینگے۔ پس جب پہلی شق باطل ہوئی۔ تو دوسری متعین ہوئی یعنی جو نبی ہوگا۔ آپ کی اُمت سے ہوگا۔ پس تو ایسے شخص کے لئے ہی مُہر کافی ہے کہ وہ آپ کے رُوحانی چشمہ سے سیراب ہوا ہے۔ اور جیسا کہ میں پہلے بتا چکا ہوں یہ ایسا منبع ہے کہ اس سے ہزاروں دریائے نبوت بہ سکتے ہیں

اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ آیا واقعی اسجگہ لفظ خاتم بمعنی مُہر آیا ہے یا نہیں۔ اس کے لئے بخاری کی یہ حدیث ختم بی الرسل ملاحظہ ہو یعنے میرے ذریعے سے نبیوں پر مُہر کی گئی ہے۔ (اسی حدیث کو مولوی صاحب نے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کیا ہے۔ خدا کی شان کہ یہی ہمارے دعوے کی تائید کرتی ہے۔

دوسرے حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ کہ قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ختم یہاں مُہر کے معنوں میں ہے مطلب یہ کہ آپ کے بعد بھی نبی ہونگے۔ کیونکہ اس جگہ نبوت کے نہ ہوسکنے کی نفی کی ہے اور ہوسکنے کی نہیں۔ جیسا کہ قولوا انہ خاتم النبیین کے حکم سے واضح ہے۔ دیگر اگر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا یہی منشاء تھا کہ آپ کے بعد نبوت نہیں ہوگی تو حضرت عائشہ نے لوگوں کے قول کی تردید کیوں (جو غلطی سے مانتے تھے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا) کی۔ اور کیوں فرمایا کہ کیوں کہتے ہو کہ میرے بعد نبی نہیں ہوگا۔ بلکہ خاتم النبیین کہو۔ جس کو دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ میرے بعد قیامت تک نبی آئیں گے۔ اور ان سب کا سرچشمہ میں ہوں گا۔

آگے چلکر فرماتے ہیں کہ "قادیانی ختم نبوت میں حدیث قولوا انہ خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعدہ لایا کرتے ہیں۔ اور ایسی غلط تاویل کرتے ہیں۔ کہ سننے والا خواہ نخواہ دھوکے میں آجاتے ہیں۔ چنانچہ آپ اس کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:۔

کہ یا تو حضرت صدیقہ نے آنحضرت کے فرمان لانبی بعدی کو معلوم نہ کرکے اپنے اجتہاد سے ایسا فرمایا کہ جس کی تقلید باوجود حجت شرعیہ ہونے کے ضروری نہیں یا اس کا یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ لوگ تلاوت قرآن کریم میں خاتم النبیین کی جگہ لانبی بعدی پڑھتے ہونگے۔" صاحب موصوف کی اس خودکردہ تاویل سے یہ دعوے پایہ ثبوت کو پہنچتا ہے۔ کہ آپ کے بعد نبی ہونگے وہ اس طرح کہ لوگ خاتم النبیین سے یہ سمجھے کہ [illegible] نبی نہیں ہونگے لیکن نبی کریم نے تردید کردی کہ میں ایسی مُہر ہوں کہ میری تصدیق سے ضرور قیامت تک نبی آئینگے۔

دوسری شق یہ کہ صدیقہ سے اجتہادی غلطی ہوگئی بے شک ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انسان سے غلطی ہوتی ہے۔ لیکن خداتعالے غلطیوں سے مبرا ہے۔ اس سے غلطی ہونے کا احتمال بھی نہیں ہوسکتا۔ سورہ تمام بنی آدم کو سورہ اعراف میں یوں مخاطب فرماتا ہے یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی الخ اس جگہ خدا نے تمام بنی نوع انسان کو مخاطب فرمایا ہے یعنے میرے رسول [illegible] جائیں اس وقت تک آتے رہینگے۔ جب تک وجود انسان قائم ہے اب اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کے رسول قیاس

تک سے آئینگے۔ اعتراض ہوتا ہے کہ قیامت تک کا حصہ کہاں سے نکالا

نکے لئے تو یہ موجود ہیں۔ مثلاً یا بنی آدم قد انزلنا علیکم لباسا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جب تک بنی نوع انسان ہے۔ لباس بھی رہیگا۔ اور انسان قیامت تک رہیگا۔ دوسرے یا بنی آدم لا یفتننکم الشیطان۔ معلوم ہوا کہ شیطان قیامت تک رہے گا۔ اور شیطان بھی ضرور اس کو بہکاتا رہیگا پس ہدایت کا انتظام بھی قیامت تک ہونا چاہئیے۔

یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد آخری دن تک یہ حکم جاری رہے گا۔ پس ان سے بعد آکا رسولوں کے ارسال کے متعلق حکم ہونا بھی قیامت تک رہے گا۔ دیکھئے خدا کا قول اور حضرت عائشہ کا قول کہاں تک منافی [illegible] سکتے ہیں۔

(باقی آیندہ)

ممبران آریہ سماج جواب دیں

(از فضل حسین صاحب [illegible] مہاجر قادیانی)

ذیل میں ہم چند سوالات بغرض تحقیق حق نقل کر کے امید کرتے ہیں کہ آریہ سماجیوں میں سے کوئی محقق مزاج آریہ پُرش ان سوالات کا جواب دیکر ہمیں مشکور کرے گا ہاں جواب دیتے وقت یہ امر ملحوظ رکھنا [illegible] ہے کہ تحریر میں کوئی ایسا کلمہ استعمال نہ ہو جس سے دوسرے فریق کی دل آزاری ہو [illegible] جیسے ہم متانت و سنجیدگی سے سوالات پیش کرینگے مجیب کا بھی فرض ہو گا کہ وہ ہماری طرح سنجیدگی اور متانت سے کام لے۔ اور جس اخبار یا رسالہ میں جواب شایع ہو وہ ہمارے نام بھیجا جائے۔

سوالات

(۱) پرمیشور کے لئے مطلق احتیاج نقصان کا موجب ہے یا بعض خاص احتیاجیں؟ اگر پہلی شق صحیح ہے۔ تو اس سے نیستی سے ہستی کا عقیدہ لازم آئے گا کیونکہ ارواح اور مادہ کے ذریعہ سے پرمیشور کی خالقیت پر ایمان لانا اس کی احتیاج کو مستلزم ہو گا۔ اگر کہو کہ دوسری شق صحیح ہے۔ تو آپ کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان خاص احتیاجوں کو کسی عقلی دلیل سے محدود کریں جو پرمیشور کے نقصان کا موجب ٹھہرتی ہیں۔ ہاں اس سوال کے جواب میں یہ بھی ضرور بتلائیں کہ جب عقل کی مجبوری سے علت مادی کے احتیاج کو ایشور کی ذات کے لئے جائز قرار دیا جاتا ہے۔ تو کیوں نہ علت آلی (یعنی ہاتھ پاؤں یا اوزار وغیرہ آلات) کی احتیاج کو بھی پرمیشور کی طرف منسوب کریں۔ کیونکہ ہماری طرح جب ایشور مہاراج بغیر مادہ کے کچھ نہیں بنا سکتے۔ تو پھر یہ بھی کیوں نہیں کہتے۔ کہ جسطرح ہم بغیر آلات کے کچھ نہیں کر سکتے پرمیشور کو بھی ان کی احتیاج ہوگی۔ اور اگر کہو کہ نہیں۔ علت آلاتی کے بغیر کام کرنے میں وہ قادر ہے۔ مگر علت مادی کا محتاج ہے تو یہ ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ علت آلی کا تو وہ محتاج نہیں مگر علت مادی کا محتاج ہے۔ اگر وہ آلات کے بغیر کچھ کر سکتا ہے۔ تو لامحالہ یہ ماننا ہو گا کہ علت مادی کی بھی اس کو کوئی احتیاج نہیں۔

(۲) اے آریہ پرشو! سورج جو آکاش میں نظر آتا ہے کیا آپ نے یا ہم نے اس کو بنتے اور بگڑتے دیکھا ہے اگر کہو نہیں یہ تو کروڑوں برس سے موجود ہے ہم تو اس زمانہ میں پیدا ہوئے۔ تو پھر اس کو حدوث کا تمغہ کیوں اور کس دلیل کی بنا پر عطا کیا جاتا ہے۔ حادث تو وہ ہے۔ جو بنے اور بگڑے۔ مگر ہم اور آپ کیا دنیا میں ایک جاندار بھی ایسا نہیں جو گواہی دے کہ ہاں میں نے سورج کو بنتے دیکھا ہے۔ جب یہ مان لیا گیا کہ سورج کو کسی نے بنتے تو نہیں دیکھا۔ مگر حادث ہے تو پھر اس اقرار کے ساتھ ہی مادہ کا حدوث لازم آئیگا کیونکہ جس طرح ہم نے یا اور کسی فرد بشر نے سورج کو بنتے اور مٹتے نہیں دیکھا۔ مگر اس کو حادث حادث پکارتے ہیں۔ اس طرح مادہ بھی جس کو ہم نے مثل سورج کے نہ بنتے دیکھا نہ مٹتے۔ تو پھر کیا عقل اس امر کو باور کر سکتی ہے۔ کہ ایک چیز تو [illegible] ہمارے سامنے نہ بنے نہ بگڑے۔ مگر حادث ٹھہرے اور دوسری چیز (یعنی مادہ) کو ازلی و ابدی کا درجہ دیا جائے۔ پس مادہ بھی سورج کی طرح حادث و فانی ہے

(۳) سوامی دیانند جی مہاراج اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مادہ کی ازلیت پر ایک دلیل دیتے ہیں:۔

یہ جو چیز نیست ہے۔ یعنی جس کا وجود نہیں اس کا وجود بالکل غیر ممکن ہے . . . . . جیسے کوئی کہدے کہ جبکہ میرے ماں باپ نہ تھے۔ میں ایسے ہی پیدا ہو گیا۔ میرے منہ میں زبان نہیں ہے لیکن بولتا ہوں" ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۳

ہاں آریہ صاحبان یہاں سوامی جی نے فرمایا کہ جس طرح بے ماں باپ کے بچہ پیدا ہونا امر محال ہے۔ ویسے ہی نیستی سے ہستی کا ہونا صریح غلط ہے۔ اچھا بہت خوب۔ مگر کیا آریہ صاحبان! اگر ہم بے ماں باپ کے اولاد پیدا ہونے کی اس دنیا میں ایک نہیں ہزاروں نظیریں دکھلا دیں تو پھر کیا ہو گا۔ یہی کہ سوامی جی کے قائم کردہ معیار کی رو سے اثبات پر یقین کر لینا ہو گا۔ کہ ان نیستی سے ہستی ہوئی۔ ہم نے جن نظیروں کے دکھلانے کا وعدہ کیا ہے۔ کسی مسلمان یا عیسائی یا بدھ مذہب والوں کی کتب سے نہیں دکھلائینگے بلکہ سوامی جی کی ستیارتھ پرکاش سے۔ ہاں ملاحظہ ہو ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۵۷۔

"سوال۔ ابتداء دنیا میں انسان وغیرہ کی پیدائش بچپن جوانی یا بڑھاپے کی عمر میں ہوئی تھی یا تینوں میں۔

جواب از سوامی جی۔ جوانی کی عمر میں۔ کیونکہ اگر بچے پیدا کرتا۔ تو ان کی پرورش کے لئے دوسرے انسان درکار ہوتے۔ اور اگر بوڑھے بناتا تو متمنی سرشٹی نہ ہوتی۔ اسلئے جوانی کی عمر میں پیدایش کی"

اور دوسرا حوالہ ستیارتھ پرکاش صفحہ [illegible]

ایک انسان نہیں بلکہ ہزاروں نوجوان بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے۔ یہ خود بخود پیدا نہیں ہوسکے۔ [illegible] ایسے پیدا کئے۔ رہی دوسری دلیل [illegible] ہی ہے [illegible] کسی کی زبان نہ ہو۔ لیکن [illegible]

یہ محال ہے اسی طرح نیستی سے ہستی کا ہونا محال ہے یہ

اچھا ہم مان لیتے ہیں کہ انسان بغیر زبان کے نہیں بول سکتا۔ مگر کیا خدا بھی ہماری طرح زبان کا محتاج ہے اگر کہو کہ نہیں وہ زبان نہیں رکھتا۔ تو ہم پوچھیں گے کہ پھر وید دن کا علم اور بغیر کلام کئے کیسے ہو گیا۔ ہاں کئی آریہ صاحب اعتراض کر دیا کرتے ہیں وید خدا کا کلام نہیں بلکہ گیان ہے۔ اس اعتراض کا جواب بھی سوامی جی کی ہی زبان سے پیش کرتے ہیں " وید خدا کا کلام ہے " ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۴ " ایشور کے کلام وید ہیں " ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۶

پس جب کہ خدا بغیر زبان کے کلام کر سکتا ہے تو یہ ماننا بھی ضروری ہوگا۔ کہ وہ خدا جو بغیر زبان کے کلام کرنے پر قادر ہے۔ بغیر مادہ کے بھی دنیا بنا سکتا ہے۔ سوامی جی نے وہ دلیلیں نیستی سے ہستی کے محال ہونے پر دی تھیں۔ تو جب ہر دو مثالیں جن کو سوامی جی محال کہہ رہے تھے ممکن ہوگئیں۔ تو اسی طرح جس چیز کی ازلیت ثابت کرنے کے لئے وہ دلیلیں دی تھیں وہ بھی حادث ثابت ہوگئی۔ کیونکہ جو چیز پیدا ہوگی وہ ضرور حادث ہے۔ اور حادث فانی ہے

(۴) اے آریہ صاحبان! آپ کا عقیدہ ہے کہ جیو (روح) علم و گیان ایشور سے حاصل کرتی ہے۔ اس میں علم و گیان ذاتی طور پر نہیں۔ اس پر ہمارا یہ سوال ہے کہ جب صفت علم و گیان ایشور کی ذات بابرکات سے ارواح کو ملتی ہے۔ تو پھر روح کی وساطت کیوں مانی جائے۔ اور پھر ایسا کیوں نہ ہم کہیں کہ خود مادہ بھی براہ راست ایشور سے علم وغیرہ حاصل کر سکتا ہے۔ اور آپ کا اس پر یہ جواب کہ اس امر کی مادہ میں استعداد و قابلیت ہی نہیں۔ ورنہ اس طرح مادی چیزیں ذی علم و ذی حس ہو جائیں۔ بالکل کمزور ہے۔ کیونکہ جس طرح ارواح بوجہ علم و گیان کی صفت رکھتی ہوتیں تو ہم مان لیتے۔ مگر ارواح بھی بہت ایسے مقام میں۔ جہاں اس صفت سے موصوف نہیں ہوتی۔ مثلاً نباتات صفت سے محروم ہیں۔ پس یہ درست ثابت ہے کہ روح مادہ کے ہی علم و گیان حاصل کرنے کی محتاج ہے۔ اور اگر کوئی آریہ صاحب اس سوال پر گھبرا کر کہہ دے کہ نہیں جی۔ بات تو تمہاری درست ہے مگر روح نباتات وغیرہ میں نہیں ہوتی۔ ہاں دو تین کو بیکے کا سہارا ہے۔ جو لیکھرام کی طرح ایک آریہ کہہ سکتا ہے۔ مگر ہم آرین کتب سے ایک دو حوالے پیش کرتے ہیں۔ جن سے معلوم ہو جائیگا کہ سوامی جی کا کیا عقیدہ تھا۔ اور لیکھرام یا انکے ہم خیالوں کا کیا عقیدہ ہے کہ نباتات میں روح نہیں ہوتی صحیح ہے۔ دیکھئے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۸۶ و صفحہ ۱۹۱ ... و رگ وید ...

پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ روح نباتات میں موجود ہے۔ اور سوامی جی نے خود مان لیا۔ تو ہمارا مندرجہ بالا سوال ہمارا ویسے کا ویسا ہی قائم و دائم رہا

(۵) اور جب نباتات میں روح ثابت ہو گئی۔ اور سوال نمبر ۴ کی رو سے کہ " نباتات میں روح کا علم زائل ہو جاتا ہے " ثابت ہو گیا تو بقیہ صفات مثلاً ہمت ارادہ وغیرہ کیوں کر اس میں (روح) باقی رہ سکتی ہیں۔ اور پھر جب روح کی کوئی صفت باقی نہ رہی۔ تو خود روح کس طرح اور کس دلیل کی بنا پر ہست مانی جا سکتی ہے۔ اور پھر کیا یہ امر ممکن ہو سکتا ہے کہ گرمی۔ روشنی۔ سرخی وغیرہ تو نیست ہو جائیں مگر آگ باقی رہ جائے۔ پس اس مندرجہ بالا بیان سے روح کا کلی طور پر معدوم ہونا ثابت ہو گیا۔ جب یہ امر پایہ ثبوت کو پہونچ گیا تو پھر یہ دعوے کہ روح غیر فانی ہے۔ کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

انشاء اللہ تعالےٰ بقیہ سوالات پھر کسی موقع پر پیش کرینگے۔ یار زندہ صحبت باقی ✤

رسالہ احمدی کا دوبارہ اجراء

خطوط آمدہ تا حال سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ احمدی رسالہ کی اشد ضرورت ہے۔ اور احباب بہت شوق سے اسکے دوبارہ اجرا کے منتظر ہیں اور نہایت اخلاص سے احمدی کا خیر مقدم کرنیکو آمادہ ہیں لیکن افسوس ہے کہ صرف پچاس درخواستیں دو ہفتہ تک موصول ہوئی ہیں جب تک پانسو درخواستیں نہ ہونگی اجراء رسالہ محال ہے۔ مفصل آئندہ انشاء اللہ لکھوں گا ✤

خزینہ فضل اکسیرین چشمہ حیات

یعنے

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے کچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر رہ جاتی یا ضعف لیتی تھی جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا کریں قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے ہے۔

المشتہر
نظام جان عبد الرحمٰن کاغانی قادیان۔ گورداسپور

سلسلہ کی خبریں

بمبئی | ۲۴ مئی تک کی خطوط میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے متعلق دارالامان پہونچ چکی ہیں وہ راحت افزا ہیں۔ حضور کی صحت روز افزوں ترقی [illegible] مکان میں مچھروں کی تکلیف زیادہ ہے۔ اس لئے حضور خود کوئی دوسرا مکان پسند کرنے کے واسطے تشریف لے جاتے ہیں۔ ابھی تک مکان تبدیل کرنے کی اطلاع نہیں ملی۔ حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کو پھوڑے کی تکلیف ہے۔ احباب امیر المومنین و ام المومنین علیہما السلام کی کامل صحت و بخیریت واپسی کی دعائیں کریں۔ دارالامان کے مشتاقوں کی آنکھیں احمد صلے اللہ علیہ وسلم کے نظیر اولو سپوت کو دیکھنے کے واسطے ترس رہی ہیں ؎

بلبم رسید جانم تو بیا کہ زندہ مانم

حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بھی بخیریت بمبئی پہونچ گئے ہیں +

دارالامان۔ گرمی کی شدت ہے۔ دن بھر لو اور دھوپ شباب پر ہے۔ اور رات کے پچھلے حصہ میں خنکی اپنا بڑھاپا دکھاتی ہے۔ رب ارحم۔ آمین۔

فاروق پریس۔ خداتعالےٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے اپنے فضل وکرم سے مجھے دوبارہ اجراء پریس کی توفیق بخشی۔ اور آج ۲۰ مئی ۱۹۱۸ء کو فاروق پریس قائم ہوگیا۔ اور اسپر تبلیغ رسالت کی کاپیاں جس کے واسطے خاص یہ پریس جاری کیا گیا ہے۔ خدا ہی کے فضل سے جاری ہوگئی ہیں۔ احباب دل سے دعا کریں کہ فاروق پریس سلسلہ و دین کی خدمت کے لئے بابرکت اور میرے لئے مبارک ثابت ہو۔ اور خداوند تبارک وتعالےٰ اسکے ذریعہ سلسلہ کی اہم خدمت کی مجھے توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔ اب امید ہے کہ انشاءاللہ تبلیغ رسالت یعنے مجموعہ اشتہارات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جلد سے جلد شائع ہوکر ہدیہ ناظرین ہوگی۔

اور رسالہ **احمدی** کا دوبارہ اجراء بھی آسان ہوگا بوجہ مصروفیت کار اجراء فاروق پریس ہفتہ گذشتہ یعنی ۲۳ مئی کا فاروق نہیں نکل سکا جس کا مجھے افسوس ہے۔ مگر احباب فاروق پریس کا اجراء و قیام سنکر بہت خوش ہونگے۔ پریس [illegible] لکھنؤ سے منگایا ہے پریس دہلی سے ڈھلوایا ہے۔ جو پنجاب بھر کے دستی پریسوں سے اعلیٰ درجہ کا ہے۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔ اب احباب بھی کچھ ہمت کریں۔ اور اخبار فاروق کی اشاعت میں کوشش فرماکر خریدار عطا کریں تاکہ فاروق پریس کے کام میں بوجہ زیادتی مصارف کوئی دقت پیدا نہ ہو کیونکہ اجراء فاروق پریس سے [illegible]

کا حق اخبار فاروق پر پڑ گیا ہے۔

نیز احمدی رسالہ کی خریداری کی اسوقت تک کافی درخواستیں موصول نہیں ہوئیں۔ پانسو درخواستوں کے پورا ہونے پر رسالہ احمدی انشاء اللہ جاری ہو جائیگا۔ اب تک صرف ۷۰ درخواستیں آئی ہیں۔ کیا احمدی جیسے رسالہ کی خریداری جس کا چندہ بھی بحالات موجودہ نہایت ہی کم صرف دو روپیہ سالانہ معہ محصولڈاک رکھا گیا ہے پانسو تک ہو جانی احمدی قوم کے لئے مشکل امر ہے؟ ہرگز نہیں۔ احمدی کے واسطے جلد درخواستیں ارسال کرو۔ ابھی تو صرف درخواستیں ہی مطلوب ہیں۔ چندہ تو نہیں مانگا جاتا۔ چندہ انشاء اللہ پہلے نمبر کے شایع ہونے پر وصول کیا جائیگا۔ اور کم استطاعت احباب سے دو بار کر کے بھی لیا جائے گا۔ یعنے چھ چھ ماہ کا ایک ایک روپیہ دو دفعہ بذریعہ قسط لیا جائے گا ؎

اُٹھو ہمت کرو باندھو کمر ہشیار ہو جاؤ

درخواست دُعا

سلسلہ کے مخلص اور پرجوش ممبر اخی اکرم ذوالفقار علیخان صاحب رامپوری کی اہلیہ صاحبہ علیل ہیں۔ احباب ان کے واسطے دعا کریں کہ خدا ان کو صحت بخشے۔ آمین نیز نہایت ہی مخلص احمدی سید عابد حسین صاحب بی۔ اے تحصیلدار پٹنہ کو کچھ مشکلات و تفکرات درپیش ہیں احباب ان کے واسطے درد دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ انہیں ہر ابتلا سے محفوظ رکھے۔ آمین ۞

ڈاکخانہ قادیان

بابو نبی بخش سب پوسٹماسٹر ڈاکخانہ قادیان سے تبدیل ہو کر چلا گیا ہے۔ ان کی جگہ فی الحال عارضی طور پر ایک ہندو سب پوسٹماسٹر صاحب تشریف لائے ہیں۔ جو امید ہے کہ وہ کسی قسم کی شکایات پیدا ہونے دینگے اور احمدیوں کو خوشنودی کا موقعہ دیکر شکرگذاری حاصل کرینگے۔ اسلئے ہم گذشتہ شکایات ڈاکخانہ متعلقہ عملہ سابقہ کو مذکر کرتے ہیں جو شکایات بذریعہ اخبار ہو چکی ہیں۔ حکام ڈاکخانہ کو توجہ دلاتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ وہ ان شکایات کا [illegible]۔ اگر وہ شکایات صحیح ہیں تو ان کا ضرور [illegible]

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا زندہ نشان

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری اس ماہ میں کلکتہ پہونچ کر حسب عادت انبیاء کی سنت ادا کرتے ہوئے بہت کچھ ادھر ادھر بکتے جھکتے رہے۔ اس پر جماعت احمدیہ کلکتہ نے مندرجہ ذیل اشتہارات کے واسطے کلکتہ میں شایع کیا۔ ایڈیٹر

"منجملہ اور نشانات کے مولوی ثناء اللہ صاحب کا وجود بھی حضرت مسیح موعود کی صداقت کا جیتا جاگتا نشان ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کے مقابل میں یہ معیار پیش کیا تھا کہ مفسد اور کذاب کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ اور بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔ الحمد للہ کہ اس قادر توانا باری تعالےٰ نے جس نے سلسلہ انسانی کے عظیم الشان مامور کے مقابل میں ابوجہل جیسے دشمن حق کے منہ مانگے معیار کو پورا کر دیا۔ اس قادر توانا باری تعالیٰ نے مولوی ثناء اللہ صاحب کے منہ مانگے معیار کو یعنے مفسد اور کذاب کی عمر لمبی ہوتی ہے پورا کر کے مامور کے سچا ہونے اور مخالفین کے حق پر نہ ہونے کو روز روشن کی طرح ظاہر کر دیا ہے اور سنت اللہ کے مطابق حضرت مسیح موعود کے باغ کو سرسبز کرنے کے لئے اس باری تعالےٰ نے جو ماموروں کے بعد ہمیشہ ان کے باغات کو سرسبز رکھا کرتا ہے۔ اس مامور کے بعد بھی ایسے انسانوں کو چھوڑا ہے۔ جو ہر فرعون کے لئے حضرت موسیٰ کے مصداق ہیں۔ ہم نقارے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ اگر مولوی ثناء اللہ صاحب کو اپنے منہ مانگے فیصلہ کے پورا ہونے میں کسی قسم کا کلام ہے یا وہ اپنے معیار کو خود ہی غلط سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود کے مقابل میں اپنے آپ کو سچا سمجھنے میں ان کو حق الیقین حاصل ہے۔ تو میدان میں آئیں۔ اور مباہلہ کے لئے مشہور و معروف اخبارات میں کثرت سے مضامین شایع کریں۔ پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھیں کہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت میں ایسی نتیجہ کو حاصل کرینگے۔ جس نتیجہ کو پہلے خدا کے ماموروں کے مخالفین نے حاصل کیا تھا۔ اور حضرت مسیح موعود کا ہر سچا خادم مولوی ثناء اللہ صاحب سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہے۔ اے لوگو! حق کے متلاشیو! مولوی ثناء اللہ صاحب کو فاتح قادیان بتلانے والو اٹھو۔ اور مولوی صاحب کو مباہلہ کے لئے تیار کراؤ۔ اور پھر خدا کی قدرت کا تماشا دیکھو" ۞

کیا مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث آٹھ سو روپیہ ۸۰۰ انعام کا جمع کرے گا

از جماعت احمدیہ کلکتہ

"مولوی ثناء اللہ صاحب نے کل مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۱۸ء کو ذکریا اسٹریٹ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائے مباہلہ کے مقابلہ میں بڑے شد و مد سے بیان کیا کہ یہ کسی اخبار میں نہیں چھپا کہ مفسد اور کذاب کی عمر لمبی ہوتی ہے۔ اور بدکاروں کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے۔

(نمبر ۲) ہی کی ثناخت نامی رسالہ میں تفسیر ثنائی کی جو عبارت دربارہ وفات مسیح نقل کی گئی ہے۔ وہ غلط ہے (نمبر ۳) کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے مباہلہ کو منظور کیا تھا

مولوی ثناء اللہ صاحب نے ہر سہ امور کو بڑی تحدی سے پیش کیا۔ اور اسپر طرہ یہ کہ آٹھ سو روپیہ تردید کنندے کو انعام دینا بھی زبانی منظور کیا۔ اب مولوی ثناء اللہ صاحب کو چیلنج دیا جاتا ہے۔ کہ وہ اس انعام کو کسی امین مسلمہ فریقین کے پاس جمع کر کے ہمیں اطلاع دیں اخبارات میں شایع کریں۔ اور وقت۔ جگہ اور دیگر ضروری امور کے متعلق ہم سے تحریری تصفیہ کریں۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ وقت و مقام مقررہ پر مولوی ثناء اللہ صاحب کی اپنی ہی اخبارات سے امور متذکرہ بالا کو ثابت کرینگے

انجمن احمدیہ نمبر ۱۹ واٹرلو اسٹریٹ منزلہ کلکتہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۲۳ مئی ۱۹۱۸ء

ظہور مہدی کا ایک نشان

ایک اعلان در بارۂ حج اخبارات میں شایع ہو رہا ہے جسے ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

"بمبئی حج کمیٹی کا جلسہ ۲۔ اپریل ۱۹۱۸ء کو منعقد ہوا تھا جس میں جہازوں کی قلت کی وجہ سے ان تمام تکالیف پر جو حاجیوں کو اس سال میں آنے والی ہیں گفتگو ہوئی۔ اور کمیٹی نے ذیل کا بیان شایع کرنے کا فیصلہ کیا۔

بمبئی حج کمیٹی کی یہ رائے ہے۔ کہ چونکہ حاجیوں کے لئے جہازوں کے ملنے میں بڑی مشکلیں واقع ہوئی ہیں اسلئے مناسب ہے کہ حتی الامکان عازمان حج کی تعداد میں کمی کی جائے۔ اب تک حاجیوں کے جہاز کے جانے کی کوئی تاریخ معین نہیں اور جہازی کمپنیوں نے جہاز کے بارے میں اب تک کوئی جواب نہیں دیا۔ اور کسی وجہ سے یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابکے ایک جہاز کے ملنے میں بھی بڑی دقت واقع ہوگی۔ اسلئے ظاہر ہے کہ عازمان حج کو بمبئی پہونچنے کے بعد جہاز کا بہت انتظار کرنا پڑے گا۔ اور جہاز ملا بھی تو اس کا کرایہ بہت زیادہ ہوگا۔ اور ساتھ ہی بمبئی کے ناقابل برداشت اخراجات کی زیر باری اسکے علاوہ ہوگی۔ اور اگر جہاز میسر نہ آیا۔ تو عازمان حج کو اتنی بے فائدہ تکلیف اور زیر باری کے بعد اپنے گھروں کو شکستہ دلی کے ساتھ لوٹنا پڑے گا۔ ان حالات میں جو جنگ کی وجہ سے ناگزیر ہیں بمبئی کی حج کمیٹی تمام عازمان حج کو انہیں کے آرام و نفع کے لحاظ سے یہ صلاح دیتی ہے کہ وہ اس سال سفر حج کا ارادہ ملتوی کر دیں۔

بمبئی حج کمیٹی تمام مقامی حج کمیٹیوں اور انجمنوں سے یہ درخواست کرتی ہے کہ وہ ان حالات کو کمیٹی کی رائے کے ساتھ عازمان حج کی اطلاع کے لئے جلد مشتہر کر دیں۔ اور مقامی حج کمیٹیوں اور انجمنوں کے اراکین سے استدعا کرتی ہے کہ وہ اپنے ذاتی اثر سے یا اور جسطرح ممکن ہو۔ عازمان حج کو اس سال اپنا ارادۂ سفر حج ملتوی کرنے کی فہمایش کریں

ایف ایم۔ اے وسنجی پریسیڈنٹ حج کمیٹی"

اس اعلان کی ہم بھی تائید کرتے ہیں۔ جن حالات میں یہ مشورہ دیا گیا ہے۔ وہ بالکل درست ہیں۔ اس لئے تمام عازمان حج کو چاہیئے کہ وہ اس سال حج کا ارادہ ملتوی کر دیں کیونکہ حالات مساعد نہیں۔ اور شریعت اسلامیہ نے امن اور استطاعت حج کی شرط رکھی ہے۔ جو اس وقت حکمت الٰہی کے ماتحت میسر نہیں۔ جان بوجھ کر اپنے آپ کو معرض ہلاکت میں ڈالنا درست نہیں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اس مشورہ پر عمل کیا جائے۔ جہاں ہم یہ لکھتے ہیں۔ وہاں ساتھ ہی اس طرف بھی اپنے ملک کے بھائیوں کی توجہ منعطف کرانا چاہتے ہیں کہ آپ نے اپنی کتابوں میں ظہور مہدی کا یہ نشان پڑھا ہوگا کہ اس وقت حج نہیں کیا جا سکیگا۔ پس کیا آپ لوگ اس مہدی موعود کے بارے میں تحقیق کر کے فلاح دارین پائینگے۔ جو اپنے وقت پر مقررہ نشانوں کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اور جس نے امن و آشتی کی تعلیم پھیلائی اور سچے اسلام کو دنیا میں ظاہر کیا اور پھیلایا۔ قیامت قریب ہے اور نشان پر نشان ظاہر ہو رہے ہیں مگر آپ غفلت کے لحاف میں لپٹے خراٹے لے رہے ہیں۔ بیدار ہو اور دیکھو کہ مہدی موعود آچکا۔ گمشدوں کے لئے یہی ہے کہ جلد آکر اس کو قبول کرو اور اسکے سلسلہ میں داخل ہو۔

مولوی محمد احسن صاحب امروہی کی ابدیت

"حضرت یوسف کو نبوت جزئی ہوئی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب ہوا۔ ارسلناک الا رحمۃ للعالمین مرحمت ہوا × × × آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو انتظام تمام ممالک دنیا کا قیامت تک تسلیم فرمایا گیا جو بعد آپ کی وفات بذریعہ خلفاء کے ہوا اور ہوتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ جیسا کہ اس چودہویں صدی میں بذریعہ مسیح موعود کے برنگ جمالی رافت اور رحمت کے ساتھ با امن و امان ہو رہا ہے" (ریویو جلد ۶ نمبر ۳ صفحہ ۹۵)

مندرجہ بالا اقتباس آپکے ایک مضمون "التبیان" کا ہے اس میں آپنے حضرت یوسف کی نبوت کو نبوت جزئی لکھا ہے۔ اب آپ مسیح موعود کو محدث کہتے ہیں اور اس بات پر قائم ہیں کہ میں نے اپنے عقائد کو تبدیل نہیں کیا۔ بلکہ ابتدا سے مسیح موعود کو محدث سمجھتا اور لکھتا رہا۔ اور انکی نبوت جزئی کا قائل رہا۔ اور نبوت جزئی اور محدث مرادف الفاظ سمجھتے ہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو کیا حضرت یوسف کو صاحب نبوت جزئی لکھنے سے آپ کی یہی مراد ہے۔ کہ وہ محدث یعنے غیر نبی تھے۔ بینوا و توجروا۔ المرء یؤخذ باقرارہ۔

"نہایت نامعقول حرکت"

پیامی مبلغ کی

میاں عبد الحق صاحب کو شدید شبہ ہے۔ جسکی وجہ سے وہ احمدیوں کے مقابل میں پیامیوں کے مایہ ناز سمجھے جاتے ہیں چند روز ہوئے یہ مبلغ ملک پور (قریب بدوملہی) مباحثہ کے لئے گئے۔ اور وہاں غیر احمدی کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ ہمارے حافظ جمال احمد صاحب نے پوچھا کہ کیا مولوی محمد علی صاحب نے آپ کو غیر احمدیوں کی اقتداء میں کھلم کھلا نماز ادا کرنے کی اجازت دی ہے [illegible] جواب دیا۔ حسب عادت [illegible]

نہیں۔ مگر جب مجبوریوں سے تنگ آ گئے۔ ان کا لکھا آ گیا۔ ان کی طرف سے ہو کر مباحثہ کیلئے تو نماز الگ پڑھنے میں مشکلات ہیں۔ اس لئے بمجبوری ایسا ہی کرنا پڑتا ہے۔ تف ہے اس ایمان پر اس کمزوری پر اس بزدلی پر۔ یہ لوگ اسلام کی اشاعت کرینگے۔ اور یہ ہیں وہ جنہیں دعوے ہے کہ عنقریب تمام دنیا پر چھا جائینگے۔

چکوال میں سنی شیعہ کا مباحثہ

چکوال میں سنی و شیعہ کے درمیان ایک مباحثہ ہوا۔ جس کی نسبت اخبار ذوالفقار میں عجیب طور سے غلط فہمی پھیلائی جا رہی ہے۔ اس لئے حقیقت حال کو واضح کرنے کے لئے ہم ایک اشتہار کا ضروری اقتباس پرچہ ہذا میں دیتے ہیں۔ یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی ہے کہ مولوی محمد عبد الشکور صاحب نے مسیح موعودؑ کے علم کلام سے فائدہ اٹھایا۔ اور آیت وعد اللّٰہ الذین اٰمنوا منکم کو خلافت کی دلیل میں پیش کیا۔ اگر وہ مولانا عبد الکریم کی طرز سے کام لیتے۔ تو حضرت علی کے ایمان کی بحث کا موقعہ ہی پیش نہ آتا۔ بہرحال دنیا والے خواہ کتنا ہی زور لگائیں سلسلہ احمدیہ کے بغیر کسی میدان میں مظفر و منصور نہ ہو سکیں گے۔ (ایڈیٹر)

(۱) اہل چکوال بالخصوص اور اہل پنجاب بالعموم بذریعہ اسلامی اخبارات آگاہ ہو چکے ہیں کہ ۲۵ جنوری ۱۹۲۰ء کو چکوال میں شیعہ سنی میں ایک مباحثہ ہوا تھا جس میں شیعوں کی بہت بڑی شکست ہوئی۔ اس واقعہ نے شیعی دنیا میں ایک تہلکہ ڈال دیا۔ اور انہوں نے دوبارہ مناظرہ کی طرح ڈال کر اس کی تلافی کرنی چاہی۔

(۲) شیعوں کی طرف سے ایک اشتہار بہ سرپرستی علامہ ... اہل سنت چکوال ... کہ ۲۵ مارچ کو مع ... چکوال حاضر ہو کر شرائط وغیرہ کا تصفیہ کریں۔ اور اس کے بعد اسی روز سے مناظرہ شروع ہو سکیگا۔ ہمارے علمائے کرام نے نہایت فیاضی سے شیعہ کی اس دعوت کو قبول کیا۔ اور مولانا عبد الشکور صاحب مدیر النجم لکھنو کو بھی بلا لیا گیا۔ چنانچہ ۲۵ مارچ کو مولانا ممدوح اور جمیع فضلائے اہل سنت علاقہ چکوال میں پہونچ گئے۔ لیکن علامہ حائری صاحب تشریف نہ لائے۔ بلکہ دیگر چند معمولی شیعہ مولوی آئے۔ جنہیں مقابلہ کی تاب ہی نہ تھی۔ وہ سلسلہ شیعہ نے دس روز کی اور مہلت مانگی۔ جو باوجود بے حد حرج کے منظور کی گئی۔ اور ۷ اپریل تاریخ مباحثہ مقرر ہوئی

(۳) شیعہ حضرات نے ہندوستان بھر میں تار وغیرہ دئے لاہور۔ ملتان۔ کھجوہ۔ لکھنو تک اپیل کی گئی۔ مگر نہ علامہ حائری صاحب نے ہمت کی۔ نہ کسی دوسرے مجتہد نے۔ آخرکار مولوی محمد سجاد صاحب لکھنو سے لائے گئے۔ جو پہلے بھی حضرت مولانا مدیر النجم کے مقابلہ میں ذلت کے ساتھ شکست اٹھا چکے تھے یہ صاحب علمی لیاقت کے علاوہ اپنی وضع اور صورت کے لحاظ سے بھی نرالے تھے۔ آپ کی ڈاڑھی صفا چٹ تھی۔ حالانکہ ان کی معتبر کتاب اصول کافی میں ڈاڑھی چٹ کرنے والے اور مونچھ بڑھانے والے کو جند مروان کہا گیا ہے۔ لہذا مولوی محمد سجاد صاحب جیسے مقتدر اصحاب کو اس لشکر کا کمانیر کہنا بیجا نہ ہوگا

(۴) ۷ اپریل کو چکوال میں بمقام پڑاؤ مباحثہ ہوا۔ حاضرین کی تعداد چھ ہزار سے اوپر تھی۔ مناظرہ ۱۰ بجے صبح سے ۶ بجے شام تک رہا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت فاضل لکھنوی کے زبردست دلائل نے شیعہ مولوی کو عاجز و مبہوت کر دیا وہ کچھ جواب نہ دے سکے وہ باوجودیکہ گلا پھاڑ پھاڑ چلاتے اور شور کرتے تھے لیکن قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتے تھے۔ جو عربی عبارت پڑھتے۔ از سر تا پا غلط ہوتی اور کہتے کہ کتاب میں زیر و زبر نہیں لکھے ہیں۔ مگر قرآن شریف کی آیتیں بھی غلط پڑھتے تھے۔ حالانکہ اس میں زیر و زبر بھی تھے۔ کتابوں کا حوالہ غلط دیتے تھے۔ جن کو کتاب سے نہ دکھا سکتے تھے۔ بعض کتابوں میں اور ایک جگہ قرآن مجید میں ایک ناتمام فقرہ پڑھ کر آگے کی عبارت جو ان کے خلاف ہوتی تھی۔ باوجود کہنے کے نہ پڑھتے تھے۔ اس خیانت کے کھل جانے پر ایسی ذلت ان کو ہوئی کہ خدا کی پناہ۔ اہل مجلس کو ثابت ہو گیا۔ کہ شیعہ مولوی سنی فاضل کے مقابلہ کے لائق ہرگز ہرگز نہ تھے۔

(۵) اس مناظرہ میں تین چار باتیں ایسی ظاہر ہوئیں کہ مسلم و غیر مسلم سب کے ذہن نشین ہو گئیں:

(ا) شیعہ صاحبان نے اپنی تحریروں میں اولاً حضرت علی اور باقی ائمہ کی امامت کا ثبوت اپنے ذمہ رکھا تھا۔ مگر انہوں نے اس سے گریز کی۔ اور باوجود اصرار کے آخر وقت تک اس کے متعلق ایک حرف بھی نہ کہا۔

(ب) اہل سنت کی طرف سے حضرت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے مومن کامل اور خلیفہ برحق ہونے کا ثبوت آیات قرآنی اور شیعہ کی مستند کتب نہج البلاغہ۔ کافی کلینی۔ احتجاج وغیرہ سے دیا گیا۔ اور دکھایا گیا کہ اگر حضرات ممدوحین کے مومن کامل یا خلیفہ برحق ہونے سے انکار کیا جائے۔ تو ان آیات کے سچے ہونے کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ مگر شیعوں نے نہ تو آیات قرآنی کا کچھ جواب دیا۔ اور نہ اپنی معتبر کتب کے حوالوں کی بابت کوئی حرف زبان سے نکالا۔

(ج) شیعہ مولوی نے خارج از بحث باتیں بیان کرنے کو اور فضول گوئیوں کو اپنی سپر بنایا تھا۔ اور اس طرح اصل بحث کو خبط کرنے کی بڑی کوشش کی۔ مگر بدقسمتی سے وہ سپر ان کے کام نہ آئی۔ اور ان کی کوشش نہ چلی۔

(د) شیعہ مولوی صاحب باوجود پے در پے مطالبہ کے حضرت علی مرتضیٰ کا ایمان اپنے مذہب کے مطابق نہ ثابت کر سکے۔

(۶) تمام حاضرین جلسہ حتی کہ غیر مسلم اصحاب نے بھی اہل سنت کی فتح عظیم اور شیعوں کی شکست فاش مجلس میں برائی العین محسوس کی۔ اور بتقاضائے انصاف و دیانت چند معزز ہندو گریجوایٹ صاحبان نے جو مباحثہ میں موجود تھے اور ان میں ایک صاحب پہلے مباحثہ میں اور اس مباحثہ کے آخر وقت میں میر مجلس بھی رہے۔ نیز احمدی جماعت کے

سو برادران مہروں نے اپنی دستخطی تحریریں ہمیں عنایت فرمائیں جو بجنسہ درج ذیل ہیں۔

"جو کچھ نتیجہ کل کی بحث سے ہم لوگ نکال سکتے ہیں وہ یہ ہے کہ مولوی صاحب اہل سنت کمال درجہ کے عالم اور فاضل ہیں۔ اور علمیت میں مولوی صاحب شیعہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ عربی الفاظ غلط پڑھکر دوسری جانب سے ٹوکے جانے پر خود اپنی غلطی تسلیم کر لیتے تھے۔ کتاب کشاف کا حوالہ شیعہ مولوی صاحب نے غلط بیان کر کے اس غلطی کو تسلیم کر لیا تھا۔ البتہ تقریر مولوی صاحب شیعہ کی تیز و طرار رہی۔ ۹۔ اپریل ۱۹۱۸ء۔ بابو رام بھایا ایل ایل بی۔ پلیڈر پریسیڈنٹ آریہ سماج (دستخط انگریزی) بابو نانک چند ایل ایل بی پلیڈر۔ (دستخط انگریزی) لالہ گوردت مل بی۔ اے ایل ایل بی پلیڈر۔ (دستخط انگریزی) بھائی نتھا سنگھ پلیڈر (دستخط انگریزی) لالہ جوالا شاہ کرسی نشین و ساہوکار چکوال۔ دستخط انگریزی۔

جو مناظرہ مورخہ ۷۔ اپریل ۱۹۱۸ء کو مابین سنی و شیعہ صاحبان بمقام چکوال ہوا۔ اس کے متعلق ہماری رائے یہ ہے کہ سنیوں کے مناظر مولوی محمد عبدالشکور صاحب ایڈیٹر النجم نے جو استدلال قرآنی ثبوت خلافت حقہ حضرات اصحاب ثلاثہ مناظرہ میں پیش کئے۔ ان میں سے ایک کا بھی حل جواب قرآن مجید سے شیعہ مناظر نے پیش نہیں کیا صرف روایات پیش کر کے ٹال دیا۔ یوں اگر گئے ہم اپنا یہ اظہار سے باز نہیں رہ سکتے کہ سنیوں کے مناظر مولوی عبدالشکور صاحب بمقابلہ شیعہ مناظر ایک باعلم اور مہذب مناظر ثابت ہوئے۔ کیونکہ شیعہ مناظر نہ تو اپنی پیش کردہ قرآنی آیات کو اور نہ ہی دوسری کتب کی عبارت کو صحیح پڑھ سکے۔

راقم مولوی نور محمد سکرٹری انجمن احمدیہ چکوال۔ غلام نبی سکرٹری انجمن احمدیہ کلکتہ ساکن چکوال۔ حافظ (?) الدین احمدی۔ حافظ محمد امین احمدی۔ فضل کریم احمدی شمس الدین احمدی"۔

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جواب

نمبر (۲)

سلسلہ کے لئے دیکھو فاروق ۱۸ / ۲۵ اپریل ۱۹۱۸ء

یہ جوابات ہمارے مکرم مولوی عبداللہ صاحب ساکن ... ضلع لاہور نے بھیجے ہیں۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۳ ۔ انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول له کن فیکون ۔ تیرا یہ مرتبہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے۔ اور صرف اسی قدر کہدے کہ ہو وہ ہو جائیگی۔

جواب ۔ رسالہ حضرت مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۸۱ پر ایک الہام اس طرح لکھا ہے ۔ انه قوی عزیز۔ وانه غالب علیٰ امرہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون۔ انما امرہ اذا اراد شیئًا ان یقول له کن فیکون اللہ تعالیٰ بے شک زبردست غالب ہے۔ وہ بے شک اپنے امر پر غالب ہے۔ لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اس کا امر یہی ہے۔ کہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے۔ اسکو کہتا ہے ہو جا وہ ہو جاتا ہے۔ یہ الہام محکمات سے ہے اس پر کوئی مسلم اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ قرآن کریم کی محکم آیات کے مطابق ہے۔ مخالف نہیں۔ ہاں یہ الہام جس پر سوال کیا گیا ہے۔ اخبار الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۲ پر اسطرح درج ہے۔ حضور کی طبیعت ناساز تھی۔ حالت کشفی میں ایک شیشی دکھائی گئی جس پر لکھا ہوا تھا۔ خاکسار پیپرمنٹ۔

۲۔ انما امرک اذا اردت شیئًا ان تقول له کن فیکون ۔ یعنے جب آپ بیمار ہو گئے۔ تو کشفی رنگ میں آپ کو دوائی دکھلائی گئی۔ اور الہام میں آپ کو فرمایا گیا بے شک تیرا امر یہی ہے کہ جب اس بیماری سے شفایاب ہونے کا ارادہ کرے۔ تو تو اپنے نفس کو (اللہ تعالیٰ کے امر سے) کہدے کہ شفایاب ہو جا۔ وہ شفایاب ہو جاویگی۔ انتہی بتلاؤ اس میں کونسا شرک ہے۔ اور اس کو محکم الہامات کی

طرف پھیر کر اسکے معنے محکم کے تابع کیوں نہیں کئے جاتے۔ جیسا کہ لکھا گیا۔ نیز یہ الہام اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ ملہم کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ اور جو ملہم لوگ اپنی ہستی سے کھوئے جاتے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں۔ اسوقت ان کا وجود کالعدم ہو کر اللہ تعالیٰ کی محبت میں فنا ہو جاتا ہے۔ اور اس کے کان آنکھ۔ ہاتھ۔ پاؤں۔ زبان وغیرہا اللہ تعالیٰ کے ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ جو کچھ کہتا ہے۔ وہ وہ نہیں کہتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کہتا ہے۔ دیکھو آیت کریمہ فلم تقتلوهم ولكن الله قتلهم وما رميت اذ رميت ولكن الله رمى۔ سورہ انفال پ ۹ رکوع ۱۶۔ یعنے جنگ بدر میں تم نے (اے صحابہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم) ان کو (یعنے کفار مشرکین مکہ کو) قتل نہیں کیا۔ ولیکن اللہ تعالیٰ نے ہی ان کو قتل کیا۔ اور تو نے یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم مشت خاک کفار کی طرف نہیں پھینکی تھی۔ ولیکن اللہ تعالیٰ نے ہی پھینکی تھی۔ دیکھو یہاں کفار کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا۔ حالانکہ صحابہ کرام نے قتل کیا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کفار کی طرف مشت خاک پھینکنے کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔ حالانکہ وہ مشت خاک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے پھینکی تھی۔ یہ کیوں اسلئے کہ ان کے ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہو گئے تھے۔ مجازًا۔ ایسا ہی آیت کریمہ ان الذین یبایعونک انما یبایعون الله ید الله فوق ایدیهم الآیہ سورہ فتح پ ۲۶ رکوع ۹۔ یعنے جو لوگ تیری بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی بیعت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا۔ حالانکہ بیعت کے وقت آنحضرت ہی لوگوں کے ہاتھوں پر اپنا ہاتھ رکھتے تھے ایسا ہی آیت کریمہ قل یا عبادی الذین اسرفوا علیٰ انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله ان الله یغفر الذنوب جمیعا انه هو الغفور [illegible] سورہ زمر پ ۲۴ ۔ رکوع [illegible]

[illegible] علیہ وسلم [illegible] جو اجمعین
[illegible] چربادلی ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
[illegible] ہوتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ (تمارے)
[illegible] بخشنے والا مہربان
ہے۔ نہیں [illegible] کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے [illegible] شان ہے۔ باوجودیکہ آپ عبد
[illegible]۔ یا عبادی کی ہے حکم اللہ تعالیٰ کی
طرف منسوب [illegible] نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ من رحمۃ اللہ
[illegible] کے الفاظ غائب اسکے خلاف ہیں ان
آیات [illegible] کسی نے اعتراض شرک فی الذات والصفات
کا نہیں کیا۔ ہاں ایک آریہ نے اپنے رسالہ میں ان
آیات کو پیش کرکے نادانی سے جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم کا دعوے الوہیت ثابت کرنا چاہا
ہے۔ مگر عارف لوگ ان کی اصل حقیقت کو جانتے
پہچانتے اور معترضین کے اعتراضات کو رد کرتے
ہیں۔ یہاں جواب سوال ۳ پورا ہو گیا ؛

اب ہم مزید تحقیقات کے لئے یہاں ایک دو مقالے
فتوح الغیب مولفہ حضرت شیخ محبوب سبحانی عالم ربانی
عبدالقادر جیلانی نفع کے بغیر نہیں رہتے۔ فرمایا
حضرت غوث ربانی نے مقالہ چھٹے میں۔

مر [illegible] سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ فنا ہو جا
اور اپنی نفسانی خواہش سے اللہ تعالیٰ کے امر کے
ساتھ۔ اور اپنے ارادہ سے اللہ تعالیٰ کے فعل کے
ساتھ۔ پس اسوقت تو اس قابل ہو جاویگا کہ تو اللہ تعالیٰ
کے علم کا [illegible] جاوے۔ یعنے تجھ کو علم لدنی حاصل
ہو جاوے۔ پھر تیری خلق سے فنا کی علامت یہ ہوگی
کہ [illegible] کا جاویگا۔ اور آمد و رفت ان کی طرف
[illegible]۔ اور ان کے [illegible] سے جو ان کے [illegible]
[illegible] اور علامت حرص [illegible]
[illegible] کی یہ ہوگی کہ تحصیل سے
[illegible] اور [illegible] نفع اور دفع ضرر
[illegible] پھر [illegible] اپنے
[illegible] کے ساتھ [illegible] نہ تو
[illegible] سے ضرر

کسی سے ضرر دیکھیگا اور نہ نفس کی جہت سے مدد کریگا
بلکہ جب تجھ کو اللہ تعالیٰ نے کو [illegible] کی خودی
اول و آخر مولیٰ ہے۔ جسطرح تیری حالت عدم و
شیر خوارگی میں تھی۔ اور علامت فنا تیرے کی
ارادہ اپنے سے ساتھ فعل اللہ کے یہ ہے۔ کہ تیرا
کوئی ارادہ حصول مراد کے لئے اور کوئی غرض اور
کوئی حاجت اور مقصود باقی نہ رہ جاوے۔ کیونکہ
تو اس وقت ارادہ اللہ تعالیٰ کے سوا کچھ نہ چاہیگا
بلکہ اللہ تعالیٰ تجھ میں اپنا فعل جاری کرے گا پس
تو اسوقت خود ارادہ اللہ تعالیٰ کا اور اس کا فعل
بن جاویگا۔ تیرے جوارح ساکن تیرا دل مطمئن۔
تیرا سینہ منشرح۔ تیرا منہ منور۔ تیرا شکم آباد ہو جاوینگے
تو سب چیزوں سے بے پروا ہو کر اپنے خالق کا
بن جاویگا۔ قدرت کا ہاتھ تجھ کو پھیرتا رہے گا
اور ازل کی زبان تجھ کو بولائیگی۔ یعنے وحی و الہام الٰہی
اور ملک کا رب تجھ کو علم لدنی تعلیم دیگا۔ اور اپنے
انوار کے حلے تجھ کو پہنائے گا۔ یعنے علم مکاشفہ
عطا فرمائے گا۔ اور تجھ کو علمائے سلف کی منازل
میں اتارے گا۔ پس تو اسوقت حالت فنا میں ہو
جائیگا۔ اس وقت تجھ میں کوئی نفسانی خواہش اور ارادہ
ثابت نہیں رہ جائیگا۔ جیسا کہ برتن ٹوٹے میں پانی
اور کثافت نہیں ٹھہرتی۔ پھر تو اخلاق بشریہ سے
دور ہو جائیگا۔ اس وقت تیرا باطن اللہ تعالیٰ کے
ارادہ کے سوا کچھ نہیں قبول کرے گا۔ فحینئذٍ

یضاف الیک التکوین و خرق العادات۔
یعنے جب تو اپنی خودی سے فنا ہو گیا اور تجھ
میں سوا فعل و ارادہ اللہ تعالیٰ کے نہ رہ گیا
تو اسوقت تیری طرف تکوین یعنے کائنات کو
پیدا کرنا اور خارق عادات کام تیری طرف
منسوب کئے جائینگے۔ کہ یہ چیز تو نے پیدا کی۔
اور تجھ سے خرق عادت کا م ہوا یعنے کن فیکون

کی نسبت تیری طرف مجازاً ہو جاویگی۔ جس طرح کشف مسیح موعود
میں تکوین نئے نظام اور نئے آسمان اور نئی زمین
کی مجازاً ہو گئی) پس یہ تکوین و خرق عادات ظاہر عقل
و حکم میں تجھ سے نظر آئیگا۔ (اگرچہ باطن و نفس الامر میں
یہ فعل پروردگار کا ہے۔ کیونکہ معجزہ و کرامت
فعل اللہ تعالیٰ کا ہے۔ جو بندہ کے ہاتھ پر ظاہر ہوتا ہے
بندہ کا فعل نہیں) پس تو اسوقت زمرۂ فانیان و
شکستہ دلاں میں داخل ہو جائے گا۔ جنکے ارادے
بشریہ ٹوٹ گئے۔ اور شہوات طبعیہ دور ہو گئیں۔
اور ان کے واسطے از سر نو وجود حقانی و ارادہ ربانی ہو
گیا (یعنے ان کا ارادہ اللہ تعالیٰ ہی کا ارادہ ہوتا ہے
کہ مقام بی یبصر و بی یسمع کا ہے) اور ان میں
خواہشات معذرہ پیدا کی جاتی ہیں (جو بحکم کل یوم
ھو فی شأن اللہ تعالیٰ ان میں پیدا کرتا ہے) جیسا کہ
نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ محبوب کی گئیں
طرف میری (ساتھ ارادہ حق کے نہ ساتھ خواہش نفس
کے) دنیا تمہاری سے تین چیزیں۔ ایک خوشبوئی
دوم۔ عورتیں۔ سوم کی گئی ٹھنڈک آنکھ میری کی نماز میں
اس حدیث میں محبت خوشبوئی اور زنان کی طرف آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی گئی ہے پیچھے اسکے کہ یہ
محبت آپ سے نکلکر دور چلی گئی تھی۔ یقیناً جیسا کہ ہم پہلے
اشارہ کر کے ہیں۔ پھر غوث پاک فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے۔ میں نزدیک ان لوگوں کے رہتا ہوں جن
کے دل میری خاطر شکستہ اور فانی ہو چکے ہیں۔ پس
اللہ تعالیٰ تیرے پاس نہیں ہوگا۔ جب تک تو اپنی
تمام خواہش و ارادوں سے ٹوٹ نہ جاوے۔ پھر جب
تو ٹوٹ گیا۔ اور کچھ شے تجھ میں ثابت نہ رہی۔ اور تو
اللہ تعالیٰ کے سوا کسی شے کا صلاحیت وار نہ رہا
تب تجھ کو اللہ تعالیٰ ایک نئی پیدائش پیدا کرتا ہے
واسطے معرفت اور اظہار تجلیات الٰہی کے ہ

---

[1] قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم حبب الی من دنیاکم
ثلث الطیب والنساء وجعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ
[2] قال اللہ انا عند المنکسرۃ قلوبھم من اجلی ۱۲

دلبراں آئینہ سازند از برائے خویش خاص
تا تماشائے جمال خود در انجا مے کنند

پس پیدا کرتا ہے تجھ میں اللہ تعالیٰ (اپنی طرف سے) ارادہ پھر تو اس ارادہ کے ساتھ ارادہ کرتا ہے۔ پس جب تیرا ارادہ اور نئی پیدائش تجھ میں پائی جاوے۔ تو رب تعالیٰ اس کو تیرے وجود کے لئے جو اس میں ہے توڑ دیگا جس تو ہمیشہ شکستہ دل و فانی ہو جائے گا۔ پس اللہ ہمیشہ تجھ میں نیا ارادہ پیدا کرتا رہے گا۔ پھر اس کو دور کرتا رہے گا۔ ہر ایک وجود تیرے کے اس میں۔ جیسا کہ غوث پاک نے ایک دن جامہ نفیس پہنا اور کسی نے اس پر انکار کیا۔ آپ نے فرمایا۔ ھذا کفن المیت اجمل و ھذا بعد الف مرۃ یعنے یہ میت کا کفن ہے۔ اور کفن میت کا بہت خوبصورت ہوا کرتا ہے اور یہ بعد ہزار موت کے ملتا ہے ؎

یکبارہ میرد ہر کسے بیچارہ جامی بارہا
؎ ہزار بار بمیری و صد ہزاراں بار
ہنوز مردہ ہر آنچہ مے رتو باقی ست

غوث اعظم فرماتے ہیں۔ اسی طرح تو ہر بار اپنے پر موت وارد کریگا۔ یہاں تک کہ وشت اپنی مدت کو پہونچ جاویگی پھر تجھ کو لقاء الہی نصیب ہو جاویگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ من کان یرجو لقاء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً ولا یشرک بعبادۃ ربہ احداً۔ عمل صالح یہی فنا ہے۔ لہٰذا جو اپنے وجود کی ملونی نہ رہے یہی معنے ہیں۔ حدیث قدسی انا عند المنکسرۃ قلوبھم من اجلی کے ؎

تا در تو ز پندار تو ہستی باقی ہست
میداں بیقین کہ بت پرستی باقیست
گفتی بت پندار شکستم رستم
این بت کہ ز پندار شکستی باقیست

پھر حضرت غوث پاک مقام فنا پر فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حدیث قدسی میں فرماتا ہے۔ ہمیشہ سے میرا مومن بندہ کہ قرب ڈھونڈتا میری طرف ساتھ نوافل عبادت زیادت خیرات کے ڈھونڈتا ہے۔ یہاں تک کہ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ جب میں دوست رکھتا ہوں اس کو تو میں اسکے کان بن جاتا ہوں۔ جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ جسکے ساتھ پکڑتا ہے اور اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اور ایک حدیث میں ہے۔ پس ساتھ میرے سنتا ہے اور ساتھ میرے دیکھتا ہے۔ اور ساتھ میرے پکڑتا ہے اور ساتھ میرے عقل و ادراک کرتا ہے ؎

بی یسمع بی یبصر بی یبطش بی یمشی
سر لبیت عارض تدریدہ بلا تغشی

اور یہ حالت فنا کی ہے نہ غیر فنا جس سے وہ فانی ہو کر ارادہ الٰہی کی جگہ ہو جاتا ہے ؎

رفت از میاں ہمی خدا ماند خدا
الفقر اذا تم ھو اللہ است
؎ کے بود زما جدا ماندہ
من دتو رفتہ و خدا ماندہ

پھر حضرت غوث پاک فرماتے ہیں۔ پس جب تو اپنے سے اور خلقت سے فنا ہو گیا۔ اور خلقت نہیں مگر نیک و بد۔ اور ایسا ہی تو بھی نیک و بد ہے۔ پس تو ان سے نیکی کی امید نہ رکھے۔ اور نہ ان کے شر سے ڈر۔ اب اللہ تعالیٰ وحدہٗ ہی نقطہ شہود میں باقی رہے گا۔ جیسا پیدائش خلق سے پہلے تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی ہی تقدیر میں خیر و شر ہے۔ پس وہی تجھ کو اپنے شر سے بچائیگا اور وہی تجھ کو اپنے دریائے خیر میں غرق کرے گا۔ پس تو ہر خیر کا برتن اور ہر نعمت و خوشی و آراستگی و نور و روشنی و امن و سکون کا منبع بن جائے گا۔ یہی فنا سالکان طریقت کی آرزو و مطلوب و منتہیٰ و حد و حیا درود ہے۔ جسکی طرف اولیاء و دوستان خدا کا سیر سلوک منتہیٰ ہوتا ہے ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

اور یہ فنا استقامت ہے۔ جس کو پہلے اولیاء و ابدال علیہم السلام طلب کرتے تھے۔ اور استقامت یہ ہے کہ وہ اپنے ارادہ سے فنا ہو جاویں۔ اور ارادہ حق عزوجل کے ساتھ اپنے ارادہ کو تبدیل کر دیں پھر اور وہ حق کے ساتھ ہی ہمیشہ وفات تک ارادہ کرتے رہیں۔ اسی لئے ان کا نام ابدال رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنے ارادوں کو اللہ تعالیٰ کے ارادوں کے ساتھ بدل دیا ہے۔ دنیا ایسے لوگوں سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ اگر ایک ان میں سے رخصت ہو گیا تو دوسرا اس کی جگہ تبدیل ہو جاتا ہے۔

پھر حضرت مقالہ سولہویں میں فرماتے ہیں۔ پھر جب تیرا علم و یقین و نور دل و شرح صدر قوی ہو جائیگا تو تیرا قرب و مکان و امانت و اہلیت واسطے نگاہ رکھنے اسرار کے زیادہ ہو جائینگے۔ یہ تجھ کو آنے سے پہلے پہ قسمت کا تجھ کو علم ہو جائے گا۔ یہ صرف تیری عزت سے واجلال و فضل و منت و ہدایت اپنی طرف سے کریگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وجعلنا منھم ائمۃ یھدون بامرنا لما صبروا وکانوا بآیاتنا یوقنون۔ وقال تعالیٰ۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا۔ وقال تعالیٰ واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ۔

پھر فرمایا غوث الاعظم نے ثم یرد علیک التکوین فتکون بالاذن الصریح الذی لا غبار علیہ والدلالات اللائحۃ کالشمس المنیرۃ وبکلام لذیذ الذ من کل لذیذ والھام صدق من غیر تلبس مصفی من ھواجس النفس ووساوس الشیطان اللعین۔ یعنے پھر پھیرا جاویگا اور سپرد کیا جاوے گا تجھ پر ہست کرنا۔ اور پیدا کرنا کائنات کا (تکوین سے مطلب ہے کن فیکون) پس بستادہ تصرف کرے گا تو (بیچ کائنات کے) ساتھ اذن حق صریح کے۔ جس پر کوئی غبار نہ ہوگا۔ اور ساتھ دلائل روشن کے مانند سورج روشن کی۔ اور ساتھ کلام لذت والی کے جو ہر لذت والی اشیا سے بہت لذیذ ہوگی یعنے وحی و الہام اور ساتھ الہام راست کے سوا التباس کے جو خواطر نفس اور وساوس شیطان لعین سے صاف اور روشن ہوگا۔

پھر غوث اعظم فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بعض کتب میں فرمایا ہے۔ یا ابن آدم انا اللہ لا الٰہ الا انا اقول للشئ کن فیکون اطعنی [illegible]

تقول للشئ کن فیکون وقد فعل ذالک بکثیر من انبیائہ وخواص من بنی آدم۔

یعنے اے بیٹے آدم کے میں ہی اللہ ہوں۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں جس شے کو کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ تو بھی میرا کہا مان۔ میں تجھ کو بھی ویسا ہی کر دونگا جس چیز کو تو کہیگا ہو جا وہ ہو جاویگی اور بتحقیق اللہ تعالےٰ نے ایسا فعل اپنے بہت نبیوں اور خواص بنی آدم کے ساتھ کیا ہے۔ جنھوں نے اپنی تمام حرص و ارادت سے فانی ہو کر اور فعل حق کے ساتھ اثبات پا کر ساتھ تصریف اور قدرت اسکے متصرف کائنات میں ہوئے۔ انتہیٰ۔

اب دیکھ اے تعصب سے بھرے ہوئے معترض اگرچہ تو اپنے وجود کو اسی پیر کی بخشش کی طرف منسوب کرتا ہے۔ اپنے پیر کی مقالات حسنہ کی طرف دھیان نہ کیا جس نا فطری سے وہ اہل تکوین سے ہو گئے تھے۔ اور کن فیکون کی نسبت ان کی طرف ہو گئی تھی اسی سے حضرت مسیح موعود کے کشف میں بھی تکوین کی نسبت آپ کی طرف ہو گئی تھی محل اعتراض بنا کر ان پر فتوے کفر لگایا۔ اور مشرک فی الذات والصفات قرار دیا۔ اب بتلا کہ حضرت غوث پاک کو ایسے کلمات کے لکھنے اور کہنے سے کیا کچھ کہیگا۔ یا اس کی تاویل کر کے استعارہ و مجاز کی طرف لے جائیگا۔ فما هو جوابک فهو جوابنا۔ یہاں جواب سوال سوم ختم کیا جاتا ہے۔ الحمد للہ رب العالمین ؎

تذکرۃ المہدی

حضرت اقدس مسیح موعود کے بیس سالہ حالات چشم دید اور بڑے بڑے ابتدائی مباحثات کے صحیح و دلچسپ حالات اور عجیب و غریب مناظرات اخی المعظم حضرت پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی ہانسوی احمدی کے جو کہ وہ آپ کے بیس سال شبانہ روز حضوری مہدی [illegible] مشاہدہ کئے۔ اور حضور کی زبان مبارک [illegible] اشاعت کا فخر [illegible]

کیا مکتی دائمی ہے؟

نوشتہ مہاشہ فضل حسین صاحب ودوان مہاجر قادیان

اخبار "درشٹانند" آریہ سماج کا ایک نیا اخبار ہے جو سوامی درشٹانند جی کی یادگار میں جاری کیا گیا ہے۔ خواہش تھی کہ اس اخبار کو دیکھیں۔ ایک آریہ دوست نے از راہ مہربانی اس کا ایک پرچہ دکھلایا۔ جب پڑھا تو بزیر سرخی " سنکا سمادھان " کسی مہاشہ کے (جو لدھیانہ کے رہنے والے ہیں) دو اعتراضوں کا جواب ایڈیٹر "درشٹانند" کی طرف سے نظر آیا۔ لدھیانہ کے سوا کسی آریہ نے تو اپنی تسلی کے لئے اعتراض کئے تھے مگر جواب ایسے نہیں کہ کسی کی تسلی کا باعث ہو سکیں ہم ذیل میں ہر دو سوالات کو اور ان کے جواب کو جو ایڈیٹر صاحب نے دیا ہے۔ مختصر الفاظ میں نقل کئے دیتے ہیں۔ اس کے بعد ان ہر دو سوالات کا جواب انکی جی کی ہی کتب کی رو سے ہم دینگے۔ اپنی طرف سے کچھ نہ کہیں گے۔

سوال ۱؎ دھرماتما پرش (نیک آدمی) نے مکت ہونیوالے کرم کئے ہوں۔ تو پھر مکت ہو کر کہاں جاتا ہے۔ اور وہاں کیا کرتا ہے۔ جو پھر بندھن میں آتا ہو"

ایڈیٹر صاحب کا جواب ۱؎

جس دھرم آتما نے گیان حاصل کر کے نجات حاصل کی۔ وہ برہم لوک (مکتی خانہ) میں چلا جاتا ہے۔ نجات حاصل کرنے کے بعد وہاں اوہ گیان کی ترقی نہ ہونے اور ابھیاس چھوٹ جانے سے گیان میں کمی واقع ہونی شروع ہوئی۔ جب جیو ویدک گیان سے ہٹ کر اصلی اپنے الپ گیان کی حالت کو پہنچ گیا تو پھر اس کو ضرورت ہوئی کہ دوبارہ گیان کو حاصل کیا جائے۔ تاکہ پھر مکتی آنند بھوگ سکے۔ کیونکہ شاستر کاروں نے کہا ہے کہ بغیر گیان (معرفت الٰہی) کے نجات نہیں۔ گیان سے ہی نجات ملتی ہے۔ اسلئے مکتی (نجات) کے لئے بھوگنے کو گیان کی ضرورت ہے ۔ ۔ ۔ ۔ اگر تو آدمی جسم فنا پا کر گیان حاصل کرنے۔ تو پھر مکتی پا گیا اور اگر اگر اس سنسار میں پھنس گیا۔ تو جنم مرن کے چکر میں پڑ جاتا ہے مکتی سے محروم رہ جاتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (ریاد تو ایہ؟)

ہے۔ اول تو مکتی ہی جو دیدیش کرتا ہے۔ محال ہے اگر بفرض محال حاصل بھی کر لے۔ تو دوبارہ بعد حسرت کے جنم لینا پڑتا ہے۔ اور آکر بلی۔ کتا۔ بندر۔ حیوان چرند پرند کی جونوں کی سیر کرنی پڑتی ہے۔ کہیں عورت بن رہا ہے۔ تو کہیں مرد کہیں باپ بن رہا ہے۔ تو کہیں بیٹا کہیں والدہ کا جنم لے رہا ہے تو کہیں بیٹے کا اس سے تو چھٹکارا ہی امر محال ہے۔

معزز ناظرین! آپنے سائل کا سوال بھی اور مجیب یعنے ایڈیٹر صاحب " درشٹانند" کے جواب کو بھی ملاحظہ کیا۔ کیا اس جواب سے سائل کی تسلی و تشفی ہو گئی ہوگی ہرگز نہیں ؎

سوال نہایت وزن دار اور معقول ہیں۔ مگر جواب نہایت بودا اور کمزور ہے۔ اگر مکتی سے لوٹنے کی وجہ گیان کی کمی ہے۔ جیسا کہ ایڈیٹر صاحب نے لکھا ہے تو یہ بات سراسر لغو ہے۔ چنانچہ ہم سائل کے اس سوال کا جواب سوامی دیانند صاحب کی کتب کی رو سے ہی دیتے ہیں۔ اگر سائل کی تسلی "درشٹانند" کے ذریعہ نہیں ہوئی تو انشاء اللہ تعالےٰ "فاروق" کے ذریعہ ضرور تسلی حاصل کر سکیگا۔

سوامی دیانند جی رگوید بھاشیہ بھومکا میں مکتی حاصل کرنے کا ذریعہ بتلاتے ہیں۔

"جب انسان اُپاسنا (عبادت) کے ذریعہ سے پرمیشور کو پا کر تمام عیبوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ تب ہی وہ موکش (نجات) کو نصیب ہوتا ہے"

بھومکا صفحہ ۲۱۱

اس عبارت سے کیا پتہ چلا۔ یہی کہ عبادت الٰہی ہی ایک ایسی شے ہے جس سے معرفت حاصل ہوتی ہے اور کامل معرفت کا ہی دوسرا نام نجات یا مکتی ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ ایڈیٹر صاحب نے جو یہ لکھا کہ مکتی میں گیان کی ترقی نہ ہونے سے الٹی کمی شروع ہو جاتی ہے۔ اسلئے جیو کو وہاں سے نکلنا پڑتا ہے۔ یہ قول کہاں

[illegible] مسلم نسائی اور ترمذی نے بھی ایسی روایت کی ہے ۔

بعض علماء نے ان احادیث سے ثابت کیا ہے کہ جوتا پہنکر نماز پڑھنے کی عادت معمولی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھی جیسا کہ فتح المتعال میں لکھا ہے ۔ والظاہر ان صلوٰتہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فی نعلیہ انما کان فی المسجد فان فی الصحیحین وغیرہما عن سعید بن یزید قال سالت انس بن مالک کان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یصلی فی نعلیہ قال نعم فظاہرہ ان ھذا کان شانہ و عادتہ المستمرۃ [illegible]

بعض اسی وجہ سے جوتا پہنکر نماز پڑھنے کو سنت کہتے ہیں ۔ جیسا کہ رد المختار میں لکھا ہے کہ واخذ جمع من الحنابلۃ انہ سنۃ ۔ حنبلی فرقہ کی ایک جماعت نے جوتیوں سمیت نماز پڑھنے کو سنت قرار دیا ہے

بعض لوگ یہ فرماتے ہیں کہ جو جوتا پہن کر سڑکوں اور گلی کوچوں میں پھرتے ہیں ۔ اس کو مسجد میں لے جانا اور اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے وہ جوتا مسجد میں لے جانا جائز ہے جسکا اوپر پاک اور جوتا یا موزہ یا کوئی چیز ہو تاکہ جوتا نجاست سے محفوظ رہے ۔ مگر یہ غلطی ہے ۔ جیسا کہ رد المختار میں لکھا ہے ۔ وکان یمشی بہا فی طرق المدینۃ ثم یصلون فیہا ۔ یعنے اسی جوتے کو جسے پہنکر سڑکوں اور راہوں پر چلتے ہیں ۔ نماز پڑھنا جائز ہے ۔ اسلئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مدینہ کی گلیوں میں جوتے پہنے پھرتے تھے ۔ اور اسی سے نماز پڑھتے تھے ۔

حاکم اور ابن حبان اور حاکم اور عبد بن حمید اور اسحق ابن راہویہ اور ابو یعلی موصلی نے ابن سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت نے نماز میں جوتا اوتار ڈالا تو صحابہ نے بھی اپنے جوتے آتار دئے ۔ حضرت نے بعد نماز کے صحابہ سے پوچھا کہ جوتے کیوں اتار ڈالے ۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم نے آپ کی تقلید کی ۔ تب فرمایا کہ مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرے جوتوں میں نجاست لگی ہوئی ہے ۔ اسلئے میں نے اتار ڈالے ۔ اور یہ فرمایا کہ تم مسجد میں آنے کے وقت اپنے جوتوں کو دیکھ لو ۔ اگر کچھ نجاست لگی ہو تو پونچھ ڈالو ۔ اور جوتا پہن کر نماز پڑھو ۔ الفاظ ابو داؤد کے یہ ہیں ۔ ثم قال اذا جاء احدکم المسجد فلینظر فان رای فی نعلہ قذرا واذی فلیمسح ولیصل فیہا ۔

اگلوں میں سے بھی بعض خیالی ادب کرنے والے ایسے گذرے ہیں ۔ جنہوں نے اس فعل کو مکروہ جانا مگر علماء نے ان کے قول کو رد کیا ۔ جیسا کہ علامہ مصری نے فتح المتعال میں لکھا ہے ۔ الذی یترجح ھو انہ لا وجہ الکراھتہ الصلوٰۃ فیہا لثبوت فعل ذلک من اصحاب الشرع واما الافضلیۃ فان اراد بہ اقتداء النبی صلے اللہ علیہ وسلم فنعم والا فھو فعل مباح من الرخص الشرعیۃ ھذا ھو الذی علیہ المحققون من الفقہاء والمحدثین کہ قول راجح یہ ہے ۔ کہ کوئی وجہ جوتا پہن کر نماز پڑھنے میں کراہت کی نہیں ہے ۔ اسلئے کہ اصحاب شرع سے یہ فعل ثابت ہے ۔ باقی رہی افضلیت ۔ پس اگر جوتا پہن کر نماز پڑھنے سے مقصود پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی اقتدا ہے ۔ تو بلاشبہ جوتا پہنکر نماز پڑھنا افضل ہے ۔ ورنہ یہ فعل مباح ہے ۔ منجملہ مباحات شرعیہ کے اور یہی قول منصوص ہے ۔ محققین فقہا اور محدثین کا ۔

لوگ تعجب کرینگے کہ جوتے میں نجاست لگی رہتی ہے ۔ تو نجس چیز کو مسجد میں لے جانا اس سے نماز پڑھنا کیونکر جائز ہوگا ۔ مگر ان کو چاہیئے کہ محدثین کی روایت کی ہوئی حدیثوں کو دیکھیں ۔ کیونکہ احادیث سے ثابت ہے ۔ کہ اگر جوتے میں کچھ نجاست لگ جاوے تو رگڑ ڈالنا اور مٹی سے مل دینا ہی اس کی طہارت ہے جیسا کہ ابو داؤد نے روایت کی ہے ۔ اذا وطی احدکم بنعلیہ الاذی فان التراب لہ طھور ۔ اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں لکھا ہے کہ اذا وطی احدکم بنعلیہ فان التراب لہ طھور ۔ ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ ایک عورت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ جس راہ سے مسجد کو آتے ہیں ۔ وہ راہ نجس اور غلیظ رہتی ہے ۔ تو جب پانی برسے تو ہم کیا کریں ۔ آپ نے فرمایا کہ کیا نجاست کے بعد صاف جگہ نہیں ملتی ۔ اس نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے فرمایا کہ ھذہ بھذہ یعنے پس جگہ صاف پر قدم رکھنا نجس جگہ کی نجاست دور کرنے کے لئے کافی ہے ۔

حافظ ابو زرعہ عراقی شافعی نے بھی ایسا ہی فتوے دیا ہے

بعض فقہائے نے لکھا ہے کہ جو نجاست ایسی ہو کہ جس کا جرم یعنے جسم نہ ہو ۔ مثل پیشاب یا شراب کے ۔ اگر وہ جوتے میں لگ جاوے ۔ تو بے دھوئے پاک نہیں ہوتی ۔ مگر یہ ان کی خیالی طہارت ہے ۔ نہ مطابق حدیث کے ۔ کیونکہ مٹی سے رگڑ دینا اس کی پاکی کے لئے کافی ہے ۔ اور یہ مسئلہ فقہاء کا خود امام ابو حنیفہ صاحب اور قاضی ابو یوسف کے فتوے کے خلاف ہے ۔ جیسا کہ قاضی ابو علی نسفی نے امام ابو بکر محمد بن فضل سے روایت کی ہے کہ انہ قال اذا اصاب نعلیہ بول او خمر ثم مشی علی التراب او الرمل حتی لزق بہ بعض التراب و جف ثم مسحہ بالارض یطھر عند ابی حنیفۃ و ھذا ذکرہ الفقیہ ابو جعفر عنہ وعن ابی یوسف مثل ذلک الا انہ لم یشترط الجفاف ۔ انہوں نے فتوے دیا ہے ۔ کہ اگر جوتے میں شراب یا پیشاب لگ جاوے ۔ پھر مٹی پر چلے یا ریت پر اور کچھ مٹی یا ریت جوتے میں لگ جاوے ۔ اور خشک ہو جاوے ۔ اور پھر پونچھ ڈالی جاوے ۔ تو پس جوتا پاک ہو گیا ۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اور ابو جعفر نے بھی امام ابو حنیفہ سے اس مسئلہ کو منقول کیا ہے ۔ اور قاضی ابو یوسف نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے ۔ مگر انہوں نے خشک ہو جانے کی شرط نہیں کی ۔

آنحضرت صلعم کا جوتیوں سمیت نماز پڑھنا صحیح بخاری و صحیح مسلم سے ثابت ہے جنہوں نے سعید بن یزید سے روایت کی ہے [illegible] [illegible] جوتیوں سمیت نماز پڑھتے تھے [illegible] [illegible] جوتیوں سمیت نماز پڑھتے [illegible] [illegible] جوتیوں سمیت نماز پڑھتے [illegible]

ﷺ اگر تم میں سے کسی کی جوتی میں گندگی لگ جاوے تو مٹی سے اسکو پاک کر لو ۔

آدمی فاضل تثلیث کے حوالے سے جو آنا اتارنے کو
صور کرتے ہیں۔ اور اسکے لوگوں میں سے بھی بعض
یا شبہ کیا۔ مگر شکر خدا کا ہے۔ کہ انکے ہی عالموں نے
مخالفت ظاہر کر دی۔ جیسا کہ فتح المتعال میں ہے۔
امر حمله النعل لموسیٰ لا دلالة له علے
منه دخول المسجد متنعلاً و لو دل علیه الص
ضرورة لوجود ما ینسخه فی شریعتنا ومن همنا
سخافة فی منیة المصلے۔

قرآن ستیفہ میں حضرت موسےٰ کے جوتیاں اتارنے کا جو
ہے۔ اس کی سند پہلی نہیں لائی جا سکتی۔ اور اگر بالفرض
دلیل میں پیش کیا بھی جائے۔ تب بھی کچھ ضرر نہیں ہے
ہماری شریعت نے حضرت موسیٰ کی شریعت کو منسوخ کر

۱۲ ے

دھرم حامیوں کی خدمت میں ایک اور عرض

اور

پہلے سوال کے متعلق یاد دہانی

مترو ابھی میری آخری التماس (مندرجہ اخبار فاروق
۱۹۱۹ء) کی طرف توجہ نہیں ہوئی۔ یعنی روح اور
انادی ہونا جس وید منتر کا ارتھ ہے۔ وہ وید منتر
ریہ مہاشے نے تحریر نہیں فرمایا۔ اسکے بارے میں
ی کرانے کے بعد ایک اور عرض کرتا ہوں۔ اور
منتظر ہوں

هو هذا۔ جبکہ سوامی دیانند جی نے اپنی کتاب
رتھ پرکاش کے ساتویں سملاس کے آخر میں یہ تحریر
ہے۔ کہ اگر کوئی کسی (آریہ) سے پوچھے۔ کہ
کیا اعتقاد ہے۔ تو یہی جواب دینا چاہیئے۔ کہ
اعتقاد وید ہے یعنی جو کچھ ویدوں میں بیان
ہے ہم اس کو مانتے ہیں۔ گویا دوسرے

لفظوں میں یہ کہنے کا ارشاد ہے کہ جو بات ویدوں
میں نہ ہو۔ اس کو ہم ہرگز نہیں مانتے۔ اور نیز موجب
آریہ سماج کے اصول نمبر ۳ وید ست ودیاؤں کا پستک
بھی ہے۔ اور اکثر تحریروں اور تقریروں کے ذریعہ
یہ دعوے بھی کیا گیا ہے۔ کہ تمام علوم اور ایجادوں
کا منبع وید مقدس ہی ہے۔ پھر یہ امر ضروری بلکہ اشد
ضروری ہے۔ کہ آپ کی طرف سے جو دعوے ہو۔
وید سے ہو۔ اس کے جسقدر دلائل ہوں وید سے ہوں
تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ ویدوں کا مکمل کتاب ہونے
کا دعوے بلا دلیل دعوے نہیں۔ کیونکہ جو کتاب اپنے
دعوے کے دلائل میں ہی غیر کی دست نگر ہے۔ وہ مکمل
ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اور کوئی دلیل ویدوں میں سے نہ ہونے
کی وجہ سے ویدک دھرم کی تائید میں پیش بھی نہیں ہو
سکتی۔ کیونکہ موجب ہدایت سوامی دیانند جی کے آریہ
سماج ان کو نہیں مان سکتی۔ اس سبب سے کہ وہ ویدوں
میں سے نہیں ہے۔ کسی عقلمند کو آریہ سماج کی طرف
سے وہ دلیل قبول نہیں کرنی چاہیئے۔ کیونکہ وہ ویدوں میں
سے نہیں ہے۔ اب میں اس بنا پر ایک اور سوال
جو سملاس ۹ میں نمبر ۲۴ پر درج ہے۔ پیش کر کے
دریافت کرتا ہوں۔ کہ اس کا جواب کون سے وید منتر
کا ترجمہ ہے۔

سوال نمبر ۲۴۔ جسقدر جیو مکت ہوتے ہیں۔ ایشور
اسی قدر نئے پیدا کر کے دنیا میں رکھ دیتا ہے۔ اس لئے
خاتمہ نہیں ہوتا۔

جواب۔ اگر ایسا ہو تو جیو غیر دائمی ہو جائیں۔ کیونکہ
جس کی پیدائش ہوتی ہے۔ اس کی فنا ضرور ہوتی ہے
اور ایسی صورت میں تمہارے اعتقاد کے رو سے
مکتی پا کر بھی فنا ہو جاوینگے۔ اور مکتی غیر دائمی ہو جائے گی
نیز مکتی کے مقام پر بہت بھیڑ بھاڑ ہو جاوے گی
کیونکہ آمد زیادہ اور نکاس کچھ بھی نہ ہونے کی وجہ سے
وہاں افزونی کا کچھ وار پار نہیں رہے گا۔ اور دکھ
کے احساس کے بغیر سکھ کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ جیسے کڑوا
نہ ہو تو میٹھا کیا اور میٹھا نہ ہو تو کڑوا کس کو کہیں
کیونکہ ذائقہ کے خلاف دوسرے ذائقے کے ہونے

پر دونوں کی تمیز ہوتی ہے [illegible]
ہی میٹھا کھاتا رہے۔ تو اس کو ویسا مزا نہیں
ہوتا۔ جیسا کہ سب قسم کے ذائقوں کے بھوگنے والے
کو ہوتا ہے۔ اور اگر ایشور انتہا والے اعمال کا لاانتہا
نتیجہ دیوے۔ تو اس کا انصاف معدوم ہو جاوے
جو جس قدر بوجھ کوئی اٹھا سکتا ہے۔ اسی قدر اس پر
رکھنا عقلمندوں کا کام ہے۔ جیسے ایک من بوجھ
اٹھا سکنے والے کے سر پر دس من رکھنے سے بوجھ
رکھنے والے کی مذمت ہوا کرتی ہے۔ ویسے ہی تھوڑا
علم اور تھوڑی طاقت والے جیو پر [illegible] تو جس
مادے سے پیدا ہوتے ہیں۔ وہ ختم [illegible] گا
کیونکہ چاہے کتنا ہی بڑا خزانہ ہو اس میں [illegible]
اور آمد نہیں۔ تو اس کا کبھی نہ کبھی دیوالہ نکل جانا
اسلئے یہی آئین صحیح ہے کہ مکتی میں جانا پھر وہاں سے
واپس آنا اور یہی اچھا ہے۔ کیا تھوڑی قید کی نسبت
عمر بھر کی قید یا پھانسی کو کوئی شخص اچھا سمجھتا ہے
اگر وہاں سے آنا نہ ہو تو عمر قید سے اتنا ہی فرق ہے
کہ وہاں مزدوری نہیں کرنی پڑتی۔ اور برہم میں سے
(تحلیل) ہونا تو سمندر میں ڈوب مرنا ہے۔ یہ ہے
سوال نمبر ۲۴ سملاس ۹ کا جواب۔ میں امید کرتا ہوں
کہ کوئی مہاشے جی مطلع فرماوینگے۔ کہ یہ جواب کس
وید منتر سے ترجمہ کر کے دیا گیا ہے۔

یہ امر بھی اس لیے دریافت کیا گیا ہے کہ روح
مادہ کے انادی ہونے کا تعلق اس سوال وجواب سے
پورے طور پر پایا جاتا ہے۔ اور گمان غالب بلکہ یقین
ہو جاتا ہے۔ کہ روح اور مادہ کی انادیت کے
متعلق کوئی ذکر بھی وید مقدس میں نہیں ہے۔ یعنی
کوئی دعوے اس کے متعلق وید مقدس میں سے مل
سکتا ہے۔ اور نہ کوئی دلیل مل سکتی ہے۔

المشتہر۔ بدر الدین از قادیان

[illegible]

[illegible] حسن [illegible] مرشد کا رُشد

(نمبر ۲)

(مولوی غلام [illegible] صاحب مولوی عالم قادیان)

[illegible] خاتمیت کی [illegible] وارد دیئے ہوئے فرماتے ہیں [illegible] نے مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔ اس سے اور [illegible] دعوے کی تائید ہوتی ہے۔ پس اسکے میں [illegible] کی تفسیر کروں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ [illegible] اقوال آپ لوگوں کی خدمت میں [illegible]۔ چنانچہ وہ اس کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کے بعد اس کا ثبوت پیدا ہو رہا ہے اور ہزاروں سینکڑوں مدعی نبوت پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں" اسجگہ مولوی صاحب نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ہزاروں ہونگے لیکن حدیث کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ تیس ہونگے۔ معلوم نہیں کہ مولوی صاحب نے کہاں سے نکالا کہ ہزاروں ہونگے۔ یہ بذات خود دعوے ہے۔ اس کو ثابت کرنا ان کے ذمہ ہے۔ ہزاروں کی طرف صرف ایک سو مدعیوں کی فہرست دیں۔ جو کہ اسلام میں مدعی نبوت ہوئے ہوں۔

اب میں ناظرین کی دلچسپی مد نظر رکھتے ہوئے اس حدیث کی تفسیر کرتا ہوں۔ حدیث میں پہلا لفظ سیکون ہے۔ س نحوی قاعدے کے لحاظ سے صرف مضارع کے ساتھ مختص ہے۔ اور یہ زمانہ حال سے مضارع کو استقبال قریب کے معنوں میں کرتا ہے۔ جیسا کہ شرح [illegible] میں ہے۔ "من خواصہ دخول السین وسوف [illegible] الاول علی الاستقبال القریب [illegible] الاستقبال البعید۔ یعنی فعل کی [illegible] سین اور سوف کا اس پر داخل ہوتا ہے [illegible] استقبال قریب اور دوسرا استقبال [illegible] یا استقبال

قریب کے لئے ہوتا ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ فسیکفیکھم اللہ۔ اسجگہ یہ قرینہ موجود ہے وہ یہ کہ اگر وہ ایمان لائے تو ہدایت یافتہ ہوگئے۔ اگر پھر گئے تو وہ بدبختی میں ہیں۔ یعنی ایمان لانے کی حالت میں تو وہ پھر آپ کے بھائی ہوئے اس حالت میں تو دکھ نہیں پہنچا سکتے۔ اور اگر ایمان نہ لاتے تو ان کی جانب سے دکھ پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ چنانچہ جسوقت وہ دکھ دینگے اسوقت عنقریب خدا تیرا کفیل ہوگا۔ گویا استقبال قریب لاکر یہ بتایا کہ وہ بدبختی اور دکھ دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ دوسری جگہ سیقول السفھاء ما ولّٰھم عن قبلتھم۔ اس جگہ بھی قریب کے لئے آیا ہے یعنے ایک قبلہ سے دوسرے قبلہ کے پھرنے کے وقت وہ کہیں گے کہ ان کو کس نے پھیر دیا۔ تو پہلے ہی خبر دی کہ عنقریب یہ حکم صادر ہونیوالا ہے۔ تب یہ بھی اعتراض کرینگے۔ تیسری جگہ فرمایا والمؤمنون باللہ والیوم الاٰخر اولٰئک سنؤتیھم اجراً عظیماً۔ اس طرح کی ہزاروں مثالیں مل سکتی ہیں پھر عربی شعراء کے قصیدوں میں بھی ایسے ہی معنے معلوم ہوتے ہیں۔ فانی [illegible] + [illegible] اذا ما۔ قریب کے لئے استعمال ہوا ہے۔ تبریزی ابی ابن حمام کہتا ہے۔ [illegible] ان کنت [illegible] وتقتل ان زلت [illegible] العذبان پھر دیوان علی ابن ابی طالب میں فرمایا ہے۔ [illegible] بالکتب والطعن [illegible] + [illegible] العلم الذی المھذب۔ پس مذکورہ بالا شعروں سے واضح ہوگیا کہ سین اکثر اوقات استقبال قریب کے لئے آتا ہے اب میں لفظ بعدی کی تشریح کے بعد حدیث شریف کے معنے کروں گا۔ تاج العروس جلد دوسری میں بعد کی یوں تشریح کی ہے۔ ھو زمان متراخی عن زمان السابق فان قرب قیل بعیدۃ بالتصغیر جاء زید بعد عمرو ای متراخیا زمانہ یعنی یہ کہ بعد کے بعد آنیوالا زمانہ پہلے زمانے سے بہت فاصلہ یعنی دیر کے بعد آتا ہے۔ اگر زمانہ قریب میں ہو تو تصغیر کرلو اور اگر زمانہ لمبا ہو۔ تو بعد استعمال کرتے ہیں۔ جیسے کہ زید عمر کے بعد آیا۔ یعنے ایک

لمبے عرصے کے بعد آیا۔ اسی طرح اگر کسی کی نفی کرنی مقصود ہو تو وہ ایک لمبے عرصے تک ہی رہیگی۔

اب میں اصل مضمون یعنی حدیث کی طرف متوجہ ہوں۔ نبی کریم فرماتے ہیں۔ "عنقریب میری امت میں تیس جھوٹے نبی ہونگے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔" اس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم کا سیکون کا لفظ بولنا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم کے بعد معاً ہی ایسے نبیوں کا سلسلہ شروع ہوجائیگا۔ جیسا کہ مسیلمہ کذاب نے معاً دعویٰ نبوت کیا۔

دوسرے اگر سین کو تاکید یا استمرار کے لئے لیا جاوے۔ تو بھی اس کے معنے صاف ہیں کہ میری امت سے میرے تھوڑے عرصے بعد ضروری ہے کہ جھوٹے نبیوں کا سلسلہ پیدا ہو۔ جو کہ یکے بعد دیگرے ہونگے۔ لیکن چونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میری مہر کے بغیر نبی نہیں آسکتا اس لئے وہ تیسوں ہی جھوٹے ہونگے۔ دوسری دلیل اس بات کی یہ ہے کہ میرے بعد معاً کسی ایسے نبی کی ضرورت نہیں ہوگی جو کہ دوبارہ آکر دین اسلام کو زندہ کرے۔ پس وہ نبی جو دعوے کرینگے۔ وہ میرے بعد معاً کرنا شروع کردینگے اسلئے وہ جھوٹے ہونگے۔ اب اس جگہ یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ میرے بعد حقیقی نبی معاً نہیں ہوگا۔ کہاں سے نکالا تو اسکا جواب صاف ہے۔ وہ یہ کہ لا نبی بعدی یہ بتاتا ہے کہ میرے بعد معاً حقیقی نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ آپ کی تعلیم ایسی پختہ ہے کہ دیگر نبیوں کی طرح جھٹ پٹ آپکی امت تو ضلالت میں نہیں گرے گی۔ بلکہ یہ ایسی فضیلت والی ہوگی کہ ایک مدت دراز تک اس کو نبی کی ضرورت نہیں بلکہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا کام دیتے رہینگے۔ پس جب یہ بات نہیں رہیگی۔ اور امت میں سے ایسے لوگ ہونگے جو کہ مشرکوں کے مشابہ ہو جائینگے۔ اسوقت واقعی ایک نبی کی ضرورت ہوگی۔ جو کہ آپ کی خاتم النبوت سے مختوم ہو کر ایک لمبے عرصے کے بعد آئیگا۔ اب یہاں پر یہ شبہ ہوتا ہے۔ کہ آیا آنیوالے نبی نئی شریعت لائینگے یا اسی پر عمل کرنیوالے ہونگے تو اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ افضل الرسل کے بعد کوئی جدید شریعت والا نبی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تکمیل دین تو ہو چکی جیسا کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی

باہتمام [illegible] عبدالرحمٰن صاحب [illegible] پرنٹر ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر ایم قاسم علی پبلشر نے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان یوم پنجشنبہ ۶ جون ۱۹۱۸ء

کیا وید الہامی ہیں؟

(نمبر ۱)

ماسٹر فضل حسین صاحب اس سلسلہ میں ایک ضخیم مضمون لکھنے کا ارادہ رکھتے ہیں جو امید ہے ہمارے ناظرین کرام نہایت دلچسپی سے پڑھینگے اور ان کے معلومات میں کافی اضافہ ہوگا۔ (ایڈیٹر)

آریہ سماج کا دعویٰ کہ "وید ایشوری گیان" ہے۔ کیا حقیقتاً یہ دعویٰ دعویٰ ہے یا کسی واقفیت پر مبنی ہے۔ آج ہم اس دعوے کو جو ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ آریہ سماج کا یہ دعوے اپنے اندر کس قدر صداقت رکھے ہوئے ہے۔ اور اس دعویٰ کے اثبات میں کیا کیا دلائل مہیا کئے گئے ہیں۔

قبل اسکے کہ ہم ان دلائل کی طرف اپنی توجہ کو منعطف کریں اول یہ دیکھنا ضروری ہے کہ:-

(۱) ویدوں کی صحیح تعداد کتنی ہے۔ تین ہیں یا چار؟

(۲) وید کس پر نازل ہوئے ہیں۔

(۳) ویدوں کے نزول کا زمانہ کونسا ہے۔

(۴) وید ہی صرف الہامی ہیں یا براہمن بھاگ بھی۔ آریہ سماج ویدوں کی تعداد چار بتلاتا ہے یعنی رگ۔ یجر۔ سام۔ اتھرو۔

محققین وید کا دعویٰ ہے کہ وید تین ہیں۔ چوتھا [illegible]
میں [illegible]

[illegible]

ہوتا بتلاتے ہیں۔ مگر سناتن دھرم والوں کا دعویٰ ہے کہ وید برہما پر نازل ہوئے جیسا کہ وہ منو سمرتی کا ایک شلوک اپنے دعوے کے اثبات میں پیش کرتے ہیں۔ اور یہ کتاب آریوں کے نزدیک مسلم اور مستند ہے ملاحظہ ہو:-

منوسمرتی ادھیائے ۱ شلوک ۱۱۔ مترجمہ پنڈت درشنانند آریہ سماجی۔

"جو پرماتما سب کا باعث (علت) پوشیدہ ہمیشہ قائم و فاعل مطلق ہے۔ اس نے جس شخص کو دنیا میں سب سے پہلے ویدوں کا جاننے والا پیدا کیا۔ اسی کو سب لوگ برہما کہتے ہیں"

برخلاف اسکے آریہ سماجی کوئی وید منتر ایسا نہیں دکھلاتے جسمیں چار ایسے رشیوں کا نام مرقوم ہو۔ اور صاف طور پر لکھا ہو کہ ان چاروں پر وید نازل ہوئے۔

اسی طرح چار وید ثابت نہیں ہوتے۔ بلکہ تین ویدوں سے تین کا ہی نام معلوم ہوتا ہے۔ چوتھے اتھرو نامی کا کہیں پتہ و نشان نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تینوں ویدوں کے بہت بعد تصنیف کیا گیا ہے۔

قبل اسکے کہ آریہ صاحبان ویدوں کے "ایشوری گیان" ہونے کے دلائل پیش کریں۔ ان کو ویدوں کی تعداد کی تعیین ویدوں سے ہی کرکے دکھلانی چاہیئے۔

اور ملہمین کی تعیین ویدوں سے دکھلائیں۔ اور پھر براہمن بھاگ کے متعلق بھی جو سناتن دھرم کا عقیدہ ہے اسپر روشنی ڈالیں۔ براہمن بھاگ کے الہامی ہونے کے متعلق جو سناتنی دلائل پیش کرتے ہیں ان کی تردید کریں۔ پھر اگر ویدوں میں انکی وادی جو کا نام ہو۔ تو بھی ضرور بتلائیں کہ فلاں [illegible]
[illegible]

سے تینوں کا [illegible] اور منتر [illegible] کے حوالہ کا بھی تردید ہرگز نہیں [illegible]

جہاں تک ہم [illegible] رگ۔ یجر۔ سام تینوں کا ہی ذکر ویدوں میں موجود ہے۔ چوتھے اتھرو نامی کا کہیں نشان ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔ ویدوں کے متعلق یہ ایک ہی زبردست سوال ہے جو اٹھایا جاتا ہے کہ وید تین ہیں یا چار۔ اگر [illegible] چوتھے کا نام ان تینوں سے دکھلاؤ۔ مگر آج تک [illegible] آریہ سماج کا بانی نہ آریہ سماجی کوئی بھی اس سوال کا آج تک جواب نہیں دے سکا۔

ہاں پنڈت دیانند جی نے دو ایک [illegible] ستیارتھ و بھومکا میں نقل کئے ہیں۔ جن سے وہ بر [illegible] اتھرو وید کا نام نکالتے ہیں۔ حالانکہ ان پیش کردہ منتروں میں کہیں اتھرو کا نام صریح طور پر نہیں ملتا۔ ہم قارئین کرام کی خاطر ان پیش کردہ منتروں کو مع ان کے ترجمہ کے جو سوامی جی نے کیا ہے۔ نقل کر دیتے ہیں۔ ناظرین خود صحیح نتیجہ پر پہنچ جائینگے۔ اور دیکھ لینگے کہ اس مشکل سوال کا کس طرح حل کیا جاتا ہے۔ اور کیسے یہ بھی ناکامی کا شکار ہوتے ہیں۔

پہلا منتر:- یجروید ادھیائے ۳۴ منتر ۵

"اے علیم برتر پرمیشور۔ آپ کی مہربانی سے جس میرے من میں۔ رگوید۔ یجروید۔ سام وید اور نیز اتھرو وید اسطرح قائم ہوتے ہیں جیسے گاڑی کی ناف میں آرے لگے رہتے ہیں [illegible]

منقول [illegible]

مگر اصل منتر [illegible] کو دیکھا جائے [illegible] بھی نام نہیں۔ مگر ترجمہ میں محض [illegible] کا نام داخل کیا گیا [illegible]

[illegible]

معزز ناظرین! دیکھئے یہاں پر ترجمہ سوامی جی کر رہے ہیں۔ اس میں [illegible] کا نام و نشان نہیں ملتا۔ حالانکہ اس منتر [illegible] ایک وہ دوسرے کے بعد بھی چھند کا نام [illegible]۔

اس سے [illegible] یہ امر بخوبی ہویدا ہو گیا ہو گا۔ کہ [illegible] اپنا مطلب سدھ کرنے کے لئے [illegible] منتروں کے الٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں۔

چھند [illegible] کے نام کو ثابت کرنے کے لئے ایک اور منتر [illegible] پیش کرتے ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ کیجئے [illegible] حافظہ جی کی داد دیجئے۔ ملاحظہ ہو [illegible] یجروید کا منترہ

یہاں یجروید ادھیائے ۳۱ منتر ۷ کا ترجمہ کرتے ہیں۔

"اس یگیہ یعنی ست مطلق عین علم اور عین راحت وغیرہ صفات سے موصوف ہمہ کل پوجنے کے قابل [illegible] سے جو سرب ہت اور قادر مطلق پرمیشور ہے رگ وید۔ یجر وید۔ سام وید اور چھند یعنی اتھرو وید چاروں ظاہر ہوئے"

اس ترجمہ کے اصل منتر کو دیکھا جائے تو وہاں لفظ چھند کی بجائے چھندس ہے۔ اور اتھرو صاحب بھی وہاں مفقود الخبر ہیں۔

یہاں صرف سوامی جی نے اپنا مطلب نکالنے کو اس کا نام گھڑ لیا ہے۔

افسوس کہ سوامی جی مہاراج اسوقت دنیا میں موجود نہیں ہیں۔ ورنہ ہم ان کی خدمت میں عرض کرتے کہ مہاراج اب وہ زمانہ نہیں کہ آپ لوگ اپنا مطلب سدھ کرنے کے لئے جو چاہتے ترجمہ کرتے۔ اور عام پبلک آپ کی ان کارروائیوں سے بے خبر رہتی۔

اس منتر میں لفظ چھندس آیا ہے جو کہ جمع کا صیغہ [illegible] واحد کے معنے دینا چھندس [illegible] ہرگز نہیں ہو [illegible] سوامی جی کو [illegible] پرکھو۔

اس کے بعد [illegible] آچاریہ کی تصنیف متعلقہ علم عروض پڑھیں جس سے ویدک (متعلق وید) اور لوکک (دنیاوی) چھندوں یعنی نظم کا علم سنتے اشعار بنانے کا طریق بھی جیسا کہ چاہیئے سیکھیں"

یہاں سوامی جی نے لفظ چھندس کے معنی بحور کئے ہیں۔ اتھر وید چھندس کے معنوں میں آ ہی نہیں سکتا۔ اگر آ سکتا تو کسی لغات میں ہوتا۔ مگر ہرگز نہیں۔

اب ہم اس وید منتر کا لفظی ترجمہ جو بابو [illegible] سنگھ مترجم بھاشیہ بھومکا نے اسی منتر کے حاشیہ میں کیا ہے۔ نقل کئے دیتے ہیں۔

"وہ لکھتے ہیں اس منتر کا لفظی ترجمہ کیا جائے تو اسطرح ہوتا ہے کہ اس سرو ہت یگیہ سے رگ اور سام پیدا ہوئے۔ اس سے چھند (سام) پیدا ہوئے۔ یجر بھی اسی سے ظاہر ہوا"

معزز ناظرین! اب جبکہ لفظی ترجمہ خود کر لیا ہے۔ وہ بھی جان گیا ہو گا کہ سوامی جی نے یہاں مغالطہ دیا ہے۔ اب یہاں کوئی آریہ کہدے کہ "چھندس" کا لفظ کیوں آیا ہے۔ اس سے اتھر وید ہی مراد ہو گا۔ یہ بات بالکل غلط ہے ہم بتلاتے ہیں کہ کیوں آیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ سام وید منظوم ہے اور اسی سے علم عروض اخذ کیا گیا ہے۔ اور چھند کوئی علیحدہ وید نہیں ہے۔ جیسا کہ سوامی جی نے اتھر وید ہی بنا لیا۔ ہمارے اس قول کی تائید سوامی جی بھی کرنے پر مجبور ہیں۔ ملاحظہ ہو ستیارتھ صفحہ ۹۲

"درست ہے مقدم سام وید کو باجہ اور سازکے ساتھ گانا سیکھنا چاہیئے"

سام وید منظوم ہے اس لئے یہاں سوامی جی ہدایت دیتے ہیں کہ اس کو باجہ وغیرہ کے ساتھ گانا چاہیئے۔

پس اس تحقیقات کے بعد ثابت ہو گیا کہ ان دو منتروں میں (جو اوپر گذر چکے ہیں) کہیں بھی اتھرو کا نام نہیں۔ اور چھند کے معنے علم عروض کے بحور کے ہیں۔

اب ہم اس مضمون کے دوسرے نمبر میں لیکھرام کے پیش کردہ منتروں کو نقل کر کے ان کی حقیقت کو طشت از بام کر کے دکھلائینگے۔ اس کے بعد آریہ صاحبان جو ویدوں کے الہامی ہونے کے متعلق معیار پیش کیا کرتے ہیں ان کی بھی حقیقت کو آشکارا کیا جائے گا۔ (باقی آئندہ)

آریہ گزٹ کی شر انگیزی

ہمارے تعلیم الاسلام ہائی سکول کے خلاف

۲۰ مئی کے آریہ گزٹ میں نہایت ناحق کوشی و ناراستی سے کام لیتے ہوئے ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے تعلیمی کورس متعلقہ دینیات پر افترا پردازانہ طریق سے غلط فہمی پھیلانے کی ناجائز کوشش کی گئی ہے۔ حالانکہ اس کی کچھ بھی اصلیت نہیں۔ ایڈیٹر صاحب آریہ گزٹ نے درثمین (جو حضرت اقدس مسیح موعود کی کسی تصنیف کا نام نہیں۔ بلکہ ان کی مختلف اوقات و حالات کے ماتحت کہی ہوئی نظموں کا مجموعہ آپ کے کسی مرید کا مرتب کردہ ہے) کے چند اشعار متعلق آریہ مذہب کوٹ کر کے لکھا ہے۔ کہ یہ اس کتاب کے اشعار ہیں۔ جو اس سکول میں لڑکوں کو پڑھائی جاتی ہے۔ اور حد درجہ اشتعال انگیز ہے۔ کیا ایسی کتاب سکولوں میں پڑھانے کے قابل ہے۔ اور قادیان کے ہندو کیوں اپنے بچوں کو اس قسم کے گندے اشعار پڑھاتے ہیں . . . . کیا وہ ایک سکول کا انتظام نہیں کر سکتے۔

یہ ساری شر انگیز تحریر بدنیتی سے لکھی گئی ہے۔ وہ ایک بات سے ظاہر ہے کہ

درثمین قطعاً ہائی سکول میں نہیں پڑھائی جاتی

اور نہ کبھی ہندو لڑکوں کو دینیات پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے البتہ مدرسہ کے ڈسپلن کے خیال سے وہ دینیات کی گھنٹی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۰ جون سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۳-۲۴

سلسلہ کی خبریں

(۱۶ جون تک)

آج ۱۶ جون سنہ ۱۹۱۸ء کو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ وحضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا مع تمام متعلقین و صاحبزادگان بمبئی سے بخیریت دارالامان تشریف لے آئے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت اچھی ہے۔ اور حضرت ام المومنین بھی خدا کے فضل سے صحتیاب ہیں اور تھوڑا اضمحلال ہو رہا ہے۔

پندرہ روزہ ماہ رمضان میں فاروق پندرہ روزہ کے طور پر نکلے گا۔ چنانچہ اسی لئے ۲۳ و ۲۴ نمبر ۲۰ جون کو شائع کیا جاتا ہے۔ ۱۳ جون کا اسی میں شامل ہے۔ اس کے بعد ۴ جولائی کو پرچہ نکلے گا۔

(مینیجر)

تبلیغ رسالت طیار ہو گئی

جہاں مثل زلیخا مشتری تھا جن مضامین کا
تماشا ہے وہ یوسف بن کے خود بازار میں آئے

خدائے قادر وکریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس نے اپنے فضل و رحم سے مجھے یہ دن دکھایا کہ جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوۃ والسلام کے نایاب و گمشدہ جواہرات یعنے مجموعہ اشتہارات کی جلد اول مکمل و مرتب ہو کر آج تیار ہو گئی یہ مجموعہ جس محنت اور کوشش سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کا پتہ احباب کو جلد اول سے ہی لگ جائے گا اب انشاء اللہ اس کے بعد بقایا نو جلدیں یکے بعد دیگرے پے در پے شایع ہونگی۔ کیونکہ اس دُرِ بے بہا کی چھپائی کے واسطے محض خدا تعالےٰ کے فضل سے اپنا پریس بھی جاری کر لیا ہے۔ اور چھپائی کی تمام دقتیں اب رفع ہو گئی ہیں۔ اور امید قوی ہے۔ کہ خدا چاہے تو ہر ماہ میں ایک جلد طیار ہو کر شایع ہوتی رہیگی۔

پہلی جلد وی پی ہوگی جن احباب نے اس کامل مجموعہ کی خریداری منظور فرما کر کل مجموعہ کی قیمت پیشگی عطا فرمائی ہے۔ ان سب کے نام صرف محصولڈاک کا وی پی اور جن احباب نے صرف ایک ایک روپیہ قیمت پیشگی دی ہے۔ ان کے نام ہر ایک جلد مجموعہ کی وی پی ارسال ہوا کریگی۔ اور آخری دسویں جلد ان کو بلا قیمت روانہ کی جائیگی۔ یہ اس لئے کیا گیا ہے۔ کہ تا دوسری بقیہ جلدوں کے لئے وغیرہ کے اخبارات میں دوبارہ دوستوں کو تکلیف نہ دی جائے کہ وہ پیشگی قیمت عطا کریں۔ یہی ایک ایک روپیہ پیشگی ان کا آخری جلد تک جمع رہیگا۔ اور نو جلدیں ان کو وی پی کر کے ارسال ہوتی رہینگی۔ [illegible]

پیشگی ہیں آخری جلد جو دسویں ہوگی۔ بلاقیمت بھیجی جائیگی۔ لہذا یہ عام اطلاع دیجاتی ہے کہ جن جن دوستوں نے ایک ایک روپیہ پیشگی بھیجا ہوا ہے۔ ان کے نام جلد اول ۳ر کا وی پی بمعہ محصولڈاک ہوکر بھیجی جاتی ہے۔ وہ بلا درنگ وصول فرماکر دیگر حصوں کی اشاعت کا ثواب حاصل کریں۔ اور جن کی سالم مجموعہ کی قیمت آچکی ہے۔ ان کے نام صرف ۳ر کا وی پی کئے گا۔ جو محض محصولڈاک کا ہوگا۔ یہ وی پی محصولڈاک کی [illegible] کیلئے کیا جائیگا تاکہ کتاب ضائع نہ ہوجائے۔ اور آپ کو پہنچ جائے۔ جنہوں نے کوئی قیمت پیشگی ارسال نہیں کی۔ ان کو ایک روپیہ سات آنہ میں معہ محصولڈاک ہر ایک جلد ملیگی۔ گویہ پیشگی قیمت دینے والے احباب خواہ سالم قیمت دے چکے ہیں۔ خواہ صرف ایک ایک روپیہ ان کو عہ میں۔ اور جو جدید خریدار ہوں۔ جن کی کوئی قیمت پیشگی نہیں آئی۔ ان کو عہ علاوہ محصولڈاک میں ہر ایک جلد ملیگی۔ ۳ر صرف وی پی وغیرہ محصولڈاک ہے۔ جو ہر ایک خریدار کو دینا ہے۔ اب جلد اول اگلے ہفتہ سے اس طریق بالا کے مطابق دفتر ہذا سے روانہ ہونی شروع ہوجائے گی احباب وصولی وی پی کے لئے تیار رہیں۔ اور جن بعض دوستوں نے صرف درخواست خریداری بھیجی ہے۔ اور کوئی قیمت پیشگی نہیں ارسال کی۔ ان کے نام عہ کا معہ محصولڈاک وی پی ہوگا۔ جلد اول بڑی ۲۰×۲۶ یعنے ۱۰ جزو کی حسب وعدہ طبع ہوئی ہے دوسری جلد زیر طبع ہے۔ جو انشاء اللہ ماہ جولائی میں شائع ہوجائے گی۔ خدا کا شکر ہے کہ اس ماہ مبارک رمضان شریف میں جلد اول تکمیل ہوکر شائع ہوئی ہے۔ والسلام

کار ثواب

احباب ماہ رمضان المبارک میں چند نادار احمدی برادران کے نام فاروق جاری کراکر ثواب حاصل کریں۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

ولایتی خبروں سے پایا جاتا ہے کہ سابق زار روس اور اس کا خاندان اب تک ٹوباسک واقعہ سائبیریا میں زندگی کے دن تکلیف سے کاٹ رہا ہے۔ سابق ولیعہد کی صحت پہلے ہی [illegible] تھی۔ اب سوئی خرابیوں سے اور بھی [illegible] ہوگئی ہے۔ ان کا جولی مکان سردیوں میں اسقدر سرد ہوجاتا ہے کہ زار کے خاندان کو تمام کو نوکروں کے کمرے میں پناہ گزین ہونا پڑتا ہے۔ دھواں دینے والا مٹی کا تیل لیمپ میں ملتا ہے۔ زار روس کے خاندان کو عام حمام میں جانا پڑتا ہے۔ شہزادیوں کا لباس پرانا اور پھٹا ہوا ہے۔ مگر وہ اسی کو پہنکر باہر نکلتی ہیں۔ ان کے پاس جواہرات باقی نہیں۔ خط و کتابت پر سخت نگرانی رکھی جاتی ہے۔ محافظ گارد کے سپاہیوں میں اور بھی اضافہ ہوا ہے۔ خود نکولس دل بدن زیادہ افسردہ اور خاموش ہوتا جاتا ہے۔ معلوم نہیں ابھی اس برگشتہ بخت انسان کی قسمت میں کیا کیا لکھا ہے مسیح موعود کا نشان کس صفائی سے پورا ہوا۔

سپین میں ایک پراسرار بیماری پھیلگئی

خبر ہے کہ انددنوں سپین میں ایک عجیب قسم کی پراسرار بیماری پھیل رہی ہے۔ جسمیں خود بادشاہ اور کا وزیراعظم اور ۳۰ فیصدی لوگ مبتلا ہیں۔ اس بیماری کی علامات یہ ہیں۔ تیز بخار۔ چھاتی میں درد اور اسہال۔ ابھی تک اس بیماری نے کوئی خوفناک صورت اختیار نہیں کی۔ تاہم اس کی نسبت اندیشہ ضرور لگا ہوا ہے ڈاکٹر مشورہ دیتے ہیں کہ مریض کو کھلی ہوا میں رہنا چاہئے۔ بیماری کی شدت کا یہ حال ہے کہ بہت سے تھیٹر بند کردینے پڑے ہیں۔ اور شہر کی کئی ٹرامگاڑیاں بند ہیں۔

پیغام صاحب غور فرماویں

قاضی عبداللہ صاحب بی اے بی ٹی از لندن

اخبار پیغام صلح ایڈیٹر صاحب پیغام شاکی ہوئے ہیں کہ ہم خواجہ صاحب اور ان کے مشن کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ "[illegible] ایں ہمہ آوردہ تست"۔ مجھے لنڈن آئے ہوئے آج اڑھائی سال گذرتے ہیں۔ اس سے قبل آپ نے [illegible] صاحب کا ظالمانہ مضمون چھاپا اور اسی پر بس نہ کی [illegible] چڑھائے۔ کیا آپ ثابت کرسکتے ہیں کہ ہماری طرف سے کوئی مضمون خواجہ صاحب کے متعلق یہاں سے بھیجا گیا تھا۔ پھر اس کے بعد آپ کی طرف سے مخالف مضامین کا سلسلہ برابر جاری ہے ہم باوجود اس کے بہت صبر اور چشم پوشی سے کام لے رہے ہیں۔ اور خواجہ صاحب کے ڈھول کا پول جس قدر ہم کو معلوم ہے اس کی ساری کیفیت تا حال پردہ میں ہے۔ اب بھی آپ اپنی زیادتیوں سے باز آجاویں تو ہمیں اس سے کچھ غرض نہیں کہ خواجہ صاحب کیا کر رہے ہیں۔ اور کیا نہیں کر رہے۔ وہ جانیں اور ان کا کام۔ ہمارے پاس اپنا کام بہت ہے۔ اور اس سے فرصت کم۔

بے حیائی کی بلا دور

پیغامیوں کی عجیب دو رخی چال ہے۔ جب عام مسلمانوں سے چندہ لینے کی غرض ہوتی ہے۔ تو فرماتے ہیں۔ دیکھو ہمارا اسلامی مشن لنڈن میں احمدیت کا نام بھی نہیں لیتا۔ صرف تمہارا مذہب اسلام پھیلا رہا ہے۔ بابا اسکے واسطے کچھ پیسے دے جاؤ۔ اور جب یہ سوال ہوتا ہے کہ تم احمدی قوم کے نمائندے نہیں تو جھٹ اخباروں کو نوٹس جاتا ہے۔ کہ دیکھو ہمارا مشن لنڈن میں قائم ہے۔ اور لاہور میں مدرسہ موجود ہے اسواسطے احمدیوں کے ہم ہی نمائندے ہیں۔ سوال از آسمان جواب از ریسمان۔ جس مشن اور جس مدرسہ میں احمدیت کا نام بھی سم قاتل ہے۔ اسکو احمدیت کی کارگذاری قرار دینا اور پھر اس کی بنا پر احمدیوں کا نمائندہ بن بیٹھنا عجیب دلا[illegible]

بتائیے۔ اب میں آپ کی توجہ اس حدیث نبوی کی طرف
منعطف کرنی چاہتا ہوں۔ کم من صائم لیس له
من صیامه الا الظماء۔ یعنے کتنے ہی روزہ دار
ایسے ہیں کہ [illegible] سے سوائے پیاس کے انہیں
کچھ حاصل نہیں۔ معاذ اللہ۔ خدا نہ کرے کہ آپ
ایسے لوگوں میں محسوب ہوں۔ حق یہ ہے کہ روزے
سے مراد صرف بھوک پیاس سے رکنا نہیں۔ بلکہ یہ تو
سبق سکھایا جاتا ہے۔ حرام سے رکنے اور حلال کو
اللہ تعالےٰ کی مرضیات میں خرچ کرنے کا ملکہ اپنی ہر
حرکت سکون قول و فعل خدا کے منشاء کے ماتحت
کرکے فرمانبردارانہ زندگی بسر کرنے کا۔ اسلئے ان احادیث
کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ من لم یدع قول الزور
والعمل به فلیس لله حاجة ان یدع طعامه
وشرابه (رواہ البخاری مشکوٰۃ) جو جھوٹ بولنا اور
اس پر عمل نہیں چھوڑتا۔ تو یہ سمجھے۔ کہ اللہ کو اس بات
کی ضرورت نہیں۔ کہ کوئی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔ روزے
رکھنے سے مقصود تو متقی بننا ہے۔ جب یہ تقوےٰ
نہیں۔ تو پھر روزے سے اس نے کیا فائدہ حاصل
کیا۔ ایسا ہی فرمایا۔ لیس الصیام من الطعام
والشراب وحده لکن من الکذب والباطل واللغو
والحلف۔ روزہ یہی نہیں کہ کھانے پینے سے آدمی
رک جائے۔ بلکہ اسکے ساتھ جھوٹ بولنے حلف خلاف
حق امور اور لغو کاموں اور جھوٹی قسموں سے باز رہنا
چاہیئے۔ پھر ارشاد ہوتا ہے۔ الصیام جنة فلا
یرفث ولا یجهل فان امرء قاتله او شاتمه فلیقل
انی صائم مرتین (مشکوٰۃ) روزے ڈھال ہیں
پس روزہ دار فحش بکے نہ جھگڑا کرے۔ اگر کوئی
اس سے لڑے گالی دے تو اسے کہدے بھئی
میں روزے سے ہوں۔ آپ مجھے معاف فرمایئے
حضار یہ مضمون لکھ کر میں اپنے احمدی دوستوں کو
مخاطب کرتا ہوں۔ پیارے بھائیو! تم خدا
کے فضل سے احمد رسول اللہ کے زیر تربیت تعلیم
پاتے ہو۔ تم اس مدرسہ کے ابتدائی طالب علم
نہیں [illegible] مطالبہ تم سے بعض ابتدائی باتوں پر
ہو۔ جیسے تمہارا اللہ پر ایمان۔ ملائکہ پر ایمان۔ کتب الٰہیہ
پر ایمان۔ یوم الآخرۃ پر ایمان۔ تمام مدعیان اسلام پر
ایک جداگانہ شان رکھتا ہے۔ اور تم عرفان و ایقان
و احسان کے اعلےٰ مراتب پر پہنچ چکے ہو۔ اور جیسے
تمہاری نمازیں نہ صرف جسمانی اعتبار سے بلکہ روحانی
اعتبار سے اپنے اندر ایک خاص امتیاز رکھتی ہیں
جیسے تمہارے اخلاق تمہارے عادات تمہارے
معاملات ایک نمایاں نمونہ ہونے کے سبب مشہور بین الناس
ہیں۔ ایسے ہی تمہارے روزے بھی معمولی عوام کے
روزے نہیں ہونے چاہئیں۔ یعنے صرف اسی حد
تک نہیں کہ دیگر مدعیان اسلام کی طرح ہم بھی دن بھر نہ
کھائیں۔ بلکہ اس جسم میں روح بھی ہونی چاہیئے
جس سے پرواز کرکے خدا کی جناب میں تقرب تک
پہنچ جائیں۔ اور ہم ایک عالم کو دکھا دیں کہ ہمارے
روزے اپنے اندر ایک روحانیت رکھتے ہیں۔ جو کوئی
معترض اسلام کے احکام کے خلاف زبان اعتراض
کھول سکے ہمارا طرز عمل اس کا بین جواب ہو۔
ہر روز روزہ کھولنے کے بعد ہم اپنے نفوس کا محاسبہ
کریں۔ کہ ہم نے کس کس بدی کو چھوڑا۔ اور کس کس نیکی کو
اختیار کرنے کی طاقت پائی۔ حدیث میں ہے من
استوٰی یوماہ فھو مغبون ؎

جس کے دو دن ہوں برابر حال سے
اس میں کیا شک ہے کہ وہ مغبون ہے

مومن تو ہر لحظہ ہر گھڑی ظلمات سے نکل کر نور کی طرف آتا
ہے (اللہ ولی الذین امنوا یخرجھم من الظلمت
الی النور) توحید ہے۔ اگر ہم اس نورانی مہینے میں نور
کے ذریعے بھی ظلمات رسوم و رواج و ظلمات بدعات
و ظلمات عادات و ظلمات کسل سے باہر نہ نکلیں۔ سحری
کے وقت روٹی کھانے کے لئے تو ہماری جاگ کھل
جائے۔ اور ہم ہر روز باقاعدہ بیدار ہوں۔ احساس
جاگنے کے لئے ٹائم پیسوں کو الارم دیں۔ اپنے
عزیزوں و دوستوں کو تاکید کریں کہ ہمیں اٹھا دینا۔ اور
روحانی غذا (تہجد و قرآن مجید) کے لئے سال کے
دوسرے مہینوں میں ہم نہ اٹھ سکیں۔ افسوس ہے
ہماری حالت پر۔ رمضان کے دنوں میں تو تدارس قرآن
کے لئے وقت نکال لیں۔ اور ہمارے معمولی کاموں کا
کچھ حرج نہ ہو۔ اور سال کے دوسرے دنوں میں اس کا
مسابقہ کریں۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنے قلوب میں بھوک کے
وقت اس بات کا احساس پیدا کریں۔ کہ غریب مسکین لوگوں کو
بھوک سے کتنی تکلیف ہوتی ہے۔ جیسی ہمیں ان ایام
میں ہم بقدر اپنی طاقت کے ان کی خبرگیری کرتے رہیں۔
صدقہ دینے سے کبھی مال کم نہیں ہوتا۔ اگر صدق نیت
سے اخلاص کے ساتھ دیا جائے۔ تو مال اسی دنیا میں
بڑھتا ہے۔ اور اس کی زندہ مثالیں موجود ہیں ؎

زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلۂ رز را
چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور

(۳) ان ہی روزوں سے اپنے اندر مستقل طور پر مصیبت کے
وقت صبر و قناعت کا مادہ پیدا کرو۔ اور کسی نقصان مال و
جان یا جوع یا خوف و نقص ثمرات سے گھبرا نہ جاؤ۔ بلکہ صبر
سے ایک درجہ ترقی کرکے شکر و رضا بالقضاء کے مقام
پر پہنچ جاؤ (۴) نرمی اور بردباری اپنا شیوہ بناؤ
اور شب بیداری اور سحر خیزی کی ایسی عادت کرلو کہ قلیل
من اللیل ما یھجعون اور مستغفرین بالاسحار کی
مثالیں دیکھنے کے لئے اکناف عالم میں قرآن خواں کی
نظر تمہیں پر پڑے (۵) جب تم روزہ کھولنے
کے وقت بھوک و پیاس کی شدت کے بعد معمولی روٹی
اور پانی کو دیکھکر بے اختیار الحمد للہ الحمد للہ کہے جاتے ہو
اسی طرح روز ہر نعمت کے ملنے پر تم الحمد للہ کہو۔ اور
خدا کا شکر بجا لانا اپنا معمول بناؤ۔ کیونکہ ولئن شکرتم
لازیدنکم وارد نزول ہوچکا ہے (۶) جیسے رمضان
میں قرآن شریف پڑھنے سننے کا موقع نکالتے رہے ہو
کیا اچھا ہو کہ ہر مہینے میں تمہارا یہی دستور العمل رہے
الغرض تمہارے روزے عوام کے روزے نہ ہوں
بلکہ تمہارے روزے وہ روزے ہوں۔ جن کو امام غزالی
رحمۃ اللہ علیہ اخص الخواص کے روزے کہتے ہیں۔ جن
کے لئے چھ درجات ہیں۔ اول نظر کا نیچے رکھنا اور
جو باتیں بری اور مکروہ ہیں۔ ان کی طرف متوجہ نہ ہونا۔ بلکہ
ان چیزوں سے دل ہٹائے رکھنا جو خدا تعالےٰ کی یاد

سے غافل کردیں۔ جو خدا تعالیٰ کے خوف سے بد نظری سے بچے۔ اور ایسی چیزوں کو چھوڑ دے۔ تو وہ اپنے اندر ایک نور ایمان پائے گا۔ اور ایسی روحانی لذت اٹھائے گا۔ جو اس عارضی خوشی کے مقابل بہت بڑھ کر ہوگی۔

دوم۔ صوفیا کے نزدیک جھوٹ۔ غیبت۔ چغلی اور جھوٹی قسم اور شہوت کے ساتھ مجرد نظر کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پس زبان کو بے ہودہ جھوٹ غیبت چغلی فحش۔ ظلم جھگڑے گالی گلوچ اس کلام سے جو قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف ہو۔ اور کسی کی بات کاٹنے سے محفوظ رکھو۔ سکوت لازم کرو۔ اور حتی الوسع ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مشغول رہو۔ یہ آنکھوں اور زبان کا روزہ ہوا۔

سوم۔ کانوں کو بری باتوں کے سننے سے روکو۔ جن باتوں کا کہنا حرام ہے۔ ان کا سننا بھی منع ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سماعون للکذب اکالون للسحت۔ جھوٹ سننے والوں کو حرام خوروں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور مولویوں اور پیروں کو تہدید فرمایا ہے۔ کیوں نہ منع کیا۔ ان کو گناہ کی باتوں کے کہنے اور حرام کھانے سے لولا ینھٰھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون پ ۶ ع ۱۳ اور حدیث میں غیبت سننے والے کو غیبت کرنے والے کی مثل ٹھہرایا پس یہ کانوں کا روزہ ہے۔

چہارم۔ ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کو بری باتوں سے روکنا۔ اور شکم میں افطار کے وقت حلال طیب رزق ڈالنا۔ اس بارے میں بہت احتیاط کرو۔ کہ جب روزہ کھولو۔ تو نہایت پاک و مطہر کھانے سے کھولو۔ حتیٰ کہ وہ چیز یا ایسے مال سے کہ جس سے افطار کرو تو چوری یا کسی ناجائز ذریعہ سے کمایا گیا ہو۔ اپنے روزہ کو برباد کرنا ہے۔ اور اس کی مثال اس شخص کی ہے۔ جو بڑی محنت اور خرچ کے ساتھ اپنے رہنے کے لئے ایک محل بنائے۔ اور پھر اسے بغیر کسی وجہ کے منہدم کرادے۔ تمہارے ہاتھ بھی کسی ناجائز چیز کی طرف نہ بڑھیں تمہارے پاؤں کسی ایسی جگہ چل کر نہ جائیں۔ جو خدا کے نزدیک ممنوع ہے۔

پنجم۔ حلال بھی کھاؤ۔ تو اسراف سے بچو۔ جب روزہ جذبات نفس کو کم کرنے کے لئے ہے۔ تو بہت نازیبا بات ہے۔ اگر کھانے پینے میں اسقدر اہتمام و تکلف کیا جاوے۔ جو اپنی حالت سے بڑھ کر ہو۔ اور جو جسمانی قویٰ کو قائم و قوی رکھنے کی بجائے ان کو برباد کردے۔ روزہ رکھنے کا مقصد تو یہ ہے کہ قوت بہیمیت کم ہو۔ اور روحانیت بڑھے پس ایسی چیزوں کی کثرت جن سے قوائے شہوانیہ میں انگیخت ہو جائز نہیں۔ سکوت اور لینے درمیان تن پروری کو اختیار نہ کرو۔ بلکہ ایسا میانہ رکھو اس کا اثر تمہارے ظاہری قویٰ پر پایا جاوے۔ اور تم سبک سیر ہو کر ملاء اعلیٰ میں پہنچ جاؤ۔

ششم۔ افطار کے وقت جائز نہیں کہ کھانے پینے کی چیزوں میں محو ہو کر خدا کو بھول جاؤ۔ چاہیئے کہ تمہارے دل خوف و رجا سے بھرے رہیں۔ اور تمہیں فکر ہو کہ ہمارا روزہ منظور ہوا یا نہیں اور ہم صرف منہ باندھے اور نفسانی شہوات میں مشغول رہنا روحانیت کو ضائع کرتا ہے۔ جو بیہودہ کام سے ہمارے پیروی۔ اور اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کوئی وضو میں کسی عضو کو بجائے پانی سے دھونے کے تین بار مسح کردے۔ اور کہے شرط تو پوری کردی۔ حالانکہ اصل مقصود جو وضو کا تھا اس سے وہ کوسوں دور ہے۔ پھر صرف روزہ رکھنے پر اکتفا نہ کرو۔ بلکہ صدقہ و خیرات معمول سے زیادہ کرو۔ اور ہر نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر وکان اجود ما یکون فی رمضان (باب الاعتکاف) غرض تم روحانیت کے اعلیٰ مقامات تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہوئے آخری عشرہ میں اس حالت تک

اعتکاف

پہنچ جاؤ۔ کہ اپنے معمولی کاروبار اور تعلقات بھی ایک حد تک چھوڑ دو۔ سال میں دس دن کیا چیز ہیں۔ جہاں تین سو پچاس روز اپنے دنیا کے کاموں میں لگے رہتے ہو۔ وہاں یہ دس دن محض اللہ کے لئے اور اپنی اصلاح کے واسطے خاص کردو۔ مسجد میں بیسویں کی صبح کو ایک پردہ کرکے بیٹھ جاؤ۔ اور تلاوت قرآن مجید و مطالعہ احادیث و ذکر الٰہی میں مشغول رہو۔ اعتکاف میں چھ باتیں ہیں۔ بالعموم خصوصیت سے کسی مریض کی عیادت نہ کرنے جائے۔ کسی جنازہ میں حاضر نہ ہو۔ عورت کو مس بالشہوت نہ کرے نہ مباشرت کرے۔ اور پہلے روزہ نہ ہو۔ تو مسجد نہ ہو۔ اور مسجد سے باہر نہ نکلے۔ بجز کسی ایسی حالت کے جس سے انسان کو چارہ نہیں جیسے قضاء حاجت غسل جنابت۔ اگر اس مسجد میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔ تو دوسری میں جاسکتا ہے رستے چلتے چلتے کسی مریض کو پوچھ لے۔ تو مضائقہ نہیں مسجد میں بات چیت بے شک کرے۔

غرض آخری عشرہ میں عبادت کے واسطے غیر معمولی اہتمام کرے۔ حدیث میں حضرت عائشہ کی روایت سے آیا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پچھلے دس دنوں میں اپنی کمر کس لیتے۔ اور شب بیداری فرماتے بلکہ اپنے اہل کو بھی جگاتے۔ اور عبادت و ذکر الٰہی و تلاوت قرآن و حصول خیرات میں غیر معمولی کوشش فرماتے۔ اعتکاف کے لئے عورتیں بھی اعتکاف کرسکتی ہیں۔ بلکہ مستحاضہ بھی۔ اور بی بی اپنے میاں سے بات چیت کرنے کے لئے مسجد میں آسکتی ہے۔ اور معتکف مسجد کے دروازہ پر بھی لوگوں سے بات چیت کرسکتا ہے۔

قیام رمضان

ماہ رمضان میں ایک تو روزہ کا حکم ہے۔ دوسرے حسب طاقت کھانا کھلانے کا۔ تیسرے تدارس قرآن مجید کا۔ چوتھے قیام رمضان کا یعنے نماز و نفل میں معمول سے زیادہ اہتمام۔ تین طریقے قیام رمضان کے مروج تھے۔ بعض بیس رکعتیں باجماعت پڑھتے تھے بعض آٹھ رکعتیں باجماعت عشاء کی نماز کے بعد یا سحری کے وقت یعنے پہلی یا پچھلی رات بعض گھر پہ میں تہجد پڑھ لیتے۔ جس کو جو میسر آتے۔ وہ کرلے یہ نماز جس کو تراویح کے نام کہتے ہیں۔ کوئی الگ نماز نہیں بلکہ وہی تہجد کی نماز ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دو تین رات ماہ رمضان میں پہلے سے باجماعت

کیا تم جانتے ہو کہ اللہ پر کوئی چیز آسمان و زمین میں مخفی نہیں۔ وفد اہل نجران نے اقرار کیا کہ ہاں بے شک اللہ پر کوئی شے نہیں جو مخفی نہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جناب مسیح علیہ السلام کا علم تمام اشیاء پر محیط نہ تھا۔ اور اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں ہیں۔

پھر جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ مستجمع جمیع صفات حمیدہ اور تمام عیوب و نقائص اور عوارض بشری سے منزہ ہر نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ نہ قضائے حاجت کا محتاج ہے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ ہاں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کھاتے تھے پیتے تھے۔ اور لوازم بشری کو رفع کرتے تھے اس سے بھی یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام خدا نہیں ہیں۔

پھر حضرت نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالےٰ خالق ہے اور مصور فی الارحام۔ انہوں نے اقرار کیا تب آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کو ایک عورت نے حمل میں لیا۔ عورت کے حمل کی طرح خدا نے اس کی تصویر رحم مادر میں بنائی۔ اس کی ماں نے اس کو جنا جس طرح عورتیں جنا کرتی ہیں۔ اس کی پرورش کی گئی جس طرح بچوں کی پرورش کی جاتی ہے۔ وفد نجران نے ان سب باتوں کو تسلیم کیا تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ان باتوں کا اعتراف کرے وہ الوہیت جناب مسیح علیہ السلام کا کیونکر قائل و معتقد ہو سکتا ہے۔

غور کرو وفد نجران کے مقابل حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا نے ابطال الوہیت جناب مسیح علیہ السلام پر مندرجہ ذیل آیات سے استدلال فرمایا۔

الم اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم نزل علیک الکتاب بالحق مصدقاً لما بین یدیہ وانزل التوراۃ والانجیل من قبل ھدی للناس وانزل الفرقان ان الذین کفروا بآیت اللہ لھم عذاب شدید واللہ عزیز ذوانتقام ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیء فی الارض ولا فی السماء ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء لا الٰہ الا ھو العزیز الحکیم

(پ ۳ - س آل عمران - ع ۱)

نصاریٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بات پر بہت جھگڑا کہ عیسیٰ بندہ نہیں۔ اللہ کا بیٹا ہے آخر کہنے لگے کہ اگر وہ اللہ کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے؟ اس کے جواب میں مندرجہ ذیل آیہ مجیدہ نازل ہوئی۔

ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون (پ ۳ س آل عمران ع ۶)

ترجمہ "اللہ کے نزدیک آدم جیسے عیسٰے کہ خدا نے مٹی آدم کے پتلے کو بنا کر اس کو حکم دیا کہ آدم بن اور وہ آدم بن گیا!"

غور کرو مرقومہ بالا آیہ شریف میں یہود و نصاریٰ دونوں پر اتمام کیا گیا ہے۔ یہود کو متنبہ کیا گیا ہے کہ جس خدا نے آدم کو مٹی سے بے ماں باپ کے پیدا کر دیا اسے عیسٰے کا بے باپ کے پیدا کرنا کیا عجیب ہے۔ پھر عیسٰے کی پیدائش میں بدگمانی کیوں کی جاتی ہے؟ نصاریٰ پر اس طرح اتمام حجت کیا گیا ہے۔ کہ اگر عیسٰے کا بے باپ کے پیدا ہونا ان کے خدا یا ابن اللہ ہونے پر دال ہے۔ تو آدم کے ماں اور باپ دونوں نہ تھے۔ اس بنا پر آدم کو بطریق اولیٰ اللہ یا ابن اللہ ہونا چاہیئے۔

وفد نجران نے کہا کہ عیسیٰ کلمۃ اللہ نہ تھے؟ آپ نے فرمایا بے شک جناب مسیح علیہ السلام کلمۃ اللہ تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے لئے اسی قدر کافی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تو متشابہات کی پیروی ہے۔ اس پر اللہ تعالےٰ نے مندرجہ ذیل آیہ مجیدہ نازل فرمائی۔

فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ (پ ۳ - س آل عمران ع ۱)

ترجمہ "جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہوتی ہے وہ متشابہات کی پیروی کرتے ہیں"

قرآن مجید میں تدبر و تفکر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب مسیح علیہ السلام ہی ایک کلمہ نہیں بلکہ کلموں میں سے ایک کلمہ ہیں۔ چنانچہ خداے عزوجل اپنے بے حد و لاتعد کلمات کے متعلق ذیل کی آیت میں فرماتا ہے۔

قل لو کان البحر مداداً لکلمات ربی لنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مدداً

(پ ۱۶ س الکہف ع ۱۲)

ترجمہ "اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ اگر میرے رب کے کلمات کے لکھنے کے لئے سمندر کا پانی سیاہی کی جگہ ہو۔ تو قبل اس کے کہ میرے رب کے کلمات تمام ہوں سمندر نبڑ جائے۔ اگرچہ ہم ویسا ہی اور سمندر۔ اس کی مدد کو لائیں"

آیہ مجیدہ مرقومہ بالا میں غور کرو۔ تو تم اس نتیجہ پر پہنچو گے کہ اس لاانتہا تعداد میں سے جو حق سبحانہ و تعالیٰ کے کلموں کی ہے۔ ایک کلمہ جناب مسیح علیہ السلام بھی ہیں۔ اس بنا پر ان کی خصوصیت بھی نہ رہی۔ الوہیت یا ابنیت کا تو کیا ذکر ہے۔

(مقتبس از مضمون رسالہ سوقی)

دوزخ سے بچانے کی ٹھیکیداری

ہمارے معزز شیعہ صاحبان عموماً اور سید علی حائری صاحب کے مقلد خصوصاً اس مضمون کو غور سے پڑھیں اس سے پہلے تشحیذ الاذہان بابت ماہ جنوری و فروری ۱۹۲۱ء اور اخبار فاروق ۷ مارچ اور دیگر اخبارات میں شیعوں کے قبلہ و کعبہ سید علی الحائری صاحب کا ایک وکالت نامہ شائع ہو چکا ہے۔ جس میں مُردوں کے گناہوں کی بخشش کا چند روپوں میں ٹھیکہ لینا بیان ہے۔ اور اس کے ذمہ دار سید علی حائری صاحب مجتہد العصر والزمان ہیں چنانچہ ان کے مندرجہ ذیل وکالت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ سید علی حائری کا وکالت نامہ۔

وکالت نامہ۔ [illegible]

کو واضح ہو کہ تقلید کے معنے مطابق فرمان مجتہد کے احکام خدا اور رسول پر عمل کرنے کے ہیں۔ کوئی مومن بغیر پوری تقلید اور عمل کرنے کے بہشتی اور ناجی نہیں ہوسکتا ہے۔ اسواسطے ہم نے کو اس وکیل کیا ہے۔ کہ وہ تمام مومنین سے نام حقوق امداد رسول خمس و زکوٰۃ اور سہم ائمہ علیہ السلام لے کر ہمارے پاس بھیجا کرے۔ اور نیز جن مومنین کے والدین بغیر نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ کے فوت ہوگئے ہوں ان کی نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ اور زیارت کربلا کے لئے اجارہ پر ادا کروائیں۔ اس حساب سے کہ نماز ایک سال کے واسطے ۱۲ روپیہ۔ روزہ ایک سال ایک ماہ کے واسطے ۲ روپیہ۔ ہر مومن کے حج کے واسطے تین سو روپیہ۔ زیارت در وہ کربلا نجف کاظمین سامرہ کے واسطے دو سو روپیہ۔ اس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو بہشت میں پہنچانا چاہیں۔ اور ان کے حال پر رحم کرکے ان کی تمام قضا شدہ نمازیں روزہ اور حج و زیارت مذکورہ حساب سے روپیہ کو سپرد کردیں۔ وہ (وکیل) اسی وقت یہ روپیہ ہمارے پاس بھیجا کرے (یعنے دیر نہ کرے) تاکہ ہم ان اعمال کو ادا کرادیا کریں۔ فقط۔ مورخہ ۲ اگست ۱۹۱۲ء

از مبارک حویلی لاہور نمقہ خادم الشریعۃ علی الحائری

نشان مہر

ناظرین پر واضح رہے کہ ہم بار بار اس وکالت نامہ کو اس لئے شائع کرتے ہیں کہ یہ وکالت نامہ قابل قدر ہے۔ اور شیعیت کی اصلیت کو روشن کرتا ہے اس وکالت نامہ میں تقلید کا حکم دیا ہے۔ اور تقلید کے متعلق ملاحظہ ہو سورۃ المائدہ تفسیر مجمع البیان الجزو ۶ "واذا قیل لہم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰباءنا بیان لقصور عقلہم وانہماکہم فی التقلید وان لا سند لہم سواء او لو کان اٰباءہم لیہتدوا حسبہم ما وجدوا علیہ اٰباءہم ... ضالین"
... سے کہا گیا کہ خدا تعالیٰ اور اسکے رسول پر ایمان لاؤ تو انہوں نے کہا ہمکو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے اجداد کو دیکھا۔ اب سید علی حائری صاحب اور ان کے معتقد صاحبان غور کریں کہ اس طرح کی تقلید کیونکر جائز ہے جو مذہب سے ایک کون ملت سے لیا سید علی حائری صاحب نے دلیل یہی تقلید ضروری ہے جو مذہب میں ... اسی طرح کی تقلید ہے کہ مولوی حائری صاحب اسکا جواب دینگے اگرچہ ہمیں یقین ہے کہ وہ جواب نہ دینگے۔ مگر آپ یہ دکھلادیں کہ جس حساب سے جو مومن اپنے مردوں کو بہشت سے بچانا چاہیں بالکل غلط اور بیجا ہے اسلئے کہ شیعہ مذہب میں بھی کہیں نہیں لکھا کہ مدار نجات یہ ہے کہ آپ جیسے صاحب کی طرف روپیہ بھیجدو اور بہشت کے وارث بنجاؤ۔ اگر آپ کے پاس کوئی ایسا سرٹیفکیٹ ہو تو اسے پیش کرنا چاہئے۔ پھر ہم مان لینگے کہ آپ سند یافتہ ہیں۔ بلکہ تعلیم شیعہ تو یہ ہے کہ سنیوں کے نیک اعمال شیعوں کو ملینگے اور شیعوں کے بد اعمال سنیوں کو دیئے جائینگے۔ کیا مولوی لاہوری قمی کو اس سے انکار ہے۔

اس تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ کوئی بھی شیعہ جہنمی نہیں ہوگا مگر برخلاف اس کے آپ تمام شیعوں کی مخالفت کرکے چیلنج دیتے ہیں کہ ہمارے پاس روپیہ روانہ کرو اور جہنم سے مُردوں کو بچالو۔ حالانکہ علی بن ابراہیم سورہ فتح کی تفسیر کرتے ہیں "انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر" عن عمر بن یزید قال قلت لابی عبد اللہ قول اللہ تعالیٰ فی کتابہ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر قال ما کان لہ ذنب ولا ھم بذنب ولکن اللہ حمل ذنوب الشیعۃ ثم غفرھا لہ"

عمر بن یزید سے مروی ہے اس نے کہا کہ میں نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے اس آیۃ مبارکہ کے بارے میں پوچھا جو قرآن مجید میں ہے "لیغفر اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔" یعنے ضرور اللہ تعالیٰ تیرے اگلے پچھلے گناہ معاف کریگا"

حضرت ابی عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول کریم صلعم کے لئے کوئی گناہ نہ تھا۔ لیکن ہاں اللہ نے شیعوں کے گناہ آپ پر لاد دیئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے وہ گناہ معاف فرما دیئے۔ ناظرین کرار غور فرمائیں۔ پھر ملاحظہ ہو تفسیر علی ابراہیم قمی ص ۶۲ سورۃ الرحمٰن "فیومئذ لا یسئل عن ذنبہ انس ولا جان"

قال منکم یعنی من الشیعۃ انس ولا جان معناہ ان من تولی امیر المؤمنین و تبرء من اعدائہ و احل حلالہ و حرم حرامہ ثم دخل فی الذنوب ولم یتب فی الدنیا عذب علیہا فی البرزخ ویخرج یوم القیامۃ ولیس لہ ذنب یسئل عنہ یوم القیامۃ حاصل یعنی اس روز گناہ کا سوال نہ تو جنوں سے کیا جائیگا اور نہ انسانوں سے۔

فرمایا کہ یہ تمہارے بارے میں ہے۔ (یعنی جن اور انسان ان سے قیامت کے روز گناہوں کی پرسش نہ ہوگی) اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت رکھے اور آپ کے دشمنوں پر تبرا کرے اور آپ کے حلال کردہ کو حلال جانے اور حرام کئے ہوئے کو حرام جانے۔ پھر اگر گناہ کرنے شروع کردے۔ اور دنیا میں توبہ بھی نہ کی ہو تو اسے برزخ میں عذاب ہوگا۔ اور قیامت کے روز بے عیب نکالا جائیگا۔ اس سے کسی قسم کی پرسش نہ ہوگی۔ کیا اس تعلیم کے ملاحظہ کرنے کے بعد بھی سید علی حائری کو اس کے معتقد نقد روپیہ مفت روانہ کرتے رہینگے۔

قرآن مجید فرماتا ہے۔ سورہ نمل ھل تجزون الا ما کنتم تعملون یعنے تم وہی پاؤگے جو کرتے ہو مگر برخلاف اس کے حائری صاحب لکھتے ہیں کہ ہمارے اعمال ادا کئے ہوئے تمکو جہنم سے بچالینگے۔ سورہ سبا قل لا تسئلون عما اجرمنا ولا نسئل عما تعملون اے محمد کہہ دیجئے کہ جو کچھ ہم کرتے ہیں تم سے اس کے متعلق کچھ نہ پوچھا جائیگا۔ اور جو تم کرتے ہو ہم سے اس کے متعلق پرسش نہ ہوگی جسکا ماحصل یہ ہے کہ

ہر شخص کو اسی کی ہوئی بات سامنے سکی۔ مگر مولوی حائری لاہوری فرماتے ہیں کہ اگر فقط روپیہ میری طرف روانہ کر دو۔ تو میں اعمال دوسرے آدمی کے مردوں کو جہنم سے بچا سکتا ہوں۔

ناظرین انصاف کریں کہ سید المرسلین کے اعمال کسی دوسرے کے کام نہیں آسکتے جب تک کہ وہ خود بھی اُن کی تعلیم پر چلکر نیک کام نہ کرے۔ تو حائری صاحب کے اعمال دوسرے کے کیونکر کام آسکتے ہیں

پھر مذکورہ سورہ میں آیا ہے۔

هل یجزون الا ما کانوا یعملون ط

یعنی جو کچھ کرتے ہیں۔ اس کے موافق اُن کو جزا دیجائیگی۔

پھر اسی سورہ کے تیسرے مقام میں آتا ہے

فالیوم لا یملک بعضکم لبعض نفعاً ولا ضراً ط

یعنی آج کے روز ایک دوسرے کے نفع اور نقصان میں مختار نہیں ہو سکتی

بخلاف اس کے مولوی حائری لاہوری لکھتے ہیں کہ اگر روزہ نمازیں وغیرہ تمہارے آباؤ اجداد سے فوت ہو گئے ہوں۔ تو کچھ غم نہ کر۔ صرف میرے پاس حساب مقررہ کے لحاظ سے روپیہ بھیج دو۔ اور پھر اُن کے جہنم سے نکال لینے کا انتظام میں خود کرونگا۔

سورہ فاطر۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخری وان تدع مثقلۃ الی حملہا لا یحمل منہ شیئ ولو کان ذا قربیٰ ط

جس کا حاصل یہ ہے کہ کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائیگا۔ اگرچہ عزیز کیوں نہ ہو۔ وہ بھی اسی ثقل بار سے کچھ چیز دوسرے کی نہ اٹھائیگا۔

لیکن افسوس ہے۔ کہ سید علی حائری اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے۔ یہ چیلنج دیتے ہیں کہ ہماری طرف روپیہ روانہ کر دو۔ پھر ہم اس جہنم سے جس کا بار سخت ہے۔ تم کو سبکدوش کر دینگے۔

خادم القوم میر غلام حیدر خاں

از قادیان

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جواب

(نمبر ۳)

سلسلہ کے لئے دیکھو فاروق ۲۳ مئی ۱۹۱۸ء

یہ جوابات مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب ساکن ... ضلع لاہور نے رقم فرمائے۔ (ایڈیٹر)

سوال نمبر ۵۔ انت منی بمنزلۃ ولدی ترجمہ تو میرا میرے بیٹے کے ہے۔

سوال نمبر ۶۔ تو ہے بمنزلہ اولاد کے ہے الحکم جلد ۴۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۰ء

جواب سوال نمبر ۵ و ۶۔ انت منی بمنزلۃ اولادی بھی از قسم مجازات متشابہات و استعارات ہے۔ نہ از قسم حقیقات بینات۔ اس قسم کے الہامات سے قرآن کریم و احادیث نبی رحیم میں بہت نظائر مل سکتے ہیں۔ آیت کریمہ اذکروا اللہ کذکرکم آباءکم الآیہ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اس کے معنی ہیں تم اللہ تعالیٰ کو یاد کرو مانند ذکر کرنے تمہارے کی باپوں اپنوں کو۔ یہاں ذاکر کو مانند ابن اور اللہ تعالیٰ کو مانند اب قرار دیا گیا ہے اور لفظ بمنزلۃ تو کاف تشبیہ ہے۔ پھر اعتراض اس الہام پر کیا؟ اور اس قسم کے استعارات حدیث شریف سے بھی دکھلائے جاتے ہیں۔ عن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم ان لکل نبی ولاۃ من النبیین وان ولیی ابی وخلیل ربی ثم قرأ ان اولی الناس بابراہیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین آمنوا واللہ ولی المؤمنین رواہ الترمذی صفحہ ۱۲۳ جلد دوم

عبد اللہؓ سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے ہر ایک نبی کے نبی ہی دوست ہیں۔ مگر میرا دوست میرا اب ہے۔ جو میرا باپ خلیل ہے۔ پھر استشہاد کے لئے یہ آیت پڑھی۔ یعنی ابراہیم سے پیار کرنیوالے لوگ وہی ہیں جو اس کی تابعداری کرتے ہیں۔ اور یہ نبی بھی اور اس کے مومن لوگ بھی۔ اور اللہ تعالیٰ سب مومنوں کا دوست ہے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ جلد دوم۔ تفسیر سورہ آل عمران میں صفحہ ۱۲۳ پر ہے

عن انس وعبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن الی عیالہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۴ انس و عبد اللہ سے روایت ہے کہا۔ فرمایا رسول اللہ صلعم نے سب خلق اللہ تعالیٰ کا عیال ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا بہت محبوب وہی ہے۔ جو اسکے عیال کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ روایت کیا اسکو البیہقی نے شعب الایمان میں۔ حدیث اوّل میں اللہ تعالیٰ کو رسول اللہ صلعم کا باپ کہا گیا ہے۔ اور حدیث دوم میں خلق عیال خدا تعالیٰ کا۔ اور عیال میں اولاد بھی داخل ہے۔ گویا سب بنی آدم اللہ تعالیٰ کے بچے گویا بیٹے ہیں اور اللہ تعالیٰ باپ۔ اور مولانا رومؒ بھی اپنی کتاب مثنوی میں فرماتے ہیں ؎

اولیا اطفال حق اند اے پسر
غائبی و حاضری بس باخبر

یعنی اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کے لڑکے ہیں۔ یہ سب مجازات ہیں۔ اور متشابہات۔ انکو حقیقی معنے قرار دینا کجروی اور گناہ اور شرک ہے۔ ایک حدیث میں اہل قرآن کو اہل اللہ قرار دیا گیا ہے۔ رواہ ابن ماجہ۔ اور اہل میں بی بی بیٹے بھی داخل ہوتے ہیں۔ اور ایک حدیث میں انبیاء کو بیٹے اور دین واحد کو باپ مجازاً کہا گیا ہے۔ رواہ احمد و ابو داؤد۔ اور قرآن کریم میں مسافر کو ابن السبیل یعنی راہ کا بیٹا کہا گیا ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ ایسے الہامات قرآنیہ و حدیثیہ کو سمجھ کے ..... منکر رسول اللہ صلعم کو خدا کا ابن وابی کیا کہینگے اگر کہیں یہ استعارہ ہیں تو ہم کہینگے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات مذکورہ بھی استعارے ہیں ..... ناحق ان کو حقیقی سمجھ لینا۔ اور ..... [illegible]

وہ انکی گردن میں پڑیگا۔ اللہ تعالیٰ ایسے منکرین کو الہامات ربانی سمجھنے کی ہدایت کرے۔ آمین ثم آمین۔

سوال نمبر ۴۔ انت منی وانا منک تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ دافع البلاء صفحہ ۶

سوال نمبر ۴ کا جواب ۔ الہام انت منی وانا منک دافع البلاء کے صفحہ ۶ پر نہیں ہے اس الہام کی تشریح حضرت اقدس مسیح موعود ملہم من اللہ نے ایک تقریر میں خود ہی کر دی ہے۔ اسکو بعینہ نقل کیا جاتا ہے۔ فرمایا - انت منی تو بالکل صاف ہے اس پر کسی قسم کا اعتراض اور نکتہ چینی نہیں ہو سکتی۔ میرا ظہور محض اللہ تعالیٰ ہی کے فضل سے ہوا ہے۔ اور اس سے ہے۔ دوسرا حصہ اس الہام کا کسی قدر شرح طلب ہے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جیسا قرآن شریف میں باربار اس کا ذکر ہوا ہے) وحدہ لاشریک ہے۔ اسکی ذات میں کوئی شریک ہے نہ صفات میں نہ افعال الٰہیہ میں سچی بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان کامل اسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک انسان ہر قسم کے شرک سے پاک نہ ہو۔ توحید تب ہی پوری ہوتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کو کیا باعتبار ذات اور کیا باعتبار صفات و افعال کے بے مثل مانے۔ نادان میرے اس الہام پر اعتراض کرتے ہیں۔ اور سمجھتے نہیں کہ اس کی حقیقت کیا ہے۔ لیکن اپنی زبان سے اقرار کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی صفات اَوروں کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ جیسے حضرت مسیح علیہ السلام کو محی اور ممیت مانتے ہیں۔ عالم الغیب مانتے ہیں حی و قیوم مانتے ہیں کیا شرک ہے یا نہیں یہ خطرناک شرک ہے۔ جس نے عیسائی قوم کو تباہ کیا ہے۔ اور اب مسلمانوں نے اپنی بدقسمتی سے ان کے اس قسم کے اعتقادوں کو اپنے اعتقادات میں داخل کر لیا ہے۔ پس اس قسم کی صفات جو اللہ تعالیٰ کی ہیں کسی دوسرے انسان میں خواہ وہ نبی ہو یا ولی تجویز نہ کرے۔ اور اسیطرح خدا تعالیٰ کے افعال میں بھی کسی دوسرے کو شریک نہ کرے۔ دنیا میں جو اسباب کا سلسلہ جاری ہے۔ بعض لوگ اس حد تک اسباب پرست ہو جاتے ہیں۔ توحید کی اصل حقیقت کو سمجھے

کہ شرک فی الاسباب کا شائبہ باقی نہ رہے۔ مرہوں کا تیار کی نسبت یقین۔ کیا جائے کہ وہ خواص انکی ذاتی ہیں۔ بلکہ یہ ماننا چاہیئے کہ وہ خواص بھی اللہ تعالیٰ نے انہیں ودیعت کر رکھے ہیں جیسے تربد اسہال لاتی ہے۔ یا سم الفار ہلاک کرتا ہے۔ اب یہ قوتیں اور خواص ان چیزوں کے خود بخود نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نکال لے تو پھر نہ تربد دست آور ہو سکتی ہے۔ اور نہ سنکھیا ہلاک کرنے کی خاصیت رکھ سکتا ہے۔ اور نہ اسے کھا کر کوئی مر سکتا ہے۔ غرض اسباب کے سلسلہ کو حد اعتدال سے نہ بڑھاوے۔ اور صفات و افعال الٰہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے تو توحید کی حقیقت سمجھ متحقق ہوگی اور اسے موحد کہیں گے۔ لیکن اگر وہ صفات و افعال الٰہیہ کو کسی دوسرے کے لئے تجویز کرتا ہے۔ تو وہ زبان سے گو کیسا ہی توحید ماننے کا اقرار کرے وہ موحد نہیں کہلا سکتا۔ ایسے موحد تو آریہ بھی ہیں جو اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں۔ لیکن باوجود اس اقرار کے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ روح اور مادہ کو خدا نے پیدا نہیں کیا۔ وہ اپنے وجود اور قیام میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں ہیں گویا اپنی ذات میں ایک مستقل وجود رکھتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔ اسی طرح پر بہت سے لوگ ہیں جو شرک اور توحید میں فرق نہیں کر سکتے۔ ایسے افعال اور اعمال ان سے سرزد ہوتے ہیں۔ یا وہ اس قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں جن سے صاف طور پر شرک پایا جاتا ہے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ یا فلاں کام درست نہ ہوتا۔ پس انسان کو چاہیئے کہ اسباب کے سلسلہ کو حد اعتدال سے نہ بڑھاوے۔ اور صفت و افعال الٰہیہ میں کسیکو شریک نہ کرے۔ انسان میں جو قوتیں اور ملکہ اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں۔ ان میں وہ حد سے نہیں بڑھ سکتے۔ مثلاً آنکھ اسے دیکھنے کیلئے بنائی ہے۔ اور کان سننے کے لئے اور زبان بولنے اور ذائقہ کیلئے۔ اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کانوں سے بجائے سننے کے دیکھنے کا کام لے اور زبان سے

بولنے اور چکھنے کی بجائے سننے کا کام لے۔ ان اعضاء و قویٰ کے افعال و خواص محدود ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات محدود نہیں ہیں۔ اور وہ لیس کمثلہ شیء ہے۔ غرض یہ توحید تب ہی پوری ہوگی جب اللہ تعالیٰ کو ہر طرح سے وحدہ لاشریک یقین کیا جاوے۔ اور انسان اپنی حقیقت کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقۃ سمجھ لے کہ نہ میں کچھ چیز ہوں اور نہ میری تدابیر اور اسباب کچھ چیز ہیں۔ اس سے ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اسباب سے منع کرتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے ہم اسباب سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایت اسباب بھی ضروری ہے۔ کیونکہ انسانی بناوٹ جاسمہ تو اس رعایت کو چاہتی ہے لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ انکو خدا کا شریک بنا دے بلکہ انکو بطور خادم سمجھے جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو۔ تو وہ یکہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے۔ تو اصلی مقصد اسکا بٹالہ پہنچنا ہے نہ وہ ٹٹو یا یکہ۔ پس اسباب پر کلی بھروسہ نہ کرے۔ یہ سمجھے کہ ان اشیاء میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیریں رکھی ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ تاثیریں بیکار ہو جائیں۔ اور کوئی نفع نہ دیں۔ اسی کے موافق ہے۔ جو مجھے الہام ہوا رب کل شیء خادمک۔ بت پرستوں کا شرک تو موٹا موٹا ہے کہ پتھر بنا کر پوجا کرتے ہیں یا کسی درخت یا اور شے کی پرستش کرتے ہیں اس کو تو ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ باطل ہے۔ یہ زمانہ اس قسم کی بت پرستی کا نہیں ہے بلکہ اسباب پرستی کا زمانہ ہے۔ اگر کوئی ہاتھ پاؤں توڑ کر بیٹھ رہے اور سست ہو جاوے تو اس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ لیکن جو اسباب کو خدا بنا لیتا ہے تو وہ بھی ہلاک ہوتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسوقت یورپ دو شرکوں میں مبتلا ہے۔ ایک تو مردہ کی پرستش کر رہا ہے۔ اور جو اس سے بچے ہیں اور مذہب سے آزاد ہو گئے ہیں۔ وہ اسباب کی پرستش کر رہے ہیں۔ اور اسطرح پر یہ اسباب پرستی کی مرض (تپ) دق کیطرح لگی ہوئی ہے۔ اور یورپ کی تقلید نے اس ملک کے نوجوانوں اور نوتعلیم یافتہ لوگوں کو بھی اس مرض میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ اب سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ ہم اسلام سے باہر جا رہے ہیں۔ اور خدا پرستی کو چھوڑ کر اسباب پرستی کے (تپ) دق میں مبتلا ہو رہے ہیں

دق دور نہیں ہو سکتی۔ اور اسکا علاج نہیں ہو سکتا جب تک انسان کے دل میں خدا کی الوہیت نہ ہو۔ جو اللہ تعالے کے فیض اور اثر کو اس تک پہنچاتی ہے۔ اور یہ حالت اسوقت پیدا ہوتی ہے جب انسان ایک مکسر النفس ہو جاوے۔ اور اپنی ہستی کو بالکل فانی سمجھ لے جسکو فنا نظری کہتے ہیں فنا کی دو قسمیں ہیں ایک فنا حقیقی ہوتی ہے جیسے وجودی مانتے ہیں سب خدا ہی ہیں یہ بالکل باطل اور غلط اور شرک ہے۔ دوسری فنا نظری ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالے سے ایسا شدید اور گہرا تعلق ہو کہ اسکے بغیر کچھ نظر ہی نہیں۔ اللہ کی ہستی میں ایسا گم ہو جاوے کہ سب ہیچ اور فانی ہو۔ یہ فنا اتم درجہ توحید کے ملنے پر حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ توحید کامل ہی اس سے پیدا ہوتی ہے۔ جب انسان اس درجہ پر پہنچتا ہے۔ وہ اللہ تعالے کی محبت میں کچھ ایسا کھویا جاتا ہے کہ اس کا وجود بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ اور اللہ تعالی کی محبت میں ایک نئی زندگی حاصل کرتا ہے۔ جیسے ایک لوہے کا ٹکڑا آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ اور وہ اسقدر گرم کیا جاتا ہے کہ آگ کی طرح سرخ ہو جاوے۔ سو جب وہ لوہا آگ ہی کی شکل ہو جاتا ہے۔ اسیطرح پر ایک راستباز بندہ اللہ کی محبت اور وفاداری کے اعلیٰ درجہ پر پہنچ کر اپنے آپ کو فنا کر دیتا ہے۔ اور کمال درجہ کی تجلی کا ظہور پاتا ہے۔ اسوقت ایک نمونہ خدا کا ہو جاتا ہے۔ اور حقیقی طور پر وہ اسوقت کہتا ہے۔ اَنْتَ مِنِّی۔ یہ مرتبہ انسان کا وہ ہے جو دعا سے ملتا ہے دیکھو کہ دعا جیسی کوئی چیز نہیں ہے۔ اسلئے مومن کا کام ہے دعا میں لگا رہے۔ اور اس استقلال اور صبر کیساتھ دعا کرے کہ کمال کے درجہ پر پہنچا دے۔ اپنی طرف سے کوئی کمی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے۔ اور اس بات کی بھی پرواہ نہ کرے کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا۔ بقول کسے

تا بدوست ملا رسداں   شرط عشق است در طلب مردن

جب انسان اس حد تک دعا کو پہنچتا ہے تو پھر اللہ تعالے اس کا جواب دیتا ہے۔ جیسا کہ اس نے وعدہ فرمایا کہ ادعونی استجب لکم یعنی تم مجھے پکارو میں تمہیں جواب دونگا۔ تمہاری دعا قبول کرونگا حقیقت میں دعا کرنا بڑا ہی مشکل ہے۔ جب تک انسان پورے صدق و وفا کے اور صبر اور استقلال سے دعا میں لگا نہ رہے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ بہت سے لوگ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ جو دعا کرتے ہیں مگر بڑی بے دلی اور عجلت سے چاہتے ہیں کہ ایک ہی دن میں ان کی دعا مثمر ثمرات ہو جاوے حالانکہ یہ امر سنت اللہ کے خلاف ہے۔ اس نے ہر کام کیلئے اوقات مقرر فرمائے ہیں۔ اور جس قدر کام دنیا میں ہو رہے ہیں وہ تدریجی ہیں۔ اگرچہ وہ قادر ہے کہ ایک طرفۃ العین میں جو چاہے سو کر دے۔ اور ایک کن سے سب کچھ ہو جاتا ہے مگر دنیا میں اس نے ایسا ہی قانون رکھا ہے۔ اسلئے دعا کرتے وقت آدمی کو اس کے نتیجہ کے ظاہر ہونے کے لئے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ یہ بھی یاد رکھو کہ دعا اپنی زبان اور بولی میں بھی کر سکتے ہو۔ بلکہ چاہیئے کہ مسنون ادعیہ کے بعد اپنی زبان میں آدمی دعا کرے کیونکہ اس زبان میں وہ پورے طور پر اپنے خیالات اور حالات کا اظہار کر سکتا ہے۔ اس زبان پر وہ قادر ہوتا ہے۔ دعا نماز کا مغز اور روح ہے اور رسمی نماز جب تک اس میں روح نہ ہو کچھ نہیں اور روح کے پیدا کرنے کیلئے ضروری ہے کہ گریہ و بکا اور خشوع اور خضوع ہو اور یہ حالت پیدا نہیں ہو سکتی جب انسان اللہ تعالی کے حضور اپنی حالت کو کھول کر بیان کرے اور ایک اضطراب اور قلق اس کے دل میں ہو۔ اور یہ بات اسوقت تک حاصل نہیں ہوتی جب تک اپنی زبان میں انسان اپنے مطالب کو پیش نہ کرے۔ غرض دعا کے ساتھ صدق اور وفا طلب کرے۔ اور پھر اللہ تعالی کی محبت میں وفاداری کے ساتھ فنا ہو کر کامل نیستی کی صورت اختیار کرے۔ اس نیستی سے ایک ہستی پیدا ہوتی ہے۔ جس میں وہ اس بات کا حقدار ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالے اسے کہے کہ اَنْتَ مِنِّی۔

اصل حقیقت انت منی کی تو یہ ہے۔ اور عام طور پر تو ظاہر ہی ہے۔ کہ ہر ایک چیز اللہ تعالی کے فضل و کرم سے ہے اب اسکے بعد دوسرا حصہ اس الہام کا وَ اَنَا مِنْکَ ہے پس اسکی حقیقت سمجھنے کیلئے یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسا انسان جو نیستی کے کامل درجہ پر پہنچکر ایک نئی زندگی اور حیات طیبہ حاصل کر چکا ہے۔ اور جس کو خدا تعالے نے مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ انت منی جو اسکے قرب اور معرفت الٰہی کی حقیقت سے آشنا ہونیکی دلیل ہے۔ اور یہ انسان خدا تعالے کی توحید اور اسکی عزت و عظمت اور جلال کے ظہور کا موجب ہوا کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالے کی ہستی کا ایک بیّن اور زندہ ثبوت ہوتا ہے۔ اس رنگ سے اور اس لحاظ سے گویا خدا تعالے کا ظہور اسمیں ہوا کرتا ہے۔ اور خدا تعالے کے ظہور کا ایک آئینہ ہوتا ہے اس حالت میں جب اس کا وجود خدا کا آئینہ ہوتا ہے تب اللہ تعالے اس کیلئے کہتا ہے۔ وَاَنَا مِنْکَ (انسان جسکو انا منک کی آواز آتی ہے) اسوقت دنیا میں آتا ہے۔ جب خدا پرستی کا نام و نشان مٹ گیا ہوتا ہے۔ اس وقت بھی چونکہ دنیا میں فسق و فجور بہت بڑھ گیا ہے اور خدا شناسی اور خدارسی کی راہیں نظر نہیں آتی ہیں۔ اللہ تعالے نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے۔ اور محض اپنے فضل و کرم سے اس نے مجھکو مبعوث کیا ہے۔ تا میں ان لوگوں کو جو اللہ تعالے سے غافل اور بے خبر ہیں۔ اس کی اطلاع دوں۔ اور نہ صرف اطلاع بلکہ جو صدق اور صبر اور وفاداری کے ساتھ اسطرف آئیں انہیں خدا تعالے دکھلا دوں۔ اس بنا پر اللہ تعالے نے مجھے مخاطب کیا۔ اور فرمایا اَنْتَ مِنِّی وَاَنَا مِنْکَ اعتراض کیا گیا ہے۔ جب طبیعت میں فساد اور ناپاکی ہو تو وہ نیکی کیطرف کب آنا پسند کرتی ہے۔ بلکہ خلاف طبع سمجھکر اس سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ میرے اس الہام کی سچائی کا ثبوت اس پر اعتراض ہی ہیں۔ اگر خدا تعالے کا انکار اور دہریت بڑھی ہوئی نہ ہوتی تو کیوں اعتراض کیا جاتا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ اسوقت خدا تعالے کا پاک اور خوشنما چہرہ دنیا کو نظر نہ آتا تھا۔ اور اب مجسم ہو کر نظر آئیگا۔ اور آ رہا ہے۔ کیونکہ اسکی قدرتوں کے نمونے اور عجائبات قدرت میرے ہاتھ پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ جن کی آنکھیں کھلی ہیں وہ دیکھتے ہیں مگر جو اندھے ہیں وہ کیونکر دیکھ سکتے ہیں۔ اللہ تعالے اس امر کو محبوب رکھتا ہے۔ کہ وہ شناخت کیا جاوے اور اسکی شناخت کی یہی راہ ہے۔ کہ مجھے شناخت کریں یہی وجہ ہے کہ میرا نام اس نے خلیفۃ اللہ رکھا ہے اور یہ بھی فرمایا کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دار الامان

فاروق

ایڈیٹر محمد علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۴ر جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۵-۲۶

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ حسب رائے ڈاکٹر صاحبان ۲۲ جون کو بروز ہفتہ بوقت شام نماز مغرب ادا کر کے ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحبان کا مشورہ دیا کہ خون کی کمی ہے۔ اسلئے حضور کم از کم ۷ ہزار فٹ بلندی پر جہاں کہ خون کے کیڑے پیدا ہوتے ہیں کچھ دن تشریف رکھیں۔ اسلئے حضور کو مجبوراً ڈلہوزی جانا پڑا۔ ورنہ خدام کو چھوڑ کر دار الامان سے باہر جانا حضرت ممدوح کو پسند نہیں۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالیٰ بصحت کامل جلد چہاسے خلیفۃ المسیح کو واپس لائے۔ آمین

حضرت صاحبزادگان میاں بشیر احمد صاحب ایم اے و میاں شریف احمد صاحب سلمہم الرحمن و شیخ عبد الرحمن صاحب فاضل مصری و شیخ عبد الرحمن صاحب قادیانی و شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم بھی ہمرکاب ہیں۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کے زخم کو بفضل تعالیٰ بالکل صحت ہے۔ تھوڑی سی تکلیف باقی ہے۔ جو انشاء اللہ جلد تر صحت کامل ہو جائیگی۔ احباب دعا سے غافل نہوں

بارش کی قلت سے موسم خراب ہو رہا ہے۔ برسات سے پیدا ہونیوالی چیزیں کمیاب ہو رہی ہیں۔ نرخ غلہ گراں ہوتا جاتا ہے۔ گھاس وغیرہ مویشیاں کی سخت کمی ہے۔ اللہ رحم کرے۔ نرخ گندم سفید الیھ اور سرخ پندرہ سیر ہے۔

ضرورت ہے۔ ایک پریسمین کی جو دستی پریس پر ۲۰×۲۶ چار صفحہ عمدہ چھاپ سکے۔ اور ۱۸×۲۲ ڈبل بھی چھاپ سکے۔ کارگذاری روزانہ ایکہزار ۲۰×۲۶ کی اور ۸۰۰ ۱۸×۲۲ کی ہوگی۔ تنخواہ بیس روپے ماہوار۔ جو کہ نصف ایم کی چھپی کا کام عمدہ اور ملانا زکرنے والا ہو۔ درخواستیں منیجر فاروق پریس قادیان کے نام آنی چاہئیں۔

ماہ رمضان المبارک کی وجہ سے فاروق بجائے ہفتہ وار کے اس ماہ مبارک میں پندرہ روزہ کیا گیا تھا۔ جس کا یہ دوسرا پرچہ ہے۔ آیندہ انشاء اللہ حسب دستور ہفتہ وار شائع ہوگا۔

تبلیغ رسالت

جلد اوّل

یہ ایک نسخہ بے بہا اور گوہر نایاب ہے۔ جس کے آنکھوں کو نور دل کو سرور ایمان کو زیادتی اور ... تازگی حاصل ہوتی ہے۔ ...

اور حضور کی بعثت کے اہم اغراض اور مقاصد کے عظیم الشان کارنامے ہیں - تبلیغ رسالت جلد اول اس گنجینہ معارف کا نام ہے جس میں حضور مسیح موعودؑ کے اس زمانہ کے نایاب اشتہارات ہیں - جبکہ حضور نے تجدید دین کا کام بامر الٰہی شروع فرمایا تھا - یہ اشتہارات اسوقت دنیا کی نظر سے عموماً اور احمدی قوم کی نظر سے خصوصاً بالکل پوشیدہ ہو چکے تھے ان اشتہارات کے ذریعہ حضور نے تمام غیر اسلام مذاہب پر اظہار دین و غلبہ اسلام ثابت کر کے دکھلایا ہے جملہ ادیان باطلہ کے مشاہیر اور پیشواؤں کو مقابلہ پر بلایا ہے - بیش بہا انعامات مقرر فرما کر اور غیرت دلانے والے الفاظ میں ان کو اسلام کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے اپنے سامنے بلایا ہے - دیانند بانی آریہ سماج لیکھرام آریہ مسافر مقتول برہمو سماج کا بانی اندرمن مراد آبادی پادری وائٹ بریخٹ اور تمام عیسائی اور ہر مذہب کے بڑے بڑے لیڈروں پر ان اشتہارات کے ذریعہ اتمام حجت کر کے اسلام کا بول بالا فرمایا ہے حضور کے اشتہارات کا مجموعہ جو نہایت کوشش اور جانفشانی سے چودہ سال کی لگاتار تلاش کے بعد غیر مسلموں غیر احمدیوں احمدیوں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر جمع کیا ہے - وہ ایک خاص خدا کے فضل کا نشان ہے ورنہ ممکن نہ تھا کہ ۱۸۷۹ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک کے اشتہارات جو مختلف اوقات اور مختلف مطبعوں اور مختلف شہروں سے شایع کئے گئے تھے [illegible] جمع ہو سکتے - خدا تعالےٰ کا بے انتہا احسان [illegible] خادم قوم خاکسار ایڈیٹر فاروق پر ہوا ہے [illegible] میرے پاس اصل اشتہارات کا [illegible] اسی رب العزت کی توفیق سے [illegible] کے جلد اول کو شایع کر دیا [illegible] علیہ السلام کے [illegible] کے وہ اشتہارات [illegible] نہایت ہی [illegible] ہیں - اور [illegible]

مجھے اس امر پر فخر ہے نہ اسوجہ سے کہ میری سعی سے یہ دینی خدمت سرانجام پانے والی ہے - بلکہ اس لحاظ سے کہ خدا نے مجھے توفیق عطا فرمائی - اور میری معرفت اور سب کے لئے یہ ناممکن الحصول مجموعہ جمع کر دیا ہے فالحمد للہ علےٰ ذالک -

یہ مجموعہ دس جلدوں میں انشاء اللہ طبع ہوگا - جلد اول شایع ہو گئی ہے - ہر ایک جلد ۲۰۰ صفحہ یعنے ۱۰ جزو کی ہوگی - جس کی قیمت علاوہ محصولڈاک صرف ایک روپیہ - اس گرانی کا عدم مصارف چھپائی کے مقابلہ میں قریب قریب لاگت کے رکھی گئی ہے - اس لئے کہ جس طرح بھی ہو - یہ خزانہ محفوظ ہو جائے موجودہ احمدیوں کو بھی اس کا دیکھنا دشوار تھا - آیندہ نسلوں کو تو بالکل اس سے محروم کیا جاتا - اگر خدا تعالےٰ اس کی حفاظت اور جمع کی توفیق نہ دیتا - پس اسے احمدی قوم اٹھ - اور خدا کی بارگاہ میں سجدات شکر بجالا - جس نے اس گوہر بے بہا کے جمع و اشاعت کی راہ نکال دی - بیت خاص اس کتاب کی اشاعت کے لئے اپنا پریس جاری کیا ہے - جس پر بہت کچھ مجھے صرف کرنا پڑا - دعا ہے کہ خداوند کریم اس پریس کی مشکلات کو جو آج کل بوجہ نہ ملنے ہوشیار پریسمین کے پیش آ رہی ہیں - دور فرما دے آمین

تبلیغ رسالت جلد اول ہاتھوں ہاتھ نکل رہی ہے غیر احمدی اور غیر مسلم بھی اس کی خریداری کے شایق ہیں مگر احمدی احباب بوجہ ناواقفیت اس اصلیت اس سے ابھی تک بے پرواہ ہیں - اسلئے میں خاص طور پر اپنے احمدی بھائیوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ وہ دوسری ضرورت کو بند کر کے بھی اس گوہر نایاب کو ضرور منگا کر فیض حاصل کریں - ایک روپیہ کوئی بڑی بات نہیں - اس کے مقابلہ میں ایسا معارف و حقائق کا خزانہ اور اپنے پیارے آقا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاک زندگی کا عظیم الشان کارنامہ ان کو ملیگا جسکو پڑھ کر ان کے دل بول اٹھیں گے کہ ؎

بہائے چند دادم جان خریدم
بحمد اللہ عجب ارزاں خریدم

تبلیغ رسالت جلد اول کی قیمت مع محصولڈاک [illegible] ہے - جلد منگواؤ - اور معرفت و نور حاصل کرو ۔

اسکو بھولنا نہیں

اخبار فاروق کی سہ ماہی دوم و ششماہی اول [illegible] کو ختم ہو کر یہ پرچہ سہ ماہی مذکور کا آخری پرچہ ارسال [illegible] خدمت ہے - چونکہ کاغذ کی گرانی دن بدن بڑھ رہی ہے - اور مصارف چھپائی بھی گراں ہو رہے ہیں [illegible] احباب کو خاص توجہ اپنے قومی پرچہ فاروق کی [illegible] کرنی چاہیئے - اس کی اشاعت باوجود باقاعدگی [illegible] عمدہ مضامین کے اسوقت تک پانچسو بھی نہیں [illegible] ہے - یہ نہایت دل شکن امر ہے - اس کا باعث صرف احباب کی عدم توجہی ہے - ورنہ ایک ایک روپیہ کر کے جس پرچہ کا چندہ باقساط سال بھر میں چار دفعہ کر کے ادا ہو سکے - اس پرچہ کی اشاعت تو ہزاروں تک ہونی چاہیئے تھی - مگر افسوس کی بات ہے - کہ ابھی پانسو بھی پورا نہیں ہوا - بہرحال سہ ماہی آیندہ کے لئے جو یکم جولائی لغایت [illegible] ۱۹۱۹ء ہوتی ہے - اگلا پرچہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۹ء کا انشاء اللہ ایک ایک روپیہ کا وی پی ہو کر [illegible] احباب عید کے موقعہ پر اپنے خادم قوم [illegible] اخبار فاروق کے لئے بھی ایک ایک روپیہ [illegible] مصارف سے بچا کر رکھ لیں - اور جب وی پی [illegible] فوراً وصول فرما کر ثواب دارین حاصل کریں - [illegible] کاغذ وغیرہ کی گرانی اسقدر نہ ہوتی - تو آپ [illegible] واپسی وی پی بھی برداشت کر لی جاتی - مگر اب [illegible] وقت اس کا مقتضی ہے - کہ آپ بلا تامل وی پی وصول کر لیں - واپس نہ کریں - اور اشاعت بھی [illegible] عید کے موقعہ پر احباب میں تحریک کریں [illegible] سلسلہ کے پرچے سلسلہ والوں نے ہی خریدنے [illegible] خدا آپ کو توفیق دے -

آمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۴ جولائی ۱۹۱۸ء

کیا وید الہامی ہیں؟

(نمبر ۲)

(منشی فضل حسین صاحب احمدی مہاجر کے قلم سے)

اس مضمون کے نمبر اول میں ہم نے جناب سوامی دیانند جی کے پیش کردہ وید منتروں کی حقیقت کو آشکارا کیا تھا۔ اور یہ ثابت کرکے دکھلایا تھا کہ ویدوں میں ہرگز بھولے سے بھی چار ویدوں کا نام نہیں ہے۔

اب ہم حسب وعدہ لیکھرام کے پیش کردہ منتروں کی پڑتال کرتے ہیں :-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مشہور معرکۃ الآراء کتاب براہین احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۱۰۹ حاشیہ ۱۱ میں ویدوں کے متعلق یہی اعتراض اٹھایا تھا۔ جسکے جواب میں لیکھرام تکذیب براہین احمدیہ حصہ اول صفحہ ۳۳ مشمول بر کلیات صفحہ ۳۵ پر چند ایک وید منتر پیش کرتا ہے۔ اگر ان منتروں کی تمام عبارت نقل کی جائے۔ تو ساری جگہ وہ عبارت ہی لی جائے گی۔ اسلئے ہم اختصاراً اُن منتروں کی حقیقت کو بیان کرتے ہیں جس نے مفصل عبارت پڑھنی ہو۔ وہ اصل کتاب میں دیکھ سکتا ہے۔ حوالہ اوپر گذر چکا ہے۔

پہلا منتر۔ رگوید منڈل ۱۰ کا ہے۔ اس میں ہرگز اتھروکا نام نہیں۔ لفظ چھندس ہے۔

دوسرا منتر۔ یجروید ۳۱ کا ہے۔ اس میں بھی چھندس لفظ ہے۔ چھند کے لفظ پر ہم پہلے نمبر میں کافی بحث کرکے یہ ثابت کر آئے ہیں کہ چھندس بمعنی علم عروض کے بحور ہیں۔ نہ کہ اتھروید وہاں مراد ہے۔

تیسرا منتر۔ مکذب براہین نے اتھروید کا ہی پیش کیا ہے۔ جسمیں ضرور اتھروید کا نام ہے۔ مگر اتنا تو خیال کرنا چاہیے تھا کہ اتھروید تو خود زیر بحث ہے اس میں سے ہی اتھرو کا نام دکھلانا کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے۔ اتھرو تو مردود سمجھے گا۔ تین وید اور چوتھا میں۔ پس یہ حوالہ قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ ان تین ویدوں سے ایسا حوالہ مطلوب ہے جسمیں چار ویدوں کا علیحدہ علیحدہ نام مذکور ہو۔

لیکھرام نے علاوہ ان ہر سہ منتروں کے اپنی دوسری کتاب "نسخہ خبط احمدیہ" کے صفحہ ۲۶ مشمول بر کلیات صفحہ ۵۶۹ میں یجروید ادھیائے ۱۹ منتر ۵۰ کو نقل کیا ہے۔ اگر اصل سنسکرت عبارت کو دیکھا جائے۔ تو وہاں لفظ اتھرو نظر آتا ہے۔ مگر ان الفاظ میں نہیں کہ "اتھروید" بلکہ وہاں اتھرو کے معنے اہنسک (   ) کے کئے جائینگے۔ جیسا کہ سوامی دیانند جی نے اپنی تفسیر یجروید بھاشیہ اسی منتر کے ذیل میں اتھرو کے معنے اہنسک کے ہی کئے ہیں۔ اگر وہاں اتھروید ہی مراد ہوتا تو ضرور سوامی جی ایسا لکھتے۔ وہ تو چھند کو اتھروید بنانے کی ناکام کوشش کرتے رہے۔ اگر یہاں بھی اُن کا داؤ چلتا۔ تو کیا کچھ کم ذق کرتے۔ مگر نہیں دیکھئے۔ انجیل کے لغوی معنے بشارت کے ہیں اب کہیں لفظ انجیل آجائے۔ اور وہاں کسی خوشخبری کا تذکرہ ہو۔ تو وہاں اگر یہ معنے کئے جائیں کہ لوقا وغیرہ کی انجیل تو یہ نہایت ہی غیر موزون ہوگا۔ کیونکہ وہاں عبارت کا سیاق و سباق دیکھ کر بشارت کے معنے ہی لینے ہونگے۔ اسی طرح یہاں عبارت سے اتھروید مراد نہیں۔ بلکہ مضمون بتلا رہا ہے کہ اہنسک کے معنے یہاں ہی راست ہو سکتے ہیں۔

معزز ناظرین! حضرت مسیح موعود کے اعتراض کو بھی آپنے سنا اور اس کا جو جواب پنڈت لیکھرام نے تکذیب وغیرہ میں دیا ہے۔ ملاحظہ کیا اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ لیکھرام نے براہین احمدیہ کا جواب کس پایہ کا لکھا ہوگا۔

پہلے نمبر میں ہم نے بتلایا تھا کہ سناتنی اصحاب ویدوں کا ملہم برہما جی کو بحوالہ منوسمرتی و اپنشد شوتیا شوتر ادھیائے ۶ منتر ۱۸ وغیرہ بتلاتے ہیں۔ (ہر دو حوالجات سے واقعی برہما جی ہی ملہم ثابت ہوتے ہیں) مگر آریہ صاحبان برخلاف اسکے اپنے دعویٰ کی تائید میں کوئی شرتی یا سمرتی نہیں پیش کرتے۔

پھر "براہمن بھاگ" و چار ویدوں کو سناتنی الہامی مانتے ہیں۔ آریہ صاحبان کا اس میں بھی اختلاف ہے۔ پھر وید تین ہیں یا چار اس میں بھی اختلاف موجود ہے سب سے اول تو یہ امر ضروری ہے۔ کہ تعداد میں تعیین ہو ملہمین کا تعیین ہو۔ جب تک تعیین ہی نہ ہوگی۔ انکے الہامی ہونے کے متعلق آگے بحث ہی کیا ہو سکتی ہے۔

اتنے اختلافات کو دیکھ کر ایک محقق یہی کہیگا اذا تعارضا تساقطا۔ جب دو چیزیں متعارض ہوں تو دونوں پایہ اعتبار سے ساقط ہو جاتی ہیں۔ جب سناتنی اور سماجی ہر دو کے عقائد باہم متعارض ہیں۔ تو ضرور پایہ اعتبار سے گر گئے۔

اُمید ہے کہ آریہ صاحبان ہمارے مندرجہ بالا سوالات کا جواب ویدوں سے ہی دینگے۔ مگر ایں محال است

اب ہم اس مضمون کا دوسرا پہلو لیتے ہیں۔ یعنے جو معیار و دلائل آریہ سماج کی طرف سے ویدوں کے الہامی ہونے کے متعلق پیش کئے جاتے ہیں۔ ان کی حقیقت کو معلوم کیا جائے۔ قبل اسکے کہ ہم ان معیاروں کو نقل کریں۔ ہماری آریہ صاحبان کی خدمت میں عرض ہے۔ اُمید ہے۔ کہ سماجی متر اس طرف اپنی توجہ کو ضرور مبذول فرمائینگے۔

اے آریہ صاحبان! جتنے بھی معیار و دلائل یعنے دلائل آپ ویدوں کے الہامی ثابت کرنے کے لئے ہمارے سامنے رکھتے ہیں۔ کیا ہی مزے کی بات ہوتی۔ اگر آپ یہ معیار وید منتروں سے ثابت کرکے دکھلاتے۔ تا اہل علم و بصیرت بھی ویدوں کے اس کمال کو دیکھکر داد دئے بغیر نہ رہ سکتے۔ ہے نہایت خوشی کی مگر یہ بھی ...

باتیں ویدوں میں نہیں

اے آریہ سماجی مہاشو! اگر اتنا حوصلہ نہیں کہ ان معیاروں (جو ذیل میں درج ہونگے) کو خود وید منتروں سے دکھلا سکو۔ قرآن ہیں سے کے قلم کا ہی لکھا ہوا کہیں سے دکھلاؤ تا ہمیں معلوم ہو۔ کہ جن کا خود خدا ماسٹر تھا۔ انہوں نے ایسے معیار ویدوں سے استنباط کئے ہوں مگر افسوس کہ آریہ صاحبان ایسا بھی کرکے نہیں دکھلاتے

اچھا اگر ان کے مستنبط معیار صفحہ دہر سے نابید ہو گئے ہوں۔ تو اور ہی کسی قدیم رشی منی وغیرہ کے بنائے ہوئے معیار پیش کر دو۔ یہ بھی آپ کی محض خاطر ہے۔ حالانکہ ایسے معیار الہامی کتاب۔ کا فرض ہے کہ پیش کرے ۔

ناظرین یہ سنکر از حد حیران ہوں گے۔ کہ قدیم رشی منیوں کے بنائے ہوئے بھی کوئی معیار آریہ صاحبان نہیں پیش کرتے۔ اور نہ ہی کر سکتے ہیں۔ تو اے سماجی مترو از خود ایسے معیار بنا لینا اور دنیا بھر کو دعوت دینی کہ "وید ہی الہامی پستک" ہیں کہاں تک یہ فعل درست سمجھا جا سکتا ہے۔ انسانی معیار ہرگز قابل نہیں ہیں کہ ان کو آگے رکھ کر کسی کتاب کو پرکھا جائے۔ فرضی کسوٹیوں اور خود غرضی سے مرتب کئے ہوئے معیاروں سے ہرگز کام نہیں مل سکتا اسلئے ہی ان باتوں میں کچھ رکھا ہے۔ وید مقدس کی خوبیاں تو دنیا میں تب ظاہر ہو سکتی ہیں۔ جب وہ خود اپنے اندر دعوے اور دلائل رکھتا ہو۔ انسانی وکالت کا محتاج نہ ہو ۔

مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

اگر کوئی آریہ کھینچا تانی اور رکیک تاویلوں سے وید میں سے یہ دکھلا دے کہ "وید ایشور گیان" ہونے کا دعویدار ہے۔ تو ایسے آریہ سماجی کا یہ بھی فرض ہے کہ اس دعوے کے دلائل ویدوں میں سے دکھلا کر کتاب بھی دعوے نکال لیا۔ تو کوشش کرنے سے ہی ... کسی کو سچے ہیں ہے کہ الگ کہلا سکتے ہے۔ نہیں تو یہ امر ویدکی فضیحت کا موجب ہوگا ... کے اثبات میں دلیل موجود نہیں ۔

ایک شخص شاہراہ پر کھڑا ہو کر دعویٰ سے کہے کہ میں ایم۔ اے ہوں۔ تو کیا راہ گذر اسکے دعوے کو سنکر قبول کر سکتے ہیں؟ تاوقتیکہ وہ دلائل نہ دے سند نہ دکھلائے ۔

جب ایسا کرنے (سند دکھلانے سے) سے وہ شخص عاری ہے۔ تو لوگ اس کو پاگل سمجھ کر آگے قدم بڑھا لینگے۔ وہ لاکھ سر پٹکے اس کی طرف ہرگز کوئی بھی التفات نہ کریگا ۔

اگر آریہ صاحبان بھی ویدوں میں سے دعویٰ اور دلائل نہ دکھلائینگے۔ اور خود ساختہ معیاروں سے کام نکالنا چاہینگے۔ تو ان کا حشر اس فرضی ایم۔ اے کی طرح ہوگا۔ پس اے آریہ صاحبان۔ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ویدوں کی عزت دنیا میں قائم رہے تو آپ پر واجب ہے کہ اول وید سے دعوے الہامی ہیں دکھلائیں۔ بعد اسکے اس دعوے کے دلائل بھی پیش کریں ۔

مگر ہم باواز بلند للکار کر دعویٰ سے کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسی کتاب دنیا میں موجود ہے۔ جو دعویٰ اور دلائل خود بیان کرے۔ تو وہ قرآن شریف ہی ہے۔ اگر اس قول کے صحیح ہونے کا امتحان کسی نے کرنا ہو۔ تو وہ دیکھے۔ براہین احمدیہ ہر چہار حصہ

اب اگر آریہ صاحبان ویدوں یا قدیم رشی منیوں کی تصنیفات سے ویدوں کے الہامی ہونے کے متعلق کوئی معیار نہیں دکھلا سکتے۔ تو یہ ان کی سراسر کمزوری اور لاچاری کا ثبوت ہے ۔

معزز ناظرین! اب ہم ان معیاروں کو لیتے ہیں۔ جو آریوں کے طبع زاد ہیں۔ اور دیکھتے ہیں کہ یہ معیار عقلی طور پر بھی صحیح سمجھے جا سکتے ہیں یا نہیں اور پھر وید بھی ان پر پورے اُترتے ہیں یا نہیں؟

سب سے اول ہم بانی آریہ سماج کی کتب سے ایسے معیار ڈھونڈتے ہیں۔ جو انہوں نے الہامی کتاب کے صحیح ہونے کے لئے ٹھہرائے ہوں۔ ان کے بعد دیگر آریوں کے معیار بھی نقل کر کے محک پر گھسیں گے

معیار دیانندی نمبر ۲ - سوامی دیانند ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۳۵ پر لکھتے ہیں :-

"جسطرح ایشور پاک تمام علوم کا جاننے والا بے نقش صفات فعل اور فطرت رکھنے والا عادل و رحیم وغیرہ صفات سے موصوف ہے۔ اسی طرح سے جس کتاب میں ایشور کے صفات فعل اور فطرت کے مطابق بیان ہو وہ ایشور کی بنائی ہوئی ہے اور نہیں ... نیز جس کتاب میں سلسلہ کائنات وغیرہ کا ثبوت نیک اور پاکیزہ منش لوگوں کے چال چلن کے خلاف بیان نہ ہو وہ ایشور کا کلام ہے۔"

واقعی جو شرائط سوامی جی نے الہامی کتاب کے لئے مقرر کی ہیں۔ نہایت ہی موزوں و صحیح ہیں۔ اور ہمارا ان پر صاد ہے۔ مگر کیا ان شرائط پر وید پورے اترینگے۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ہرگز نہیں قطعاً نہیں۔ یہ بتلانا ہمارا فرض ہے۔ دیکھئے۔ اس محولہ بالا عبارت سے دو باتوں کا پتہ چلا ۔

اوّل۔ وہ کتاب فعل اور فطرت کے مطابق صفات خداوندی کا اظہار کرے ۔

(دوم) انسانی پاکیزگی کے خلاف اس میں کوئی تعلیم نہ ہو۔ جب ویدوں کی تعلیم کی طرف نگاہ جاتی ہے تو وید ان شرائط کے عین خلاف تعلیم دیتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔

اول تو صفات خداوندی جو فعل اور فطرت کے مطابق ہوں۔ ان کو تناسخ ہی بیخ و بن سے اُڑا رہا ہے۔ اسی طرح قدامت مادہ و روح ۔

ان ہر دو عقائد کی جو کتاب تعلیم دیگی۔ کبھی اس کے لئے ممکن نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کی اعلےٰ صفات کا اظہار دنیا میں کر سکے۔ بلکہ ایسے عقائد کی معلم کتاب اللہ تعالےٰ کی صفات کا اظہار کرنے سے ہی محض قاصر ہوگی۔ تناسخ ایک ایسا عقیدہ ہے۔ جسکی رُو سے اللہ تعالےٰ کی ہستی مختارانہ کاموں اور ارادی قدرتوں سے اور اختیاری تصرفات اور ذاتی طاقتوں اور ذاتی قوتوں سے تا ابد تک معطل و بیکار عاجز و لاچار تصور کر لیا جائے اسطرح سمجھنے سے ہی مسئلہ تناسخ قائم رہ سکتا ہے

کیونکہ تناسخ کی رُو سے تمام کائنات عالم کا دارومدار انسانی افعال پر ہے۔ اس میں ایشور کے کسی ارادہ یا اختیار کا دخل نہیں۔ جتنی بھی اشیاء ہمارے مشاہدہ میں آتی ہیں۔ سب انسان کے پچھلے کرموں کا نتیجہ ہے خدا کی صفت رحمانیت کا کیا ذکر۔ عقیدہ تناسخ کی رُو سے ایسا زمانہ ممکن ہے کہ تمام جاندار نیک اعمال بجا لاکر معصومیت کے رنگ میں رنگین نظر آئیں۔ اور اُن سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو۔ تو ایسا ہو جانے پر اگر ویدک دھرم کے پیش کردہ ایشور کا ارادہ ہو کہ گھاس کا ایک تنکا ہی سا دوں تو وہ ہرگز کامیاب نہ ہو سکیگا۔ کیونکہ اسکے قبضہ میں کوئی گنہگار رُوح ہی نہیں رہی۔ جو نباتات بنتے۔ پس ویدوں کے پیش کردہ ایشور کی کمزوری و لاچاری اسی ایک عقیدہ سے ہویدا و روشن ہو رہی ہے اسی طرح قدامت روح مادہ کو مان کر خدا تعالیٰ کو ان کا محتاج سمجھنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر ازل سے رُوح اور مادہ کا وجود نہ ہوتا تو خدا خدائی کا حقدار نہ ہوتا۔ کیونکہ وہ خود تو اتنی قدرت و توانائی بقول آریہ صاحبان اپنے اندر نہیں پاتا کہ کوئی چیز بغیر انکی امداد کے خلق کر سکے۔ رُوح اور مادہ و تناسخ کی طفیل ہی خدائی کارخانہ چل رہا ہے۔ یہ نہ ہیں تو نعوذ باللہ خدا کی خدائی بھی معرض خطر میں پڑ جائے۔

معزز ناظرین! انصاف کی نگاہ سے دیکھ کر بتلائیں کہ سوامی جی کی الہامی کتاب کے لئے یہ شرط کہ وہ عقل اور فطرت کے مطابق صفات خداوندی کا اظہار کرے کہاں تک اس پر وید پورے اُتر سکتے ہیں۔

دوسرا معیار:- انسانی پاکیزگی کے خلاف اس میں کوئی بات نہ ہو۔ ہم اس پر زیادہ لکھنا پسند نہیں کرتے۔ صرف یہاں یہ بتلانے کے لئے کہ وید دنیا کے خلاف تعلیم ہے۔ مسئلہ نیوگ کی طرف اشارہ کئے دیتے ہیں۔ حق پسند اور غیور طبائع خود نتیجہ اخذ کرینگی کہ کہاں تک وید اس معیار پر نیوگ کی تعلیم کے ہوتے ہوئے پورے اُتر سکتے ہیں۔ پس ہر دو شرائط کی رُو سے جو خود سوامی جی نے پیش کی تھیں عقلاً و نقلاً وید الہامی ثابت نہ ہو سکے انشاء اللہ باقی معیار بھی اگلے نمبروں میں نقل کر کے ان کی اصل حقیقت کو بے نقاب کر کے دکھلایا جائیگا

ایک غیر احمدی کے سوالات کے جوابات

نمبر ۴

گذشتہ سے پیوستہ

یہ جوابات مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب ساکن ... ضلع لاہور نے رقم فرمائے۔ ایڈیٹر

سوال ۸- انت اسمی الاعلیٰ۔ تو میرا سب سے بڑا نام ہے اربعین ۲ صفحہ ۳۴ •

جواب۔ مقدمہ ۱۔ اللہ تعالیٰ کا اللہ اسم ذاتی ہے۔ اور باقی صفاتی ہیں۔ جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قل ھو اللہ احد اللہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد ۰ تو اے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کہدے کہ تمام کائنات کا حقیقی مالک و خالق وہ اللہ ہی ہے جو اپنی ذات و صفات میں یکتا و یگانہ ہے۔ اور وہ اللہ جامع جمیع صفات ہے۔ جو رب کے بے پرواہ ہے کسی ایک کا محتاج نہیں۔ کیونکہ محتاج ہونے کی اسمیں کوئی صفت نہیں۔ نہ وہ کسی سے جنا۔ اور نہ اس سے کوئی جنا گیا۔ اور نہ اسکی کفوؤں میں سے کوئی ہے۔ جو اسکو محتاج دیکھکر اللہ تعالیٰ کو محتاج مانا جاوے۔ اس سورہ میں اللہ تعالیٰ کے اسم ذاتی کی تشریح ہے اور اسماء صفاتی کی نسبت اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے۔ وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بہا۔ یعنے اللہ تعالیٰ کے صفاتی نام بھی ہیں۔ سو تم اسکو اپنی ہر ہر حاجت کے موافق اسکے صفاتی ناموں کے ساتھ پکارا کرو۔ جیسے یا رب یا رحمان یا رحیم۔ یا مالک یا خالق یا رازق یا نافع یا ضار یا شافی یا کافی یا محیی یا ممیت وغیرہا •

مقدمہ ۲۔ حمد اور تعریف مخلوق کی طرف سے غیر محدود اور لا انتہا زمانہ تک چلی جاتی ہے۔ اگر یہ حمد مخلوق کی طرف سے خالق کی ہو تو خلق کی یا حامد ہوگی یا احمد۔ اور خالق محمود ہوگا یا محمد۔ اسیطرح خالق کی طرف سے مخلوق کی ہو۔ تو خالق احمد اور مخلوق محمد ہوگی •

مقدمہ ۳۔ اللہ تعالیٰ عالم الغیب والشہادہ ہے وہ قبل از مخلوق علم ما کان و ما یکون کا جانتا تھا۔ اس نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہی روز اول میں ان کی خدمات و فنا فی اللہ کے حالات کو معلوم کر کے آپ کا نام آسمان پر محمدؐ رکھ دیا تھا یعنے جمیع صفات کاملہ میں حمد کیا گیا۔ اور تعریف کرنیوالا آپ کا آسمان پر اوّلاً و بالذات اللہ ہی تھا۔ اسلئے وہ احمدؐ ہوا یعنے بہت تعریف کرنیوالا۔ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود دنیا میں ظہور پذیر ہوا۔ اور اپنا نام منجانب اللہ الہام کیا ہوا سنا تو جھٹ اللہ تعالیٰ کی تعریف میں لگ گئے۔ یہاں تک کہ اس حمد میں فنا ہی ہو گئے۔ اور اپنی کسر نفسی اور قصور ہستی کا عذر کر کے فرمایا لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک یا اللہ میں تیری حمد اور ثنا جیسا کہ تو نے اپنی ذات پر اپنی حمد خود ہی کی ہے۔ نہیں کر سکتا۔ کیونکہ تو غیر محدود اور میں محدود ہوں۔ اس کا نام فنا لطری ہے۔ اسلئے آپکا بھی نام آسمان میں احمدؐ رکھا گیا۔ اسوقت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم احمد ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ محمد یعنے تعریف کرنیوالا اور تعریف کیا گیا۔ بعد تمہید ہر سہ مقدمات کے واضح ہو کہ حضرت مسیح موعود کا نام الہامات میں منجانب اللہ یا احمد کر کے پکارا گیا ہے۔ اور وہ پہلے ہی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو کر اپنی ہستی کو فنا کر چکے تھے اور فنا فی الرسول کے درجہ پر پہنچ گئے ہوئے تھے •

جس طرح آپ کا وجود آنحضرت صلے اللہ کا وجود فنا فطری کی حالت میں ہو گیا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صفات کا مظہر قرار دیا گیا۔ اسلئے آسمان پر آپکا نام محمد و احمد مشہور ہو گیا پھر فنا فی الرسول کے مرتبے سے ترقی کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو ہو کر ایسے اپنی ہستی کو فنا کیا کہ ... ہونے اللہ تعالیٰ کی صفات کاملہ کا مظہر بن گیا اسوقت حضرت مسیح موعود احمد ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ ... اللہ تعالیٰ نے ہی آپکی آسمان پر تعریف کی ... تعریف کی جس سے اللہ تعالیٰ ... محمد۔ اسی سے الہامات میں ...

[...]گیا ہے۔ اور احمد بھی۔ جس سے آپ فرماتے
ہیں ؎

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا ۔ منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

[...] اللہ تعالیٰ کا نام مشتاق احمد ہی ہے۔ اور محمد بھی
[...] لئے آپ کو الہام میں محمد۔ احمد پکار کر کہنے سے انت
[...] الاعلیٰ کہنا صحیح ہو گیا۔ نیز چونکہ آپ بعض صفات
[...] کے مظہر ہیں۔ جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
[...] طرح قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
[...] بالناس لرؤف رحیم فرمایا گیا۔ ویسا ہی الہاماً
[...] آپ کو بھی۔ نیز الہامات میں ملہم من اللہ کا کوئی
[...] نہیں ہوتا۔ پس مسیح موعود محمد احمد رؤف رحیم
[...] انت اسمی الاعلیٰ کے مصداق ہو گئے۔ پھر آپکے
[...] پر اعتراض کرنا اللہ تعالیٰ ہی پر اعتراض کرنا
[...] نیز اس الہام کے اور معنے بھی ہو سکتے ہیں
[...] انت اسمی الاعلیٰ تو میرے نام کو بہت بلند کرنے
[...] ہے۔ علی یعلو جیسا کہ لازمی باب سے ہے متعدی
[...] ہے۔ کیونکہ باب لازمی کا مجہول اور مفعول نہیں
[...] لیکن اس کا مجہول آجاتا ہے۔ جیسے الحق یعلو و
[...] پس اس معنے کرنے میں کسی معترض کو اعتراض
[...] گنجایش ہی نہیں ہے۔ فتامل ✣

سوال ۹۔ انت من ماءنا وھم من فشل
[...] پانی سے ہے۔ اور دوسرے لوگ خشکی
[...] اربعین نمبر ۳ صفحہ ۳۴ پر الہام صفحہ ۳۴ پر ہے
[...] صفحہ ۳۵ پر۔ یہ الہام بھی از قبیل مجازات و
[...] استعارات کے۔ اس کو ظاہر پر حمل کرنا منشا الہام پر
[...] ہے۔ جو موجب فتنہ اور باعث گمراہی ہے
[...] اول صحیح اس کی یہ ہو سکتی ہے کہ قرآن کریم میں
[...] وحی الٰہی کو بارش کے پانی سے تشبیہ دی گئی ہے
[...] سلسلہ روحانی کو سلسلہ جسمانی کے مشابہ کیا گیا ہے
[...] بارش سے زمین زندہ ہو کر سرسبز ہو جاتی ہے
[...] طرح وحی والہام سے ملہم کا دل زندہ ہو جاتا
[...] مسیح موعود نے اس قسم کی آیات قرآنیہ کو
[...] براہین احمدیہ میں یکجا جمع کیا ہے۔ من امادلاع
[...]

علاوہ بریں یہ امر بدیہات سے ہے کہ تمام اشیاء
کا (روحانی ہوں یا جسمانی) سب کا مالک اللہ تعالیٰ
ہی ہے۔ اور اسی کی طرف سب کی نسبت ہے۔
پس روحانی و جسمانی پانی اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں۔ پھر
اگر اس الہام میں فرمایا ہے۔ کہ یہ سبزی زمین کی ہمارے
پانی سے ہے۔ اور اس ملہم کا دل ہمارے پانی سے زندہ
ہوا۔ تو پھر ایسے استعارات الہامیہ خدا تعالیٰ کی طرف
سے کیوں نہ جائز ہوں۔ تو ہمارے پانی سے ہے۔ اور
وہ لوگ خشکی سے۔ یعنے تو ہمارے پانی الہام سے
پرورش پا رہا ہے۔ اور دوسرے لوگ خشک عقل پر چلتے
ہیں۔ تلاؤ اس الہام پر کیا اعتراض ہے۔ واقعی ملہم
من اللہ کو الہام الٰہی کا پانی روزمرہ ملتا رہتا ہے جس
سے اس کی کھیتی ایمان و عرفان سرسبز ہوتی رہتی ہے
اور دوسرے لوگ جو اپنی عقلوں کے دلدادہ ہیں جن پر
روحانی پانی نہیں گرتا۔ خشک زراعت کی طرح ہیں پھر
اس الہام پر اعتراض کرنا قلت تدبر سے ناشی ہے۔
اللہ تعالیٰ ہدایت کا نصیب فرماوے۔ اور آتش تعصب و
حسد کو ٹھنڈا فرماوے۔ آمین یارب العالمین۔

سُن لے میرے پیارے یہ کشف و الہام سارے
آیات قرآنی کے مخالف نہیں ہیں۔ بلکہ موافق و مطابق
ہیں۔ جیسا کہ ہر ایک سوال کے جواب میں یہ بحث بسط لکھی
گئی ہیں۔ آپ کو چاہیئے۔ کہ کتاب فتوح الغیب و
تذکرۃ الاولیاء کا بہت مطالعہ رکھا کریں : فقط
والسلام علے من اتبع الہدیٰ۔ وآخر دعوٰنا ان الحمد
للّٰہ رب العٰلمین

پٹیالہ میں

ورود مسعود حضرت محمود

مفصلہ ذیل نظم قاضی اکمل صاحب نے جماعت پٹیالہ کی
طرف سے پڑھی :-

مبارک ہو کہ محمود زمن آیا ہے پٹیالے
خلافت کی ردا دوش حیا پر ناز سے ڈالے

محمد دیکھنے کا شوق تھا احمد میں دیکھا ہے
اب احمد دیکھنے والا اسے محمود میں پالے

مبارک ہو کہ موعود خدا خود چل کے گھر آیا
نگاہ شوق گر ملے ملے دل شیدا قدم جا لے

عیاں ہے سورۂ والشمس کی تفسیر چہرے سے
سواد زلف میں واللیل کے معنے ہیں پڑھوا لے

بجز کچھ شپرہ چشموں کے سب نے نور یہ دیکھا
کہ اصحاب بصیرت ہو رہے ہیں اسکے متوالے

کسی چابی سے کھلنے میں نہیں آتے نہیں آتے
الٰہی ان دلوں کو کھول کیسے لگ گئے تالے

وہ شرح صدر سے ایمان لائیں پاک احمد پر
بشیر احمد شریف احمد ہیں جسکے گیسوں والے

مسیح وقت نے اسلام کو پھر زندہ فرمایا
نہیں تو پڑ رہے تھے ہم کو اپنی جان کے لالے

ترقی ہر طرح کی ہے اسی دامن سے وابستہ
یہیں سے دین سنبھالے یہیں آکے دنیا لے

صحابہ نے جو پایا ہمنے بھی واللہ پایا ہے
جسے کچھ شک ہو وہ بھی ماکر انعام سب پالے

دُعا کر بارگاہ کبریا میں اے میرے آقا
کہ پھیلے احمدی مذہب ہمارا خوب پھیلا لے

تصدق تجھ پہ جائیں احمدی خدام کی ہو لی
مرے مرقد مرے ہادی میرے او قادیان والے

تاریخی شذرات

ایک نو مسلم کی شر انگیزیاں

علاقہ گجرات کے ایک نو مسلم لڑکے کو خسرو خاں کا خطاب دے کر مبارک خلجی نے اپنا ن و ایمان اور ملک و حشمت اسکے سپرد کر دیا۔ درنہ جانا کہ قبل از امتحان اس درجے کا اعتماد آن مجید کی تعلیم کے برخلاف ہے۔
اس غلطی کا جو خمیازہ اسکو اٹھانا پڑا۔ وہ سب کو لوم ہے۔ اسے گورنر جنرل بناکر مالابار کی فتح مور کیا۔ جہاں اسنے اپنے ہاتھ خوب ہی رنگے سلامی سوداگروں کا مال لوٹ لیا۔ اور پھر بغاوت خیالات دماغ میں سماگئے۔ مگر تمرد و سرکشی کو یں لانے کے لئے بھی ایک جرأت اور ہمت ہے۔ جب شکایتیں سلطان کے حضور پہونچیں ٹ حاضر ہوا۔ اور ٹسوے بہاکر اپنی بریت کی تو اسلام پر فدا ہوں۔ حضور کی نوازش خسروانہ حسد کرکے مجھ پر چغلیاں کھاتے ہیں مبارک ر گیسوئے پیچاں تھا۔ یہ بیان سچ مان لیا۔ ں ہوا خواہوں کو قتل کرا دیا۔
میدان خالی پاکر خسرو خاں نے خوب پر پرزے ۔ اور مسلمانوں کے مقابل نامسلمانوں کے اپنے لگا۔ اور بالآخر اپنی کو دربار میں بھرتی یہاں تک اس کی اپنی قوم کا ایک خاصہ لیا۔ جو بقول فرشتہ چالیس ہزار سوار تھے۔ شاہ کے منصوبے گانٹھنے لگا۔ اور اس اس نے خاص محل شاہی میں اپنا عمل دخل ۔ اور لطائف الحیل سے اس کی قفل برداری ی اپنے قبضہ میں کر لیا ۔
ضیاء الدین نے اصل معاملہ سے بادشاہ ی۔ اور خطرہ سے آگاہ کیا۔ مگر اس کا فائدہ بجز اسکے اور کچھ نہ ہوا۔ کہ اپنی جان کو خطرے میں ڈال لیا۔ کیونکہ مبارک خلجی کی دیوانگی کا یہ عالم تھا کہ جو واقعہ ہوتا بے کم وکاست خسرو خاں سے کہدیتا اور وہ مکر و فریب سے اس کا اثر محو کر دیتا۔ اور اس طرح برے منصوبے عملی صورت میں لانے کا موقعہ مل جاتا۔ اور وہ برابر کامیاب ہوتا رہتا۔ آخر ایک رات قاضی ضیاء الدین جب پہرے والوں کی دیکھ بھال کے لئے رات کو آیا۔ تو خفیہ سازش منصۂ ظہور میں آئی۔ اور اسی خسرو کے ہمقوم ایک شخص جاہر نے تلوار کے ایک ہاتھ سے اس کا فیصلہ کر دیا۔ جب شور اٹھا۔ تو بادشاہ جسے محل میں خسرو خاں نے باتوں میں لگا رکھا تھا۔ چونکا ہوا اور پوچھا یہ کیا شور ہے تو خسرو نے باہر نکل کر اندر غلط رپورٹ سنائی۔ کہ کچھ نہیں۔ اصطبل میں گھوڑوں کے چھوٹ جانے سے ایسا ہوا۔ اتنے میں چند شورہ پشت باغی اندر گھس آئے۔ اور خسرو خاں نے شہ پاکر جھٹ آنکھیں بدل لیں۔ اور بادشاہ کو بالوں سے پکڑ کر گھسیٹا۔ بادشاہ نے بہتیرے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر اتنے آدمیوں کے مقابل کیا کر سکتا تھا۔ اسی جاہر نے تلوار چلائی۔ اور بادشاہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بعد حرم سلطانی میں جو ستم انہوں نے ڈھائے۔ ان کو دہرانا نامرغوب ہے۔ تمام مستحقان سلطنت کو چن چن کر قتل کر دیا۔ اور مبارک کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ اور باقی عورتوں کو اپنے بھائی بندوں میں تقسیم کر دیا ۔
تخت پر بیٹھ کر جو اودھم مچایا۔ خدا کی پناہ کہتے ہیں۔ مسجدوں میں بت رکھوا دئے۔ تاکہ ہندو اپنے مذہبی خیال کے مطابق وہاں پوجا کریں۔ اور قرآن مجید سے کرسیوں کا کام لیا۔ گاؤکشی مطلق بند کرا دی۔ آخر ایک سلطانی نمک خوار غازی بیگ نے اس کی سزا دہی پر کمر باندھی۔ اور چند وفادار سپاہیوں کو ساتھ لے کر اس پر حملہ کر دیا۔ بزدل خسرو میدان جنگ سے بھاگا۔ اور جہیں پکڑ کر ایک مقبرہ [illegible] چند روز چھپا رہا۔ بھوک سے بیتاب ہوکر ایک شخص کو اپنی انگوٹھی اتار کر دی کہ بازار سے کھانا لاوے۔ راز طشت ازبام ہو گیا۔ اور پولیس نے گرفتار کر لیا۔ اور شاہ کی قصاص میں مارا گیا ۔

کیا اسلام بزور شمشیر پھیلا

اس سوال کا جواب ہرگز "نہیں" ہر انصاف پسند شخص کے منہ سے نکلتا ہے۔ صحابہ کرام کا زمانہ تو نوری زمانہ تھا۔ کئی صدیاں بعد کے واقعات پر بھی غور کریں تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسلام اپنے باطنی محاسن کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کی ولایت پر متصرف ہوتا رہا ۔

پہلا واقعہ

سندھ کے راجہ داہر کی فوج۔ محمد بن قاسم ثقفی سے لڑ رہی ہے۔ اور ایک دستہ اسلامی اخلاق پر فدا ہوکر ایمان لاتا ہے۔ اور اسی وقت اپنے ہندو بھائیوں کے مقابل میں مصروف کارزار ہوتا ہے۔ کیا جو لوگ بہ جبر و اکراہ مسلمان کئے جائیں۔ ان میں یہ تدرج پیدا ہو سکتی ہے کہ وہ اپنے ہمقوم بھائی بندوں پر تلوار اٹھائیں ۔

دوسرا واقعہ

حضرت عمر بن عبد العزیز کے عہد معدلت مہد میں جب سندھ کے راجوں کے پاس اسلامی مبلغین پہونچے۔ تو ان میں سے راجہ داہر کا بیٹا جے سیہ چند دیگر سرداروں کے ساتھ اسلام لایا۔ اور پھر ان کے اتباع میں اس کی قوم کے کئی سو بلکہ ہزار اشخاص اسلام لے آئے کیونکہ اسلامی اخلاق اپنا گہرا نشان کے دلوں پر جما چکے تھے۔ اور ان لوگوں کے لئے معمولی سی تحریک ہی کی ضرورت تھی ۔

تیسرا واقعہ

سلطان محمود۔ قنوج کے فتح کے ارادہ سے روانہ ہوتا ہے۔ اور اپنی [illegible] لاکھ فوج کو کوہستان ہمالیہ کے دامن سے نکال لے گیا۔ واپسی پر مہاون آباد کے علاقہ کا راجہ اپنی خوشی سے فوج سمیت ایمان لایا اور ... لاکھ [illegible] پیش کیا۔ ...

اسپر کو ئسا جبر ہوا ۔

بتکدوں میں چاندی سونا

سومنات کہتے ہیں کہ جہاں سومنات تھا۔ وہاں دوسو من وزنی سونے کی زنجیر لٹکتی تھی۔ اور جب سلطان محمود نے اُسے توڑا۔ تو دس کروڑ کا مال اسکے پیٹ سے نکلا۔ ساٹھ کے قریب ستون جواہرات سے مرصع۔ اور بھنڈاریوں پجاریوں۔ اور گانے والے مرد عورتوں کا تو کچھ حساب نہیں ۔

متھرا کے بُت کہتے ہیں کہ دو سو کے قریب چاندی کے بُت تھے۔ جن کی چاندی سو اونٹ سے بھی اٹھانی دشوار تھی۔ بعض بتوں کی آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ جنمیں سے ہر ایک یاقوت نصف لاکھ دینار سے کم کا نہ ہوگا۔ اور بعض کی ٹانگیں ایک من سونے کی تھیں۔ اور ایسے سونے کے بتوں پر گیارہ بارہ من پختہ سے زیادہ سونا لگا ہوا تھا۔ اور یوں یہ دولت مفت میں اپنے صحیح مصرف سے رکی ہوئی تھی ۔

نگرکوٹ کا خزانہ دس فٹ لمبا اور اس سے پانچ گنا چوڑا مکان سونے روپے سے بھرا ہوا تھا۔ اور بیس پچیس من جواہرات اور کئی سو سونے چاندی کے برتن اس مندر میں مدفون تھے۔

ملتان کا بُت کہتے ہیں۔ محمد بن قاسم جب قلعہ ملتان کو فتح کر چکا۔ تو ایک برہمن کی مخبری سے ایک بُت خانہ کا پتہ ملا جسمیں سونے کا بت تھا۔ اور علاوہ اس کے چالیس پچاس دیگیں سونے کی مدفون ملیں۔ کئی ہزار بت رکھے تھے۔ بڑا بُت کوئی اڑھائی سو من وزنی ہوگا۔ اٹھارہ ہزار من سونا زمین میں دبا رکھا تھا۔ مسلمانوں نے لیسے تمام اموال رفاہ عام کے کاموں میں خرچ کر دئے۔ اور رعایا خوشحال ہوگئی

دعا کا اثر جو کام اسباب کے ذریعے محال نظر آتا ہو یا ناممکن۔ وہ دُعا کے ذریعے آسان ہو جاتا ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے

بعد بھی بہت سی مثالیں اس کی ملتی ہیں

راجہ کالنجر۔ سلطان محمود کے مقابل میں نصف لاکھ پیادہ تہائی لاکھ سوار اور پونے ہزار کے قریب ہاتھی لے کر نکلا۔ سلطان نے جب دیکھا کہ یہاں اسباب کام نہیں دیتے۔ تو وہ آستانہ الوہیت پر نہایت عاجزی سے گرا۔ اور گڑگڑا کر دعا مانگی۔ صبح سویرے کیا دیکھتا ہے۔ کہ راجہ سب ساز و سامان یہیں چھوڑ کر بے حواس کہیں راتوں رات بھاگ گیا ہے۔ یہ الٰہی قدرت کی کرشمہ سازیوں کا ایک ادنےٰ نمونہ تھا۔ جسے مادہ پرست ظاہر پرست ظاہر بین مشکل باور کر سکتے ہیں۔ مگر اسلامی تاریخ میں اس کی بیسیوں مثالیں مل سکتی ہیں ۔ (الحسن)

ایک خاص عنایت

نے

تبلیغ رسالت جلد اول کیواسطے ایک مخلص بھائی نے مبلغ پچاس روپے۔ اس شرط پر عطا فرمائے ہیں کہ تبلیغ رسالت کی ایک سو جلد نصف قیمت پر غیر احمدیوں کو دیجاوے۔ خدا تعالےٰ ایسے باہمت دوستوں کو اس سے زیادہ توفیق خدمت دین کی عطا فرماوے واقعی غیر احمدیوں کو اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ مگر وہ شاید ہی اسکو خریدیں۔ پس ہمارے دیگر احمدی دوست نصف قیمت میں سو جلد خرید کر اپنے غیر احمدی دوستوں کو تحفہ دیں۔ ایسی ہمت اگر دوسرے دوست بھی کریں تو بہت سی جلدیں غیر احمدیوں میں تقسیم ہو سکتی ہیں۔ اس مبارک مہینہ رمضان میں یہ صدقہ بھی صاحب وسعت احباب کریں تو دوہرا ثواب ہوگا ۔

خزینہ فضل اکسیر حسین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے تیار کیا گیا ہے۔ جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر رہ دار البقاء لیتی تھی جنکے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے۔ یا مُردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی انکا میں بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور فوائد کے لئے دعا کریں قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑبال ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے

المشتہر نظام جان دعبد الرحمٰن کاغانی قادیانی [illegible]

[illegible] پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور [illegible] قاسم علی پبلشر نے شائع کیا ۔

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی

جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان [illegible]

فاروق

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۱۱ جولائی ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۷

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ۵ جون کو خراب رہی۔ پیچش کی پھر کسی قدر شکایت ہو گئی۔ مگر الحمد للہ کہ جلد آرام ہو گیا۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بفضلہ تعالےٰ بخیریت ہیں۔

بوجہ امساک باراں غلہ گراں اور موسم گرم ہو رہا ہے۔

فاروق کا یہ پرچہ جیسا کہ گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا۔ سہ ماہی رواں ابتداء ے جولائی لغایت ۳۰ ستمبر ۱۹۱۸ء کے لئے وی پی ارسال ہو گا۔ مگر بوجہ عید الفطر وی پی نہیں کیا گیا۔ اور دوبارہ احباب کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگلا پرچہ سہ ماہی رواں کے واسطے عمر کا وی پی کیا جائیگا۔ خریداران فاروق عید کے موقعہ پر فاروق کی عیدی بچا لیں۔ اور وی پی جس وقت آئے۔ فوراً وصول فرما لیں۔

ناظرین فاروق کو عید مبارک ہو۔ اور فاروق کا خیال رہے۔

منیجر

اس وقت بوجہ گرانی کاغذ پیسہ کی ضرورت ہے۔ اور فاروق کی اشاعت بڑھانے کی طرف بھی توجہ فرما دیں۔

رسالہ احمدی

کے دوبارہ اجراء کی واسطے فاروق میں بار بار اعلان کیا گیا ہے۔ بعض احباب نے اس کی دوبارہ اجراء پر نہایت خوشی منائی ہے۔ اور جو صلاح مراسلات ارسال فرمائے ہیں۔ مگر باایں ہمہ خاکسار نے جو لکھا تھا۔ کہ جب تک پانسو درخواستیں پوری نہ ہو جاویں۔ رسالہ جاری نہیں ہو سکتا۔ اب تک یکصد سے زیادہ درخواستیں نہیں آئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ دوستوں کو اس کی اطلاع کم ملی ہے۔ اسی واسطے درخواستیں بھیجنے میں کمی کی ہے۔ حالانکہ صرف درخواستیں منگائی ہیں۔ کوئی قیمت پیشگی نہیں مانگی گئی۔ پھر نہ معلوم کہ صرف درخواستیں بھیجنے میں کیوں دیر ہے۔ اب میں یہ آخری اعلان احمدی کے متعلق کرتا ہوں۔ کہ اگر اب بھی درخواستیں پانسو نہ پوری ہوئیں۔ تو پھر اس ارادہ کو منسوخ کر دوں گا۔ اور [illegible]

...ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اور نہ یہ رسالہ ... کے مفید ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ قوم اس طرف توجہ نہیں کرتی۔ اس کی قیمت صرف دو روپیہ سالانہ ہوگی۔ چونکہ استطاعت احباب سے ایک ایک روپیہ کر کے ششماہی بذریعہ منی آرڈر وصول کی جائے گی۔ اور رسالہ مہینہ میں ایکبار بالتعیین تاریخ نکلا کرے گا۔ پہلا رسالہ بشرطیکہ پانسو درخواستیں پوری ہو جاویں۔ تو اگست ۱۹۱۸ء میں شائع کر دوں گا۔ جو انشاء اللہ قابل دید ہوگا۔ اور بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔

تبلیغ رسالت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بار اور بڑے بڑے اشتہارات جو آپ نے ۱۸۸۵ء سے لیکر مارچ ۱۸۹۱ء تک کے ہیں۔ جلد اول میں محفوظ کر دیئے گئے ہیں۔ اور یہ جلد اول ۱۹۔ مئی ۱۹۱۸ء کو شائع ہو گئی ہے۔ جن جن کی قیمت پیشگی آئی ہوئی تھی۔ ان سب کے نام ارسال ہو چکی ہے اور جدید خریداروں کو بھی جا رہی ہے۔ یہ ایک جواہرات کا خزانہ ہے جس کا ہر ایک احمدی کے پاس ہونا ضروری ہے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک صرف ایک روپیہ اصل لاگت کے قریب رکھی ہے۔ بوجہ گرانی کاغذ دوسری بار اس کا چھپوانا مشکل ہے۔ احمدی دوست بہت جلد اس دُرِ بے بہا کو منگا کر ملاحظہ فرماویں۔

دوبارہ شکریہ احباب

تبلیغ رسالت کی اشاعت میں سب سے اول اور سب سے بڑھکر سلسلہ کے مایہ ناز مکرمی سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب سکندرآبادی نے حصہ لیا۔ اور آپ نے ۲۵ جلدیں ہر ایک حصہ کی خرید فرمائیں کل دس حصے اس کتاب کے ہونگے۔ اور ہر ایک حصہ ۱۶۰ صفحہ کا ہوگا۔ جس کی قیمت صرف ایک روپیہ فی حصہ اور کل کتاب کی دس جلدوں کی دس روپیہ ہے۔ اس حساب سے آپ نے ۲۵۰ روپیہ کی جلدیں خرید فرمائیں اور علاوہ ازیں ایک بیش قیمت عطیہ اس کی امداد میں دیا جسکے اظہار کی اجازت نہیں دی۔ اللہ تعالیٰ اس پرجوش اور مخلص بزرگ کو اس سے زیادہ شوق اور توفیق دین کی خدمت کی عطا فرمائے۔ آمین

سیٹھ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ تبلیغ سلسلہ کے کام میں لگے رہتے ہیں۔ اور عمدہ عمدہ انگریزی اور گجراتی اور اردو میں کتابیں خود لکھکر اعلیٰ کاغذ پر طبع کرا کر مجلد کر کے اپنی قوم اور علاقہ میں اور نیز غیر احمدیوں میں تقسیم فرماتے رہتے ہیں۔ آپ کو یہ جوش ہے کہ تمام دنیا ایک دم احمدی ہو جائے۔ اور حضرت احمد علیہ السلام کو قبول کر کے خدا کے سلسلہ میں شامل ہو جائے۔ ابھی آپ نے ایک ٹریکٹ انعامی تبلیغ دس ہزار روپیہ کا تصنیف فرما کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت میں تقسیم کیا ہے جس کا اقتباس آئندہ انشاء اللہ ہم کسی پرچہ میں دینگے۔ غرضیکہ درمے۔ قدمے۔ قلمے آپ ہمہ تن تبلیغ سلسلہ میں مصروف ہیں۔ خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں احباب ان کی صحت اور ترقی دینی و دنیاوی کے واسطے بہت دعائیں کریں۔ اسی طرح اخویم سیٹھ حسن صاحب بیڑی مرچنٹ نے تبلیغ رسالت کے ہر حصے کی ۲۵-۲۵ جلدیں خرید فرمائی ہیں۔ اور قیمت پیشگی عطا فرما دی ہے۔ آپ نے بھی ۲۵۰ کی جلدیں خرید فرمائی ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

اسی طرح مخدومی مولوی محمد ابو الحمید صاحب حیدرآبادی نے ہر ایک حصہ کی ڈبل قیمت عطا فرمائی ہے۔ اور آپ ہمیشہ سلسلہ کے خادموں اور کاموں کی امداد میں بیش از بیش حصہ لیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ترقی دارین عطا فرمائے۔ ایسا ہی مکرمی ڈاکٹر سید ولایت شاہ صاحب اسسٹنٹ سرجن افریقہ نے پچاس روپیہ امداد تبلیغ رسالت میں عطا فرمائے۔ خدا تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

ایک دوست نے جو اپنے نام کا اظہار نہیں چاہتے پچاس روپیہ اسلئے عطا فرمائے ہیں کہ سو جلدیں تبلیغ رسالت جلد اول کی غیر احمدیوں کو نصف قیمت میں دی جائیں۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کاموں سے وہ لوگ خوب واقف ہو جائیں۔ اسکے متعلق میں نے گذشتہ اشاعت میں تحریک کی تھی کہ صاحب وسعت احمدی احباب نصف قیمت پر تبلیغ رسالت جلد اول خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ غیر احمدی تو ایک پیسہ خرید کر بھی ہماری کتابوں کو نہیں پڑھتے۔ اسلئے ثواب تبلیغ حاصل کرنے کیلئے احمدی دوست ہی ہمت کر کے سو جلدیں خرید کر غیر احمدیوں میں تقسیم کریں۔ اس ماہ مبارک میں پچاس روپیہ عطا فرمانے والے دوست نے ڈبل ثواب حاصل کیا ہے۔ امید ہے کہ دوسرے دوست بھی اس پر توجہ کرینگے۔

دو اشتہار

شملہ کی جماعت کے دو اشتہار مولوی ثناء اللہ امرتسری کے متعلق مفید شائع کئے ہیں۔ ایک تو مولوی عمر الدین صاحب شملوی نے شائع کیا ہے۔ جس کا عنوان ہے "ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار" اور دوسرا اشتہار منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ نے شائع کیا ہے جس کی سرخی ہے "آخری فیصلہ یا دعا مباہلہ اور ثنائی فرار" یہ دونوں اشتہار دیگر احباب بھی جہاں امرتسری معاند کا اثر ہے منگا کر تقسیم کریں تو مفید ہونگے۔ مولوی عمر الدین صاحب والا اشتہار بحساب ۴ر روپیہ فیصدی اور منشی برکت علی صاحب والا اشتہار بحساب ۳ر سینکڑہ قیمت بھیجکر یا بذریعہ ویلیو پی ایبل ہر دو صاحبان سے طلب فرماویں۔

پتہ ہر دو صاحبان کا یہ ہے:

مولوی عمر الدین صاحب دفتر انڈین میڈیکل سروس ڈیپارٹمنٹ شملہ

منشی برکت علی صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ شملہ

نوٹ کر لو

بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تمام تصانیف معہ دیگر احمدیوں کی تصنیفات کے فاروق بک ایجنسی قادیان سے بذریعہ قیمت طلب پارسل مل سکتی ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۱ر جولائی ۱۹۱۸ء

کیا مسیح موعود علیہ السلام نے گدی کی بنیاد رکھی؟

اللہ تعالیٰ کے بندے ہمیشہ خدا تعالیٰ کے امر کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ وہ اپنی طرف سے کسی طرف کبھی کبھی قدم نہیں اٹھاتے جب تک حضرت احدیت کی طرف سے انہیں کسی کام کے لئے مامور نہیں کیا جاتا۔ وہ کبھی بھی اس میں دخل نہیں دیتے۔ وہ خود سلیم طبع رکھتے ہیں۔ اور خدا کی رضاؤں پر تبلیغ سب امور پر مقدم کر لیتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بتوں میں رہتے تھے۔ کبھی کسی کو کچھ نہیں کہتے تھے۔ بت پرستی سے آپ کو بچپن سے سخت نفرت تھا اور کسی تاریخ سے اس بات کا ثبوت ہرگز نہیں ملتا۔ کہ آپ نے کبھی بھی بت پرستی کا ارتکاب کیا ہو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس سے محفوظ اور معصوم رکھا۔ مگر جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو حکم نازل نہیں ہوا۔ کہ ان کفار کو بت پرستی سے روک دو۔ آپ نے کسی کو اس سے منع نہیں فرمایا پھر جب خدا کا حکم آپ کے نام آ پہنچا۔ تو پھر آپ نے اس کے پہنچانے میں ذرا بھی کوتاہی نہیں کی۔ اور تمام اپنے بیگانے آپ کے جانی دشمن ہو گئے۔ مگر حکم خداوندی کے پہنچانے میں اس سے نہیں ڈرتے۔ الذین یبلغون رسالات اللہ ویخشونہ ولا یخشون احداً الا اللہ وکفی باللہ حسیبا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغاموں کو پہنچاتے ہیں۔ اور اسی سے ڈرتے ہیں۔ اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔ اور اللہ کافی حساب لینے والا ہے *

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسلمانوں کے عام عقائد پر قائم رہے۔ اور آپ نے کبھی بھی سر مو ان کے عقائد سے اختلاف نہیں فرمایا۔ حتیٰ کہ آپ حیات مسیح کے عقیدے کو بھی مانتے رہے۔ اور براہین احمدیہ میں آپ نے اس کو لکھ بھی دیا۔ حالانکہ مسیح موعود کے متعلق الہامات آپ پر نازل ہو رہے تھے۔ آخر جب آپ کو بڑے زور سے اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھا دی۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا گئے ہیں۔ اور یہ کہ مسیح موعود اس امت میں سے آئے گا۔ اور وہ آپ ہی ہیں۔ تو اس متواتر وحی الٰہی کے بعد آپ نے قرآن و حدیث کی طرف توجہ مبذول فرمائی۔ تو قرآن و حدیث کو بھی وحی الٰہی کا مصدق پایا۔ حضور نے سر سید کی طرح عقلی سہارہ پر وفات کا مسئلہ نہیں مانا بلکہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مسئلہ سمجھایا اسی لئے حضور علیہ السلام کی جماعت قائم ہو گئی۔ اور سر سید کی کوئی جماعت قائم نہیں ہوئی۔ گو یہ بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور نے پیر پرستی کی بنیاد ڈالی۔ مگر یاد رہے کہ حضور کی طبیعت میں پیر پرستی بالکل نہ تھی۔ بلکہ اسکے سخت مخالف تھے آپ نہ رہتے تھے۔ چنانچہ آپ کا کسی کے ہاتھ پر بیعت نہ کرنا صاف اس بات کی شہادت ہے۔ آپ کو خود اللہ تعالیٰ نے بذریعہ الہام حکم دیا کہ آپ لوگوں سے بیعت لیں ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم۔ جو تجھ سے بیعت کرتے ہیں۔ وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ آپ نے بیعت کی بنیاد الہام الٰہی پر رکھی ہے یہ وہی الہام ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہوا تھا۔ اور اس میں یہ اشارہ مضمر تھا کہ یہ پیر پرستوں کی بیعت نہیں ہے بلکہ عین منہاج نبوت پر بیعت کی گئی ہے۔

پھر حضور علیہ السلام نے الوصیت لکھ کر تاکید تاکید فرمادی کہ میرے نام پر میرا جانشین جسکو کم از کم چالیس مومنین انتخاب کرینگے بیعت لے۔ کیا یہ پیر پرستی کی بنیاد ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ دیکر شرف ... کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ دنیا کی سعید روحوں کو توحید کی طرف کھینچے۔ اس میں صاف اشارہ فرما دیا کہ کوئی ہمارے سلسلہ پیری مریدی کو پیر پرستی سے مشابہت نہ دے۔ کیونکہ سعید روحیں آفاق سے توحید کی طرف کھینچی آئیں گی۔ اور میرے سلسلہ میں منسلک ہونگی۔ وہ لوگ اس خدا سے ڈر جائیں۔ دلوں کے اسرار سے خوب واقف ہے۔ اور یہ بات کہہ سکتے نہیں رکتے۔ کہ قادیان اب صرف گدی رہ گئی ہے۔ اگر یہ گدی بن گئی ہے۔ تو اس کی بنیاد خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے رکھی ہے۔ کیونکہ آپ نے اس قادیان کو اپنے سلسلہ کا مرکز بنایا ہے۔ اور فرمایا کہ ہمارے مرنے کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہے گا اور قدرت ثانیہ کا وعدہ دیا۔ جو کہ آپ کی وفات کے ساتھ شروع ہونے والی تھی۔ یہ بات صاف الوصیت میں لکھی ہوئی ہے۔ چنانچہ آپ کی وفات مبارک کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے تمام ممبروں نے بالاتفاق اپنے ہاتھ باندھ کر حضرت سیدی مولانا مولوی نورالدین صاحب رض سے عرض کی۔ کہ حضور علیہ السلام کے جانشین ہیں۔ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح حضرت خلیفۃ المسیح کی اطاعت کرینگے۔ اور تمام جماعت احمدیہ آپ کے ہاتھ پر احمد کے نام سے بیعت کریگی۔ کیا یہ گدی تھی۔ تو پھر کس نے اس کی بنیاد ڈالی۔ خود اللہ تعالیٰ نے قدرت ثانیہ کا وعدہ دے کر خلافت راشدہ کو قائم کر دیا۔ اور ایک صدیق کھڑا کیا۔ جیسے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو کھڑا کر دیا تھا۔ اگر یہ گدی ہے۔ تو اس گدی سے مشابہ ہے۔ جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قائم کی اور یہ بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے قائم کی۔ جو اس کو گدی کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ وہ خدا کو خود بالائے طاق رکھ کر کہتا ہے۔ اگر اس کا اللہ پر ایمان ہے جس نے حضرت احمد قادیانی علیہ السلام کو بھیجا۔ اور اس کے لئے سبز اشتہار میں ارسال خلفا کی پیشگوئی کر چکا ہے چنانچہ حضرت صاحب نے دو طریق انزال رحمت کے بیان فرمائے ہیں۔ ایک صبر کا جو کہ بشیر اول کی وفات سے

دوسرا طریق انزال رحمت کا کہ اللہ تعالیٰ محمود کو فضل عمر کے نام سے خلیفہ بنائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے بہتوں کو شفا بخشیگا۔ اور بہت سی روحیں روحانی بیماریوں سے نجات پا جائینگی۔ اب وہ لوگ ذرا سوچ کر اس وادی میں قدم رکھیں۔ کیونکہ خلیفہ منصوص وموعود کا انکار بہت دور تک پہنچتا ہے۔ ماکان لہم ان یدخلوھا الا خائفین۔ ان کو نہیں چاہئیے تھا کہ اس میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ڈرتے۔ حضرت نے آپ نے صاف لکھدیا ہے کہ وہ پسر موعود مارچ سنہ ۱۸۸۶ء سے لے کر ۹ برس کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود۔ فضل عمر ہوگا۔ تو کیا اب یہ طریق تقویٰ نہ تھا کہ وہ سوچتے کہ اس ۹ برس کے عرصہ میں کون کون پیدا ہوا۔ اور کس کا نام محمود رکھا گیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہیں تک بس نہیں کی۔ بلکہ حقیقۃ الوحی میں لکھا کہ اسوقت سترھویں برس میں ہے اور میرا جانشین میری ہی نسل میں سے ہوگا۔ اب بڑی دلیری اور جرأت ہے۔ کہ اتنے نشانات ہوتے اس جانشین موعود کی بیعت کو پیر پرستی قرار دیا جائے۔

ابراہیم سیالکوٹی کے اعتراضات دربارہ وفات مسیح پر ایک نظر

(نوشتہ جناب صادق حسین صاحب اٹاوی)

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی مشہور ومعروف مگر ناکام مخالف سلسلہ احمدیہ نے دوسری دلیل حیات مسیح پر آیت کریمہ وکنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم وانت علیٰ کل شئی شہید پیش کی ہے۔ اور اس آیت سے حیات مسیح ثابت کرنے کے لئے انہوں نے ناخنوں تک زور لگا کر صفحہ ۵ سے ۱۲ تک عبارت آرائی کی ہے مولوی صاحب کی پوری عبارت نقل کرکے جواب دینے سے ریویو کی ضخامت بڑھ جائے گی۔ اور طوالت موجب ملالت ہوجائیگی۔ اس لئے مولوی صاحب کی عبارت کا خلاصہ مع تنقید بطرز قولہ اقول ہدیہ ناظرین کرتا ہوں۔ ناظرین کتاب مردود کو سامنے رکھ کر اس کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

قولہ۔ توفی کے حقیقی اور وضعی معنی موت نہیں بلکہ اس کے معنے اخذ الشئ وافیا۔ یعنی کسی چیز کو پورا پورا قبض کر لینا اور لے لینا ہیں۔ پورا پورا لینے کی کئی کیفیتیں اور نوعیں ہیں۔ اس لئے توفی کو ایک نوع میں معین کرنے کے لئے قرینہ کا ہونا ضروری ہے۔

اقول ہمنے بحث کے لئے توفی کا مادہ وفا مانکر اور اس لفظ کے معنی پورا پورا لینا فرض کرکے پہلی آیت کے متعلق سیر کن بحث لکھدی ہے۔ اور اس بحث میں قطعی اور یقینی طور پر ثابت کر دیا ہے۔ کہ لفظ توفی باب تفعل کا مفعول جب کوئی انسان ذیروح ہو۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا فاعل ہو تو اس لفظ کے معنے قبض روح یا موت کے سوائے اور کچھ نہیں آتے۔ اور قرآن وحدیث وکتب لغت ومحاورات عرب میں ہمارے بیان کردہ معنوں کے سوا کوئی اور معنی اس لفظ کے کہیں نہیں پائے پس جب تک مولوی صاحب ہمارے ان دلائل کو توڑ کر نہ دکھلائیں۔ اس وقت تک ان کا یہ دعوی کہ توفی کے معنی قبض روح مع الجسم کے ہیں۔ قابل سماعت نہیں لہذا مولوی صاحب نے ایک وہمی وخیالی بنیاد پر اس دوسری آیت کے متعلق جو ہوائی قلعہ تیار کیا ہے۔ وہ ہمارے اس مختصر جواب سے ہی منہدم ہوجاتا ہے۔ لیکن مولوی صاحب نے گپ زنی میں چونکہ بہت کچھ محنت برداشت کی ہے۔ اس لئے ہم اس موقعہ پر بھی ان کی کچھ خدمت کر دینا مناسب سمجھتے ہیں ملاں جی ذرا کان لگا کر سنیں۔ مخدومی مکرمی حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب مدظلہ العالی تفسیر القرآن جلد ۲ صفحہ ۳۸۹ میں ضمن تشریح الفاظ آیت کریمہ فلما توفیتنی ایک نکتہ جلیلہ کی طرف حسب ذیل توجہ دلاتے ہیں :-

"توفیت توفی سے ہے۔ اور توفی یقیناً اور قطعاً وفات سے ہے جو وفا سے ہے۔ اور وفات باجماع اہل لغت واتفاق کتب لغت بمعنی موت ہے۔ صحاح جوہری وغیرہ کتب لغت میں یہی لکھا ہے۔ کہ الوفاۃ الموت۔ اور اسی طرح ان میں صاف لکھا ہوا ہے۔ کہ توفاہ اللہ قبض روحہ یہاں پر دو باتیں ضرور یاد رکھنی چاہئیے۔ ایک یہ کہ مخالف دھوکہ دے کر کہا کرتے ہیں کہ توفی کا مادہ وفا ہے۔ اور یہ بالکل غلط ہے۔ وفا سے بیشک ایک مادہ ہے لیکن اس مادہ سے کسی لغت کی کتاب میں باب تفعل کا آنا ہرگز نہیں لکھا جس سے توفی ہے۔ بلکہ انہوں نے توفی کو مادہ وفات سے لکھا ہے۔ جسکے معنے بجز موت کے اور آتے ہی نہیں۔ دوم یہ کہ اہل لغت نے بالتصریح اور بالاتفاق لکھدیا ہوا ہے کہ توفاہ اللہ کے معنے قبض روحہ کے ہیں۔ اور ان معنوں کے سوا اور نہ انہوں نے اسکے لکھے ہیں۔ اور نہ کسی عبارت میں آئے ہیں۔ پس دوسرے الفاظ پر جو کہ وفا سے مشتق ہیں۔ اس کو قیاس کرنا محض جہالت اور غلط ہے۔ کیونکہ توفاہ اللہ کے معنے اور پورا لینے وغیرہ کے معنے کسی کتاب لغت سے بتا نہیں سکتے۔ اور بجائے نقل کے قیاس کو دخل دیتے ہیں۔"

ناظرین! اس فاضلانہ اور محققانہ تشریح کو پڑھکر آپ ضرور مولوی ابراہیم صاحب کی حالت زار پر افسوس کئے بغیر نہ رہینگے۔ کیونکہ مولوی صاحب جس موت کے ڈر سے ادہر ادہر جان چھپاتے پھرتے تھے وہی موت صورت بدلکر آپ ان کے سامنے آموجود ہوئی۔ ہماری رائے میں مولوی صاحب موت کے پنجہ سے نکلنے کے لئے گو لاکھ کوشش کریں۔ مگر وہ ان کا پیچھا نہیں چھوڑنے کی۔ سچ ہے۔ اینما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ۔

قولہ۔ آیات رافعک الیّ اور بل رفعہ اللہ قطعی طور پر عیسیٰ علیہ السلام کے رفع جسمی پر دلالت کرتی ہیں۔ اور نیز یہ کہ رفع الی اللہ اور رفع الی السماء کے ایک ہی معنی ہیں۔ جیسا کہ آیت الیہ یصعد الکلم

الطیب والعمل الصالح یرفعہ سے ثابت ہے۔
الی قولہ۔ کیونکہ اسی وعدہ انی متوفیک ورافعک الی کے تحقق وقوع کی حکایت ہے۔

اقول - آیات کریمہ۔ رافعک الی اور بل رفعہ اللہ کو حضرت مسیح کے آسمان پر بجسم خاکی اٹھانے جانے کے لئے دلیل ٹھہرانا مولوی صاحب کی خام خیالی ہے۔ رافعک الی پر ہم پہلی دلیل کی تنقید میں بحث کرکے روز روشن کی طرح دکھلا چکے ہیں کہ اس سے مراد وہ رفع ہے جو مومنین کو وفات کے بعد نصیب ہوا کرتا ہے۔ اور جس کا ذکر صراحت کے ساتھ احادیث صحیحہ میں موجود ہے چنانچہ بعض احادیث نقل بھی کردی گئی ہیں۔ پس قرآنی تعلیم اور احادیث نبی رؤف ورحیم کے خلاف کوئی مولوی ملا محض اپنی قوت واہمہ سے ایک بات ایجاد کرکے اوسے اسلامی عقائد کی فہرست میں داخل کرنے کی جرأت کرے۔ تو اس کا یا شائستہ فعل صریح ادعائے نبوت خالص توہم پرستی اور بری حماقت ہے۔ آیت کریمہ بل رفعہ اللہ الیہ میں جس ایفائے وعدہ کا ذکر ہے۔ وہ وعدہ انی متوفیک ورافعک الی میں درج ہے۔ پس ہم تسلیم کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے جو صادق الوعد ہے اپنے وعدہ کے مطابق حضرت مسیح کو پہلے وفات دی پھر ان کا اپنے حضور میں رفع کر لیا۔ اور اس طرح انکے من المقربین ہونے پر مہر لگادی۔

خدا جانے مولوی صاحب کی عقل عجیب کسقدر بلادت سے فیضیاب ہو چکی ہے۔ کہ اس کے نزدیک رفع الی السماء اور رفع الی اللہ ایک ہی بات ہے۔ نعوذ باللہ اگر یہ بات سچ ہو۔ تو پھر مولوی صاحب کے آسمان پرست ہونے میں کیا شک ہے۔ اور چونکہ آسمان سات ہیں۔ اس لئے مولوی صاحب کے مذہب میں سات خداؤں کا ہونا ہی یقینی امر ہے۔ مگر ایک بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی۔ شاید مولوی صاحب سمجھا سکیں۔ کہ بخاری کی حدیث کے مطابق حضرت مسیح دوسرے آسمان پر تشریف رکھتے ہیں۔ اور بقول مولوی صاحب اللہ اور آسمان ایک ہی بات ہے۔ تو کیا نعوذ باللہ حضرت مسیح اللہ پر چڑھے ہوئے بیٹھے ہیں۔ اور حضرت موسیٰ جو چھٹویں آسمان پر ہیں۔ تو کیا وہ حضرت مسیح کے خدا سے چار درجہ بڑھ چڑھ کر ہیں۔

اے علیم وحکیم خدا قادر مطلق خداوند خدا! تو اُمت محمدیہ پر رحم فرما۔ اور اوسے ایسے کج فہم وبلید الطبع ملاؤں کے زہریلے اثر سے محفوظ رکھ۔ آمین ثم آمین آمین۔

قولہ - کلمہ فلما توفیتنی سوال آلہی ءانت قلت للناس کے جواب میں واقع ہے۔ پس اسجگہ توفی سے مراد موت نہیں لے سکتے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام کو اہل کسیہ نے خدا اور خدا کا بیٹا قرار نہیں دیا۔ بلکہ اہل شام اور اس کے قرب وجوار کے لوگوں نے۔ پس بموجب قول مرزا صاحب اہل شام جنہوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کے سوائے معبود بانا) کی خبر حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے آپکی وفات سے ستاسی سال پیشتر منقطع ہو چکی تھی۔ اور اس عرصہ ستاسی سال کی حیات موہومہ مرزا صاحب میں آپ علیہ السلام کو اہل شام کے عقائد باطلہ کی کوئی خبر نہیں کہ جیسے انہوں نے کیا سالیا۔ پس سوال ءانت قلت للناس کے جواب میں عذر موت صحیح نہیں۔ بلکہ ہجرت کشمیر کا عذر کرنا چاہیئے۔ الی قولہ۔ آیت کے یہ معنی ہونگے۔ کہ اے آلہی جب تو نے مجھے آسمان پر اٹھا لیا تو اس عرصہ مرفوعیت میں مجھے ان کے عقائد کی کچھ خبر نہیں تھی۔ جملہ تفاسیر معتبرہ میں اس مقام پر توفیتنی سے مراد رفعتنی لکھا ہے۔

اقول - مولوی صاحب۔ اور ان کے ہم خیال حضرات کے عذر ستاسی سالہ کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۲۲۵ - ۲۲۶ میں نہایت لطیف اور تسلی بخش جواب دیدیا ہے۔ ہم افادہ للناظرین اوسے یہاں نقل کئے دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے

"بعض نادان اسجگہ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جس حالت میں قرآن شریف کی یہ آیت وکنت علیھم شھیدا ما دمت فیھم اور آیت فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیھم صاف طور پر بتلا رہی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالےٰ کے حضور میں پیش کرینگے۔ کہ میری وفات کے بعد لوگ بگڑے ہیں میری زندگی میں تو اسپر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اگر یہ عقیدہ صحیح ہے۔ کہ حضرت عیسےٰ صلیب سے ... کی طرف چلے گئے تھے۔ اور کشمیر میں ۸۷ برس ... کی تھی۔ تو پھر یہ کہنا کہ میری وفات کے بعد لوگ ... صحیح نہیں ہوگا۔ بلکہ یہ کہنا چاہیئے تھا کہ میرے ... کے سفر کے بعد بگڑے ہیں۔ کیونکہ وفات تو ... واقعہ سے ستاسی برس بعد ہوئی۔

پس یاد رہے کہ ایسا وسوسہ صرف قلت تدبر سے پیدا ہوتا ہے۔ ورنہ کشمیر کا سفر اس فقرہ ... نہیں۔ کیونکہ ما دمت فیھم کے یہ معنی ہیں۔ کہ جب تک میں اپنی اُمت میں تھا۔ جو میرے پر ایمان لائے تھے ... نہیں کہ جب تک میں ان کی زمین میں تھا۔ کیونکہ ... قبول کرتے ہیں کہ حضرت عیسےٰ زمین شام میں ... کرکے کشمیر کی طرف چلے گئے تھے۔ مگر ہم یہ قبول ... کرتے کہ حضرت عیسےٰ کی والدہ اور آپکے حوار ... رہ گئے تھے۔ بلکہ تاریخ کی رو سے ثابت ہے ... حواری بھی کچھ تو حضرت عیسےٰ کے ساتھ اور کچھ ... آپ کو آملے تھے۔ جیسا کہ ٹھوما حواری حضرت ... کے ساتھ آیا تھا۔ باقی حواری بعد میں آگئے تھے ... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی رفاقت کے ... صرف ایک ہی شخص اختیار کیا تھا یعنے ٹھوما ... ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ... کرنے کے وقت صرف حضرت ابوبکر کو اختیار ... کیونکہ سلطنت رومی حضرت عیسےٰ کو باغی قرار ... چکی تھی۔ اور اسی جرم سے پیلاطوس بھی قیصر ... سے قتل کیا گیا تھا کیونکہ وہ در پردہ حضرت عیسےٰ ... حامی تھا۔ اور اس کی عورت بھی حضرت عیسیٰ کی ... تھی۔ پس ضرور تھا کہ حضرت عیسےٰ اس ملک سے ... طور پر نکلتے۔ کوئی قافلہ ساتھ نہ لیتے۔ اس لئے ... نے اس سفر میں صرف ٹھوما حواری کو ساتھ لیا ... ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ ... سفر میں حضرت ابوبکر کو ساتھ لیا تھا۔ اور جیسا ...

سینے تر تیغ بے دریغ کر دیا۔ پھر تو نے مجھے وفات دیدی تو وفات کے بعد سے آج روز قیامت تک مجھے اپنی اُمت کے عقائد کا حال کچھ معلوم نہیں۔ مگر حضرت مسیح کے جواب میں اس عجیب و غریب افسانہ کا کچھ ذکر نہیں اس میں تو صرف دو ہی باتیں بیان کی گئی ہیں۔ جب تک میں اُمت میں رہا۔ میری اُمت توحید پر قائم رہی۔ وفات کے بعد پھر آج روز قیامت تک مجھے خبر نہیں۔ یعنے میں نہیں جانتا۔ کہ تثلیث کیا بلا ہے۔ اگر مولوی ابراہیم وغیرہ کا عقیدہ صحیح مانا جاوے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ جواب جو قیامت کے دن خدا کے سامنے ہوگا۔ صریح جھوٹ قرار پاتا ہے۔ لیکن ایک نبی پھر قیامت کے دن اور خدا کے سامنے ہرگز جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اسلئے مولوی ابراہیم وغیرہ کا عقیدہ نزول مسیح بجسدہ العنصری قطعی جھوٹ ہے۔ توفی اور رفع کے معنوں پر نہایت تفصیلی بحث ہو چکی ہے۔ حاجت اعادہ نہیں۔ مادمت فیہم کے متعلق ایک بات خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔ کہ اس فقرہ کی تفسیر خود قرآن کریم میں دوسرے موقع پر مادمت حیا موجود ہے۔ پس مادمت فیہم کے معنے ہوئے جب تک میں اپنی امت میں زندہ موجود رہا۔ اور اس سے بھی وفات مسیح ثابت ہے۔ فافہم ولا تکن من المجادلین ۔

قولہ - حضرت عیسٰے علیہ السلام کے لئے نصاریٰ وغیرہ بندوں کے اقوال و افعال پر مطلع ہو جانے کے دو موقع ہیں۔ اور دونوں قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اوّل آسمان پر اٹھائے جانے سے پیشتر تبلیغ رسالت کے وقت۔ دوم آسمان سے نازل ہونے کے بعد اور یہ امر ظاہر اور مسلم ہے۔ کہ نصاریٰ کے اعتقاد ان دونوں زمانوں کی درمیانی مدت میں بگڑے ہوئے ہیں۔ سو آپ کا قول وکنت علیہم شہیدا مادمت فیہم۔ یعنے یاالٰہی جب تک میں ان میں رہا۔ ان کے اقوال و افعال کو دیکھتا سنتا رہا۔ ان دونوں زمانوں پر شامل ہے۔ اور فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم سے یعنے جب مجھے تو نے آسمان پر اُٹھا لیا تو پھر تو ہی ان کا نگہبان رہا (اس عرصہ کی بابت مجھے کچھ علم نہیں) سے درمیانی زمانہ پہلی اور دوسری بار کی درمیانی مدت رفع میں نصاریٰ کے اقوال و افعال سے واقف نہ ہونے کا اظہار مقصود ہے"

اقول - مولوی صاحب کا یہ استدلال ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ لوگ کہا کرتے ہیں۔ کہ ایک بھوکے کسی نے پوچھا۔ کہ دو اور دو کے ہوتے ہیں۔ بھوکے نے جواب دیا کہ چار روٹیاں۔ حضرت مولوی صاحب پہلے آپ قرآن و حدیث سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کے لئے نصاریٰ وغیرہ بندوں کے اقوال و افعال پر مطلع ہونے کے لئے دو موقعہ ثابت بھی تو کردیں۔ پھر اس پر حسب دلخواہ تفریع فرماویں۔ یثبت العرش ثم النقش۔ ہمارے نزدیک تو حضرت مسیح کے لئے دیگر انبیاء علیہ السلام کے ایک ہی موقعہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ دیگر ہیچ۔ پس ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم آیت کریمہ لا نفرق بین احد من رسلہ کے مطابق کوئی خصوصیت حضرت مسیح کو نہ دیں۔

دیانندی پایۂ اخلاق

آریہ گزٹ نے ایڈیٹر پرکاش کے خاندان کے متعلق ایک نامناسب تحریر شائع کی۔ جبپر الفضل نے خلق محمدی کا نمونہ دکھایا۔ اور آریہ گزٹ کی اخلاقی موت کے عنوان سے ایک مضمون لکھا۔ جو ۲۷ رجولائی کے پرکاش میں نقل کیا گیا ہے۔ لیکن ساتھ ہی ایڈیٹر صاحب اپنے مقتضاء طبیعت سے مجبور ہو کر یہ فقرہ لکھ گئے ہیں:-

"آریہ سماجوں کے لئے ڈوب مرنے کا مقام ہے
کہ ایک اسلامی اخبار ایک آریہ اخبار کو اخلاق
میں سبق دے"

گویا آپ کے نزدیک اسلام ایک ایسا گرا ہوا مذہب ہے کہ وہ آریوں کو اخلاقی تعلیم ہی نہیں دے سکتا۔ اور دیانندی اخلاق کا پایہ بہت بلند ہے۔ غالباً یہ رائے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۰ پڑھ کر دی گئی ہوگی۔ اس کے ساتھ ستیارتھ صفحہ ۱۰۸ بطور استشہاد پیش دیانندی خلق کا پایہ اعلےٰ ثابت کیا جاتا ہوگا۔ کیا صاحب پرکاش مہربانی فرما کر مجھے بتا ئینگے۔ کہ مندرجہ تعلیم کسی اعلےٰ اخلاق سکھانے والے سرچشمہ سے ہے۔ اور مفصلہ ذیل اخلاق پر ہی آپ لوگوں کو ناز

(۱)

کوئی اس کے رخنہ یا کمزوریوں کو نہ جان سکے اور خود دشمن کے رخنوں کو معلوم کرتا رہے جسطرح پر کچھوا اپنے اعضاء کو چھپائے رکھتا ہے اسی طرح دشمن کے قبضے میں آجانے والے رخنہ کو پوشیدہ رکھے " ستیارتھ صفحہ ۱۷۵

(۲)

جیسے بگلا تصور باندھے ہوئے مچھلی کے پکڑنے کو تاکتا رہتا ہے۔ ویسے ضروریات کی فراہمی کے لئے غور کیا کرے۔ اور طاقت کو بڑھا کر دشمن کو فتح کرنے کے لئے شیر کی مانند طاقت کو کام میں لائے۔ اور چیتے کی مانند چھپ کر دشمن کو پکڑے نزدیک آئے ہوئے طاقتور دشمن سے خرگوش کی مانند دور سے بھاگ جائے۔ اور بعد ازاں ان کو حکمت سے پکڑے۔ ستیارتھ صفحہ ۱۷۶

(۳)

جب یہ معلوم ہو جائے۔ کہ فوراً لڑائی کرنے سے کسی قدر تکلیف پہنچے گی۔ اور بعد میں حملہ کرنے سے اپنی بہتری اور فتح ضرور ہو گی۔ تب دشمن سے میل کر کے وقت مناسب تک صبر کرے۔

ستیارتھ صفحہ ۱۸۲

(۴)

ملک اور زمانہ کی ضرورت کے مطابق اپنے مطلب کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے اپنا خاص مقصد رکھنے والے عالم اپنی آتما کے علم کے خلاف بھی کر لیتے ہیں۔ ستیارتھ صفحہ ۳۲۵

(۵)

برہم کی یکتائی اور دنیا کا جھوٹا ہونا شنکراچاریہ کا

سے اعتقاد رکھتا۔ تو وہ بھی اعتقاد نہیں۔ اور اگر جینیوں کی
تردید کے لئے اس اعتقاد کو بطور دلیل اختیار کیا ہو۔ تو
کیا اچھا ہو۔ ستیارتھ صفحہ ۳۲۶

(اکمل)

نامۂ لنڈن

عظیم الشان خوشخبری

تین اور نومسلم

اللہ تعالےٰ کے فضل سے ۶۳ اسٹار اسٹریٹ ڈبلیو ۲
لنڈن کی مسجد اور لیکچر ہال میں مفتی محمد صادق صاحب اور
قاضی عبداللہ صاحب مبلغین کی سعی سے دن بدن
اشاعت اسلام میں نما۔ ترقی ہو رہی ہے۔ لیکچر ہوتے
ہیں۔ سوالوں کے جواب دئے جاتے ہیں۔ مباحثات
ہوتے ہیں۔ ان دنوں میں دو لیڈیاں حضرت مفتی
صاحب کے ہاتھ پر اور ایک قاضی صاحب کے ہاتھ پر
مشرف باسلام ہوئی ہیں۔ جن کے انگریزی نام مس
سالٹر مس قبل لعد مس ہیکس ہیں۔ اور اسلامی نام حلیمہ
فاطمہ اور صالحہ رکھے گئے۔ ان کے علاوہ ایک جنٹلمین
نے قاضی صاحب کی تبلیغ پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے نبی اللہ ہونے کی تحریرا تصدیق کی۔ اس کا نام مسٹر
میکسویل ہے۔ یہ کام دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اور
زیادہ آدمی امداد کے واسطے چاہتا ہے۔ مفتی صاحب کا
خطبہ جمعہ جو انگریزی میں تھا۔ اور لیکچر بہت مقبول اور
مؤثر ہوئے۔ مجھے بھی جہاں تک اپنے ہوٹل کے
کام میں وقفہ ملتا ہے۔ تبلیغ اسلام کرتا رہتا ہوں۔

والسلام ۲۳ رمئی ۱۹۱۸ء

عبدالحی عرب (مولوی فاضل)

نمبر ۵ ٹاٹنہم کورٹ روڈ

لنڈن

ترانۂ عشق

مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کے برائے کا نغمات سے

یارب وہ جام نشۂ وحدت پلا مجھے
بھولے ہر اک خیال سوا تیرے سوا مجھے

مدت سے آرزو ہے مجھے اس شراب کی
اٹھ ساقیا پلائے عشق خدا مجھے

نفرت سے اور نشوں سے ان کا نہ نام لے
صہبائے عشق یار کا ساغر پلا مجھے

ہر ذرہ میں میرے وہ تعشق کا جوش ہو
کردے جو محو منظر حسن بقا مجھے

دیتا ہوں نقد جان بعشق کسے اگر
مل جائے بخت سعد سے اک دلربا مجھے

انسان میں صفات حمیدہ ہیں گو بہت
لیکن ان سب سے ہے عشق و وفا مجھے

بے عشق روئے یار نہ ہووے سلیم دل
بے عشق جنگ بس رہی ہی بتا مجھے

بے عشق دین خشک ہے قلح یہ دل نہیں
بے روئے یار آئے نیوں کچھ مزا مجھے

بے عشق کار دیں ہمہ خام است و ناتمام
گفت ایں سخن بتذکرہ پیر ہدا مجھے

بعد از ہزار مرگ ملے زندگیٔ دل
جز عشق پر محال ہے ایسی فنا مجھے

اے تند باد عشق اڑا خاک کو مری
مثل غبار پھینک کہیں اے قضا مجھے

حیراں پڑا ہوں وادیٔ سیل ضلال میں
اے نوح وقت جلد خبر لے بچا مجھے

آئے عدم سے جانب ہستی تھے کس بتؤ
کس کی تلاش لائی یہاں بھی پھرا مجھے

سد حیف کس کے واسطے چھوڑا کس کو آہ
مقصد سے دور پھینک چکی ہر ہوا مجھے

منزل ہے دور یار رہے جس دیار میں
اے طیر عشق مرکب رہ بن۔ اڑا مجھے

برق جمال شاہد حسن ازل کبھی
اے عشق یار پردہ اٹھا کر دکھا مجھے

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۸ - جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۸

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح مع رفقاء سفر بخیر و عافیت ڈلہوزی میں ہیں۔ اور آگے کسی قریب کے پہاڑ پر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ خط و کتابت کا پتہ یہ ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ڈلہوزی۔ فاروق کے خریدار قرب و جوار کے احباب کو بھی اطلاع دیں۔ کیونکہ بعض دوستوں نے لکھا ہے۔ ہمیں ایڈریس معلوم نہیں۔ یوں تو قادیان کے پتہ پر خط لکھنے سے بھی حضور کو پہونچ جاتا ہے۔

جمعہ کے روز مولانا میر سرور شاہ صاحب نے بمعیت جماعت احمدیہ بارش کے لئے دعا کی تھی۔ جس پر الحمد للہ کہ شب درمیان ۱۳ و ۱۴ جولائی کو خوب بارش ہوئی۔ گرمی کی شدت جاتی رہی۔ اور اسوقت سرد ہوا چل رہی ہے۔

نماز عید۔ عید گاہ قدیم میں ۹½ بجے مولانا میر سرور شاہ صاحب نے پڑھائی۔ عورتوں کی بھی عید گاہ میں حسب سنت نماز پڑھنے کے لئے گئیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک اعتراض کا جواب

ڈلہوزی میں حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک آزاد خیال عیسائی ملاقات کے لئے آیا۔ اثناء گفتگو میں اس نے حضرت خلیفۃ المسیح سے فرمایا کہ اسلامی مساجد تو اس حد تک آزاد ہیں کہ نصاریٰ نجران کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دیدی۔ اور یہ طریق تھا کہ مذاہب کے تخالف کو دور کر کے اتحاد پیدا کر دیا جائے۔

اس پر عیسائی نے کہا کہ آنحضرت صلعم کا خیال تھا کہ کسی نہ کسی طرح عیسائیوں کو اپنے ساتھ ملالیں۔ اس لئے ایسی اجازت دیدی ہوگی۔ یہ ایک بہت بیجا اور بے باکانہ حملہ تھا۔ اس پر حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ تقریر فرمائی۔ - ایڈیٹر۔

حضرت۔ یہ تو اب بھی ہم چاہتے ہیں۔ اور نہ صرف عیسائیوں کے لئے۔ بلکہ کل دنیا کو چاہتے ہیں کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاوے۔ مگر آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان اصول پر جو انسان مذہباً کرتا ہے دیانت پر حرف نہیں آتا

[illegible] پھر اگر بت میں اعراض نکالے جاویں۔ تو [illegible]ہیں نہ کوئی نیکی رہ سکتی ہے نہ کوئی اخلاق نہ احسان۔ ایک [illegible] باپ کو کہہ سکتی ہے کہ محض شہوت رانی کے لئے اس نے [illegible] کیا۔ اس کا کیا حق باقی ہے۔ یہ نہایت ہی مکروہ اور [illegible] طریق ہے اسطرح نیکیوں کو ضائع کرنا ہے اور تمام اچھی باتوں کو معدوم کرنا۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہر شخص کو ہی فائدہ پہنچتا ہو۔ مگر اسکی نیت پر حملہ کرنا محض اپنے فائدہ کے لئے جیسا کیا درست نہیں آپ جو کہتے ہیں کہ مذاہب کے تخالف میں نقصان ہے۔ اگر ایک ہو جائیں تو آپ کو فائدہ پہنچیگا یا نہیں؟

عیسائی۔ ہاں۔

حضرت۔ تو کیا یہ کہہ سکتی ہوں کہ آپ ذاتی غرض اور فائدہ کے لیے ایسا کہتے ہیں۔ پس جہاں وسیع فائدہ کو مد نظر رکھا جاوے۔ وہاں ذاتی فائدہ کے خیال کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر اسے زیر بحث لایا جاوے تو دنیا میں نہ کوئی نیکی [illegible] ہے۔ اور نہ اخلاق نہ کوئی باپ باپ اور ماں ماں۔ اور کوئی تعلق قائم نہیں رہ سکتا۔ سارا نظام تمدن اور اخلاق کا درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اگر ایک مذہب والا اپنے آپ کو سچا سمجھتا ہے کہ وہ مذہب خدا کی طرف سے ہے۔ تو اس کی یہ غرض لازمی ہے کہ وہ چاہے کہ ساری دنیا اس میں شامل ہو۔ اگر اس میں یہ خواہش اور یہ غرض نہیں۔ تو اس کے یہی معنی ہیں کہ وہ اس مذہب کے خدا کی طرف سے یقین نہیں کرتا۔ یہ تو اخلاق کا اعلیٰ مقام ہے کہ انسان جس چیز کو اپنے لئے پسند کرے اسے دوسروں کے لئے بھی چاہے۔ پھر اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ چاہا تو یہ اعتراض کا مقام نہیں۔ بلکہ درجہ کی خوبی ہے جو دوسروں میں نہیں پائی جاتی۔ کیونکہ جب یہ کہا جائیگا۔ کہ دوسرے مذاہب یہ نہیں چاہتے۔ تو ماننا پڑیگا۔ کہ اسلام کا بانی علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے افضل تھا۔ اور اس کی فوقیت قائم رہی۔ کیونکہ دوسرے مذاہب والے اس غرض [illegible] نہیں۔ یہ خیالی ہی بات نہیں۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سب سے افضل تھے۔ کیونکہ وہ [illegible] ساری دنیا کے لئے تھے۔ اور ہمیشہ کے لئے تھے [illegible] کسی مخصوص قوم یا ملک کے لئے [illegible] کا دائرہ اتنا

[illegible] نہیں تھا جسقدر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا مگر یہ تو صرف یہ سوال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو نصاریٰ نجران کو اپنی مسجد میں گرجا کرنے کی اجازت دی۔ کیا یہ بھی ذاتی غرض پر مبنی تھی۔ اور میں نے اصولی طور پر اسکو بتا دیا ہے کہ یہ اعتراض بالکل غیر معقول ہے۔ حقیقی مذہب کی یہی خوبی اور پہلا اصول ہے کہ مذہب میں سے تنگدلی دور ہو۔ دیکھو یہ کیسا زبردست اور عملی ثبوت ہے۔ کہ اسلام نے صرف تنگدلی کو دور کیا بلکہ وسعت حوصلہ کا ثبوت اور اسکو ذاتی غرض کہنا یہ بڑی غلطی ہے۔ ایسے معاملات میں نیت پر حملہ درست نہیں ہوتا مثلاً شادی کے متعلق کچھ رسوم ہیں جن میں بہت سا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے لیکن ایک شخص جرأت کر کے ان رسوم کو توڑ دیتا ہے۔ اس میں ثابت نہیں کہ اس کو مالی فائدہ ہوگا۔ لیکن کیا اس کی اخلاقی جرأت نہیں؟

عیسائی۔ اگر اس کا یہ خیال ہو کہ روپیہ خرچ نہ کروں تو یہ اخلاقی جرأت نہ ہوگی۔

حضرت۔ یہ تو پھر اس کی نیت پر حملہ ہوگا۔ اور یہ [illegible] اس کا روپیہ بچیگا۔ اور اسے [illegible] نہیں کرنا پڑیگی۔ مگر یہ نتیجہ ہے اس رسم کو توڑنے کا نہ کہ باعث۔ اس میں آپکو فرق کرنا چاہیئے کہ یہ فعل نتیجہ ہے باعث یا علت نہیں۔ اسلئے اسکو بہرحال اخلاقی جرأت ہی تسلیم کرنا پڑیگا۔ اور جسکا وہ تخیل نہیں۔ اور دوسرے اعمال اسکے ایسے ہیں کہ اسکی نیت پر حملہ کرنے سے بچاتے ہیں۔

اسیطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر غور کرو۔ وہ شخص جو بلند آواز سے کہتا ہے کہ نجات ان عقائد کے ماننے سے ہے۔ جو میں پیش کرتا ہوں۔ اور جو عیسائیوں کو کھول کر سناتا ہے۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلاثة۔ جو مسیح کی الوہیت کی زبردست تردید کرتا ہے۔ اور کفار کے عقیدہ کو باطل ٹھہراتا ہے۔ اور اپنی قوم کو جو بت پرست تھی پکار کر کہتا ہے کہ تمہارے بت جہنم کا ایندھن ہیں پھر جب وہ اس تنگدلی کو جو دوسرے مذاہب رکھتے تھے دور کرنے کے لئے اپنی مسجد میں اس قوم کو (جسکے عقائد کی زبردست تردید انکے سامنے کر چکا ہے) عبادت کرنیکی اجازت دیتا ہے۔ تو یہ کبھی ذاتی غرض نہیں کہا جا سکتا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اخلاص اور صداقت کی یہ تو ایسی زبردست دلیل ہے کہ یورپ کے بڑے بڑے معترضین کو حتے کہ میور جیسے متعصب شخص کو بھی اقرار کرنا پڑا ہے۔ اگر وہ اس طرح دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ ملانا چاہتے۔ تو ان کے لئے بہت ہی سہل اور آسان تھا کہ انکے بتوں کی صرف مذمت نہ کرتے تو ساری قوم ان کی حمایت کرنے اور اطاعت قبول کرنے کو تیار تھی یہ ایک صحیح واقعہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور کفار مکہ کے عمائد کا ایک وفد آیا۔ اور انہوں نے ہر ایک قسم کے ممکن سے ممکن لالچ دیئے حتیٰ کہ یہاں تک کہا کہ ہم آپ کو اپنا بادشاہ بنانے کے لئے تیار ہیں آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں۔ مگر آپ نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ اگر سورج میرے دائیں اور چاند میرے بائیں رکھ دو۔ تب بھی میں اس دعوت توحید کو نہیں چھوڑ سکتا یہ ایک ایسا موقعہ تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ہر ایک عزت حاصل ہوتی تھی۔ اور ساری قوم سے صرف صلح ہوتی تھی۔ بلکہ اس کی حکومت ملتی تھی۔ مگر آپ نے ایک لحظہ کے لئے بھی اس تبلیغ اور دعوت کو نہیں چھوڑا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غرض اور نیت کے سوال کو ہمیشہ کے لئے حل کر دیتا ہے۔ یہ خوب سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ نیت ہمیشہ اعمال سے دیکھی جاتی ہے۔ ایک شخص کے ہاں آپ جاتے ہیں۔ وہ لاہور میں رہتا ہو۔ اور آپ کا دوست ہو۔ اور آپ محض اس کی ملاقات کو جائیں۔ دوسرا شخص کہدے کہ لاہور میں آئے تھے۔ اپنے کام کے لئے یہ سمجھکر کہ ہوٹل کے اخراجات سے بچ جائیں ملاقات کا بہانہ کر کے چلے آئے یا یہ کہدے کہ دراصل یہ اسوجہ سے آئے تھے کہ کوئی چیز اٹھا کر لے جائیں۔ تو آپ اس کو صریح نیت پر حملہ قرار دینگے۔ کیونکہ آپکے دوسرے اعمال سے یہ ثابت نہیں۔ پس نیت کا فیصلہ یا اعمال سے ہوگا یا وہ شخص خود کہے

ایسا ہی ایک شخص گورنمنٹ کے حکام کے پاس جاکر کہتا ہے کہ ہم تو آپکے غلام ہیں۔ لیکن اگر اس کے تخلیہ سے نکلے۔ تو انہیں کہدے کہ ہم تو آپکے ساتھ ہیں یا حکام کے سوا دوسروں کے پاس برائیاں کرے تو اسے یقیناً خوشامدی کہنا پڑے گا۔ (باقی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۱۸ جولائی ۱۹۱۸ء

مسیح موعود علیہ السلام کو نہ ماننے والا کسطرح مومن رہ سکتا ہے؟

اصل الاصول مذہب حقہ کا یہ ہے۔ کہ اسمیں اللہ تعالے کی عظمت اور اس کی عبادت کے مستحکم قواعد اور شرائط ہوں اور معرفت اللہ کے وسائل اور ذرائع خوب بہم پہنچانے والے ہوں۔ اور غیر اللہ سے کلی انحراف ہو۔ اور خدا تعالے کے لئے انسان اپنی خواہشات واردات اور اقوال اور افعال بالکل ترک کردے۔ اور رضاء مولی اس کی غرض قصوی ہو۔ اور اپنے حرکات اور سکنات محض ابتغاء لمرضات اللہ کے قول کے ماتحت کردے۔ اور نہ قولاً اور نہ فعلاً خدا تعالے اور اس کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور پیشقدمی اور تقدم کرے۔ اپنی اہواء اور امانی سے بالکل منسلخ ہو جاوے۔ اور بالکل کلی طور پر اللہ تعالے کے لئے ہو جاوے۔ یا ایھا الذین امنوا ادخلوا فی السلم کافۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔ اے ایمان والو۔ اسلام میں (اللہ تعالیٰ کے احکام کے آگے سر تسلیم خم کرنے میں) سارے کے سارے داخل ہو جاؤ۔

اسی غرض کے حصول کے لئے اللہ تعالے نے انبیاء و مرسلین کا سلسلہ جاری فرمایا۔ اور اپنی عبادت کے طرائق بیان کرنے کی غرض کے لئے اپنی کتب نازل فرمائیں۔ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی سعی بلیغ ہمیشہ اسی طرف صرف ہوتی رہی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں اور کوئی حصہ دار نہ ہو۔ اور وہ اکیلا دنیا میں پوجا جائے اور کسی شے کی پرستش نہ کی جائے۔ چنانچہ ہر نبی کی تعلیم کا بنیادی پتھر لا الہ الا اللہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی اصل مقصود۔ اصل مطلوب اور معبود ہونا چاہیئے۔ وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم انہ لا الہ الا انا فاعبدون۔ اور ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے نہیں بھیجے تھے۔ مگر مرد جن کی طرف وحی کرتے تھے۔ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پس میری ہی عبادت کرو۔ اور دوسری جگہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو اپنی کلام دے کر اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے۔ نازل فرماتا ہے۔ کہ ڈرا دو۔ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ پس مجھ ہی سے ڈرتے رہو۔

انبیاء علیہم السلام پر ایمان کلمہ طیبہ میں داخل ہے

یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہستی باری کے متعلق اوہام باطلہ اور شکوک عاطلہ کے جو عوام اور نادل بعض انسانوں کی طبائع میں خلجان اور خلش کرتے رہتے ہیں۔ ان سے کلی طور پر نجات صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات گرامی سے ملسکتی ہے۔ اور یہی ایک ذریعہ ہے۔ جس سے خدا تعالے کے ہونے پر حق الیقین ملتا۔ اور ثلج قلب اور شرح صدر ہوتا ہے۔ پس ان محسنوں کو نہ ماننا گویا خدا تعالے کے اس طریق پر اعتراض کرنا ہے جو اس نے خود اپنے ہاتھ سے اپنے اثبات کے لئے قائم فرمایا۔ اور یہ بالکل صحیح اور بجا ہے۔ کہ بغیر صادقوں کی معیت کے انسانی قلب کو تسلی تشفی اور تسکین نہیں مل سکتی۔ یہی الوہیت الٰہیہ کے قیام کے زندہ نمونہ ہوتے ہیں۔ اور وہ خود اسے ہر بات میں معبود مان کر دنیا کے آگے ثابت کر دیتے ہیں کہ واقعی دنیا کا وہی حقیقی معبود ہے۔ اور اس کے سوا محض جھوٹ اور باطل ہے۔ کیونکہ اگر معبودان باطلہ واقعی برحق ہوتے۔ تو وہ ان کے مشن کو کبھی کامیاب نہ ہونے دیتے۔ ان انبیاء کرام کے ذریعہ سے اللہ تعالے اپنے آپ کو بالکل ظاہر کر دیتا اور بڑی تجلی کے ساتھ اہل دنیا خدا تعالے کا جلال دیکھتے ہیں۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کے زمانہ کو ایام اللہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ ان دنوں میں بڑے زبردست قوی دلائل سے ہستی اہل دنیا پر عیاں کر دیتا ہے۔ اور اس سے شک کی گنجائش بالکل باقی نہیں رہتی۔ پس انبیاء کرام کے وجود باجود ہی توحید الٰہی کے قیام کا باعث ہیں۔ اور اصل توحید جسمیں کسی شرک و ریا کا ذرا بھی شائبہ نہیں ہوتا۔ وہی ہوتی ہے۔ جسکو انبیاء علیہم السلام دنیا میں لاتے ہیں۔ پس بغیر انبیاء کے ماننے کے توحید الٰہی حاصل ہو سکتی ہی نہیں۔ جو شخص انبیاء کرام کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ درحقیقت توحید الٰہی سے منکر ہے۔ اور انجام ایسے لوگ دہریہ ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو کہ تمام انبیاء کرام کا وجود دنیا میں ثابت کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ آپ نے اپنی پہلی زبردست تصنیف میں برہموؤں کے برخلاف بہت کچھ لکھا ہے۔ اور بڑے زبردست دلائل سے الہام کی ضرورت ثابت کی ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے وقت کے برہموؤں کے لیڈر اگنی ہوتری کو مخاطب کیا ہے۔ اور فرمایا ہے

پائے استدلالیاں چوبیں بود
پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

اور آپ نے فرمایا کہ ایسے اشخاص کا انجام اخیر میں دہریہ ہونا ہے۔ سو ہم نے آپ کی یہ صداقت بچشم خود دیکھ لی۔ کہ آخر میں وہی شخص خدا کے وجود کا بالکل منکر ہو گیا۔ اور واقعی دہریہ بن گیا۔

سو ضروری تھا کہ ہر ایک نبی لا الہ الا اللہ کی تعلیم کے بعد لوگوں کو یہ تعلیم دیتا کہ اس کے نبی کو مان لیا جاوے اسلئے ہر ایک نبی نے فرمایا۔ فاتقوا اللہ واطیعون اللہ سے ڈرو۔ اور میری اطاعت کرو۔ حتی کہ مجازی شریعت میں جو کہ [illegible] الکتب بعد کتاب اللہ ہے

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اتعلمون ما الایمان باللہ وحدہٗ کیا تم جانتے ہو۔ کہ اللہ اکیلے کے ساتھ ایمان لانے کے کیا معنے ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اللہ اور رسول اس کو خوب جانتا ہے۔ فرمایا۔ اکیلے اللہ پر ایمان لانے کے معنے ہیں کہ شہادت دیجاوے۔ کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ اور یہ بھی شہادت دی جاوے کہ محمد رسول اللہ ہے۔ اور نماز پڑہی جاوے۔ اور زکوٰۃ دیجاوے۔ اور مغنم میں سے خمس ادا کیا جاوے قربان جاؤں میں محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ ابن صیاد کے پاس تشریف لیگئے آپنے اس کو فرمایا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اسنے کہا بیشک آپ اُمیوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے کہا کہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ آپنے فرمایا۔ اٰمنت باللہ ورسلہ۔ کہ میں تو اللہ پر اور اسکے تمام رسولوں پر ایمان لاچکا ہوں۔ سبحان اللہ۔ کیا احتیاط ہے۔ آپنے یہ نہ فرمایا کہ چپ رہ میرے بعد کوئی رسول نہیں ہے۔ مگر آپنے کیا احسن بات فرمائی۔ کہ میں اللہ کے تمام رسولوں کو مانتا ہوں۔

تمام اللہ کے رسولوں کو ماننا ضروری ہے

اب جبکہ آپنے فرمادیا۔ کہ اللہ کے تمام رسولوں کو میں مانتا ہوں۔ تو کون ہے جو آپ سے اس بات میں اختلاف بھی رکھے۔ اور وہ آپکی اُمت میں ہی رہے۔ اگر مرزا غلام احمد قادیانی وہی مسیح موعود علیہ السلام ہیں۔ اور یقیناً وہی ہیں۔ جس کی پیشگوئی اور وعدہ قرآن وحدیث میں موجود ہے اگر حضرت اقدس واقع میں وہی ہیں۔ جنکو حضرت نبی کریم نے مسلم میں نبی اللہ فرمایا ہے۔ اگر حضرت مرزا صاحب وہی مسیح موعود ہیں۔ جن کی شان میں ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ ہے۔ اگر حضرت اقدس وہی ہیں۔ جنکے لئے وآخرین منھم لما یلحقوا بھم فرمایا گیا۔ اگر آپ وہی ہیں جن کی نسبت لو کان الایمان معلقاً بالثریا لنالہ رجال من فارس۔ اگر مرزا صاحب وہی ہیں۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے نبی اللہ اور رسول اپنے مخاطبات اور الہامات میں فرمایا۔ اگر آپ وہی ہیں جن پر یہ کلام اُترا۔ کہ "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا" (جس کی دوسری قرأت بجائے نذیر کے نبی ہے) اگر آپ وہی مجدد ہیں۔ جن کے لئے تمام نشانات فرمودہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پورے ہو رہے ہیں۔ حتےٰ کہ شمس وقمر آپ کی تکذیب دیکھکر گہن گئے۔ اگر آپ وہی مسیح ہیں۔ جسکے لئے تمام انبیاء کرام پیشگوئی کا وعدہ فرماگئے تھے۔ اگر آپ وہی ہیں۔ جن کا مقابلہ دجال اور شیطان کے ساتھ پڑنا تھا۔ جس سے ہر ایک نبی نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔ تو پھر کیا آپ رسل اللہ میں شامل نہیں ہیں جبکہ آپ کی وحی متواترہ میں نبی رسول کے الفاظ موجود ہیں۔ اور جب کہ قرآن میں آپکے لئے رسول کا لفظ آیا ہے۔ اور نبی کریم نے مسلم میں آپ کو نبی اللہ فرمایا ہے۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ آپ پر ایمان لانا فرض اور ضروری نہ ہو۔ رسول کریم تو فرماویں۔ کہ میں اللہ کے تمام رسولوں کو مانتا ہوں۔ اور آج کس کا دل وگردہ اسقدر قوی ہے۔ کہ وہ کہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننا ضروری نہیں ہے۔ کیا وہ تمام وحی جھوٹ اور افترا ہے۔ جسمیں اللہ تعالےٰ نے آپ کو رسول اور نبی کہکے پکارا ہے۔ بلکہ فرداً فرداً بہت سے انبیاء کے اسماء مبارکہ سے آپ کو نامزد کیا ہے۔ کیا عیسےٰ کا منکر مسلمان ہے؟ کیا موسیٰ کا منکر مسلمان ہے؟ کیا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منکر مسلمان ہے؟ کیا ابراہیم کا منکر مسلمان ہے؟ کیا نوح کا منکر مسلمان ہے۔ اگر نہیں۔ تو پھر کان کھولکر سن لو۔ آپکے آنے کے پہلے بے شک لوگ معذور قرار دئے جاسکتے تھے۔ مگر اب لوگ معذور نہیں ہوسکتے آپ ہر ایک پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا ضروری اور واجب ہے۔

علم الدّین

(ایک احمدی خاتون کا لکھا ہوا)

علوم دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک دینی اور ایک دنیوی۔ اس میں شک نہیں کہ دنیاوی علوم دینی علوم کے منافی نہیں۔ بلکہ ایک طرح پر دنیاوی علوم دینی علوم کے ممد اور معاون ہیں۔ کیونکہ جو شخص دنیا کی طرف سے ہی مطمئن نہیں۔ وہ دین میں کب مطمئن ہوسکتا ہے۔ اس لئے خداوند کریم نے قرآن پاک میں دنیاوی علوم کے حصول کے لئے کئی جگہ ارشاد فرمایا ہے۔ اور خداوند کریم کا یہ کہنا کہ زمین میں جو کچھ ہے۔ تمہارے لئے کام میں لگا دیا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کا یہ منشا ہے۔ کہ ہم دنیا کی ہر ایک چیز سے جائز فائدہ اٹھائیں۔ اور اس طرح اپنی دنیاوی حالت کو بہتر بنائیں۔ چنانچہ عیسائیوں نے جو ترقی کی۔ وہ قرآن شریف کے اسی اصول پر کاربند ہوکر کی۔ انہوں نے ہی سمجھ لیا۔ کہ دنیا میں جو کچھ ہے۔ ہمارے لئے ہے۔ اور ہم اس سے کام لے سکتے ہیں میرا منشاء اسوقت دینی علوم کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ کیونکہ ہر ایک شخص اپنے دنیاوی علوم کے متعلق آپ بہتر سمجھتا ہے۔ یہاں تو صرف رفع شک کے لئے دنیاوی علوم کا ذکر کر دیا گیا۔ تاکہ دنیاوی علوم کو ناجائز نہ سمجھا جاوے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون۔ یعنے جن وانسان کی پیدائش کی غرض عبادت الٰہی ہے۔ خدا تعالےٰ نے زمین وآسمان کی تمام اشیاء کو انسان کے لئے اور انسان کو عبادت الٰہی کے لئے پیدا کیا۔ چونکہ انسان دنیا میں نیک اعمال کرنے کے ذریعے سے ابدی اور آرام کا مستحق ہوسکتا ہے۔ اسلئے تھوڑی تکلیف برداشت کرکے انسان کو ابدی راحت حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انسان کی فطرت میں دوراندیشی کا مادہ ہے۔ اسلئے انسان کو چاہیئے کہ آخرت

بہتر بنانے کے لئے دور اندیشی سے کام لے۔ پھر یہی نہیں کہ خدا تعالیٰ انسان سے متقی بننے کی شرط پر اخروی جنت کا وعدہ کرتا ہے۔ بلکہ وہ تو متقی کو دنیا میں جنت عطا فرماتا ہے۔ پس متقی انسان کی دنیا بھی اچھی گذرتی ہے ؛

جبکہ انسان عبادت الٰہی سے رضائے الٰہی حاصل کرسکتا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ دنیا اور دین میں فلاح پاتا ہے۔ تو پھر کیوں انسان کو عبادت الٰہی نہ کرنی چاہیئے حالانکہ وہ اسی غرض کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ اسکے لئے ارادہ اور استقلال چاہیئے۔ کیونکہ اگر یہ دونوں باتیں انسان کو میسر آجائیں۔ تو اس کے لئے مشکل کام بھی آسان ہو جاتا ہے ؛

دینی علوم کا حاصل کرنا سب ضرورت ضروری ہے، کیونکہ جب معلوم ہو گیا۔ کہ انسان کی پیدائش کی غرض عبادت الٰہی سے رضائے الٰہی حاصل کرنا ہے۔ تو پھر یہ جاننا بھی ضروری ہوا۔ کہ عبادت الٰہی اور رضائے الٰہی کے حاصل کرنے کے کونسے طریقے ہیں۔ انسان کا چونکہ خود ایسے طریقے بنانا یا معلوم کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ مثلاً ہمارا ایک بھائی ہم کو کچھ ایسے طریقے بتا دے۔ جن پر عمل کرکے ہم اس کی رضا کو حاصل کریں۔ یہ زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ ہم خود بخود اس کی رضا کو حاصل کرنے کے طریقے بنائیں۔ اس طرح تو یہی اغلب ہے۔ کہ ہم اس کو راضی کرنے کی بجائے ناراض ہی کریں۔ یہ تو وہ بھائی ہے جس کا بوجہ ہم سے تعلق ہونے کے ہم اسکے عادات و اخلاق سے واقف ہیں۔ اور کم و بیش اس کی رضا کو حاصل کرنے کے طریقوں کو بھی جانتے ہیں۔ مگر ایک ایسی ہستی جو ہم سے وراء الورا ہے۔ اور ہمارا اس سے کوئی تعلق بھی نہیں۔ ایسی ہستی یعنے خداوند کریم کی رضا کو ہم کیسے حاصل کرسکتے ہیں۔ جب تک وہ اپنی رضا کے حاصل کرنے کے طریقے ہم کو خود نہ بتائے۔ اسی لئے انبیاء کا آنا ضروری ہے۔ جو خدا سے علم پاکر اس کی رضا کو حاصل کرنے کے طریقے ہم کو بتلاتے ہیں۔ جن کے سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور جب ہم اس کتاب یعنے قرآن کو جو سرور انبیاء پر نازل کیا گیا۔ دیکھتے ہیں تو اس میں یہ لکھا ہوا پاتے ہیں۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۔ یعنے خدا تعالےٰ سے عالم لوگ ہی ڈرتے ہیں۔ پس صاف بات ہے۔ کہ علم دین آخرت کا ذریعہ ہے۔ اور سعادت اخروی قرب الٰہی کا ذریعہ ہے۔ اور یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ جب تک ہم دنیا میں اپنی اصلاح نہ کریں۔ آخرت میں ہم نجات نہیں پا سکتے۔ اور ہم اپنی اصلاح نہیں کر سکتے۔ جب تک ہم کو اس بات کا علم نہ ہو۔ کہ ہم اپنی اصلاح کیسے کریں۔ کیونکہ ہر ایک کام کے کرنے کے لئے علم درکار ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کام کے کرنے کا پورے طور پر علم نہیں رکھتا۔ تو وہ اس کام میں پورے طور پر کامیابی بھی حاصل نہیں کرسکتا۔ اس لئے محمد رسول اللہ نے عالم کی بڑی تعریف کی ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی مجھکو فضیلت کسی ادنےٰ شخص پر۔ پھر آپ فرماتے ہیں۔ ہزار روزہ دار شب بیدار عابدوں کا مرجانا اس عالم کی موت سے کم ہے۔ جو اللہ کے حلال اور حرام کا ماہر ہو۔ اور یہ بھی آپ کا ہی فرمان ہے کہ عالم انبیاء کے وارث ہیں۔ اور قیامت کے دن انبیاء علماء شہدا کی شفاعت قبول کی جائیگی۔ اور فضیلت علم کے متعلق کئی آیات و احادیث ہیں ؛

میں تو یہ بھی کہونگی کہ علم جان اور مال اور اولاد اور ہر ایک عزیز چیز سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ اگر علم جان سے بہتر ہے۔ تو یہ بھی بجا ہے۔ کیونکہ یہ جان کی حفاظت کرتا ہے۔ مثلاً آگ کی خاصیت جلانا ہے جو شخص اس میں بے علمی سے ہاتھ ڈالتا ہے۔ وہ اپنی جان کو نقصان پہونچاتا ہے۔ لیکن ایسا شخص جسکو آگ کی خاصیت کا علم ہے۔ وہ کبھی آگ میں ہاتھ نہیں ڈالیگا۔ اور اس طرح اپنی جان کو حفاظت میں رکھیگا۔ تو گویا اس کی حفاظت اس کے علم نے کی اور اگر علم مال سے بہتر ہے۔ تو یہ بھی بجا ہے۔ کیونکہ انسان کو مال کی حفاظت کرنی پڑتی ہے۔ مگر علم انسان کی حفاظت کرتا ہے۔ پھر مال میں علاوہ اور نقائص کے ایک یہ بھی ہے۔ کہ وہ خرچ کرنے سے گھٹتا ہے اور علم میں یہ نقص نہیں۔ وہ خرچ کرنے سے بڑھتا ہے۔ اب جبکہ یہ بات ثابت ہو گئی کہ علم حاصل کرنا ضروری ہے۔ تو اب میں آپ کو یہ بتاتی ہوں کہ [illegible] کیا ہے۔ اور اس کو کسطرح حاصل کرنا چاہیئے

علوم دین تین قسم کا ہے۔ فرض عین۔ [illegible] علم کلام۔ فرض عین اس علم کو کہتے ہیں۔ جس کا [illegible] ہر ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ مثلاً [illegible] اس کا علم ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ پھر حج ہے [illegible] علم بھی انسان پر اسوقت فرض عین ہو جاتا ہے۔ [illegible] حج فرض ہو جاتا ہے۔ پس سب سے پہلے ان علوم [illegible] کرنا چاہیئے۔ جو فرض عین ہیں ؛

فرض کفایہ ہر مسلمان پر فرض نہیں ہے۔ [illegible] ایک آدمی ہوں۔ جو اس فرض کو ادا کریں۔ فرض کفایہ [illegible] تمام مسائل فقہ بھی شامل ہیں۔ مثلاً ایک مجلس میں اگر [illegible] شخص اگر مجلس والوں پر سلام کہے۔ تو سب کی سب [illegible] پر یہ فرض عین نہیں۔ کہ سلام کا جواب دے۔ اور اگر [illegible] آدمی سلام کا جواب دیدے۔ تو ساری مجلس کا فرض [illegible] ہو جاتا ہے۔ اگر ایک شخص بھی جواب نہ دے۔ تو [illegible] کی سب مجلس اس کا گناہ رہے گا۔ یا جس طرح [illegible] پر یہ فرض عین نہیں۔ کہ سب کے سب عالم ہوں۔ بلکہ فرض کفایہ ہے۔ اگر سارا محلہ عالم نہ ہو۔ تو ان پر کوئی گناہ [illegible] گناہ اس صورت میں ہے۔ کہ انمیں سے ایک بھی عالم [illegible] ہو۔ اس قسم کے علم کو فرض کفایہ کہتے ہیں ؛

علم دین کا ضروری حصہ علم کلام بھی ہے۔ کیونکہ اس وقت صرف ایمانی رنگ میں مان لینا کافی نہیں بلکہ ضرورت اثبات کی ہے۔ کہ دلائل کے ساتھ یقین پیدا کیا جائے۔ علم کلام کا کورس نہایت اعلیٰ درجہ کا ہونا چاہیئے۔ جس میں مخالفین اسلام کے جواب اور اسلام کی خوبیاں ہوں ؛

ان سب علوم کا علم حاصل کرنے کے لئے قرآن شریف کا بامعنی پڑھنا نہایت ضروری ہے۔ قرآن مجید بامعنی پڑھنے کے لئے ابتدا علم عربی کی [illegible] مطلب پر آگاہ ہونے کے لئے [illegible]

دو گھنٹے روز لگانے سے مہینہ یا دو مہینہ میں ختم ہو سکتا ہے۔ اسکے بعد احادیث اور تاریخ اسلام کا جاننا ایک حد تک ضروری ہے۔ اور علم کلام حاصل کرنے کے لئے موجودہ ضرورت کو تو احمدی تصانیف ہی پورے طور پر ادا کر سکتی ہیں۔ پس ان کو بغور پڑھنا چاہئے۔ کیونکہ جو شخص سرسری طور پر کتاب کو مطالعہ کرتا ہے وہ تو گویا اپنا قیمتی وقت ہی ضایع کرتا ہے یا کم از کم اتنا تو ضرور ہے۔ کہ وہ اپنے وقت سے کافی فائدہ نہیں اٹھاتا۔ اس کے ساتھ ایک یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اپنے مطالعہ میں سے کام کی بات کو نوٹ کئے بغیر کبھی نہ چھوڑا جائے۔

میں نے ابھی تک آپ کو یہ بتایا ہے کہ علم دین حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔ اب شاید آپکے دل میں کم فرصتی کا شبہ گذرے۔ اسکے لئے میں بصد ادب یہ عرض کرونگی کہ کم فرصتی کا عذر پیش کرنا غلط ہے۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ جو فرصت عورتوں کو میسر ہے۔ وہ مردوں کو نہیں اگر مرد عورتوں سے زیادہ باعلم اور عقلمند ہیں۔ تو اسکی کی یہ وجہ نہیں کہ ان کو اس کام کے لئے وقت زیادہ ملتا ہے۔ بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے۔ کہ ان کو عورتوں کی نسبت اپنی فلاح و بہبودی کا زیادہ خیال ہے۔ اس میں کچھ بھی شک نہیں۔ کہ جس علم و عقل کے مرد مالک ہیں اسی علم و عقل کی عورتیں مالک ہو سکتی ہیں۔ اور یہ کوئی خیالی بات نہیں۔ بلکہ اس کی دنیا میں سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ حتی کہ بعض عورتوں نے اپنے علم اور عقل کے ذریعہ سے وہ نام حاصل کئے ہیں۔ کہ آج ان کو بڑے بڑے دنیا کے عقلمند سجدہ کرتے ہیں۔ کم فرصتی کا عذر پیش کرنے والی اگر بہن غور کرے اور دیکھے۔ کہ اس کا کس قدر وقت امور خانہ داری میں صرف ہوتا ہے۔ اور کسقدر ضایع ہوتا ہے۔ تو اس کو معلوم ہو جائے گا کہ میں اپنے علم دین کے لئے اچھا خاصہ وقت نکال سکتی ہوں۔ تو گویا یہ عذر سرے سے ہی غلط ہے۔ اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ عورتوں کی فرصت کم ہے تو بھی یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ عورتوں کو تحصیل علم دین کی ضرورت نہیں ٭

میری پیاری بہنوں آپ کو چاہئے۔ کہ علوم دین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی کوشش کریں۔ کیونکہ آپ نے ایک نبی کا زمانہ پایا ہے۔ اور خدا نے آپ کو اسکے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ نبی کے زمانہ میں جو روحانی انعام تھوڑی سی محنت پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس زمانہ کے بعد اسی انعام کے حاصل کرنے کے لئے بڑے بڑے مجاہدے کرنے پڑتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ کام کے ابتدا میں وقت محسوس ہو گی۔ مگر بعد میں وہ تکلیف مبدل براحت ہو جائے گی۔ اور میں تو یہ بھی عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتی کہ اگر آپ کو علم دین حاصل کرنے کے لئے امور خانہ داری میں کوئی نقصان معلوم ہوتا ہو۔ تو اس کی بھی آپ کو پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔ اور علم کو جس قیمت پر وہ ملے۔ خریدنا چاہئے۔ کیونکہ انسان کا علم محدود ہے۔ اور وہ غلطی کھا سکتا ہے۔ مگر خدا جو عالم الغیب اور غلطی کھانے سے پاک ہے۔ وہ فرماتا ہے۔ کہ وسعت مال کسی شخص کے مکرم[1] ہونے کی دلیل نہیں۔ مکرم یعنے عزت یافتہ وہی شخص ہے جو عالم ہے۔ اور دنیاوی انعامات بھی میں عالم پر ہی کرتا ہوں۔ قرآن شریف کوئی یادہ سرائی کی کتاب نہیں۔ بلکہ اس میں اصول بیان کئے ہوتے ہیں۔ اس لئے اگر کسی نے اپنی دنیا کو بہتر بنانا ہو۔ تو جو اصول قرآن شریف میں دنیا کو بہتر بنانے کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔ ان کو مضبوط پکڑے۔ اور ان اصولوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ عالم پر دنیاوی انعامات ہوتے ہیں۔ جہاں قرآن مجید میں یہ ذکر ہے۔ وہاں یہ بھی ذکر ہے۔ کہ انعام کے ساتھ آزمائش کا ہونا ضروری ہے۔ پس آپ کو آزمائش سے گھبرانا نہیں چاہئے ٭

[1] یہ طالوت کی بادشاہت سے استنباط کیا۔ اور اسی آیت سے جہاں خدا فرماتا ہے کہ خدا سے عالم لوگ ڈرتے ہیں۔ جو خدا سے ڈرتے ہیں یعنے متقی وہی مکرم ہیں ٭

خدا تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ لئن شکرتم لازیدنکم۔ یعنے اگر تم شکر کروگے تو میں تم کو زیادہ دوں گا۔ شکر کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ کہ انسان خدا تعالےٰ کے وعدہ کے موافق انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے۔ اور ناشکری کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ انسان خدا کا مغضوب ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ محمد رسول اللہ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے معراج کی رات جہنم میں عورتوں کو زیادہ دیکھا۔ کیونکہ وہ ناشکری زیادہ کرتی ہیں۔ اور جب ان کو خاوند کی طرف سے برائی پہنچے۔ تو کہتی ہیں کہ ہم نے تم سے کبھی بھلائی ہی نہیں دیکھی۔ جبکہ انسان کسی انسان کی ناشکری سے خدا کا گنہگار ہو جاتا ہے۔ اور دنیا بھی ایسے ناشکر کو ملامت کرتی ہے۔ تو پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس عظیم الشان محسن یعنے خدا تعالےٰ کی ناشکری انسان کو کہاں سے کہاں تک پہونچا سکتی ہے۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ خدا کے شاکر بندے ہونے کا اپنے قول و فعل سے ثبوت دیں۔ خدا تعالےٰ کا شکر کرنے کا ایک طریق یہ بھی ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر کر کے ان کو صحیح طور پر استعمال کریں۔ اور اسی طرح خدا تعالےٰ کے اس عظیم الشان انعام کی جو انسان اور حیوان میں تمیز کرنے کا بڑا بھاری ذریعہ ہے۔ یعنی علم کی قدر کر کے اس کو صحیح طور پر استعمال کریں۔ اور اس کو اپنی سستی کی وجہ سے یا نکما سمجھ کر بیکار نہ چھوڑ دیں۔ اگر ہم نے اس کو بیکار چھوڑ دیا۔ تو اسے زنگ لگ جائیگا جس کی وجہ سے ہم دنیا میں بھی بے وقوف کہلائینگے اور نقصان اٹھائینگے۔ اور آخرت میں بھی کفران نعمت کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے مغضوب اور نقصان اٹھانے والے ٹھہرینگے۔ اسلئے علم اور عقل کا مادہ جو قدرتی طور پر انسان میں موجود ہے۔ اس کو بیدار کرنے اور اس سے کام لینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ورنہ یہ اس تلوار کے مشابہ ہو جائیگا۔ جس کو نکمے پڑے رہنے کی وجہ سے زنگ کھا گیا ہو۔ میری معزز بہنو! اگر آپ اپنے علم اور عقل خداداد کو جو قدرتی طور پر آپ میں موجود ہے۔ بیدار کر کے اس سے کام لینے کی کوشش کرو گی تو خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق اس میں کامیاب ہو

ہو جاؤ گی۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آپ خدا تعالیٰ کی ہی ممتاز ہو جاؤ گی۔ اور دنیا میں بھی آپ بڑے بڑے مدبروں اور عقلمندوں میں شمار کی جاؤ گی۔ کیونکہ جس شخص کا تعلق خدا سے ہو جاتا ہے۔ پھر خدا اس کے نام کو اپنے وعدہ کے موافق دنیا میں بھی بلند کرتا ہے۔ مثلاً مریم صدیقہ رضی جس کا بوجہ خدا سے تعلق ہونے کے ایسا نام بلند کیا گیا کہ دنیا کا اکثر حصہ اسکے نام پر جان قربان کرنے کو تیار ہے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ کی بیوی ہاجرہؑ کی طرف دیکھو جو جنگل میں بے آب و دانہ چھوڑی گئیں۔ مگر چونکہ ان کا خدا سے تعلق تہا۔ خدا نے اس وادی کو جہاں وہ چھوڑی گئیں۔ مرجع خلائق بنا دیا یا تو وہ وادی غیر ذی زرع تھی یا اب یہ حال ہے کہ اس میں ہر ملک ہر طبقہ کے لوگ موجود ہیں۔ اس کی سوائے اسکے اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ کہ ان کا خدا سے تعلق تھا۔ جس کی وجہ سے خدا نے ان کو دین اور دنیا کے انعامات کا وارث کیا عیسائی عورتوں نے بھی علم میں ترقی کی۔ اور ہم سے بہت بڑھ کر کی۔ مگر ان کی علم میں ترقی صرف دنیا کے لئے ہے۔ اور ان کا خدا سے درحقیقت کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے ان کی ترقی بھی عارضی ہے۔ اور ان کا ایسا نام بلند نہیں کیا جائیگا۔ جیسا ان ترقی یافتہ عورتوں کا جن کا خدا سے تعلق تھا۔ اگر آپ علم دین میں ترقی کرو گی۔ تو آپکے لئے بڑا وسیع میدان موجود ہے۔ جسمیں بڑھ کر آپ اپنے نام کو دین اور دنیا میں روشن کر سکتی ہو۔ اور جس طرح ان عالم اور فاضل عورتوں کو جو ابو الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہو گذری ہیں۔ رضی اللہ عنہ و رضو عنہ کے خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ آپ کو بھی اسی طرح یاد کیا جائے گا۔ کیونکہ آپ نے بھی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بروز یعنے حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کو پایا ہے میری اس تجویز کو کامیاب اور بامراد بنانے کے لئے ایک تو میں پہلے عرض کر چکی ہوں کہ ارادہ اور استقلال چاہیئے۔ دوسری یہ کہ تضیع اوقات کو کہا جانے والی آگ سمجھ کر جتنے الامکان اس سے پرہیز کی جائے۔ وقت کی قدر کرنے سے ہی انسان کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔ اس [illegible]

اور یہ وقت کی قدر کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ ریل اور ٹیلیفون اور سینکڑوں اس قسم کی ایجادیں جن سے وقت کی بچت ہو اور دستی محنت میں تخفیف ہو۔ ایجاد کرکے آج وہ کامیابی جو وقت کی قدر کرنے سے ان کو نصیب ہوئی۔ اب اس پر فخر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کی سلطنت میں کبھی سورج غروب نہیں ہوتا۔ پس آپ کو دین اور دنیا میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے وقت کی نہایت احتیاط سے قدر کرنی چاہیئے۔ اور اگر عورتوں کی مجلس میں بھی بیٹھنے کا اتفاق ہو تو اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر وہاں بھی اپنے تجربات اور مشاہدات کو ایک دوسری کے سامنے پیش کرکے اپنے علم اور عمل کے متعلق تدابیر سوچی جائیں۔ اور جو بری باتیں عورتوں کی مجلس میں عام طور پر ظہور پذیر ہوتی ہیں ان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جائے۔ مثلاً ہنسی مخول جو کہ انسانی طاقت کا ایسا برا استعمال ہے جس سے عقلمند انسان بے وقوف کہلاتا۔ اور معزز انسان ذلیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ تمسخر کرنا جاہلوں کا کام ہے۔ کیونکہ جب کوئی معزز یا عقلمند انسان سے مخول کرے گا۔ تو وہ معزز جس پر مخول کیا گیا اگر اپنی کمال شرافت کی وجہ سے اظہار نہ بھی کرے گا۔ تو اپنے دل میں ضرور مخول کرنے والے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور اگر معزز اور عقلمند انسان کسی ایسے شخص سے مخول کرے گا۔ جو بلحاظ عزت اور بلحاظ عقلمندی کے اسکے برابر نہیں۔ بلکہ کمتر ہے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ وہ ادنےٰ جس سے مخول کیا گیا۔ مخول کرنے والے پر خواہ وہ اعلیٰ ہی کیوں نہ ہو۔ دلیر ہو جائے گا۔ اور اس طرح مخول کرنے والا ادنےٰ شخص کی نظر سے بھی گر کر اپنے آپ کو ذلیل بنا لیگا۔ اور اسکے علاوہ اپنی زبان کو بے لگام نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اور ایسی بات جس کا کوئی فائدہ نہ ہو اور جس سے کسی کی دل آزاری کا خطرہ ہو۔ ہرگز ہرگز منہ سے نکالنی نہیں چاہیئے اور اگر کوئی بات کی جائے۔ تو اسکو ایسے ڈھنگ سے کیا جائے۔ کہ اسکو طے کرنے میں جتنا وقت درکار ہو۔ اس سے زیادہ نہ لگے۔ غرضیکہ اپنی [illegible]

سے بچنے کا ازبس خیال رکھنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات ہے۔ جس پر اگر عمل کیا جائے۔ تو نہایت مفید اور کارگر ثابت ہو سکتی ہے۔ وہ یہ کہ ٹائم ٹیبل ایک کاغذ پر بنا لیا جائے۔ یعنے اپنے وقت کا حساب اور دن کا آدھا یا دوسرا تیسرا حصہ جتنا آپ کو منظور ہو۔ علم دین کے لئے الگ کرکے جو کام تحصیل علم کے لئے اس مقرر کردہ وقت میں کرنا ہو اس کو ترتیب وار لکھا جائے۔ مثلاً کسی نے تحصیل علم دین کے لئے دن میں چار گھنٹے مقرر کئے ہیں۔ تو اس کو لکھ لینا چاہیئے۔ کہ پہلے آدھ گھنٹہ فلاں کام ایک گھنٹہ فلاں کام کرنا ہے۔ اور پھر کام کرتے وقت اپنے ٹائم ٹیبل کا ازبس خیال رکھنا چاہیئے۔ اور کسی کام کے لئے جتنا وقت مقرر ہے۔ اس کو مقرر کردہ وقت میں ختم کر دینا چاہیئے ۔

ایک اور بات ہے۔ جو بظاہر ذرا مشکل سی معلوم ہوتی ہے۔ اور وہ دو چار بہنوں کا کام نہیں۔ بلکہ اس کام پر سب بہنوں کو پورے جوش اور کوشش اور ہمت سے کام لینا پڑے گا۔ وہ یہ کہ سب بہنیں باقاعدہ طور پر اپنی ایک انجمن بنائیں جسمیں اگر ہو سکے۔ تو ہفتہ وار یا پندرہ دن یا مہینہ کے بعد سب کی سب ایک جگہ جمع ہو کر اپنے تعارف اور تمدن کی ضروریات کو بھی پورا کریں۔ اور اپنے علم دین کے متعلق تجاویز کرکے ان پر عمل کریں۔ اور انہیں سے جسکو سکرٹری تجویز کیا جائے یا جس بہن کے سپرد یہ کام کیا جائے۔ اس کو چاہیئے کہ ہر اجتماع پر کسی نہ کسی بہن کے سپرد یہ کام کیا جائے اس کو چاہیئے۔ کہ ہر اجتماع پر کسی نہ کسی بہن کو حسب وعدہ کسی نہ کسی مضمون پر تقریر کرنے کے لئے کہا جائے اور اس تقریر کو سب بہنیں غور سے سنکر اگر اسپر کوئی جرح واقع ہوتی ہو۔ تو اس کو صاف کر لیں۔ ایسا کرنے سے آپ کو بہت فائدے حاصل ہونگے۔ والسلام

الراقمہ خاکسار آپکی خیر خواہ
نذیر بیگم اہلیہ حکیم [illegible]

نظم

از میاں نظام الدین صاحب جہلمی مہاجر قادیان

میسح محمود احمد پر خدا کی مہربانی ہے
یہاں کا یار جانی ہے وہ اس کا یار جانی ہے
چڑھا سورج ہدایت کا منور کر دیا عالم
مبارک طالبو تم کو کہ وقت کامرانی ہے
جو اس کے ہاتھ پر تائب ہوا اپنے گناہوں پر
منجات اُخروی آخر انہیں نے حق سے پائی ہے
تعلق غیر سے توڑو اسی سے رشتہ تم جوڑو
اسی کی اب غلامی میں حیات جاودانی ہے
جو اس کے در کے خادم ہیں وہی سچے مسلمان ہیں
نہ پہچانا مگر تم نے یہ کیسی بدگمانی ہے
ارے لوگو کرو قدر اس خدا کی پاک نعمت کا
تمہارے حال پر اس کی یہ کیسی مہربانی ہے
وہی قومیں ہمیشہ کامراں ہوتی ہیں دنیا میں
جنہوں نے سچی بنکر نبی کی بات مانی ہے
کلام پاک میں قصہ پڑھو موسیٰ کی اُمت کا
کہ اک انکار کے بدلے میں کیا کیا خاک چھانی ہے

- - - - - - - -

میسح ناصری تو مر چکا مدت ہوئی لوگو
اب اس کی راہ کو تکنا جہالت کی نشانی ہے
جو آنا تھا کبھی کا آچکا آنکھیں ذرہ کھولو
شہادت دے رہا اس کی عذاب آسمانی ہے
یہ دیکھو مو تا موتی لگ رہی ہے ساری دنیا میں
یہی آخر زمانے میں قیامت کی نشانی ہے
اُٹھو جلدی کہ ابھی وقت ہے دارالامان پہنچو
جہاں پر بٹ رہی دولت آسمانی ہے

نظام الدین سے پیر ہدیٰ نے خوب فرمایا
کہ یہ اصلاح جلدی ہی کرو دن زندگانی ہے

چھوڑ دو

مجلس اغیار میں اب آنا جانا چھوڑ دو
باغیان حق سے تم ملنا ملانا چھوڑ دو
چند روز ہے یہ دنیا میہماں بن کے رہو
اس کی ہر اک چیز پر تم دل لگانا چھوڑ دو
وعظ و پند ناصحانہ تو رسولوں کا ہے کام
آڑ میں دیں کی مگر دنیا کمانا چھوڑ دو
احمدیت میں اگر عہدوں کو لا سکتے نہیں
احمدیت ماتحتوں کو در علانا چھوڑ دو
اے امیر قوم اپنی قوم کو سکھلا ادب
بے ادب گستاخ اور معتد بنانا چھوڑ دو
لگ گئے ہوں سلسلے کا کام ہم پیا چھپ کے
سو مصنوعی امارت پر مچانا چھوڑ دو
با ادب ہے با نصیب اور بے ادب ہے بدنصیب
تو حیاں گستاخیاں کرنا کرانا چھوڑ دو
میرا کہنا مان رکھو آخر گرو گے منہ کے بل
پہلوان حق سے ہم ٹکر لگانا چھوڑ دو
سچی سچی بات کہنے میں نہیں ہوتا غلو
قادیاں والوں پہ یہ تہمت لگانا چھوڑ دو
جانچو تم محمود کو تحریر سے تقریر سے
کام دیکھو بدگماں کرنا کرانا چھوڑ دو
کہتے ہو گے خوب ہی اسیت کی سطروں پر چلے
اپنے اوپر غیر لوگوں کو ہنسانا چھوڑ دو
منہ سے جب کچھ سکے نفلوں پر کلا
اپنی تجویزوں سے کچھ بنتا بنانا چھوڑ دو

خاکسار گلاب الدین احمدی رہتاسی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۲۵ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۲۹

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے یہ اعلان کیا گیا ہے کہ آپ ڈاکٹری مشورہ کے مطابق ڈلہوزی سے آگے اور پہاڑوں پر جانے والے ہیں۔ اس لئے کوئی صاحب ملاقات کے لئے ڈلہوزی کا قصد نہ فرمائیں۔ انشاء اللہ ڈیڑھ ماہ تک دارالامان قادیان ہی میں آجائینگے ؛

یکم اگست کو ہر دو سکول کھلینگے۔ طلباء کے والدین کو چاہیئے کہ اس تاریخ سے پہلے پہلے اپنے بچوں کو قادیان بھیجدیں تا ان کا حرج نہ ہو۔ (۲) ماسٹر عبد الرحیم صاحب نیر دائی کلام کریگی ٹی ۲۲۔ کو ڈلہوزی گئے۔ سید فیروز شاہ صاحب احمدی کاتب تشحیذ تین چار ماہ سے قادیان ہی میں بیمار چلے آتے تھے۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے اپنے وطن گئے۔ وہیں ۷ر جولائی کو فوت ہو گئے۔

قادیان کے آریہ اور ہم

قادیان کے آریہ مدت سے کان لپیٹے ہوئے تھے لیکن کچھ عرصہ سے پھر انہوں نے پھریری لی ہے۔ اور کوئی نہ کوئی حرکت مذبوحی ہمارے مقابلہ میں کر لیتے ہیں۔ اور آج کل تو بالخصوص اخباروں میں انہیں ہمارے خلاف اکسایا جاتا ہے۔ اور ایک سکول بنانے کی تجویز ہو رہی ہے۔ ان کا ایک اپدیشک پنڈت چانن نام یہاں آیا۔ ان صاحب کو دوسرے مذاہب والوں سے الجھنے کا بہت شوق معلوم ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ دفتر تشحیذ میں آئے۔ جہاں مولانا محمد سرور شاہ صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ آتے ہی ان سے پوچھا کہ آسمان کی نسبت قرآن مجید کیا بتاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ آسمان کوئی ٹھوس چیز نہیں۔ بلکہ ایسا ہے۔ کہ جس میں سورج چاند ستارے تیرتے ہیں۔ پھر سات آسمانوں کی نسبت پنڈت صاحب نے پوچھا۔ تو اس کے متعلق بھی بتا دیا گیا۔ اسی سلسلہ میں پنڈت صاحب نے سوال کیا کہ سورج ساکن ہے یا متحرک۔ بتایا گیا کہ والشمس تجری لمستقر لها۔ قرآن مجید میں آیا ہے۔ پھر پنڈت صاحب نے پوچھا کہ کیا سورج کالے کیچڑ کے کنڈ میں غروب ہوتا ہے۔ جواب میں ان کو قرآن مجید سے اصل آیت دکھائی گئی۔ جو یوں ہے۔ حتی اذا بلغ مغرب الشمس وجدها تغرب فی عین حمئة یعنے جب وہ مغربی اطراف میں پہنچے۔ تو انہیں ایسا معلوم ہوا کہ سورج ایک کالی کیچڑ کی کنڈ میں غروب ہو رہا ہے۔ " وجدها ملاحظہ کیجئے [illegible] کو ایسا معلوم ہوا تھا۔ کہ سورج [illegible]

ڈوب رہا ہے نہ کہ فی الحقیقت۔ اس پر پنڈت صاحب نے کچھ شک ظاہر کیا۔ تو . . . . مسافر آگرہ سے پنڈت لکشمیدت مشہور آریہ مناظر کا یہ فقرہ دکھایا گیا جو سفر رنگون کے دوران میں انہوں نے لکھا ہے

"جب سورج نکلا۔ تو اور ہی لطف آیا۔ کیونکہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ بیچ بیچ سمندر ہی کے بیچ میں سے نکل رہا ہے۔"

اس پر پنڈت چانن کو ماننا پڑا۔ اور بے اختیار بول اٹھے کہ یہ حوالہ بہت مضبوط ہے۔ پھر پنڈت صاحب نے دریافت کیا کہ یہ معنے پہلے بھی کسی نے کئے ہیں یا آپ ہی کرتے ہیں۔ جس پر انہیں پہلے شاہ رفیع الدین صاحب کا ترجمہ دکھایا جس میں یہی ترجمہ ہے۔ اسکے بعد مولوی نذیر احمد صاحب کا ترجمہ دکھایا۔

"جب چلتے چلتے آفتاب کے غروب ہونے کے مقام پر پہونچا۔ تو اس کو آفتاب ایسا دکھائی دیا کہ جیسے وہ کالی کالی کیچڑ کی کنڈ میں ڈوبتا ہے۔"

پھر مزید تسلی کے لئے چند تفاسیر دکھائیں۔

حوالہ اول۔ ترجمان القرآن سے

"اور یہ جو اصحاب قصص و اخبار کہتے ہیں کہ وہ ایک مدت زمین پر چلا اور سورج اس کے پیچھے ڈوبتا تھا۔ سو اس کی کچھ اصلیت و حقیقت نہیں × × × بالجملہ ذوالقرنین نے اپنی نگاہ میں یہ دیکھا کہ سورج ایک بحر محیط میں غائب ہوتا ہے۔ یہی شان ہے ہر شخص کی جو ساحل بحر محیط تک پہنچتا ہے۔ وہ یہی دیکھتا ہے۔"

"انسان کی عادت ہے کہ جب دریا میں ہوتا ہے تو اُسے یوں نظر ہی آتا ہے کہ سورج دریا میں ڈوب رہا ہے۔"

حوالہ دوم تفسیر کبیر سے

وجد الشمس کانها تغرب فی عین وهدة مظلمة وان لم تکن کذلك فی الحقیقة۔

ذوالقرنین کو معلوم ہوا کہ سورج گویا کالے چشمے میں ڈوب رہا ہے۔ گو حقیقت میں ایسا نہیں تھا۔

حوالہ سوم تفسیر بغوی

فرایها کذلك اذ لم یکن فی مطمح بصره غیر الماء (یعنی ذوالقرنین نے سورج کو ایسا دیکھا کہ اس کی

حد نگاہ میں پانی کے سوا اور کچھ نہ تھے۔ اس پر حاشیہ ہے ای یری انها تغرب فی عین حمئة والا فلواقع انها ابعد عن ان العین۔ یعنے دکھائی ایسا دیتا تھا کہ کالے کیچڑ میں سورج ڈوب رہا ہے ورنہ دراصل یوں نہ تھا۔"

جب پنڈت صاحب کی تسلی ہر طرح ہو چکی تو انہیں کہا گیا کہ اب شریفانہ طریق یہی ہے۔ کہ یہ اعتراض اب آپ کبھی کسی مسلم کے سامنے نہ کریں۔

پھر مذہب اور سائنس پر مدیرانہ بات چیت جس مولانا سرور شاہ صاحب نے انہیں بتایا کہ مذہب کے اصل اجزا دو ہیں۔ اعمال و اخلاق۔ جو انسان کی زندگی سنوارنے کے لئے ضروری ہیں۔ دوم ان اعمال و اخلاق کے لئے تیار کرنے کے واسطے عقائد۔ سائنس بذاتہ مقصود بالذات نہیں۔ مگر اس کے لئے جسقدر مذہب میں ضرورت ہے۔ اس کا سامان ہے۔ پنڈت صاحب کا منشاء یہ تھا کہ قرآن مجید میں ہوائی جہاز اور آبدوز کشتیاں دکھائی جائیں۔ چنانچہ وہ اپنے اس منشاء کو طرح طرح سے ظاہر بھی کرتے تھے۔ اور خود بعض فقرات مولانا شاہ صاحب کی طرف انہی کے سامنے پیش کرتے تھے کہ گویا آپ یہ فرما رہے ہیں تاکہ وہ اپنے دل کا اعتراض کریں۔ جس پر مولوی صاحب نے پنڈت صاحب کو متنبہ کیا کہ آپ مجھے لقمہ نہ دیں۔ میں جو کہہ رہا ہوں اس پر اعتراض کریں۔ اگر کچھ اعتراض کر سکتے ہیں۔ اس پر پنڈت صاحب خاموش رہ گئے۔ اور یہ کہا کہ جو سائنس کے متعلق آپ نے فرمایا وہ مجھے لکھ دیں جو لکھ دیا گیا۔ جناب شیر اسلام میر قاسم علی صاحب بھی بیٹھے تھے۔ انہوں نے مہاشہ جی کی بے تابی دیکھکر فرمایا۔ کہ آبدوز کشتیوں اور ہوائی جہاز اور توپوں وغیرہ کے بنانے کا ذکر تو ویدمیں ہے۔ اور علم موسیقی بھی ہے سب کچھ ہے۔ ہمیں بھی ضرورت ہوگی تو اسی سے دیکھ لینگے۔ لیکن ایک چیز وید میں نہیں معلوم ہوتی وہ کیا ہے؟ توحید۔ یہ وہ قرآن مجید میں ہے۔ ہندوستان میں جو ۳۳ کروڑ دیوتا پوجا جاتا اور شو لنگ وغیرہ تو آخر یہ کس کتاب کا اثر ہے قرآن مجید اور بائبل سے تو پہلے کا ہی حال ہندوستان وغیرہ میں سب کا ہے۔ اس پر پنڈت صاحب نے کہا کہ قرآن مجید میں جو توحید ہے۔ ویدوں سے ماخوذ ہے۔ اور خانہ کعبہ میں شولنگ کی پرستش ہوتی ہے۔ انہیں پوچھا گیا کہ شولنگ کی تعریف دیجئے۔ مگر پنڈت صاحب اس طرف نہ آئے پھر ان سے پوچھا گیا کہ پرستش کی تعریف کریں تاہم تا سکیں کہ حجر اسود کی پرستش ہوتی ہے یا نہیں اس پر بھی بیچارہ دیکھنا پڑا جناب میر قاسم علی صاحب کی تقریر سے پنڈت صاحب ایسے گھبرائے۔ کہ درمیان ہی میں بار بار کہتے تھے۔ بس بس میں جاتا ہوں۔ خیر جب وہ چلے گئے تو ان کو کہا گیا۔ آپ کو بڑا دعویٰ ہے کہ ویدوں میں تمام سائنس ہے۔ اور اس میں کوئی بات خلاف سائنس نہیں۔ پس آپ ایک تحریری مضمون لکھکر بھیجدیں۔ دو گھنٹے میں ہم اپنے سوالات لکھ کر بھیجدینگے۔ پھر آپ اس کا جواب لکھواب تیار کر لینا۔ اور عصر کے وقت عام جلسہ کر کے سنا دینا۔ دوسرے روز قرآن مجید اور سائنس کے متعلق اسی طرح بحث ہوگی۔ جواب آیا کہ مولوی سرور شاہ صاحب نے جو تحریر لکھ کر دی تھی۔ اس پر ان کے دستخط کرا کے بھجوا دیں تو کل وید اور سائنس پر ہمارا پرچہ آپ کو پہنچ جائے گا ہم نے اسی وقت دستخط کرا کے بھیجدیئے۔ دوسرے روز باوجود متعدد یاددہانیوں کے پنڈت چانن رام صاحب نے پرچہ نہ بھیجا۔ اور یوں کھلا کھلا فرار کر کے یہ ثابت کر دیا کہ آریہ سماج کے پاس وید اور سائنس کے متعلق کوئی دلیل نہیں۔ قادیان کے آریوں کو یہ خوفناک شکست اور یہ کھلا کھلا فرار مبارک ہو۔ ہمیں افسوس ہے کہ پنڈت صاحب موصوف نے اپنے لیکچروں میں اسلام پر بھی حملے کئے۔ جو اسکے لئے روانہ تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۲۵ جولائی ۱۹۱۸ء

علم الاخلاق

(نوشتہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

بعض صفتیں بظاہر اسقدر باہم مشابہ ہیں کہ ان کی شناخت میں دہوکہ لگ جاتا ہے۔ اس لئے میں اپنی سمجھ کے مطابق ان کے متعلق کچھ لکھنا چاہتا ہوں

(۱)

ضد اور استقلال۔ کسی بات پر قائم رہنا۔ اور باوجود مشکلات کے اس سے نہ پھرنا۔ قابل ستائش امر ہے۔ لیکن اگر باطل کے متعلق ایسا کیا جائے۔ تو وہ مستحسن نہیں۔ بلکہ اسی کو ضد کہتے ہیں۔ ہاں اگر حق کے بارے میں یوں ہو تو یہ استقلال ہے جو احسن الاوصاف ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک تحریر لکھا۔ کہ اگر میں ہلاک بھی ہو جاؤں تو حق یہی ہے۔ جو میں کہتا ہوں میرے خیال میں یہ ضد ہے۔ اور سیدنا محمود احمد نے جو فرمایا ساری دنیا چھوڑ دے پر میں نہ چھوڑوں گا تجھے۔ تو یہ استقلال و استقامت ہے۔

(۲)

کبر و خود داری۔ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا دوسروں کو حقیر جاننا۔ ان سے بلاوجہ نفرت یہ کبر ہے۔ لیکن اپنی حیثیت ملحوظ رکھنا اپنے حقوق کی حفاظت یہ خودداری ہے۔ بعض لوگ خوددار ہوتے ہیں۔ اور انہیں متکبر سمجھا جاتا ہے۔ بعض قی الواقعہ تکبر رکھتے ہیں۔ مگر اپنے آپ کو خوددار یقین کرتے ہیں۔ ان دونوں باتوں میں باریک فرق ہے۔ جو باطنی طور معلوم ہو سکتا ہے۔ خوددار کو ضرورت نہیں۔ کہ دوسروں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور خواہ مخواہ اپنا رعب قائم کرنا چاہیئے۔

(۳)

ضعف و سستی۔ ضعف تو یہ ہے کہ ایک شخص لیٹا ہے اس کا دل مثلاً نماز کے لئے تڑپ رہا ہے مگر وہ اٹھ نہیں سکتا۔ اس لئے مسجد نہیں جاتا۔ دوسرا شخص ہے۔ وہ اچھا بھلا ہے۔ مگر محض اپنی سستی کی وجہ سے نہیں اٹھتا تو یہ دونو برابر نہیں ہو سکتے۔ ضعف اور سستی میں فرق اس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ جب اپنے مذاق کا کوئی کام اور دلچسپی کا سامان ہو۔ تو فوراً سستی جاتی رہتی ہے۔ اور اسکے لئے یہ عذر نہیں ہوتا کہ میری طبیعت ناساز ہے۔ یا اسوقت تو مجھ سے اٹھا نہیں جاتا۔

(۴)

نزاکت اور بے حوصلہ پن۔ ان دونوں میں فرق ایک مثال سے سمجھاؤں گا۔ پچھلے ماہ رمضان میں ہمارے حضرت خلیفۃ المسیح ظہر کے بعد چار پانچ رکوع قرآن شریف درس دیتے تھے۔ گرمی سخت تھی۔ اور مسجد اقصیٰ میں پختہ فرش ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ محسوس ہوتی تھی۔ دو چار آدمیوں کو میں نے دیکھا کہ وہ اسکے حاشیہ ہوئے مارے تھے۔ گر بلا مبالغہ ہر پندرہ بیس منٹ کے بعد مجلس سے اٹھ کر غسل کر آتے اور کپڑا بھگو کر اپنے سر پر۔ دوسری طرف ہمارے سردار ہیں کہ پوری پوشاک پہنے ہیں یعنی قمیض واسکٹ کوٹ۔ سر پر پگڑی۔ اور پھر بعض دوست غلبۂ محبت سے ہجوم کئے بیٹھے ہیں۔ پنکھے کی ہوا بھی ایک گوشہ میں ہونے کی وجہ سے ٹھیک نہیں پہونچتی۔ لیکن آپ ہیں کہ ذرا گھبراہٹ نہیں۔ حالانکہ روزے سے بھی ہیں۔ بے شک حضرت مسیح موعود کی مماثلت کا اثر یہی ہے۔ لیکن پھر بھی چار پانچ گھنٹے اس پابندی سے ایسی سخت گرمی میں نشست اور پھر درس دینا معمولی کام نہیں تھا۔

(۵)

صبر و تحمل اور جبن و بے غیرتی۔ یہ صفتیں بعض اوقات آپس میں مل جاتی ہیں۔ کوئی شخص دست درازی کرتا ہے۔ گالیاں دیتا ہے۔ اور آپ ہیں کہ چپکے بیٹھے ہیں۔ وہ شریر زیادہ شوخ ہوتا جاتا ہے۔ اور یہ دل ہی دل میں ڈر رہے ہیں کہ خدا جانے بولوں گا۔ تو کیا نقصان پہونچائیگا۔ دوسرا شخص ہے۔ جو باوجود استطاعت محض اللہ کے لئے صبر سے کام لیتا ہے۔ اور اس کا معاملہ خدا پر چھوڑ رکھا ہے۔ تو ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ صبر کا اللہ تعالیٰ ضرور اجر دیتا ہے۔ اپنا تجربہ بیان کرتا ہوں۔ ایک کرایہ کے مکان میں رہتا تھا۔ جو اس مکان کی حیثیت تو ایسی تھی کہ ہمارے وطن کے تین مکانوں میں سے سب سے چھوٹے مکان کا تیسرا حصہ بھی نہیں۔ پھر اس میں سوائے ایک کمرہ کے کچھ بھی نہیں تھا۔ جسے کہ مستراح کے لئے جگہ نہیں بنائی گئی تو منفذ نہیں۔ اس لئے اس کی صفائی میں سخت دقت۔ بارش ہو رہی ہے۔ کمرہ دھوئیں سے بھرا ہے۔ ننھے بچے کو سیڑھیوں میں لٹایا۔ اور کھانا پک رہا ہے خیر یہ تو معمولی بات ہے۔ مشکل یہ تھی۔ کہ شام ہوتے ہی نیچے کے دروازے میں قفل لگ جاتا تھا۔ آمد و رفت لازمی طور پر مسدود۔ اور مستزاد یہ کہ ہمسائے ..... ایسے کہ سر سے قبر سے ضرور ہمیں گالیاں دیتے۔ اور مجھو آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ کس قصور پر۔ ایک دن کا واقعہ ہے۔ کہ میں صبح صادق سے پہلے نماز پڑھنے مسجد میں گیا۔ ہم تو بالاخانے میں رہتے تھے۔ نیچے ڈیوڑھی میں مکان والوں کا ایک چرخہ پڑا تھا۔ اس کا تکلا ایسا بھیا کہ مجھے گھر از علم ہو گیا۔ مگر میں نے اف تک نہ کی۔ صبح باوجودیکہ بتا دیا گیا۔ پھر بھی تکلا ٹیڑھا ہونے کی وجہ سے دو چار گھنٹے بوڑھی والی کی گالیاں سننی پڑیں۔ یہی نہیں بلکہ آس پاس کے رہنے والے بھی اس کار خیر میں شریک ہو جاتے تھے۔ میں نے تو کبھی کسی سے ذکر نہیں کیا۔ ایک دوست جو گلی سے گذر رہے تھے۔ جب ان کو معلوم ہوا تو وہ مجھے کہنے لگے۔ آپ کیونکر یہاں پر رہتے ہیں۔ یہ تو سخت بے غیرتی ہے۔ میں نے اس دوست سے کہا کہ میرے مولیٰ نے میرے کفارۂ ذنوب کے لئے ایسا ہی چاہا ہے۔ وہ علیم بذات الصدور خوب جانتا ہے کہ مجھ سے اسکے [illegible] گھر والوں نے صبر و شکر کا نمونہ دکھایا۔ اور کبھی [illegible] گالیوں اور ایذا رسانیوں کا جواب تو درکنار [illegible] شکایت تک بھی نہیں کی۔ جسکے اجر میں [illegible]

سے ہوزمین اور مکان پایا۔ جو کم از کم میرے وہم و گمان میں بھی نہ گذرا تھا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ کرایہ والا مکان بھی ایک مخلص احمدی کا ہے۔ اور اس کا وہ حصہ جس کے لئے میں نسفد نہیں ملتا تھا۔ خدا کا گھر ہونے کی عزت رکھتا ہے۔ کہاں وہ دعوے کہ ہم احمدیوں کو اس مکان سے اس محلہ سے اس شہر سے نکال دینگے۔ اور کہاں یہ بےبسی کہ مکان ہی ان کا نہیں رہا ۔

(۶)

زود رنجی اور نازک مزاجی ۔ بعض لوگ اپنے آپ کو نازک مزاج سمجھتے ہیں۔ حالانکہ وہ زود رنج ہوتے ہیں ہر چھوٹی سے چھوٹی بات پر ناراض ہو جانا۔ نازک مزاجی نہیں۔ زود رنجی ہے۔ جو بہت بری بات ہے۔ نازک مزاج والا بے شک بظاہر ایک نہایت معمولی سی بات پر بگڑ جاتا ہے۔ مگر دراصل وہ بہت اہم ہوتی ہے اور زود رنج تو بات بات پر بگڑتا ہے۔ اور ایسے نفسانی جوش کا تابع ہوتا ہے۔ نازک مزاج انسان بعض اوقات ایسی بات پر تحمل و بردباری سے کام لیتا ہے۔ جو بہت بڑی بات ہوتی ہے۔ لیکن زود رنج میں یہ بات نہیں ہوتی۔

(۷)

خود ستائی اور تحدیث بالنعمت ۔ بعض لوگ خود ستا ہوتے ہیں۔ ہر وقت اپنی تعریف آپ کہتے رہتے ہیں کہ ہم ایسے ہم ویسے۔ اور بہانہ کرتے ہیں۔ اما بنعمۃ ربك فحدث کا۔ حالانکہ تحدیث بالنعمت اور چیز ہے۔ اوّل تو ایسا شخص کبھی اشارتاً کنایتاً بھی اپنے کام کو اپنی قابلیت کی طرف منسوب نہیں کرتا۔ دوم اس کے کلام سے اس کی نیت ظاہر ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ جن کی زبان پر رسم و عادت کے طور سے خدا کے فضل خدا کی خاص مہربانی رہتا ہے مگر یہ بھی وہ تحدیث بالنعمت کے طور پر نہیں۔ بلکہ [illegible] کا ذکر کرتے ہیں ۔

(۸)

[illegible] اگر کسی کو ایک [illegible]

کوئی بچا ہیں، اس کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ لوگ بہت ہی ایذا رساں ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ بعض آدمیوں میں یہ مادہ اس قدر ہوتا ہے کہ وہ کسی کو اسلام علیکم کہہ بیٹھیں تو جب تک یہ جتا نہ لیں کہ میں نے تمہیں سلام دیا ہے چین نہیں آتا۔ مجھے ایک شخص کا واقعہ ابھی تک نہیں بھولا۔ جس نے مجھے بقول خود سلام دیا میں کام میں بعض اوقات ایسا منہمک ہو جاتا ہوں کہ مجھے گرد و پیش کی آواز نہیں پہنچتی۔ اور بعض اوقات مجھ پر ضعف کا ایسا غلبہ ہوتا ہے۔ کہ میں بہت کوشش کرتا ہوں۔ مگر بلند آواز سے بول نہیں سکتا۔ کچھ ایسا ہی عذر پیش آیا۔ لیکن اس نے آنکھیں نکال کر سخت غصے میں کہ گویا میں دین اسلام سے پھر گیا ہوں مجھے کہا کہ میں نے سلام دیا ہے تم نے جواب نہیں دیا میں نے خیال کیا کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہو گئی ہے۔ جو کسی پر سلام کے ساتھ ہی احسان کرتے ہیں۔ تو انہیں چین نہیں آتا۔ جب تک جتا نہیں لیتے۔ یہ تکبر کی وجہ سے ہے یا بخل کے سبب کہ سلام بھی بلا معاوضہ دینا پسند نہیں۔ ہاں بعض نیک دل کسی پر احسان جتاتے ہیں تو اس نیت سے کہ مخاطب کو اپنے فرض کا احساس ہو ۔

(۹)

کفایت اور کنجوسی ۔ خرچ کو آمد سے کم رکھنا۔ بلا ضرورت کچھ خرچ نہ کرنا یا کم خرچ کفایت ہے۔ مگر باوجود موجودگی مال کے ضرورت پڑنے پر انفاق سے پہلو تہی کرنا کنجوسی ہے۔ بعض کنجوس ہیں۔ مگر اپنے آپ کو کفایت شعار سمجھتے ہیں۔ اور بعض کفایت شعار ہیں جنہیں مفت میں بخیل کہا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی نہایت احتیاط کی ضرورت ہے۔ بعض لوگ اپنے حق میں کنجوس ہوتے ہیں۔ غیروں کے لئے فیاض بعض اپنے لئے فیاض اور غیروں کے لئے بخیل۔ مگر کفایت شعاری اور چیز ہے

(۱۰)

شجاعت اور حمق ۔ مردی و نامردی کا فرق تو کسی نے ہر فقرہ میں بتا دیا ہے۔ مردی و نامردی قدمے فاصلہ ہے لیکن شجاعت بعض وقت حمق و تہور سے ملتبس ہو جاتی ہے۔ بے سوچے سمجھے خطرناک جگہ پہنچ جانا اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنا حمق اور تہور ہے لیکن ضرورت پر اپنی جان تک کی پرواہ نہ کرنا اور قدم بجائے پیچھے ہٹانے کے آگے بڑھانا شجاعت ہے۔ پس یہ امتیاز ضروری ہے ۔

(۱۱)

لینت اور منافقت ۔ بعض لوگ طبعاً نرم مزاج ہوتے ہیں۔ اور قول لین کے عادی۔ یہ اچھی بات ہے لیکن اگر اظہار حق میں اس سے رخنہ پڑے۔ تو یہی بات منافقت ہے۔ بزدلی ہے۔ ایسا شخص صلح کل نہیں ملنسار اور ہر دلعزیز نہیں۔ بلکہ ہر دم بھیجہ اور مرغ باد ہے کہ جدھر ہوا کا رخ دیکھا۔ ادھر ہو گیا۔ اشداء علی الکفار رحماء بینہم کی صفت نصب ہے بعض لوگ اپنی کوئی رائے نہیں رکھتے۔ تحقیق سے کام نہیں لیتے۔ اس کا نام حسن ظن رکھتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک عیب ہے۔ حسن ظن کے معنے ہیں۔ ظن کو اچھے طور پر استعمال کرنا۔

غرض اس قسم کی بہت سی صفتیں ہیں۔ جو باہم ایک دوسرے کی نہایت مماثل و مشابہ واقع ہوا ہیں۔ ان میں فرق و امتیاز سمجھنا مومن کا فرض ہے۔ میں نے تو علی سبیل الایجاز بعض کا ذکر کر دیا۔ وہ بھی کما حقہ نہیں۔ بلکہ نہایت مختصر۔

اکمل عفا اللہ عنہ

ماریشس کے شہر پورٹ لوئی

میں

مولانا حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔اے مبلغ احمدیت کا وعظ

مینے الحمد للہ پڑھکر یہ کہا۔ کہ میں سب سے پہلے اللہ تعالےٰ کا شکر کرتا ہوں۔ جسنے مجھے پیدا کیا۔ اور پھر اس کا شکر پر شکر کرتا ہوں۔ کہ اسنے مجھے انسان پیدا کیا۔ اور مسلمان بنایا۔ اور ایسے زمانہ میں پیدا کیا۔ جو کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ہے۔ جسکے لئے اولیاء اُمت رو رو کر دعائیں کرتے گذر گئے۔ کہ وہ مسیح موعود کا زمانہ دیکھیں۔ اور پھر میں اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اسنے مجھے توفیق دی کہ میں اس کی بیعت میں داخل ہو جاؤں۔ اور محض اسکے فضل سے اس کے پاس چودہ برس رہا۔ اور اس کی صحبت سے فیض یاب ہوا۔ میں تم سب کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ تم حضرت مسیح موعود کے دعوے میں غور کرو۔ اور جلدی سے انکار نہ کرو کیونکہ انسان کو چاہیئے کہ جو کام کرے۔ سوچ کر کرے۔ اور ہم پر یہ تہمت لگائی گئی ہے۔ کہ ہم نے گویا کوئی نیا مذہب بنایا ہے۔ سو یاد رہے کہ محض ہم پر یہ تہمت لگائی گئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں بتاتا ہوں۔ کہ ہمارے یہ عقائد ہیں۔ ہم اللہ کو مانتے ہیں کہ وہ واحد لاشریک ہے اپنی ذات میں اپنی صفات میں اور اپنے افعال میں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے فرشتے پیدا کئے ہیں۔ اور وہ کاموں پر مقرر ہیں۔ جو خدا نے ان کے لئے مقرر کر دئے ہیں۔ ہم ایمان لاتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کتابیں نازل فرمائیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ نبیوں کے ساتھ بولا۔ اور ان پر اپنی رضا کی راہیں کھولیں اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ نیکی اور بدی کا نتیجہ ہے جسے تقدیر کہتے ہیں۔ اور ہم ایمان لاتے ہیں کہ بعث بعد الموت ہے۔ اور [illegible] قیامت [illegible] ہے۔ جسمیں ہر ایک شخص اپنی نیکی یا بدی کا بدلہ [illegible]۔ یہ ہمارے عقائد ہیں

اور ہمارے ارکان اسلام۔ جن کو عملیات کہنا چاہیئے۔ یہ ہیں۔ اقرار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ نماز پڑھنا زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا۔ اور صوم رمضان۔ اس کے بعد مینے سورۃ الحمد کی تفسیر کی۔ اور ثابت کیا کہ جبکہ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ چیزیں پیدا ہو رہی ہیں اور پل رہی ہیں۔ عام مفت رحمت ہو رہی۔ اور محنت پر رحمت ہو رہی ہے۔ اور شریروں کو یہاں بھی سزائیں مل رہی ہیں۔ اس سے ثابت ہے کہ کوئی رب ہے۔ کوئی رحمٰن ہے کوئی رحیم ہے کوئی مالک ہے۔ چونکہ یہ سب ملکر کام کرتے ہیں۔ اور کام بڑی ترتیب اور انتظام سے چل رہا ہے۔ اس لئے معلوم ہوا۔ کہ یہ سب ایک ہی ذات کے صفات ہیں۔ اور ہر ذات اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ وہ ذات اللہ ہے۔ اور اس کی چار صفتیں رب العالمین الرحمٰن۔ الرحیم۔ مالک یوم الدین دنیا میں کام کر رہی ہیں۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ اللہ ہے۔ اور وہ رب ہے رحمٰن ہے۔ رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے جب عابد نے اپنے معبود کو اس کی صفات سے پہچان لیا۔ تو پھر اسنے اس کو مخاطب کر لیا۔ کیونکہ اس کی معرفت اسقدر بڑھ گئی ہے۔ کہ وہ اس کو تو کہہ سکتا ہے۔ اسلئے ایاک نعبد و ایاک نستعین کہا۔ کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ اور چونکہ عبادت کے لئے کوئی طریقہ اور ارادہ چاہیئے۔ اسلئے اسی سے دعا مانگی۔ کہ ہم کو سیدھی راہ پر چلا۔ اور پھر آگے یہ مانگا۔ کہ سیدھی راہ سے مراد وہ راہ ہے۔ جسپر چل کر نبی صدیق۔ شہید۔ صالح بن جاتے ہیں۔ اور ایسی راہ پر نہ چلا۔ جسپر چلنے سے غضب الٰہی کا نزول ہوتا ہے یا ضلالت میں جا پڑتے ہیں۔ اس میں تین فرقوں کی پیشگوئی موجود ہے۔ کہ اُمت محمدیہ میں ایک فرقہ انعمت علیہم رہے گا۔ اور ایک فرقہ مغضوب علیہم اور ایک فرقہ ضالین۔ اور قرآن [illegible] انعمت علیہم [illegible] ہیں کہ جو اللہ اور اس کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی [illegible]

ہے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے۔ نبیوں، صدیقوں شہیدوں اور صالحوں میں سے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اُمت محمدیہ میں انعمت علیہم کا گروہ ضرور رہے گا اور المغضوب سے مراد یہود ہیں۔ اور ضالین نصاریٰ ہیں۔ اب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لتتبعن سنن من کان قبلکم شبراً بشبر و ذراعاً بذراع قالوا الیھود والنصاریٰ قال فمن۔ کہ تم پہلوں کی راہیں چلوگے۔ بالشت بہ بالشت گز بگز۔ لوگوں نے کہا۔ یہود و نصاریٰ فرمایا۔ پھر کون؟ اس سے معلوم ہوا۔ کہ جو یہود کے افعال کرنے لگ جاوے۔ اگرچہ وہ کلمہ طیب منہ سے پڑھنے کا قائل بھی ہو۔ تو وہ یہود ہونے سے نہیں بچ سکتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ کلمہ طیبہ بھی چھوڑ دوگے۔ مگر یہ فرمایا کہ تمہارے اعمال یہود کے اعمال کے مشابہ ہو جائینگے۔ جیسا کہ یہود کو سود سے روکا گیا تھا۔ مگر انہوں نے لیا۔ ایسا ہی مسلمانوں پر سود حرام ہے۔ مگر اب بعض لے رہے ہیں۔ جبکہ اُمت میں یہود صفت پیدا ہو گئے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ عیسےٰ صفت اُمت محمدیہ میں پیدا نہ ہوں۔ مینے تم کو سورہ الحمد خوب سمجھا دی ہے۔ کیونکہ اس کے سوا نماز نہیں ہو سکتی۔ بغیر نماز کے انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔ اور چونکہ تقریب بھی فاتحہ ہی کی تھی۔ اسلئے مینے فاتحہ پر تم کو سنایا ہے اور خوب سمجھا دیا ہے۔ تاکہ تم اللہ تعالےٰ سے دعا مانگو اور خوب یاد رکھو کہ سب سے بڑا آسان طریقہ فیصلے کا دعا ہے۔ اللہ تعالےٰ تو خوب جانتا کہ ہم دونوں فریق میں سے کون سچا ہے۔ اور کونسا جھوٹا ہے اسلئے تم الحمد میں دعا مانگو۔ کہ اے اللہ ہم کو انعمت علیہم گروہ میں داخل کر دے۔ اور مغضوب اور ضال گروہ سے بچا۔ اگر احمدی انعمت علیہم ہیں۔ تو ہم کو انکے ساتھ ملا دے۔ اور اگر غیر احمدی انعمت علیہم ہیں تو ہم کو ان کے ساتھ ملا دے [illegible]

ہم اللہ کے فضل و کرم قرآن شریف اور صحیح احادیث سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ ہم حق پر ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس زمانے کا امام آگیا ہے۔ اور ہمارے مخالف کہتے ہیں کہ نہیں اس زمانے کا کوئی امام نہیں آیا ہے سب سے پہلا یہ تنازعہ قرآن اور حدیث کے سامنے پیش ہونا چاہیئے۔ کہ وہ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔ سو ہم قرآن شریف میں کھلے الفاظ میں پاتے ہیں۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم و عملوا الصلحت لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضی لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولئک هم الفاسقون۔

اللہ نے وعدہ کیا ہے اُن لوگوں سے جو ایمان لائے تم میں سے اور نیک کام کرتے ہیں کہ وہ انکو خلیفہ بنائے گا زمین میں۔ جیسا کہ اس نے خلیفہ بنایا تھا۔ ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔ اور ضرور ضرور مضبوط کر دے گا۔ ان کے لئے انکے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے۔ اور ضرور ضرور بدل دیگا انکے خوف کو امن سے۔ وہ میری ہی عبادت کرینگے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائینگے اور جو اسکے بعد کفر کرے۔ وہی فاسق ہیں۔ اس میں خدا تعالیٰ نے خلیفہ کے تین زبردست نشان مقرر کئے ہیں جیسا کہ رسول کریم دین اسلام کی تمکین کرتے تھے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ دین اسلام کو مضبوط کر دیگا۔ اب جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابیں [illegible] دیکھ لے۔ اور ان تمام دلائل سے کام لے۔ وہ کبھی کسی مخالف اسلام کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ ایسا حضرت مسیح موعود نے اسلام کو مضبوط کر دیا ہے۔ کہ کوئی مخالف اسلام اب اس پر حملہ کر کے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ سو پہلا نشان حضرت مسیح موعود [illegible] ہو گیا ہے۔ جب حضرت [illegible] ہندوستان کے ایک [illegible]

تک گئی۔ اور قریب دو سو مولویوں نے فتوی کفر پر مہریں لگائیں کہ یہ شخص کافر ہے۔ دجال ہے بے ایمان ہے۔ یہود و نصاریٰ سے بدتر ہے۔ کوئی اس سے نہ ملے۔ کوئی اس کی کتاب نہ دیکھے۔ جو اسکے ساتھ تعلق رکھے گا۔ اس کی بیوی اس پر حرام ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ اور اس کو واجب القتل ٹھہرا کر عوام کو جوش دلایا کہ کوئی جا کر ان کو مار ڈالے۔ مگر وہ اللہ جو اس کو بھیجنے والا تھا۔ اس کا مددگار تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی کے ساتھ پہلے بتا دیا تھا واللہ یعصمک من الناس۔ کہ لوگ تیرے قتل پر قابو نہیں پائینگے۔ سو دیکھو یہ کیسا عظیم الشان حضرت مسیح موعود کے لئے خوف تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس کو ہباءً منثوراً کر دیا۔ پانچ لاکھ نے حضور کے ہاتھ پر آکر بیعت کی۔ اور حضور کے غلام بن گئے۔ مولوی تو یہ چاہتے تھے کہ ایک نہ بھی آوے۔ مگر اللہ تعالیٰ لاکھوں لے آیا۔ اور مولوی چاہتے تھے کہ یہ قتل ہو جاوے سولی پر چڑھ جاوے یا زندان میں جا پڑے۔ تاکہ ان کے ہاتھ میں بات آجاوے۔ کہ وہ جھوٹا تھا مفتری تھا۔ تبھی تو یہ حال ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان تمام لعنتوں سے محفوظ رکھا۔ اور اپنا وعدہ پورا کیا کہ وہ رسول کریم کے خلیفوں کے خوف کو امن سے بدل دے گا۔ پس سچے خلیفے کا دوسرا نشان بھی خوب اچھی طرح پورا ہوا۔ تیسرے نشان کے لئے ان کی تعلیم دیکھو۔ ان کی کتابیں دنیا میں موجود ہیں ان کو غور سے پڑھو۔ تو تمہیں معلوم ہو جائے گا۔ کہ وہ کیسے حامی توحید اور شرک کے دشمن تھے۔ ان کے ماننے والوں کو دیکھو کہ وہ کیا کوئی شرک کرتے ہیں کسی قبر پر چادر چڑھاتے ہیں یا اور چڑھاوے چڑھاتے ہیں یا کسی قبر سے مرادیں مانگتے ہیں۔ یا کبھی وہ پیر لاوال پر جاتے ہیں یا پیر جہانگیر کی قبر کو پوجتے ہیں آدمی اپنے دوستوں سے پہچانا جاتا ہے۔ تم دیکھو کہ جو احمدی ہو جاتے ہیں۔ ان کی زندگی میں نیک تبدیلی پیدا ہوتی ہے پس جب یہ تینوں نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں موجود ہیں۔ تو پھر جو

شخص قرآن پر ایمان رکھتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود پر ایمان لے آوے۔ یا وہ قرآن شریف سے بھی منکر ہو جاوے۔ جو ایسے خلیفہ کا جس کے نشان مقرر کردہ قرآن شریف میں موجود ہیں۔ منکر ہو اس کو قرآن نے فاسق کہا ہے۔ اور دوسری جگہ قرآن میں لکھا ہے کہ ما یضل به الا الفاسقین الذین ینقضون عهد الله من بعد میثاقه ویقطعون ما امر الله به ان یوصل ویفسدون فی الارض اولئک هم الخاسرون۔ نہیں گمراہ کرتا ہے اس کے ساتھ مگر فاسقوں کو جو توڑتے ہیں اللہ کا عہد اس کی مضبوطی کے بعد۔ اور کاٹتے ہیں جسکو اللہ نے ملانے کا حکم دیا ہے۔ اور زمین میں فساد کرتے ہیں۔ وہی لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔ اور حدیث شریف نے فیصلہ فرما دیا ہے۔ کہ ہر صدی کے شروع میں ایک ایسا شخص خدا تعالیٰ بھیجا کرے گا۔ جو کہ دین اسلام کو تازہ کیا کرے گا ان الله عزوجل یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة من یجدد لها دینها۔ رواہ ابو داؤد کذا فی المشکوۃ۔ ضرور ضرور اللہ تعالیٰ بھیجا کرے گا۔ اس امت کے لئے اوپر ہر سو سال کے ایسا مرد جو کہ تازہ کیا کرے گا۔ اس کے لئے اس کے دین کو۔ سو اس صدی سے چھتیس سال گذر گئے ہیں۔ اور ہمارے مخالفوں کے نزدیک ابھی تک کوئی مجدد نہیں آیا۔ کیا اس چودہویں صدی کے لئے اللہ کا وعدہ اور رسول کریم کا قول نعوذ باللہ غلط اور جھوٹے ہو گئے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اللہ نے اپنے وعدہ کو پورا کر دیا۔ اور اپنے رسول کو سچا کر دیا۔ اور اس صدی چودہ کا مجدد عین چودہویں صدی کے شروع میں مبعوث فرما دیا۔ ہم اللہ اور رسول کی بات کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے جھوٹے ہیں وہ لوگ جو ایسا عقیدہ رکھتے ہیں۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک اعتراض کا

جواب

(گذشتہ سے پیوستہ)

تقریر حضرت علیہ السلام

لیکن ایک دوسرا شخص ہے۔ جو دلیری سے حکام کی غلطیوں پر بھی انہیں آگاہ کرتا ہے۔ اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہم آپکے وفادار ہیں۔ تو اسپر خوشامد کا الزام لگانا نادانی ہوگی۔ پس اگر یہ اعتراض کرنے سے پیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سابق اعمال کو دیکھ لیتے۔ تو آپ کو یہ حوصلہ نہ ہوتا۔ دیکھو مکہ معظمہ میں آپ تیرہ سال تک رہے۔ اور ساری قوم مخالف تھی۔ اور ہر قسم کی تکلیفیں اور دکھ آپ کی جماعت کو دیتے تھے۔ اگر نعوذ باللہ اپنا مقصود ہوتا کہ ایک جتھا بنانے والے لوگوں کا خوش رہے۔ اور وہ یا ... اور کوئی امتیاز نہیں رکھتے۔ تو آپ بیت المقدس کی طرف منہ کرکے نماز نہ پڑھتے بلکہ کعبہ کی طرف منہ کرکے پڑھتے تھے جس سے کہ وہ خوش ہو جاتے۔ عیسائیوں اور یہودیوں کا تو وہاں ذکر نہ تھا کہ ان کو خوش کرنا مقصود ہوتا کہ ان کے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے تھے۔ باوجودیکہ ساری قوم دشمن تھی اور وہ ہر قسم کی تکالیف دیتی تھی۔ اور اتنی بات سے خوش بھی ہو سکتے تھے۔ مگر آپ نے یہ طریق اختیار نہ کیا۔ جو ایک دنیادار اور منصوبہ باز انسان کے نزدیک جائز ہوتا پھر آپ مدینہ تشریف لاتے ہیں۔ وہاں وہ لوگ موجود تھے۔ جو بیت المقدس کو اپنا قبلہ جانتے تھے۔ اور اس کی تعظیم کرتے تھے۔ مگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر کعبہ کی طرف منہ کرتے ہیں۔ اس سے صاف سمجھ میں آسکتا ہے۔ کہ آپ اپنے مذہب کو کس طرح پھیلانا چاہتے تھے۔ اور آپ کے زیر نظر کسی انسان یا قوم و جماعت کو خوش کرنا نہ تھا۔ بلکہ محض خدا کی رضا مقصود تھی۔ اور جس کام کے لئے خدا تعالے نے آپ کو برگزیدہ کیا تھا۔ اس کے لئے وہ کسی جماعت اور جتھے کی دشمنی یا مخالفت کی قطعاً پرواہ نہ کرتے تھے

یہ واقعات آپ کی نیت آپ کے مقصد اور طریق عمل میں اخلاص اور للہیت کے لئے زبردست گواہ ہیں ایک آدمی جو نہایت غور سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے ان واقعات پر غور کریگا۔ اگر اس کی فطرت مر نہیں گئی۔ تو لیسے بے اختیار ہو کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی عظمت کا اعتراف کرنا پڑے گا ٭

قرآن مجید میں بھی یہ امر بیان کیا گیا ہے کہ بیوقوف لوگ اسبات پر اعتراض کرتے ہیں۔ مگر اس کا یہی جواب دیا ہے کہ اس سے غرض یہی ہے کہ امتحان ہو جاوے۔ کہ کس کا ایمان پکا ہے۔

اب آپ ہی بتائیں کہ جس شخص کے ساری عمر کے یہ اعمال ہوں۔ اور اس کی زندگی اس طرح پر گذری ہو کہ کبھی حق پہونچانے میں اسنے نہ تو کسی طمع کی پروا کی ہو۔ اور نہ کسی تکلیف نے اسے روکا ہو۔ اور راہ میں وہ کسی کی بھی پرواہ نہ کرتا ہو وہ ایسی حالت میں کہ اسے فتوحات حاصل ہو چکی ہیں بادشاہ ہو گیا ہو عیسائیوں کو خوش کرنے کے لئے یہ کہدے کہ

مسجد میں نماز پڑھ لو

کبھی کوئی دانشمند اور سلیم الفطرت ان حالات میں ایسی بات منہ سے نکال سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل

تالیف قلوب کے لئے تھا ایڈیٹر

(اللھم صل علے محمد و علے آل محمد و بارک وسلم)

اور پھر جب ہم دیکھتے ہیں کہ مساجد کی آزادی کے متعلق قرآن کریم کی تعلیم بہت زبردست ہے۔ جو دوسرے مذاہب میں اس کا نشان بھی نہیں پایا جاتا۔ مساجد میں عبادت الٰہی کرنے سے روکنے والوں کو قرآن کریم نے اظلم قرار دیا ہے۔ ان تمام واقعات کو جو مختصراً بیان کئے ہیں۔ اور قرآن کریم کی اس تعلیم کو یکجائی نظر سے دیکھنے کے بعد کبھی کوئی شخص ایمانداری سے یہ حملہ نہیں کر سکتا ٭ (باقی دارد)

(الحکم)

ایک افتراء کی تردید

حکیم نور محمد صاحب مالک ہمدم صحت لاہور نے ۱۳ جولائی کو ایک اشتہار آخری حجت کے عنوان سے شائع کیا ہے جس میں مفصلہ ذیل فقرہ چھاپا ہے۔

"قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل عرصہ سے جناب مرشد ظہیر مولوی کے ساتھ خط و کتابت کر رہے ہیں پہلا مسئلہ انہوں نے یہ اٹھایا تھا کہ فی الواقع سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مرزا صاحب آپ آپ کو غیر نبی سمجھتے تھے۔ اور اپنے نبی ہونے سے صاف طور پر انکار کرتے تھے۔ لیکن پھر ان (اکمل) کی بعض تحریروں سے واضح ہو گیا کہ وہ اس عقیدہ پر قائم نہیں رہے۔ میاں محمود احمد صاحب کو اس بارہ میں صریح غلطی پر سمجھتے ہیں۔ چنانچہ قاضی اکمل صاحب نے اشتہار غلطی کے ازالہ کی عبارۃ کو رسالہ تشحیذ میں درج کرکے صاف طور پر لکھدیا کہ حضرت صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے ہی اپنے نبی ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا۔ صرف صاحب شریعت جدیدہ نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ نبی اور صاحب شریعت نبی ہونے کا ہمیشہ اقرار کیا ہے۔ انکار ہے تو صرف شریعت جدیدہ لانے سے" ٭

میں اس عبارت کو پڑھ کر حیران رہ گیا کہ یہ ہے علاوہ دیانت و امانت و ایمانداری جو حکیم نور محمد صاحب شفاخانہ مرشد مولوی ظہیر سے حاصل کی ہے۔ میرے نزدیک بانی کا ذخیرہ انکے برسر حق یا بیرو باطل ہونے کے لئے کسی مزید امتیاز کی ضرورت نہیں۔ صرف یہی دیکھ لیا جاوے ضروری جس مذہب میں اس درجہ کا افترا جائز ہو۔ اس کا بانی کبھی حق پر نہیں ہو سکتا۔ میں نے جب منشی محمد ظہیر الدین کا یہ عقیدہ سنا کہ ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت [illegible] مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے [illegible] تھے۔ اور یہی تعریف نبوت [illegible]

جن کی مطلق تاویل نہیں ہوسکتی۔ اس بارے میں موجود ہیں کہ حضرت اقدس اپنے آپ کو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے غیر نبی یقین کرتے تھے۔ پس میں نے منشی محمد ظہیر الدین صاحب سے خط و کتابت کی۔ تا ان دلائل سے اطلاع پاؤں جو وہ اس بارے میں رکھتے ہیں۔ جہاں تک میں نے ان کے دلائل پر غور کیا۔ مجھے کوئی وجہ معلوم نہ ہوئی کہ میں اپنے آپ کو غلطی پر سمجھوں۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں میرا آخری مفصل خط جس میں میں نے اپنے برسرِ حق ہونے کے دلائل دیئے ہیں۔ ابھی تک قابل جواب پڑھا ہے۔ اگر ہمت ہے۔ تو اب بھی منشی محمد ظہیر الدین صاحب جواب دیں۔ اور میرے دلائل کی تردید کریں۔ صورت حال تو یہ ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ میں اس پہلے عقیدہ پر قائم نہیں رہا۔ اعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔ کس دیدہ دلیری سے میرے خلاف افترا کیا جاتا ہے۔ کہ میں نے تشحیذ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت صاحب نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اپنے نبی ہونے سے کبھی انکار نہیں کیا اور نبی اور صاحب شریعت نبی ہونے کا ہمیشہ اقرار کیا ہے۔ اگر یہ فقرہ منشی محمد ظہیر الدین صاحب اور ان کے متبع حکیم نور محمد صاحب تشحیذ سے یا کسی اور اخبار سے یا کسی میری تحریر سے دکھا دیں۔ تو میں اپنے آپ کو غلطی پر اور انہیں حق پر مان لوں گا۔ لیکن اگر وہ یہ فقرہ۔ دکھا سکیں تو رسول کریم کے صریح بددیانتی اور افتراء پر تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑیں۔ والحیاء من الایمان۔

اکمل ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

دو رویا

مندرجہ ذیل سطور مولانا غلام رسول صاحب فاضل راجیکی کے ایک خط سے چھاپی جاتی ہیں۔

ڈاکٹر [illegible] نے [illegible] نام ایک اشتہار آخری [illegible] کی ہزیات کا ذکر ہے [illegible]

سال کی میعاد میں فوت ہو جاؤں گا۔

کل دعا کا موقعہ میسر آیا۔ اور ان دعاؤں میں ہی سو گیا۔ کیا دیکھتا ہوں۔ جلسہ سالانہ ہے۔ اور اس میں حضرت مسیح موعود منتظم ہیں۔ موسم بہار کا معلوم ہوتا ہے۔ اسی اثناء میں حضرت ممدوح کی طرف سے ایک خوبصورت کٹورے میں جو غالباً چاندی کا معلوم ہوتا ہے۔ ایک عجیب قسم کا شربت جو نہایت ہی لذیذ اور خوشبودار ہے۔ آیا ہے۔ اور اس لئے کہ میں اُسے پی لوں۔ تب میں نے اُسے تین دفعہ کر کے پیا ہے۔ پھر میں خواب میں ہی حکیم محمد الدین صاحب سے کہتا ہوں کہ ظہیر نے تو میرے لئے ڈیڑھ سال کی پیشگوئی کی ہے کہ میں مر جاؤں گا۔ لیکن اس شربت سے مجھے یہی علم دیا گیا کہ میں سال نہیں مروں گا۔

(۲) اور چونکہ ان دنوں ظہیر کے فتنہ کے لئے بھی میں نے ایک دو دفعہ بہت ہی زور سے دعا کی۔ اس لئے اس کے بارے میں دکھایا گیا کہ ایک سانپ ہے۔ جس پر سیاہ اور سفید قسم کے داغ اور نقش ہیں۔ وہ ایک دیوار پر چڑھ رہا ہے۔ میرے پاس ایک بہت بڑا سونٹا ہے۔ جس سے میں نے اسے بالکل کچل دیا۔ اور اس کے سر کو ایسا کچلا کہ بس ہلاک ہی ہو گیا۔ پھر میں نے ظہیر کو دیکھا کہ وہ مجھ سے کچھ باتیں کرنا چاہتا ہے۔ تب میں نے کہا کہ جب تک تیری مدعا پر جو تو نے اپنے لئے اشتہار میں شایع کی۔ پورا سال نہ گذر جائے۔ میں بات نہیں کروں گا۔

غلام رسول راجیکی - ۱۷ جولائی سنہ ۱۹۱۸ء

ایک پریسمین کی ضرورت

جو ۲۶×۲۰/۴ ایک ہزار اور ۱۸×۲۲/۸ آٹھ سو روزانہ کارگذاری دے اور اچھا کام کرتا ہو۔ فاروق پریس میں ضرورت ہے۔ تنخواہ بیس روپے ماہوار دی جاویگی۔ لیکن یہ تنخواہ بعد پسندیدگی کام کے دیجاویگی۔ درخواستیں بنام مینیجر فاروق قادیان آنی چاہئیں۔

خزینہ فضل اکبر حنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ [illegible] کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ [illegible] اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ [illegible] حضرت حکیم الامت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح [illegible] کا مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا [illegible] جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے [illegible] ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ [illegible] گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنی اٹھرا کی بیماری [illegible] نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی [illegible] مفارقت دیکر دار البقاء لے لیتی تھی۔ جنکے [illegible] قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ [illegible] تھے۔ اور والدین کے کلیجے میں سہتے [illegible] مایوس اور نا امید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل [illegible] تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص با مراد [illegible] اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی نا امید نہ ہوں۔ خدا [illegible] رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ [illegible] بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سن کر خدا کا شکر کر [illegible] موجد کے لئے دعا کریں۔ قیمت بلحاظ محنت [illegible] فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ [illegible] اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا [illegible]

تمام امراض چشم یعنی دھند۔ جالا۔ پھولا [illegible] کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ [illegible]

المشتہر

نظام جان بنت عبد الرحمٰن کاغانی قادیان [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

یہ پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان د

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ یکم اگست سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳

سلسلہ کی خبریں

۱۔ ڈلہوزی سے آنیوالی خبریں بتاتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح کی صحت ترقی پر ہے۔ آپ روزانہ سیر فرماتے ہیں۔ ۲۴ جولائی کو حضور کی گفتگو ایک شیعہ سے ہوئی ایک ماہ تک واپس آئینگی

۲۔ میر قاسم علی صاحب نے خدا کے فضل سے اپنے مکان واقعہ دار الفضل کی کچھ توسیع فرمائی ہے۔ اور اب آپ بالاخانہ بنوا رہے ہیں۔

۳۔ ماسٹر عبدالرحیم صاحب نیر ڈاک کے کام کے لئے ڈلہوزی پہنچ گئے ہیں۔ شیخ یعقوب علی صاحب دفتر سکرٹری صدر انجمن میں کام کرنے کے لئے واپس آگئے سید محمد اسحق صاحب سکرٹری شپ سے سبکدوش کئے گئے اور انکی جگہ فی الحال مولوی محمد الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر کام کر

انگلستان میں تبلیغ احمدیت

جناب مفتی محمد صادق صاحب ایم۔ آر۔ اے۔ ایس کی تازہ چٹھی

بیماروں کے لئے ٹرین

انگلستان کی مشہور ریلوے کمپنی گریٹ ویسٹرن نام نے ملک فرانس میں بیماروں کے ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کے واسطے ایک نہایت آرام دہ ٹرین اعلےٰ پیمانہ پر طیار کر کے بھیجی ہے۔ یہ ٹرین فرانس بھیجنے کے قبل لنڈن اسٹیشن کے ایک پلیٹ فارم پر پبلک نمائش کے واسطے دو دن کھڑی کی گئی۔ اول درجہ کی گاڑیوں میں بھی آرام کے اسقدر سامان مہیا نہیں ہوتے۔ جو اس ٹرین میں کئے گئے ہیں۔ اس میں کل ۱۶ بوگی گاڑیاں ہیں۔ جو ایک دوسرے کے ساتھ اسطرح ملائی گئی ہیں کہ آدمی انجن سے چل کر گارڈ دین تک برابر چلتی گاڑی میں پھر سکتا ہے۔ اور ایک جگہ سے دوسری جگہ جا سکتا ہے۔ اسکے اندر باورچی خانہ۔ شفاخانہ۔ بیماروں پر اپریشن کرنے کا کمرہ۔ بیٹھنے کا کمرہ۔ پانی کا ذخیرہ گاڑی کو سردی میں گرم رکھنے کا سامان گرمی میں سرد رکھنے کا سامان۔ پنکھے۔ بجلی کی روشنی ہر ایک ضروری سامان بہم پہونچایا گیا ہے۔ ٹرین کیا ہے۔ ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ جو اپنی تمام ضروریات کو اپنے ساتھ لئے ہوئے ہے۔ اسکی لمبائی ۹۶۰ فٹ۔ وزن ۴۴۲ ٹن ہے اور اسکے طیار کرنے پر ساڑھے چار لاکھ روپیہ خرچ ہوا ہے جنگی ضروریات کے واسطے ایسے کئی ٹرین تیار ہوئے ہیں اور اسی سے جنگی اخراجات کی مقدار کا اندازہ ہو سکتا

قریباً ساڑھے چار سو بستر اس کے اندر ہے۔

سیر ونڈسر ایک معزز لیڈی جسکے ساتھ ایک گرجا میں کچھ گفتگو کا موقعہ ہوا تھا۔ اور تب سے اس کی آمدورفت اور خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہے۔ اور اسلام کے بہت سے مسائل وہ سمجھ چکی ہے اور پسند کرتی ہے۔ آجکل قلعہ ونڈسر کے قریب رہتی ہے۔ ونڈسر کا قلعہ ہے۔ جہاں شاہی خاندان اکثر مقیم رہتا ہے۔ اس لیڈی نے ہمیں کھانے پر مدعو کیا۔ تاکہ ہم وہاں جاکر قلعہ وغیرہ دیکھ سکیں۔ اس دعوت کو قبول کرتے ہوئے ۱۶ مئی کو ہم دونوں بذریعہ ریل وہاں گئے۔ شہر اور قلعہ اردگرد کا نظارہ دیکھا اور اس کے بعد وہ لیڈی ہمیں انگلستان کے مشہور درس گاہ ایٹن کالج میں لے گئی ہے۔ جو ونڈسر کے بہت قریب ہے۔ کالج کا کتب خانہ دیکھا۔ اور وہاں بعض طلباء کو کچھ رسالے دئے گئے۔ جب ہم کالج کے گرجے کے اندر گئے۔ تو لڑکے دعا مانگ رہے تھے۔ ہمنے گرجا کے محافظ سے اجازت لیکر اسکے ایک کونے میں ظہر اور عصر کی نمازیں ادا کیں ؛

سردی کا حملہ تعجب ہے۔ کہ موسم سرما میں عموماً میری طبیعت اچھی رہی۔ لیکن لنڈن آنے پر چند روز کے درمیان دو بار سردی کے سبب سے میں بیمار ہوا۔ دل گھٹنے لگا۔ اور کئی گھنٹوں کے بعد جاکر آرام ہوا۔ جسکی وجہ ایک تو یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ لنڈن کی سردی میں نمی بہت ہے۔ جسکو انگریزی میں ڈیمپ کہتے ہیں دوسرا موسم بہت جلد بدلتا ہے۔ ابھی گرمی ہے۔ تھوڑی ہی دیر میں سخت سردی ہو جاتی ہے۔ اسواسطے پورے طور پر احتیاط نہیں ہو سکتی ؛

ہوائی حملہ دوسری دفعہ جب میری طبیعت سردی کے سبب سے خراب ہوئی۔ وہ ۱۹ مئی کی شام تھی۔ جبکہ میرا ایک لیکچر مقرر تھا۔ لیکچر کے بعد چند دوستوں کے ساتھ دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ اسی میں قریباً دس بج گئے۔ اثنائے گفتگو میں خیال نہ رہا [illegible] اچانک سردی [illegible] الحمد [illegible]

کر بستر میں لیٹ گیا۔ ہنوز سردی کے اثر سے دل گھٹ رہا تھا۔ کہ اچانک آواز آئی۔ قاضی صاحب دوسری چھت پر سوتے تھے۔ اور میں پہلی چھت پر۔ وہ اوپر سے اُترے۔ اور مجھے کہا کہ بہتر ہے۔ ہم تہ خانہ میں چلے جاویں۔ مگر میں نے سوچا کہ اس وقت بستر سے نکلنے سے اور بھی سردی لگنے کا خوف ہے۔ اسواسطے میں تو وہیں دعائیں کرتا ہوا پڑا رہا۔ اور قاضی صاحب اور ایک اور لیڈی اور اس کا لڑکا جو اسی مکان میں رہتے ہیں۔ اور خادم سب تہ خانے میں گئے۔ اور دس بجے سے رات کے ایک بجے تک وہاں رہے۔ ایسی حالت میں نیند تو کیا آ سکتی تھی۔ مگر دعاؤں کا خوب موقعہ ملا۔ اکثر احباب کے واسطے دعائیں کیں۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماوے اس دفعہ سب سے پہلے جو محب دعا میں یاد آئے۔ وہ بابو اکبر علی صاحب ہیں۔ یہ کوئی اختیاری بات نہیں اللہ تعالےٰ کی حکمت ہے۔ کبھی کوئی صاحب پہلے یاد آ جاتے ہیں۔ کبھی کوئی ؛

نکاح مس نیل کے نو مسلم ہونے کا قبل ازیں ذکر کر چکا ہوں۔ ان کا نکاح ایک نوجوان طالب علم بیرسٹری مسٹر موسیٰ احمدی کے ساتھ ۱۲ جون کو ہر بر عاجز نے پڑھا۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے مس نیل احمدی نو مسلم لیڈی ہے۔ جو عاجز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئی تھی ؛

تصدیق مس آئیریس ماڈلنگ جسکو چودھری فتح محمد صاحب خوب جانتے ہیں۔ ایک عرصہ سے سلسلہ مذہبی گفتگو کا جاری ہے۔ گذشتہ ہفتہ کے دن اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعود علیہ السلام کے خدا تعالےٰ کے نبی ہونے کی تحریری تصدیق کی۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ کسی دن داخل اسلام بھی ہو جائے گی۔

محمد صادق عفا اللہ عنہ از لنڈن

۲۸ مئی ۱۹۱۸ء

غزل

ہر جگہ تو ہی تو ہے بدھر بھی نظر کروں
نظارے تیرے سینکڑوں شام و سحر کروں

شکوہ تمہارے جور و جفا کا اگر کہوں
بتلاؤ کس کے آگے کروں میں کدھر کروں

نالوں کے پالے اشک ہیں ضائع کہیں نہ ہوں
آؤ نثار آپ یہ لخت جگر کروں

قدموں میں اپنے مجھ کو بلائیں اگر حضور
جو عرض کرنا چاہوں وہ دل کھول کر کروں

تیر نظر لگاتے رہیں آپ شوق سے
ظاہر میں کیسے لذت زخم جگر کروں

ایسا کے جو قادیان میں پاؤں تو عرض حال
جاکر مزار مہدی موعود پر کروں

افسوس وہ تو بھول ہی بیٹھے غریب کو
جن دوستوں کو یاد میں آٹھوں پہر کروں

تم اختیار میں ہو نہ موت اختیار میں
میں زندگی کروں بھی تو کیسے بسر کروں

افسوس میری عرض نہ پہونچی حضور تک
آہوں میں اپنی کس طرح پیدا اثر کروں

ہاں تو جو میرے غنچۂ دل کی کلی کھلائے
پھر جاں نثار تجھ پہ نسیم سحر کروں

تو نے تو آکے کھول دیں ساری حقیقتیں
کیوں جان صدقے تجھ پہ اے نامہ بر کروں

درماں طلب ہوں تاکہ تمہیں بھی خبر رہے
کچھ یہ نہیں کہ شکوۂ درد جگر کروں

مدت ہوئی کہ نامہ و پیغام تک نہیں
میں اپنے حال کی انہیں کیسے خبر کروں

یاروں نے بھی تو جور و جفا میں کمی نہ کی
افسوس کیا کروں اگر اغیار پر کروں

مہدی کی آرزو تھی۔ خدا نے ملا دیا
وہ دن بھی ہو کہ سوئے مدینہ سفر کروں

منظور آج کل کوئی قدر سخن نہیں
میں کس کی نذر جا کے یہ لعل و گہر کروں

منظور بھروی شاہپوری از سانگلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - یکم اگست ۱۹۱۸ء سنہ ۶

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے

خدا کے مامور و مرسل حضرت مسیح موعود نے جو کچھ کئی سال پہلے فرمایا۔ وہ اب لفظ بلفظ پورا ہو رہا ہے۔ علاوہ اس جنگ کے جو چار سال سے ہو رہی ہے۔ اور بھی کئی ایسے ہولناک واقعات ہیں۔ جو رونما ہوتے ہیں از انجملہ دو نو یہ ہیں :-

(۱)
آسام میں زلزلہ

۱۔ مال و جان کا نقصان آسام کے زلزلہ متعلق جو مزید اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان سے پایا جاتا ہے کہ اس سے معتد بہ نقصان ہوا ہے۔ سلٹ کا ایک پیام مظہر ہے کہ دو عورتیں اور ایک بچہ ہلاک ہوا۔ سرکٹ اوس تباہ ہو گیا۔ اور دیگر سرکاری اور پرائیویٹ مکانات کو بہت نقصان پہونچا۔ آسام بنگال ریلوے کی لائن بھی کئی جگہ سے ٹوٹ گئی۔ اکھوڑا۔ تلوڑا۔ آسو گنج بھتاب۔ ٹانگی اور میمن سنگھ بہراب کے کی لائنیں رک گئیں۔ اور گاڑیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی ہیں انہیں سے ایک آدھ حصہ ۵ ؍ جولائی تک اور باقی حصے چند روز بعد تک آمد و رفت کے لئے کھلنے والے تھے۔ لائنوں کی مناسب مرمت کا کام جاری ہے۔ اکھوڑا کے اسٹیشن پر تمام عمارتیں اور کوارٹر گر گئے ریاست تپورہ میں مندر گوبند نرائن کے چار گنبد بھی سر بسجود ہو گئے ہیں۔ مہاراجہ کے محلات کو سخت نقصان پہونچا۔ جس کی وجہ سے ہز ہائینس فی الحال ایک عارضی مکان میں اقامت پذیر ہیں۔ ۱۰ ؍ جولائی کو نیز ۱۱ اور ۱۲ ؍ جولائی کو زلزلہ کے دو مزید جھٹکے محسوس ہوئے۔

مزید اطلاعات سے پایا جاتا ہے کہ آسام اور ملحقہ اضلاع بنگال کو سخت نقصان پہونچا ہے۔ تپرہ۔ چاٹگام اور میمن سنگھ کے اضلاع میں ریلوے لائن۔ پلوں اور مکانات کو معتد بہ نقصان پہونچا ہے ریاست تپرہ کے دار الحکومت اگرتولا میں متعدد سرکاری مکانات اور دفاتر وغیرہ کو سخت صدمہ پہونچا۔ اور ان میں اقامت کر دینی پڑی۔ میمن سنگھ کی سب ڈویژن کشور گنج میں متعدد سرکاری مکانات گر گئے۔

رپورٹ سے پایا جاتا ہے کہ دس لاشیں ملبے کے نیچے سے نکالی گئیں۔ کئی مقامات میں زمین کے شق ہو جانے سے درزیں پڑ گئیں۔ جنمیں سے ریت اور پانی خارج ہوا بعض مشرقی اضلاع میں ہر روز زلزلے کے خفیف جھٹکے محسوس ہو رہے ہیں ۔

کلکتہ کے تازہ ترین برقی پیام آسام کی اطلاعات کے حوالے سے مظہر ہیں کہ ۸ ؍ جولائی کے زلزلہ سے عالمگیر نقصان پہونچا ہے۔ جنوبی سلہٹ کا ایک نامہ نگار رقمطراز ہے کہ سالی گھاٹ کے نواح میں کوئی بنگلہ بھی گرنے سے نہیں بچا۔ مسٹر حمفرڈ ڈسٹرکٹ میڈیکل افسر کی بیوی اپنے بنگلہ کی دیواریں گرنے سے ہلاک ہو گئی۔ بعض باغات کو دوسروں سے زیادہ نقصان پہونچا۔ مگر کوئی بھی بالکل سلامت نہیں رہا۔ لکھی چھیرا کے ڈویژنل مرکز کو سب سے زیادہ نقصان پہونچا۔ کیونکہ وہاں ایک بھی ایسا مکان دکھائی نہیں دیتا۔ جو گرنے سے بچ رہا ہو۔ وہاں کے کارخانے کے منظر نہایت خوفناک ہیں اور تینوں بنگلے جو نہایت شاندار تھے۔ زمین کے برابر ہو گئے۔ بلیسا کلب بھی مسمار ہو گیا ہے۔ ڈینٹس اور رائے گھاٹ ڈویژنوں کے تمام بنگلے۔

سلہٹ کا ایک اور پلانٹر رقمطراز ہے۔ کہ متعدد مقامات پر مکانات کو معتد بہ نقصان پہونچا ہے

۲۔ چاء کے باغات کو نقصان بنگال کے حال کے زلزلہ کی جو خبریں جنوبی سلہٹ سے موصول ہوئی ہیں۔ ان سے اس خیال کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس کا تباہی خیز اثر دیگر علاقوں کی نسبت آسام میں زیادہ محسوس ہوا۔ اگرچہ ذرائع آمد و رفت اب تک کامل طور پر بحال نہیں ہوا۔ مگر مولوی بازار وادی دولائی اور کاچار کے بعض حصوں کی موصولہ خبروں سے پایا جاتا ہے کہ قریباً تمام بنگلے اور چاء کے گودام تباہ ہو گئے۔ ان میں سے ایک بنگلہ بہت پرانا تھا۔ اور ۱۸۹۷ء کے زلزلہ میں سے بچ کر نکل آیا تھا۔ جس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ اگرچہ سال کا زلزلہ زیادہ وسیع رقبہ میں نہیں آیا۔ مگر اس کا مقامی اثر بدرجہا زیادہ تباہی خیز ثابت ہوا ہے ۔

(۲) علاوہ
ایک نئی وبا

۱۔ پُراسرار وبا کراچی میں۔ کراچی کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ نام نہاد انفلوانزا کا مرض کراچی میں بھی پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ ۵ ؍ جولائی تک ۳۱۶ آدمی اس مرض میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ جنمیں سے ۱۰۰ ایسے سپاہی ہیں جو حال میں بصرہ سے آئے تھے۔ اور جنگی ہسپتالوں میں صاحب فراش ہیں۔

میسرز رالی برادرز کے عملہ کے ستر آدمی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ اور بارہ مریضوں کے خون کا امتحان کرنے سے پایا گیا ہے کہ یہ بخار اسی نوع کا ہے جو بمبئی میں نمودار ہوا تھا۔ جہاز ہیبرک سٹوارٹ پر ہفتے کے روز سے پچیس کیس ہو چکے ہیں۔

کلکتہ میں اس مرض کا ابھی تک برابر زور شور ہے اور ہائیکورٹ کا کاروبار بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔ ایک جج روسکے فوراً بیمار پڑ جانے سے مسٹر جسٹس [illegible] [illegible] کرنا پڑا۔ [illegible]

۱۔ کلکتہ میں پُراسرار وبا

کلکتہ کے تازہ ترین برقی پیغامات سے پایا جاتا ہے۔ کہ نئے پُراسرار مرض سے کلکتہ کا کوئی مکان بھی محفوظ نہیں رہا۔ تمام ہسپتال اور ڈسپنسریاں مریضوں کے علاج معالجہ اور خبرگیری میں مصروف ہیں۔ عام کاروبار پر بہت بُرا اثر پڑا ہے۔ تجارتی کوٹھیاں بنک۔ سرکاری دفاتر۔ ریلوے کمپنیاں اور تار اور ڈاک کے محکمے ملازمین کی غیر حاضری سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے۔ جمعہ کے روز پولیس کی عمارت کو سب لوگ چھوڑ کر چلے گئے۔ مقدمات کی پیروی کے لئے بہت ہی کم لوگ عدالت میں حاضر ہوئے بار لائبریری قریباً بالکل خالی رہ گئی۔ چیف مجسٹریٹ کئی روز سے عدالت میں تشریف نہیں لاتے۔

۲۔ پُراسرار بخار

کچھ دنوں سے ہندوستان کے ان شہروں میں جو سمندر کے کنارے پر واقع ہیں۔ پُراسرار بخار کا بہت زور ہے۔ اور اس سے وہاں کی آبادی کا ایک بڑا حصہ متاثر ہوا ہے سرکاری اور غیر سرکاری دفتروں۔ کارخانوں۔ سکولوں اور بنکوں کے کاروبار میں بخار کی وجہ سے رکاوٹیں پیش آئیں۔ تمام شفاخانے مریضوں سے بھر گئے اور خلق خدا عام پریشانی میں نظر آنے لگی۔

خدائے قادر و توانا ہمارے جملہ معاصرین کو ہر قسم کے آفات و حوادث سے محفوظ رکھے۔ (آفتاب)

(۳)

شدید قحط

پھر جنگ کی وجہ جو قحط پڑ رہا ہے اس کے لئے حالات پیٹروگراڈ مطالعہ فرمائیے۔

اخبار ٹائمس کا نامہ نگار متعینہ پیٹروگراڈ نے اپنی ایک چٹھی مرسلہ آخر اپریل میں پیٹروگراڈ کی اس صورت حالات پر روشنی ڈالی ہے۔ جو اس زمانہ میں وہاں موجود تھی [illegible] پیٹروگراڈ میں [illegible]

چیزوں کے میسر آنے سے دو تہائی دکانیں بالکل بند کر دی گئی ہیں۔ نہ آٹا ہے نہ شکر ہے۔ نہ آلو ہیں نہ مکھن ہے اور نہ دودھ ہے۔ گوشت کی بہت تھوڑی مقدار ملتی ہے۔ اور اس پر شدید گرانی ہے۔

حکام کی طرف سے جو راشن ملتا ہے اس کی مقدار بقائے زندگی کے لئے ناکافی ہے۔ مزید ضروریات زندگی کی بہم رسانی کسی دوست یا ملاقاتی کی معرفت ہو سکتی ہے بشرطیکہ اسے کافی رقم دی جائے۔

راشن میں عام طور پر ناقابل ہضم سیاہ بھورے رنگ کی روٹی ہوتی ہے۔ جس کو آٹے کے ہم وزن پانی ملا (تاکہ وزن بڑھ جائے) پکایا جاتا ہے۔ اور یہ روٹی ½ پونڈ (ایک چھٹانک) روزانہ کے حساب سے دی جاتی ہے۔ اور مرطوبی اور مسلسل چوریوں کی وجہ سے کبھی کبھی یہ بھی میسر نہیں آتی۔ رشتہ دار اور متعلقین کھانے پینے کی چیزیں ایک دوسرے سے چھین چھین کر کھا لینے میں کوئی تکلف نہیں ہوتا۔ سچ ہے کہ بھوک ضمیر (قوت ایمانی) نہیں رکھتی۔ اگر کوئی چیز پلیٹ میں دوسرے وقت کے استعمال کے لئے چھوڑ دی گئی۔ تو پیٹھ پھیرتے ہی وہ غائب ہوتی ہے۔ آخر کھانے پینے کی ہر چیز اب کنجی تالے میں رکھی جاتی ہے۔ ہماری خانگی کمیٹی جس کو ہم لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے حکام سے آٹا ملتا ہے۔ ۹ پونڈ یعنے ۴۳ پونڈ کے قریب۔ ایک دفعہ شمار میں بھول گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم لوگوں کو دو روز تک بالکل بھوکا رہنا پڑا۔ بہرکیف اس وقت پیٹروگراڈ میں اشیائے خوردنی کو عجب اہمیت حاصل ہے۔ اور نوٹوں سے کہیں بڑھ کر وہ سکہ رائج الوقت کی حیثیت میں گھروں کے اندر اور گھروں کے باہر اگر کوئی موضوع سخن ہے۔ تو اشیائے خوردنی اور ان کے حصول تدابیر۔ کام کرنیوالوں کا آدھا دن اسی میں رائگاں ہو جاتا ہے۔ کہ کسی طرح پیٹ بھر سکیں۔

دوسری چیزوں کی قیمت بھی نہایت گراں ہے۔ ایک بھُنی ہوئی [illegible] ۳۰ پونڈ سے ۴۰ پونڈ تک ملتی ہے مکھن ۲۴ شلنگ فی پونڈ ہے۔ پنیر ۲۶ شلنگ فی پونڈ۔ سپید آٹا ۲۰ شلنگ فی پونڈ۔ ایک انڈے کی قیمت ۳۰ پنس۔ گاجر ۵ پنس فی پونڈ۔ آلو ۲ پنس فی پونڈ۔

اے میرے معزز ہم وطنو! ان حالات پر غور کرو۔ خدا سے ڈرو۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ اپنی اصلاح کی فکر میں لگ جاؤ تا خدا کے بھڑکے ہوئے غضب سے امن میں رہو۔

کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

کیا ہم پیغامی لٹریچر نہیں پڑھتے؟

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کو اس بات کی بہت شکایت ہے کہ ہم ان کا لٹریچر نہیں پڑھتے یا اس کے پڑھنے کی ممانعت ہے حالانکہ اس بات کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ اور ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے کہ ان کا لٹریچر بہت غور سے پڑھا جاتا ہے ایک تازہ مثال یہ خط ہے۔ جو درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

امامنا و امام المسلمین مصلح موعود خلیفۃ المسیح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔ عرض ہے۔ کہ کل سارا دن میں نے محمد حسین مرہم عیسی کی کتابیں حضور کی مخالفت میں پڑھیں۔ اور خدا کے فضل سے حضور کی صداقت اور بھی ثابت ہوئی۔ اور دل نے چاہا کہ حضور سے دین و دنیا کی مشکلات کے لئے دعا کراؤں۔ کیونکہ حضور ہی مصلح موعود ہیں اور مصلح موعود کی شان خدا کی وحی میں نہایت ہی اعلیٰ اور ارفع بیان ہوئی ہے۔ پس نہایت عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ میرے لئے دعا کریں۔ عاجز محمد سلطان ضلع ملتان

اس خط کے پڑھنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دوست بعض اوقات سارا سارا دن پیغامی لٹریچر کے مطالعہ میں لگا دیتے ہیں۔ مگر یہ تو خدا کا فضل ہے کہ اس کا اثر الٹا ہوتا ہے۔ اور پڑھنے والا پہلے سے بھی زیادہ حضرت محمود کی عقیدت میں بڑھتا ہے یہ کسی کے اختیار کی بات نہیں۔ اگر اسے مولوی محمد علی صاحب یا حکیم محمد حسین مرحوم عیسی کو غصہ آتا ہے تو اس کا بہترین علاج یہ ہے کہ فلیمدد بسبب الی السماء [illegible]

انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ

بحکم حضرت خلیفۃ المسیح

برادران! السلام علیکم۔ دل میں تو بہت کچھ ہے جو آپ لوگوں کو سُنانا چاہتا ہوں۔ مگر ابھی وقت نہیں آیا۔ اور ابھی میری صحت جو الحمد للہ کہ روزانہ ترقی کر رہی ہے اس بوجھ کو برداشت نہیں کر سکتی۔ مگر ایک بات جس کا فوراً آپ لوگوں تک پہنچانا ضروری ہے اسوقت کہنی چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ سلسلہ احمدیہ کا گورنمنٹ برطانیہ سے جو تعلق ہے۔ وہ باقی تمام جماعتوں سے نرالا ہے ہمارے حالات بھی اس قسم کے ہیں کہ گورنمنٹ اور ہمارے فواید ایک ہو گئے ہیں۔ گورنمنٹ برطانیہ کی ترقی کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی آگے قدم بڑھانے کا موقعہ ہے۔ اور اس کو خدانخواستہ اگر نقصان پہونچے۔ تو اس صدمہ سے ہم بھی محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اسلئے شریعت اسلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احکام کے ماتحت اور خود اپنے فواید کی حفاظت کے لئے اسوقت جبکہ جنگ و جدال کی گرم بازاری ہے۔ ہماری جماعت کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریق سے گورنمنٹ کی مدد کرے۔ اور چونکہ ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا کہ وہ کس کس طریق سے گورنمنٹ کی مدد کر سکتا ہے۔ اور فطرت انسانی کے مطابق انسان کو بار بار یاد دلانے کی بھی ضرورت ہے۔ اسلئے اس کام کو بحسن انجام تک پہنچانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی ہے جسکے گیارہ ممبر قادیان میں ہونگے۔ اور ان کے مددگار کے طور پر ہر ضلع اور ہر صوبہ میں ایک ایک ممبر مقرر کیا جائیگا۔ جو اپنے مددگار اپنے علاقہ میں ہر ایک جگہ پر جہاں احمدیہ جماعت ہو مقرر کریگا۔ اس کمیٹی کا کام یہ ہو گا۔

(۱) احمدی جماعت میں خصوصاً اور دوسرے لوگوں میں عموماً بھرتی کی تحریک کرنا

(۲) مالی طور پر گورنمنٹ کی مدد کرنیکی تحریک احمدیوں اور غیر احمدیوں میں کرنا۔

(۳) احمدیوں کو جو تکالیف فوج میں ہوں۔ اُنکے دور کرنے کی کوشش کرنا۔

(۴) پچھلی خدمات جو احمدیوں نے کی ہیں۔ انکی فہرست تیار کرنا اور آئندہ ساتھ ساتھ تیار کرتے رہنا ؛

یہ بھی انتظام کیا گیا ہے کہ ہر ایک خدمت جو کوئی شخص کرے۔ اس سے اس ضلع کے حکام اور پنجاب گورنمنٹ کو باقاعدہ ماہواری طور پر مطلع کیا جاتا رہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ ہماری تمام جماعت اس کام میں اس کمیٹی کی مدد کریگی ؛

اس کمیٹی کا نام "انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ" ہو گا۔

خاکسار مرزا محمود احمد ڈلہوزی

۲۳ر جولائی ۱۹۱۸ء

انجمن قائم ہوگئی

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد کے مطابق مذکورہ بالا اغراض کو پورا کرنے کے لئے قادیان میں انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ قائم ہوگئی۔ اسکے گیارہ ممبر ہیں۔ جنمیں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ماسٹر عبد المغنی صاحب۔ مولوی محمد الدین صاحب بی اے ہیڈ ماسٹر اور اخبار فاروق۔ نور۔ الفضل۔ تشحیذ الاذہان ریویو آف ریلیجنز کے ایڈیٹرز شامل ہیں۔ اس انجمن کے سکرٹری صاحب بیرونی احباب سے خط و کتابت کرینگے۔ اور یقین کیا جاتا ہے کہ تمام احباب اس میں خاص دلچسپی لینگے اور جہاں تک جلد ممکن ہو سکے۔ پچھلی خدمات کا ریکارڈ مہیا کرنے میں پوری امداد دینگے۔ اور آیندہ کے لئے حسب ہدایت جنگ کے تمام کاموں میں پورے پورے معاون ہو کر اپنا ملکی اور مذہبی فرض ادا کرینگے۔

اسمیں کچھ شک نہیں کہ ہماری جماعت نے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے مطابق گورنمنٹ کی امداد میں بہت کچھ حصہ لیا ہے لیکن ابھی ہمارا فرض ختم نہیں ہو گیا۔ بلکہ بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ اسکے لئے باقاعدہ ایک نظام کے اندر ہو کر کام کرنا چاہیئے پس اس انجمن کی طرف سے وقتاً فوقتاً جو تحریکات ہوں۔ ان کو لبیک کہنا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ ہمیں اور آپ سب صاحبان کو توفیق دے کہ ہم بیش از پیش کوشش کر سکیں اور ہمیں فتح نصیب ہو۔

شیعہ عیسائیوں کے قدم پر

عیسائی نہیں مانتے کہ تمام مذاہب غیر کے اعمال صالحہ قیامت کے روز ان کو دے جائینگے۔ لیکن مذہب شیعہ مانتا ہے کہ اہلسنت کے تمام اعمال صالحہ کو دے جائینگے اور ان کے تمام اعمال قبیحہ سُنیوں کو دے جائینگے۔

یہ عقیدہ نصوص صریحہ قرآنیہ کے خلاف ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ لاتزروا زرۃ وزر اخریٰ۔ (النجم پارہ ۲۷) کوئی ایک دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ ہر ایک اپنا ہی بوجھ اٹھائے گا۔ پھر سورہ عنکبوت میں خدا تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے۔ قال الذین کفروا للذین امنوا اتبعوا سبیلنا ولنحمل خطیٰکم۔ یعنے کافروں نے مومنوں سے کہا کہ ہم تمہارے گناہوں اور خطیوں کو اٹھا لیتے ہیں۔ تم ہمارے مذہب کے پیرو ہو جاؤ۔ لیکن خدا تعالےٰ نے مومنوں کی طرف سے جواب دیا ہے وما ھم بحاملین من خطیٰھم من شیءٍ انھم لکذبون۔ یعنے وہ جھوٹ بولتے اور نہایت سخت جھوٹے ہیں۔ وہ ان کی خطاؤں کو ایک ذرہ بھر بھی نہیں اٹھا سکتے بلکہ ہر ایک اسیقدر اُٹھائے گا۔ جتنا کہ اس نے کمایا ہے۔ پھر سورہ نساء میں فرمایا کہ ومن یکسب اثما فانما یکسبہ علےٰ نفسہ وکان اللہ علیما حکیما۔ یعنے جو شخص گناہ کماتا ہے۔ وہ اپنے لئے ہی کماتا ہے یہ نہیں کہ گناہ وہ کرے۔ اور سزا کسی دوسرے کو ملے بلکہ جو کچھ جس نے کمایا اسی کو ملیگا۔ ایک ذرہ بھی دوسرے کو نہیں ملیگا ؛

پھر سورہ بقرۃ پارہ اول آیت ۱۳۵ میں ارشاد ہے تلک امۃ قد خلت لھا ماکسبت ولکم ماکسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون۔ دیکھئے خدا تعالےٰ نے کس صفائی اور صاف لفظوں میں فرمایا ہے کہ تم دوسروں کے اعمال کے متعلق نہیں پوچھے جاؤ گے۔ بلکہ تمہیں [illegible] اعمال کی ہی جوابدہی کرنی پڑیگی۔ پس نصوص [illegible] اپنے عملوں سے [illegible] ہے کہ نہیں ہم دوسروں کے اعمال حسنہ لیکر کامیاب ہو جائینگے۔ گویا کہ ان کی کامیابی کی کلید یہ ہے کہ وہ جب تک وہ اپ دنیا میں مذہب کی تیود سے الگ پڑے رہیں۔ ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ کہ وہ حضرت علی کو مان لیں۔ پس پھر وہ دیگر لوگوں کے اعمال حسنہ لیکر سیدھے بہشت میں جا داخل ہونگے۔ کیا یہ خدا کے ملنے کے لئے کافی ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بحار الانوار باب الشفاعۃ کی عبارت سے تو یہ پتہ چلتا ہے۔ کہ اگر کسی شیعہ نے ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی نیکی نہ کی ہو۔ اور دوسری طرف اس سے گناہ پہاڑوں کی طرح ہوں۔ تب بھی اس کا گناہ معاف ہوگا۔ فرشتے کہینگے ماتنے عظیم الشان گناہوں کے مقابل میں تیرے پاس کیا رائی کے دانے کے مطابق بھی نیکی ہے۔ وہ کہیگا کہ نہیں جب میدان قیامت میں پکارا جائے گا۔ کہ اس کا گناہ کوئی اٹھاتا ہے۔ اسیوقت حضرت علی لبیک لبیک کہتے ہوئے آئینگے۔ اور ان کے گناہوں کا بوجھ خود اٹھا لینگے۔ کیا سچے مذہب کے یہی نشان ہیں۔ اور راحت ابدی حاصل کرنے کا یہی طریقہ ہے۔ کیا یہ عقیدہ کسی ہو اور معاصی کا دروازہ نہیں کھولتا۔ کیا اس کو ماننے والا کبھی خدا سے ڈر سکتا ہے۔ یا کبھی اسکے دل میں اسکے رسول کے ساتھ محبت پیدا ہو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں وہ مذہب کی غرض کو ہرگز نہیں پا سکتا۔ بلکہ وہ اسکے نزدیک تک بھی نہیں گذر سکیگا۔ کیا بوالعجبی ہے۔ کہ اعمال قبیحہ بھی کریں۔ اور اُلٹے ثواب اور جنت کے وارث بھی یہی ہوں۔ کیا خوب! خدا فرماتا ہے۔ ولنسئلن الذین ارسل الیھم ولنسئلن المرسلین۔ کہ جن کو بھیجا گیا ان کو بھی اور جن کی طرف بھیجا گیا ان کو بھی دونوں کو پوچھینگے۔ اور دونوں کے کاموں کے متعلق پوچھینگے لیکن مذہب شیعہ کے نزدیک ان سے کوئی نہ پوچھے۔ اور سیدھے بہشت پر پہونچا دے جائینگے۔ کیا خوب عقیدہ ہے۔

خلاصۃ المنہج جلد ۲ میں جو مرقوم ہے وہ یہاں درج کرتا ہوں تاکہ احباب اس کو ذرا زیادہ وسعت کی نظر سے دیکھ سکیں۔ سورہ فتح میں ماتقدم من ذنبک وما تاخر۔ ونیز عمر بن یزید روایت کردہ کہ معنی ایں آیت از ابی عبداللہ پرسیدم۔ فرمود کہ از رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیچ گناہ صادر نشد۔ وہرگز قصد گناہ نکرد۔ ولیکن خدا تعالےٰ ذنوب شیعان علی رو تحمیل کرد۔ وبعد ازاں بیامرزید از برائے خاطر وے۔ پس معنی ایں کہ فتح مکہ بسبب ایں باشد کہ بیامرزید گناہان شیعان علی بن ابی طالب راکہ مشار نفس تست۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ عمر بن یزید سے پوچھا کہ اس آیت کا مطلب کیا ہے جواب دیا کہ نبی کریم نے تو کوئی گناہ نہیں کیا۔ لیکن شیعوں کے گناہ ان پر لا دے گئے۔ پھر ان کو بخشا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ فتح ہُوا۔ کیونکہ شیعہ میرے نفس کے مشابہ ہیں ؛

مجمع البیان جلد ۲ میں لکھا ہے۔ عن الصادق انہ سئل عن ھذہ الآیۃ۔ فقال واللہ ما کان لہ ذنب ولکن اللہ سبحانہ ضمن ان یغفر ذنوب شیعۃ علی ماتقدم من ذنبھم وما تاخر۔ وروی عمر بن یزید۔ قال قلت لابی عبداللہ عن قول اللہ سبحانہ لیغفر لک اللہ ماتقدم من ذنبک وما تاخر قال ما کان لہ ذنب ولا ھم بذنب ولکن اللہ حملہ ذنوب شیعتہ ثم غفر لہ

یعنے جعفر صادق اور عمر بن یزید سے پوچھا کہ اس کا مطلب کیا ہے۔ جواب دیا کہ نبی کریم نے تو کوئی گناہ نہیں کیا بلکہ شیعوں کے گناہ ان پر حمل کئے گئے۔

عمدۃ البیان جلد ۲ رسول خدا نے کوئی گناہ نہیں کیا۔ اور نہ کبھی گناہ کا قصد کیا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے علی ابن ابی طالب کے شیعوں کے گناہ رسول خدا پر بار کر کے ان کو بخشا۔ قمی اور مجمع اور تفسیر صافی میں بھی ایسا ہی منقول ہے۔ کیا یہ حوالجات دلالت نہیں کرتے کہ شیعہ مذہب والے عیسائیوں کے قدم بقدم چلے ہیں۔ جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے مذہب کے بالکل برخلاف ہے۔

شیخ غلام غوث اسلم قادیان

مخالفین کے اعتراضوں کے جواب

خاکسار کو گذشتہ ہفتہ میں موضع ہمزہ ضلع امرتسر میں جلسے کا اتفاق ہوا۔ مخالفین نے بعض اعتراضات کئے جن کا جواب ذیل میں درج کرتا ہوں :-

سوال - مرزا صاحب کو مان کر آپنے کیا امتیاز حاصل کیا۔ اور آپ کو کیا فائدہ ہوا۔ کیونکہ ہم دیکھتے ہیں۔ ہم سے بڑھ کر آپ میں کوئی بات نہیں پائی جاتی ؛

جواب - آپ میں اور ہم میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ اصول ایمان میں سے یہ بات ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے تمام رسولوں پر ایمان لایا جاوے۔ اگر ایک کا بھی انکار کیا جائے۔ تو اس سے سب کا انکار لازم آجاتا ہے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کذبت قوم نوح ن المرسلین کہ نوح کی قوم نے رسولوں کا انکار کیا۔ حالانکہ ان کی طرف تو صرف نوح ہی مبعوث ہو کر آئے تھے۔ پھر دیکھو یہودی تمام رسولوں کو مانتے تھے۔ لیکن حضرت عیسےٰ کے انکار سے وہ کافر ٹھہرے۔ یہ عیسائی حضرت عیسیٰ و دیگر رسولوں کو بھی مانتے تھے۔ لیکن حضرت نبی کریم کے انکار سے وہ کافر ہوئے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ دعوے کرنا ایک آسان امر ہے۔ لیکن دعویٰ کو پایۂ ثبوت پہنچانا کارے دارد والی بات ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون۔ کہ کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے۔ کہ ان کے اتنے کہنے پر کہ وہ ایمان لے آئے۔ ان کو چھوڑ دیا جائیگا۔ اور امتحان سے انکے دعویٰ کو پرکھا نہ جائے گا۔ یہودیوں کا دعوےٰ مسیح کی بعثت کے ساتھ پرکھا گیا۔ اور عیسائیوں کا دعویٰ آنحضرت صلعم کی بعثت کے ساتھ پرکھا گیا۔ اور منکرین پر ثابت کیا گیا کہ وہ اپنے دعوے میں جھوٹے ہیں۔ اگر واقعی ان کا گذشتہ انبیاء پر ایمان ہوتا۔ تو اپنے وقت کے نبی پر ایمان لاتے مگر ان کا ایمان نہ لانا اسبات کو ثابت کرتا ہے کہ وہ اگر موسیٰ و عیسےٰ کا زمانہ بھی پاتے۔ تو ان پر ایمان نہ لاتے موجودہ زمانہ میں جبکہ مسلمانوں کا بھی صرف دعویٰ ہی دعویٰ رہ گیا۔ اور کثرت سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے کہ زبان سے تو ان کا یہ اقرار تھا کہ وہ تمام رسولوں پر ایمان لاتے ہیں۔ لیکن حقیقتاً ان کا کسی نبی پر بھی ایمان نہ تھا۔ باپ دادا سے سُنا کہ فلاں فلاں خدا کے نبی تھے۔ رسمی طور پر ان کو مانتے رہے۔ خدا تعالیٰ نے سنت قدیمہ کے مطابق سچے اور جھوٹے مدعیوں میں امتیاز قائم کرنے کے لیے اس زمانہ میں بھی ایک رسول کو مبعوث فرمایا۔ جو لوگ کہ اپنے دعویٰ میں سچے تھے۔ اور حقیقتاً ان کا گذشتہ تمام انبیاء پر ایمان تھا۔ انھوں نے تو اس رسول کو بھی مان لیا۔ اور اپنے دعوے کو پایہ ثبوت پہنچا دیا۔ دوسرے لوگ اس امتحان میں ناکام نکلے۔ اسلئے ان کا رسمی ایمان خدا تعالیٰ کی درگاہ میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ پس احمدی ہی کہہ سکتے ہیں کہ ہم تمام انبیاء پر ایمان لائے۔ اور یہی احمدی اور غیر احمدی میں ایک بڑا بھاری فرق ہے ؛

سوال - آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اسپر ایمان لانا چہ معنی دارد -

جواب - کیا آپ ایک نبی کے آنے کے منتظر نہیں اگر آپ کہیں کہ وہ تو مسیح ناصری ہیں۔ جن کو پہلے نبوت مل چکی ہے۔ تو میں ان کی وفات تو قرآن اور حدیث سے ثابت کر چکا ہوں۔ اس لیے آپ کو ماننا پڑے گا۔ کہ آنے والا کوئی اور نبی ہی چاہیئے۔ وہ ایک ہی ہو ؛

سوال - آپ لوگ ہمارے پیچھے نماز نہیں پڑھتے اگر آپ پڑھیں۔ تو ہم بھی پڑھنے کے لئے تیار ہیں۔

جواب - امام ایک وکیل ہوتا ہے۔ جو مقتدیوں کی طرف سے خدا تعالےٰ کے حضور درخواستیں پیش کرتا ہے۔ اور ہم اس کو اپنا امام اسی لئے بناتے ہیں کہ ہم اس کو نیک اور خدا رسیدہ جانتے ہیں۔ خداوند کریم فرماتے ہیں۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ فقد مات میتة الجاھلیة۔ کہ جو اپنے وقت کے امام کو نہیں پہچانتا۔ وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ جبکہ حضرت نبی کریم کا اس چودھویں صدی کے امام کے منکرین کے حق میں یہ فتویٰ ہے۔ تو ہم ایسے شخص کو اپنا وکیل کس طرح بنا سکتے ہیں۔ پھر اگر آپ انصاف کریں۔ تو ہمیں یہ حق پہونچتا ہے۔ کہ آپ لوگوں کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ لیکن آپ کو یہ حق حاصل نہیں۔ کہ آپ ہمارے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کریں۔ کیونکہ ہم تو ان تمام نبیوں ولیوں کو مانتے ہیں۔ جن کو تم مانتے ہو۔ لیکن اس چودھویں صدی کے امام کو آپنے نہ مانا۔ اور ہمنے مان لیا۔ اسلئے ہم آپ سے بڑھے ہوئے ہیں۔ پس جو نیکی میں بڑھا ہوا ہو وہی امامت کا حقدار ہے ؛

سوال - کنز العمال میں ایک حدیث آتی ہے۔ کہ حضرت عائشہ نے آنحضرت سے فرمایا کہ میں خیال کرتی ہوں کہ میں آپ کے بعد ایک عرصہ زندہ رہونگی۔ آپ مجھے اجازت دیں کہ میری قبر آپ کے ساتھ ہو۔ آپنے فرمایا کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ میرے ساتھ ابوبکر عمر اور ابن مریم کی قبر ہوگی ؛

جواب - اگر مان لیا جائے کہ یہ حدیث کنز العمال میں ہے۔ تو کنز العمال میں ہی یہ حدیث ہے کہ حضرت عائشہ نے رؤیا میں دیکھا۔ کہ میرے گھر میں تین چاند گرے ہیں۔ آنحضرت ؐ جب آپ کے گھر میں دفن ہوئے تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ لو ایک چاند تو آگیا۔ باقی دو رہ گئے۔ جو حضرت ابوبکر اور عمر کے مدفون ہونے سے پورے ہوئے۔ اگر ابن مریم کی چوتھی قبر بھی وہاں ہونی ہوتی۔ تو چار چاند آپ کو دکھلائے جاتے۔ اگر کہو کہ حضرت عیسےٰ نے ابھی وفات نہیں پائی اس لئے چاند چاند نہیں دکھلائے گئے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت نبی کریم اور ابوبکر اور عمر بھی اسوقت فوت نہیں ہوئے تھے۔ پھر صحیح بخاری میں آتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عند الموت حضرت عائشہؓ سے نبی کریم کے مقبرہ میں دفن ہونے کی اجازت مانگی۔ آپنے فرمایا۔ کہ وہ جگہ تو میں نے اپنے لیے رکھی ہوئی تھی۔ مگر میں عمر کو اپنے اوپر مقدم کرتی ہوں۔ اب اس سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اوّل۔ وہاں تین قبروں کی گنجایش ہے چوتھی کی نہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہ دوسری جگہ [illegible] دوسری بات یہ ہے کہ آنحضرت [illegible]

حضرت عائشہ کو اپنے مقبرہ میں دفن ہونے سے منع کر دیا تھا۔ تو پھر حضرت عائشہ مقبرہ میں اپنے لئے جگہ رکھتیں جس سے آپ کی پیش کردہ حدیث کی صحت میں بھی نقص ظاہر ہوتا ہے۔ حقیقت الامر یہی ہے کہ وہاں تین ہی قبروں کی گنجائش تھی۔ اور تین ہی قبریں ہوئیں۔ یہ غلط ہے۔ جو کہتے ہیں۔ وہاں چوتھی قبر کی جگہ خالی ہے۔ اور ابن جوزی جسنے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی پر فتویٰ کفر لگایا۔ اس کی حدیث سے بھی تین ہی قبروں کا پتہ چلتا ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ نبی کریم نے فرمایا کہ یدفن معی فی قبر واحد۔ کہ ابن مریم میرے ساتھ ایک ہی قبر میں دفن کیا جائیگا۔ پس اس لحاظ بھی تین ہی قبریں ہوئیں۔ اور اس حدیث کے متعلق الفضل میں نفس مضمون نکل چکا جو معترض صاحب کو دکھایا گیا۔

میاں حبیب اللہ صاحب امام مسجد مخفول نے بیعت تو کی ہوئی تھی۔ لیکن اپنی کمزوری کی وجہ سے احمدیوں میں احمدی اور غیر احمدیوں میں غیر احمدی تھے۔ انھوں نے بڑی جرأت سے اعلان کیا کہ میں احمدی ہوں۔ پہلے وہاں مخالفت نہ تھی۔ اب وہاں مخالفین نے بہت شور مچا رکھا ہے۔ امید ہے کہ اس سے وہاں انشاء اللہ احمدیت کی اچھی خاصی ترقی ہو جائیگی۔

خاکسار (حافظ) جمال احمد۔ مبلغ ترقی اسلام

۲۶ جولائی ۱۹۱۸ء

علامات ظہور مہدی علیہ السلام

(۱) علم قرآن اُٹھ جاوے گا ؛

(۲) شراب خوری کی کثرت ہوگی ؛

(۳) زنا کاری عام ہوگی ؛

(۴) ناجائز ولادت کی کثرت ہوگی ؛

(۵) جاہل کا ارتکاب ہوگا ؛

(۶) [illegible] کثرت سے [illegible] جاوے گی ؛

(۷) [illegible] ہونگے ؛

(۸) کثرت ارتداد ہوگا ؛

(۹) اسلام میں مختلف فرقے پیدا ہونگے ؛

(۱۰) عورتیں ایسا لباس پہنیگی کہ برہنہ نظر آئیں ؛

(۱۱) پہاڑ اڑائے جاینگے اور سڑکیں بنائی گئی ہیں

(۱۲) اونٹ بیکار ہو جاوینگے ؛

(۱۳) دریا خشک کئے جاوینگے ۔

(۱۴) نہروں کے کھلنے سے دریا خشک ہونگے ؛

(۱۵) لوگوں میں میل جول بڑھے گا۔ وسائل سفر پیدا ہونگے

(۱۶) لڑکیوں کو قتل کرنے کی روک تھام ۔

(۱۷) کتابوں کا کثرت سے شائع ہونا

(۱۸) ستاروں کا گرنا ؛

(۱۹) کانوں کو کھود کر زمین کے خزانے نکالے گئے

(۲۰) عورتوں کا مردوں کے ساتھ تجارت میں شریک ہونا

(۲۱) اسلامی ممالک میں فسق و فجور پھیلیگا ؛

(۲۲) مذاہب باطلہ کا رواج ہوگا ۔

(۲۳) جھوٹی باتیں بُری بدعات اور راستوں میں غلاظت رواج پاویگی ۔

(۲۴) فاجروں سے دوستی اور صالحوں سے دشمنی رواج پاویگی

(۲۵) مسلمان ایک دوسرے کو ایذا دینگے ۔

(۲۶) شراب۔ جوا کی کثرت ہوگی ۔

(۲۷) رشوت۔ سود۔ رہزنی اور قتل رواج پاجائیگا۔

(۲۸) بے رحمی اور بے حیائی بہت ہوگی ۔

(۲۹) غیبت عیب جوئی جھوٹی قسم اور جھوٹی شہادت بکثرت ہوگی ؛

(۳۰) عورتوں کی نابعداری اور ماں باپ کی نافرمانی بہت ہوگی

(۳۱) لوگ حریص دغاباز بیہودہ گو ہونگے ؛

(۳۲) مساجد کی تعمیر بہت ہوگی ؛

(۳۳) کاہن۔ نجومی اور رمال کو سچا سمجھا جاویگا ؛

(۳۴) زلزلے ہونگے۔ بجلیاں کڑکینگی ؛

(۳۵) زمین تنگ ہوگی۔ قحط پڑے گا مرگ مفاجات ہوگی

(۳۶) طاعون پڑے گی ؛

(۳۷) بارشیں بے وقت ہونگی

(۳۸) مسلمان ایک دوسرے سے لڑینگے اور باہم کافر کہینگے

(۳۹) حقیقی بھائیوں میں مخالفت دین ہوگی وغیرہ

خزینہ فضل الحسنین چشمہ حیات

یعنے

تریاقی گولیاں۔

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں ہمنے محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایما ۔ اری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالےٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دیکر رہ گرائے بقا ہوتی تھی۔ بچے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے۔ یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا کریں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے۔ ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے قیمت فی تولہ تین روپے ؛

المشتہر

نظام جان و عبد الرحمن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۸ - اگست سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۱

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت اچھی ہے۔ اور ابھی مشورے کے مطابق آپ ڈلہوزی ہی میں ہیں خداوند کریم آپ کو جلد شفاء کاملہ بخشے۔

۲- ۴ر اگست کو دونو مدرسوں میں اور پھر مسجد اقصےٰ میں تمام جماعت نے برٹش گورنمنٹ کے لئے دعا کامیابی و فتح و نصرت کی۔

۳- گرمی نہایت شدید ناقابل برداشت ہو رہی ہے خدا باران رحمت اپنے پیارے بندوں پر بھیجے۔

مجرمانہ سازشوں کی تحقیقات کرنیوالی کمیٹی کی رپورٹ

(پنجاب کے متعلق بعض دلچسپ واقعات)

مختلف مقامات میں بغاوت کی تجویز

سازشیوں کا منصوبہ یہ تھا کہ لاہور فیروزپور۔ راولپنڈی میں یکبارگی بغاوت ہو جائے۔ بعد میں یہ معلوم ہوا۔ کہ نقل و حرکت کے متعلق ان کا ارادہ زیادہ وسیع تھا۔ سازشیوں کا مقصد صرف یہ تھا کہ بغاوت بنارس اور جبلپور وغیرہ مقامات تک بھی پہنچ جائے۔ اگرچہ معتبر شہادت کی بناء پر معلوم ہوا ہے کہ مشرقی بنگال میں کم و کم بھی آدمیوں کو یہ معلوم تھا کہ [illegible]

کو کیا ہونے والا ہے۔ وہ ڈھاکہ میں بغاوت کا انتظام کر رہے تھے۔

قانون حفاظت ہند پاس کرنے کی ضرورت

گورنمنٹ پنجاب نے پولیس اور رسالہ کی گشت کا انتظام کر کے اس بدامنی کو روکنے کی کوشش کی۔ لیکن یہ کارروائیاں ناکافی ثابت ہوئیں۔ ۲۵ر فروری ۱۹۱۵ء کو گورنمنٹ پنجاب نے گورنمنٹ ہند کو ایک رپورٹ بھیجی اور اس میں لکھا کہ صورت معاملات نے بڑی تیزی سے اور خطرناک طریقہ میں ترقی کی ہے۔ اور وسطی اضلاع کی دیہاتی آبادی پر اس کا بہت بڑا اثر پڑا ہے۔ دیہات کے معززین اور افسروں کو خوف (دہ کیا جاتا تھا) ... پسند فوج کو وفاداری سے برگشتہ کرنے کے لئے ہر ایک کوشش کر رہے تھے۔ ۱۹ر [illegible] انتشار [illegible]

اور مسلمانوں کے خلاف ملک کا تھا۔ اسی مقصد کے لئے اسی
دوران میں ۔ کوئی دہلی میں سوار ہو کر فیروزپور پہنچے
جہاں سے [illegible] اسلحہ تھے۔ ۱۵ مسلمان طلبا سرحد پر
[illegible] دیوانوں کے ساتھ شریک ہونے کے لئے
چلے گئے۔ گورنمنٹ ہند کو اس بات میں تامل تھا کہ عدالتوں
اور معمولی قانون کی حد سے کوئی کارروائی باہر کی جائے
لیکن پنجاب اور بنگال میں صورت معاملات بہت خطرناک
ہوتی جا رہی تھی۔ اس لئے قانون حفاظت ہند پاس کیا
گیا۔ اس قانون کا اثر بہت اچھا ہوا۔ چنانچہ ایک سال
کے عرصہ میں ہی نہایت خطرناک صورت معاملات کی اصلاح
ہو گئی ۔

نظر بندیاں اور دیگر پیش بندیاں

اس قانون کے ماتحت پنجاب میں نظر بندیوں کا ذکر کر
کے بعد کمیٹی نے لکھا ہے۔ کہ گورنمنٹ پنجاب نے ہمیں
مطلع کیا ہے کہ مندرجہ ذیل پیش بندیاں بھی کی گئی
ہیں :-
(۱) چار ایڈیٹران اخبارات کو حکماً جرمنوں کے حق میں
یا خوف زدہ کرنیوالے مضامین شایع کرنے کی ممانعت
کی گئی۔ ایک اخبار جس کا ایڈیٹر ظفر علیخان سابق ایڈیٹر
زمیندار ہے اس کے متعلق حکم دیا گیا کہ اسکے مضامین چھپنے
سے پہلے سنسر کی منظوری حاصل کر لیا کریں (۲) مسٹر تلک اور
مسٹر بپن چندر پال کو اس صوبہ میں داخل ہونے کی ممانعت کر
دی گئی۔ اس امر کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ان دونوں
صاحبوں کا ارادہ پنجاب میں ہوم رول کی تحریک کی اشاعت
کے لئے دورہ کرنے کا تھا ۔

غیر تعلیمیافتہ لوگوں کیلئے ہوم رول کا مطالبہ۔

پنجاب کے خیال میں سازش غدر نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے
کہ غیر تعلیمیافتہ لوگ ہوم رول کے مطالبہ کا کیا مطلب سمجھتے ہیں
[illegible] تعلیمیافتہ لوگوں کے لئے حق بجانب ہو سکتا ہے۔ پنجاب میں
[illegible] غدر کی مدافعت کے متعلق جو احکام نافذ ہوئے تھے
وہ ابھی تک زیر عملدرآمد ہیں ۔

اشتعال انگیز اپیلیں

[illegible] ظاہر ہے کہ پنجاب میں تحریک غدر عام خونریزی
[illegible] قریب [illegible] خیال اور فعل
میں بہت کم حاصل ہوتا ہے۔ لیکن جب اشتعال انگیز
اپیلوں کا اثر ہو جائے۔ تو وہ بہ سرعت کارروائی کرنے کے
لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے طریقہ میں جو امن و امان اور
اپنی حکومت کے لئے خطرناک ہو بعض اشخاص اس تاریخ
پر نظر ثانی کرتے ہوئے جس کا خلاصہ ہم نے کیا ہے گورنمنٹ
پنجاب کی رائے کی تائید نہیں کرتے۔ اگر گورنمنٹ کے
پاس قانون حفاظت ہند کا ہتھیار نہ ہوتا تو تحریک غدر کو
اسقدر جلدی نہ دبا دیا جاتا۔

مسلمانوں کے متعلق

جن سازشوں کا ذکر ہم نے کیا ہے۔ ان کے ساتھ بہت
ہی کم مسلمانوں کا تعلق تھا۔ صرف پچھلے دنوں برٹش حکومت
کو بزور دستی مٹانے کی ایک ایسی تحریک پیدا ہوئی جسکو مسلمان
تحریک کہا جا سکتا ہے یہ تحریک الگ تھلگ تھی۔ اور اسکی
بہت کم حمایت کی گئی۔ مسلمانوں نے جنگ میں جو حصہ لیا ہے
اس پر وہ بجا طور سے فخر کر سکتے ہیں۔ ٹرکی کے شریک جنگ
ہونے سے یہ حصہ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ ہندوستان کے
سب سے بڑے والئے ریاست نظام حیدر آباد نے ایک
وفادارانہ اعلان شایع کیا۔ جس سے ان کے ہم مذہبوں
کے لئے ایک قابل قدر مثال قائم ہو گئی۔

مسلمان طلبا کی فراری

اسکے بعد کمیٹی کی رپورٹ میں چند نیم دیوانے مسلمانوں کی
کارروائیوں کا حال دیا گیا ہے۔ جنھوں نے انگلستان کے
دشمنوں کو مدد دینے یا انکے ساتھ شامل ہو جانے کی خواہش
ظاہر کی۔ جنوری ۱۹۱۵ء میں لاہور کے ۱۵ طلبا اپنے کالج
سے روانہ ہو گئے۔ اور سرحد پار نیم دیوانے ہندوستانیوں
کے ساتھ مل گئے۔ مارچ ۱۹۱۷ء میں دو بنگالی مسلمانوں کو
شمال مغربی سرحدی صوبہ میں گرفتار کیا گیا۔ انکے قبضہ سے
۸ ہزار روپے برآمد ہوئے۔ جبکہ وہ سرحد پار جا رہے تھے

ایک اور سازش کی گرفتاری

اگست ۱۹۱۶ء میں ایک سازش پکڑی گئی۔ اس سازش کا
مقصد یہ تھا کہ برٹش حکومت کو سرحد پر حملہ کر کے تباہ کر دیا
جائے۔ اس طرح پر کہ اس حملہ کے ساتھ اندرون ملک میں بھی
بغاوت ہو جائے۔ اس مقصد کو سرانجام دینے کے لئے
ایک مولوی عبید اللہ اگست ۱۹۱۵ء میں سرحد پار گیا۔
اسکے تین اور ساتھی عبد اللہ شیخ محمد۔ اور محمد علی تھے۔ عبید اللہ
اور اسکے ساتھیوں نے ایک سکیم تیار کی۔ کہ برٹش حکومت کے
بعد ہندوستان میں ایک عارضی گورنمنٹ قائم کی جائے۔ ایک
شخص مہیندر پرتاب کو اس گورنمنٹ کا پریزیڈنٹ بنانا تجویز
کیا گیا تھا۔ یہ شخص ایک اچھے ہندو خاندان سے تعلق رکھتا ہے
سنہ ۱۹۱۴ء کے اخیر میں اسکو اٹلی۔ سوئٹزرلینڈ اور فرانس جانے
کے لئے پروانہ راہداری دیا گیا۔ وہ سیدھا جنیوا گیا۔ وہاں وہ
ہردیال سے ملا۔ ہردیال نے اس کا تعارف جرمن سفیر سے
کرایا۔ اسکے بعد وہ برلن گیا۔ وہاں سے اسکو کابل میں ایک سرحدی
مشن پر بھیجا گیا۔ غالباً اسنے جرمنوں کو یہ یقین دلا دیا تھا کہ
وہ ایک مشہور اور بارسوخ آدمی ہے۔

وزیر اور وزیر اعظم

عبید اللہ کی تجویز تھی کہ وہ خود ہندوستان کا ایک وزیر بنے۔
برکت اللہ جو کرشن ورما کا ایک دوست ہے۔ اور امریکہ کی غدر پارٹی
کا ممبر ہے۔ اور برلن کے راستے کابل سے ہو آیا ہے وزیر اعظم
بنانا تجویز کیا گیا تھا۔ وہ ریاست بھوپال کے ایک ملازم کا ایک
لڑکا ہے۔ اور انگلستان۔ امریکہ اور جاپان میں ہندوستانی پروفیسر
مقرر کیا گیا تھا۔ اسکے برطانیہ کے ایک سخت مخالف اخبار کی
ایڈیٹری کی۔ گورنمنٹ جاپان نے اس اخبار کو بند کر دیا اسکے بعد اسکو
عہدہ پروفیسری سے موقوف کر دیا گیا۔ اور وہ امریکہ جا کر غدر پارٹی
میں شامل ہو گیا

سابق زار روس کو خط

کابل مشن کے جرمن ممبر اپنے مقصد میں ناکام ہو کر سنہ ۱۹۱۶ء کے
آغاز میں افغانستان سے روانہ ہو گئے۔ لیکن ہندوستانی ممبر وہیں رہ
گئے۔ عارضی گورنمنٹ نے گورنر روسی ترکستان اور اسوقت کے زار روس
کو خطوط لکھے جنمیں روس سے درخواست کی گئی کہ برطانیہ اعظم سے
اپنا رشتہ توڑ کر ہندوستان میں برٹش حکومت کو مٹانے کے لئے مدد
دے۔ ان خطوط پر مہیندر پرتاب کے دستخط تھے یہ خطوط برٹش گورنمنٹ
کے ہاتھ لگ گئے۔ سابق زار روس کو جو خط لکھا گیا وہ سونے کے ورق پر
تھا جس کا ایک فوٹو ہمیں دکھایا گیا ہے۔

ٹرکی کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے کی تجویز

عارضی گورنمنٹ نے گورنمنٹ ٹرکی کے ساتھ اتحاد پیدا کرنے کی تجویز
کی تھی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے عبید اللہ نے ایک چٹھی اپنے
دوست مولانا محمود حسن کو لکھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۸ - اگست ۱۹۱۸ء نمبر ۶

پیغام والوں کی جماعت احمدیہ سے علیحدگی اور اسکے اصلی اسباب۔

مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے نے چار رسالے انگریزی میں شایع کئے ہیں۔ تاکہ ہندوستان سے باہر جزائر میں رہنے والوں کو سلسلہ احمدیہ کے متعلق غلط فہمی میں ڈالکر وہ فرض ادا کریں۔ جو ایسے لوگوں کا مورث اعلیٰ ابتدا سے ادا کرتا آیا ہے۔ آخری رسالہ میں اسبابِ تفرقہ پر بحث کی ہے۔ اور اس میں نہایت مزورانہ طریق پر مسیح موعود کی نبوت کا بانی۔ طبیری کتاب نبی اللہ کا ظہور کو بتایا ہے۔ اور پھر یہ جتایا ہے کہ اس سے گویا متاثر ہو کر حضرت خلیفۃ المسیح مرزا محمود احمد صاحب نے مسئلہ کفر ایجاد کیا۔ وغیر ذالک من المفتریات۔

حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانے میں ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب نے یہ عقائد ظاہر کئے کہ جو لوگ مسیح موعود کو نہیں مانتے۔ وہ بھی مسلمان سمجھے جائیں۔ اور صرف کافر کہنے والوں کو کافر قرار دیا جائے اور تبلیغ دوسروں کے ساتھ ملکر کی جانی چاہیئے۔ اور مسیح موعود کا ذکر نہ کیا جانے۔ کہ یہ پیغام کو بوجہ احسن پہنچانے میں ایک روک ہے۔ حضرت اقدس نے اس فتنہ کی تردید کے لئے حقیقۃ الوحی ایسی مبسوط کتاب لکھی اور ڈاکٹر کو جماعت سے خارج کر دیا۔ اسوقت ڈاکٹر کے حامی خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب تھے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم کا یہ پیغام دیکھ کر یہ کرم فرما بزرگ نیم ہمدرد بنے

لیکن اندر اندر وہ ہوسے گلگھتے رہے چنانچہ حضرت خلیفہ اول کے زمانے میں کئی طور پر سر اٹھایا مگر بیس ہو گئی۔ آخر حضرت خلیفہ ثانی کے زمانے میں کھل کھیلے۔ اور بعینہ انہی عقائد کو ظاہر کیا۔ جو ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی نے اپنے مکاتب میں حضرت مسیح موعود کو لکھے تھے اور وہ سب کچھ اسی رسالہ کے چھپے ہوئے موجود ہیں۔

اس قضیہ کی تفصیل تو پھر کسی وقت لی جاویگی۔ فی الحال مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کا ایک پرانا خط درج کرتا ہوں۔ جو ابتدا فتنہ میں انہوں نے اپنے ایک دوست کو لکھا تھا۔ اس خط کے ملاحظہ سے خیال کر اصل موجبات تفرقہ کیا ہیں بخوبی معلوم ہو جاتا ہے۔ اسباب ارتداد پیغامیان کا علم ہو گا۔ یہ خط کیا ایک حصہ ہے۔ اگلا حصہ دوسرے موقعہ پر پیش ہو گا۔ وہ خط یہ ہے۔

(ایڈیٹر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج میرے لئے دو امر نہایت محرک ہوئے ہیں کہ میں جناب کے خط کے جواب میں کچھ مختصر سی بات لکھوں۔ اول محرک تو آپ کا اپنا جواب ہے جو کہ خط میں آپ نے درج کیا تھا۔ اور دوسرا محرک آپ کا پہلے اور اب بھی اسپر زور دینا ہے۔ کہ یہ اختلاف ایک معمولی اختلاف ہے۔ اور اس سے چنداں نقص نہیں لازم آتا۔ اور کہ یہ اختلاف پہلے بھی تھا۔

حضرت مسیح موعود کے سامنے ایک امر پیش ہوا۔ اور حضرت صاحب نے خود اس کا فیصلہ دیا۔ اور وہ مسئلہ شائع شدہ ہے عبدالحکیم ڈاکٹر نے حضور کی خدمت میں خط لکھا۔ جسکی شائع شدہ عبارت کے بعض فقرات مندرج ذیل ہیں:۔

"اڈیٹر اخبار وطن کی تحریک پر مولوی محمد علی و خواجہ کمال الدین صاحبان دونوں نے یہ تجویز مسطورہ شائع کی کہ ریویو آف ریلیجنز قادیان میں تمام اسلامی مضامین شائع ہوا کریں۔ اور خاص مرزا صاحب کے متعلق ابحاث علیحدہ ضمیمہ میں شائع ہوا کریں۔ جنکو خاص مریدوں کے نام جاری کیا جائے ....

.... اس تجویز کی اشاعت سے میرا اول قدم ... اور میں نے کہا کہ ہماری جماعت میں عالی خیال اور عالی ظرف لوگ بھی ہیں۔ اور اب یہ کام قرآنی رنگ اور خدائی طرز پر چلے گا۔ اور ہمارا پیغام احسن اور بلیغ صورت میں دنیا کو پہونچیگا۔ مگر وہ تمام خوشی خاک میں مل گئی۔ جب کہ مرزائیوں یا مرزا کے شیدائیوں نے اس تجویز کے خلاف شور مچانا شروع کیا۔ اور وہ تجویز خاک میں مل گئی۔ ... محمد علی صاحب کو مرزائیوں کا شور دبانے کی غرض سے اپنے اقرار اور عقائد شایع کرنے پڑے . ...

میں زیادہ صبر نہ کر سکا۔ اور مضامین ذیل پر ایک خط حضرت مرزا صاحب کی خدمت میں نہایت بیقراری اور جوش کی حالت میں لکھا . . . اسوقت میں چند امور کی طرف جو نہایت ضروری ہیں۔ آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں اول یہ کہ امت محمدیہ میں جو لوگ . مگر جو آپ کو صریحا کافر نہیں کہتے۔ ان تمام کو کافر نہ سمجھا جائے تاکہ ہماری تبلیغ آسان اور وسیع ہو سکے۔ دوم جو تجویز انشراح صدر اور عالی ظرفی سے مولوی محمد علی اور خواجہ کمال الدین صاحب نے شایع کی تھی .. اس سے ہمارے مشن کی تبلیغ بہت جاری اور عمدگی سے پھیل سکتی ہے۔ اور قرآن مجید کے رو سے مدار نجات بھی اللہ پر ایمان اور اعمال صالحہ ہیں . . . پس جب بنائے نجات توحید اور تزکیہ نفس ہوئی۔ تو فروعات اور مویدات کی خاطر تمام کو اصل بنا سے محروم کرنا سخت غلطی ہے۔ سوم آپ کا وجود خادم اسلام ہے۔ نہ کہ وجود اسلام۔ پس اپنے وجود کی خاطر اصل اشاعت اسلام کو روکنا حکمت اور دانائی کے خلاف ہے"

اس خط کے جواب میں جو خط حضرت مسیح موعود نے لکھا۔ اس کے ابتدائی بعض فقرے درج ذیل ہیں:۔

"خان صاحب آپ کا خط میں نے بہت افسوس سے پڑھا۔ اس خط کے پڑھنے سے یہی معلوم نہیں ہوتا کہ آپ ہمارے اس سلسلہ سے خارج ہیں۔ بلکہ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ دین اسلام سے بھی منہ پھیر رہے ہیں ... پھر اسی خط میں دین اسلام سے منہ ... [illegible] گھر آپ کے قول ... [illegible]

[...]حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط [...]ہے۔"

اور پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے تیسرے [...] عبدالحکیم کے خارج از احمدیت ہونے کی وجہ [...] فرماتے ہیں:۔

"بہرحال جبکہ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے [کہ ہر ا]یک شخص جس کو میری دعوت پہونچی ہے۔ اس نے [مجھے] قبول نہیں کیا ہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اور [خدا] کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔ تو یہ کیونکر ہو سکتا [ہے] کہ اب میں ایک ایسے شخص کے کہنے سے جس کا دل [ہزار]وں تاریکیوں میں مبتلا ہے۔ خدا کے حکم کو چھوڑ [دوں]۔ اس سے آسان یہی ہے۔ کہ ایسے شخص کو اپنی [جماع]ت سے خارج کر دیا جائے۔ لہٰذا میں آج کی تاریخ [سے] آپ کو اپنی جماعت سے خارج کرتا ہوں۔"

اب ان حوالجات میں تین چیزیں آئی ہیں:۔

[...] تجویز جس کو مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ صاحب نے [منظ]ور کیا تھا۔ اور عبدالحکیم اس سے خوش ہوا تھا۔ اور پھر [اس تج]ویز مرزا کے شیدائیوں نے رد کی۔ تو عبدالحکیم کو صدمہ [ہو]ا۔ اور اسکے برملا کہنے کے لئے اس نے حضرت مسیح [موع]ود سے وہ خط و کتابت کی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ [خدا] کے مسیح نے عبدالحکیم کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا

[۲] عبدالحکیم پر خدا کے مسیح کا یہ حکم لگا۔ کہ وہ اسلام [س]ے منہ پھیر رہا ہے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرنا کہ وہ مومن [ب]ننے کے لئے آنحضرت ﷺ پر ایمان لانا شرط نہیں ٹھہراتا۔

[۳] خدا کے مسیح کا عبدالحکیم کو اپنی جماعت سے خارج [کر]نا اور اس کی وجہ یہ بیان کرنا کہ خدا نے مجھ پر یہ ظاہر کیا [ہے] کہ جس شخص کو تیری دعوت پہنچے۔ اور پھر بھی وہ تجھ [کو قبو]ل نہ کرے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ لیکن یہ عبدالحکیم [خدا] کے اس مسیح کے حکم کے خلاف کہتا ہے۔

اب جناب آخری بات [۳] کو پہلے لیں۔ صریح طور پر [...] کو تو عبدالحکیم نے پہلے ہی کافر کہکر علیحدہ [...]

[...] لوگ جو کہ ابھی صراحتاً کافر نہیں کہتے [...] جس کو [...] دعوت پہونچی۔ اور اس نے

آپ کو قبول نہیں کیا۔ عبدالحکیم اس کو مسلمان کہتا ہے۔ اور خدا کا مسیح فرماتا ہے۔ کہ خدا نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ایسا شخص مسلمان نہیں ہے۔ اور پھر محض اسی وجہ سے عبدالحکیم کو جماعت سے خارج کرنے کا حکم لگاتے ہیں اور ظاہر ہے کہ فتوے کسی شخصیت سے وابستہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس امر سے وابستہ ہوتا ہے۔ جو کہ اس شخص میں ہے۔

خدا کے مسیح کا یہ فتوے عبدالحکیم کی شخصیت میں منحصر نہیں۔ بلکہ جو شخص بھی یہ کہے گا کہ جس شخص کو حضرت مسیح موعود کی دعوت پہونچی ہے۔ اور اس نے آپ کو قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان ہے) قیامت تک وہ اسی فتوے کے نیچے آتا رہے گا۔ خواہ وہ کوئی صاحب ہو۔

اور چونکہ یہ فتوے ہمارا نہیں۔ بلکہ خدا کے مسیح کا ہے۔ لہٰذا مسیح کے ماننے والوں میں اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔ دوسری بات یہ ہے۔ کہ کیا کوئی فریق اس وقت عبدالحکیم کی طرح ایسا کہتا ہے۔ تو اس کا ثبوت انکی تحریریں ہیں۔ جو کہ کثرت کے ساتھ موجود ہیں۔ اگر ضرورت ہو۔ تو میں انشاء اللہ بڑی تعداد میں پیش کر سکتا ہوں۔ اور اگر کسی کو شک ہو۔ تو سب سے سہل طریق یہ ہے۔ کہ صریح کافر کہنے والوں کو علیحدہ رکھ کر باقیوں کی نسبت انہی الفاظ مذکورہ کے ساتھ جناب مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں سے تحریری طور پر دریافت کیا جاوے۔

تو اگر وہ وہی جواب دیں۔ جو کہ عبدالحکیم کا ہے۔ تو پھر یقین کیا جائے۔ کہ خدا کے مسیح کا ان کی نسبت بھی وہی فتویٰ ہے۔ جو کہ آپ نے عبدالحکیم کی نسبت دیا ہے۔

پس آپ خود ہی غور فرمائیں۔ کہ اس اختلاف کی ایک شاخ جب اسقدر خطرناک ہے۔ کہ موجب فتویٰ مسیح موعود انسان احمدیہ جماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ تو پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس میں چنداں نقص نہیں۔ اور کہ یہ فروعی اختلاف ہے۔ اور اصولی نہیں۔ اور باوجود اسکے آدمی مومن کا مومن ہی رہتا ہے۔

اب دوسرے نمبر ۲ کو لیں۔ اور جناب مولوی محمد علی صاحب کا وہ رسالہ سامنے رکھیں۔ جو کہ آپ نے کفر و اسلام کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح اول کے ایام وصال میں

لکھا۔ اور بعد از وصال علیحدہ بھی اور اخبار پیغام میں بھی شائع کیا ہے۔ اس میں آپ کفر و اسلام کی آخری حد خدا کو ایک ماننا قرار دے کر خود ہی یہ نتیجہ بھی متفرع کرتے ہیں کہ جو شخص خدا کو ایک مان لیتا ہے۔ وہ مومن مسلم ہو جاتا ہے۔

اب آپ اس قول کے مطابق دیکھیں کہ ایک یہودی جو کہ خدا کو ایک مانتا ہے۔ اور ایک عیسائی جو کہ خدا کو ایک مانتا ہے۔ ایک سکھ اور برہمو جو کہ خدا کو ایک مانتے۔ ضرور مومن اور مسلم ہو گا کیونکہ آخری حد اسلام اور ایمان کی اللہ کو ایک ماننا ہے۔ اور وہ اس میں موجود ہے۔ اور جسمیں یہ آخری حد موجود ہوتی ہے۔ وہ ضرور مسلم مومن ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ بھی مومن ہیں۔ اور اس سے صاف اور صراحتاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء اور خصوصاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا خواہ کیسا ہی مفید اور اہم ہو۔ مگر مومن بننے کے لئے اس کو شرط نہیں ٹھہرایا گیا۔ اگر وہ شرط ہوتا۔ تو پھر یوں کہا جاتا کہ اسلام اور ایمان کی آخری حد خدا اور رسولوں یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ماننا ہے۔ پس جو شخص ان کو مان لیتا ہے۔ وہ مومن ہو جاتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہیں کیا گیا۔

اور یہ وہ چیز ہے۔ جسکی وجہ سے خدا کا مسیح عبدالحکیم پر یہ حکم لگا رہا ہے۔ کہ تو اسلام سے بھی روگردان ہو رہا ہے لہٰذا جو شخص بھی مومن بننے کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا شرط نہیں ٹھہرائے گا۔ اس پر خدا کے مسیح کا یہی فتویٰ ہے۔ کہ وہ اسلام سے روگردان ہو رہا ہے۔ پس آپ غور فرماویں کہ جب اس اختلاف کی ایک ہی شاخ اسقدر مضر ہے کہ خدا کے مسیح کے فتویٰ کے رو سے انسان جماعت احمدیہ سے خارج اور اسلام سے روگردان قرار پاتا ہے۔ تو کل اختلاف کسقدر خطرناک ہو سکتا ہے۔

بلکہ گہری نظر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ عبدالحکیم اور یہ لوگ ایک ہی مشرب رکھتے تھے لیکن عبدالحکیم تیز تھا۔ اس نے حضرت مسیح موعود کے وقت ہی اظہار کر دیا۔ اور حضور نے اس پر حکم لگا دیا۔ لیکن یہ لوگ ہوشیار تھے لہٰذا یہ وقت مناسب کے منتظر رہے۔ اور جب وہ وقت آ گیا تو انہوں نے وہ سب کچھ کیا۔ جو کہ عبدالحکیم خان نے

[illegible] خلیفہ اوّل کے ابتدائی اور وسطی زمانہ میں بھی ہے۔ لیکن آپ کے آخری ایام میں ایک طرف تو کفر کے مسئلہ کو دبی زبان سے شروع کیا۔ دوسری طرف شروع کی کہ ریویو کو ولایت یا لاہور لیجا کر اس تجویز [illegible] چلایا جائے۔ لیکن جب اس کا لیجانا نہ ہو [illegible] ولایت میں جا کر خواجہ صاحب نے اسلامک ریویو جاری کر دیا جو کہ اس وقت تک اس تجویز کا ایسا [illegible] ہے کہ جس سے بھی خدا کے مسیح کا نام [illegible] نہیں [illegible] خدا کے مسیح کے بارہ میں ایک نو مسلم بھی ایسا [illegible] جو کہ احمدی نہ ہو۔ اور عام مسلمان ہو۔ لیکن ولایت [illegible] بھی شروع ہوا۔ اور پھر حضرت خلیفہ اوّل کے ساتھ ہی آنحضرت ؐ پالیسی اور بھی پھیلانے [illegible] دمن بیٹھنے کے لئے اڑا دیا۔ اور صاف صاف شروع کر دیا۔ کہ جن لوگوں کو مسیح موعود کی دعوت [illegible] اور انہوں نے مسیح کو قبول نہ کیا ہو۔ وہ مسلمان [illegible] ہم اپنی طرف سے کوئی فتویٰ نہیں دیتے۔ لیکن [illegible] سے نہیں ہو سکتا۔ کہ خدا کے برگزیدہ مسیح کے فتویٰ [illegible] لے کہیں کہ جو کچھ کر رہے ہیں سب اچھا ہے۔

[illegible] کے تصفیہ کی ایک آسان راہ اور بھی ہے [illegible] ہے کہ خدا نے اپنی وحی میں مسیح موعود کو نبی اور [illegible] مایا۔ اور جو نبی رسول خدا کی وحی کہلاتے۔ ان کا [illegible] کی شرط اور ان کا انکار شریعت میں کفر کہلاتا [illegible] رنہ خداوند تعالیٰ کی وحی میں یہ تفریق ہے۔ کہ [illegible] اور فلاں مجازی نہیں ہے۔ اور نہ ہی یہ فیصلہ [illegible] حقیقی نبی پر ایمان لانا شرط ایمان اور اس کا انکار [illegible]۔ اور جو مجازی نبی ہے نہ اس کا ماننا شرط ایمان [illegible] نہ اس کا انکار کفر ہے۔ بلکہ قرآن و حدیث سے [illegible] ثابت ہے۔ کہ جن کو اس نے رسول اور نبی [illegible] کہا ہے ان سب پر ایمان ضروری اور ان کا [illegible]۔ اور یہ کہہ دینا کہ یہ آنریری مجسٹریٹ وغیرہ ہے۔ تو کیا وہ لوازم مجسٹریٹی میں ذرا سے مجسٹریٹ [illegible] رہتا ہے یا معطل دیگر ان لوازم سے خالی رہتا

اور اس حالت میں یہ اختلاف کس طرح فرعی ہو سکتا ہے اور یہ بھی صحیح نہیں کہ یہ اختلاف پہلے بھی تھا۔

مگر آپ ذرہ تکلیف اٹھا کر جناب مولوی محمد علی صاحب کی پہلی تحریرات کو پڑھیں تو آپ کو صاف صاف ان کی ایسی عبارتیں ملیں گی جنہیں وہ وہی کہہ رہے ہیں۔ جو ہم کہتے ہیں۔ یہاں پر میں ان کی ایک عبارت ریویو جلد ۵ نمبر ۱۱ سے نقل کرتا ہوں اور وہ یہ ہے:۔

" چار باتیں خواجہ غلام الثقلین نے آیت انا لننصر رسلنا والذین آمنوا فی الحیوۃ الدنیا کے ان معنوں کی تردید میں تو بیان کئے ہیں پیش کی ہیں۔ جو انکے اپنے الفاظ میں نقل کی جاتی ہیں۔ ۱۔ شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کرے گا شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا۔

۲۔ نبی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون ان کے بچوں کو قتل کر دیتے تھے۔

۳۔ مسیح مصلوب ہوئے۔ اور یہود نے فتح حاصل کی۔ ۴۔ خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے تین کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے"

بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے مدعی نبوت میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتا دیں کہ ان پیش کردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیر خوار لڑکے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے"

اب غور فرمائیے کہ اگر مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے وہی معنے تھے۔ جو کہ اب کئے جاتے ہیں۔ تو پھر خلفاء اربعہ اور سبطین سے اس کی نفی کس طرح ہو سکتی۔

پس یہ بات نہیں کہ یہ اختلاف پہلے بھی تھا۔ بلکہ یہ بعد ہی کا پیدا کردہ ہے۔ پھر یہ بھی سچی بات ہے کہ قادیان سے باہر کے لوگ اس اختلاف کی نسبت بالکل نہیں [illegible]۔ وہ محض ان کی رائے اور قیاس ہی سے۔ لیکن قادیان والے اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں۔

اصل بات جو ہمارے مشاہدہ میں آئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ جناب خواجہ صاحب کی نسبت حضرت مسیح موعود نے خود بارہا خطرہ بیان فرمایا تھا۔ حضرت صاحب نے اپنے اس کشف کا مصداق تو نہیں بتایا تھا کہ ہماری جماعت کا ایک سچا آدمی غیروں سے جا ملا ہے۔ تو کسی نے اس کو کہا کہ تم نے یہ کیا کیا تو اس نے جواب دیا کہ مصلحت وقت یہی ہے۔ مگر حضرت صاحب نے بعض اپنے خواب بیان کرتے ہوئے بارہا خواجہ صاحب کی نسبت خطرہ بیان فرمایا تھا۔

جن دنوں میں جناب مولوی محمد علی صاحب قادیان کو چھوڑ کر پہلے ایبٹ آباد چلے گئے تھے۔ تو انہی دنوں میں نے آپ کو ایک خط میں ایک واقعہ یاد دلایا تھا۔ اور وہ یہ تھا کہ جب ایڈیٹر وطن والی تجویز خواجہ صاحب نے منظور کر لی۔ اور اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا۔ تو حضرت صاحب کو اس کا علم ہوا۔ تو آپ نے مسجد میں آ کر پہلے تو مولوی محمد علی صاحب سے دلائل کے ساتھ اس تجویز کے غلط ہونے کا اقرار کرایا۔ اور ساتھ ہی مولوی محمد علی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ خواجہ صاحب کو میں نے بھی یہی کہا تھا پر انہوں نے نہ مانا۔ اور سوائے میرے مشورہ کے خود بخود ہی ایڈیٹر وطن کے ساتھ یہ معاملہ مکمل کر دیا۔ تو پھر حضرت صاحب نے دیر تک ان کی ایمانی کمزوری کی مثالیں بیان فرمائیں۔ اور پھر مولوی محمد علی صاحب سے خواجہ صاحب کے نام خط لکھوایا۔ اور اس کے اخیر میں مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا۔ کہ خواجہ صاحب کو لکھ دو کہ مجھے ان کے ایمان کا بہت خطرہ ہے۔ وہ بہت ہی توبہ اور استغفار کریں۔ اور قربانی بھی دیں۔ مجھ کو میں نے ان کی نسبت بہت ہی منذر خوابیں دیکھی ہیں۔ اور پھر ان میں سے ایک خواب مولوی محمد علی صاحب کو لکھنے کا حکم دیا جن میں سے ایک یہ تھی کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے۔ کہ چھوٹی مسجد کی چھت پر ایک تخت بچھا ہوا ہے۔ اور میں اور مولوی نور الدین صاحب اس پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور اچانک کمال الدین آیا ہے۔ اور وہ بالکل برہنہ ہے۔ [illegible] ہے۔ تو [illegible] آتے ہی ہم دونوں پر حملہ کیا [illegible] تو میں نے [illegible] کو [illegible] کوئی [illegible] ہے

مگر اس کو باہر نکال دو۔ تو وہ اسکے نکلنے کے لئے اس کی طرف چلا لیکن خواجہ اسکے نکالنے سے پہلے ہی سیڑھی پر سے اتر کر مسجد سے باہر چلا گیا۔ اور پھر اسکے ساتھ ہی حضور نے فرمایا۔ کہ تعبیر کی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ مسجد امام کی جماعت ہوتی ہے۔ اور اس سے باہر جانا جماعت امام سے خارج ہونا ہے"۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے میرے خط کے جواب میں اس کی تردید نہیں کی۔ تو حضرت صاحب کے ایسے بیانوں اور ایسی خوابوں اور ان کی تعبیروں سے صاف صاف اسی وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس کشف کا مصداق یہی ہے۔ بلکہ جس وقت وہ کشف حضرت صاحب نے بیان فرمایا تھا۔ تو سب بڑے بڑے احمدی نہایت خوف زدہ ہو گئے تھے۔ لیکن بعض لوگ اسی وقت بول اٹھے تھے کہ حضرت مولوی صاحب اور دوسرے بزرگان قوم کو اس سے خوف زدہ نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ مسجد وقت کا لفظ ہی صاف بتاتا ہے کہ یہ خواجہ صاحب کا جواب ہے۔

لیکن اسکے بعد متصل ہی حضرت صاحب کی موجودگی ہی میں خواجہ صاحب کے حالات زندگی میں بہت ہی نمایاں فرق اور تغیر صاف صاف نظر آنے لگا۔ اور ایک ایسی سکیم پر اس نے اپنے خاص دوستوں کو اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا کہ جس کا مختصر خلاصہ یہ ہو سکتا ہے کہ نام تو احمدی رہے اور جماعت احمدی بھی ہمارے ہاتھ میں رہے۔ اور غیروں سے پھر از سر نو اتحاد بھی قائم ہو سکے۔ سب سے پہلے یا کہ ہمارے علم میں سب سے پہلے یا بلفظ دیگر قادیان میں سب سے پہلے خواجہ صاحب نے جناب مولوی محمد علی صاحب کو اس سکیم کے اصول پر اپنا ہم خیال بنانا شروع کیا۔ اس زمانہ میں چونکہ مولوی محمد علی صاحب کچھ مجھ سے بڑھا کرتے تھے اور تعلق بھی بہت تھا۔ اسلئے روزانہ بہت بہت وقت مولوی صاحب کے پاس بیٹھتا تھا۔ تو مجھے خوب یاد ہے کہ ابتداء میں ایسے اصول پر زمانہ دراز تک مولوی محمد علی صاحب مباحثہ کرتے رہے۔ اور خواجہ صاحب کو دو ستانہ [illegible] سخت سست بھی کہہ دیا کرتے تھے۔ چنانچہ اسی [illegible] صاحب [illegible] صاحب کہیں مسیح کا [illegible] کا عام استعمال ہوا [illegible]

لہجہ میں کہتے سے

چنانچہ ایک دفعہ لاہور میں احمدیہ بلڈنگس کی مسجد کے مقام پر عام جلسہ تھا جس میں قادیان سے میں اور حضرت میاں صاحب۔ مفتی صاحب اور مولوی محمد علی صاحب بھی گئے تھے۔ اور خواجہ صاحب کی تقریر کے بعد جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جیسا کہ ہمارے پولوس صاحب نے فرمایا ہے۔ تو اسکے سنتے ہی جناب خواجہ صاحب منہ بنایا اور منہ بلانا سورت کہا۔ اور مولوی محمد علی صاحب نے اسکو دیکھ کر استغفر اللہ استغفر اللہ نہیں جیسا کہ ہمارے خواجہ صاحب نے کہا ہے کہا۔ مگر کوئی ڈیڑھ سال کے مباحثے کے بعد مولوی محمد علی صاحب خواجہ صاحب کے ساتھ اس سکیم پر متفق ہو گئے۔ مگر اس سکیم کے اجرا میں حضرت صاحب کا وجود روک ہو سکتا تھا۔ تو وہ اٹھ گیا۔ اور آپکے بعد خلیفہ کا وجود روک تھا جیسے اسکے اکھاڑنے کی کوشش کی گئی جیسا کہ سب کو علم ہے۔ پر کچھ نہ ہو سکا۔ تب خواجہ صاحب سے یہ فیصلہ کیا۔ کہ اس خلیفہ کی شخصیت زبردست ہے ہم اس کو ہرگز نہیں اکھاڑ سکتے۔ لہذا اس کی وفات کا انتظار کیا جائے مگر اس عرصہ میں لوگوں کو مولوی محمد علی کی خلافت کے لئے تیار کیا جائے۔ اور جس کی خلافت کا اندیشہ ہے اس کو ذلیل کرے اور اسکے نااہل خلافت ہونے کو ثابت کرنے کی کوشش کی جائے۔

نغمۂ اکمل حصہ چہارم

قاضی اکمل صاحب کے دلچسپ و دل آویز نظمیں احمدیہ جماعت میں نہایت ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں یہ نظمیں نغمۂ اکمل کی صورت میں تین حصے شائع کی جا چکی ہیں۔ اب گذشتہ اڑھائی سال کی نظمیں نغمۂ اکمل حصہ چہارم میں چھپی ہیں۔ جو صرف عاشقانہ زبان کے لحاظ سے بلکہ اسلئے کہ اس میں سلسلہ احمدیہ کے واقعات درج کئے ہیں۔ قابل دید ہیں۔ صرف ۲۰ ہے یہ حصہ جلد منگوالیں ورنہ پھر نغمۂ اکمل حصہ اول کی طرح طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔ ملنے کا پتہ

شیعہ مذہب میں بدعات

مصیبت کے وقت ہمیں کیا کرنا چاہیئے

یہ ایک سوال ہے۔ جو طبعاً انسان کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اسکے لئے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں اور مومنوں کے لئے ایک قانون مقرر کر کے مذکورہ بالا الفاظ میں ادا کیا۔ یعنے خدا کے مقرب اور اسکے صالح بندوں کا یہ کام نہیں کہ وہ مصیبت کے وقت جزع فزع کریں یا خواہ مخواہ واویلا مچائیں۔ بلکہ ان کے لیے ہم ایک قانون مقرر کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی مصیبت پہنچے تو وہ انا للہ وانا الیہ راجعون کو ورد زبان کرے۔ کیونکہ ان لفظوں سے قوت ایمانیہ بڑھتی ہے۔ اور وہ خدا کی طرف ایک درجہ اور بھی ترقی کرتا ہے۔ کیونکہ جب سمجھیگا کہ ہم خدا کے ہیں۔ اور اسی کی طرف ہمارا مرجع۔ تو اس کو دو طرح کے فوائد حاصل ہونگے۔ پہلی بات تو یہ کہ اس کو صبر حاصل ہوگا جو کہ تمام کامیابیوں کی کلید ہے۔ دوسرے اسکے دل سے اس مصیبت کا غم غلط ہو جائیگا۔ پس اس فقرہ کے کہنے سے انسان دونوں رنگوں یعنی روحانی اور جسمانی میں رنگیں ہو سکتا ہے۔ روحانیات میں تو جو کہے گا۔ اور جسمانیات میں اس غم کے زائل ہونے سے اپنی بقیہ زندگی کے ایام اعلےٰ درجہ کی مسرت و خوشگواری سے انجام دیگا۔ پس صبر کئی انعاموں کا وارث بناتا ہے۔

پہلا انعام تو یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے اوامر کی تعمیل کی جائے۔ پس بعد از تعمیل جن انعاموں کا وعدہ ہے خدا تعالیٰ ضرور اس کو عطا فرمائے گا۔ کیونکہ ان اللہ لا یخلف المیعاد قرآن شریف میں موجود ہے۔ صبر کے متعلق خدا تعالیٰ نے کئی دفعہ حکم صادر فرمایا ہے۔ سورہ آل عمران آخری آیت۔ یاایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا واتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ سمجھ کہ کامیابی کی کوئی کلید ہو سکتی ہے۔ تو وہ صبر

رمایاہے ۔

سورہ انفال آیت ۴۸ میں یوں ہے ۔ واطیعوا اللہ ورسولہ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللہ مع الصابرین ۔ سورہ یونس آخری آیت واتبع مایوحیٰ الیک واصبر حتی یحکم اللہ وھو خیر الحاکمین ۔ سورہ ہود آیت ۵۱ ۔ تلک من انباء الغیب نوحیھا الیک ماکنت تعلمھا ولا قومک من قبل ۔ ھذا فاصبر ان العاقبۃ للمتقین ۔ سورہ مذکورہ آیت ۱۱۷ ۔ واصبر فان اللہ لا یضیع اجر المحسنین ۔ یعنے یہ چند آیات پیش کی ہیں ورنہ قرآن شریف صبر کرنے کے حکم کے بارے میں بھرا پڑا ہے ۔ پس خدا تعالیٰ کے اس حکم کا بجا لانا بذات خود ایک انعام ہے ۔ کہ خدا نے اسے توفیق دی ۔

دوسرا انعام خدا کا صابروں کے ساتھ ہوتا ہے ۔ جیسے ان اللہ مع الصابرین سے ظاہر ہے ۔ صبر بڑے بڑے اولوالعزم رسول نے کیا ۔ پس اس کی پیروی کرنا عین سعادت ہے ۔ جیسا سورۃ انعام آیت ۳۴ سے اور احقاف آیت ۳۵ سے مترشح ہوتا ہے ۔ پھر جنت میں بغیر صبر کے جانا محال ہے ۔ جیسے ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا منکم ویعلم الصابرین ۔ سے ظاہر ہوتا ہے ۔ پس مندرجہ بالا آیات سے ظاہر ہو گیا ۔ کہ صبر کرنا ہر ایک کامیابی کی کلید ہے ۔ اور یہ بھی کھل گیا ۔ کہ مصیبت کے وقت صبر کرنا چاہئے ۔ اور صبر کرنے سے انسان کے ایمان کا پتہ چلتا ہے کہ وہ ایمانی رنگ میں کس حد تک کامل ہے ۔

وہ تو کہتے ہیں کہ رونا جنت میں داخل ہونے کا باعث ہے ۔ ایمان کے عوام میں مشہور ہے کہ جب کبھی ماتم ہوتی ہے ۔ اور شیعہ روتے ہیں تو فاطمہ علیہا السلام رومال لاتی ہیں ۔ اور اس میں انکے آنسو لیتی جاتی ہیں اور خود بھی روتی ہیں ۔ اللہ اللہ ایک طرف تو حکم صبر کو دیکھو دوسری طرف انکے اعتقاد کو رکھو ۔ زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا ۔ خدا تعالیٰ نے ایک حکم صادر فرمایا ہے ۔ اور اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بھی اعتقاد رکھتے ہیں کہ ہم ایک مضبوط چٹان پر قائم ہیں ۔ اس کی حکم عدولی

کو باعث ثواب جانتے ہیں ۔ حالانکہ اپنے ائمہ سلف کے بالکل خلاف کرتے ہیں ۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ جزع فزع کرنے والوں کو امام حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیا خطاب دے رکھا ہے ۔ دیکھئے ۔ ما لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۵۰

وقال علیہ السلام ان [illegible] والصبر یستبقان الی المومن فتاتیہ البلاء وھو صبور وان الجزع والبلاء یستبقان الی الکافر فتاتیہ البلاء وھو جزوع ۔ فرماتے ہیں کہ صبر اور بلا مومن کی طرف بڑھتی ہیں اسکو مصیبت پہنچتی ہے ۔ اور وہ صبر کرتا ہے ۔ اور جزع اور بلا کافر کی طرف بڑھتی ہیں ۔ پس اس کے پاس بلا آتی ہے ۔ اور وہ بہت جزع فزع کرنیوالا ہوتا ہے

اب شیعہ صاحبان دیکھیں ۔ کہ ان کا طرز عمل کن لوگوں کے مطابق ہے ۔ اور ان کا امام کیا فتوے دے رہا ہے ۔ پھر دیکھئے ۔ اسی کتاب ما لا یحضرہ الفقیہ میں فرماتے ہیں ۔ قال علیہ السلام لفاطمۃ علیہا السلام حین قتل جعفر بن ابی طالب لا تدعی بویل ولا ثکل ولا حرب وما قلت فیہ فقد صدقت یعنی جب انکے بھائی جعفر بن ابی طالب شہید ہوئے ۔ تو آپ نے فاطمہ سے کہا کہ تو نہ واویلا کرنا اور نہ چیخنا چلانا اور نہ غمگین ہونا ۔ اور جو کچھ اسکے بارے میں کہا ہے بالکل سچ ہے ۔

اب دیکھئے کہ حضرت نے کس طرح صاف لفظوں میں منع فرمایا کہ ہرگز ہرگز نہ رونا پیٹنا اور جزع فزع سے کام لینا ۔ کیا یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت اپنے لئے تو ایک چیز کو ناپسند کریں ۔ اور دوسرے کے لئے پسند کریں ۔ اور لا ینبغی لمومن ان یحب لاخیہ ما لا یحب لنفسہ کے مصداق بنیں ۔ حضرت علی کا طرز عمل اور اقوال تو اسکے عدم جواز کا فتویٰ دیتے ہیں ۔ اور آپ کہتے ہیں کہ جائز بلکہ موجب ثواب ہے ۔

پھر اگر بفرض محال تسلیم کر بھی لیا جائے کہ ماتم جائز ہے ۔ تو وہ جو شیعوں کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے دو تین دن تک ہے ۔ جیسے کہ ما لا یحضرہ الفقیہ صفحہ ۵۳ سے ظاہر ہے ۔ قال ابو جعفر علیہ السلام یصنع للمیت ماتم ثلثۃ ایام من یوم مات

جس دن سے کوئی مر جائے ۔ اس دن سے لیکر تین دن تک صف ماتم بچھائی جائے ۔ اب دیکھئے اگر جائز ہے بھی تو تین دن تک ہے ۔ حضرت علی کے طرز عمل سے صاف کھل جاتا ہے ۔ کہ رونا ٹھیک نہیں ۔ فقال علیہ السلام ان المیت یفرح بالترحم والاستغفار کما یفرح الحی بالھدیۃ تھدیٰ الیہ یعنے علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مردے کے لئے اگر استغفار اور ترحم مانگا جائے ۔ تو وہ ایسا ہی خوش ہوتا ہے ۔ کہ زندہ ہدیہ ملنے سے دیکھئے یہاں صاف فرمایا ہے کہ مردہ استغفار اور ترحم سے خوش ہوتا ہے ۔ رونے دھونے سے نہیں ۔ اور نیز تہذیب جلد اول میں ہے ۔

قال ان فاطمۃ کانت تاتی قبور الشھداء فی کل غداۃ فتاتی قبر حمزۃ وتترحم علیہ وتستغفر لہ ۔ یعنے فاطمہ علیہا السلام شہیدوں کی قبروں پر ہر روز آئیں ۔ حضرت حمزہ کی قبر پر دعا استغفار ان کے لئے مانگیں ۔ افسوس کہ شیعہ صاحبان اپنے ہادی اور سیدہ کے طرز عمل کو بھول گئے ۔ اور ایک نئی بدعت جاری کردی ۔ اور اس کو نجات کا باعث بیان کرتے ہیں ۔ بدعت کے متعلق کلمنی والا فرماتا ہے ۔

کل بدعۃ ضلالۃ وکل ضلالۃ فی النار ۔

شیخ غلام غوث احمدی

تبلیغ رسالت جلد اول

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہارات کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے ۔ احباب کو چاہئے ۔ کہ جلد منگوالیں ۔ دوسری جلد بھی لکھی جارہی ہے ۔ عنقریب چھپ کر شائع ہوگی ۔ پس درخواستیں بھیجنے والے جلدی کریں ۔ کیونکہ ممکن ہے ۔ چھپنے کے بعد کوئی جلد باقی نہ رہے ۔ اور [illegible] کا انتظار کرنا پڑے

منیجر فاروق قادیان

ایک وبا پڑے گی

[illegible] نومبر ۱۹۰۶ء کا الہام مسیح موعود پورا ہوا۔

ایک نئی وبا جو ساحلی علاقوں میں خصوصیت سے پھیل رہی ہے۔ اس کا کچھ حال پچھلے اخبار میں دیا جا چکا ہے متعلق اخبار ہمدم لکھتا ہے کہ:۔

یہ معلوم کر کے بے حد تشویش ہوئی ہے کہ انفلوئنزا کی قسم کا جو ہولناک بخار پچھلے دو ہفتے کے اندر۔ بمبئی۔ کلکتہ۔ مدراس۔ رنگون وغیرہ میں بصورت وبائی پھیل چکا ہے۔ اور ہزار ہا آدمیوں کو ایک دم صاحب فراش کر کے پرائیویٹ کاروبار کے علاوہ سرکاری صیغوں پر بھی کام بند کرنے کا اثر ڈال چکا ہے۔ وہ اب لکھنؤ میں بھی نمودار ہوا ہے۔ اور سب سے پہلے اس نے ڈاک اور تار کے ملازمین ہی پر اثر ڈالا ہے۔

مورخہ ۳ راگست ۱۹۱۸ء

علاوہ ازیں سیور (بھاگلپور) کی ایک پرائیویٹ چٹھی میں ایک دوست لکھتے ہیں:۔

"یہاں چار جولائی کو زلزلہ ہوا۔ اس کے چند روز کے بعد ایک قسم کا بخار پھیلا ہوا ہے۔ جس کے اندر قریباً چالیس فیصدی آدمی بیمار ہیں۔ دو تین روز تک بخار رہتا ہے۔ لوگ بہت تنگ ہو چکے ہیں۔ اس کا نام ٹیور (جنگی بخار) نام رکھا ہے۔ بنگال بہار۔ بمبئی۔ مدراس۔ تمام یہ بخار پھیلا ہوا ہے۔ خدا اپنا رحم کرے۔"

ولایت ہندوستان سے آنے والی خبریں بتاتی ہیں حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی ایک وبا پڑے گی اسی [illegible] کا وقت ہے۔ کہ خدا تعالیٰ [illegible] ہے۔ [illegible] کان [illegible] [illegible] کہ لوگ [illegible]

تقویٰ و اصلاح کی راہوں پر قدم ماریں۔ اور اس امور پر ایمان لائیں جس کی صداقت کے نشان آئے دن ظاہر ہو رہے ہیں۔

قادیان والے

میاں نظام الدین صاحب بلی مہاجر قادیان والوں کو دیکھ کر اپنے دل کے تواجد کو ضبط نہیں کر سکے۔ اور یوں ترنم سرا ہوئے ہیں جن الفاظ میں انہوں نے اپنے جذبات کی ترجمانی کی ہے وہ ملاحظہ ہوں۔ قوافی وغیرہ کا خیال نہیں۔

کیا خوش نصیب یارو ہیں قادیان والے
نقش خدا کے بیچے ہیں قادیان والے

دن رات ذکر باری جن کی لبوں پہ جاری
جیسے کے وہ حواری ہیں قادیان والے

دنیا پہ کر چکے ہیں جو دین کو مقدم
وہ دیکھ لو تم آ کر ہیں قادیان والے

جو نور قادیان میں اترا ہے آسماں سے
رنگیں اس میں سارے ہیں قادیان والے

کانوں سے جو خدا کی باتوں کو سن چکے ہیں
وہ خادمان مہدی ہیں قادیان والے

اسلام پر فدا ہے جان اور مال جن کی
وہ پہلوان بہادر ہیں قادیان والے

مقصود زندگی کا جن کی ہے دین کمانا
سچے وہی مسلمان ہیں قادیان والے

دین خدا کو لیکر جو پھر رہے ہیں گھر گھر
منصور اور مظفر ہیں قادیان والے

اسلام کی سچائی یورپ میں جن سے پھیلی
وہ لوگ مرد میداں ہیں قادیان والے

باطل پرست جن کی دہشت سے کانپتے ہیں
وہ شیر نر یہی تو ہیں قادیان والے

توحید کی امانت بخشی جنہیں خدا نے
وہ پاسبان قرآن ہیں قادیان والے

اے سونے والو جاگو تم کو جگا رہے ہیں ✦ پیغام حق سنا کر یہ قادیان والے
عاجز کی یہ دعا ہے یا رب یہ ہیں ہمیشہ ✦ محفوظ ہر بلا سے یہ قادیان والے

خزینہ فضل اکسیر جنین چشمہ حیات

یعنی

تریاقی گولیاں

کیا آپ پیارے بچے چاہتے ہیں۔ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے سچی ہمدردی اور ایمانداری کے ساتھ اس نہایت عاقل اور بیدار مغز اور خیر خواہ خلق اللہ حضرت حکیم الامت مولانا مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح کا وہ مجرب المجرب نسخہ کمال محنت سے طیار کیا گیا ہے جس سے کئی گھر محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے بھرے ہوئے ہیں۔ جو پیارے بچوں سے خالی تھے۔ وہ گھر جو اسقاط حمل کی بیماری یعنے اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ جن کی اولاد پیدا ہوتے ہی داغ مفارقت دے کر دار البقاء لے لیتی تھی۔ جن کے حمل قبل از وقت ضائع ہو جایا کرتے تھے یا مردہ پیدا ہوتے تھے۔ اور والدین کے کلیجے صدمے سہتے سہتے مایوس اور ناامید ہو چکے تھے۔ محض خدا کے فضل سے تریاقی گولیوں کے استعمال سے کئی اشخاص بامراد ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ آپ بھی ناامید نہ ہوں۔ خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور تریاقی گولیوں کا استعمال کراؤ۔ اور پیارے بچوں کی میٹھی میٹھی باتیں سنکر خدا کا شکر کرو۔ اور موجد کے لئے دعا کریں۔ قیمت بلحاظ محنت اور فوائد کے بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ سب فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ایک روپیہ فی تولہ۔

اصلی ممیرا اور ممیرے کا سرمہ

تمام امراض چشم یعنے دھند۔ جالا۔ پڑوال۔ ککرے ضعف بصر کے لئے بہت مفید ہے۔ قیمت فی تولہ تین روپے۔

المشتہر

نظام جان شیخ عبد الرحمٰن کاغانی قادیان ضلع گورداسپور

[illegible] صاحب قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپا اور [illegible]

رجسٹرڈ نمبر ال ۱۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

سب سے پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۱۵۔ اگست سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۲

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کے متعلق ڈلہوزی کے آمدہ خطوط سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ حضور یہ اخبار شائع ہونے کے بعد ہفتہ شام کو واپس دارالامان قادیان میں تشریف لے آئینگے ۔

گرمی کی شدت بدستور ہے۔ بارش نہ ہونے کی وجہ سے غلہ گراں ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت فرمائے۔

انجمن احمدیہ برائے امداد جنگ کے انتظام سے ... کے لئے ایک جلسہ ہوا۔ جسمیں تجویز کیا گیا ... احمدیہ قادیان کی طرف سے دو ہزار ... کم از کم ضرور خرید لئے جائیں

ہندو مشنری سوسائیٹی کے سالانہ میٹنگ میں ہماری تبلیغ

بمبئی میں ایک سال سے ایک سوسائیٹی مذکورہ بالا نام سے قائم ہے۔ جسکے ممبر زیادہ تر تعلیم یافتہ ساتن دھرمی ہندو ہیں۔ یہ سوسائیٹی غیر قوموں کو ایک قوم یعنی ہندو قوم بناتی ہے۔ اس کا خیال ہے کہ ہر قوم کا آدمی ہندو قوم بن سکتا ہے۔ اگر اس کو سیاسی سوسائیٹی سے الگ سمجھا جاوے۔ تو حقیقت میں یہ تھوسوفیکل سوسائیٹی سے ہم رنگ بلکہ اسی کا دوسرا نام ہے یا اس کی شاخ ہے کتابیں بھی وہی ہیں۔ جو تھوسوفی کی کتابیں ہیں۔ ایکے ... میں مسز اینی بیسنٹ اور مسٹر ... کی

یا کرا چکے ڈگری حاصل کرتی ہیں۔ ہندو مشنری سوسائیٹی کا ایک ماہوار اخبار انگریزی اور مرہٹی میں شائع ہوتا ہے۔ اور ایک ہفتہ وار اخبار الگ ... ہے۔ سنا گیا ہے کہ ایک یورپین عورت کو ہندو بنایا ہے۔ اور ایک مسلمان کو بھی (گو وہ پہلے ہندو تھا۔ پھر مسلمان ہوا پھر عیسائی آخر کو ہندو)

اس سوسائیٹی کا سالانہ جلسہ کل بدھ کے روز تھا ... اپنے ساتھ اپنے سلسلہ کے گجراتی اشتہارات وغیرہ ... ان کی میٹنگ میں گیا۔ ہمارے ساتھ ہمارے ایک مہربان پادری صاحب بھی تھے (جو کہ ہمیشہ اس قسم جلسوں اور کمیٹیوں کی خبر دیا کرتے ہیں) ... مذکورہ کے منتظم نے اچھی جگہ ہم کو بٹھایا ... بہت اعلیٰ پیمانہ پر نہیں ... اور ...

حصہ سمجھی لوگ تھے۔ وہ معزز اور تعلیم یافتہ تھے ❊

ایک شخص تقریر کر رہا تھا۔ اسکی تقریر کے اس حصہ کا مضمون جس سے مجھ کو دلچسپی تھی یہ تھا کہ :۔ آخر میں سناتن دھرم ہی تمام دنیا کا مذہب ہو گا۔ اور سب مذہب فنا ہو جائینگے۔ اور وہ زمانہ قریب ہے۔ ہم لوگوں کو اسکی تیاری کرنی چاہیئے۔ کیونکہ زمانہ کلنکی اوتار بھی آنے ہی والا ہے۔ تمام علامات پورے ہو چکے ہیں۔ آسٹرلوجی کے حساب اور گرہن وغیرہ سے بھی بہت کچھ پایا ❊

تقریر کے خاتمہ پر اس موعود کی جسکے لئے یہ لوگ ... کر رہے ہیں اور منتظر ہیں۔ اور جسکو کہ ہمنے خدا تعالے پالیا ہے۔ ان کو بھی خبر نہ دینا۔ تو انسانی ہمدردی کے خلاف تھا۔ اسلئے میں نے کہا یہ زمانہ آخری زمانہ کے اوتار کے آنے کا ہے۔ اگر ایسے زمانہ میں جبکہ تمام قسم کے گناہوں سے لدگئی ہے۔ کوئی اوتار نہیں آئے۔ تو دنیا کہنے لگے گا۔ کہ کسی زمانہ میں بھی کوئی اوتار نہیں آیا ہو گا۔ مگر ایسا نہیں پرمیشر اپنے وعدہ کا سچا ہے۔ اور ہر زمانہ اوتار کا مکان کار ہے۔ اسلئے ٹھیک وقت پر آخری زمانہ کے اوتار کو جس کو کہ آپ کی زبان میں کرشن اوتار کلنکی اوتار کہتے ہیں۔ اور عیسائیوں کی اصطلاح میں یسوع مسیح کی دوبارہ آمد اور مسلمانوں کی کتابوں میں مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان کہتے ہیں بھیجدیا۔ ہمارے عیسائی ساتھی نے بات کاٹنے کے لئے یہ کہدیا۔ کہ جب آئیگا۔ تو ہم لوگ دیکھ لینگے۔ مینے کہا کہ وہ عورتیں جن کے چراغ کا تیل ختم ہو گیا ہے اور جو کہ سو گئی ہیں۔ وہ اس دولھا کی برات کو کیونکر دیکھ سکتی ہیں۔ یا وہ جن کی آنکھیں کمزور ہیں۔ اس ... پر کس طرح نگاہ ڈال سکتے ہیں۔ یہ کہ ... پادری صاحب خاموش ہو گئے۔ اور ان لوگوں نے پوچھنا شروع کیا وہ کون ہے اور کہاں ہے۔ مینے ... موعود اوتار کا نام نامی حضرت مرزا غلام احمد ... اور وہ ... قادیان

میں پیدا ہوا ہے۔ اس وقت اس کا دوسرا خلیفہ جو کہ اس کی یادگار ہے۔ جانشین ہے اس کے بعد پھر مینے گجراتی زبان کے اشتہارات جو کہ اپنے ساتھ لے گیا تھا۔ جس کو سیٹھ الہ دین صاحب اور بابو محمد عثمان صاحب نے طبع کرایا ہے۔ ان کے لیڈروں کے ہاتھ میں دیئے۔ اور ان لوگوں نے بہت شوق سے لیا۔ اور میرے قیام گاہ کا پتہ دریافت کیا۔ پھر وہاں سے واپس آیا۔ اور خوش تھا کہ پیاسوں کو مینے چشمہ بتادیا۔ اب پینا نہ پینا ان کے اختیار میں ہے ❊

ادنیٰ خادم

خلیل احمد از بمبئی ۔ ۲۵ جولائی ۱۹۱۸ء

احمدیوں کے لئے ایک اچھا موقعہ

نکوبار میں کسی ایسے احمدی حکیم کی ضرورت ہے۔ جو بخار وغیرہ معمولی ادویات کے استعمال سے واقف ہو۔ وہاں ہسپتال اور دوائی وغیرہ کا کچھ انتظام نہیں ہے۔ اسلئے میں احمدی احباب کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ کوئی صاحب اگر نکوبار کا عزم کرے تو اسے وہاں بہت فائدہ کی گنجائش ہو گی۔ اور دینی فائدہ لوگوں کو اس سے پہنچیگا۔ دو صد کے قریب دکانیں نکوبار میں ہیں۔ اگر کوئی شخص وہاں رہے تو اسے پچاس روپیہ ماہوار مل سکتا ہے۔ بلکہ عقلمند اس سے بھی زیادہ کما سکتا ہے۔ اور دودھ مفت مل جاتا ہے گھاس عام ہے۔ ملیریا کا بخار اکثر ہوتا ہے مگر ایسا نہیں کہ خطرناک ہو۔ سردی گرمی محسوس نہیں ہوتی۔ کیلا ناریل عام ہے۔ کرایہ پورٹ بلیر تک ... حصہ ۳۵ روپیہ ہے مگر کلکتہ آنے سے پیشتر بذریعہ خط یا تار مجھے پرمٹ (Permit) اور تاریخ روانگی جہاز کا پتہ اور انتظام کرالیا جاوے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اگر یہ چند سطور بذریعہ اخبار شائع ہو جاویں تو نکوبار والوں اور آنیوالے صاحب کو فائدہ ہو گا۔ عبدالرحمن ماسٹر پورٹ بلیر

ابتداءِ عشق

اس نظم میں بعض واقعات۔ بیعت آمد کی طرف اشارہ ہے خصوصاً ان حملوں کے مضامین کی طرف جو بعض دوستوں نے میرے احمدی ہونے پر جوش میں آکے مجھے لکھے جنکے جواب میں مینے یہی کہا کہ ؎

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی ❊ جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

اب یہ نظم حسب حال تیار ہو گئی جسے فاروق میں شائع کیا جاتا ہے تاکہ اس واقعہ کی یادگار رہے ۔ سید محمود الحق علمی دہلوی

دم بھر میں آج ہوگئی کایا پلٹ مجھے
فیض مسیح پاک نے زندہ کیا مجھے

جو چشمۂ حیات سے دُور و نفور ہیں
وہ مُردہ دل ہیں اُن سے کیا واسطہ مجھے

میں زندہ دل ہوا تو انہیں آگئی قضا
بس مارے ڈالتی ہے یہ انکی ادا مجھے

میں احمدی ہوا تو وہ بیزار ہوگیا
اب کیا بتاؤں جوش میں کیا کیا کہا مجھے

جھنجھلا کے اُسنے کافر و دجال کہدیا
جھنجھلا کے اُسنے مرتد و شیطاں کہا مجھے

ناراض ہوکے کہدیا "اب خط نہ بھیجئے"
"تم قادیانیوں سے ہے کیا واسطہ مجھے"

مینے کہا کہ آپ تو ناراض ہوگئے
اچھا کیا جو آپنے لکھا بُرا مجھے

لکھئیے جو آپ چاہیں مرا کچھ حرج نہیں
اس راہِ حق سے کوئی ہٹائیگا کیا مجھے

میں احمدی ہوں روئے محمدؐ پہ مبتلا
پیاری ہے جان و دل سے رہِ مصطفےٰ مجھے

مُنہ بھر کے گالی دیجئے جی بھر کے کوسئے
ان تلخیوں میں بھی تو ملیگا مزا مجھے

شکر خدا خلیفۂ مہدی کے ساتھ ہوں
لایا ہے قادیان میں فضل خدا مجھے

اُٹھا اُٹھا کے شوق دل نے بٹھا لیا مجھے یہاں
یعنے درِ مسیحؑ پہ پہنچا دیا مجھے

علمی ۔ خدا کا شکر میں کیونکر ادا کروں
بخشی ہے جس نے نعمت بے انتہا مجھے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۱۵ اگست ۱۹۱۸ء

مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے عقیدہ میں تبدیلی

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل نے نومبر ۱۹۱۵ء میں ایک رسالہ تبدیلی عقائد کے نام سے لکھا ہے۔ جس میں مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں سے ثابت کیا کہ وہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ حیات میں آپکی نبوت پر ایمان رکھتے تھے۔ اور پھر بعض درپنہاں مقاصد و اغراض کے ماتحت خلافت ثانیہ کے قیام پر کھلا کھلا ارتداد اختیار کر لیا۔

اس رسالہ کا جواب مولوی محمد علی صاحب سے اب تک نہیں ہو سکا۔ البتہ ایک دو بار کوشش کی ہے کہ مجھ سے یہ الزام ٹل جائے۔ چنانچہ ایک بار "تبدیلی عقائد کا الزام کس فریق پر عائد ہوتا ہے" لکھا اس میں جو گند خدا کی پاک جماعت پر پھینکا ہے ملاحظہ ہو۔ پھر ایک اور ٹریکٹ خفیہ خفیہ بانٹا گیا ہے "میری تحریروں میں لفظ نبی کا استعمال" اس میں بھی اپنی سابقہ تحریروں کے متعلق کوئی جواب نہیں دیا۔ صرف چند الزامات دئے ہیں۔ اسپر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب نے ایک مضمون لکھنا چاہا ہے جس کا ابتدائی حصہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

(ایڈیٹر)

مولوی محمد علی صاحب نے جو گالیاں اس چھوٹے سے ٹریکٹ میں ہمیں دی ہیں۔ انہیں سے کسی قدر بطور نمونہ درج ذیل ہیں:-

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اور آپکی جماعت احمدیہ کو

"میاں صاحب اور ان کے مریدین نے... آتھم اور آتھم بننے کو آسان سمجھا۔ مگر شہادت حقہ کی ادائگی کو موت سے بدتر سمجھکر اسکے ادا کرنے سے انکار کیا (صتّا) "ان سیاہ باطن ظالموں نے اتنا بھی نہ دیکھا کہ ہمارا یہ طریق ان لوگوں کے نقش قدم پر تو نہیں۔ جو حضرت مسیح موعود کو کاذب کاذب پکارتے جاتے تھے" "تم میں یہ گروہ انہی کا جانشین پیدا تو نہیں ہو گیا۔ جس کو تم کل تک مس فی الارض کہتے تھے ان کور باطنوں کو ... بلاکر پوچھو کہ ایک شخص کے علانیہ اقرار کے ہوتے ہوئے تمہارا ایسی حرکت کرنا تمہیں خدا کی لعنت کا مورد بنائیگا یا نہیں"۔ (صفحہ ۳) "اگر پیر سچا ہے۔ تو یہ گروہ دنیا کو دھوکہ دینے والا قرار پاتا ہے۔ اور اگر اس گروہ کا مذہب وہی تھا۔ جو دین الحق میں لکھا گیا ہے۔ تو پیر باطل کا حامی ہے" (صـ) "پیر کے نزدیک مرید کافر اور مریدوں کے نزدیک پیر کافر۔ کاش کوئی حصہ مریدین کا میاں صاحب کے ساتھ ایسا بھی ہوتا۔ جو ان کے مقابلہ پر اس طرح کھڑا نہ ہوتا" (صـ۱۸) "یہ ساری باتیں نادان دوست کے موونھ سے نکلتی ہیں اور ان نادان دوستوں نے آج مولوی عبد الجبار غزنوی کے الفاظ کو پورا کر دیا" (صـ۹) "آج تم نے نادان دوست بنکر ایک دشمن کے قول کو جو باطل تھا۔ سچ ٹھرایا افسوس تم پر کہ تم نے دوست بنکر دشمن سے بدتر کام کیا" (صـ۱) "آج نادان دوست ان دشمنوں سے آگے قدم اٹھاکر ان تشریحات کو قبول نہ کرکے وہی الزام حضرت مسیح موعود پر دیتے ہیں" (صـ۱۱) "آج ان باتوں سے انکار کرنا ان کی سیاہ روئی کا موجب ہی نہیں۔ بلکہ قریب ہے کہ اس انکار پر اصرار کرکے انکے دل سیاہ ہو جائیں۔ اور وہ خدا کی لعنت کے نیچے آجائیں۔ اور کفرتم بعد ایمانکم کا مصداق ثابت ہوں" (صـ۱۵) "قادیان کی خاطر حق کو چھوڑا" "مقبرہ بہشتی میں جانے کے لئے دوزخ کو مول لیا" "بیکار بیٹھکر لنگر کی روٹیاں کھائیں" "مسیح کے بیٹے کی پوجا کی" (صـ۱۸) "ادھر پیر کا اعلان ہوا ادھر جزو کل بن گیا۔ یہ وہ معجزہ ہے جو آج تک کسی نبی نے نہیں دکھایا۔ گو بعض پیر دل کی نسبت مشہور ہے کہ وہ چیزوں کی خاصیت کر بدل دیتے ہیں۔ اور شراب کا پیالہ ان کے ہونٹوں سے لگتے ہی دودھ بن جاتا ہے" (صـ۱۹) "آپ اب پکے منافق ہی نہیں بلکہ ساتھ ہی لوگوں کو خطرناک دھوکہ دینے کے الزام کے نیچے آتے ہو (صـ۱۹)۔ و دلکم الویل مما تصفون۔ (صـ۲۰)

جناب مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو

امید ہے۔ مولانا ایک تین لڑی کی قسم سے اپنے پیر بھائیوں کو یقین کرا دینگے۔ کہ انہوں نے اپنا عقیدہ نہیں بدلا۔ ... اس مولویانہ تقیلی میں سے جو فتویٰ چاہو۔ مولکد بکلف نکال لو ... کونسی بات ہے۔ جو حسب الضرورت یہاں سے نکل نہ آئے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ایمان نہایت مضبوط ہے۔ یہی دین اسلام کے رکن ہیں کہ جیسے کسی وقت ان کو ضرورت پڑتی ہے ویسے ہی ان کا مذہب بھی بدلتا رہتا ہے۔ اس رکابی مذہب کا نقشہ اس مثل میں خوب کھینچا گیا ہے۔ کہ ایک دن ایک نواب صاحب بینگن کی بڑی تعریف کر رہے تھے مصاحب نے یہ دیکھکر اس کی تعریف میں پل باندھ دئے۔ اس تعریف پر عاشق ہوکر نواب صاحب زیادہ بینگن کھا گئے تو تکلیف ہوئی۔ اگلے دن آپنے بینگن کی مذمت شروع کی تو وہی صاحب فرمانے لگے کہ بینگن جیسی بری چیز ہی کوئی دنیا میں نہیں کسی شخص نے الگ ہوکر پوچھا کہ میاں یہ کیا بات ہے۔ کل تم بینگن کی اسقدر تعریف کر رہے تھے آج نواب صاحب نے مذمت شروع کی۔ تو آپنے بھی مذمت کرنی شروع کر دی ہے۔ جواب میں فرمایا۔ کہ ہم تو نواب صاحب کے ملازم ہیں۔ بینگن کے ملازم تھوڑا ہی ہیں۔ سو ہمارے مولوی صاحب تو اس کی شہادت دینگے۔ جسکے وہ ملازم ہیں۔ ایسی حالت میں کسی کو مرتد یا منافق ٹھہرا دینا تو ان کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہونا چاہیئے۔ اور ہے بھی۔ [illegible]

جناب مفتی محمد صادق صاحب کو

خدا جانے اخبار پیغام میں کیا کچھ ان کے نسبت [illegible] نکلتا رہا۔ اب اس کو کون دیکھتا پھرے۔ غرض [illegible] ڈراما میں ایک پارٹ پیلے کر [illegible] کر دیا۔ ایک آپکو [illegible]

[illegible] میں آپ نے خلافت کی تائید میں پارٹ لیے [illegible]۔ اور ایک عجیب سماں بندھا ہوا تھا۔ کہ ہر [illegible] بعد ایک ہاتھ منکران خلافت کے فرضی قیام گاہ [illegible] اٹھتا تھا۔"

[illegible] کسی وقت یہ مولانا ایک اور پارٹ لے لیا کرتے [illegible] یہ نتیجہ بھی خلق خدا کے سامنے شاید مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے پیش کیا ہے۔" (صفحہ ۱۹) مفتی صاحب آج جو چاہیں۔ حلف اٹھانے کے لئے تیار ہو جائیں یا اس زہر کے پیالے کو حیلوں حوالوں سے ٹالتے رہیں۔ ان کے ہاتھ تدبیر میں کٹ چکے ہیں (صفحہ ۲۰)

جناب میر قاسم علی صاحب کو "جس نے اب فحش گوئی دریدہ دہنی اور بے حیائی میں اول نمبر حاصل کیا ہے" (صفحہ ۶)

مؤلف رسالہ مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلی عقائد کو "کیا میں آپ کو حضرت عیسیٰ ع کے الفاظ میں مخاطب کروں یا ان الفاظ میں جن میں حضرت مسیح موعود نے فرقہ مولویاں کو مخاطب کیا ہے" (صفحہ ۷) "حد سے زیادہ چالاک آدمی جو اپنی چالاکی سے لوگوں کو دھوکا میں رکھتا جاتا ہے۔ اور تلبیس سے کام لیتا ہے۔ اور حق و باطل کا الگ ہو جانا اس کی اغراض کے منافی ہے" (صفحہ ۹) "لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور حق و باطل میں تلبیس کرنے کے لئے تو تمہارے کام آ سکتا ہے" (صفحہ ۱۰) "آپ اپنے آپ کو یا دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں" "مگر باوجود اس صراحت کے تلبیس سے کام لیتے چلے جاؤ گے۔ بے شک کچھ لوگ تمہارے دام میں پھنس جائیں گے۔ جو حق و باطل میں تمیز کرنا نہیں جانتے [illegible] کرنا نہیں چاہتے یا چاہتے ہیں۔ مگر [illegible] جن میں اپنے آپ کو جکڑا ہوا پاتے ہیں۔ مگر [illegible] تحریک اس تلبیس کے تم ذمہ وار قرار دئے [illegible] (صفحہ ۱۱)

[illegible] جناب مولوی محمد علی صاحب کا سب سے بڑھ کر [illegible] کے

سے کچھ نہیں کہتے کہ اللہ تعالےٰ انہیں درست کرے۔ ایسے لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

اے عجب از سیرتت اے پر غضب
از حقیقت بے خبر دور از ادب
مستی گرگ سیاستے نہ مار
ترک کن ایں خود ار حق شرم دار
از سر تقویٰ ست نے باید جدال
تا کجا دشنامہا اے بدخصال
دل شود از بدزبانیہا سیہ
بدزباناں را در آنجا نیست رہ

یہ تو ہیں وہ دلائل جن سے کام لے کر مولوی محمد علی صاحب ہمارے مقابلہ پر جیتنا چاہتے ہیں۔ اب آپ غور فرمائیے کہ امیر پیغام اپنی سابقہ تحریروں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہ صرف نبی اور رسول مان چکے ہیں۔ بلکہ قرآن کریم۔ حدیث اور دیگر مذاہب کی الہامی کتب کی پیشگوئیوں سے اس بارہ میں بہت سے ثبوت بھی پیش کر چکے اور آپ کو اس امت کے محدثین کے زمرہ سے خارج اور زمرہ انبیاء کرام علیہم السلام میں داخل تسلیم کر چکے ہیں۔ جن معنوں میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام اور دیگر گذشتہ انبیاء نبی اور رسول کہلاتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ ریویو اردو جلد ۵ کے صفحہ ۳۴۳ پر خواجہ غلام الثقلین ایڈیٹر عصر جدید کو مخاطب کر کے حضرت اقدس کو سلسلہ نبوت میں سے ایک نبی ثابت کرتے ہوئے مولوی محمد علی صاحب لکھتے ہیں کہ "نصرت اور تائید اس طرح پر سلسلہ نبوت کے ساتھ خاص ہے۔ جھوٹے مدعی کو کبھی نہیں ملتی۔" جب خواجہ غلام الثقلین نے یہ اعتراض کیا کہ شیطان نے خدا کی عزت کی قسم کھائی ہے کہ وہ سب کو گمراہ کر دیگا ... شیطان اپنے اس خیال میں سچا ہو گیا۔ ... بنی اسرائیل کی عورتوں کو چھوڑ کر فرعون اور قوم فرعون ان کے بچوں کو قتل کر دیتی تھی۔ مسیح مصلوب ہوئے۔ اور یہود نے فتح حاصل کی۔ ... خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے منجملہ

ان کے پانچ نفس دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہو گئے۔"

خواجہ غلام الثقلین کے اس اعتراض کا مولوی محمد علی صاحب نے یہ جواب دیا کہ :-

"بحث تو یہ تھی کہ سچے اور جھوٹے "مدعی نبوت" میں امتیازی نشان قرآن کریم نے کیا قرار دیا ہے۔ اب خواجہ غلام الثقلین خود ہی بتا دیں۔ کہ ان پیش کردہ امور میں سے سوائے تیسرے کے جس میں حضرت مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے۔ باقی مدعی نبوت کون کون ہیں۔ کیا شیطان مدعی نبوت ہے۔ کیا بنی اسرائیل کے شیرخوار لڑکے مدعی نبوت تھے۔ کیا خلفاء اربعہ اور سبطین مدعی نبوت تھے۔ اگر نہیں تو ان باتوں کو امر زیر بحث سے کیا تعلق ہے۔ بحث میں تداخل سے کوئی نتیجہ مترتب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے جو امر بحث کے لئے پیش ہے۔ آپ اس کے خلاف یا تائید میں جو دلائل چاہیں۔ پیش کریں" (جلد ۵ صفحہ ۳۴۴)

اس حوالہ میں مولوی محمد علی صاحب نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس بات کا اقرار کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود ع مدعی نبوت ہیں۔ اور آپ اس زمرہ انبیاء میں داخل ہیں جس میں خلفاء اربعہ اور سبطین میں سے کوئی بھی داخل نہیں اور آپ انبیاء و رسل کے اسی گروہ میں شامل ہیں جس میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام شامل ہیں۔ ظاہر ہے کہ خلفاء اربعہ میں سے ایک خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ہیں جن کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "قد کان یکون فی الامم قبلکم محدثون فان یکن فی امتی منهم احد فان عمر بن الخطاب منهم" (صحیح مسلم جلد دوم صفحہ ۳۲۲ طبع مصر)

یعنے تم سے پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے۔ پس میری امت میں سے بھی کوئی محدث ہوتا ہے۔ تو عمر بن خطاب یقیناً ان میں سے ہے۔ سو مولوی محمد علی صاحب نے حضرت مسیح موعود اور حضرت مسیح ناصری کو ایک ہی سلسلہ نبوت میں داخل بتا کر اور حضرت عمر وغیرہ محدثین کو اس سلسلہ سے خارج بیان کر کے اس بات کو واضح کر دیا کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت اس قسم کی نبوت نہیں۔ جو محدثین کی طرف بھی منسوب ہو سکتی ہے۔ بلکہ آپ کی نبوت اس قسم کی نبوت ہے جس قسم کی حضرت مسیح ناصری وغیرہ گذشتہ انبیاء

کی نبوت تھی۔ اور یہ بات مولوی صاحب اب بھی تسلیم کرتے ہیں کہ محدث کا انکار کفر نہیں۔ لیکن نبی کا انکار کفر ہے چنانچہ مولوی صاحب اپنے ٹریکٹ "نبوت کاملہ تامہ اور جزئی نبوت میں فرق" میں نبوت کو دو قسموں (یعنی نبی کی نبوت اور محدث کی نبوت) میں تقسیم کر کے (دیکھو صفحہ ۱۲-۱۷ ٹریکٹ مذکور) اسی ٹریکٹ کے صفحہ ایر لکھتے ہیں کہ "اتنی بات کو اگر سمجھ لو تو مسئلہ کفر و اسلام خود حل ہو جاتا ہے۔ قسم اوّل کی نبوت کے منکر پر کافر کا لفظ آیا ہے۔ اور قسم دوم کی نبوت کے منکر کو آج تک کسی نے کافر نہیں کہا۔ اور اسی ٹریکٹ کے پہلے صفحہ پر لکھتے ہیں کہ:۔

"اصل جڑ سارے اختلاف کی صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی قسم نبوت کا مسئلہ ہے ... جس قدر مسائل اختلافی ہم ہر دو فریق میں ہیں۔ وہ اسی اختلاف مسئلہ نبوت سے پیدا ہوتے ہیں"۔

پس جب مولوی محمد علی صاحب خود تسلیم کر چکے ہیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود کی نبوت محدثوں والی نبوت نہیں۔ بلکہ زمرۂ انبیاء والی نبوت ہے۔ اور یہ بھی وہ خود ہی لکھ چکے ہیں۔ کہ انبیاء کا انکار کفر ہے۔ اور اس طرح سے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تمام منکرین کو کافر قرار دے چکے ہیں۔ تو اب وہ ہم پر یہ الزام کس بنا پر لگاتے ہیں کہ ہم مسیح موعود کے منکرین کو کافر سمجھنے کی وجہ سے تکفیر اہل قبلہ کے مرتکب ہیں۔ کیا ۱۹۱۳ء تک حضرت مسیح موعود کے منکرین اہل قبلہ نہیں تھے۔ اور بعد میں جب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے نئے عقائد کا اعلان و اظہار کیا۔ تو اس وقت وہ لوگ اہل قبلہ بن گئے۔

مولوی صاحب اپنے سابقہ بیانات کو اب غلط کہہ کر بھی اپنی جان نہیں چھوڑا سکتے۔ کیونکہ وہ ان باتوں اور اس عقیدہ کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی موجودگی میں۔ بلکہ خود حضرت اقدس کی طرف سے شائع ہونے والے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ اور کئی سال تک اپنی عقائد کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔ اور جس رسالہ میں وہ اس عقیدہ کی اشاعت کرتے رہے ہیں۔ اس کی اصل غرض اس کے سب سے پہلے نمبر میں ہی بتائی گئی تھی۔ کہ حضرت اقدس کے دعاوی اور دلائل اور آپ کی تعلیم کو لوگوں تک پہنچایا جائے مولوی صاحب کی اصل عبارتیں اس رسالہ (ریویو آف ریلیجنز) سے نقل ہو کر الگ رسالہ کی صورت میں شائع ہو گئی ہیں۔ جس کا نام ہے "مولوی محمد علی صاحب کی تبدیلیٔ عقائد" ان عبارتوں کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نبی۔ رسول۔ نبی آخر زمان پیغمبر آخر زمان۔ موعود نبی۔ موعود پیغمبر اور مدعی نبوۃ و مدعی رسالت ہیں۔ آپ ان معنوں میں نبی اور رسول نہیں۔ جن معنوں میں یہ لفظ اس اُمت کے دوسرے مجددین و مقربین پر بھی بولا جاتا ہے۔ اور نہ ہی ان میں سے کوئی شخص انبیاء کے اس زمرہ میں شامل ہے جس میں آپ شامل ہیں۔ بلکہ آپ فی الواقع نبی اور رسول ہیں۔ اور نبی اور رسول کا لفظ آپ پر انہی معنوں میں صادق آتا ہے جنہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم۔ حضرت مسیح ناصری اور دوسرے انبیاء سابقین علیہم السلام پر صادق آتا ہے۔ اور جنہیں یہ لفظ قرآن کریم اور حدیث اور کتب الہامی دیگر مذاہب میں استعمال ہوا ہے۔ اور یہ کہ خاتم النبیین کے یہ معنے درست نہیں۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ بلکہ اسکے سچے اور صحیح معنے یہ ہیں کہ کوئی نبی خواہ وہ پرانا نبی ہو یا نیا آپ کے بعد ایسا نہیں آسکتا جس کو نبوت بدوں آپ کے واسطہ کے مل سکتی ہو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے متبعین کامل کے لئے یہ دروازہ بند نہیں ہوا اور یہ کہ "خداتعالیٰ کی طرف سے کوئی انوار اور برکات نازل نہیں ہوتے۔ جب تک کوئی شخص سچے دل سے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر نہ چلے۔ یہی وہ اصول ہے۔ جو حضرت عیسےٰ یا کسی گذشتہ نبی کے دوبارہ دنیا میں آنے کا مانع ہے۔ کیونکہ وہ نبوت کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے حاصل کر چکے ہیں"۔ ریویو جلد ۵ صفحہ ۲۴۲)

اور نیز یہ کہ خداتعالیٰ کا قانون مستمرہ اور سنت قدیمہ جو صحیح مذہبی تاریخ[1] سے ثابت ہوتے ہیں۔ اس طرح پر واقع ہوئے ہیں۔ کہ جب کبھی دنیا میں سخت ایمانی تنزل چھا جاتا ہے۔ اور دنیا کے مذہبوں میں ایسی طاقت

---

[1] "مذہبی تاریخ" کے الفاظ اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ جس قانون الٰہی کا ذکر اس جگہ مقصود ہے یہ وہ قانون ہے۔ جو اس وقت سے چلا آتا ہے۔ جب سے دنیا میں مذہب کی بنیاد پڑی۔ یہ وہ قانون جس کی ابتدا زمانہ اسلام کے اندر ہوئی وہ اس جگہ اس سنت اللہ کا ذکر نہیں۔ جو ابتدائے زمانہ اسلام سے بعثت مجددین و محدثین کے متعلق جاری ہے۔ بلکہ اس قانون الٰہی کا بیان مقصود ہے۔ جو زمرۂ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ جیسے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یا آپ سے پہلے انبیاء علیہم السلام۔ جیسا کہ اس کے بعد والے اس فقرہ میں اس مدعا کو اچھی طرح واضح کیا گیا ہے کہ:۔

"اسی قانون کے مطابق اللہ تعالےٰ نے مختلف زمانوں ... محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا"

اس سے ظاہر ہے کہ اس کے بعد والے فقرہ میں جس موعود کی بعثت کا ذکر ہے۔ وہ اسی زمرہ میں شامل ہے۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے آنے والے انبیاء کا گروہ ہے۔ نہ دوسرے محدثین کے زمرہ میں جو حسب حدیث نبوی (قد کان فیمن قبلکم محدثون من غیر ان یکونوا انبیاء۔ الحدیث) انبیاء میں سے نہیں تھے۔ بلکہ محدث غیر نبی تھے۔

غرض جیسا کہ اسکے بیان ہوا۔ حضرت مسیح موعود زمرہ انبیاء میں داخل ہیں۔ اور آپ پر نبی اور رسول کا لفظ ٹھیک انہی معنوں میں صادق آتا ہے۔ جنہیں [illegible] تمام علیہم السلام پر صادق آتا ہے۔ [illegible] صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ سے پہلے انبیاء [illegible]

...وقت مذہب اور اعجاز و معجزہ نمائی اور زور دا... ...نہیں دیتیں۔ تو اس وقت خدا تعالےٰ کمال فضل ...سے کسی نبی کو مبعوث فرماتا ہے۔ کہ جسکے مقدم ...سے مذہب حقہ میں نئی زندگی کی روح نفوذ پاتی ہے اور مرجھائے ہوئے نخل ایمان پھر تر و تازہ ہو ...تے ہیں۔ اسی قانون کے مطابق اللہ تعالےٰ ...مختلف زمانوں کے اندر مختلف ممالک میں انبیاء ...نازل فرماتا رہا ہے۔ پھر جب مسیح سے چھ سو برس ...عیسائی دین پر اسی قسم کی موت وارد ہوئی۔ ...کو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔ تو اس ...ت خدا تعالےٰ نے حضرت سرور کائنات خاتم الانبیاء ...مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا۔

...اسی قانون اور ان تمام پیشگوئیوں کے مطابق جو ...ہر مذہب میں پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس ...میں اپنے موعود مسیح کو قادیان میں نازل فرمایا ہے۔ جن کا نام نامی حضرت میرزا غلام احمد صاحب ہے۔ (ریویو جلد ۲ صفحہ ۱۹۱)

مولوی صاحب کے تمام عذروں کو توڑنے کے ...اسجگہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے حامی جو ...عبارت ان کی تائید میں دیا کرتے ہیں۔ ان کی حقیقت ...کھول دی جائے۔ بعض نادان مولوی صاحب ...کی انقلابی زمانہ کی تحریروں کی وجہ سے دھوکہ میں آکر ...کہتے ہیں کہ جب حضرت مرزا صاحب مجددوں میں ...ایک مجدد ہیں۔ اور مولوی محمد علی صاحب کا بھی ...میں شروع سے یہی عقیدہ ہے تو معلوم ہوا کہ ...حضرت اقدس کو اسی قسم کا نبی مانتے تھے جس قسم کا ...سمجھتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت اقدس کو اب بھی مجدد مانتے ...اس کا جواب اول تو یہ ہے کہ حضرت اقدس نے ...صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی مجدد رکھا ہے ...لیکن جب مجدد

کے نام سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی نفی نہیں ہوتی۔ (بلکہ اعظم کا لفظ فرما کر آنحضرت نے تمام انبیاء کو مجدد بتا دیا) تو حضرت مسیح موعود کی نبوت کی نفی کیوں ہونے لگی۔

علاوہ اسکے مولوی محمد علی صاحب ریویو میں تمام انبیاء کو مجدد مان کر ان میں سے ایک مجدد حضرت اقدس کو بتا کر اس سوال کو اپنے قلم سے بھی حل کر چکے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ ریویو جلد ۵ کے صفحہ ۲۱۴ پر لکھتے ہیں:

"تجدید کیا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ اسکے متعلق کیا چلی آئی ہے؟ انبیاء کی تاریخ کو پڑھ کر معاذ یہ لگتا ہے کہ تجدید اس طرح سے ہوتی ہے۔ اور یہی سنت خدائے تعالیٰ کی قدیم سے چلی آئی ہے کہ جب کبھی وہ زمین کو شرک اور فساد سے پُر دیکھتا ہے . . . تو اللہ تعالےٰ اپنے ایک خاص بندے کو چُن لیتا ہے . اور اپنے چمکتے ہوئے نشان اسکو دیتا ہے تاکہ وہ لوگوں کو راہ ہدایت پر لائے جو شخص تاریخ انبیاء پر نظر غائر ڈالیگا۔ وہ دیکھ لیگا کہ ہمیشہ سے یونہی تجدید دین ہوتی چلی آئی ہے۔ اور یہ کام ہمیشہ سے انبیاء کرتے چلے آئے ہیں۔ انسان کو حقیقی نیکی اور پاکیزگی کی راہوں پر چلانا یہ فخر اسی قوم کو حاصل رہا ہے۔ اس آخر زمانہ کے لئے تجدید دین کے واسطے بھی اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا کہ جو ایک عظیم الشان ضلالت کے وقت میں آخر زمانہ میں ظہور میں آنے والی ہے۔ اپنے ایک نبی کو دنیا کی اصلاح کے لیے مامور کرے گا۔ اور اس کا نام مسیح موعود ہوگا"

اس حوالہ میں مولوی صاحب نے نہ صرف سب انبیاء کو مجدد تسلیم کیا ہے۔ اور حضرت اقدس کو انبیاء کے زمرہ میں داخل تسلیم کیا ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر کر دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور پیشگوئیاں مسیح موعود کو نبی ہی ثابت کرتی ہیں۔

بعض لوگ یہ وہم بھی پیش کیا کرتے ہیں کہ ان تحریروں میں لفظ نبی اور رسول سے ان کی مُراد بروزی نبی تھی تو اس کا جواب یہ ہے کہ بروزی نبی تو ہم لوگ بھی تسلیم کرتے ہیں۔ پس بروزی نبی سمجھنے سے یہ نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ حضرت اقدس کو نبی نہیں سمجھتے

حضرت اقدس نے اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں حضرت یوشع نبی کو حضرت موسیٰ کا بروز بیان فرمایا ہے اور اشتہار تبلیغ الحق (مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء) میں حضرت یحییٰ کو حضرت الیاس کا بروز بتایا ہے۔ پس جب حضرت موسیٰ اور الیاس کا بروز ہونے سے حضرت یوشع اور یحییٰ کی نبوت کی نفی نہیں ہوئی۔ تو حضرت مسیح موعود کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بروز ہونے سے آپ کی نبوت کی نفی کیونکر ہوگئی۔

محمد اسمٰعیل (مولوی فاضل)

لہ تجدید کے لفظ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے متعلق اختیار کرکے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنے اپنے زمانہ کے مجدد تھے۔ ان سب سے بڑھ کر مجدد اعظم آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جیسا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لیکچر سیالکوٹ والے لیکچر میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مجدد اعظم بتا کر اس حقیقت کو ظاہر فرمایا ہے۔ پس جس طرح حضرت مسیح موعود پر مجدد کا لفظ صادق آتا ہے۔ تو اس سے اسکے یہ معنے نہیں کہ آپ نبی نہیں بلکہ محدث ہیں۔ کیونکہ مجدد تو سارے انبیاء علیہم السلام ہیں۔ اگر مجدد ہونے سے نبوت کی نفی لازم آئے تو نعوذ باللہ اس سے تمام انبیاء کی نبوت کی نفی لازم آئیگی۔ پس آپ زمرہ مجددین میں داخل ہیں۔ جو انبیاء کا گروہ ہے نہ اس زمرہ مجددین میں جو انبیاء میں سے نہیں ہیں جیسے اس امت کے دوسرے مجددین۔ محدثین اس حوالہ میں تاریخ انبیاء علیہم السلام اور قدیم سنت اللہ متعلق بعثت انبیاء کی طرف متوجہ کرکے اور بالآخر اس آخری زمانہ کے مجدد کو حسب وعدہ الٰہی نبی بتا کر یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ کہ یہ اس زمانہ میں مبعوث ہونے والا مجدد ٹھیک انہی معنوں میں نبی اور رسول ہے۔ جن معنوں میں پہلے انبیاء علیہم السلام پر الفاظ نبی اور رسول کے اطلاق پاتے ہیں ✤

...عت ثانیہ
تقیّہ

...قلب انسانی میں ایمانی بیج راسخ نہیں ہوتا۔
...وہ کامیابی کے پہلے زینہ پر بھی قدم رکھنے
...ہوتا ہے۔ کیونکہ روحانیات ہوں یا
...ان میں ترقی کرنے کا دار و مدار دلیر
...ہے۔

...جس کا دل ہی کمزور ہو گا۔ اور بزدلی
...دانے کے برابر بھی پائی جاتی ہو گی۔ تو
...ترقی کرنی ایک امر مشکل ہو جاتا ہے جسمانی
...اگر اس میں کوئی کمزوری بھی ہو گی تب
...کامیابی کی امید رکھ سکتا ہے۔ لیکن
...میں چونکہ تعلق براہ راست خدا سے
...ایک معمولی سی کمزوری بھی اس کے لئے
...لئے سد سکندری کی طرح حائل ہو جاتی ہے
...پہنچنا ایک شجاع النفس انسان کا کام
...ضعیف القلب وہ مرتبہ حاصل کرنے سے
...ہے۔

...نے جہاں مؤمنوں کی اور صفات بیان
...اسنے بہت زور دے کر یہ ثابت کیا ہے
...القلب نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ وہ جری القلب
...کہ اس نے قرآن شریف میں کئی جگہ ارشاد
...میں سے چند ایک آیت ذیل میں دیتا
...مین پر اچھی طرح سے روشن ہو جائے
...کے راستہ میں چلنے کے لئے جری القلب
...کا ہتھیار ہے۔ چھٹے پارہ میں خدا تعالیٰ

...ین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ
...للہ بقوم یحبھم ویحبونہ اذلۃ
...اعزۃ علی الکافرین یجاھدون فی
...ولا یخافون لومۃ لائم۔ ذالک

فضل اللہ یؤتیہ من یشاء الخ

خدا تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ خدا ایسے لوگوں سے محبت کرتا ہے۔ جو کہ کفر کے اثرات پر غالب ہوتے ہیں۔ اور وہ احکام خدا دوسروں تک پہنچانے میں کبھی نہیں ڈرتے۔ کبھی کسی ملامت کرنیوالے کی پرواہ نہیں کرتے۔

پھر ان کا جہاد اور الٰہی جانوں کو لٹوا دینا کسی نفسانی خواہشوں کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ صرف اللہ ہی کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ پس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ خدا کے پسندیدہ وہی لوگ ہوتے ہیں۔ جو کہ کسی سے ڈرتے نہیں۔ لیکن شیعہ صاحبان کی طرف ملاحظہ فرمائیے۔ تقیہ سا مسئلہ بنا کر عملی طور سے یہ ثبوت دیا کہ ایمان کے معاملہ میں ہم شجاعت دکھانے پر قادر نہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے ہمارے سامنے پہلے لوگوں کی مثالیں پیش کیں کہ دیکھو پہلی امتوں میں بھی ایسے شجاع لوگ تھے۔ خدا تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا۔ کیا یہ سب کچھ بے فائدہ ہے؟ نہیں۔ تو پھر کونسی چیز ہے جس کی وجہ سے اس کی طرف ہمیں ترغیب دی۔ وہ راز یہ تھا کہ تجلیات الٰہیہ سے مشرف ہونے کے لئے شجاع ہونا سیکھو۔ پس جو شخص خدا سے ڈرنے کی بجائے لوگوں سے ڈرتا ہو۔ اور کفر کا رعب اسپر مستولی ہو۔ وہ بھلا کیونکر اس نعمت کو حاصل کر سکتا ہے۔ اور کیونکر وہ مقربین خدا اور اسکے محبوبوں سے ہو سکتا ہے۔ جبکہ وہ اس کے حکم پہنچانے میں تساہل اور بزدلی دکھاتا ہے۔

حضرت علی کے طرز عمل سے صاف پایا جاتا ہے کہ وہ تقیہ کو نہایت ہی برا سمجھتے تھے۔ ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ وہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں نہایت غیور تھے۔ خدا کے راستہ میں ہر قسم کے مصائب برداشت کرنے کے لئے ہر وقت مستعد رہتے تھے۔ چنانچہ بحر المناقب میں (جو شیعہ مذہب کی ایک نہایت مستند کتاب ہے) یوں مرقوم ہے:

خطبھم عمر بن الخطاب فقال لو صرفناکم عما تعرفون الی ما تنکرون ما کنتم تصنعون قال فسکتوا قال ذالک ثلاثا فقام علی فقال اذا کنا نستتیبک فان تبت قبلناک قال وان لم تتب قال اذا نضرب الذی فیہ عیناک۔

یعنے حضرت عمر نے خطبہ پڑھا۔ اور یہ کہا کہ اگر ہم تم کو جو بھلائی کا کام کرتے ہو۔ پھیر دیں۔ تو تم کیا کرو اسپر وہ سب خاموش ہو رہے۔ حتے کہ حضرت عمر نے تین دفعہ دہرایا پس حضرت علی اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور کہا کہ اگر تم توبہ کرو گے۔ تو تمہیں قبول کرینگے حضرت عمر نے کہا کہ اگر میں نہ کروں۔ تو جواب ملا کہ ہم وہ چیز چھوڑ دینگے جسمیں تیری آنکھیں ہیں یعنی سر اس روایت کی صحت خواہ کیسی ہی کیوں نہ ہو کم از کم شیعوں کے نزدیک تو مسلم ہے یہ تو ثابت ہوتا ہے۔ کہ حضرت علی نے تقیہ کو ناپسند کیا۔ اور صاف لفظوں میں کہدیا۔ ہم تیرے سر کو اڑا دینگے کیا شیعوں کے لئے اس سے زیادہ اور بھی کوئی بین نمونہ ہو سکتا ہے۔ ایک طرف تو دعوے کرتے ہو کہ ہم حضرت علی کے کامل متبعین سے ہیں۔ دوسری طرف اپنے قول و فعل۔ حرکات سکنات اسکے خلاف ظاہر کر رہے ہو۔ خدا کے لئے غور کرو۔ اور بغض و تعصب سے دور ہو کر امام جعفر صادق کے مقولہ کو پڑھو۔ اور انکی وصیت پر عمل کرو۔ کلینی میں یوں لکھا ہے:۔

حدث الناس واقتھم ولا تخافن احداً الا اللہ وانشر علوم اھل بیتک وصدق آباءک الصالحین فانک فی حرز وامان۔ دیکھو کیا کھلے لفظوں میں فرمایا کہ لوگوں کو احادیث سنا۔ اور ان کو فتوے دے اور تو خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے مت ڈر۔ اور اپنے اہلبیت کے علوم کو دنیا میں پھیلا۔ اور اپنے آباء صالحین کی تصدیق کر۔ تو امان میں ہے۔ حضرت جعفر نے یہ نہیں کہا کہ تم کفر سے ڈرتے رہنا۔ اپنے علوم لوگوں کو نہ بتانا اور یہ نہیں کہا تو تقیہ کر لینا۔ افسوس کہ شیعہ صاحبان کو کیوں اپنے ائمہ کے نقش قدم پر چلنے سے پرہیز ہے کیا انہوں نے خدا تعالیٰ کے اس حکم لا تخشوھم واخشونی کو نہیں سمجھا تھا جسکی بنا پر انہوں نے یہ کہا تھا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دا

فاروق
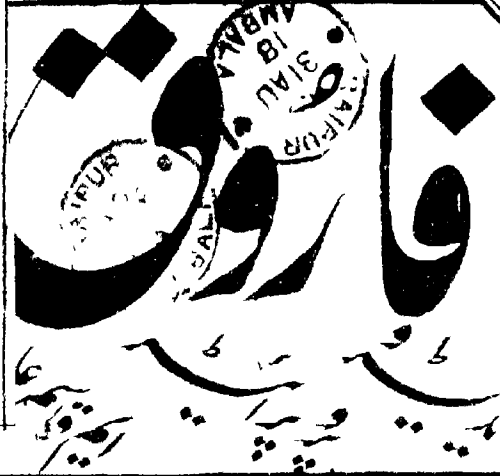
جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۲۲ - ۲۹ اگست ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۳-۳۴

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح ۱۷ اگست ۶ بجے شام ڈلہوزی سے وارد بلدۂ طیبہ قادیان دار الامان ہوئے جس روز سے حضور آئے ہیں۔ بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ جس سے ثابت ہے کہ حضور کا وجود نہایت بابرکت اور رحمت ہے۔ چنانچہ اس کے متعلق وعظ بھی کئے گئے۔

۲ - خان محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے مشکوئے معلی میں ۱۵ تاریخ کو دختر تولد ہوئی۔ نام محمودہ رکھا گیا

۳ - ۲۶ اگست صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔

اک سے ہزار ہوویں بابرگ وبار ہوویں۔ مولیٰ کے یار ہوویں

۴ - مولوی مہر محمد خان صاحب شہاب مالیر کوٹلوی کے ہاں ۱۵ اگست کو لڑکا پیدا ہوا۔ مبارک باشد

محتسب معذور دارد مست را

مسیح پاک کے روضے پہ حاضری دینا
جناب واعظ ملت نے ترک فرمایا
خلاف طبع نہ گذرے تو پوچھ لوں اتنا
کہ شرک ہو گیا کیونکر وہاں دعا کرنا
دعا بھی اس سے جو ہے خالق و ملیک قدیر
غریب پرور و بندہ نواز ہر داتا
اسی نے آپ کو یہ درجۂ بلند دیا
اسی نے وحی انا منک سے خطاب کیا
یہاں تک آپ کو حاصل ہوا تقرب خاص
نئی زمیں نیا آسماں کیا پیدا
اجیب کل دعائک سے سربلند ہوئے
خطاب یا ولدی بھی زبان حق سے سنا
سپرد کی گئی تکوین بھی مگر سچ ہے
یہ سب عطیۂ باری مجاز پرور تھا
ہمارے نفع و ضرر پر نہیں ذرا قادر
نہیں کبھی ہوا قائل سماع موتیٰ کا
دعا میں کیا ہے مراتب بلند ہوں اسکے
وہ سب سے اچھا جو اور انبیاء کو ملا
جماعت ان کی صحابہ کے کام دکھلائے
بڑھی چڑھی رہے با صد کمال صدق و صفا
زباں پہ ہو کلمہ لا الہ الا اللہ
دلوں میں شور صلوٰۃ وسلام وصل علی
اگر یہ شرک ہے تو رہنے دیں مجھے مشرک
کہ ہے اسی میں نجات۔ فقیر مولا کا
یہی ہے مذہب عشاق اور رہے گا یہی

اُسے تو کوئی بھی ہرگز بدل نہیں سکتا
علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند
بلاکشانِ محبت بکوئے یار روند

بتانِ لاہور

(از جناب قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

کیوں نہ اسلام سے مٹ جائے نشانِ لاہور
جبکہ ہے فسق سے آلودہ زبانِ لاہور

آج آزاد ہیں جو کل تھے مطیع احمد
کیونکہ ایم۔اے ہوا ہے لوحِ وردانِ لاہور

دیکھ کر تاجِ خلافت سرِ محمود پہ آج
سرنگوں گھنڈ میں گرے جا کے بتانِ لاہور

قادیاں کی لاگیا منعوف احمد سے ہوا
جب زمین کہے کو پسند آیا مکانِ لاہور

قادیاں مرکزِ اسلام کو لندنی بولا
تاکہ چل جائے مگر اسکی دکانِ لاہور

تاکہ مذموم ہو آنکھوں میں جہاں کے محمود
ہیں اسی دھن میں لگے پیر و جوانِ لاہور

جن کے ہر لفظ میں مقصود ہے توہینِ امام
کرتے تقریر ہیں وہ گندہ دہانِ لاہور

آلِ احمد کو برا کہتے ہیں اب فکر کریں
اپنی اولاد کا سب خورد و کلانِ لاہور

جس کا اقرار تھا کل آج وہ منکر ہیں عجیب
کیسی جلدی ہوئی تبدیل زبانِ لاہور

جب کیا پیش کسی نے انا خیر کہکر
گھٹکے دم توڑ چکے مردہ دلانِ لاہور

قبرِ احمد پہ کھڑا ہو کے کہا میں نے آہ
پھر گئے تجھ سے ترے معتقدانِ لاہور

اہلِ لاہور سے مقصود مرا پیغامی ہیں
ورنہ سچے ہیں بہت احمدیانِ لاہور

اپنی ایمان کی اب خیر مناؤ یوسف
چھوڑ دو ترک کرو ذکر بتانِ لاہور

غزل

دل اور حال میں ہے جگر اور حال میں
ہے تفرقہ پڑا ہوا سارے عیال میں

یارب خوشی میں عیش میں رنج و ملال میں
ہے شکر تیری ذات کا ہر ایک حال میں

مولیٰ تری عنائتیں بندہ نہ گن سکے
سو سو زبان بھی ہو اگر بال بال میں

مانا وہ کہ بات کے سچے ہیں قول کے
پر کچھ نہ کچھ ضرور ہے کالا سا دال میں

مانو نہ مانو اہلِ بصیرت پہ ہے عیاں
ہے بدر کی سی روشنی میرے ہلال میں

شکوہ تمہارے جور و جفا کا کہاں کریں
فریاد ہے تو بارگہِ ذوالجلال میں

اک دوسرے کی کچھ بھی کسی کو خبر نہیں
کوئی ہے مست حال میں اور کوئی مال میں

قسمت کی بات دیکھو کہ وصلِ حبیب بھی
حاصل ہوا رقیب کے روزِ وصال میں

مُردے بھی واپس آتے ہیں ملاں تو ہوش کر
کیا وہم پڑ گیا ترے باطل خیال میں

بیمار اور اپنے معالج پہ حکمراں
یہ بزم صوفیا میں ہے یا ہسپتال میں

انعام لے گئی جو ذریت خلیل
وہ کیوں نہ برکتیں ہوں محمد کی آل میں

دنیا نہ معترف ہوئی اپنے گناہ کی
گو پھنس گئی ہر ایک طرح کے وبال میں

کاذب ہو ملہم اور یہ نصرت ہو اسکے ساتھ
اک بھی تو پیش کر نہیں سکتے مثال میں

تبلیغ میرے آقا کی پہونچی نہیں کہاں
دیکھو تو شرق غرب جنوب و شمال میں

منظور میں کہاں یہ دردوں کا گھر کہاں
قسمت سے آ پھنسا یہاں ساہیوال میں
راقم منظور احمد ہسپتال ساہیوال (ساہیوال)

غزل

جدائی نبی تم سے کیا ہو رہی ہے
مری زندگی اب فنا ہو رہی ہے

مزے کیوں نہ رہ رہ کے آئیں دہن کو
زباں محوِ صلِّ علیٰ ہو رہی ہے

وہاں چرخِ پنجم پہ پہنچے نہ مو سے
یہاں گفتگو برملا ہو رہی ہے

مریضِ محبت سے پوچھا نہ حضرت
کہ حالت مری غم سے کیا ہو رہی ہے

نبی حوضِ کوثر پہ بیٹھے ہیں میرے
شراباً طہوراً عطا ہو رہی ہے

نبی روضۂ پاک پر تیرے جا کر
مری حسرتِ دل فدا ہو رہی ہے

ملے مرزا صاحب نبی کے توسل
ہر اک سمت جن کی ضیا ہو رہی ہے

خلافت کی تشہیر محمود احمد
جہاں میں تری جا بجا ہو رہی ہے

طلب ہو حضوری میں میری بھی مولا
کہ اب زندگی بے مزا ہو رہی ہے

عجیب اس جہاں میں رہے خاک شاداں
کہ مرشد کی فرقت بلا ہو رہی ہے

خاکسار غلام احمد۔ احمدی عجیب تلمیذ عجیب میرٹھی
وارڈ ڈریسر منٹگمری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۲۴ اگست ۱۹۱۸ء

نبی اور نجومی کی پیشگوئیوں میں فرق

از قلم معارف رقم حضرت سلطان القلم

بعض لوگ یہ وہم بھی پیش کرتے ہیں کہ جس حالت میں امور غیبیہ کے بتلانے والے دنیا میں کئی فرقے پائے جاتے ہیں کہ جو کبھی نہ کبھی اور کچھ نہ کچھ بتلا دیتے ہیں اور بعض اوقات کسی قدر ان کا مقولہ سچ بھی ہو رہتا ہے جیسے منجم۔ طبیب۔ قیافہ دان۔ کاہن۔ رمال۔ جفری عاملین اور بعض بعض مجانین اور حال کے بارہ میں مسمریزم بعض امور ان سے مکشوف ہوتے رہتے ہیں۔ تو پھر امور غیبیہ الہام کی حقانیت پر کیونکر حجت قاطع ہو سکے۔ اسکے جواب میں سمجھنا چاہیئے۔ کہ یہ تمام فرقے جس کا اوپر ذکر ہوا۔ صرف ظن اور تخمین بلکہ وہم پرستی سے باتیں کرتے ہیں۔ یقینی اور قطعی علم ان کو ہرگز نہیں ہوتا۔ اور نہ ان کا یہ دعویٰ ہو سکتا ہے۔ اور بعض حوادث کونیہ سے جو یہ لوگ اطلاع دیتے ہیں۔ تو ان کی پیشگوئیوں کا ماخذ صرف علامات اسباب ظنیہ ہوتے ہیں۔ جنہوں نے قطع اور یقین کے مرتبہ سے مس بھی نہیں کیا ہوتا۔ اور احتمال تلبیس اور اشتباہ اور خطا کا ان سے مرتفع نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر انکی خبریں سراسر بے اصل اور بے بنیاد اور دروغ محض نکلتی ہیں۔ اور باوصف اس کذب فاش اور خلاف واقعہ نکلنے کے ان کی پیشگوئیوں میں عزت اور منصوریت اور کامیابی کے انوار پائے نہیں جاتے۔ اور ایسی خبریں بتانے والے اپنی ذاتی حالت میں اکثر افلاس زدہ اور بدنصیب اور بدبخت اور بے عزت اور دون ہمت اور دنی النفس اور ناکام اور نامراد ہی نظر آتے ہیں۔ اور امور غیبیہ کو اپنی حسب مراد ہرگز نہیں کر سکتے۔ بلکہ ان کے حالات پر خدا کے قہر کی علامات نمودار ہوتی ہیں۔ اور خدا کی طرف سے کوئی برکت اور عزت اور نصرت ان کے شامل حال نہیں ہوتی۔ مگر انبیاء اور اولیاء صرف نجومیوں کی طرح امور غیبیہ کو ظاہر نہیں کرتے۔ بلکہ خدا کے کامل فضل اور بزرگ رحمت سے کہ جو ہر دم ان کے شامل حال ہوتی ہے ایسی اعلیٰ پیشین گوئیاں بتلاتے ہیں۔ جنہیں انوار قبولیت اور عزت کے آفتاب کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور جو عزت اور نصرت کی بشارت پر مشتمل ہوتے ہیں نہ نحوست اور نکبت پر۔ قرآن شریف کی پیشین گوئیوں پر نظر ڈالو۔ تو معلوم ہو کہ وہ نجومیوں وغیرہ درماندہ لوگوں کی طرح ہرگز نہیں۔ بلکہ ان میں صریح ایک اقتدار اور جلال جوش مارتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور اس میں تمام پیشگوئیوں کا یہی طریق اور طرز ہے۔ کہ اپنی عزت اور دشمن کی ذلت اور اپنا اقبال اور دشمن کا ادبار اور اپنی کامیابی اور دشمن کی ناکامی اور اپنی فتح اور دشمن کی شکست اور اپنی ہیئت کی سرسبزی اور دشمن کی تباہی ظاہر کی ہے۔ کیا اس قسم کی پیشین گوئیاں کوئی نجومی بھی کر سکتا ہے یا کسی رمال یا مسمریزم کے ذریعہ سے ظہور پذیر ہو سکتی ہیں ہرگز نہیں۔ ہمیشہ اپنی ہی خیر ظاہر کرنا اور مخالف کا زوال اور وبال جتلانا اور جو بات مخالف منہ پر لاوے۔ اسی کو توڑنا اور جو بات اپنے مطلب کی ہو۔ اسکے ہو جانے کا وعدہ کرنا یہ تو صریح خدائی ہے۔ انسان کا کام نہیں ۔

(۲)

کوئی شخص نجومیوں اور جوتشیوں وغیرہ غیب گویوں کی پیشگوئیوں پر دھوکا نہ کھاوے۔ اور بخوبی یاد رکھے کہ ان لوگوں کو اہل اللہ کے انوار اور برکات سے کچھ بھی مناسبت نہیں۔ ہم پہلے بھی لکھ چکے کہ قادرانہ پیشگوئیاں اور کریمانہ مواعید کہ جو حق محض ہیں۔ اور جنہیں سراسر فتح اور نصرت کی بشارتیں اور اقبال اور عزت کی خبریں بھری ہوئی ہیں۔ اُن سے انسانی آلات کو کچھ بھی نسبت نہیں خداوند تعالیٰ نے اپنے اہل اللہ کو ایسی فطرت بخشی ہے۔ کہ ان کی نظر اور صحبت اور توجہ اور دعا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ بشرطیکہ شخص مستفیض میں قابلیت موجود ہو۔ اور ایسے لوگ صرف پیشگوئیوں سے نہیں۔ بلکہ اپنے خزائن معرفت سے اپنی کل خارق عادت سے اپنی کامل محبت سے اپنے انقطاع تام سے اپنے صدق اور ثبات سے اپنے انس باللہ اور شوق اور ذوق سے اور اپنے غلبہ خشوع اور خضوع سے اور اپنے تزکیہ نفس سے اور اپنی ترک محبت دنیا سے اور اپنی کثیر الوجود برکتوں سے کہ جو بارش کی طرح برستی ہیں۔ اور اپنے موید من اللہ ہونے سے اور اپنی بے مثل استقامت اور اعلیٰ درجہ کی وفاداری اور لاثانی تقویٰ اور طہارت اور عظیم الشان ہمت اور انشراح صدر سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ اور پیشگوئیاں ان کا اصل منصب نہیں ہے۔ بلکہ وہ اس غرض سے ہے کہ تا وہ ان برکتوں کو جو ان پر اور انکے متعلقین پر وارد ہونے کو ہیں۔ قبل از وقوع بیان کرکے تو یہ خاص حضرت احدیت پر یقین دلائیں۔ اور نیز وہ مخاطبات اور مکالمات جو حضرت احدیت کی طرف سے ان کو ہوتے ہیں۔ ان کی صحت اور منجانب اللہ ہونے پر ایک قطعی یقینی حجت پیش کریں۔ اور ایسے انسان جن کو یہ سب برکات قدیہ بکثرت عطا ہوتی ہیں۔ ان کی نسبت خدا کی قدرت اور حکمت قدیمہ کے قانون میں یہی قرار پایا ہے۔ کہ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں۔ جن کے سچے اور پاک عقائد ہوں اور جو سچے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہوں۔ اور حضرت احدیت سے غایت درجہ کا اتصال اور دنیا و مافیہا سے غایت درجہ کا انقطاع رکھتے ہوں۔ ایسے لوگ کبریت احمر کا حکم رکھتے ہیں۔ اور ان کی فطرت کو ربانی انوار اور حقانی مذہب لازم ہے۔ اور ان کی ذات ستودہ صفات کو جو جامع البرکات ہے۔ بدبخت نجومیوں اور جوتشیوں سے نسبت دینا کمال درجہ کی کم فہمی اور غایت درجہ کی بدنصیبی ہے۔ کیونکہ وہ دنیا کے ذلیل جیفہ خواروں کے ساتھ

کچھ مناسبت نہیں رکھتے۔ بلکہ وہ آفتاب اور چاند کی طرح آسمانی نور ہیں۔ اور حکمت الٰہیہ کے قانون قدیم نے اسی غرض سے ان کو پیدا کیا ہے۔ کہ تا دنیا میں آکر دنیا کو منور کریں یہ بات بتوجہ تمام یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جیسے خدا نے امراض بدنی کے لئے بعض ادویہ پیدا کی ہیں۔ اور عمدہ عمدہ چیزیں جیسے تریاق وغیرہ انواع اقسام کے آلام اسقام کے لئے دنیا میں موجود کی ہیں۔ اور ان ادویہ میں ابتدا سے یہ خاصیت رکھی ہے کہ جب کوئی بیمار بستر طلیگا۔ اس کی بیماری درجۂ شفایابی سے تجاوز نہ کر گئی ہو۔ ان دواؤں کو برعایت پرہیز وغیرہ شرائط استعمال کرتا ہے۔ تو اس حکیم مطلق کی اسی پر عادت جاری ہے کہ اس بیمار کو حسب استعداد اور قابلیت کسیقدر صحت اور تندرستی سے حصہ بخشتا ہے۔ یا بکلی شفا عنایت کرتا ہے اسی طرح خداوند کریم نے نفوس طیبہ ان مقربین میں بھی روز ازل سے یہ خاصیت ڈال رکھی ہے کہ ان کی توجہ اور دعا اور صحبت اور عقد ہمت بشرط قابلیت امراض روحانی کی دوا ہے۔ اور ان کے نفوس حضرت احدیت سے بذریعہ مکالمات و مخاطبات و مکاشفات انواع اقسام کے فیض پاتے رہتے ہیں۔ اور پھر وہ تمام فیوض بنی نوع خلق کی ہدایت کے لئے ایک عظیم الشان اثر دکھلاتے ہیں غرض اہل اللہ کا وجود خلق اللہ کے لئے ایک رحمت ہوتا ہے۔ اور جس طرح اسباب ظاہری میں قانون قدرت حضرت احدیت کا یہی ہے کہ جو شخص پانی پیتا ہے وہی پیاس کی درد سے نجات پاتا ہے۔ اور جو شخص روٹی کھاتا ہے۔ وہی بھوک کے دکھ سے خلاصی حاصل کرتا ہے اسی طرح عادت الٰہیہ جاری ہے۔ کہ امراض روحانی دور کرنے کے لئے انبیا اور ان کے کامل تابعین کو ذریعہ اور وسیلہ ٹھہرا رکھا ہے۔ انہیں کی صحبت میں دل تسلی پکڑتے ہیں۔ اور بشریت کی آلائشیں دور بھی ہوتی ہیں۔ اور نفسانی ظلمتیں اٹھتی ہیں۔ اور محبت الٰہی کا جوش مارتا ہے۔ اور آسمانی برکات اپنا جلوہ دکھاتی ہیں۔ اور بغیر ان کے ہرگز [illegible] نہیں ہوتیں۔ پھر بھی باتیں ان کی شناخت [illegible] وغیرہ [illegible] تعلق

(۳)

ان امور میں سے جو اخبار غیبیہ ہیں۔ ان کی نسبت یہ شبہ ہرگز نہیں کرنا چاہیئے۔ جو اس کام میں رمال و منجم بھی شریک ہیں۔ کیونکہ یہ قوم کسی خاص قواعد کے ذریعہ سے اخبار غیبیہ کو نہیں بتلاتی۔ اور نہ غیب دان ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ بلکہ خداوند کریم جو ان پر مہربان ہے اور ان کے حال پر ایک خاص عنایات و توجہات رکھتا ہے۔ وہ بعض مصالح کے لحاظ سے بعض امور پیش از وقوع ان کو بتلا دیتا ہے۔ تا جس کام کا اس نے ارادہ کیا ہے۔ بوجہ احسن انجام کو پہنچ جائے۔ مثلاً وہ خلق اللہ پر یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ کہ فلاں بندہ موید من اللہ ہے۔ اور جو کچھ انعامات اور اکرامات وہ پاتا ہے۔ وہ معمولی اور اتفاقی طور پر نہیں۔ بلکہ خاص ارادہ اور توجہ الٰہی سے ظہور میں آتے ہیں۔ اسی طرح جو کچھ فتح و نصرت اور اقبال و عزت اسکو ملتی ہے وہ کسی تدبیر اور حیلہ کے ذریعہ سے نہیں۔ بلکہ خدا ہی چاہتا ہے کہ اس کو عطا بخشے۔ اور اپنی تائیدات اسکے شامل حال کرے۔ پس وہ کریم اور رحیم اس مقصود کے ثابت کرنے کی غرض سے ان انعامات اور فتوحات سے پہلے بطور پیشگوئی ان نعمتوں کے عطا کرنے کی بشارت دیدیتا ہے۔ سو ان پیشگوئیوں سے مقصود بالذات اخبار غیبیہ نہیں ہوتیں۔ بلکہ مقصود بالذات یہ ہوتا ہے کہ تا یقینی اور قطعی طور پر ثابت ہو جائے۔ کہ وہ شخص موید من اللہ اور ان خاص لوگوں میں سے ہے۔ جن کی تائید کے لئے عنایات حضرت عزت خاص طور پر تجلی کرتی ہیں۔ اب اس تقریر سے ظاہر ہے کہ اس موید من اللہ کو منجم وغیرہ سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ اور اس کی پیشگوئیاں اصل مقصود نہیں ہے۔ بلکہ اصل مقصود کی شناخت کے لئے علامات و آثار ہیں۔ ماسوا اسکے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ خاص اپنے لئے چن لیتا ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور اپنی گروہ میں داخل کرتا ہے۔ ان میں صرف یہی علامت نہیں کہ وہ پوشیدہ چیزیں بتلاتے ہیں۔ تا ان کا حال نجومیوں

اور جوتشیوں اور رمالوں اور کاہنوں کے حال سے مشتبہ ہو جائے۔ اور کچھ مابہ الامتیاز باقی نہ رہے۔ بلکہ ان کے شامل حال ایک عظیم الشان نور ہوتا ہے جسکے مشاہدہ کے سبب سے طالب صادق بدیہی طور پر ان کو شناخت کر سکتا ہے۔ اور حقیقت میں وہی ایک نور ہے۔ جو ان کے ہر یک قول اور فعل اور حال اور قال اور عقل اور فہم اور ظاہر اور باطن پر محیط ہو جاتا ہے۔ اور بسدا تا میں اس کی نمودار ہو جاتی ہیں۔ اور رنگا رنگ کی صورتوں میں جلوہ ریز ہے۔ وہی نور شدائد اور مصائب کے وقتوں میں صبر کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اور استقامت اور رضا کے پیرایہ میں اپنا چہرہ دکھاتا ہے۔ تب یہ لوگ جو اس نور کے مورد ہیں۔ آفات عظیمہ کے مقابلہ پر جبال راسیات کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ اور جن صدمات کی ادنیٰ مس سے ناآشنا لوگ روتے اور چلاتے ہیں۔ بلکہ قریب بمرگ ہو جاتے ہیں۔ ان صدمات کے سخت زور آور حملوں کو یہ لوگ کچھ چیز نہیں سمجھتے۔ اور فی الفور حمایت الٰہی کنار عاطفت میں ان کو کھینچ لیتی ہے۔ اور کوئی خامی اور بے صبری ان سے ظاہر نہیں ہوتی۔ بلکہ محبوب حقیقی کے ایلام کو برنگ انعام دیکھتے ہیں۔ اور بکشادگی سینہ و انشراح خاطر اسکو قبول کرتے ہیں۔ بلکہ اس سے متلذذ ہوتے ہیں۔ کیونکہ طاقتوں اور قوتوں اور صبروں کے پہاڑ ان کی طرف رواں کئے جاتے ہیں۔ اور محبت الٰہی کی پرجوش موجیں غیر کی یادداشت سے ان کو روک لیتی ہیں۔ پس ان سے ایک ایسی برداشت ظہور میں آتی ہے کہ جو خارق عادت ہے۔ اور جو کسی بشر سے بلا تائید الٰہی ممکن نہیں۔ اور ایسا ہی وہ نور حاجات کے وقتوں میں قناعت کی صورت میں ان پر جلوہ گر ہوتا ہے۔ سو دنیا کی خواہش سے ایک عجیب طور کی برودت ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ نابود اور چیز کی طرح دنیا کو سمجھتے ہیں۔ یہی دنیوی لذات جنکے حظوظ پر دنیادار لوگ فریفتہ ہیں بشوق تمام ان کے جویاں اور ان کے زوال سے سخت [illegible] ہیں۔ یہ انکی نظر میں نہایت درجہ ناچیز ہو جاتے ہیں [illegible] اپنا اسی میں پاتے ہیں کہ مولیٰ حقیقی کی رضا [illegible]

اور رفلسفہ سے دل بھرا رہے - اور اسی کے ذوق اور شوق اور انس سے اوقات معمور ہیں - اور دولت سے بیزار ہیں کہ جو اسکی خلاف مرضی ہے - اور اس عزت پر خاک ڈالتے ہیں جسمیں مولیٰ کریم کی ارادت نہیں - اور ایسا ہی وہ نور کبھی فراست کے لباس میں ظاہر ہوتا ہے - اور کبھی قوت نظریہ کی بلند پروازی میں اور کبھی قوت عملیہ کی حیرت انگیز کارگذاری میں کبھی حلم اور رفق کے لباس میں اور کبھی درشتی اور غیرت کے لباس میں کبھی سخاوت اور ایثار کے لباس میں کبھی شجاعت اور استقامت کے لباس میں کبھی کسی خلق کے لباس میں اور کبھی مخاطبات حضرت احدیت کے پیرایہ میں اور کبھی کشوف صادقہ اور اعلامات واضحہ کے رنگ میں - یعنی جیسا موقعہ میں آتا ہے - اس موقعہ کے مناسب حال وہ نو حضرت واہب الخیر کی طرف سے جوش مارتا ہے - نور ایک ہی ہے - اور یہ تمام اس کی شاخیں ہیں - جو شخص فقط ایک شاخ کو دیکھتا ہے - اور صرف ایک ٹہنی پر نظر رکھتا ہے - اس کی نظر محدود رہتی ہے اپنے یا اوروں وہ دھوکا کھا لیتا ہے - لیکن جو شخص بحال نگاہ سے اس شجرہ طیبہ کی تمام شاخوں پر نظر ڈالتا ہے - اور ان کے انواع اقسام کے پھلوں اور شگوفوں کی ہیئت مجموعی [illegible] ہے - وہ روز روشن کی طرح ان نوروں کو دیکھ لیتا ہے - اور نورانی جلال کی کھینچی ہوئی تلواریں اسکے گمانوں کو توڑ ڈالتی ہیں ✦

(۴)

اہل اللہ کے کشوف اور الہامات کو فقط [illegible] کا ہی خطاب دینا غلطی ہے - بلکہ وہ کشوف اور الہامات تائیدات الٰہیہ کے ملزع کی خبر [illegible] یا - جو دوسرے ہی اس ملزع کا وجود بتلاتے ہیں - اور عظمت اور شان ان کشوف اور الہامات کا اس شخص پر کماحقہ کھلتی ہے - جس کی نظر تائیدات الٰہیہ کی تلاش میں ہو یعنے وہ اصل نشان تائیدات الٰہیہ ٹھہرا کر پیشگوئیوں کو ان تائیدوں کے لوازم سمجھتا ہو - جو بغرض ثابت کرنے تائیدوں کے استعمال میں لائے گئے ہیں - غرض مدار ستر [illegible] کا تائیدات الٰہیہ ہیں - اور پیشگوئیاں مدشن ثبوت سے ان تائیدات کا واقعی طور پر

پایا جانا ہر ایک عام اور خاص کو دکھلاتی ہیں - پس تائیدات اصل ہیں - اور پیشگوئیاں ان کی فرع اور تائیدات قرص آفتاب کی طرح ہیں - اور پیشگوئیاں اس آفتاب کی شعاعیں اور کرنیں ہیں - تائیدات کو پیشگوئیوں کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ تا ہر ایک کو معلوم ہو - کہ وہ حقیقت میں خاص تائیدیں ہیں - معمولی اتفاقات نہیں - اور بخت اور اتفاق پر محمول نہیں ہو سکتیں - اور پیشگوئیوں کو تائیدات کے وجود سے یہ فائدہ ہے کہ اس بزرگ پیوند سے ان کی شان بڑھتی ہے - اور ایک ایسی مثل خصوصیت انمیں پیدا ہو جاتی ہے - کہ جو مویدان الٰہی کے غیر میں نہیں پائی جاتی - سو یہی خصوصیت عام پیشگوئیوں اور ان جلیل الشان پیشگوئیوں میں ما بہ الامتیاز ٹھہ جاتا ہے - خلاصہ کلام یہ کہ اس قوم کی عظمت اور بزرگی کے سمجھنے کے لئے جو پیشگوئیوں اور تائیدات کا [illegible] ایک [illegible] ہے - اسکو خیال میں رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ موہ [illegible] سے لوگوں کی پیشگوئیوں میں غیر ممکن اور ممتنع ہے - نیز ان کی پیشگوئیوں میں ایسی ذاتی غلطیاں نکل آتی ہیں - جن پر ہر ایک دلیل ان کی ظاہر ہوتی ہے - مگر خدا کے لوگ جو ہوتے ہیں - ان کی روشن پیشگوئیاں سچائی کے نور سے منور ہوتی ہیں - ماسوا اسکے وہ مبارک پیشگوئیاں ایک عجیب طور کی عجیب تائید سے لازم ملزوم ہوتی ہیں - خدا اپنے بندوں کے کاموں کا آپ متولی ہو کر ایک حیرت انگیز طور پر ان کی تائید کرتا ہے - اور کیا ظاہری طور پر اور کیا مخفی طور پر ہر دم اور ہر لحظہ ان کی مدد میں رہتا ہے - اور ان سے اسکی یہی عادت ہے - کہ ان کو اپنی تائیدات کی خبر پیش از وقوع بتلاتا ہے - اور ان کے تردد و تفکر کے وقت میں اپنے پر نور کلام سے ان کو تسلی اور تشفی بخشتا ہے - اور پھر ایک ایسے عجیب طور پر ان کی مدد کرتا ہے - کہ جو خیال گمان میں نہیں ہوتی اور جو شخص ان کی صحبت میں رہ کر ان باتوں کو عمیق نگاہ سے دیکھتا رہتا ہے - اور صاف اور پاک نظر سے ان کی عظمت اور بزرگی پر غور کرتا ہے اسکو بلا اختیار ایک ضروری اور جازم یقین سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہ لوگ موید من اللہ ہیں - اور حضرت احدیت کو انکی

طرف ایک خاص توجہ ہے - کیونکہ یہ بات ظاہر ہے کہ جب ایک آدھ دفعہ نہیں - بلکہ بیسیوں دفعہ کسی انسان کو اتفاق پڑے - کہ وہ کسی تائید کا وعدہ قبل از وقوع سنکر پھر اس تائید کو ظہور میں آتے ہوئے بچشم خود دیکھ لے - تو کوئی انسان ایسا پاگل اور دیوانہ نہیں کہ پھر بھی ان پیشگوئیوں اور قوی تائیدوں پر یقین کامل نہ کر سکے - ہاں اگر ذرہ تعصب اور بے ایمانی سے کسی چشم دید ماجرا کا دانستہ انکار کرے - تو یہ اور بات ہے - لیکن پھر بھی اس کا دل انکار نہیں کر سکتا - اور ہر وقت اسکو ملزم کرتا ہے کہ تو شریر اور سرکش آدمی ہے ✦

ایک وباء پڑگئی

۲

حضرت مسیح موعود کی یہ وحی ہے - جسکے متعلق ہم لکھ چکے ہیں کہ پُر اسرار بخار ساحلی مقامات بمبئی - کلکتہ - کراچی - مدراس رنگون سے چلتا چلتا لکھنو وشملہ بھی پہونچ گیا - پھر اخبارات میں چھپا ہے - کہ لاہور بھی اس سے محفوظ نہیں رہا - چنانچہ پہلے ہی حملہ میں تار گھر کے ۵۰ ملازمین کسے سے معذور رہے - اور لکھنو کا یہ حال ہے - کہ ہمدم لکھتا ہے - تار گھر ڈاکخانہ کے بعد دیگر کارخانوں اور دفتروں پر اس کا اثر پڑا ہے - بخار کی شدت اس کے ساتھ سر کا درد اور اعضاء کا تشنج بے حد تکلیف دیتا ہے - اب شملہ کا ایک تار مظہر ہے - کہ یہ مرض سرحدی علاقوں تک بھی پہنچ گیا ہے - چنانچہ ایران و افغانستان کی سرحد کے مقام چکتو میں یہ مرض وبائی صورت میں نمودار ہوا ہے - اور ۱۵۰ اشخاص ہر روز لقمہ اجل ہو رہے ہیں - حفظ ماتقدم کے طور پر بتایا جاتا ہے - کہ ہوا زدگی و تکان سے بچو - بھیڑ میں نہ بیٹھو - گرم کپڑے رکھو - رومال پر یوکلپٹس چھڑکے رکھو [illegible] جسمانی طور پر بھی حفاظت [illegible] سبب کا جب تک ازالہ نہ ہو - یہ حفظ ماتقدم کیا [illegible] سکتا ہے ✦

بدعت ثالثہ

متعۃ النساء

منجملہ ان بدعات کے جو شیعہ مذہب میں رائج ہیں ایک یہ بھی ہے کہ وہ متعۃ النساء فرض سمجھتے ہیں۔ اور اس کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ ایک مدت معلوم اور مہر معلوم مقرر کر کے نکاح کر لیا جائے۔ میں اس مسئلہ پر زیادہ لکھنا نہیں چاہتا۔ کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کو کوئی غیرت مند سلیم الفطرت انسان کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔ قرآن شریف میں فرمایا ہے:-

والذین ھم لفروجھم حافظون الا علیٰ ازواجھم او ما ملکت ایمانھم فانھم غیر ملومین

اس آیت مبارکہ میں بتلایا کہ مومن کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ وہ اپنے فروجوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں کہ وہ ہمیشہ ان کی حفاظت میں ہی لگے رہتے ہیں۔ اور ہر وقت روکے ہی نہیں رہتے۔ بلکہ وہ اپنے زوجوں پر (میاں بیوی) یا جوان کے دائیں ہاتھ کی ملک ہوں ان پر فیصح کرتے ہیں۔ ایسا کرنے والا ملامت زدہ نہیں ہو سکتا ہے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ آیا متعہ اس قانون کے مطابق ہوتا ہے یا نہیں۔ متعہ کی مذکورہ بالا تعریف جو کہ شیعوں کی معتبر کتابوں ہی سے لی گئی ہے اسکے بالکل منافی ہے۔

یہ مذکورہ بالا قانون حق کے منافی ہے۔ ایک تو یہ کہ نکاح جو ہوتا ہے۔ وہ یہ نہیں ہوتا کہ ایک مدت معلوم تک ہو۔ اور ایک مدت گذرنے پر وہ فسخ ہو جائے۔ اس کی مثال نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کے طرز عمل میں کہیں نہیں پائی جاتی۔ اور یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ نبی کریم نے کبھی کسی عورت سے مدت معلوم پر نکاح کیا۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ نبی کریم اس کو ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ نبی کریم ہمیں [illegible] کرتے تھے۔ بلکہ اپنے طرز عمل اور نمونہ کو ارشاد ربانی ولکم فی الرسول اسوۃ حسنۃ کے ماتحت پیش کیا ہے۔ پس نبی کریم کی زندگی میں اسکی مثال نہ ملنا اسکے عدم جواز پر دلالت کرتا ہے۔

دوسری دلیل۔ خداتعالیٰ نے طلاق کا حکم جاری فرمایا ہے۔ جس سے صاف معلوم ہوتا کہ نکاح تھوڑے دنوں کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ اگر چند ایک دنوں کے لئے ضرورت تھی۔ تو طلاق کا حکم جاری نہ فرماتا اور متعہ میں بھی کوئی طلاق کی شرط نہیں پائی جاتی۔ کہ مدت [illegible] طلاق بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ بعد از انقضا مدت خود بخود طلاق ہو جاتی ہے۔

تیسری دلیل۔ چونکہ اس قسم کے نکاح میں کوئی وارث ایک دوسرے کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے یہ [illegible] ہے۔ لیکن وراثت کا حق تب [illegible] قائم ہو سکتا ہے جب نکاح [illegible] جائز۔ متعہ کی شرطوں میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں۔ اسلئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ نکاح ہی نہیں۔ کیونکہ عدم توریث عدم نکاح پر دلالت کرتا ہے۔ [illegible] جو کہ وارث ہونے سے مانع ہو۔ جیسے کہ قتل [illegible] یا غلام [illegible] ہو۔

چوتھی دلیل۔ حضرت علی نے خود روایت کیا ہے۔ کہ خیبر کے دن نبی کریم نے اہلی گدھے اور متعۃ النساء سے قیامت تک منع فرمایا۔

شیعہ صاحبان یہ پیش کیا کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے متعۃ النساء کو منع کیا ہے۔ نبی کریم کے عہد مبارک میں یہ کارروائی جائز سمجھی جاتی تھی۔ لیکن حضرت علی کے قول نے ثابت کر دیا ہے کہ انہیں نبی کریم نے ہی غزوہ خیبر کے دن ان دو چیزوں سے منع فرمایا ہے۔

پانچویں دلیل۔ فروع کافی صفحہ ۲۱۲۔ اذا نظر احدکم الی المراۃ الحسنا فلیات اھلہ فان الذی معھا مثل الذی مع تلک فقام رجل فقال یا رسول اللہ فان لم یکن لہ احد فاینھم قال فلیرفع نظرہ الی السماء و لیراقبہ و یسئلہ من فضلہ۔ نبی کریم نے فرمایا۔ جب تم سے کوئی کسی خوبصورت عورت کی طرف دیکھے۔ تو اپنی بیوی سے جماع کرے۔ ایک آدمی نے کہا کہ اگر اس کا اہل نہ ہو تو فرمایا کہ آسمان کی طرف دیکھے۔ اور اس کے فضل کا انتظار کرے۔ یہ نہیں فرمایا کہ متعہ کرے۔ پس ان کا یہ حکم نہ دینا ایسے نازک موقعہ پر صاف دلالت کرتا ہے کہ حضور کو متعہ ناپسند تھا۔

غلام غوث اسلم (مولوی عالم) قادیان

مفتری علی اللہ کا انجام

(نوشتہ مولوی مہر محمد دین صاحب تہال مالیرکوٹلوی)

کہنے والے کہتے ہیں کہ خدا پر جھوٹ بولنے والا دنیا میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اور اپنے اس ادعا کی تائید میں بعض افترا کرنے والوں کے نام بھی لیتے ہیں۔ لیکن کیا حقیقت میں ان کا یہ خیال درست، اور اپنے اندر کچھ صداقت رکھتا ہے۔ یہی سوال ہے جس کی تحقیق مندرجہ ذیل سطور میں کرنا مطلوب ہے۔ آپ نے بارہا نہیں متعدد بار کسی ایک شخص نے نہیں بہت سے اشخاص نے یہ دیکھا ہو گا۔ کہ اگر کوئی شخص حکومت وقت پر جھوٹ بولے۔ یعنی مصنوعی حاکم بن بیٹھے۔ اور لوگوں پر یہ بات ظاہر کرے کہ حکومت نے یہ عہدہ مجھکو تفویض کیا ہے۔ درآنحالیکہ حکومت نے اس کو کوئی عہدہ اور کوئی رتبہ و درجہ عطا نہ فرمایا ہو۔ اور وہ شخص جھوٹ موٹ سے لوگوں کو تنگ کرے۔ اور ان سے مفاد حاصل کرے۔ تو آپ نے دیکھا ہو گا کہ کسی حکومت اور مقتدر حکومت نے کبھی ایسے شخص سے درگذر نہیں کیا ہو گا۔ اور نہ کوئی طاقتور ہشیار اور معاملات سے باخبر حکومت کبھی ایسے جعلی حاکم و عہدہ دار سے درگذر کر سکتی ہے۔ اسلئے کہ اگر ایسا کیا جائے۔ اور ایسے مصنوعی اور جعلی افسروں کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ اور ان سے اعتنا نہ کیا جائے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اسکے واقعی افسروں اور ان مصنوعی افسروں

ں کوئی امتیاز نہیں رہے گا۔ جب امتیاز اٹھ گیا۔ تو
ر انتظام کا رہنا محال ہے۔ اور جب انتظام ہی درہم
ہم ہو جائے۔ تو پھر امن و امان خواب و خیال ہو جائیگا
۔ پس حکومت ایسے مصنوعی افسروں اور جعلی عہدہ
روں کو سخت پکڑتی ہے۔ اور قرار واقعی سزا دیکر
ی رعایا کو اس فتنہ کے بد نتائج سے محفوظ و مصئون
دیتی ہے +

ان مصنوعی حکام اور جعلی افسروں کے دو طبقہ
ہیں۔ ایک تو وہ جن کے دماغ میں خلل ہے۔ ہوش
حواس بجا نہیں۔ حکومت اس طبقہ کے افراد کو پاگل خانہ
میں ڈال دے گی۔ اور دوسرا طبقہ وہ ہے۔ جس کے
فراد کے دماغ اور ہوش و حواس میں کوئی اختلال نہیں
محض ایک شرارت اور فتنہ گری مدنظر ہے۔ جس کا
مقصد رعایا کو بہکانا اور ذاتی منفعت حاصل کرنا اور
حکومت وقت کو ضعف دینا ہے۔ اور بس۔ پس ایسے
لوگ چونکہ نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ اس لئے حکومت کا
فرض ہے۔ کہ رعیت کو نقصانات سے بچانے کے لئے
ایسے فتنہ پرداز وجودوں کو پامال کر ڈالے۔ پہلی قسم
کے لوگوں پر سوائے اسکے کہ ان کو پاگل خانہ میں رکھا
جائے۔ اور کسی قسم کی تعزیر نہیں ہو گی۔ مگر برخلاف
ان کے دوسری قسم کے لوگوں کی گوشمالی کرے گی
اور عبرتناک سزائیں دیگی۔ تاکہ آئندہ کسی ایسی نوع
کے انسان کو ایسی فتنہ پردازی کی جرأت نہ ہو +

یہ اس حکومت کے انتظام کا مذکور تھا۔ جو اپنی وسعت
کے لحاظ سے زمین کے بعض حصص پر قابض ہے۔ اور
اس کا تصرف انسان کے خیالات اور جذبات پر نہیں
محض افعال پر ہے۔ وہ بھی ان افعال پر جو ظاہر ہوں
ورنہ اگر کوئی افعال جو بلحاظ اپنی نوعیت کے کس قدر
ہی خطرناک کیوں نہ ہوں۔ اور خواہ وہ برباد کن شیرازہ
انتظام اور غارتگر امن و امان ہی کیوں نہ ہوں لیکن
اگر وہ عمال حکومت کے دائرہ معلومات سے باہر رہیں
اور پردہ خفا سے ظہور میں نہ آئیں۔ تو یہ ظاہری سلطنت
خواہ کیسی ہی صاحب ساز و سامان اور کتنی شوکت و جبروت

رکھتی ہو۔ تاہم ان افعال کا باب ہرگز نہیں کر سکتی لیکن
وہ حکومت اور وہ طاقت جس کی نظر میں جہر و خفا ایک
ہی حیثیت رکھتے ہیں۔ جس کا قبضہ قدرت صرف افعال
انسانی تک محدود نہیں۔ بلکہ اس کا سکہ انسان کے
جذبات و خیالات پر چلتا ہے۔ اور جس کی حکومت
میں صرف زمین کے بعض حصے ہی نہیں۔ بلکہ تمام عوالم
اسکے زیر نگین ہیں۔ اور پھر اسکی حکومت ایسی حکومت نہیں
جیسی کہ ہماری زرخرید جیز پر ہے۔ بلکہ اسنے ہمیں پیدا
کیا ہے۔ اسلئے وہ جانتا ہے۔ جو کچھ ہمارے دلوں میں
پیدا ہو سکتا ہے۔ اور جانتا ہے کس طرح ہمارے بگاڑ کا
علاج ہو سکتا ہے +

پس جب وہ ایسی حکومت ہے۔ تو کیسے ہو سکتا ہے
کہ کوئی بندہ اور اس کی دین مخلوق اسکے کارخانہ میں فساد
پیدا کر دے۔ اور اس کا جعلی نبی اور مصنوعی پیغمبر بنکر
اسکی مخلوق کو گمراہ کرے۔ اور وہ خاموش بیٹھا رہے
اور کچھ نہ کرے۔ حاشا و کلا۔

خدا نے ایک انتظام فرمایا ہے کہ وہ اپنی مخلوق
کی ہدایت کے لئے انبیاء مبعوث فرماتا ہے۔ لیکن جہاں
سچے اور اصلی حاکموں کے ساتھ جھوٹے اور جعلی حکام
بھی بن جایا کرتے ہیں۔ اس آسمانی سلسلہ میں بھی حرج انداز
پیدا ہوتے ہیں۔ مگر ان کا انجام وہی ہوتا ہے۔ جو
جھوٹوں اور جعلی حاکموں کا یہ ظاہری حکومتیں کیا کرتی ہیں
چنانچہ قرآن پاک نے اس موضوع پر بہت کچھ فرمایا
ہے۔ اسوقت ہم ایک آیت پیش کر سکتے ہیں۔ جو یہ ہے
ارشاد ہوتا ہے۔

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا
منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین فما منکم من
احد عنہ حاجزین (الحاقہ آیت ۴۴ تا ۴۷)

اگر یہ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) بھی ہم پر کوئی جھوٹ
باندھتا۔ یعنے کوئی ایک آدھ ہی جھوٹ موٹ کی وحی ہماری
طرف سے بتاتا۔ تو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور
اس کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر کسی انسان میں یہ طاقت
نہ ہوتی۔ کہ ہماری اس گرفت سے اسکو بچا لیتا۔

اس آیت میں خدا نے اپنے ایک قانون کا ذکر فرمایا ہے
کہ ہم پر جھوٹ بولنے والا یعنے ہماری طرف سے جھوٹا دعویٰ
الہام کرنے والا ہلاک ہوتا ہے۔ اور کوئی شخص اس کو
ہلاکت سے بچا نہیں سکتا۔ اور پھر آنحضرت کے متعلق فرماتا
ہے کہ یہ جو ہمارا سچا نبی اور عظیم الشان رسول ہے۔ یہ
بھی اگر ایک آدھ جھوٹ موٹ کی وحی بناتا۔ تو ہم اس کو
بھی ہلاک کر ڈالتے ،

پس اس قانون الٰہی سے واضح ہے کہ خدا پر جھوٹ
باندھنا ایک زہر ہے۔ جس کا نتیجہ ہلاکت اور ایک آگ
ہے۔ جس کی پاداش میں جلکر راکھ ہونے کے سوا کچھ نہیں
اللّٰہم احفظنا۔

اس آیت سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس میں دیدہ دانستہ
افترا کرنا مراد ہے۔ لیکن جو شخص بیمار ہے یا شیطان کا
بازیگاہ یا حدیث النفس میں مبتلا ہے۔ اسکے لئے
یہ سزا نہیں۔ اس کے لئے اور سزائیں ہیں جنکے ذکر کا
یہ موقعہ نہیں۔ یہاں صرف اس شخص کا مذکور ہے۔ جو جان
بوجھ کر خدا پر جھوٹ بولے۔ پس آپ اس اصل کو ملحوظ
خاطر رکھ کر تاریخ کی ورق گردانی کیجئے۔ کسی کذاب کو آپ
ہلاکت سے محفوظ نہ پائینگے +

میں ضروری نہیں خیال کرتا کہ آپ کو بھولے ہوئے
قصے اور پرانی کہانیاں سناؤں۔ بلکہ میں اسی زمانہ کا ایک
واقعہ پیش کرتا ہوں۔ جسکے دیکھنے والے ایک دو نہیں
لاکھوں انسان اسی سرزمین ہند میں موجود ہیں +

پنڈت لیکھرام کے واقعہ ہلاکت کو اس لحاظ سے تو
بہت لوگ جانتے ہیں۔ کہ جب پنڈت مذکور بدزبانی اور
درشت کلامی اور سب و شتم سے کام لیتے ہوئے جری
مسیح موعود کے مقابلہ پر آیا۔ اور خدا کے وعدہ کے مطابق
چھ سال مدت میں اپنے کئے کو پہونچ گیا۔ لیکن میرا خیال
ہے کہ اس لحاظ سے بہت کم لوگ واقف ہونگے۔ کہ پنڈت
مذکور نے حضرت اقدس مسیح موعود کے مقابلہ میں ملہم من اللہ
ہونے کا بھی دعوے کیا تھا۔ اور اپنے الہامات کو جا بجا
شائع کیا تھا۔ جو آج تک اسکے کلیات میں مطبوعہ موجود ہیں
چنانچہ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

اس احقر (لیکھرام) کو صفائی قلب اور نیک نیتی کے سبب کبھی کبھی اوتعالیٰ کی بارگاہ میں دخل روحانی ہوتا ہے کسی وقت کسی مقرب یا خود اوتعالیٰ سے آپ (مرزا صاحب) کا ذکر نہیں سُنا۔ آج مبارک دن چیاگن سدی اکادشی ۱۹۴۲ بکرمی کو جو صفائی وقت میسر ہو کر پھر گنہ ہوا۔ آپکی نسبت تصدیق کلام کے لئے بارگاہ باری تعالیٰ میں جو عرض کرنا چاہا۔ تو ابھی غلام احمد ہی میری زبان پر گذرا تھا کہ اوتعالیٰ نے نہایت جلال سے فرمایا کہ وہ شخص تو روز اول میں مکار و غدار و مفتری پیدا کیا گیا ہے۔ اور زمانہ آیندہ میں ایک دو شخص ایسے اور بھی پیدا ہونگے۔ میں نے عرض کیا۔ بارِ خدایا۔ ایسے مکار کو سزا کیوں نہیں دیتا۔ خوبندگان ایزدی کو دکھ دیتا ہے۔ فرمایا کہ ابھی اسکے پچھلے اعمال کا بدلہ باقی ہے تین سال میں سزا دی جائے گی۔ میں نے عرض کی کہ وہ پچھلے جنم میں کون تھا۔ فرمایا گیدڑی لومڑی تھی۔ جو مکر و فریب سے جنگل کے جانوروں کو کھایا کرتی تھی۔ وہی مکر و فریب اس کی ذات میں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو لوحِ محفوظ دکھلائی۔ جسمیں سب مکاروں سے اول نام نامی درج تھا۔ میں نے عرض کیا کہ خداوندا اس نے یہ اشتہار جاری کیا تھا کہ مجھ کو الہامات ہوتے ہیں۔ فرمایا محض جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی الہام یا پیشگوئی اس کو نہیں بتلائی۔ جو باتیں وہ لکھتا ہے یا لکھیگا۔ اسکے برعکس ہوگا تو جا اور بذریعہ اشتہار اس جھوٹ کو مشتہر کر تاکہ لوگ بدہ شانت پاویں۔

(کلیات ۴۹۴)

قطع نظر اس بات کے کہ پنڈت لیکھرام کا یہ دعوے اس کے اصول مذہب کے بھی خلاف تھا۔ اس نے اقراراً دعوے کیا۔ اور بتلایا کہ مرزا صاحب تین سال میں ہلاک ہونگے لیکن حضرت مرزا صاحب بفضلہ تعالےٰ اسکے بعد بھی تین سال تک زندہ رہے

نیز اس نے کہا کہ مرزا صاحب جو کچھ کہینگے۔ یہ اس کے خلاف ہوگا۔ خدا نے اس میں بھی اس کو جھوٹا ہی ثابت کیا وغیرہ وغیرہ

چونکہ اس نے خدا پر افترا باندھا اور اپنے آپ کو جھوٹ موٹ کا ملہم ثابت کرنا چاہا۔ خدا نے اپنے قانون کے مطابق اس کو پکڑا۔ اور ہلاک کر ڈالا۔ حضرت مسیح موعود نے جب لیکھرام کے متعلق پیشگوئی شائع فرمائی۔ تو یہ بھی لکھا تھا کہ اب آریہ صاحبان اپنے اس وکیل سے اس عذاب کو ٹال دیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ پنڈت نے تو خود بھی خدا پر افترا باندھا۔ اور جھوٹا دعوے ملہم من اللہ ہونے کا کیا۔ مگر خدا نے نہ چاہا کہ جھوٹ اور سچ کا امتیاز اُٹھ جائے۔ اس لئے اس نے زبردست طریق پر پکڑا۔ اور اس کو ہلاک کرکے اپنے قانون کی شہادت دی۔ اور جھوٹ کا کھوج مٹا دیا۔

اب ایک طرف آپ قرآن کریم کی پیش کردہ آیت رکھئے۔ کہ خدا پر جھوٹ بولنے والے لوگ ہلاک کئے جاتے ہیں۔ دوسری طرف پنڈت لیکھرام کے جھوٹے دعوے کو رکھئے۔ پھر اس انجام کو دیکھئے۔ جو پنڈت لیکھرام کا اس جھوٹ کے بعد ہوا۔ کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ خدا پر جھوٹ بولنے والا خدا تعالیٰ کی قہاری گرفت سے کبھی بچ نہیں سکتا۔

تمت الحمد للہ فہو المراد

ایک رویاء

ایک مجمع کو کہتا ہوں کہ آؤ میں تمہیں عشق الٰہی کا مسئلہ سناؤں اسکے بعد میری زبان پر یہ تین شعر جاری ہوئے۔

خبرم رسید امشب کہ نگار خواہی آمد
سرِ من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد
ہمہ آہوان صحرا سرِ خود نہادہ برکف
سرِ من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد
کشش کہ عشق دارد نہ گذاردت بدینسان
بجنازہ گر نیائی بمزار خواہی آمد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۵ ستمبر ۱۹۱۸ء

مذہب کا تعلق انسانی زندگی سے

کیا اسلام انسانی زندگی میں اعلیٰ تبدیلی نہیں کرتا؟ ضرور کرتا ہے

ہندوؤں میں ایک فرقہ ہے۔ جسکے بانی پنڈت ستیا نند اگنی ہوتری جی ہیں۔ جو اب "دیو گورو بھگوان" کہلاتے ہیں۔ اس فرقہ کے لوگ خدائے تعالیٰ کے منکر ہیں۔ اور اپنا پوجنیہ "دیو گورو بھگوان" کو سمجھتے ہیں۔ ان کا ایک پرچہ ہے۔ جیون تت لاہور سے نکلتا ہے۔ اس میں پنڈت کانشی نارائن اگنی ہوتری جی نے ایک مضمون لکھا ہے۔ جسکے مندرجہ ذیل فقرات پر میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔

"میں نے مختلف مذہبوں کی دینی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے مگر مجھے ایک بھی ایسا مذہب معلوم نہیں کہ جس نے دھرم کا تعلق انسانی روح کے ساتھ یا انسانی زندگی کے ساتھ بتایا ہو × × × [illegible] اسلام کا مطالعہ کرو [illegible] [illegible] [illegible] × × × تمہیں ایک بھی مذہب ایسا دکھائی نہ دیگا۔ کہ جو یہ تعلیم دیتا ہو۔ کہ مذہب یا دہرم کا تعلق انسانی زندگی میں اعلیٰ تبدیلی سے ہے۔ اور اسلئے تمہاری زندگی میں سچے دہرم کی موجودگی کا ثبوت ملنا چاہیئے" (جیون تت - ۱۵ اگست ۱۹۱۸ء)

میں نہایت افسوس کے ساتھ یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ پنڈت کانشی نارائن صاحب نے اسلام کی کتاب قرآن مجید کا یا تو مطالعہ ہی نہیں کیا۔ یا مطالعہ کیا ہے۔ تو اس نیت سے نہیں کیا۔ کہ حقیقت حال سے آگاہی ہو۔ ورنہ ان پر یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو جاتا۔ کہ اسلام کا مقصد ہی یہی ہے۔ کہ انسانی زندگی میں اعلیٰ سے اعلےٰ تبدیلی پیدا کرے۔ اور اس کے پیرو اپنی زندگیوں میں سچے مذہب کی موجودگی کا ثبوت دیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

محمد رسول اللہ والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم۔ تراهم رکعاً سجداً یبتغون فضلاً من الله ورضواناً سیماهم فی وجوههم من اثر السجود (الفتح ع ۲۶)

محمد رسول اللہ ہیں۔ اور آپ کا ساتھ دینے والوں (پیروں) کا یہ حال ہے کہ وہ صداقت کے منکروں کی برائیوں سے اثر پذیر نہیں ہوتے۔ بلکہ صداقت پر مضبوط رہنے والے آپس میں ایک دوسرے کی سنگت رکھتے ہوئے نیک اخلاق و پاکیزہ زندگی کے اطوار جذب کرنے والے ہیں۔ تو ان کو دیکھیگا کہ وہ شیوہ فرمانبرداری رکھنے والے ہیں اللہ تعالےٰ کے فضل اور رضامندی کی راہیں طلب کرتے رہتے ہیں۔ اور اس پاک رنگی اور اعلیٰ تبدیلی کا اثر ان کے بشروں سے عیاں ہے۔ پس جب اسلام کے پیروں کا نشان ہی یہ ہے کہ وہ نہایت پاکیزہ اخلاق و اعمال رکھتے ہوں۔ تو پھر یہ کہنا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ اسلام میں مذہب کا تعلق انسانی زندگی میں اعلیٰ تبدیلی سے نہیں۔ ہمارے نزدیک تو رسول اللہ کی صداقت کا نشان ہی یہی ہے کہ آپ نے جس ملک میں جس قوم میں صداقت کا جھنڈا بلند کیا۔ انہیں وحشی سے انسان اور انسان سے [illegible] انسان بنا دیا۔ تاریخ عالم اس پر گواہ ہے۔ کہ وہ جو ہر ایک بدی اور گھنونے کام میں مبتلا تھے۔ اور نہایت ناپاک زندگی بسر کرتے تھے۔ ہر نیکی اور نیک کام کے کرنے والے ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنی اپنی زندگیوں میں ایسی اعلےٰ تبدیلی دکھائی۔ کہ جب سے دنیا ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اس عظیم الشان تبدیلی کی کوئی نظیر نہیں دکھائی جا سکتی۔ خدا و رسول پر ایمان اور نماز روزہ کے احکام پر آپ کو اعتراض ہے۔ اور ان کا تعلق آپ انسانی زندگی کی بہبودی سے نہیں سمجھتے۔ میرے نزدیک یہ آپکی غلط فہمی ہے۔ جسکی وجہ سے آپ کو یہ کہنے کا حوصلہ ہوا کہ سوائے ہمارے دہرم کے اور کسی نے مذہب کا تعلق انسانی زندگی سے نہیں بتایا۔ کیونکہ اللہ۔ ملائکہ۔ کتب۔ رسل۔ قدر خیر و شر۔ الیوم الآخر۔ اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔ یہی وہ سات اصول ہیں۔ جن کو تسلیم کر کے انسان اپنی زندگی میں اعلیٰ اور پائدار و مستقل تبدیلی پیدا کر سکتا ہے۔ ہر نیکی کا سرچشمہ خدا ہے۔ جب تک اس قدوس کی ہستی۔ اسکے رب العالمین۔ الرحمٰن۔ الرحیم مالک یوم الدین ہونے پر ایمان نہیں ہوگا۔ انسان کبھی کوئی حقیقی نیک کام کر ہی نہیں سکتا۔ اسجگہ تشریح کا موقعہ نہیں۔ آپ کو چاہیئے کہ کم از کم اسلام کی فلاسفی یعنے وہ لکچر جو سیدنا مرزا غلام احمد مسیح موعود نے جلسہ مذاہب اعظم میں سنایا۔ پڑہیں تا آپ کو معلوم ہو کہ نیکی نیکی ہی نہیں جب تک اس پر الٰہی مہر نہ ہو کیونکہ جب ہزارہا سال میں انسان اپنے منافع و مضار کا احاطہ نہیں کر سکا۔ اور بار بار اپنی ناتجربہ کاری و کمی علم سے ٹھوکریں کھاتا ہے۔ تو یہ امر کیونکر اس پر کھل سکتا ہے۔ کہ یہ جو کام میں کرنے لگا ہوں وہ میرے لئے مفید ہے یا مضر۔ مثلاً ایک سے زیادہ بیوی کرنے کا مسئلہ ہے۔ آپ لوگ یورپ کے بعض لوگوں کی تقلید میں برا سمجھتے ہیں لیکن واقعات اب بتا رہے ہیں کہ خاص حالات میں ایک سے زیادہ بیوی کی اجازت نہایت [illegible] اسی طرح پر جن امور کو اسلامی [illegible]

[illegible] بہتر سمجھا گیا۔ لیکن آخر زمانے نے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ انہیں اچھا سمجھیں۔ ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے [illegible] کی حمایت میں تلوار اٹھانے کو ایک درندگی کا فعل سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کا نام جہاد رکھ کر اسلام کو مہتم کیا جاتا۔ لیکن اب مہذب قوموں کا بہت بڑا حصہ عملی طور سے ثابت کر رہا ہے۔ کہ حقیقی امن و امان کے قیام کے لئے جنگ بھی ایک نہایت ضروری چیز ہے۔ اور اسکے بغیر چارہ نہیں۔ اسلام نے بھی اپنی جنگوں کی غرض یہی بتائی۔ کہ حتی لا تکون فتنة و یکون الدین للہ (یعنی فتنہ نہ رہے۔ اور دین اللہ کے لئے ہو جائے یعنی ہر ایک شخص اپنے اپنے مذہبی خیالات پر آزادی سے چل سکے) اسی طرح طلاق کا مسئلہ ہے۔ گو سست خورتی ہے کہ اقوام عالم کو آخر ان کی صداقت اور خوبی تسلیم کرنی پڑی اور پڑے گی۔ پس جو حقیقی نیکی پر عامل ہونا چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ خدا پر ایمان لائے۔ تاکہ اسکے ہر وقت حاضر و ناظر ہونے کا اعتقاد اسے برائیوں سے بچائے اور ان بدیوں کو مضر اور نیکیوں کو مفید سمجھے۔ جو حقیقت میں ایسی ہیں نہ کہ اپنے کمزور خیالات کی بنا پر۔ جنہیں زمانے کا زبردست ہاتھ آئے دن تبدیل پیدا کرتا رہتا ہے۔ ملائکہ کے ایمان کی فلاسفی بھی یہی ہے۔ کہ وہ نیک تحریک جو انسان کے اندر سے یکدم پیدا ہوتی ہے اس پر فوراً عامل ہو۔ اور خدا کی رضامندی دنیا پر ظاہر ہونے کے وسائط جو ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھائے وہ لوگ جن کے ذریعے یہ اعلیٰ تبدیلی کے اصول معلوم ہوتے ہیں۔ رسول کہلاتے ہیں۔ اور جو کلام ان پر خالق السموات والارض سے نازل ہوتا ہے۔ کتاب کہلاتا ہے۔ پس ان کا ماننا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ جب [illegible] کہنے والے کی عظمت اور صداقت کا یقین [illegible] آپ کیونکر اس پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے [illegible] رسول پر ایمان کے یہی معنے ہیں۔ مطلق ایمان کیونکر نجات نہیں دلا سکتا۔ جب تک اسکے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور کتابوں کا کوئی [illegible] نہیں۔ جس کا مفاد [illegible]

ایمان سے یہ مطلب ہے۔ کہ انسان ان کی صداقت کا قائل ہو۔ اور اپنی بہتری کے لئے اس ہدایت نامہ کا عامل ہو۔ اسی طرح قدر خیر و شر پر ایمان یہ معنے رکھتا ہے کہ انسان کے دل میں یہ گہرا اشتباہ ہو کہ نیکی کا نتیجہ اچھا اور بدی کا انجام برا ہوتا ہے۔ یہی یقین ہے۔ جو پاکیزہ زندگی کی روح رواں ہے۔ پھر اس بات کا یقین بھی ضروری ہے کہ یہی محدود زندگی نہیں۔ بلکہ روح ابد تک زندہ ہے اور روح بغیر جسم کے نہیں رہتی۔ اس دنیا میں جسد عنصری ہے۔ تو دوسری دنیا میں اعمال کے مطابق نورانی یا غیر نورانی جسم ہوتا ہے۔ وہاں انسان اپنے اعمال کا کھلا کھلا نتیجہ بھگتنے کے لئے جائے گا۔

پس یہ سات اصول جنہیں آپ بیفائدہ سمجھ رہے ہیں۔ یہی تو اعلیٰ تبدیلی پیدا کرنے والے ہیں۔ پھر پانچ ارکان اسلام کی غرض و غایت بھی یہی ہے۔ کہ انسان اپنی زندگی کو کامل کر سکے۔ دیکھئے نماز ہے۔ تو اس کا نتیجہ بتایا کہ اقم الصلوٰۃ۔ ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر۔ یعنے نماز بے حیائی کی باتوں اور ناپسند کاموں سے روکتی ہے۔ روزہ ہے تو اس کا فائدہ بھی بتایا کہ لعلکم تتقون۔ تاکہ تم متقی بنجاؤ۔ متقی ما کیا ہے۔ تمام بری باتوں بری خواہشوں برے کاموں کو ترک کرنا اور نیک باتوں نیک جذبات نیک کاموں کو اختیار کرنا۔ پھر زکوٰۃ کا جو فائدہ ہے۔ وہ اسکے مصارف سے ظاہر ہے کہ قوم میں جو مساکین و فقراء ہیں۔ ان کی حاجت روائی کی فکر لے ہو۔ [illegible] حج کے بھی ایسے ہی فوائد بتائے جن کا اثر براہ راست انسانی زندگی پر پڑتا ہے۔ الغرض شریعت اسلام کا جو بھی حکم ہے۔ وہ محض انسانی زندگی میں اعلیٰ تبدیلی پیدا کرنے کے لئے ہے اسکی تفصیل کے لئے تو ایک [illegible] چاہیئے۔ یہاں مختصر طور پر لکھا گیا۔ بشرط ضرورت پھر کسی دوسرے رسالے میں اور بھی لکھا جائیگا۔

(اکمل)

داتوی معاند کی تباہی

اللہ اکبر! اخربت خیبر۔ دارالامان وہ مقام ہے۔ جہاں مرکز سلسلہ احمدیہ اور اس کے برگزیدہ خلیفہ سے ٹھیک ایسا ہی عناد رکھنے والا شخص رہتا ہے۔ جیسا یزید کو امام حسین رضی اللہ عنہ سے تھا۔ پاکبازوں پر لعنیں بھیجنے والے بدقسمت انسان کی شامت جو آئی۔ تو یہ بڑا بول بولا۔ کہ چھ سال میں موجودہ خلافت تباہ ہو جائیگی۔ خدا کی غیرت نے اپنا کام کیا۔ اور ابھی چھ ہفتہ بھی گذرنے نہ پائے کہ اس ناحق کوش کی پیاری بیوی فوت ہو گئی۔ اور یوں وہ جو دوسروں کی تباہی کے خواب دیکھتا تھا خود ہی تباہ ہو گیا۔ وہ کسی مقدس کی خانہ ویرانی کا منتظر تھا۔ خدائے مقتدر نے خود اسی کا خانہ ویران کر دیا۔ اور اسے اسقدر رنج پہونچا کہ خدا دشمن سے دشمن کو بھی نہ دکھلائے۔ یہ سزا ایک نیک دل کے لئے کافی تھی۔ مگر اس بدبخت کو دیکھئے۔ جب اسے اسکی غلطی پر متنبہ کیا گیا تاکہ وہ توبہ کرے۔ اور پاکوں کے منہ آنے سے رہ جائے۔ تو وہ اور بھی شوخی و شرارت میں بڑھا اور اس نے اپنے دو بیٹوں کو پیش کیا۔ جیسا اسے متنبہ کر دیا گیا۔ کہ اونا عاقبت اندیش کیوں ابتر ہونا چاہتا ہے۔ اپنی حالت پر رحم کر۔ ایک نبی مسیح موعود کی خاطر خویش و اقارب اور اپنے پیارے وطن چھوڑ دینے والوں کو یزیدی کہا۔ اور وہ مقام جو ارض حرم ہے اور جسمیں ہر قسم کی برکت رکھی گئی ہے اسے دمشق سے تشبیہ دی اور موجودہ خلیفہ پر الزام لگایا کہ وہ حکومت جسمانی چاہتا ہے اسکے لئے جوڑ توڑ کرتا رہتا ہے۔ تب خدا کی غیرت جوش میں آئی۔ اور اس قادر توانا نے جو اپنے بندوں کے لئے بہت غیور ہے۔ چھ سال کے اندر ہی اسکے عزیز بیٹے کی جان بھی قبض لی۔ اب دیکھئے معاند سلسلہ شوخی و شرارت و ایذا رسانی سب و لعن سے باز آتا ہے یا ابھی خدا کی قدرت کا کوئی ہاتھ دیکھنا چاہتا ہے۔ دوستو والو! دیکھو تمہارے لئے نشان ظاہر ہوا۔ افسوس تم پر اگر اب بھی تم حق و باطل میں امتیاز نہ کر سکے محمد یمین سے کوئی تعارف نہیں وہ مسیح موعود میں ہو کر ہمارا بھائی تھا۔ ہماری خواہش ہے کہ وہ یہ گندہ دہانی اور بدزبانی چھوڑ دے اگر مسئلہ خلافت و نبوت اسکی سمجھ میں نہیں آتا تو وہ طالبانہ [illegible]

چار سے زیادہ بیویاں جائز نہیں

از جناب مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل بقاپوری

ناکحین کے چار مرتبے

اسلام کا ہر امر ایسا حد اعتدال پر واقع ہوا ہے کہ قوائے انسانی کو ہر امر میں ملحوظ رکھکر انسان پر اتنا بوجھ رکھتا ہے۔ جتنا کہ وہ اٹھا سکے۔ اور یہ ایسا بدیہی امتیازی نشان اسلام کا ہے۔ جو غیر مذاہب اس سے عاری ہیں مثلاً نکاح کا معاملہ ہی دیکھو۔ کہ اگر بعض مذاہب نے رہبانیت یعنے تجرد کو پسند کرکے حیوانوں کی طرح جنگلوں میں زندگی بسر کرنا عبادت قرار دیا ہے۔ تو دوسری طرف بعض نے اسقدر تعدد ازدواج پر زور دیا۔ کہ اسکی کوئی تعداد ہی نہ رکھی۔ مگر اسلام نے اس امر میں بھی انسانی قوی کو ملحوظ رکھکر چار قسمیں ناکحین کی مقرر کر دیں۔ اور حکم دیا کہ جو مسلم وسعت نکاح رکھتا ہے۔ وہ ان چار قسموں میں سے ایک کو اختیار کرے۔ اور یہ حکم عین مطابق فطرت انسانی ہے مثلاً ایک قسم کے وہ انسان ہیں۔ کہ جنہیں عدل وانصاف کی طاقت ہی نہیں۔ ان کے لئے تو ایک ہی بیوی کا حکم دیا۔ اور وہ لوگ جنہیں ادنےٰ درجہ کی طاقت ہے۔ ان کے لئے دو کا حکم ہے۔ اور جنہیں اوسط درجہ کی طاقت ہے۔ ان کو تین کی اجازت ہے۔ اور جنہیں یہ طاقت اعلیٰ درجہ پر واقع ہوئی ہے۔ ان کے لئے چار عورتوں تک اجازت فرما دی۔ ہاں چونکہ انبیاء علیہم السلام علاوہ ہر ایک طاقت میں بوجہ اتم درجہ پر واقع ہونے کے ایک معلم اور نمونہ ہوتے ہیں۔ اور عورتوں کے مخصوصہ مسائل بھی عورتوں سے ہی بوجہ احسن حل ہو سکتے ہیں۔ اسواسطے ان کی ذات کو عام لوگوں پر قیاس کرنا ٹھیک نہیں۔ کیونکہ اس طرح درجہ اناث باوجود ناقصات العقل ہونے کے حق تلفی کا مورد ہوگا۔ اور اس درجہ کو بوجہ اتم دین نہیں پہنچیگا۔ اسواسطے ان کے لئے کوئی تعداد مقرر نہیں کی گئی۔ بلکہ اپنی دینی ضرورت کے مطابق جتنی ضروری سمجھیں۔ نکاح میں لا سکتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت داؤد وسلیمان علیہما السلام وغیرہ کی بیویاں اپنے اپنے وقت کے لوگوں سے زیادہ تھیں۔

الغرض اس بارہ میں عام مومنین کے لئے جو حکم شریعت مصطفویہ میں چار تک کا آیا ہے۔ وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

آیت نکاح قولہ تعالیٰ۔ فان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع فان خفتم ان لا تعدلوا فواحدۃ (النساء رکوع ۱)

ترجمہ۔ اور اگر تم کو اسبات کا خوف ہے کہ ہم یتیم لڑکیوں کے حق میں انصاف نہ کر سکینگے۔ تو پھر جو اور عورتوں میں سے تمہیں پسند آئیں۔ ان سے نکاح کر لو۔ دو۔ دو۔ تین تین چار چار۔ پھر اگر تم کو ڈر ہو کہ ہم زیادہ بیویوں میں انصاف نہ کر سکیں گے۔ تو پھر ایک ہی پر بس کرو

تفسیر بیضاوی نے کیا معنے کئے

اس آیت کی تشریح کے لئے ہم ذیل میں تفسیر بیضاوی کی عبارت نقل کرتے ہیں:۔ مثنیٰ وثلاث ورباع معدولۃ عن اعداد مکررۃ ثنتین ثنتین و ثلث ثلث واربع اربع ومعناها الاذن لکل ناکح یرید الجمع ان ینکح ما شاء من العدد المذکور متفقین فیہ ومختلفین ولو افردت کان المعنیٰ تجویز الجمع بین ھذہ الاعداد دون التوزیع ولو ذکرت باو لذھب تجویز الاختلاف فی العدد (بیضاوی)

ترجمہ۔ لفظ مثنیٰ اور ثلاث ورباع اعداد مکررہ سے جو ثنتین ثنتین وثلث ثلث اور اربع اربع بدلکر مثنیٰ وثلاث ورباع بنا لیا گیا ہے۔ اور اس کے معنے یہ ہیں کہ دو دو اور تین تین اور چار چار نکاح کرلو۔ اور ہر ایک ناکح کے لئے جو تعدد ازدواج کا خواہاں ہو۔ اجازت ہے۔ کہ ان تین قسموں میں سے جو تعداد اپنے لئے مناسب حال سمجھے۔ نکاح میں جمع کرلے۔ خواہ سارے مسلمان متفق ہوکر ایک ہی تعداد پر اتفاق کریں۔ یا مختلف طور پر کوئی دو بیویاں کرے کوئی تین کوئی چار یعنے اس طرح ان کا آپس میں اختلاف فی العدد بھی جائز ہے اور اگر مثنیٰ وثلاث ورباع جو تکرار لفظی پر دلالت کرتے ہیں۔ یہ نہ لاتے۔ بلکہ لفظ ثنتین اور ثلاثہ واربعہ بیان کرتے۔ تو اسوقت یہ شبہ بھی ہو سکتا تھا کہ شاید اس کا یہ مطلب ہو کہ ہر مسلم نو بیویاں ہی کرے۔ تو پھر ناکحین کی تین قسموں کا مفہوم یقینی نہ رہتا ؎

ابن جریر کی تفسیر الحدیث

ابن جریر اس آیت کی اسناداً یوں تفسیر لکھتا ہے:۔ عن عکرمۃ فی قولہ تعالیٰ وان خفتم ان لا تقسطوا فی الیتامیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلاث ورباع قال کان الرجل یتزوج الاربع والخمس والستۃ والعشر فیقول الرجل ما یمنعنی ان اتزوج کما تزوج فلان فیاخذ مال یتیمہ فیتزوج بہ فنھوا ان یتزوجوا فوق الاربع وعن السدی فی ھذہ الآیۃ فانکحوا واحدا الی الاربع وعن قتادۃ کان الرجل فی الجاھلیۃ یتزوج العشرۃ فما دون ذلک فاحل اللہ جل ثناؤہ اربعا وعن الربیع فی ھذہ الآیۃ کان الرجل یتزوج العشرۃ فی الجاھلیۃ فما دون ذلک احل اللہ اربعا وصیرھم الی الاربع۔

ترجمہ ۱۔ حضرت عکرمہ رضؓ مثنیٰ وثلاث ورباع کی یوں تفسیر فرماتے ہیں کہ جاہلیت میں جب ایک آدمی چار پانچ چھ بلکہ دس تک عورتوں سے نکاح کر لیتا۔ اور اسی طرح دوسرا آدمی بھی کہنے لگتا کہ جب فلاں آدمی نے اتنی عورتیں نکاح میں جمع کر لی ہیں۔ تو مجھے کونسی چیز روک سکتی ہے۔ میں بھی اپنی پروردہ یتیمہ سے ہی نکاح کر لیتا ہوں۔ اور فلاں شخص کی طرح دس تک عورتیں اپنے نکاح میں جمع کر لیتا ہوں۔ پس خدا تعالےٰ نے صرف چار عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا جائز رکھا۔ اور اس سے زیادہ جمع کرنا منع فرمایا۔

۲۔ حضرت سدی فرماتے ہیں کہ اس آیت کے یہ معنے ہیں کہ تم ایک سے چار تک عورتیں اپنے نکاح میں رکھ سکتے ہو

۳۔ حضرت قتادہ رضؓ فرماتے ہیں۔ کہ جاہلیت میں بعض لوگ دس تک عورتیں نکاح میں جمع کر لیا

اس سے کم تو خدا تعالیٰ نے اس آیت میں صرف چار تک جائز رکھا۔

۴۔ حضرت ربیع سے بھی اسی طرح روایت آئی ہے کہ چار سے زیادہ جائز نہیں

فتح الباری نے کیا معنے کئے

لغت عرب کے لحاظ سے الفاظ مثنیٰ و ثلاث و رباع کی تشریح محدثین و نحویین نے یوں کی ہے۔ فتح الباری میں یوں ہے :۔

الظاہر منہ التعبیر بین الاعداد المذکورۃ لا من قال جاء القوم مثنیٰ و ثلاث و رباع اراد انہم جاؤا اثنین اثنین و ثلثۃ ثلثۃ و اربعۃ اربعۃ ولو ارید مجموع العدد المذکور لکان قولہ مثلاً تسعاً ارشد و ابلغ کما فی قولہ تعالیٰ اولی اجنحۃ مثنیٰ و ثلاث و رباع وہو ظاہر ان المراد منہ تنویع الاعداد لا ان لکل واحد من الملئکۃ مجموع العدد المذکور۔

ترجمہ۔ لفظ مثنیٰ و ثلاث و رباع کے یہی اور ظاہر معنے یہی سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان تین عددوں میں سے اختیار دیدیا ہے۔ کہ جسکے جو مناسب حال ہو اختیار کرے کیونکہ محاورہ عرب میں جو شخص یہ کہے کہ قوم مثنیٰ و ثلاث و رباع آئی ہے۔ تو اس کہنے سے اسکی مراد ہوتی ہے کہ تمام لوگ قوم کے دو دو۔ تین تین۔ چار چار ہو کر آئے ہیں۔ اور یہ معنے ہرگز نہیں ہوتے۔ اور نہ کوئی خیال کرتا ہے۔ کہ نو نو ہو کر آئے ہیں۔ اور اگر بالفرض خدا تعالیٰ کا منشاء نو کی تعداد مقصود ہوتی۔ تو اسکے لئے مثلاً لفظ تسع کا بڑا موزون اور بلیغ تھا اسکو بیان فرماتا۔ لہٰذا اس سے دو دو تین تین اور چار چار عورتیں ہی مراد ہے۔ جیسا کہ دوسری جگہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے مثنیٰ و ثلاث و رباع پروں والے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ اور مستفید بات ہے۔ کہ یہاں سے مراد یہی ہے کہ فرشتوں کی تین قسمیں باعتبار پروں کے ہیں۔ بعض کے دو دو۔ بعض کے تین بعض کے چار۔ نہ کہ ہر ایک فرشتے کے کم سے کم نو نو پر ہیں

نحویین کی سند

شرح ملا جامی میں یوں آیا ہے ثلث و مثلث ان فی معناہما تکرار دون لفظہما وکذا الحال فی احاد و موحد و ثنا و مثنے الی رباع و مربع بلا خلاف۔

ترجمہ۔ لفظ ثلاث و مثلث کے معنوں میں تکرار ہے یعنے تین تین کے معنے ہیں۔ اور اسی طرح لفظ احاد و موحد اور ثنا و مثنے تا رباع و مربع بلا اختلاف تکرار معنوی ہے۔ یعنے مثنے و ثلاث و رباع کے بلا اختلاف اسکے متفق طور پر یہی معنے ہیں کہ دو دو تین تین چار چار۔

بخاری کی شہادت

محدثین کے نزدیک بھی اس آیت (مثنے و ثلاث و رباع) کے یہی معنے ہیں۔ چنانچہ بخاری میں یوں آیا ہے۔

لا یتزوج (الرجل) اکثر من اربع لقولہ تعالیٰ مثنے و ثلاث و رباع۔

ترجمہ۔ کسی شخص کو چار سے زائد عورتیں نکاح میں رکھنی جائز نہیں ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ دو دو اور تین تین اور چار چار تک نکاح کرو۔

احادیث صحیح سے معنوں کی تائید

حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی اس آیت کا یہی مفہوم سمجھا۔ اور اسی آیت کے ماتحت چار سے زائد عورتیں نکاح میں جمع رکھنا اپنے اصحاب کو منع فرمایا۔

حدیث اول۔ عن ابن عمر ان غیلان بن سلمۃ الثقفی اسلم ولہ عشر نسوۃ فی الجاہلیۃ فاسلمن معہ فامر النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان یتخیر منہن اربعاً رواہ الترمذی وابن ماجہ واحمد والشافعی والدارقطنی والبیہقی وغیر ذلک۔

ترجمہ۔ حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ جب غیلان ثقفی مسلمان ہوا۔ تو اس کی دس عورتیں تھیں۔ جو اسکے ساتھ ہی وہ بھی اسلام لے آئیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اسکو حکم دیا کہ تو ان میں سے چار کو پسند کر کے رکھ لے۔ اور باقی چھ کو چھوڑ دے۔ چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا۔ اس حدیث کو صحاح ستہ کی کتابوں کے علاوہ دوسروں نے بھی اپنے اپنے سنن میں بیان کیا ہے۔

حدیث دوم۔ عن قیس بن الحارث قال اسلمت وکان تحتی ثمان نسوۃ فاتیت النبی صلعم فاخبرتہ فقال اختر منہن اربعاً وخل سائرہن ففعلت (رواہ ابن ابی شیبہ)

ترجمہ۔ قیس بن حارث کہتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میری آٹھ بیویاں تھیں۔ میں رسول اللہؐ کے پاس آیا۔ اور عرض کی کہ میری آٹھ بیویاں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ انہیں سے چار کو پسند کر کے رکھ لے۔ اور باقی چار کو چھوڑ دے۔ پس میں نے ایسا ہی کیا۔ (یہ حدیث ابن ابی شیبہ نے اپنے سنن میں بیان کی ہے۔

حدیث سوم۔ عن نوفل بن معاویہ قال اسلمت وتحتی خمس نسوۃ فسالت النبیؐ فقال فارق واحدۃ وامسک اربعاً فعمدت الی اقدمہن صحبۃ عندی عاقر منذ ستین سنۃ ففارقتہا۔ (رواہ مشکوٰۃ)

ترجمہ۔ نوفل بن معاویہ کہتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میرے نکاح میں پانچ بیویاں تھیں میں نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ایک بیوی ان میں سے جدا کر دے۔ اور باقی چار کو اپنے نکاح میں رہنے دے۔ میں نے ان میں سے اس بیوی کے جدا کرنے کا ارادہ کیا۔ جو سب سے پہلے میرے نکاح میں قریباً ساٹھ برس تک میرے پاس ٹھہری ہوئی تھی۔ چنانچہ میں نے اس کو جدا کر دیا۔ اور صرف چار کو ہی رکھا۔ غرض اس طرح کی بہت سی حدیثیں آئی ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے چار عورتوں پر اپنے صحابہ کرام کا تعامل کرا کر ثابت کر دیا کہ چار سے زیادہ بیویاں ایک ہی وقت میں کسی مسلم کو نکاح میں جمع کرنی جائز نہیں۔

چار بیویوں پر اجماع اُمت

نیز اس مسئلہ پر اجماع امت مرحومہ کا بھی ہو گیا ہے۔ چنانچہ فتح الباری میں یوں آتا ہے۔ اما حکم الترجمۃ فبالاجماع الا قول من لا یعتد بخلافہ من رافضی

وغیرہا ۔ ترجمہ ۔ حکم بر جمع کا (یعنے امام بخاری کا یہ کہنا کہ باب لایتزوج اکثر من اربع کہ چار سے زیادہ بیویاں نکاح میں نہ رکھے) اجماعی فیصلہ ہے ۔ جس پر تمام امت کا اتفاق ہے ۔ ہاں رافضی خارجی لوگ جو اس کے برخلاف نو یا اٹھارہ بیویاں جائز رکھتے ہیں ۔ تو ان کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی غیر معتبر رافضی خارجی کا قول اس اجماعی مسئلہ کے برخلاف ہے ۔ اور شاید اسواسطے اس کا یہ خیال ہو ۔ کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی نو ازواج مطہرات تھیں ۔ اس کا جواب فتح الباری میں یوں لکھا ہے

وبکونہ صلے اللہ علیہ وسلم جمع بین تسع نسوۃ معارض بامرہ صلے اللہ علیہ وسلم للثقفی وغیرہ فدل علی خصوصیۃ صلے اللہ علیہ وسلم بذالک ۔

اگر معترض یہ کہیں کہ چونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیویاں ایک ہی وقت میں نو تھیں ۔ تو اس کا جواب یہ ہے ۔ کہ یہ فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ان کے حکم کے برخلاف ہے ۔ جو غیلان ثقفی وغیرہ ان اصحاب کو دیا تھا ۔ جن کی چار سے زیادہ بیویاں تھیں کہ تم چار کو اپنے نکاح میں رکھو ۔ اور باقی کو چھوڑ دو ۔ اور یہ متفقہ مسئلہ ہے ۔ کہ جو فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا آپ کے حکم کے برخلاف ہو وہ آپکی خصوصیات سے شمار کیا جاتا ہے ۔ لہذا یہ نو بیویاں بھی آپ کی خصوصیات سے ہوئیں ۔ انتہیٰ

بالآخر رافضی کا یہ قول کہ مثنیٰ وثلاث ورباع سے نو بیویاں ثابت ہوتی ہیں ۔ مجھے بہت ہی تعجب میں ڈالتا ہے ۔ کہ انکی عقل کو کیا ہو گیا ۔ معلوم ہوتا ہے ۔ کہ یہ سزا اسبات کی ہے ۔ جو صحابہ کرام کو عزت کی نگاہ سے وہ نہیں دیکھتے ۔ ورنہ ادنےٰ اور معمولی عقل کا بچہ بھی اسبات کو سمجھ سکتا ہے ۔ کہ اس آیت سے نو بیویوں کا استدلال کرنا بالکل خلاف عقل ونقل ہے ۔ بلکہ خود ان کی کے اعتقاد کے بھی برخلاف ہے ۔ اس طرح کہ جب واؤ جمع کے لئے سمجھی جاوے ۔ تو یہ معنے ہونگے

کہ ہر ایک مسلم یا تو نو بیویاں رکھے اور یا صرف ایک ۔ کیونکہ دو تین چار کا مجموعہ نو کا عدد جو مراد ہوا ۔ تو اس صورت میں نہ دو بیویاں جائز ہوئیں نہ تین چار اور نہ پانچ چھ اور نہ ہی سات آٹھ ۔ وہذا خلاف العقل والنقل

مجھے رافضیوں کے دلائل معلوم نہیں ۔ اور نہ یہ مضمون کسی خاص فرقہ کے برخلاف سمجھ کر لکھا گیا ہے بلکہ صرف یہی ثابت کرنا تھا کہ قرآن شریف اور سنت وتعامل اصحابہ کرام اور اجماع امت مرحومہ سلف وخلف واقوال ائمہ مجتہدین محدثین ونحویین ولغت ومحاورہ عرب کو ملحوظ رکھنے سے صرف چار تک بیویاں جائز ثابت ہوتی ہیں ۔ سو الحمد للہ ہم نے وہ بیان کر دیا ہے ۔ اس واسطے اسی پر ختم کرتا ہوں ۔ ہاں اگر کوئی خاکسار کو اپنے دلائل سے تحریراً مطلع کریگا تو پھر انشاء اللہ ان دلائل کا بودا پن بھی بیان کیا جاویگا ۔

وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی وسلم علی سید المرسلین وا صحابہ وخلفائہ اجمعین ؏

مدعی سست وگواہ چست

ذیل کا مضمون جناب ملک التجار سیٹھ عبداللہ الہ دین صاحب نے ایڈیٹر اہلحدیث امرتسر کے جواب میں لکھکر فاروق میں طبع ہونے کو بھیجا ہے ۔ کیا ایڈیٹر اہلحدیث کچھ معقولیت سے جواب دیگا ۔ (ایڈیٹر)

اخبار اہلحدیث مورخہ ۱۰ ۔ شوال ۱۳۳۶ ہجری مطابق ۱۹ ۔ جولائی ۱۹۱۸ء ہماری نظروں سے گذرا ۔ اسکے دیکھنے سے ہمیں معلوم ہوا کہ ہمارے چیلنج انعامی دس ہزار کے متعلق غور وتدبر سے کام نہیں لیا گیا ہے ۔ جس کا ہم کو بہت ہی افسوس ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ جناب نے چیلنج پر سرسری نظر ڈالی ہے ۔ جب ہی تو یہ لکھا ہے کہ ’’حیدرآباد دکن سے ایک آواز آئی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم نے جو رسالہ (تائید مرزا صاحب) شائع کیا ہے ۔ اسکے جواب پر ہم دس ہزار روپیہ

انعام کا چیلنج دیتے ہیں ۔ صلہ کالم ۳ سطر ۱‘‘

اب ہم یہ دریافت کرتے ہیں کہ ہم نے اپنے چیلنج میں یہ کہاں لکھا ہے ۔ کہ جو ہمارے اس رسالہ کا جواب دیگا اسکو دس ہزار روپیہ دینگے ۔ اور اگر اس رسالہ میں اس طرح کی عبارت صریح کہیں ہے ۔ تو پھر پیش کرنا جناب پر واجب ہے ۔ جناب والا ! ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ رسالہ محولہ کے صفحات ۳۳ ۔ ۳۴ کے مطابق اگر کوئی شخص بصورت انکار حضرت مرزا صاحب (صلوٰۃ اللہ وسلامہ) کسی دوسرے صادق مدعی کو پیش کریں ۔ تو اس کو دس ہزار روپیہ پیش کئے جا سکینگے ۔ نہ کہ جناب کو ۔ کیونکہ ہمیں تو صرف ایسے امام زمان ومجدد وقت کی ضرورت ہے کہ جو حسب منہاج نبوی منجانب اللہ ہدایت خلق اللہ کے لئے بفرمان خداوندی مبعوث کیا گیا ہو ۔ جیسے کہ ہماری نظروں میں حضرت میرزا صاحب مغفور ومبرور ملک ذات والا صفات ہے نہ کہ جناب کے جواب کی ضرورت

ہم امید کرتے ہیں کہ حسب شرائط صفحات ۳۳ ۔ ۳۴ رسالہ مذکورہ ایسے شخص کو پبلک کے سامنے آپ پیش کردینگے ۔ جو زمانہ کے امام یا مجدد وقت ہونے کا مدعی ہو یا بانی زمانہ یا کم ازکم اس کا جانشین اور قائم مقام ہو کہ جس نے حسب اعلانات مشتہرہ رسالہ زیر بحث اپنے آپ کو تمام دنیا کے سامنے پیش کیا ہو ۔ اور اپنی صداقت منوا دی ہو ۔

اب جناب وکالت کی زیادہ تکلیف گوارا نفرما دیں بلکہ اس مدعی کو پیش کر دیں تاکہ مدعی سست وگواہ چست کا نقشہ نہ ہو ؏

رہا روپیہ کا معاملہ تو اس کا بھی ہم نے اپنے چیلنج میں بخوبی فیصلہ کر دیا ہے ۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۳۴ ۔ یقین ہے کہ ہمارے مدعا کو آپ خوب سمجھ گئے ہونگے ۔ امید ہے کہ اپنے اخبار کے ناظرین کو مزید انتظار میں نہ رکھکر یہ جواب بھی اپنے اخبار میں جلد شائع فرمادینگے ۔

ہم نے اس کا نقل بھی اخبارات الفضل ، فاروق ، پیسہ اخبار کو بھیجدیا ہے ۔ فقط ۲۴ ۔ اگست ۱۹۱۸ء

عبداللہ الہ دین ۔ الہ دین بلڈنگ [illegible]

از دفتر اخبار حق - ۲۰ اگست ۱۹۱۸ء

مکرمی - تسلیم

مجھے یقین ہے کہ آپ کو علم ہوگا۔ کہ اخبار حق کی اشاعت معجزانہ ترقی کر رہی ہے۔ چار ہفتوں کے قلیل ایام میں حق کی اشاعت دس ہزار سے ترقی کر کے پچیس ہزار تک جا پہنچی ہے۔ اب فیصلہ کیا گیا ہے کہ بہت جلد حق کا ایک خاص نمبر جو تصاویر۔ کارٹونوں۔ نقشوں اور بہترین مضامین نظم و نثر سے مزین ہوگا

ایک لاکھ کی تعداد

میں شایع کیا جائے۔ تمام اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کے لئے اپنے بہترین مضامین نثر اور نظمیں ارسال فرمائیں۔ نیز اشتہارات کے لئے یہ ایک نادر موقع ہے اتنی بڑی اشاعت اور اسکی تقسیم ایک مشکل کام ہے اور ہر روز ایسے موقع میسر نہیں آتے ۔

نیازمند - عبدالعزیز جائنٹ سکرٹری

چار کی دعوت اور ایک یورپین لیڈی کو تبلیغ

ہمارے مکان کے پڑوس میں جو "گوکھتی" قوم کا ایک شریف اور تعلیمیافتہ کنبہ رہتا ہے۔ انکی عورتوں نے عاجز کی اہلیہ کو چار کی دعوت دی تھی۔ جسمیں علاوہ دیگر عورتوں کے ایک معزز یورپین لیڈی بھی مدعو تھی۔ جب ان عورتوں نے اس لیڈی کو عاجز کی اہلیہ کے ساتھ انٹروڈیوس کرایا تو ساتھ ہی یہ بھی کہدیا۔ کہ آپ ان کے ساتھ انگریزی میں گفتگو کر سکتی ہیں۔ اس لیڈی نے ادھر ادھر کی باتوں کے بعد یہ پوچھا کہ آپ یہاں کس مکان میں رہتی ہیں۔ انہوں نے احمدیہ ایسوسی ایشن کا پتہ بتایا۔ اسنے کہا کہ کیا اسجگہ جہاں لیکچر ہوتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں۔ پھر انہوں نے پوچھا [illegible] انہوں نے کہا کہ مسیح موعود کی آمد کا۔ اسنے گھبرا کر پوچھا کہ مسیح موعود کیا؟ انھوں نے کہا مسیح کی دوسری آمد میں

اور مختصر طور پر اسکو مسیح کی دوسری آمد سے مطلع کیا۔ اسنے کہا کہ میں خود آپکے یہاں آؤنگی۔ اور مفصل حال سنونگی۔ مجھ کو بہت کم فرصت رہتی ہے۔ میں رجسٹ پوسٹ آفس میں کام کرتی ہوں۔ فرصت کے روز ضرور آکر مفصل حال اور خبر سنونگی ۔

(خلیل احمد از بمبئی)

مختلف خبریں

۱۔ خبر ہے کہ ۱۸۔ جولائی سے لیکر اب تک اتحادیوں نے مغربی محاذ پر دشمن کے ایک لاکھ آدمی گرفتار کئے ہیں ۔

۲۔ اسی طرح اس عرصہ میں اتحادیوں نے دشمن کی دو ہزار توپیں بھی چھین لی ہیں ۔

۳۔ ۸۔ اگست سے لیکر اب تک اتحادیوں نے مغربی محاذ پر دشمن کے ۷۴ ہزار قیدی اور ۷ سو توپیں حاصل کی ہیں۔

۴۔ الغرض مغربی محاذ پر دشمن نے اتنی زبردست زک اٹھائی ہے کہ اب اس کا سنبھلنا مشکل ہے

۵۔ اتحادی سپاہ ہر طرف سے بڑھ رہی ہے۔ اور دشمن کی سپاہ زک و ہزیمت اٹھا کر پسپا ہو رہی ہے ۔

۶۔ سائبیریا کے مقام ولاڈی واسٹک کا تار ہے۔ کہ اسوری کے مقام پر اتحادیوں کی پیشقدمی شروع ہے۔

۷۔ بولشویک ۳۰ میل پسپا ہو گئے ہیں۔ اور امریکن و جاپانی فوجیں وہاں پہنچ رہی ہیں ۔

۸۔ خبر ہے کہ آئرلینڈ میں ارادی بھرتی بڑی کامیاب ہو رہی ہے اور ہر ہفتہ میں بہت لوگ بھرتی ہوئے ہیں ۔

۹۔ مقتول زار روس کے بھائی نے اعلان شائع کیا ہے کہ میں روس میں ازسرنو ضابطہ اور امن قائم کروں گا۔

۱۰۔ یہ اعلان بظاہر بولشویکوں کے خلاف جاری کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس سے اتحادیوں کو مدد ملیگی ۔

۱۱۔ جاپان کی خبر ہے کہ صوبوں میں چاول کی گرانی کی وجہ سے بلوے بدستور جاری ہیں۔

۱۲۔ یہ اغلب خیال کیا جاتا ہے کہ مجلس دربار مستعفی ہو جائیگی

۱۳۔ میکسیکو کی سرحدی فوج اور امریکن سپاہ میں باہمی اشتباری کا افسوسناک حادثہ ہوا۔

۱۴۔ بمبئی کا خاص اجلاس کانگریس ۲۹۔ اگست کو ایک بجے شروع ہوا۔ دس ہزار آدمی شامل جلسہ تھے۔

۱۴۔ علیگڈھ کالج کے سٹاف اور ٹرسٹیوں کے جھگڑے کی وجہ سے کئی پروفیسر مستعفی ہو گئے ہیں۔

۱۵۔ دھولپور کے آریہ مندر کے متعلق سماجیوں نے جو یورش ابھی نہیں کیا تھا۔ اس جھگڑے کا قطعی طور پر فیصلہ ہو گیا ہے ہوان کٹ شدہ ہو کر مقفل رہیگا۔ اور مدرسہ کے لئے علیحدہ جگہ دیجائیگی ۔

۱۶۔ اب لالہ منشی رام عرف سوامی شردھانند دھولپور سے ایک نئے جھگڑے کی اطلاع دیتے ہیں۔

۱۷۔ اس اطلاع کا یہ مطلب ہے کہ چوہڑے چمار اور مسلمانوں نے آریوں پر اینٹ پتھر برسائے۔ سوامی شردھانند کا بیان ہے کہ اینٹ پتھروں کی بارش سے تمام آریئے زخمی ہو گئے۔ مزید براں لالہ منشی رام کے سر پر بھی ایک پتھر سے چوٹ آئی ہے۔ اور خون نکلا ہے۔

۱۸۔ قسطنطنیہ کی ایک خبر بواسطہ ایمسٹرڈم پایہ تخت ہالینڈ مظہر ہے کہ شاہ حجاز شریف مکہ کا انتقال ہو گیا ہے۔

۱۹۔ ۱۰ جولائی میں پنجاب سے ۱۹۴۸ رنگروٹ بھرتی ہوئے۔ جنمیں ۱۲۰۰۸ جنگجو تھے اور ۷۴۷۳ غیر جنگجو ۔

۲۰۔ یہ خبر دلچسپی و اطمینان سے پڑھی جائیگی کہ ہندوستان کے قرضہ جنگ کی رقم تیس کروڑ روپیہ اور بڑھ گئی ہے۔ امید ہے کہ جلد تر یہ رقم ۴۰ کروڑ تک جا پہنچیگی ۔

حضور نظام حیدرآباد نے اپنی ریاست کے علاقہ جات میں کرنسی نوٹ جاری کئے ہیں۔ اب تک ریاست مذکور میں ۱۲ لاکھ کے کرنسی نوٹ جاری ہو چکے ہیں۔ کل ۵۰ لاکھ کے جاری ہونگے۔

۱۹۔ خبر ہے کہ میاں عبدالعزیز منیجر پیسہ اخبار اپنے بھائی مولوی محبوب عالم سے جدا ہو گئے ہیں۔ اب کارخانہ پیسہ اخبار سے میاں عبدالعزیز کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔ وہ علیحدہ کاروبار کرینگے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا — جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اُس مہ سے اندھیرا — دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اِک دل کی غذا دی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دا...

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ - مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۶

سلسلہ کی خبریں

۱۔ حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔

۲۔ یہاں ذی الحجہ کا چاند اتوار کے دن شام کو دیکھا گیا اس حساب سے عید اضحٰے بدھ کو ہونی چاہیئے۔ لیکن جنتری والے سوموار کی عید لکھتے ہیں۔ دیکھنا چاہیئے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ شاید ہفتہ کے دن چاند ہونے کی کوئی خبر مل جائے ناظرین کرام کو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ فاروق یا الفضل میں جو قمری مہینے کی تاریخیں درج ہوتی ہیں۔ وہ کاتب جنتری سے دیکھ کر لکھ دیتا ہے۔ اس کا اعتبار شرعی طور سے نہیں ہونا چاہیئے۔ مجھے اسلئے لکھنا پڑا کہ بعض مخلصین ان تاریخوں کی بناء پر دوسروں سے مباحثہ شروع کر دیتے ہیں ٭

نظم

مولانا غلام احمد اختر (جو ایک اعلیٰ درجہ کے ادیب اریب اور فاضل لبیب ہیں۔ علمی زبان میں اپنے ایک حولعت کو للکارتے ہیں۔ یہ نظم اپنے بدائع معنوی کے لحاظ سے قابل قدر ہے۔ اور ہم خوش ہیں کہ فاروق کا لمرانہ درگا نمایہ کے محافظ بنتے ہیں (ایڈیٹر)

حسینوں سے .. .. سوا ہیں
کج و کجرو و کجرہ و کج ادا ہیں
بھرا ہے غضب بانکپن سادگی میں
ہیں غدار اور مدعیِ وفا ہیں
کروڑوں ہوں تا قتل مشتاق جاسے
سوئے مقتل اس شوق میں رہنما ہیں
غضب ... ہر ستمگری ...

پس پردہ مشتاقِ جور و جفا ہیں
بنقضِ بصر زیرِ جلبابِ عصمت
یہ فتان ہتاک ستر حیا ہیں
کلائی ... دار پر وار کر کے
تو پھر خود ہی سرگرم آہ و بکا ہیں
ضمائر جو تھے مستتر سب ہیں بارز
یہ تعلیلیں اب انکی سب نار وا ہیں
ہوا فتح کی دھن میں اعدا سے ہیں ضم
رہی کونسی کسر سب بر دسے ... ہیں
ہیں خواہان رفع اسلئے دشمنوں سے
کہ باغی خبر جسکے وہ مبتدا ہیں
کریں جبر نفع ان کی کسر ...
کہ نہ شرافت سے ...
مقدم وہی ایک ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۱۲ ستمبر ۱۹۱۸ء

قربانی اور عید اضحیٰ کے مسائل

(نوشتہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل)

قربانی سنت ہے، یا واجب!

یہ اصطلاحیں بعد میں وضع ہوئی ہیں۔ اسلئے ان جھگڑوں میں پڑنا ٹھیک نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے ایک روایت ہے کہ فرمایا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے من کان لہ سعۃ ولم یضح فلا یقربن مصلانا (لورع الرام) جو باوجود استطاعت قربانی نہ کرے۔ وہ ہمارے مصلے کے پاس تک نہ پھٹکے۔ اس سے استدلال کرتے ہیں۔ قربانی واجب ہے۔ لیکن دوسرا فریق یہ متفق علیہ حدیث پیش کرتا ہے۔ جسکے راوی براء ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے من ذبح بعد الصلوٰۃ فقد تم نسکہ واصاب سنۃ المسلمین۔ جسنے عید کی نماز پڑھ کر قربانی کی۔ اسکی قربانی پوری ہوئی۔ اور وہ مسلمانوں کی سنت پر چلا (مشکوٰۃ باب العیدین) دوم اصحاب رسول اللہ نے آپ سے دریافت کیا۔ ماھذہ الاضاحی۔ یہ قربانیاں کیا ہیں۔ آپنے جواب ارشاد فرمایا سنۃ ابیکم ابراھیم علیہ السلام۔ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ ان احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ قربانی ایک امر مسنون ہے۔ حضرت ابن عمر نے ایک شخص کو کیا اچھا جواب دیا کہ قربانی کی پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اور مسلمانوں نے دوبارہ اس نے پوچھا۔ دوبارہ یہی جواب دیا۔ (ترمذی)

قربانی کا التزام اور فضیلت

ابن عمر راوی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں دس سال زندہ رہے۔ اور آپ قربانی فرماتے تھے (مشکوٰۃ) اور زید بن ارقم کی روایت سے ابن ماجہ میں حدیث ہے کہ حضور انور نے فرمایا بکل شعرۃ حسنۃ اور بکل شعرۃ من الصوف حسنۃ۔ بدلے ہر بال کے بلکہ پشم کے بالی بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی ہے۔ ایک اور حدیث ہے۔ جس کی راویہ حضرت عائشہ صدیقہ ہیں۔ قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما عمل ابن ادم من عمل یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم وانہ لیاتی یوم القیٰمۃ بقرونھا واشعارھا واظلافھا وان الدم لیقع من اللہ بمکان قبل ان یقع بالارض فطیبوا بھا نفسًا (رواہ الترمذی) دیکھو مشکوٰۃ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل نحر کے دن قربانی کرنا ہے۔ وہ قربانی قیامت کے دن اپنے سینگوں۔ بالوں اور کھروں کے ساتھ حاضر ہوگی۔ اور قربانی کا خون گرنے سے پہلے جناب الٰہی میں قبول ہوتا ہے۔ پس خوش دلی سے قربانی دو۔ (مشکوٰۃ)

قربانی کس پر

میں اسکے جواب میں کہوں گا۔ ہر ایک مسلمان پر جو وسعت رکھے کوئی نصاب مقرر نہیں۔ جب تک لوگوں میں خشیۃ اللہ ہے اور شریعت پر عمل کرنے کا شوق یہ جواب کافی ہے لیکن بعض لوگ سستی کرتے ہیں۔ اور پھر بعض حیلے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ زیادہ تعجب یہ ہے کہ اگر طعام تفاخر کا موقعہ ہو تو بے دریغ قرض لیکر بھی بکرے ذبح کر دینگے۔ مگر قربانی کے دن مسئلہ پوچھینگے کہ میں غریب آدمی ہوں۔ قربانی کے بارے میں مجھے کیا ارشاد ہے۔ ان کے لئے فقہاء حنفیہ نے ضابطہ مقرر کر دیا ہے۔ ان کے لئے فقہاء حنفیہ نے ضابطہ مقرر کر دیا ہے کہ جسکے پاس جائداد بقدر نصاب شرعی ساڑھے باون روپے مسکن اور متاع مسکن اور سواری اور خادم کے سوا ہو وے۔ اس پر قربانی لازم ہے۔ زمین۔ زیور اسباب تجارت رہائشی مکان کے سوا دوسرے مکان کی قیمت جائداد میں محسوب ہوگی۔ بلکہ بقول بعض کتب غیر دینی اور اسکے دہرے نسخے بھی۔

۲۔ ہر ایک گھر کی طرف سے ایک قربانی کافی ہے مخنف بن سلیم روایت کرتے ہیں۔ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور عرفات میں تھے۔ تو میں نے سنا آپ فرماتے تھے۔ یا ایھا الناس ان علی کل اھل بیت فی کل عام اضحیۃ۔ اے لوگو! ہر اہلبیت پر ایک سال میں ایک قربانی ہے۔

۳۔ قربانی دوسروں کی طرف سے بھی کی جا سکتی ہے اپنی عورتوں کی طرف سے بچوں کی طرف سے۔ مسافر کی طرف سے۔

۴۔ آجکل مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو قربانی کی فلسفی اور اسکی حکمت سے جاہل محض ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ قربانی کی قیمت کسی فنڈ میں دیدینی چاہیئے۔ یہ شریعت کی از سر نو ترمیم ہے۔ اور ایسا ہرگز جائز نہیں۔

۵۔ جسے قربانی میسر نہ ہو یعنے طاقت نہ رکھتا ہو مشکوٰۃ میں ایک حدیث ہے کہ وہ اپنے بال اور ناخن اور لبیں اور مونچھ زیر ناف کٹا دے یہی قربانی ہو جائیگی۔ خذ من شعرک واظفارک وتقص شاربک وتحلق عانتک فذلک تمام اضحیتک عند اللہ (ابوداؤد)

قربانی کون ذبح کرے اور کیا پڑھے

سب سے بہتر یہی ہے کہ قربانی اپنے ہاتھوں سے کرے بخاری شریف میں انس سے روایت ہے کہ ضحی النبی صلے اللہ علیہ وسلم بکبشین املحین فرایتہ واضعًا قدمہ علی صفاحھما یسمی ویکبر فذبحھما بیدہ۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دو ابلق دنبوں کی قربانی کی۔ پس میں نے آپ کو اپنا قدم دونوں پہلوؤں پر رکھے ہوئے دیکھا (یہ طریق ذبح ہے پاؤں رکھتے) بسم اللہ واللہ اکبر پڑھا اور اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائے۔

قربانی کے جانور کی عمر۔

اونٹ۔ گائے بکری۔ دنبہ۔ بھیڑ کی قربانی مسنون

حدیث میں ہے - قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لا تذبحوا الا مسنۃ الا ان یعسر علیکم فتذبحوا جذعۃ من الضان (رواہ مسلم) دیکھو مشکوٰۃ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے - ذبح کرو مگر مسنہ اگر ملے - تو بھیڑ دنبہ کا جذعہ - سات تو مسلم و یقین ہے کہ اونٹ پانچ سال کا چھٹے سال میں قدم رکھ کر - اور گائے بیل دو سال کا تیسرے سال میں قدم رکھ کر مسنہ ہوتا ہے - ہدایہ میں بھی یہی ہے - لیکن بکری اور بھیڑ کے بارے میں اختلاف ہے - حنفی کہتے ہیں ایک سال کا مسنہ ہو جاتا ہے - اور اہلحدیث کے ہاں مسنی کہتے ہیں ثنی کو - اور قاموس میں ہے - الثنی والثنیۃ ... دیکھو ... الظلف ... [illegible]

... [illegible]

میں قدم رکھنے سے ہوتا ہے - میرے خیال میں جب دانت دیکھے جا سکتے ہیں تو زیادہ جھگڑے کی ضرورت کیا ہے - میں نے یہ مسئلہ حضرت الامام الحکم العادل سے دریافت کیا - آپ نے مجھے فرمایا - مولوی (نور الدین) صاحب سے پوچھ لو - حضرت امیر نے مجھے فرمایا کہ میری تحقیق میں بکری بھیڑ دو سال کی چاہیئے - پھر ایک دوسرے موقعہ پر یہ فرمایا کہ معلوم ہوتا ہے - تعامل کچھ اختلاف ہے - اسلئے مومن اس اختلاف سے بوقت حاجت فائدہ اٹھا سکتا ہے -

قربانی کے شرکاء

اور گائے و اونٹ میں سات آدمیوں کا شریک ہونا جائز ہے - وعن جابر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال البقرۃ عن سبعۃ والجزور عن سبعۃ - (رواہ مسلم) یعنے جابر سے روایت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گائے سات کی طرف سے کفایت کرتی ہے علیٰ ہذا القیاس - اونٹ دیکھو مشکوٰۃ -

ہو - یہ سات آدمی مسلمان ہونے چاہیئیں - فقہ کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ اگر ایک بھی کافر ہو - تو قربانی نہ جائیگی - اور ان کے حصے برابر برابر ہوں - نیز احمدی کی ...

حضرت اقدس کو بہت ناپسند تھی یعنے ناجائز ہے -

جانور کیسا ہو

بیمار نہ ہو - دبلا نہ ہو - بے آنکھ نہ ہو - کان چرا ہوا نہ ہو لنگڑا نہ ہو - عیب دار نہ ہو - اسکی تفصیل احادیث سے معلوم ہوگی جو یہ ہیں -

۱ - البراء بن عازب سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے پوچھا - ہم کس قسم کے جانوروں کی قربانی میں اجتناب کریں تو آپ نے ہاتھوں سے اشارہ فرمایا - اربعًا العرجاء البین ظلعها والعوراء البین عورها والمریضۃ البین مرضها والعجفاء التی لا تنقی (موطا) چار - ایک لنگڑی جس کا لنگڑا پن ظاہر ... جس کا کانا پن ... [illegible]

... [illegible]

... ہڈیوں میں گودا ... [illegible]

دوسری حدیث حضرت علی سے مروی ہے - جو یہ امرنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نستشرف العین والاذن وان لا نضحی بمقابلۃ ولا مدابرۃ ولا شرقاء ولا خرقاء (رواہ الترمذی) ہمیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم آنکھ اور کان کو دیکھ بھال لیا کریں - قربانی کا جانور ایسا نہ ہو کہ اس کا اگلی طرف سے یا پچھلی سے کان کٹا ہو یا اس کا کان چرا ہوا ہو یا پھٹا ہوا ہو - گول جید فقہاء نے اسی پر قیاس کر کے دُم اور سرین کو ملایا ہے اور ایک حدیث میں سینگ کٹی بھی ممنوع ہے - پھر اس بات میں بحث ہے کہ یہ کٹنا کسقدر ہو - حنفیوں کا فتویٰ ہے نصف سے زیادہ نہ ہو - یعنی جسمیں یہ عیب نصف سے زیادہ ہو وہ منع ہے - اہلحدیث کا الٹی آپ مذہب ہے کہ تھوڑا عیب ہو یا زیادہ اور واضح عیب نا جائز اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے -

آداب قربانی

مسلم میں ایک حدیث ہے من رای ھلال ذی الحجۃ واراد ان یضحی فلا یاخذ من شعرہ ولا من اظفارہ - رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - جو چاند دیکھے اور ارادہ کرے قربانی کا - تو اپنے بال اور ناخن نہ کٹائے -

۲ - ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عید گاہ میں ذبح فرماتے تھے - حدیث کے الفاظ یہ ہیں کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یذبح وینحر بالمصلّٰی (رواہ البخاری)

۳ - نماز عید سے بعد ذبح کرے - اگر کسی نے پہلے کر دیا ہو تو وہ قربانی نہیں - اسلئے پھر کرے - بخاری میں براء سے حدیث ہے - کہ میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے - اس روز سب سے اول ہم نماز پڑھتے ہیں پھر ... ذبح ... قربانیاں کرتے ہیں - ... [illegible] سنت ... ذبح کر لیا - ... سنت ہے ... [illegible] ... اہل و عیال کے لئے مہیا کر لیا - قربانی نہیں - ان اول ما نبدء به من یومنا هذا ان نصلی ثم نرجع فننحر من فعل هذا فقد اصاب سنتنا ومن ذبح فانما هو لحم یقدمه لاهله لیس من النسک فی شیء (ردم) عن انس عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال من ذبح قبل الصلوٰۃ فلیعد - انس سے روایت ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے - فرمایا جسنے نماز سے پہلے ذبح کیا - وہ قربانی کے واسطے پھر ذبح کرے -

ایام قربانی

عید کے دن جسے یوم النحر کہتے ہیں - اور یوم الاضحیٰ - اور اسکے بعد دو دن تک قربانی کی جا سکتی ہے - بعض علماء نے تین دن بعد یعنے تیرھویں تاریخ تک فتویٰ دیا ہے - تیرہ تاریخ کے فتوے پر صاحب بحر لکھتا ہے - لم یعمل بہ احد من الصحابۃ (کسی صحابی نے اس پر عمل نہیں کیا) مگر تعامل میں کچھ فرق ضرور ہے جس سے مومن وقت ضرورت فائدہ اٹھا سکتا ہے -

عن نافع ان ابن عمر قال الاضحیٰ یومان بعد یوم الاضحیٰ رواہ مالک - وقال بلغنی عن علی ابن طالب مثلہ -

نافع کہتے ہیں کہ ابن عمرؓ نے (جو بڑے متبع سنت نبوی تھے) فرمایا کہ قربانی عید کے بعد دو دن تک ہے۔ اور علی ابن طلحہ سے بھی ایسی روایت ہے۔ ہدایہ میں لکھا ہے۔ حضرت عمر ابن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے۔

تقسیم قربانی

قربانی نام ہے مہراقۃ دم (خون بہانے) کا نہ کہ گوشت کے صدقہ کرنے کا۔ جیسا کہ اس حدیث سے واضح ہے جو بروایت حضرت عائشہ مشکوٰۃ میں موجود ہے۔ ماعمل ابن [illegible] یوم النحر احب الی اللہ من اھراق الدم۔ پس جس نے حسب شرائط [illegible] جانور ذبح کیا اس کی قربانی ہو گئی۔ اب گوشت خود کھا لے کسی [illegible] اسی طرح کھال سے خود نفع اٹھا لے۔ تو قربانی میں کوئی فتور نہیں پڑتا۔ لیکن کریم النفس [illegible] کا طریق ہے کہ وہ خود کھاتے ہیں۔ دوسروں کو کھلاتے ہیں۔ خویش و اقارب کو بھیجاتے ہیں۔ اور مسکینوں محتاجوں کو بھی دیتے دلاتے ہیں۔ اسلئے عام طور سے یہ قاعدہ ہے کہ تین حصے کر لیتے ہیں۔ لیکن اسے ضروری سمجھنا اور جو ایسا نہ کرے اسے مہتم کرنا غلطی ہے:

۲۔ قربانی کا گوشت بیچنا ناجائز ہے۔ حدیث میں ہے۔ فکلوا ما شئتم ولا تبیعوا لحوم الھدی والاضاحی وکلوا وتصدقوا واستمتعوا بجلودھا ولا تبیعوھا (رواہ احمد)

اور کھاؤ جتنا چاہو۔ اور صدقہ کرو۔ اسکی کھال سے فائدہ اٹھاؤ۔ مگر بیچو نہیں۔ یہ بیچنا بقصد تمول ناجائز ہے اگر اسکے بدلے میں کوئی ایسی چیز لی جائے۔ جو اپنے عین سے بغیر اتلاف نفع دے جیسے ڈول۔ مشک یا اس نیت سے بیچا جاوے کہ اسکی قیمت مسکینوں پر صدقہ کر دیں تو جائز ہے۔

۳۔ کھال وغیرہ اتارنے گوشت صاف کرنیکی مزدوری الگ دینی چاہیئے۔ جیسا کہ حضرت علی سے روایت ہے۔ کہ مجھے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں آپکی طرف سے قربانیاں کرکے ان کا گوشت اور چمڑے مسکینوں پر تقسیم کر دوں۔ اور کھال اتروانے کی مزدوری اس میں سے نہ دوں۔ ولا یعطی فی جزارتہا شیئاً دیکھو بلوغ المرام۔

امور مسنونہ بتقریب عید ضحیٰ

۱۔ قرآن مجید میں ہے۔ ویذکروا اسم اللہ فی ایام معلومٰت۔ اور اللہ کا نام لیں مقررہ دنوں میں۔

حاکم نے اس روایت کی تخریج کی۔ اور اسے صحیح کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بسم اللہ جہر فرماتے۔ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے۔ اور حج کے دن کی صبح سے لیکر آخری یوم تشریق کی عصر کی نماز تک تکبیر کہتے۔ ہدیۃ المہدی جو مشکوٰۃ کی چوتھی فصلوں [illegible] ہے۔ اسمیں بروایت جابر مرفوعاً روایت ہے۔ کہ فرضی نماز کا سلام پھیرنے کے بعد درمیانی آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد پڑھنا چاہیئے کل ۲۳ نمازوں میں۔

۲۔ عید والے دن یہ امر مسنون ہیں۔

(۱) غسل (۲) مسواک (۳) آرائش (۴) عمدہ کپڑا (۵) خوشبو (۶) سویرے اٹھنا (۷) عیدگاہ میں جلد جانا (۸) قربانی بعد از نماز عید (۹) نماز باہر پڑھنا (۱۰) جس راہ سے جائیں دوسری راہ سے آئیں (۱۱) تکبیر کہتے آنا جانا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وللہ الحمد۔

(۲) مستورات بھی عیدگاہ میں جائیں۔

(۳) عید اضحی کی نماز عید الفطر سے جلد پڑھنی چاہیئے چنانچہ ابو الحویرث روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو لکھا۔ اور وہ نجران میں تھا کہ عجل الاضحیٰ واخر الفطر وذکر الناس۔ (رواہ الشافی مشکوٰۃ) اضحی کی نماز جلد پڑھ۔ اور فطر کی ذرا اس سے تاخیر کے ساتھ۔ اور لوگوں کو وعظ کر۔

۴۔ سب سے اول نماز پڑھ لینی چاہیئے۔ کان النبی صلے اللہ علیہ وسلم یخرج یوم الفطر والاضحی الی المصلّٰی۔ واول شیٔ یبدء بہ الصلوٰۃ ثم ینصرف فیقوم مقابل الناس والناس علی صفوفھم ویأمرھم (متفق علیہ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم عید فطر و عید اضحی کے دن عیدگاہ میں نکلتے۔ تو سب سے پہلے جو بات کرتے وہ نماز تھی۔ پھر لوٹ کر لوگوں کی طرف منہ کرکے کھڑے ہوتے۔ اور لوگ اپنی صفوں پر بیٹھے۔ پس آپ ان کو وعظ فرماتے۔ اور ان کو حکم فرماتے۔ دیکھو بلوغ المرام۔

پس عیدگاہ میں جا کر پہلے وعظ شروع کر دینا جیسا بعض حنفیہ کا معمول ہے۔ ناجائز ہے۔ اور نماز کے بعد لوگ صفوں کی ترتیب میں خلل ڈالکر گھروں کی طرف جانے لگتے ہیں۔ یہ بھی خلاف سنت ہے۔ خطبہ کو ضروری نہیں سمجھتے۔

۴۔ اذان و اقامت اس نماز میں نہیں۔ ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلے العید بلا اذان ولا اقامۃ (بلوغ المرام) نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عید بغیر اذان و اقامت کے پڑھائی۔

۵۔ دو رکعت نماز ہے۔ اور اس سے پہلے اور بعد کوئی نماز نہیں۔ عن ابن عباس ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم صلے یوم العید رکعتین لم یصل قبلھما ولا بعدھما اخرجہ السبعۃ۔ نبی اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دو رکعتیں عید کے دن پڑھیں نہ اس سے پہلے کچھ پڑھا نہ بعد میں۔ دیکھو بلوغ المرام

۶۔ تکبیر تحریمہ کہکر ہاتھ باندھ لے۔ ثنا پڑھ کر پھر سات تکبیریں اور کہے۔ ہر تکبیر پر ہاتھ کانوں کے برابر لیجا کر کھلے چھوڑ دے۔ اور ساتویں پر باندھ لے۔ پھر قرأت پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں قبل از قرأت سوا اس تکبیر کے جو سجدے سے اٹھتے وقت کہی جاتی ہے۔ پانچ تکبیریں کہے۔ اور پانچویں تکبیر پر ہاتھ باندھ لے۔ بلوغ المرام میں حدیث ہے۔

التکبیر فی الفطر سبع فی الاولی وخمس فی الاخرۃ والقراءۃ بعدھما کلیتھما (اخرجہ ابو داؤد ونقل الترمذی عن البخاری تصحیحہ) ۔ تکبیریں [illegible] اور دوسری میں پانچ تکبیریں ہیں [illegible]

پھر ترمذی نے اس حدیث کی بخاری سے تصحیح نقل کی ہے

(ب) اور قرأت میں جہر کرنا چاہیئے - ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کبر فی العیدین والاستسقاء سبعاً وخمسا وصلوا قبل الخطبة وجہروا بالقراءة (مشکوٰۃ) نبی صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر نے عیدین و استسقاء میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں - اور خطبہ سے پہلے نماز پڑھائی - اور قرأت باآواز بلند پڑھی -

(ج) میدان میں سترہ کھڑا کریں - اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کمان پر سہارا دیکر خطبہ پڑھا -

(د) سبح اسم - ھل اتاک حدیث الغاشیة - ق اقتربت الساعة - یہ سورتیں پڑھنے کا معمول تھا -
(اخرجہ الستة الا البخاری)

نماز خطبہ کے بعد ہمارے سید و مولیٰ مسیح موعود لوگوں کو تحریک سے دعائے خیر فرما دیتے تھے -

اللہ تعالیٰ اس مضمون کو نافع للناس بنائے - جسے میں نے بہت محنت سے مختصر مگر جامع لکھا ہے - والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ؛

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اخلین بجنور یکم ستمبر ۱۹۱۸ء کے اشیو میں "انجام زار سیر چشمائے عبرت" کے عنوان سے مندرجہ ذیل عبارت لکھا ہے - جس سے حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کی تصدیق ہوتی ہے - جو آپ نے آج سے چودہ سال بیشتر فرمائی تھی -

آہ! چشم عبرت سے کہ وہ زار جسکے قدموں پر بغرض عبودیت کروڑوں قوموں کے سر گرے پڑے تھے اور جب یہ "شیر کوہ قاف" شکار میں مشغول ہوتا تھا تو پیاسے پیچھے لگی رہتی تھیں - اور آج یہ ایک ستم رسیدہ ملزم تو بہ مجرم کی طرح سائبیریا کے قید خانہ میں پڑا گھٹتا رہا - اور یہاں اسکی شاہزادی فوجی گارڈ کی بالکل کومات کیا کرتی تھی - افسوس اسپر بھی بس نہ ہوا اور اسکی بیگم اور شاہزادی کو بدحالی کی طرف منتقل کئے گئے - اور انکو محصور کیا گیا کہ ایک ماہ کی راہ سائبیریا جیسے لق و دق ملک میں پاپیادہ طے کریں - اس حکم کی تعمیل کیگئی - اور یہ پورا ل سیوکی - جہاں یہ بدنصیب اسی موسیٰ کی موجودگی میں نشان مدوق بنایا گیا - آہ! کیا اس قسم کی مثال دنیا میں کہیں ہے -

بیک گردش چرخ نیلوفری
نہ نادر بجا ماند نہ نادری

یہ وہ شہنشاہ تھا - جس کی سولسٹ (نقصہ التاج) نوکر دار رو سرتھی - اس واقعہ سے ان قوموں کو سبق لینا چاہیئے - زار کی حالت زار مظہر جلال کردگار ہے - کون کہہ سکتا تھا کہ روس کبھی تباہ ہوگا - (واقعی انسان نہیں کہہ سکتا تھا) مگر خداوند عالم الغیب کو معلوم تھا جسنے اپنے مامور کی زبانی یہ ارادہ ظاہر کردیا کہ ؎

آئے گا قہر خدا سے خلق پر اک انقلاب

اور فرمایا -

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

اس پیشگوئی کی تکمیل ولیعہد زار نکولس کے گولی سے مارا جانے سے ہوگئی - جسکی نسبت حال ہی میں خبر آئی یوں زار کے گھرانے ہی کا خاتمہ ہوگیا - اب نہ کوئی زار ہے نہ ہوگا -

---

گورداسپوری کالرکنہر
جس نے مباہلہ کے لئے احمدیوں کو بلایا

امرتسر کے ایک اخبار اہلحدیث میں ایک صاحب نے جن کا نام محمد الدین ہے - لکھا ہے کہ میں مرزا صاحب کو مفتری سمجھتا ہوں مباہلہ کو تیار ہوں - مگر مباہلہ کا طریق یہ بتایا ہے - کہ میرے ساتھ کسی احمدی کا ہاتھ باندھ کر آگ میں ڈالا جائے جس کا ہاتھ جل جائے وہ جھوٹا - جس کا ہاتھ نہ جلے وہ سچا -

معزز ناظرین! یہ ہے آج کل کی مسلمانی - اس شخص کو واضح ہو کہ ہم مسلمان ہیں - مباہلہ کتاب و سنت کے مطابق کر سکتے ہیں - یہ مداریوں والے تماشے تو غیر مسلم بھی دکھا سکتے ہیں - ان سے ہمیں سروکار نہیں - اگر کچھ ہمت ہے تو آؤ - چودہری مدر دین قادیانی تمہارے مقابلہ کے لئے تیار ہے - پہلے دلائل سننے ہونگے - اور اپنے سنانے ہونگے اسکے بعد مطابق سنت نبوی مع اہل و عیال مباہلہ ہوگا - لعنة اللہ علی الکاذبین - پھر دیکھا جائیگا کہ خدا کس کے حق میں فیصلہ کرتا ہے -

کاغذی مرتد

دہلی کے حسن نظامی نے ستارہ صبح میں ایک مضامین کا سلسلہ شروع کیا - جسمیں یہ بتلانے کی کوشش کی کہ سیدنا مسیح موعود مرزا غلام احمد کی کامیابی اشتہاروں اور دل کی قوت یقین پر مبنی تھی - پھر اسی کی نقل کرتے ہوئے پہلے تو خلیفہ وقت کو کہا کہ میں ایک گھنٹہ میں جان قبض کرلونگا لیکن جب مسیح موعود کے ادنےٰ سے ادنےٰ خدام اس مقابلہ کے لئے تیار ہوگئے - تو چپ رہ گیا - اور وہ منہ کی کھائی - کہ عمر بھر یاد رکھے گا - پھر مرشد ایک سال نکالا اور اسکے ذریعہ اپنی بزرگی کا سکہ جمانا چاہا - لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ نہ ستارہ صبح رہا نہ مرشد چل سکا - یہ ہے خدا کے ماموروں کے سلسلہ کا مقابلہ کرنے والوں کا انجام - جو ایک نیک دل انسان کے لئے کافی ہے - حسن نظامی شاید ابھی خدا کی قدرت کا کچھ اور ہاتھ دیکھنا چاہتا ہے -

مسیح کی آمد ثانی کے لیے عیسائی ذلیلے قرار

۵ اگست ۱۹۱۸ء کے نور افشاں میں روحانی بیداری کے عنوان سے ایک نامہ نگار عیسائی لکھتا ہے -

> ماہم ایماندار نظر اوپر اٹھائے ہوئے ہیں کہ ان کا چھٹکارا قریب ہے - اور یہاں ہندوستان میں بھی خداوند کی آمد پر بہت توجہ ہورہی ہے بعض تو یہاں تک تنگ آگئے ہیں کہ وہ پکار رہے ہیں کہ میرے محبوب نے کیوں دیر لگائی - اے خداوند یسوع آ -

ہم نور افشاں کے نامہ نگار کو مژدہ دیتے ہوئے کہ آنیوالا آ چکا

پر تم نے نہ پہچانا۔ وہ ایسے آیا جیسے بجلی پورب سے پچھم کو کوندتی ہے۔ پر تم سوئے رہے۔ کیا ایلیا کی آمد ثانی کے متعلق خود فیصلہ تمہارے خداوند یسوع نے کیا تھا۔ اُسے بھول گئے۔ بس آؤ اگر تم مسیح کی آمد ثانی دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اسے مرزا غلام احمدؑ کے وجود میں دیکھو۔ کہ وہ نبوت پوری ہو چکی۔ مبارک وہ جو ایمان لائے۔ اور اپنی صلیب کندھے پر اٹھا کر اسکے پیچھے چلے۔ تا وہ ہمیشہ کی زندگی کے وارث ہوں۔

میں شہروں کو گرتے دیکھتا ہوں
اور
آبادیوں کو ویران پاتا ہوں

یہ وہ الفاظ ہیں جو خدا کے برگزیدہ مامور مرزا غلام احمدؑ مسیح موعودؑ کی زبان قلم سے آج سے گیارہ سال پہلے نکلے۔ اور ایک عالم میں شایع کر دیئے گئے۔ انکی تصدیق آجکل کے واقعات کر رہے ہیں۔ جنہیں پیجاب پبلسٹی کمیٹی کا ہر دلعزیز اخبار حق لاہور جو پچاس ہزار چھپتا ہے۔ یوں بیان کرتا ہے:۔

"وہ یورپ جو علم و فضل۔ آرائیش و تزئین۔ ترقی و تہذیب۔ غرض ہر لحاظ سے اس دنیا کی آنکھ کا تارا تھا۔ آج جس مصیبت و پریشانی سے دن بسر کر رہا ہے دنیا پر روشن ہے

شمالی فرانس اور بلجیم کی شہرہ آفاق انگوروں کی بیلیں اور لطیف میووں کے پودے۔ بلند شاہ بلوط کے چنار اور تمام خوشنما اور مفید درخت جرمنوں نے ایک ایک کر کے کاٹ ڈالے۔ وہ عمارتیں جن پر صدیوں کی محنتیں صرف ہوئی تھیں وہ عجائبات عالم جو مدتوں کی جانکا دیوں کا نتیجہ تھے۔ وہ تصاویر جو اپنی کیفیت شہود میں نادر روزگار تھیں۔ قلم کے نقشے جو نہ کھینچ سکے۔ گرجے کتب خانے رصد گاہیں۔ ہسپتال۔ دار العلوم۔ ایوان حکومت۔ غرض بلجیم اور شمالی فرانس کی کوئی ایک جگہ ایسی نہیں۔ جو زبان حال سے جرمنوں کے مظالم کی داستان نہ سنا رہی ہو۔ اسکے علاوہ آج یورپ کا شاید ہی کوئی گھر ہو۔ جسپر غم کی کوئی تاریکی نہ چھائی ہو۔ ملکوں کے نونہال جن کی تعلیم و تربیت اور پرورش پر پُرامید ماں باپ نے اپنے گاڑھے پسینہ کی کمائی اپنی دن رات کی کوششیں صرف کر دی تھیں۔ پل کی پل میں اس جنگ کا شکار ہو گئے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ یورپ ایسے ہونہار اور قابل نوجوانوں کی نسلوں کی بربادی پر برسوں آنسو بہاتا رہے گا۔ اور یہ وہ نقصانات ہیں۔ جن کا خمیازہ اس ممتاز اور مشہور برّاعظم کو صدیوں اٹھانا پڑے گا ؎

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

یہ تو ہے مرنے والوں کی کہانی۔ مگر یورپ کے رہنے والے زندہ درگور ہو رہے ہیں۔ گرانی۔ تنگی خوراک۔ اندازے کا کپڑا۔ دن رات کا خوف۔ لگاتار کام۔ بے چینی۔ بے آرامی۔ بے اطمینانی۔ غرض ایک نہ ختم ہونے والی مصیبت ہے۔ جس کا سامنا ہر فرد بشر کو کرنا پڑتا ہے اور آفرین ہے ان کے دل و جگر کو۔ کہ کس صبر و شکر سے کس ہمت و اطمینان سے وہ ان آفات کو برداشت کر رہے ہیں۔ یہ سب مصیبتیں جنگ کی مصیبتیں ہیں۔ فساد کی مصیبتیں ہیں۔ بداسنی کی مصیبتیں ہیں۔"

رُوس بحالت زار

اخبار پرکاش ۸ ستمبر نے جو لکھا ہے۔ وہ بھی پڑھ لیجئے تاکہ معلوم ہو جائے۔ کہ دشمن بھی اس پیشگوئی کی تصدیق میں مجبور ہیں۔

"روس کی مکمل تباہی میں کوئی شک نہیں کسی دشمن کی ضرورت نہیں۔ خود ہی ایک دوسرے کو مار کر مر جائینگے بڑے بڑے جرنیل۔ وزیر۔ مدبر۔ اپنے مخالفوں کی گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔ غریب زار گولی سے مارا گیا۔ اب خبر آئی ہے کہ روس کی موجودہ ظالم حکومت نے اسکے معصوم لڑکے کی جان لینا بھی ضروری سمجھا ہے۔ اوہو۔ دُنیا میں کس قدر پاپ ہو رہے ہیں۔ لیکن پھر بھی ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہیں۔ تازہ خبر ہے کہ بولشویک گورنمنٹ کا لیڈر لینن گولی سے مار ڈالا گیا۔ اس شخص کی اپنی جماعت میں بڑی طاقت تھی۔ . . . . . . ایک اور خبر بھی ہے کہ روس کی موجودہ حکومت نے ماسکو میں پانچ سو مخالفوں کو گولی سے مار ڈالا ہے۔ ایک طرف یہ حالت ہے کہ بھائی کا ہاتھ بھائی کے گلے پر ہے اور دوسری طرف ہیضہ اور دوسری بیماریاں ناش کر رہی ہیں۔ معلوم نہیں روس کن سے پاپوں کی سزا مل رہی ہے۔ اسوقت رُوس میں کوئی ایک آدمی نظر نہیں آتا۔ جو اس بگڑی کو بنا لے۔ پرماتما ہی کچھ دیا کریں تو بچ جائے۔ ورنہ بظاہر اسکے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

آخری خبر یہ ہے کہ لینن اسوقت تک زندہ ہے۔

مسافر آگرہ کی شرر انگیزی

پریس ایکٹ کے اجراء کے بعد مسافر آگرہ وہ اخبار ہے جس نے مذہبی دل آزاری خصوصاً اسلام کے متعلق آئے دن اشتعال انگیز حملہ کرتے رہتے ہیں۔ کوئی تبدیلی نہیں کی۔ چنانچہ ۶ ستمبر کے پرچے میں اس نے یہ الفاظ درج کئے ہیں۔ جنھیں نقل کرنے سے بھی ہمیں سخت دکھ ہے مگر امر مجبوری۔

"اسلامی تعلیم میں غلام بنانا پایا جاتا ہے اور اسلامی زمانہ میں غلامی یہ تھا خوب زور پر تھی۔ اور جو جو اتیاچار غلاموں پر ہوتے تھے۔ ان کا ورنن رومانچ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ غلام و [illegible] کا مقصد بھی ایک ہے۔"

اس آخری فقرہ کی لغویت اسی سے ہوگی [illegible] اصل مضمون سے [illegible]

اشتعال دلایا جائے۔ اور ان کی دل آزاری کی جائے ہم اس کا ترکی بہ ترکی جواب دے سکتے ہیں۔ مگر مناسب نہیں۔ محمد رسول اللہ وہ مبارک شخصیت ہے اور اسلام وہ پاک مذہب کہ جس نے غلامی کو مفقود کیا ہے۔ آزاد دینے کے اصول باندھے۔ اور غلاموں کو وہ حقوق دئیے جو تم اس تہذیب کے زمانے میں بھی اپنے تنخواہ دار ملازموں کو تو در کنار اپنے مذہب میں ہو کر بھائیوں کو بھی نہیں دیتے۔ پھر نہ جانے کس منہ سے ہمارے منہ آتے ہو۔ آخر کچھ تو شرم چاہیئے ❊

فلسفہ کثرتِ ازدواج

مذہب اسلام میں ایک ہی وقت چار تک عورتیں عقد ازدواج میں لانیکی اجازت پر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں یہ انکی غلطی ہے۔ اصل کتاب میں چار نکاح تک جائز ہے۔ اگرچہ اسوقت ایک نکاح پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مگر وقت نکاح جو چوتھی انگلی میں حلقہ ورواج عام انگشتری پہنائی جاتی ہے اسکی علامت ہے کہ چار عورتوں تک نکاح میں لانا دستور قدیم مسیحیان تھا۔ اسلئے صحیفہ اول تمام طمطاؤس ۱۳ باب ۳ میں ان قسیسوں کے لئے جو حدت مابکی کرتے ہیں۔ ہدایت ہے۔ کہ ایک عورت سے زیادہ عقد میں نہ لائیں۔ پس یہ خصوصیت اس ممانعت کی اور استثناء ان خادمان دین کا صریحاً شہادت دے رہا ہے۔ کہ ان تمام کے سوا عوام الناس کو خود ان کے مذہب نے پابند صرف ایک عقد کا نہیں رکھا۔ بلکہ ہر ایک کو اجازت کئی کئی نکاح کی دی گئی۔ کیونکہ اگر عوام کو اجازت نہ ہوتی۔ تو خواص کو بالخصوصیت کیوں ممانعت کیجاتی۔ پادری فنکس صاحب فرماتے ہیں۔ کہ تعدد ازدواج کے مقدمہ میں ہم یہ تردد ... ہیں۔ کہ بنی اسرائیل میں بھی اس دستور نے رواج پایا تھا۔ اور خدا نے بھی اسکو نہیں منع فرمایا بلکہ ... کرنے کا وعدہ کیا۔ جو اس پر چلتے تھے۔ ... مہدی مسعود صاحب) اور ... زبان اردو

مطبوعہ ۱۸۴۵ء کے صفحہ ۱۹ میں لکھا ہے کہ کتب قدیم سے دریافت ہوا ہے کہ قدامت میں لکھا ہے کہ کتب قدیم قدما سے دریافت ہوا ہے کہ قدامت میں قسیسان مسیح مسیحیوں کو فتویٰ جیسی عام اجازت چار نکاح تک کی دیتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ متاخرین نے علی العموم رواج ایک عورت کا دیکھ کر خواہ مخواہ خصوصیت ہی ایک عورت کی ایک مرد کے لئے سمجھ لی۔ اور متعدد ہو کر مقیدہ رسم کے بن گئے۔

اخبار وکیل امرتسر ۲۷۔ اپریل ۱۹۱۵ء میں چھپا ہے کہ ولایات متحدہ امریکہ نے مارمون کے نام سے علم الاجتماع کے فلاسفروں کا ایک فرقہ ہے۔ جسکے واقعات لوئس کے اخبارات میں شائع کئے ہیں۔ اس فرقے کا خاص فلسفہ یہ ہے۔ کہ مرد کے لئے کوئی ایسے نہیں ہیں کہ علم الاجتماع کے اصول کی رو سے وہ ایک ہی بی بی پر قناعت کر سکے۔ اور پھر اسکی زندگی شریفانہ یا پاکدامن بھی رہ سکے ان کی رائے میں ایک مرد کے لئے کئی بیبیاں لازمی ہیں۔ اس فرقہ نے اپنا دائرہ محدود کر رکھا ہے اور اسکے ممبر صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں۔ جو فلسفہ اجتماعی سے آشنا ہوں۔ آج کل ان کے ممبروں کی تعداد تین لاکھ ہے۔ جنمیں ایک شخص بھی ایسا نہیں جسکے گھر میں ایک سے زیادہ بیبیاں نہوں۔

خود مسلمان تو اپنی علمی مسئلہ تعدد ازدواج کو معیوب سمجھ رہے ہیں۔ مگر علمی دنیا اس کا ثبوت دے رہی ہے۔ اور اس تھیوری پر لاکھوں آدمی کاربند ہوں۔

فرقہ مورمون کے بانی کا نام جوزف ہے ۱۸۲۷ء میں اس فرقہ کی بنیاد ڈالی۔ اور ضلع میسوری واسنو اس کے خاص مرکز ہیں۔

ان لوگوں نے اپنے فلسفہ کے متعلق یورپ کی مختلف زبانوں میں بڑی بڑی معرکۃ الآرا کتابیں شائع کی ہیں اور علمی طور پر ان تمام اصولوں کے پابند ہیں۔ جو اسلام نے فلسفہ ازدواج کے متعلق قرار دی ہیں۔ مسلمانوں میں اگر علم ہوتا تو دیکھتے کہ ساری دنیا ان کے اصول موضوعہ پر عمل کرنے کو آمادہ ہے۔

جو مخالفین خصوصاً یہود و نصاریٰ ہمارے پیشوائے برحق و ہادی مطلق پیغمبر اسلام پر اعتراض اپنی عام استعمال سے تجاوز تعدد ازدواج میں کرنے کا از روئے آیہ مذکورہ بالا کرتے ہیں۔ یہ ان کی بڑی غلط فہمی ہے۔ حالانکہ مجموعہ توریت میں فتویٰ ہر مسموع یعنی سی اور نادستام کے لئے چار زوجہ تک کا ہے۔ علاوہ حرموں کے۔ چنانچہ علماء یہود حضرت داؤد کی ازواج مطہرات کا شمار چھ تک بتلاتی ہے۔ علاوہ ونڈیوں کے۔ اور دو سموئیل ۱۲ باب میں دو مار یعنی اتنی اور اتنی زیادہ دینے کا خدا نے حضرت داؤد سے وعدہ فرمایا۔ اسی کے بموجب پیشوایان قوم کو چھ وچھ وچھ یعنی اٹھارہ بیبیاں کرنیکا یہودی علماء کی طرف سے فتویٰ ہے۔ اور مردوں کیواسطے چار تک جواز رکھا ہے چنانچہ رحبعام بن سلیمان کی اٹھارہ اور ابیہ بن رحبعام کی ۱۴ بیبیاں تھیں۔ (کتاب دوم تواریخ ۱۱ باب ۲۱ اور ۱۳ باب ۲۱

پھر بتلاؤ (۹) ہی بیبیوں پر رسول خدا کا اشرف الانبیاء کے اعتراض کثرت ازدواج کا کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس اس آیت قرآن مجید سے ایک طور پر چار ازدواج اور دوسرے پر تو لیجئے دو تین چار جس کا مجموعہ

حقیقۃ الرؤیاء

وہ کونسا احمدی ہے۔ جسے کبھی نہ کبھی کوئی خواب آئی ہو اور وہ اس کی حقیقت معلوم کرنے کے بے تاب نہ ہو جاتا ہو۔ اگر کوئی نہیں۔ تو پھر ہر ایک کا فرض ہے کہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے

حقیقۃ الرؤیاء کے نام سے اسی غرض کو پورا کرنیکے لئے جو کتاب حال میں شائع ہوئی ہے۔ اسے منگوا کر پڑھیں۔ اور اس سے اپنی خوابوں کی حقیقت معلوم کر لیا کریں۔ یہ کتاب بہت عمدہ لکھائی چھپائی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر شائع ہوئی۔ اور دس آنے قیمت پر مندرجہ ذیل پتہ سے منگتی ہو فوراً منگا لیجئے۔

ملنے کا پتہ :-

دفتر ایڈیٹر الفضل قادیان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۲۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا	جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا	دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی	فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات قادیان دارالامان

فاروق

ایڈیٹر و پرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ۔ مورخہ ۱۹ ستمبر سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۷
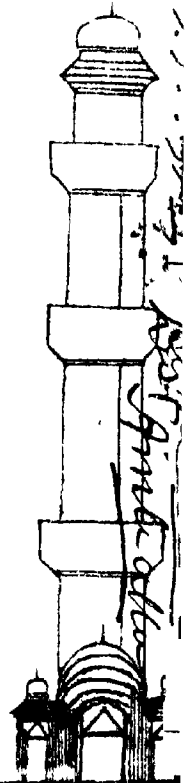
سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح بخیر و عافیت ہیں۔ جماعت کے انتظام کے لئے جو تجاویز زیر غور ہیں۔ انشاء اللہ جلد بروئے کار آنیوالی ہے۔ (۲) علمائے سلسلہ بعض مسائل کی تحقیق میں مصروف ہیں۔ کیا اچھا ہو یہ سب ایک کتابی صورت میں شائع ہو جائے۔ (۳) حضرت میر ناصر نواب صاحب نے جو شفاخانہ چندہ عام سے بنوایا ہے اس میں اب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کام کرتے ہیں (۴) ماسٹر محمد الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر تشریف لے گئے تھے۔ مگر بیمار ہو جانے کی وجہ سے واپس آگئے۔

(۵) جناب نواب صاحب قبلہ نے ایک شخص اسلئے ملازم رکھا کہ وہ جماعت احمدیہ کے غرباء بیماروں کی خبرگیری کرتا رہے بہت نیک کام ہے۔ خدا اجر دے۔ (۶) بخار کا زور یکدم تیز ہو گیا۔ مدرسہ احمدیہ . . . کے بورڈنگ میں بیس پچیس کے قریب لڑکے بیمار ہو گئے۔ اب خدا کے فضل سے اکثر اچھے ہیں۔ (۷) ۱۵ ستمبر بعد نماز مغرب حافظ روشن علی صاحب نے اعلان کیا کہ صبح سوموار یوم الحج ہے (منگل عید) باہر سے ہفتہ کا چاند ہونے کی شہادت حضرت خلیفۃ المسیح کو پہنچی۔ جسکی بناء پر یہ فیصلہ فرمایا۔ (۸) منگل ۹ بجے عید ہوئی حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھائی۔ خطبہ نہایت مؤثر قربانی پر تھا۔ عیدگاہ میں

ناظرین فاروق
کو
عید مبارک ہو
(ایڈیٹر)

شوقِ دید

یا خدا محمود کا دربار دکھلا دے مجھے
باغِ احمد کے گل و گلزار دکھلا دے مجھے

غائبانہ ہوں اسیر اوس طرۂ پر پیچ کا
حلقہ گیسوئے عنبر بار دکھلا دے مجھے

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
چشم نرگس ابروئے خمدار دکھلا دے مجھے

سوز دل سوز جگر اور سوز فرقت کیا کہوں
بھول جاؤں سب اگر دیدار دکھلا دے مجھے

آرزو ہے تیرے ہاتھوں سے پیوں اک جام
معرفت کے عالم اسرار دکھلا دے مجھے

شوق ہے ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دارالامان - ۱۹ ستمبر ۱۹۱۸ء

توحید کا قائل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کو خالق مانتا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! جسکو اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل یقین اور ایمان حاصل ہو گیا۔ وہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامگار ہو گیا۔ اور تمام دکھوں اور آلام سے نجات پا گیا۔ اسپر ایمان لانا صرف اسلام میں داخل ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔ دیگر تمام مذاہب نے اس کی تصویر اور اس کا خاکہ بہت ہی ناقص پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ اور اس صاحب کمال و جلال کو کما حقہ بیان نہیں کیا۔ بھلا کس کی مجال ہے۔ کہ ذات واجب الوجود کے صفات کمال خود بخود بیان کر سکے۔ الحمد للہ رب العلمین۔ اللہ کی تعریف اور ستائش کرنا خود اسی ذات پاک کا کام ہے۔ انت کما اثنیت علیٰ نفسک۔ تمام موجودات کے سردار (صلے اللہ علیہ وسلم) فرماتے ہیں۔ کہ میں تیری توصیف میں کیا بیان کروں۔ تو تو ویسا ہی ہے۔ جیسا کہ تو نے خود اپنی ثنا کی۔

دیگر مذاہب نے اللہ تعالیٰ کی طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں کہ الامان۔ الحفیظ۔ عیسائیوں نے سرے سے ہی اس امر کا انکار کر دیا ہے۔ کہ اللہ نے کچھ پیدا کیا تھا۔ بلکہ ان کے اعتقاد کے مطابق حضرت مسیح ابن مریم علیہما السلام خالق تھے۔ اور آریہ صاحبوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ خالق نہیں ہے۔ بلکہ مادہ اور ارواح خود بخود ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرح انادی ہیں۔ اور ان کا خود ساختہ اصول یہ ہے۔ کہ چونکہ ہم نیستی سے کوئی چیز بنا نہیں سکتے۔ اسلئے اللہ تعالیٰ بھی نیستی سے کچھ بنا نہیں سکتا اس لئے ضرور انہیں ماننا پڑا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مادہ اور ارواح کو پیدا نہیں کیا۔ بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرح ہمیشہ سے ہیں۔ اور ہمیشہ تک ہیں۔ ان دونوں مذہبوں نے اپنے اعتقاد میں سخت غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ مسیحیوں نے مسیح کو اللہ تعالیٰ کا ساجھی اور شریک بنانے کے علاوہ اسکو اس سے بھی برتر اور اعلےٰ بنا دیا۔ باپ نے کچھ نہیں پیدا کیا۔ سب کچھ بیٹے نے بنایا ہے۔ اور پھر طرفہ یہ ہے۔ کہ بنانے والے کو خواص الاشیاء کا خوب علم ہوتا ہے۔ مگر مسیح انجیر کے درخت کے پاس جاتے ہیں۔ اور یہ معلوم نہیں کہ اسپر کوئی پھل نہیں۔ اگر وہ خالق تھے۔ تو انہیں یہ بھی تو علم ہونا چاہیئے تھا کہ اسپر اسوقت پھل ہے یا نہیں۔ غرضکہ مسیح کے خالق ماننے میں اللہ تعالیٰ کی صفت خالقیت پر ہی حرف نہیں آتا بلکہ اس کا علم بھی نہیں رہتا۔ کیونکہ جس نے کسی چیز کو بنایا ہی نہیں۔ وہ کیسے اسکی خواص اور حقائق سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

آریہ صاحبان نے بھی اللہ تعالیٰ کے متعلق اس اعتقاد میں سخت غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ پھر انہیں ماننا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ علیم نہیں ہے۔ اور اسکی صفت علم اور قدرت سے انکار کرنا پڑے گا۔ بھلا وہ خدا جس میں علم اور قدرت نہ ہو۔ وہ کیسے اللہ بن سکتا ہے۔ انہوں نے تمام اشیاء کے ذرات کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا دیا ہے غور کرنے کا مقام ہے۔ کہ جب اس سے ایک صفت کمال زائل ہو سکتی ہے۔ تو پھر کیوں دوسری صفات حسنہ زائل نہیں ہو سکتیں۔

اسلام نے اللہ تعالیٰ کو خالق مانا ہے۔ اور اس اعتقاد سے اللہ تعالیٰ کی صفت قدرت اور علم ماننے میں کسی طرح کا نقص لازم نہیں آتا۔ ہم یہاں قرآن شریف کی چند آیات کریمہ پیش کرتے ہیں کہ جن سے معلوم ہو سکے۔ مبارک ہیں وہ جنھوں نے اسلام کو قبول کیا۔ اور اس پر کاربند ہوئے۔ اسلام کی کتاب مبارک قرآن شریف نے دعاوی اور دلائل میں کوئی کسر اور کمی باقی نہیں رکھی سب کچھ خود ہی بیان فرما دیا۔ اور یہی ایک زبردست اصول ہے۔ جسپر سوائے قرآن شریف کے اور کوئی کتاب پوری نہیں اتری۔ یعنے خود ہی کسی بات کا دعویٰ کرے۔ اور پھر خود ہی اسکے دلائل اور براہین بیان کرے۔

ہم صرف یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے علم قدرت اور خلق کے درمیان ایک بڑا زبردست تعلق اور ارتباط ثابت کیا ہے۔ اور اگر اللہ کی صفت خلق سے انکار کر دیا جاوے۔ تو اس کی قدرت اور علم سے بھی انکار لازم آتا ہے۔ مگر دنیا میں شاید ہی کوئی بھی ایسا نہیں۔ جو اللہ کی صفت علم اور قدرت سے انکار کرتا ہو۔ خلق کل شیء وھو بکل شیء علیم۔ اللہ تعالیٰ نے ہر شے کو پیدا کیا۔ اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ کیونکہ بنانے والا ہی اپنی بنائی ہوئی چیز سے خوب آگاہ اور واقف ہوتا ہے۔ اسلئے یہاں خلق کے بعد علیم کو رکھا ہے۔ الا یعلم من خلق وھو اللطیف الخبیر کیا وہ نہیں جانتا۔ جس نے پیدا کیا ہے۔ حالانکہ وہ بڑا باریک بین اور خبردار ہے۔ صفت خلق کے انکار سے وحدہ لا شریک ماننا پڑتا ہے۔ اسلئے فرمایا۔ قل اللہ خالق کل شیء وھو الواحد القھار۔ کہہ دے اللہ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور کوئی اسکا شریک نہیں ہے۔ واللہ خلق کل دابة من ماء فمنھم من یمشی علیٰ بطنه ومنھم من یمشی علیٰ رجلین ومنھم من یمشی علیٰ اربع یخلق اللہ ما یشاء ان اللہ علیٰ کل شیء قدیر۔ اللہ نے ہر جانور کو پانی سے بنایا ہے۔ بعض انمیں سے اپنے پیٹ پر چلتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے دو پاؤں پر چلتے ہیں۔ اور بعض ان میں سے چار پر چلتے ہیں۔ ... کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خلق کے ساتھ علم الٰہی ثابت ... خلق کے ساتھ ہی اپنی قدرت کا ثبوت ... ساتھ توحید بھی قائم ہے۔

سے انکار کیا جاوے - تو پھر اللہ تعالیٰ نہ علیم رہتا ہے اور نہ ہی قدیم - اور نہ ہی واحد قہار مانا جائے گا - پس وہ لوگ جو کہ اللہ تعالیٰ کو خالق نہیں مانتے - انہیں اللہ تعالیٰ کے علم - قدرت اور توحید پر بھی کوئی یقین حاصل نہیں ہو سکتا - اسلئے وہ کامل ایمان کو حاصل نہیں کر سکتے - اور ان کا یہ ایمان ہمیشہ تزلزل کی حالت میں رہتا ہے -

اپنے وعدوں کو پورا کرو

ایک وقت تھا کہ مسلمان اس بات میں ضرب المثل تھے کہ وہ اپنے عہدوں کا پورا کرنا جزو ایمان سمجھتے یا اب یہ حال ہے کہ دن میں بیسیوں وعدے کئے جاتے ہیں اور پھر ان کی ذرا بھی پرواہ نہیں کی جاتی - میں ان کو ایک تاریخی قصہ سناتا ہوں - شاید اس کو پڑھ کر ان کے دل میں جوش آ جائے - اور وہ اپنے آپ کو سلف صالحین کا نمونہ بنائیں - وہ واقعہ یہ ہے :-

ہسپین کے ایک آدمی نے کسی ناگہانی جھگڑے میں ایک شریف مور (باشندہ مراکو) کو قتل کر دیا - اور فرار ہو گیا - تعاقب کرنیوالے اسکی گرفتاری میں کامیاب نہ ہو سکے - کیونکہ وہ ایک باغ کی دیوار پھاند کے ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا - باغ کا مالک حسن اتفاق سے باغ میں موجود تھا - ہسپانوی سے باغ میں آنے کی وجہ دریافت کی - اسنے نہایت عاجزی سے وہ معاملہ بیان کیا - اور التجا کی کہ مجھے کہیں چھپا دو - اس نیک دل آدمی نے اسے کچھ پھل دے کر کہا کہ یہ کھاؤ - اور تم کو معلوم رہے کہ اسوقت تم میری حفاظت میں ہو - رات ہوتے یہاں سے بھی زیادہ محفوظ جگہ مہیا کر دوں گا تھوڑی دیر بعد اس کو اپنے سردخانہ میں چھپا دیا - اور آپ اپنے گھر آیا - اور ابھی بیٹھا ہی تھا - کہ بے شمار لوگ اس کے لڑکے کی لاش اٹھائے ہوئے اسکے دروازہ پر پہنچے جسکو ایک ہسپانی نے مار ڈالا تھا - بد نصیب مور کو معلوم ہو گیا کہ یہ قاتلانہ فعل اسی شخص سے وقوع میں آیا ہے - جو اسوقت میری پناہ میں ہے - اس نے اس بات کا کسی کو ذکر نہ کیا - اور متعلقین کو یہ کہہ کر کہ کوئی اسکے پیچھے نہ آئے - گویا وہ اکیلا ہی افسوس کرنا چاہتا تھا - باغ کی طرف واپس گیا - اور ہسپانی سے آبدیدہ ہو کر کہا -

اے دوست جس شخص کو تم نے قتل کیا وہ میرا لڑکا تھا - اس کی لاش اسوقت میرے گھر میں ہے - گو تم کو اس وحشیانہ حرکت کی سزا دینا ایک لازمی امر ہے - لیکن میں نے تم سے عہد کیا ہے کہ تمہاری حفاظت کرونگا جو ہرگز ٹوٹ نہیں سکتا - وہ اس کو اپنے اصطبل میں لے گیا - اور اپنے تیز گھوڑوں میں سے ایک پر سوار کر کے کہا کہ بھاگ جاؤ - جب تک رات تمہیں چھپا سکے - تاکہ صبح کو تم محفوظ ہو جاؤ - تم بے شک میرے بیٹے کے قاتل ہو - لیکن خدا عادل اور رحیم ہے - اور میں اس کا شکر گذار ہوں کہ انتقام میں تمہارا خون نہیں کیا اور جو وعدہ تم سے کیا تھا - وہ پورا ہو گیا "

میرے دوستو! تم میں ہزاروں ہونے چاہئیں جو اپنے عہدوں کو نباہنے والے ہوں - یہ بیعت جو تم نے نیک برگزیدوں کے ہاتھ پر کی ہے - یہ بھی ایک عہد ہے - جسکو تادم آخر نباہنا ہمارا فرض ہے - خدا اس فرض کی توفیق دے -

مکالمہ کبیر

(از مولوی کبیر الدین احمد صاحب لکھنوی)

با یار مرے نہ من مرے مرحبات تیرہ
آشنا تستا مرے کہہ گئے داس کبیر

ایک مولوی صاحب اس عاجز کو کانپور کے اسٹیشن پر ملے عمر کے ادھیڑ ریش مثل دھنک آسمان کے یعنی سرخی اور سفیدی لئے ہوئے - مولوی مذکور نے اس عاجز سے دریافت کیا کہ گارڈ فتح گڈہ کو ریل کسوقت جائیگی جنانچہ بتایا گیا - سنکر کہنے لگے - کہ کوئی کباب خرید لوں ورنہ سفر شب بھر کا ہے - تکلیف ہوگی - اور بغیر طعام کھائے زندگی نہیں - میں نے کہا ہو تو سکتی ہے - فرمانے لگے بغیر کھانے تب اس عاجز نے جواب دیا کہ مولوی صاحب حق تو یہی ہے کہ انسان غذا کا کیڑا ہے - بغیر اکل و براز اور کھائے پیئے زندہ رہ نہیں سکتا - رمضان کے دنوں میں صرف چند گھنٹہ نہیں ملتا - تو آدمی مردہ ہو جاتا ہے - پاک ہے وہ واحد لاشریک کہ جو نہ کھاتا ہے اور نہ سوتا ہے - اور ہر طرف حی - مولوی صاحب گو بڑے سخت - مگر تیری باتیں سنکر خوش ہوئے - دعا دی اور فرمایا - انگریزی دان ہو کر سمجھ اچھی ہے - تمہیں چاہیئے کہ دینیات پڑھو - میں نے کہا کہ مولوی صاحب اس خاکسار نے ماسٹر ممتاز مسیح سے انجیل شریف پڑھی ہے - مگر زبان انگریزی میں - مولوی صاحب نے میری طرف دیکھ کر بہت گھورا کہ وہ تو تحریر نہیں کر سکتا اور مولوی صاحب کہنے لگے لاحول - اجی! اس میں کیا رکھا ہے - خلاف عقل باتیں - اصل انجیل کہاں ہے سب ہے کہا کہ مولوی صاحب یہ ارشاد آپ کا بہت درست ہے کہ اسمیں ایسی خلاف شرع عقل باتیں مندرج ہیں کہ رونا آتا ہے - میں نے اس کا مطالعہ قطعی چھوڑ دیا جب سے اس میں یہ دیکھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر روٹی کباب کھائے اب تک زندہ آسمان پر ہیں - اور پھر دوبارہ تشریف لاوینگے - مجھے انجیل کی یہ کہانی پسند نہ آئی - بس یہ کہنا تھا کہ مولوی مثل بوسیدہ خمیر کے پھولا - جھاگ پر جھاگ موکھ سے چلنے لگی - بولا مرزائی ہو - توبہ توبہ - ہمارے مفسرین نے حضرت مسیح کو زندہ لکھا ہے - قرآن شریف میں زندہ لکھا ہے - تب اس عاجز نے جواب دیا کہ پھر انجیل میں بھی تو یہی لکھا ہے - انجیل کو پھر آپ جعلی نقلی کیوں کہتے ہیں - حالانکہ آپکے مفسرین نے بھی عیسائیوں کے عقائد سے کر اپنی کتاب کو تیار کیا - مگر حق یہی ہے - کہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بوحی الٰہی انی متوفیک ورافعک الیّ کے معنے کئے ہیں - وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کی روح فرشتہ کی معرفت قبض کی - اور کسی اونچے ٹیلے میں رکھا - اور اب وہ روحانی جسم سے حضرت آدم کی طرح جنت میں زندہ ہیں - اور اس فلکی اسٹیشن سے . . . .

لرف کا ٹکٹ ان کو نہیں مل سکتا ۔ اللہ تعالیٰ کی
ت نہیں ہے کہ مردوں کو اس عکدہ میں واپس کرے
طور پر انسانوں کا گلا گھونٹئے ۔ اس گفتگو کو جمیں
انوں کا سن رہا تھا ۔ اور پھر ایک ہندو نامی شکریعل
. دوہا کبیر داس کا پڑھا ۔

یا مرے نہ من مرے مرمر جات شریر
تنا تسنا نہ مرے کہہ گئے داس کبیر

ل نے میرا نام پوچھا بتایا گیا ۔ کبیر احمدی ۔
ح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کا ایک ادنیٰ
م کا کبیر اکبرآبادی ۔ حال لکھنؤ +

وفاختہ یک تیر

۲۰ اگست کی کاغذی ذوالفقار پیش نظر ہے
سب کی ایک جھلک کو ناظرین کے پیش نظر
اس میں کسی شیعہ صاحب نے کسی سنی صاحب کے
جواب دیا ہے ۔ میرا مطلب اس وقت صرف
تعصب کو دکھانا ہے ۔ اور یہ مقصود ہے
عقل کی پڑیوں نے آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر
رے پر حملے کئے ہیں ۔ جو کہ صریحاً عقلاً نقلاً
ا ہیں ۔

۔ شیعہ صاحبان مانتے ہیں کہ خلیفہ رسول کی
سے متصف اور افضل الناس جمیع امور حسنہ
ہیئے ۔ (یہ شیعوں کا دعوےٰ ہے ۔ اس کا
مذکور اس طرح دیتا ہے)
ول کو صفات رسول سے متصف ہونا اور
یں افضل ہونا تب لازم آتا ہے ۔ کہ جب
ب اللہ ہو ۔ اور رسالتمآب کے بعد کوئی
ب اللہ نہیں ہوا ۔ اور نہ آنحضرت ؐ کے بعد
جنکی ضرورت تھی ۔ اسلئے کہ جو ایسا خلیفہ
ر کرے گا ۔ اس کو تجدید شرع خیر البشر اور
سلام اور تکمیل دین کے لئے مقرر کریگا

اسکی کوئی ضرورت نہیں "
اور اپنے دعوے کو الیوم اکملت الخ سے ثابت کرتے
ہیں ۔ اور شرح یوں کرتے ہیں ۔
جب خداتعالےٰ تکمیل دین کر چکا ۔ تو اب اس میں کسی
قسم کی کمی متصور نہیں ہو سکتی ۔ اور کسی قسم کی کمی کا گمان
کرنا کفر ہے ۔
معترض صاحب نے اسجگہ مندرجہ ذیل باتوں کا انکار کیا
ہے ۔ (۱) خلیفہ خدا نہیں بناتا بلکہ انسان بناتا ہے ۔
(۲) خلیفہ افضل الناس اگر نہ ہو تو کوئی ہرج نہیں ۔ (۳)
کسی مجدد کی ضرورت نہیں جو تجدید دین متین کرے (۴)
اشاعت اسلام نہیں کرنی چاہیئے ۔
ناظرین غور فرماویں ۔ کہ ایک ذرا سی بات کو محض تعصب
کی وجہ سے تسلیم نہ کرنے سے کتنی باتوں کا انکار کرنا پڑا
جو کہ صریحاً قرآن شریف اور اقوال نبی کے خلاف ہے
ملاحظہ ہو ۔ مندرجہ ذیل ۔
خلیفہ ہمیشہ منجانب اللہ ہوتا ہے ۔ اور خدا خود اسکو
قائم کر کے تائید فرماتا ہے ۔ سورہ نور وعد اللہ
الذین امنوا منکم وعملوا الصلحت لیستخلفنہم فی
الارض کما استخلف الذین من قبلہم ۔ الخ دیکھئے خدا تعالیٰ
خود فرماتا ہے ۔ کہ خدا نے مومنوں سے جنہوں نے
اعلےٰ درجہ کے عمل کئے ہیں ۔ اور وہ اسی امت سے ہونگے
وعدہ فرمایا ہے ۔ کہ وہ ضرور خلیفہ بنائے گا ۔ اور پھر
خود ہی فرمایا کہ میرا خلیفہ بنانا کوئی نئی بات نہیں ۔ اور تمہارے
ساتھ ہی مختص نہیں ۔ بلکہ تم سے جو پہلے لوگ تھے ان میں
بھی خود ہی خلیفے بنائے تھے ۔ دیکھئے اسجگہ صاف فرمادیا
کہ ہمنے پہلے بھی خلیفہ بنائے ۔ اور تم کو بھی ہم ہی بنائینگے ۔
ایسی صورت میں ہم کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ خلیفہ نبی کریم کے
بعد منجانب اللہ نہیں ہوتا ۔
دوسرا قول کہ خلیفہ افضل الناس نہ ہو کوئی حرج
نہیں کے متعلق پہلے تو فرمایا کہ کامل مومن ہو ۔ اور پھر ساتھ ہی
اعلیٰ درجہ کے عمل بھی کرنیوالا ہو ۔ اسکو خلیفہ بناتے ہیں
پھر دوسری جگہ فرمایا کہ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم
بس ان ہر دو آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے مومن ہونا

شرط ہے پھر سب سے زیادہ متقی بھی ہو ۔ ایسا شخص خلیفہ
بننے کے قابل ہوتا ہے ۔ بس معلوم ہوا کہ خلیفہ افضل الناس
ہونا ضروری ہے ۔ تیسری بات کہ مجدد نہیں ہوگا ۔ جو
دوبارہ اسکی تجدید کرے ۔ نبی کریم کے اقوال اور خدا کے حکم
کے صریحاً نقیض ہے ۔ خداتعالیٰ فرماتا ہے ۔ انا ارسلنا
الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون
رسولا (مزمل) یعنے ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا
ہے جسطرح موسےٰ کی طرف مبعوث کیا تھا ۔ اسجگہ آپ
کو موسیٰ علیہ السلام سے مشابہت دی ہے ۔ دوسری جگہ
خداتعالیٰ سورہ مائدہ رکوع دوسرے میں بنی اسرائیل کو
فرماتا ہے ۔ ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل
وبعثنا منھم اثنا عشر نقیباً ۔ یعنے ہم نے بنی اسرائیل
سے وعدہ لیا ہے ۔ اور ان سے بارہ نقیب مقرر کئے ۔
دیکھو ایک طرف نبی کریم کے سلسلہ کو موسوی سلسلہ سے
مشابہت دی ۔ پھر فرمایا کہ ان میں بارہ نقیب تھے ۔ اسکے
پیش کرنے سے معلوم ہوتا ہے ۔ کہ اس امت میں بھی
مشابہت تامہ پوری کرنے کے لئے نقیب بھیجیگا پھر
نبی کریم ؐ فرماتے ہیں ۔ ان اللہ یبعث علےٰ راس کل
مأۃ من یجدد لھا دینھا (مشکوٰۃ) کہ خدا ہر صدی پر
مجدد ارسال کریگا ۔ جو اسکی تجدید کیا کرے گا ۔ اب دیکھئے
قرآن شریف اور حدیث شریف متفق ہو کر کہتے ہیں کہ ضرور
مجدد آئے گا ۔ مگر معترض مذکور کہتا ہے کہ دین کمل ہے
اسلئے کسی مجدد کی ضرورت نہیں ۔
چوتھی بات جو کہ مستنبط کی تھی یہ ہے کہ اشاعت اسلام
نہیں ہونی چاہیئے ۔ کیونکہ تکمیل دین میں حرج ہوتا ہے
کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف
وتنھون عن المنکر اولئک ھم المفلحون یعنے تم
ہی تمام امتوں سے اعلےٰ اور بہتر ہو ۔ تم کو یہ مرتبہ اسلئے
نصیب ہوا ہے ۔ کہ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر
کرتے ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ تم کامیاب اور خیر الامم ہو جا
دیکھئے ان کو خیر الامم کا خطاب اسلئے ملا ہے ۔ کہ [illegible]
رسالت کرتے ہیں ۔ لیکن معترض کہتے ہیں کہ تبلیغ رسالت
نہ کرنی چاہیئے ۔ کیا خوب ہے ۔ آفریں بر [illegible]

... تعصب نے ان کو کیسا اندھا کیا ہے۔ کہ اسلامی ... بھی یکطرف کردیا۔ اور حقیقت کو ان کی نظروں سے ... اوجھل کیا۔ اب میاں شیعہ صاحب کے جواب کو ... ملاحظہ فرمادیں۔ وہ کیا فرماتے ہیں۔ اور کس طرح ... پیش کرکے اپنی قابلیت کا ثبوت دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

(۲)

یہ خیال محض غلط اور معترض صاحب کے فہم سلیم اور ذہن مستقیم کا قصور ہے۔ اسلئے کہ اگر تکمیل دین رسالتمآب کے زمانہ میں ہوچکی تھی۔ تو رسالتمآب بوقت انتقال صحابہ سے یہ ارشاد نہ فرماتے۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی ان تمسکتم بہما لن تضلوا بعدی

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسوقت تک دین حد تکمیل تک نہیں پہونچا۔ ورنہ رسالتمآب کو یہ وصیت فرمانے کی کہ اگر کتاب خدا اور میری عترت طاہر سے متمسک رہوگے۔ تو کبھی گمراہ نہ ہوگے۔ کوئی ضرورت نہ تھی۔

حضرات دیکھئے۔ اور مذکورہ بالا عبارت پر نظر غائر ڈالئے۔ آپکو اچھی طرح سے پتہ لگ جائے گا۔ کہ ... نبی کریم کی کسقدر توہین کی۔ اور خدا کی کلام کو الٹ پلٹ کرکے یحرفون الکلم کا مصداق بنے۔ ان کے اس جواب سے مندرجہ ذیل باتیں ماخذ ہوتی ہیں:۔

(۱) نبی کریمؐ کی ذات پر حملہ (۲) خدا اپنے مقصد میں ناکام رہا (۳) تکمیل دین نبی کریم کے زمانے میں نہیں بلکہ ... تیس سال بعد ہوئی۔

نبی کریم کی ذات پر حملہ اس طرح ہوتا ہے کہ نبی کریم ایسے ... تھے۔ کہ خود وقت تکمیل دین نہیں کرسکے۔ ہر چند ... اور اپنے وطن کو بھی چھوڑا۔ اور عزیز واقارب ... کے مقابل کڑی مصیبتیں برداشت کیں ... کہ دین کو مکمل نہ کرسکے۔ ادھورا ہی چھوڑا ... دم کہہ گئے کہ قرآن ... کی تکمیل رہیگی اور تم ... وہ نبی جو کہ ... ستادہ ...

سے حاصل کرے۔ آپکی امت خیر الامم ہو۔ آپ کی کتاب خاتم الکتب ہو۔ آپ کا دین تمام جامع کمالات دینیویہ ہو۔ اسکی نسبت یہ کہا جائے۔ کہ دین ناکمل رہا۔ اور مرتے دم حسرت کے ساتھ مذکورہ بالا الفاظ کہیں۔ بھلا جس کو وہ خود انجام نہ دے سکے۔ اس کو امت کیسے کرسکیگی۔

دوسری بات خدا بھی ناکام رہا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ آج ہی دین مکمل ہو۔ اور حضرت علی خلیفہ ہوں۔ اور لعول ان کے یا ایہا الرسول الخ کا تاکیدی فرمان جاری کرکر اور تکمیل دین کے لئے حضرت علی کا وجود ٹھیرایا ہو۔ اور پھر نبی کریم لوگوں کو کہیں بھی۔ مگر بالآخر نتیجہ وہی یعنے خدا کو بھی مغلوب ہونا پڑا۔ خلیفہ مسند خلافت پر خدا اور اسکے رسول کی مرضی کے خلاف جلوہ افروز ہوئے۔

تیسری بات کہ نبی کریمؐ کے تئیس سال بعد تک دین کامل نہیں ہوا۔ خدا بڑا ہی کمزور ہے۔ کہ اپنی مرضی ابوبکر جیسے ضعیف انسان سے نہیں منوا سکتا۔ کہتا ہے کہ ان اللہ عزیز ذوانتقام۔ مگر ڈرتا ایسا ہے۔ کہ اس کی منشاء کے مخالف ابوبکر رضی اللہ عنہ کرتا ہے۔ اور وہ دیکھتا اور تئیس سال تک ڈرتا رہتا ہے۔ حضرت عمر حضرت عثمان بھی اس مسند خلافت پر جلوہ فگن ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ میاں دبکے بیٹھے ہیں۔ اور جب دیکھا کہ اب کوئی ایسا آدمی نہیں جس سے ڈرا جائے پھر حضرت علی کو خلافت دیتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک۔ کیا ہی بیہودہ اور لغو عقیدہ ہے۔ کہ جیسا صرف اسلئے کہ تعصب کا نتیجہ ہوا۔

شیعہ صاحب کی بدحواسی

ایک طرف تو کہتے ہیں کہ تکمیل دین نبی کریم نہیں کرسکے۔ لیکن دوسری طرف فرماتے ہیں۔ کہ خم غدیر کے موقعہ پر جب نبی کریم نے من کنت مولاہ فعلی مولاہ کہا۔ اسوقت حضرت علی خلیفہ بلافصل تھے۔ اور دین مکمل ہوگیا۔ بدحواسی دیکھئے۔ کہ ایک طرف تو یہ کہ نبی کریم مرگئے۔ لیکن دین ادھورا رہا۔ دوسری طرف خود ہی کہتے ہیں۔ کہ خم غدیر مکمل ہوگیا۔ حالانکہ یہ وقوعہ نبی کریم کی زندگی میں ہی واقع ہوچکا تھا۔

آیت کا شان نزول ایک اور حدیث

یہ حدیث جسمیں فرمایا ہے۔ کہ جس کا میں مولا اس کا علی بھی مولا یہ محض اس غرض سے پیش کی جاتی ہے۔ کہ لوگ اپنی سادہ دلی کی وجہ سے دھوکہ کھا جائیں۔ حالانکہ مولا کے معنے دوست۔ صدیق۔ ابن عم۔ حلیف وغیرہ کے کرتے ہیں (تاج العروس لسان العرب) حدیث کا مطلب صاف ہے۔ کہ جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ چنانچہ تاج والے یہ حدیث لاکر دوست کے معنے بتلاتے ہیں۔ پس اس سے یہ بھی نہیں استدلال کیا جاسکتا۔ کہ حضرت علی خلیفہ ہیں۔ اور آیت سے بھی یہ نہیں ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی خلیفہ ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ہیں۔ دلیل تم کوئی نہیں بیان کرسکتے۔

ایسی غلطی کیوں ہوئی؟

اس لئے ایک تو محض تعصب جو ان کو راہ راست پر آنے سے روکتا ہے۔ دوسرے آیت کے معنے غلط سمجھے ہیں آیت کے یہ معنے نہیں۔ کہ چند آدمی یا ساری دنیا مسلمان ہوجائے یا زید بکر خلیفہ ہو۔ تب جاکر دین مکمل ہو نہیں ایسا نہیں۔ بلکہ مفہوم تو یہ ہے۔ کہ اسلامی احکام جن سے اسلام قائم ہوتا ہے۔ وہ مکمل ہوگئے ہیں۔ اور آنے والی نسلوں کے لئے یہی دین ہے۔ اور کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی۔ جو اس کو منسوخ کرے۔ کیونکہ یہ مکمل ہے۔ اور ناقص نہیں ہے۔ موجودہ وقت کے تعصبوں اور خانہ جنگیوں اور اغیار کو ہنستے دیکھکر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔

مہدی مسعود کا ہوتا نہ گر بارو نزول
نیر اسلام پر وقت غروب آنے کو تھا

شیخ غلام غوث اسلم (مولوی عالم) قادیان

نماز مترجم

اس نماز مترجم کو جیبی تقطیع پر شائع کیا گیا ہے۔ اور اسکے ... ہماری نیت ... ہر قسم کی نماز ترجمہ کیساتھ لکھی گئی ہے۔ نماز کے مسائل ... چھپ پیرایہ میں لکھے گئے ہیں۔ قادیان کے ...

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اخبار فاروق

قادیان دار الامان - ۲۶ ستمبر ۱۹۱۸ء

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

یہ پیشگوئی جس صفائی سے پوری ہوئی ہے اُسے دیکھ دیکھ کر مجھے حیرت آتی ہے۔ کہ بعض لوگوں نے کیوں اس عالی شان مامور ربانی کو قبول نہیں کیا۔ جسکے ذریعہ اتنے بڑے غیب کی خبر بارہ برس پیشتر اک جہان کو دی گئی۔ یہ مندرجہ عنوان پیشگوئی اگرچہ اسی دن پوری ہوگئی تھی۔ جبکہ وہ خود مختار اور زبردست شہنشاہ جو تمام دنیا کے آٹھویں حصہ کا واحد مالک تھا۔ اور جس کے ایک ایک جنبش ابرو کے ساتھ ہزاروں بلکہ لاکھوں نفوس کی حیات و موت وابستہ تھی۔ تخت سے اتار دیا گیا۔ اور وہ نہایت زار حالی سے اپنی علیحدگی کے پروانے پر دستخط کرنے پر مجبور ہوا۔ لیکن جیسے کوئی عمارت ڈھا کر پھر اس کی بنیادیں بھی اکھیڑ دیتا ہے۔ اس طرح پر زار کی حالت زار انتہائی درجہ تک پہنچانے کے لئے اسے ایسی حالت میں رکھا گیا۔ جس پر روس کا ادنےٰ سے ادنےٰ آدمی بھی خوش نہیں ہو سکتا۔ یعنی ایک ویرانہ کی خانقاہ میں جہاں نہ رہنے کا مکان کسی ڈھب کا تھا۔ نہ غذا کا انتظام نہ کپڑا ہی تن ڈھانکنے کو ملتا۔ یہ تنگ زندگی اور شہنشاہ روس دیکھ کر ہر ایک کہنے پر مجبور ہوتا۔ کہ زار کی حالت زار انتہا کو پہونچ گئی۔ لیکن ابھی تقدیر میں کچھ اور باقی تھا۔ اسلئے ایک روز اسے گولی سے مار دیا گیا۔ مگر جس بیدردی اور بیرحمی کے ساتھ اسے ماراگیا [illegible] زار نظر آیا۔

اسکی تفصیلی کیفیت اب ایک اخبار میں چھپی ہے۔ جو یہ ہے :-

"برلن کے اخبار لوکل انزیگر کو ایک معتبر ذریعہ سے زار سوہول نکولس کے آخری لمحوں کی نسبت کیفیت ذیل موصول ہوئی ہے۔ دستہ گرد آوری نے جو ایک غیر کمیشن یافتہ افسر اور سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ ۵ بجے صبح کے زار معزول کو نیند سے جگایا۔ اور اسے کپڑے پہننے کا ایما کیا۔ وہ ایک کمرے میں لے جایا گیا۔ جہاں فوجی گارڈ کا یہ فیصلہ اسے سنایا گیا کہ زار معزول کو لازمی طور پر ہلاک کیا جاوے اور اسے دو گھنٹہ موت کے لئے تیار ہونے کے لئے دیئے گئے۔ نکولس نے موت کا فتویٰ سکون اور استقلال سے سنا۔ یہ اپنی خوابگاہ پر واپس آیا۔ اور اپنے کو ایک کرسی پر ڈال دیا۔ اور پادری کو طلب کیا۔ جسے نکولس کے پاس پہنچنے کی اجازت دی گئی۔ زار نے کئی چٹھیاں لکھیں اسکورٹ ۶ بجے صبح کے اسے لینے کے لئے آیا۔ نکولس نے کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی مگر اُٹھا نہ گیا۔ پادری اور ایک سپاہی کے سہارے وہ سیڑھیوں سے نیچے اُترا۔ نکولس ایک مرتبہ زمین پر گر پڑا۔ کیونکہ وہ بلا سہارے کھڑا ہونے کے ناقابل تھا۔ غرضیکہ زار ایک ستون کے سہارے سے کھڑا ہو گیا۔ اسنے اپنا ہاتھ اٹھایا۔ کہ گویا کچھ کہنا چاہتا ہے۔ مگر ساتھ ہی بندوقچیوں نے باڑ ماری۔ اور زار مردہ ہوکر زمین پر گر پڑا۔"

میرے پیارے بھائیو! ذرا چشم عبرت وا کرکے یہ چند سطور پڑھنا اور بتانا۔ کہ "زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار" یہ پیشگوئی بغیر کسی قسم کے خفا کے پوری ہوئی یا نہیں۔ ضرور ہوئی۔ سلسلہ احمدیہ کا مخالف اخبار مدینہ بجنور لکھتا ہے۔ "یورپ کی [illegible] عظیم سلطنت کا خود مختار فرمانروا زار روس [illegible] جیسے کسی ادنیٰ مجرم کی طرح اپنی [illegible] کرنے پر مجبور کیا گیا۔ وہاں [illegible] ہوتی ہے۔ اس پر بھی [illegible] بادشاہ پر زندگی [illegible] ایسی تنگ ہوئی۔ کہ وہ اپنی مرضی سے [illegible] لے سکا۔ پھر اسکے ساتھ یہ واقعات بھی [illegible] کہ زار کا ولیعہد بھی گولی سے مارا جا چکا ہے۔ اور [illegible] ہوئے یہ تار بھی [illegible] نے چھاپا ہے [illegible] پہلے زار کی بیوی قیصر ولیم جرمن کی بھتیجی زارینہ اور اسکی چاروں لڑکیاں بھی قتل کر دی گئیں [illegible] تباہی ہے خاندان زار کی۔ اور کتنی بڑی [illegible] انقلاب روزگار کی۔ یہ حالات پڑھ کر زبان مجبور ہو جاتی ہے۔ بار بار یہ مصرعہ دہرانے پر جو ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۵ء کو اس قیامت خیز زلزلہ کی تفصیل دیتے ہوئے خدا کے برگزیدہ رسول مسیح موعود مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خدا سے وحی پاکر لکھا۔

زار بھی ہو گا تو ہو گا اس گھڑی باحال زار

اہل ہند کی شاہ پرستی کے تاریخی ثبوت

اس عنوان سے اخبار [illegible] ۲۴ ستمبر [illegible] ایک سلسلہ [illegible] ہند کے بعض [illegible] سرکاری خدمات کا تذکرہ ہے۔ اسی سلسلہ میں [illegible] گیا ہے۔ کہ مرزا غلام مرتضیٰ (جو مرزا غلام احمد قادیانی کا دادا تھا) [illegible] مہاراجہ رنجیت سنگھ اور اسکے [illegible] میں دربار خالصہ کی طرف سے نامور فوجی خدمات [illegible] سنہ ۱۸۴۱ء میں وہ جنرل ونتورا کے [illegible] سنہ ۱۸۴۳ء میں ایک پیادہ رجمنٹ [illegible] تیرہ ہزار روپے کے فساد کے فرو کرنے [illegible] دی۔ یہ اس خاندان کی خدمات کا ایک [illegible] سطور پر [illegible] [illegible] صاحب حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دادا تھے۔ [illegible]

[illegible] ہوجائے۔ تو ہندو بھی اور [illegible] سے افضل محبت [illegible] کا نہایت [illegible] اخلاق کا بہترین [illegible] [illegible]

ایک دیوسماجی لڑکی کی ہدایت

جہاں تک لاہور کی اطلاع ہے۔ کہ دیوشو بھابالی (ایک دیوسماجی عورت کا نام ہے) نے پنجاب کے [illegible] [illegible] پہلے بی۔ اے بی ٹی کا امتحان پاس [illegible] اور ایک سال کے لئے فیروزپور کے [illegible] گرلز ہائی سکول کی ہیڈ ماسٹری کا کام مفت سرانجام [illegible] کا وعدہ کیا ہے۔ یہ ایثار جہاں قابل تعریف ہے [illegible] [illegible] کے بی۔ اے بی ٹی اصحاب کے لئے [illegible] ہے۔ آپ مرد ہیں۔ اور خدا کے فضل سے مسلمان [illegible] احمدی مسلمان۔ اور وہ ایک عورت ہے۔ اور عورت بھی خدا کی ہستی کی منکر۔ اگر ایک عورت [illegible] کسی اعلیٰ ہستی سے ملنے کا [illegible] یہ کام کر سکتی ہے۔ تو ایک مسلمان مرد خدا [illegible] [illegible] کر سکتا ہے۔ اگر وہ کرنا چاہے [illegible] ہے ◆

پنجاب میں انسداد تمباکو نوشی

ناظرین کو علم ہوگا کہ یہاں ہی تمباکو نوشی کی مضرت رساں عادت کا قرار واقعی انسداد کرنے کے لئے پنجاب لیجسلیٹو [illegible] کیا تھا۔ جسکے متعلق حضور لفٹنٹ [illegible] ۱۹۱۸ء کو حاصل ہوئی [illegible] ہند نے بھی ایسا [illegible] ۱۹۱۸ء کو [illegible] سے کم عمر [illegible] قانونی [illegible]

قانون کی عملدرآمد میں سرکار کی ممد و معاون ہونگے۔ اس قانون کا نام ایکٹ نمبر ۷ مجریہ ۱۹۱۸ء قرار پایا ہے۔ اس کا عملدرآمد تمام صوبہ پنجاب میں ہوگا۔ تمباکو سے مطلب عام تمباکو یا اسی قسم کی سلگا رہنے والی چیز سمجھا جائے گا۔ اور کوئی ایسی جگہ جہاں عوام۔ [illegible] مفت داخل ہوسکیں۔ عام جگہ بھی جائے گی۔ ریلوے اسٹیشن اور ریلوے گاڑی بھی اس تعریف میں شامل ہوگی جو شخص کسی ۱۶ سال سے کم عمر بچے کے ہاتھ تمباکو بیچتا یا دیتا ہوا دیکھا گیا۔ ماخوذ ہوکر مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوسکیگا۔ پہلے جرم پر دس روپے تک جرمانہ کی سزا دیجا سکتی ہے۔ دوسرے جرم پر بیس روپے اور تیسرے جرم یا اسکے بعد پچاس روپے تک سزائے جرمانہ دی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی ۱۶ سال سے کم عمر بچہ تمباکو پیتا دیکھا گیا۔ تو کوئی نمبردار ذیلدار یا قاعدہ سکول کا مدرس یا کالج کا پروفیسر میونسپل کمیٹی یا ڈسٹرکٹ بورڈ کا کوئی ممبر یا نوٹیفائڈ ایریا کا ممبر کوئی قانون پیشہ شخص رجسٹر شدہ طبابت پیشہ آدمی یا مجسٹریٹ قانوناً تمباکو چھین کر ضائع کر دینے کا مجاز ہوگا۔

لوکل گورنمنٹ اس ایکٹ کے ماتحت کسی مجسٹریٹ درجہ دوم یا درجہ سوم کو مقدمہ کی سرسری سماعت کا اختیار دے سکتی ہے ◆

ہندوستانی سپاہیوں کی تنخواہ

ایک رنگروٹ کو بھرتی ہونے پر ۵۰ روپیہ انعام دیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں انکو ۱۱ روپیہ ماہوار کے علاوہ رہائش۔ لباس اور خوراک مفت ملیگی۔ نائک کی تنخواہ ۱۷ روپے اور حوالدار کی تنخواہ بیس روپیہ ماہوار ہے۔ رسالہ میں تنخواہ زیادہ دیجاتی ہے۔ میدان جنگ میں اس تنخواہ کے علاوہ دو روپیہ ماہوار زائد الاؤنس اور پانچ روپیہ ماہوار بھتہ ملتے ہیں۔ اس حساب سے سپاہی کی ماہانہ تنخواہ ۱۸ روپیہ۔ نائک کی ۲۸ روپیہ اور حوالدار کی ۳۲ روپیہ بیٹھتی ہے۔ نئے ضابطے کے مطابق ہر رنگروٹ کو فوجی تعلیم ختم کرکے اور میدان جنگ کو جانے پر ۵۰ روپے انعام ملتا ہے۔ چھ ماہ کے بعد ہر سپاہی ۲۴ روپیہ زائد انعام کا مستحق سمجھا جاتا ہے۔ جب کوئی رنگروٹ فوج میں شامل ہوتا ہے۔ تو اس سے پوچھا جاتا ہے۔ کہ آیا وہ اپنے خاندان کے کسی شخص کے نام تنخواہ یا اس کا کچھ حصہ منتقل کرنا چاہتا ہے جتنی رقم وہ لکھدے۔ وہ ہر تین ماہ بعد نامزدہ شخص کے نام بھیجی جاتی ہے۔ سپاہی کے سوا کسی کا اختیار نہیں کہ نامزدگی بدل ڈالے۔ اور اگر غلطی سے کسی شخص کو تنخواہ مل جائے۔ تو اس کے لئے سپاہی خود ذمہ دار ہے اسکو چاہیئے کہ وہ سوچ سمجھکر تنخواہ وصول کرنے والے شخص کا نام اور پتہ لکھائے۔ تنخواہ بھیجنے کا کام خاص افسر کمانڈنگ کے سپرد ہوتا ہے ◆

نبوت ایمان کا ہی ایک اعلیٰ مرتبہ ہے

چند روز ہوئے۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اخبار پیغام صلح میں اور اب مولوی محمد علی نے ایک کھلے خط میں حضرت میاں صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کے مندرجہ عنوان فقرہ اور ایسے ہی [illegible] اسکے مترادف بہت سے فقرہ جات لکھکر ان پر سفیہانہ طور پر ان پر وہ باپ بیٹے دے کی ہے اور لکھا ہے۔ کہ میاں صاحب نے امت محمدیہ پر ایک خطرناک حملہ کی بنیاد قائم کردی ہے۔ اس کا جواب حضرت میاں صاحب نے آج جہاں یہ فقرہ لکھا ہے۔ قرآن کریم سے کافی طور پر دیا ہوا ہے۔ دیکھو صفحہ ۱۵ حقیقۃ النبوۃ۔

حضرت میاں صاحب نے آیت شریف فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین لکھ کر اپنے دعوے سے قرآن کا سے شہادت بھی پیش کردی ہے۔ اگر ان لوگوں کے دلوں میں ذرہ بھر بھی تقوے باقی ہوتا تو وہ تفسیر اس آیت کی میاں صاحب نے لکھی تھی۔ وہ لکھدیتے [illegible] غلط ثابت کرتے۔ تاکہ ناظرین کو غور کا موقع [illegible]

رجسٹرڈ ایل نمبر ۹۶

بشارت دی کہ اک بیٹا ہے تیرا | جو ہوگا ایک دن محبوب میرا
کروں گا دور اس مہ سے اندھیرا | دکھاؤں گا کہ اک عالم کو پھیرا
بشارت کیا ہے اک دل کی غذا دی | فسبحان الذی اخزی الاعادی

پہلا ہفتہ وار اخبار جو ہر جمعرات کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

فاروق

ایڈیٹر پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۳ | یوم پنجشنبہ مورخہ ۳- اکتوبر سنہ ۱۹۱۸ء | نمبر ۳۹

سلسلہ کی خبریں

حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی طبیعت ابھی تک صاف نہیں ہوئی۔ احباب حضور کی صحت و سلامتی کیلئے بہت دعائیں کریں۔

تبلیغ رسالت جلد دوم انشاء اللہ ۵ ماہ رواں تک شائع ہو جائیگی صرف نو کاپیاں جیسی باقی ہیں۔ جو فاروق پریس میں خدا کے فضل سے چھپ رہی ہیں۔

بارش کے نہ ہونے کی وجہ چارہ مویشیان کی سخت قلت ہے

شان حضرت احمد موعود

(از قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری)

اے امیر المنکرین ہم احمد موعود ہیں
کان دھر کر تم سنو ہم عیسیٰ مسعود ہیں

ہم بروز آدم و نوح و خلیل اللہ ہیں
مظہر زردشت و موسیٰ کرشن اور داؤد ہیں

ہم مثیل لوط و اسحاق اور اسماعیل ہیں
ہم مثال یوسف و یعقوب و صالح ہود ہیں

ہم ہیں عکس الیاس و حزقیل و دانیال
ہم ہیں تصویر محمد حامد و محمود ہیں

ہم نبی اللہ ہیں اور مظہر جملہ رسل
جو نہ مانینگے ہیں وہ کافر و مردود ہیں

منکرین انبیاء ہوتے کبھی مومن نہیں
بلکہ ہوتے بو جہل، فرعون یا نمرود ہیں

سب نبی دیتے رہے ہیں جسکی آمد کی خبر
وہ ہیں ہم حکم خدا سے وقت پر موجود ہیں

ہم سنانے آئے ہیں پیغام حق ہر قوم کو
اسود و احمر ہمارے سب کے سب مقصود ہیں

ابن مریم مر گئے ہیں وہ خدا ہرگز نہ تھے
جھوٹ کہتے ہیں جو کہتے ہیں کہ وہ معبود ہیں

جانتے ہیں جو آسمان پر وہ کبھی ...
کیوں لگے اس فکر میں منکر ...

حق تعالیٰ نے بنایا ہم کو اس کا جانشین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یا حی یا قیوم برحمتک استغیث

الٰہی فیصلہ۔ خدائی فرمان

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ فَقَدْ کَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا

خدائے قدوس رحیم و کریم قادر ذوالجلال نے اولو العزم مرسلین سیل عظام انبیاء کرام ماموریں ذی احترام کو اپنی نیابت وخلافت کا تاج پہنا کر خلعت رسولیت پہنکر مبعوث فرمایا۔ تا اسی کے نام کا سکہ سارے عالم میں چلائیں اور اسکے احکام وقوانین دنیا میں جاری کرائیں۔ عاجزوں، کمزوروں، بے کسوں، بے بسوں، افتادوں، کی دستگیری فرمائیں؟ اور دنیا کو اپنی تجلی نورانی، قوت یزدانی، طاقت ربانی، ہمت روحانی کے ذریعہ مہذب، دانا، ہوشیار، زندہ، بیدار۔ ترقی یافتہ نجات یافتہ، بامراد، کامیاب بنائیں،

پس یہ خدا کے بھیجے ہوئے مقدس حضرات آئے۔ اور بڑی شان سے آئے۔ ظاہر ہوئے اور خدائی نصرت، الٰہی تائید کے نشانات کے ساتھ ظاہر ہوئے۔

آہ، حسرت، افسوس، تعجب، حیرت، تاسف، ان نادانوں پر، ان ضدیوں پر، ان مغروروں پر، ان مقہوروں پر، ان بیماروں پر، ان بیکاروں پر، جو اپنی ہی غوایت، ضلالت، بطالت، مادیت، کثافت، کے باعث خدائی پیغام وحی ہدایت، نور، سے الگ تھلگ، دور، نفور، مقہور ہو کر ہلاک ہوئے، مرسلین، ماموریں، مصلحین کے جمالی، جلالی، حالی، قالی، اسرار، انوار، دقایق حقایق، آیات، نشانات، کو نہ مان کر، نہ دیکھ کر، نہ سمجھ کر، ان پر ہنسی، ٹھٹھا، پھبتی، یادہ گوئی، بے ہودہ سرائی، کے تیر برسانے لگے، افترا، اتہام، بہتان، جھوٹ، گند، بکواس، کے خنجر چلانے لگے، غیظ، غضب، غصہ، جھنجھلاہٹ کے ہتھیار لیکر ظلم، ستم، جور، جفا، جدال، قتال کا میدان قائم کرنا چاہا۔

پس عالم جبروت سے ندا آئی، قصر لاہوت سے صدا اٹھی، جو ملکوت سماوات وارض میں گونج کر، دنیا ناسوت کو ہلا گئی، اور گوشہ گوشہ میں ایک تہلکہ پڑ گیا، خدا۔ ذرہ ذرہ کا خالق و مالک خدا، اپنی سطوت، جلال، شان استغنا، کے ساتھ ایک دل ہلا دینے والا فرمان بھیجتا ہے۔ قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاؤکم فقد کذبتم فسوف یکون لزاما۔ کہ اگر تم میں عاجزی، انکسار، بندگی، نہیں تو جاؤ خدا کو بھی تمہاری کوئی پرواہ نہیں۔ وہ غنی و بے نیاز ہے، تمہارا انکار تمہاری تکذیب، تمہارے ہی لئے طوق لعنت بنکر تمہیں مجرم، قابل سزا، لائق تعزیر، مستوجب عذاب، ٹھہرا چکے ہیں۔ الم نھلک الاولین ط ثم نتبعھم الاخرین ط کذالک نفعل بالمجرمین ط ویل یومئذ للمکذبین خدا فرماتا ہے۔ ہم اگلوں کو بھی ہلاک کر چکے ہیں۔ پھر پچھلوں کو بھی ان کے پیچھے لگائینگے، ہم مجرموں کے ساتھ ایسا ہی معاملہ کرتے ہیں۔ پس جھٹلانے والوں کی ہلاکت، خرابی، رسوائی ہے، دیکھو، دیکھو، یوم الفرقان، روز عدالت، انصاف کا دن، فیصلہ کی ساعت، صبح قیامت، نزدیک بلکہ نزدیک تر ہے۔ ان موعدھم الصبح الیس الصبح بقریب ط

انسانو، سوچو اور خوب سوچو، تم کیا کر رہے ہو، کدھر جا رہے ہو، لوگو، دیکھو اور پھر دیکھو، تمہیں کیا ہو گیا ہے، کیا کہہ رہے ہو، کہاں دوڑتے ہو، کیوں بھاگتے ہو، آہ۔ خدا کا منادی ندا دیتا ہے اور تم کان نہیں دھرتے۔ تمہیں سنتے پر نہیں سنتے، الیس منکم رجل رشید ط

ہوشیار ہوشیار۔ خبردار خبردار۔ سنو سنو اور جلد سنو حضرت رب العزت جل جلالہٗ تم سے انتقام کا اعلان فرماتا ہے۔ ومن اظلم ممن ذکر بایات ربہ ثم اعرض عنھا انا من المجرمین منتقمون۔ بے شک بے شک وہ بڑا ظالم ہے۔ جسے آیات و فرمان الٰہی سنایا جائے۔ اور وہ منہ پھیر لے، خدا فرماتا ہے۔ یقیناً یقیناً ایسے ظالم مجرموں سے ہم ہی انتقام لینگے،،

پس اے عقلمندو۔ اے سوچنے والو، انکار میں جلدی نہ کرو، تکذیب میں تعجیل نہ کرو، جھٹلانے میں عجلت نہ کرو، دلائل، بینات، نشانات، دیکھو، سنو، پڑھو، غور کرو۔ تحقیق میں لگ جاؤ۔ تدقیق میں ڈوب جاؤ۔ سنبھل جاؤ۔ ہوشیار ہو جاؤ، بیدار ہو جاؤ، لیٹے ہو بیٹھ جاؤ۔ بیٹھے ہو تو کھڑے ہو جاؤ۔ کھڑے ہو تو چل پڑو، چلے ہو تو جلد جلد قدم بڑھاؤ۔ اور اس محبوب، مطلوب، امام و پیشوا کے قدموں سے چمٹ جاؤ جسکے تم مدتوں سے منتظر تھے۔ جسکے ملنے کے لئے بڑے بڑے بزرگان دین شوق و تمنا رکھتے تھے۔ اور جسکے لئے اولیاء و اسلاف کرام تڑپ تڑپ کر دعا مانگتے تھے، وہ آگیا۔ بلکہ عالم سے آگیا، وہ دنیا کا ہادی امام مہدی آگیا، سردار و ناقہ سوار، [illegible]

ایک سال کے عرصہ تک دُکھ کی مار میں مبتلا کر کسی کو اندھا کر دے اور کسی کو مجذوم کسی کو مفلوج الخ عبرت کا مقام ہے۔ کہ مولویاں دہلی کے اشتہار پر ابھی ڈھائی ماہ بھی نہیں گذرے تھے۔ کہ مولوی عبد السلام کو خدا نے موت کا شکار بنا دیا۔ اور وہ مفلوج ہوکر فوت ہوگئے۔ چنانچہ اخبار اہلحدیث ۱۰ نومبر ۱۹۱۶ء صفحہ ۱۳ کالم میں اطلاع دی گئی۔ کہ تمام دنیا اہل حدیث کی نگاہیں مولوی عبد السلام صاحب نبیرۂ مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی پر تھیں۔ جن کی بابت آج ہم بادل ناخواستہ یہ خبر دیتے ہیں کہ گذشتہ ہفتہ فالج سے فوت ہوگئے۔" ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الالباب۔

صوفیا و مشائخ کے نمائندے

اور بڑے جوش و خروش سے اٹھ کر گرنے والے خواجہ حسن نظامی صاحب کو دیکھئے کیسی شان اور کس قدر آن بان سے نظام المشائخ محرم نمبر ۱۳۲۶ھ میں مباہلہ کا اعلان دیا۔ اور سات صفحے رنگ ڈالے چند گرما گرم فقرے ملاحظہ ہوں۔ فرماتے ہیں:- میں تمہارے امیر المومنین مرزا محمود احمد کو دعوت دیتا ہوں۔ کہ وہ اجمیر شریف آئیں۔

مردانگی ہے صداقت ہے تو آؤ اس آزمائش گاہ کی سیر کرو جہاں ایک گھنٹہ میں سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ اگر تم کو یہ مباحثہ منظور ہو۔ تو ربیع الاول ۱۳۳۶ ہجری کی چھٹی تاریخ کو اپنے حواریوں کو لے کر اجمیر شریف میں آجاؤ جب تم اس ارادہ سے اجمیر شریف آؤ۔ اپنی والدہ سے دودھ بخشوا کر آنا اور ریلوے کمپنی سے ایک گاڑی کا بندوبست کرالینا جس میں تمہاری لاش قادیان روانہ ہو سکے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالے نے حسب قواعد شرعیہ مباہلہ کی منظوری دی تو حضرت خلیفۃ المسیح کے پہلے ہی مضمون کو پڑھ کر حسن نظامی صاحب جی چھوڑ گئے اور حواس باختہ۔ حیران۔ مضطرب ہوکر جان چھڑانی چاہی۔ عجیب عجیب رنگ بدلے۔ جن کی تفصیل اخبارات میں موجود ہے۔ ہم یہاں صرف ایک نمونہ پیش کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح کا پہلا ہی مضمون دیکھ کر حسن نظامی صاحب نے جواب میں لکھا کہ "میں نے مباہلہ کی حیثیت سے ان کو چیلنج نہیں دیا تھا نہ مباحثہ کا نام اس مضمون میں تھا۔ جو اس مسئلہ پر نظام المشائخ محرم نمبر میں شائع ہوا ہے۔" یہ موت کیوں آگئی، اب کیوں روح پرواز کر گئی۔ سب کرامت ندامت ہوگئی۔ اللہ توبہ اللہ توبہ۔ کئی غیر احمدی حضرات کے مضامین حسن نظامی کے خلاف اظہار نفرت و نفرین کے لئے شائع ہوئے۔ جو اخبارات میں موجود ہیں۔ مجھ سے جناب مولانا عبد الماجد صاحب نے ذکر کیا کہ میں نے حسن نظامی سے کہا کہ مباہلہ کا چیلنج دیکر یہ تم نے کیا کیا۔ عار۔ عار۔ عار۔ عار۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ شرم۔ فوقع الحق ما دخسرھنا

لک المبطلون۔

یٰقَوْمَنَا اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ

اس ربانی مبلغ و داعی کی دعوت قبول کرو۔ اور اگر تم اسے قبول نہیں کرتے یاد رکھو خدا تعالے فرماتا ہے۔ اور اپنے نبی سے یوں کہلواتا ہے۔ فان تولوا فقد ابلغتکم ما ارسلت بہ الیکم۔ اگر تم لوگ منہ پھیرتے ہو۔ سو تو جو کچھ لیکر بھیجا گیا تھا۔ وہ میں نے پہنچا دیا۔ ویستخلف ربی قوما غیرکم تم نہ مانو گے۔ تو خدائے پروردگار ایک ماننے والی قوم تمہارے بعد لائیگا تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ پس اگر خدا کی فعلی کتاب، قانون قدرت، رموز فطرت اور قولی کتاب قرآن حکیم کی دلائل و براہین و آیات بینات سے نادان انکار کر محروم رہنا پسند کرتے ہو۔ تو پھر کس قانون۔ کس کتاب۔ کس فرمان۔ کس بات سے فائدہ اٹھاؤ گے۔ فبای حدیث بعدہ یومنون ۔ دلائل کی موسلا دھار بارش۔ نشانات کی چمکتی ہوئی بجلیاں۔ براہین کا گرجنے والا رعد۔ انصاف کا چاند اگر تمہیں فائدہ نہ پہنچا سکا۔ تو آؤ الٰہی فیصلہ۔ انتہائی فیصلہ۔ موثر فیصلہ آخری فیصلہ کریں۔ سنو سنو۔ فرمان الٰہی سنو۔

تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین

کیا علماء دیوبند ہم سے مباہلہ کرینگے۔

(از جناب اکمل صاحب قادیان دارالامان)

وہ کمیٹی جو ہندوستان میں سازشوں کی رپورٹ کرنے کے لئے مقرر ہوئی تھی اس نے اسلامی شورش کی لہر کے سلسلہ میں دیوبندیوں کے مولانا محمود حسن کا ذکر بھی کیا۔ کہ وہ بھی ایک حد تک اس سازش میں شریک تھے۔ اور مولوی عبید اللہ سندھی کا نام بہت ہی دخیل بتایا ہے۔ اس پر بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اہل دیوبند خطرے میں ہیں اسکے جواب میں مولوی حبیب الرحمن صاحب مددگار مہتمم دیوبند کی طرف سے ایک ضمیمہ القاسم کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ جو اپنے مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"ہمارے پاس بھی تردید کے لئے قابل اعتماد اور مسکت دلائل موجود ہیں لیکن یہ امر ان منصف طبائع لوگوں کے لئے جن کو ایسی جھوٹی خبروں سے کچھ اشتباہ ہو گیا ہو۔ ان معاندوں کو یہاں ہم کوئی دلیل اور حجت نہیں دکھا

جٹّ اور جنگ

یہ تو معلوم نہیں کہ اصل جٹ یا جاٹ کون ہے۔ مگر میرا مطلب جٹ سے وہ [illegible] ہے۔ جس کے بیلوں کے پاؤں کے روندے ہوئے دانے کھا کر شہری لوگ آباد اور خوشحال ہیں۔ چاہے وہ ان داتا آوان ہو یا مان گھمڑ ہو یا کھرل۔ سدھو یا سندھو۔ راجپوت یا آریٹی اور باگڑی یا ستنونی۔ میرا جٹ وہ بھولا بھالا شاہزادہ ہے جو پچاس روپیہ کے قرض کے عوض میں ہزار روپیہ ادا [illegible] مگر جٹ ایسی سال سے اس کی خدمت میرا فرض ہے شاہ نواز قوم ہے۔ کہ خادم کو مخدوم اور تابع حکم کو حاکم سمجھتی ہے۔ ہر کا و مر کی ستم ایجادیوں کا تختہ مشق رہ کر بھی اس قوم کی شان بے پروائی میں [illegible] [illegible] عہد و پیمان ہیں :-

یہ کہ "خدا چاہے بارش سے۔ طغیانیوں سے ژالہ باریوں سے۔ ٹڈی سے۔ امساک سے بیماری سے کتنا ہی فصلوں کا نقصان کرے۔ مگر جٹ آزردہ ہو کر اس کام کو نہیں چھوڑے گا" اس بیان کے ذریعہ سے خدا نے اپنی دیگر مخلوق کے پالنے کا بندوبست کیا ہے۔ ورنہ اگر صدیوں کی بے ترتیب بارشوں سے اکتا کر جٹ تخم ریزی چھوڑ دیں۔ تو دنیا بھوکی مر جائے

(۲) یہ کہ اول الذکر خدمت کے صلہ میں خدا اپنی خاص شان بے نیازی سے جٹ کو باقی قوموں سے بہت زیادہ شان بے پروائی دیگا۔

یہ عہد و پیمان ازل سے جاری ہیں۔ اور تا ابد رہینگے۔ اس دوسری شرط کی طفیل جٹ کو جاہ و حشم سے تکلف سے کپڑے سے بلکہ ایک حد تک آرام کے کھانے پینے سے کامل بے نیازی ہے دھوپ اسے نہیں ستاتی۔ کنوئیں کی گادی پر یا نہر کے موگہ پر شب بیداری اسے بے چین نہیں کرتی۔

روکھی سوکھی کھا کر اور گندہ پانی پی کر وہ توانا رہتا ہے۔ بیچے پالتا ہے۔ اور دنیا کو پیٹ بھر کر روٹی دیتا ہے۔ یہی شان بے پروائی ہے کہ کنک جٹ کی اور نفع رالی برادر زکا۔ روپیہ جٹ کا اور جوبی وکیل کی۔ بھینس جٹ کی اور دودھ [illegible] دار کا مگر اس خدائی وصف کی بدولت اس قوم میں ایک اور جوہر پیدا ہو گیا ہے۔ جو دوسری قوموں میں برائے نام بھی نہیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ جٹ کو چاہے ہزار اور باتوں کا دل میں افسوس ہو۔ مگر ایک خاص بات سے وہ ذرا بھی نہیں بچتا تا۔ جٹ [illegible] دے۔ تو دلی افسوس دامنگیر ہوتا ہے۔ جب افسر رشوت نہ لے۔ تو اس کو سخت قلق و اضطراب ہوتا ہے۔ جب اسکے بیٹے یا بیٹی کی شادی پر پورا [illegible] نہ ہو۔ تو اس کا دل ہی مرجھاتا ہے۔ مگر ایک بات ہے اسے ذرا بھی افسوس نہیں ہوتا۔ وہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں مگر جٹ کی لاٹھی میں بجلی کی کڑک ہے۔ اور جب وہ لاٹھی جٹ کے دشمن کی کھوپڑی پر رقص کرتی ہوئی جنبش ہوتی ہے۔ تو جٹ کو ذرا بھی تاسف نہیں ہوتا۔

مجھے جٹ سے دلی محبت ہے۔ مگر جن لوگوں کو جٹ سے محبت نہیں۔ وہ اس کی خوبیوں کو اپنی کوتاہ اندیشی سے ہمیشہ عیب بیان کرتے ہیں۔ اگر جٹ میں یہ شان بے پروائی نہ ہوتی۔ تو اب کون ہزار در ہزار انگلستان کے دشمنوں سے جا کر برسرپیکار ہوتا۔ جٹ کی طفیل لاکھوں سپاہی ہندوستانی فوج میں بھرتی ہوئے ہیں۔ یہ جٹ ہی ہے۔ جس نے فرانس میں عراق میں فلسطین میں دشمنوں کی بار بار کے میں بلکہ گھروں میں تہلکہ ڈالا دیا ہے۔

اے ملک کے دھنی جٹ۔ اگر سچی بات کہنا عیب نہ ہو۔ تو سارے ہندوستان میں صرف تو گھر والا ہے اور باقی سب مستر دار۔

اے جٹ۔ آ۔ زمین تیری۔ زور تیرا۔ [illegible] کسی اور کی کیوں ہو۔

آ۔ فوج میں بھرتی ہو۔ سپاہی بھی بن اور سردار بھی۔ وہ دن آنے والا ہے۔ کہ ہندوستان کا سب سے پہلا فرض یہ ہوگا کہ تیرا اور تیری قوم کا شکریہ ایک شاندار طریقہ سے کیا جائے۔ مگر جب تک جنگ ختم نہ ہو۔ وہ شکریہ ادا نہیں ہو سکتا۔ اور جنگ کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ جب تک کہ جٹ کی لاٹھی اسکے گھر میں ہے۔ اور جرمن کے سر پر نہیں چمکتی جنگ کے فتح کرنے والا نہ روپیہ ہے نہ سامان [illegible] ہیں۔ جنگ کے فتح کرنے والا

"جٹ"

ہے ٭

عبدالعزیز سب ڈویژنل افسر ناشلتا

حقیقۃ الرؤیاء

وہ کونسا احمدی ہے جسے کبھی نہ کبھی کوئی خواب نہ آئی ہو۔ اور وہ اسکی حقیقت معلوم کرنے کے لئے بیتاب نہ ہو جاتا ہو۔ اگر کوئی نہیں۔ تو پھر ایک کا فرض ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تصنیف حقیقۃ الرویاء کے نام سے اسی غرض کو پورا کرنے کے لئے جو کتاب حال میں شائع ہوئی ہے۔ اسے منگوا کر پڑھیں۔ اور اس سے اپنی خوابوں کی حقیقت معلوم کر لیا کریں۔ یہ کتاب بہت عمدہ لکھائی۔ چھپائی کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے سفید کاغذ پر شائع ہوئی ہے۔ اور دس آنے قیمت پر [illegible] ذیل پتے سے مل سکتی ہے۔ فوراً منگا لیجئے ٭

ملنے کا پتہ

دفتر [illegible]

فاروق

فاروق

جلد ۳ یوم پنجشنبہ مورخہ ۱۲ نومبر

سلسلہ کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح کی طبیعت ناساز چلی جاتی ہے

سیدنا محمود کا ایک رؤیا

[illegible] ہے غضب کوئی
[illegible] مسیح [illegible] ہو رہا ہے
[illegible] غفلت میں اور سونے والو
کہ قسمت کا اب فیصلا ہو رہا ہے
کرو اپنی اصلاح جلدی او لوگو!
کہ ناراض تم سے خدا ہو رہا ہے
خدا کی خدائی میں کیا دخل تجھ کو
جو کچھ ہو رہا ہے بجا ہو رہا ہے

پُر اسرار انجام

جانتے ہو کہ الفلوئنزا کے پھیلنے کا باعث اور موجب اور سبب کیا چیز ہے۔ اور اسوقت میں خدا تعالیٰ کے غضب کے بھڑکنے کا کیا باعث ہوا ہے ؎

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

اسلئے کہ خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ اس طور پر وارد ہوئی ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ اپنا مرسل منذر مبشر نبی اس دنیا میں بھیجتا ہے تو دنیا میں اسکے آنے پر دو قسم کے گروہ ہو جاتے ہیں۔ ایک [illegible] سعید روحوں کا ہوتا ہے جو کہ اس نبی کے [illegible] ہو جاتے ہیں۔ اور جان و مال سے اسکی مدد کرتے ہیں۔ اور اس کی [illegible] کو اپنی خوشی اور اسکے غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو تازہ نشان دکھلاتا ہے جو کہ ان کے [illegible] ازدیاد ایمان کا موجب ہوتے ہیں۔ دوسرا [illegible] کے کفرین کا ہوتا ہے۔ جو تحقیر اور عناد و [illegible] سے اس کو [illegible] اور ہر وقت اسی تاڑ میں لگے رہتے [illegible] اور [illegible] رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح نبی کو [illegible] کے نظر میں اخس ہوتے ہوئے [illegible] بل نتبع ما الفینا علیہ آباؤنا لے [illegible] لا یعقلون شیئاً [illegible]۔

اور بادیہ ضلالت و غوایت میں متہیم و متحیر کی طرح سرگردان پھرتے ہیں۔ اور شفا علی حفرۃ من النار کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ اور ان پر شقاوت غالب آ جاتی جسکی وجہ سے مکائد شیطانی کے احبولہ میں پھنس جاتے ہیں۔ پس انکی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اور قسم قسم کے قہری نشانات ظاہر ہوتے ہیں جن سے خلق اللہ توبہ توبہ کرتی ہوئی صدا صدا کرتی ہے۔ اور مرسل یزدانی کو اسے [illegible] ہے۔ پس اسی طرح اس زمانہ فسق و فجور میں جبکہ بدعات و رسوم اور ضلال کا دریا بیکراں موجزن ہو رہا تھا اور اسلام کا سفینہ منجدھار کے بھنور میں آکر مستغرق ہونے کو تھا ؎

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آ گئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن

اور لوگوں کے سجیات و عادات و خصائل و شیم و اخلاق بالکل گر گئے تھے۔ اور نبی کریم کے مبعوث ہونے سے پہلے جاہلوں کی سی جہالت ہو گئی تھی۔ اور دین کی دل میں کچھ وقعت نہ رہی تھی ؎

چھوڑتے ہیں دیں کو اور دنیا سے کرتے ہیں پیار
سو کریں وعظ و نصیحت کون سمجھانے کو ہے

پس ان کی ایسی حالت کے ہونے کی وجہ سے خدا نے مسیح موعود کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ لیکن لوگوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اور سب و شتم کرتے ہوئے کافر و دجال کے القاب دیئے۔

کافر و دجال اور فاسق مجھے سب کہتے ہیں
کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے

اور کئی ہزار کفر کے فتویٰ لگائے۔ تب خدا تعالیٰ کا قہری ہاتھ اپنے جلال میں ظاہر ہوا۔ اور پہلے سے ہی اپنے مسیح موعود کو آئندہ آنیوالی مصائب و آفات و زلازل و امراض پر اطلاع دیدی تاکہ مومنین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔ پہلے تو طاعون کے لئے پیشگوئی کی تو اسکے بعد خدا تعالیٰ نے طاعون کو دنیا میں بھیجا۔ جو دنیا کا بہت سا حصہ شکار کر کے کامیاب صیاد کی طرح واپس ہوا۔ لیکن بد قسمت لوگوں نے اس مہلت سے نفع نہ اٹھایا۔ اور مسیح موعود اور مرسل یزدانی کی مخالفت پر تلے رہے۔ تو پھر اس الہام کے مطابق جو خدا نے اپنے مسیح موعود کو ان عقوبات سے پیشتر بتلایا تھا

الامراض تشاع والنفوس تضاع وما کان اللّٰہ لیغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ کہ ایک بیماری نہیں۔ بلکہ امراض پھیلینگی جن سے نفوس ہلاک ہونگے۔ یہ خدا تعالیٰ کا غضب کیوں نازل ہوا۔ اور نفوس کیوں ہلاک ہو رہے ہیں؟ کیوں بدل گیا۔ اسوجہ سے کہ انسانوں نے اپنی حالت کو بدل دیا۔ اور راہ ہدایت چھوڑ کر چاہ ضلالت میں گر پڑے پس مسیح موعود کا ان آفات و امراض و مصائب کے آنے سے پیشتر بتلا دینا آپ کی صداقت پر بیّن دلیل ہے۔

جب طاعون نے اپنے نذرانہ کے موافق خراج جمع کر لیا پھر دنیا میں ایک عالمگیر جنگ شروع ہوئی۔ جس کا نمونہ پیدائش عالم سے آج تک نہیں پایا جاتا۔ جسکے متعلق مسیح موعود نے پہلے سے فرما دیا۔

"اور اسقدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں رہینگے۔ اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی . . . . . . اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہ ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا۔ کہ یہ کیا ہونے والا ہے اور بہتیرے نجات پا جائینگے۔ اور بہتیرے ہلاک ہو جائینگے۔ وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفات ظاہر ہونگی۔ کچھ آسمان سے کچھ زمین سے . . . . نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آ جائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ بچشم خود دیکھ لو گے۔"

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷

الغرض مسیح موعود نے جنگ کی خبر دیتے ہوئے ساتھ ہی یہ بھی فرما دیا کہ اسکے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان سے ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ پس دیکھو یہ الفاظ کس طرح بعینہٖ پورے ہوئے۔ اور اس جنگ کے وقت [illegible] انفلوئنزا نے حکم

فاروق

ایڈیٹر و پروپرائیٹر میر قاسم علی

جلد ۔۔ پنجشنبہ مورخہ ۲۲ نومبر ۱۹۱۸ء نمبر ۔۔

سلسلہ کی خبریں

سیدنا محمود کا ایک رؤیا

[illegible] سے مجھے [illegible] - [illegible]
[illegible] پرایمان [illegible]
[illegible] - پس اگر [illegible]
[illegible] بیماری کی شکل میں عذاب آیا ہے
[illegible] کہ ہم [illegible] میں مبتلا ہوئے - چنانچہ
[illegible] کے متعلق حدیث [illegible] میں ہے کہ
[illegible] کو زمکام ہوگا - [illegible] آخرت [illegible]

[illegible] مومن [illegible] اور جہالت جویں [illegible]

[illegible] انجام ہمارا بہتر ہے - اور ہم انشاء اللہ ترقی کریں گے
[illegible] ہمارے مخالف گھٹیں گے - ہمارے
[illegible] عظیم یہی ہیں کہ دنیا میں توحید پھیلے - لوگ عام
[illegible] اور پرہیز دتقوے کی راہوں پر چلیں یہ سب
[illegible] انشاء اللہ پوری ہونگی - اکثر لوگوں نے توجہ
[illegible] - تو خدا کے ماموروں کی پیشگوئی موجود ہے - کہ
[illegible] نئی دبار نہیں - بلکہ نئی دبائیں ہیں پس
[illegible] کب تک خدا کا مقابلہ و مقاتلہ کرے گا - آخر
[illegible] ڈال دے گا - اور اس وقت یا ایہا الخلق
[illegible] کی صدائیں سننے میں آئینگی -

ابن مریم حج کرچکا ہے

[illegible] حدیث کا ایک نامہ نگار اعتراض کرتا ہے کہ
[illegible] نے حج کیوں نہیں کیا - اس کا جواب کئی بار
[illegible] سے دیا جاچکا ہے کہ حج کے لئے امن
[illegible] استطاعت شرط ہے - اور یہ خطرہ حضرت ممنا
[illegible] کے لئے جہاد ظہیں - دوم آپ کی طرف
[illegible] دیا جاچکا ہے - [illegible] حدیث میں حضرت مریم
[illegible] والسلام نے حج
[illegible] کرتے ہیں - وہ
[illegible]
[illegible] مریم ہیں

آیت ہے - وضرب اللہ مثلاً للذین امنوا امرات فرعون × × × × × ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا - جس سے ثابت ہے کہ مومن روحانی منازل طے کرتے ہوئے مریم بن جاتا ہے - چنانچہ حضرت اقدس نے دعوی کیا کہ میری روحانی حالت مریم کے مشابہ تھی - اور انہی دنوں میں یعنی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء سیدنا محمود پیدا ہوئے - جو اس پہلو سے ابن مریم ہیں - اور آپ خدا کے فضل سے حج کرچکے ہیں - پس یہ اعتراض یوں ہی رفع ہوگیا یعنے حدیث میں جس ابن مریم کے حج کا ذکر ہے وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ہیں ٭

قصوا الشوارب واعفوا اللحی

آپ اپنے محلہ اپنی بستی اپنے شہر اور اردگرد دیکھیں اور خوب نظر دوڑائیں - آپ پر ثابت ہوگا کہ وہ جن کی داڑھی نہیں - وہ زیادہ تر اس مرض پُر اسرار (جنگی بخار) میں مبتلا ہوئے ہیں - اور داڑھی والے نسبتاً محفوظ رہے - پس کیا ہمارے مسلمان بھائی اگر پہلے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی تعمیل نہیں کرسکے - تو کم ازکم اس مرض سے محفوظ رہنے کے لئے داڑھیاں بڑھائیں اور مونچھیں کٹوائیں کرزن فیشن والے خصوصیت سے توجہ کریں ٭

مقبرہ بہشتی میں دفن ہونیکے شرائط

مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی صرف یہی شرط نہیں کہ آدمی اپنے مال کے دسویں حصے کی وصیت برائے اشاعت اسلام کردے - اور وہ بھی اس وقت جب سخت بیمار ہو - اور اپنی زندگی کی نسبت شبہ پیدا ہو تو مرنے سے چند گھنٹے پہلے - بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنی زندگی پاک اور دوسروں کے لئے ایک نمونہ بنائی جائے - چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود کی مندرجہ ذیل دعا سے معلوم ہوسکتا ہے کہ حضور ہم سے کیا چاہتے ہیں اور کیسے مومنین مطلوب تھے - جو مقبرہ بہشتی میں دفن ہوا کریں - ارشاد ہوتا ہے :-

" اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور رحیم - تو صرف ان لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں - اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے - اور جیسا کہ حق ایمان اور طاعت کا ہے بجالاتے ہیں - اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہے - اور جن کو تو جانتا ہے - کہ وہ بکلی محبت میں کھوئے گئے - اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یارب العالمین - (الوصیت [illegible])

" یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے - بلکہ ضروری ہوگا - "

" ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے "
" ممکن ہے - پابند احکام اسلام ہو - اور تقوے "
" طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا اور مسلمان "
" خدا کو ایک جاننے والا اور اسکے رسول پر سچا "
" ایمان لانے والا ہو - اور نیز حقوق عباد غصب "
" کرنے والا نہ ہو "

ایک دوسرے مقام پر ارشاد ہوتا ہے :-
" اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور [illegible]
[illegible] سے پرہیز اور کوئی [illegible]
[illegible] - سچا اور صاف [illegible]
[illegible]
[illegible] کے [illegible]

حضرت اقدس نے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ [illegible] کیا
[illegible]

[illegible] کیا تماشہ ہے کوئی
[illegible] مسیح و مسا ہو رہا ہے
اٹھو خواب غفلت میں او سونے والو
کہ قسمت کا اب فیصلہ ہو رہا ہے
کرو اپنی اصلاح جلدی او لوگو!
کہ ناراض تم سے خدا ہو رہا ہے
خدا کی خدائی میں کیا دخل ہم کو
جو کچھ ہو رہا ہے بجا ہو رہا ہے

پُر اسرار بخار

جانتے ہو کہ انفلوئنزا کے پھیلنے کا باعث اور موجب اور سبب کیا چیز ہے۔ اور اسوقت میں خدا تعالیٰ کے غضب کے [illegible] کا کیا باعث ہوا ہے۔

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

[illegible] کہ خدا تعالیٰ کی سنت قدیمہ اس طور پر وارد ہوئی ہے کہ جب کبھی خدا تعالیٰ اپنا مُرسل منذر مبشر نبی اس دنیا میں بھیجتا ہے تو دنیا میں اسکے آنے پر دو قسم کے گروہ ہو جاتے ہیں۔

ایک فریق تو سعید روحوں کا ہوتا ہے جو کہ اس نبی کے [illegible] داخل ہو جاتے ہیں۔ اور جان و مال سے اسکی مدد کرتے ہیں۔ اور اس کی خوشی کو اپنی خوشی اور اسکے غم کو اپنا غم سمجھتے ہیں۔ تو خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو تازہ نشان دکھلاتا ہے جو [illegible] کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہوتے ہیں۔ دوسرا [illegible] کے کفر [illegible] کا ہوتا ہے۔ جو تکبر بیاور عناد [illegible] ہو کر [illegible] اور ہر وقت اسی تاڑ میں لگے رہتے [illegible] کہ کسی نہ کسی طرح نبی کو [illegible] الشمس ہوتے ہوئے [illegible] ما الفینا علیہ آباؤنا کے [illegible] شیئا [illegible]

اور بادیہ ضلالت و غوایت میں متہیم و متحیر کی طرح سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور شفا حفرۃ من النار کے قریب پہنچ جاتے ہیں۔ اور انپر شقاوت غالب آجاتی ہے جسکی وجہ سے مکائد شیطان کے اکھاڑ میں پھنس جاتے ہیں۔ پس انکی وجہ سے عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ اور قسم قسم کے قہری نشانات ظاہر ہوتے ہیں جن سے خلق اللہ توبہ توبہ کرتی ہوئی خدا خدا کرتی ہے۔ اور مُرسل یزدانی کو ماننے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اسی طرح اس زمانہ فسق و فجور میں جبکہ بدعات و الحاد اور ضلال کا دریا بیکراں موجزن ہو رہا تھا اور اسلام کا سفینہ منجدھار کے بھنور میں آکر مستغرق ہونے کو تھا

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آمرے اے ناخدا
آگئے اس باغ پر اے یار مرجھانے کے دن

اور لوگوں کے سجیّات و عادات و خصائل و شیم و اخلاق بالکل گم گئے تھے۔ اور نبی کریم کے مبعوث ہونے سے پہلے جاہلوں کی سی جہالت ہو گئی تھی۔ اور دین کی دل میں کچھ وقعت نہ رہی تھی

چھوڑتے ہیں دین کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار
سوکریں وعظ و نصیحت کون سمجھانے کو ہے

پس ان کی ایسی حالت ہونے کی وجہ سے خدا نے مسیح موعود کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا۔ لیکن لوگوں نے اس کا انکار کر دیا۔ اور سب و شتم کرتے ہوئے کافر و دجال کے القاب دیئے

کافر و دجال اور فاسق مجھے سب کہتے ہیں
کون ایمان صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے

اور کئی ہزار کفر کے فتوے لگائے۔ تب خدا تعالیٰ کا قہری ہاتھ اپنے جلال میں ظاہر ہوا۔ اور پہلے سے ہی اپنے مسیح موعود کو آئندہ آنیوالی مصائب و آفات و زلازل و امراض پر اطلاع دیدی تاکہ مومنین کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔ پہلے تو طاعون کے لئے پیشگوئی کی تو اسکے بعد خدا تعالیٰ نے طاعون کو دنیا میں بھیجا۔ جو دنیا کا بہت سا حصہ شکار کر کے کامیاب صیاد کی طرح واپس ہوا۔ لیکن بدقسمت لوگوں نے اس مہلت سے نفع نہ اٹھایا۔ اور مسیح موعود اور مُرسل یزدانی کی مخالفت پر تلے رہے۔ تو پھر اس الہام کے مطابق جو خدا نے [illegible] مسیح موعود کو ان عقوبات سے پیشتر بتلایا تھا

الامراض تشاع والنفوس تضاع وما کان اللہ لیغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم۔ کہ ایک بیماری نہیں۔ بلکہ [illegible] پھیلینگی جن سے نفوس ہلاک ہو جائینگے۔ یہ خدا تعالیٰ کا غضب کیوں نازل ہوا۔ اور نفوس کیوں ہلاک ہوئے زمانہ کیوں بدل گیا۔ اسوجہ سے کہ انسانوں نے اپنی حالت کو بدل دیا۔ اور راہ ہدایت چھوڑ کر چاہ ضلالت میں گر پڑے پس مسیح موعود کا ان آفات و امراض و مصائب کے آنے سے پیشتر بتلا دینا آپ کی صداقت پر بیّن دلیل ہے۔

جب طاعون نے اپنے گذارہ کے موافق خرچ جمع کر لیا پھر دنیا میں ایک عالمگیر جنگ شروع ہوئی۔ جس کا نمونہ پیدائش عالم سے آج تک نہیں پایا جاتا۔ جسکے متعلق مسیح موعود نے پہلے سے بتلا دیا۔

”اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلینگی اس موت سے چرند پرند بھی باہر نہیں رہینگے۔ اور زمین پر اسقدر سخت تباہی آئیگی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی . اور اس کے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان ہولناک صورت میں پیدا ہونگی۔ یہانتک کہ ہر ایک عقلمند کی نظر میں وہ باتیں غیر معمولی ہو جائینگی۔ اور ہیئت اور فلسفہ کی کتابوں کے کسی صفحہ میں ان کا پتہ نہ ملیگا۔ تب انسانوں میں اضطراب پیدا ہوگا۔ کہ یہ کیا ہونیوالا ہے اور بہتیرے نجات پا جائینگے۔ اور بہتیرے ہلاک ہو جائینگے۔ وہ دن نزدیک ہیں۔ بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ہیں کہ دنیا ایک قیامت کا نظارہ دیکھیگی اور نہ صرف زلزلے بلکہ اور بھی ڈرانیوالی آفات ظاہر ہونگی کچھ آسمان سے کچھ زمین سے ...... نوح کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا۔ اور لوط کی زمین کا واقعہ بچشم خود دیکھ لوگے“

حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۵۶ و ۲۵۷

الغرض مسیح موعود نے جنگ کی خبر دیتے ہوئے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ اسکے ساتھ اور بھی آفات زمین اور آسمان [illegible] صورت میں پیدا ہونگی۔ پس [illegible] [illegible] جنگ کے وقت [illegible]

جرمنی کے ساتھ عارضی صلح کی شرائط

جرمنی کے ساتھ جن شرائط پر عارضی صلح کی گئی ہے [illegible] سے ضروری یہ ہیں (۱) جرمنی تمام بلجیم کا علاقہ اور [illegible] کا مقبوضہ علاقہ الساس اور لورین نیز لکسمبرگ [illegible] کے اندر خالی کردے (۲) جو جرمن سپاہ اس [illegible] اس علاقہ میں رہیگی وہ جنگی قیدی بنالی جائیگی [illegible] خالی شدہ علاقہ پر اتحادیوں اور امریکنوں کا قبضہ ہوگا [illegible] جرمنی اتحادیوں کو ڈھائی ہزار بڑی اور [illegible] ہزار چھوٹی توپیں - ۳۰ ہزار کلدار توپیں اور [illegible] جہاز حوالہ کردے - (۵) جرمنی اس تمام [illegible] کردے - جو کہ دریائے رائن کے اس طرف [illegible] اس علاقہ پر وہاں کے افسر اتحادیوں اور امریکنوں کی زیر ہدایت حکومت کرینگے (۷) اس علاقہ [illegible] پر قبضہ کرینگے کہ تمام ضروری مقامات [illegible] سپاہ کا قبضہ ہوگا (۸) دریائے رائن [illegible] علاقہ جرمنی کو عارضی صلح پر دستخط ہونے [illegible] کے عرصہ میں خالی کرنا ہوگا (۹) خالی شدہ علاقہ کو بالکل تباہ نہ کیا جاسکے گا - اور تمام فوجی مقامات مکمل حالت میں اتحادیوں کے حوالہ کردیئے جائینگے - (۱۰) جرمنی اتحادیوں کو ۵ ہزار انجن ۱۵ ہزار گاڑیاں اور ۵ ہزار موٹر حوالہ کرے گا - (۱۱) جرمنوں نے [illegible] سرنگیں وغیرہ میں لگائے ہیں یا کنوؤں میں زہر [illegible] - اس کے لئے جرمن فوجی افسر ذمہ دار [illegible] (۱۲) خالی شدہ علاقہ میں علاوہ الساس اور [illegible] جو سپاہ رہیگی - اس کا خرچ جرمنی [illegible] جرمنی اتحادیوں اور امریکہ کے جنگی [illegible] کے حوالہ کریگا - اور جرمنی کے قیدیوں [illegible] ہوگا -

[illegible] کے متعلق شرائط -

(۱۴) مشرقی محاذ پر جرمن اپنی فوجیں روس رومانیہ اور ٹرکی کی سرحد سے واپس ہٹائینگے (۱۵) جرمن فوجوں نے روس اور رومانیہ میں جو کچھ حاصل کیا ہے - وہ فوراً واپس کیا جائے (۱۶) جرمنوں نے مقام بریسٹ لٹووسک - بخارسٹ اور دیگر مقامات پر جو صلح کی ہے وہ منسوخ قرار دی جائے -

عارضی صلح کی بحری شرائط

(۱۷) جرمنی [illegible] جنگی جہاز - دس لائٹ کروزر اور پچاس تباہ کن جہاز اتحادیوں اور امریکہ کی حسب خواہش غیر جانبدار بندرگاہوں میں نظر بند کئے جائینگے (۱۸) تمام دوسرے جنگی جہاز جرمن بندرگاہوں میں غیر مسلح کئے جاویں - اور اتحادیوں اور امریکہ کی زیر نگرانی رہینگے -

دیگر شرائط

(۱۹) اڈمرل [illegible] نے اس شرط پر بھی دستخط کردیئے کہ چونکہ جرمنی میں بغاوت ہورہی ہے - اسلئے اگر جرمن جہاز اتحادیوں اور امریکہ کی زیر نگرانی نہ آسکے - ان کو حق ہوگا کہ وہ ہیلی گولینڈ پر قبضہ کرلیں تاکہ وہ انقلاب پسندوں سے صلح کی شرائط منظور کراسکیں (۲۰) بحیرہ بالٹک میں آزادی سے گذرنے کے لئے اتحادی بیڑے کو کھلی اجازت دیجاویگی - اس کے لئے اتحادیوں اور امریکہ کو اختیار ہوگا - کہ وہ تمام ان جرمن قلعوں توپخانوں وغیرہ پر قبضہ کریں جو کہ بالٹک اور کٹیگاٹ کے منہ پر ہیں - اور وہاں سے تمام سرنگیں صاف کردیں (۲۱) سمندر میں جسقدر جرمن تجارتی جہاز ہیں انہیں گرفتار کرنے کا اتحادیوں کو حق ہوگا (۲۲) بحیرہ اسود (بلیک سی) کے تمام ساحل جرمنی کو خالی کرنے ہونگے (۲۳) جرمنی نے جو روسی جنگی جہاز گرفتار کئے ہیں وہ اتحادیوں کے حوالے کئے جائینگے (۲۴) غیر جانبدار ممالک کے تمام بہا فراور سوداگری کے جہاز آزاد کئے جائینگے - (۲۵) اتحادی جہازوں کا نقصان پورا کرنے سے پہلے کوئی جہاز تباہ نہیں کیا جائیگا (۲۶) جرمنی [illegible]

[illegible] جانبدار ممالک خاص کر ناروے - سویڈن - ڈنمارک اور ہالینڈ کو اطلاع دیگا - کہ ان پر اتحادیوں کے ساتھ تجارت کرنے کی جو رکاوٹ جرمنی نے ڈال رکھی ہے وہ دور کردی گئی ہے -

---

جنگ کا اثر بادشاہوں پر

ایسی عظیم الشان جنگ کے نتائج و اثرات کا اندازہ لگانا اسوقت سخت دشوار بلکہ قریباً محال ہے - لیکن ایک ادنیٰ اثر اسکا یہ ہے کہ اسنے سات بادشاہوں سے مختلف سلطنتوں اور ملکوں کے تخت خالی کرائے - اور پانچ ولیعہدوں کو ان کے موروثی آبادی سے محروم کیا - یہ سات بادشاہ سابق شہنشاہ نکولس بادشاہ روس - سلطان المعظم محمد رشاد آفندی فرمانروائے سلطنت عثمانیہ - شہنشاہ فرانسس جوزف فرمانروائے آسٹریا - ہنگری شاہ کارل فرمانروائے رومانیہ - شاہ قسطنطین والئے یونان - شاہ فرڈیننڈ والئے بلغاریہ - قیصر ولیم فرمانروائے جرمنی اور پانچ ولیعہد پرنس الیگزینڈر ولیعہد یونان - پرنس یوسف عزالدین ولیعہد ٹرکی - پرنس الیگزینڈر ولیعہد روس - پرنس بورس ولیعہد بلغاریہ اور پرنس فریڈرک ولیعہد جرمنی ہیں - انہیں سے پرنس بورس قریباً تین ہفتے اپنے باپ کے تخت پر بیٹھے اور بعد ازاں ملک کی حکومت کا بوجھ اپنے لئے ناقابل برداشت پاکر اس سے دست بردار ہوگئے - سات بادشاہوں میں سے تین ملک عدم کو سدھار گئے جن میں سلطان المعظم رشاد آفندی اور شہنشاہ فرانسس جوزف اپنی طبعی موت سے جان بحق تسلیم ہوئے - اور زار روس اکاٹرن برگ میں باغی افسروں کی گولیاں کھاکر سخت حسرت کے ساتھ جان دی پانچ ولیعہدوں میں سے دو پرنس یوسف عزالدین ولیعہد ٹرکی اور پرنس الیگزینڈر ولیعہد روس کا رشتہ حیات بھی [illegible] قاتلوں کے ہاتھ سے منقطع ہوا - اور پرنس الیگزینڈر ولیعہد یونان کو اپنے باپ کے ساتھ تخت کی وراثت چھوڑنے پر مجبور کیا گیا - اگر شہنشاہ کارل ابھی حسب اطلاعوں کے موافق آسٹریا ہنگری کے تخت سے دست بردار ہوگئے تو وہ آٹھویں تاجدار ہونگے - جو اس مہیب جنگ کی بدولت اپنا تخت حکومت خالی کرینگے - ان واقعات سے ہندوستانی پبلک کو عموماً اور اہل اسلام کو خصوصاً عبرت کا سبق لینا چاہیے -

حضور لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب کا پیغام

گذشتہ چار سال کا ہنگامہ عظیم ملک معظم اور ان کے اتحادیوں کی کامل فتح کے ساتھ اب ختم ہو گیا ہے ۔ ہمارے دشمن جنکو یہ دیکھ کے ہتھیار ڈال کر صلح کے ملتجی ہوئے ہیں آخر کار ہم اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی ہے ۔ میں اخبار "حق" کے ذریعہ ایثار اور وفاداری کے اس غیر متزلزل جذبہ کا جو دوران جنگ میں فکر و اندیشہ کے باوجود پنجاب نے ظاہر کیا ہے اعتراف کرنا چاہتا ہوں ۔

ابتدائے جنگ سے پنجاب کے اب تک تین لاکھ فرزند میدان جنگ میں شہنشاہ معظم پر قربان ہونے کے لئے بھیجے ہیں ۔

فرانس اور بلجیم ۔ افریقہ اور ایران اور سب سے زیادہ مصر اور فلسطین شام اور عراق عرب میں ان بہادروں نے اپنے صوبے کے روایات تفاخر کو برقرار رکھا ۔ ہندوستان کی سرحدوں کی کامیابی سے حفاظت کی اور جنگ کو فاتحانہ اختتام تک پہنچانے میں نمایاں حصہ لیا ہے ۔ پنجاب ہمیشہ ان جانباز بہادروں کی یاد تازہ رکھیگا ۔ جنہوں نے میدان جنگ میں لڑتے ہوئے جان دی ۔ اور جنگ سے واپس آنے والوں کا دل سے خیر مقدم کریگا ۔ اور ساتھ ہی ان کو بھی فراموش نہیں کریگا ۔ جنہوں نے گو خطرات جنگ میں حصہ نہیں لیا ۔ تاہم صوبہ میں امن و امان برقرار رکھنے اور میدان جنگ میں افواج کی تعداد کو قائم رکھنے کیلئے روپیہ میں اور سپاہی رنگروٹوں کی اعانت میں امداد دی ہے ۔

[illegible] یہ امر موجب فخر ہے کہ پنجاب نے میرے [illegible] کے ساتھ اپنے فرائض کو ادا کیا ہے ۔ اور میں صوبے کے حاکم ہونے کی حیثیت سے ان سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے پنجاب کے شاندار منظور رتبہ کو سرزمین ہندوستان اور سلطنت برطانیہ میں برقرار رکھا ۔

ایم ۔ الیف ۔ اوڈوائر

ٹرکی کے غدار کارکن

خدا کے مامور و مرسل مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود نے ۲۴ ۔ مئی ۱۹۰۶ء کو یہ عبارت شائع فرمائی ۔

"سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں اور میں کشفی طریق سے اسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا ۔ اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں "

اس عبارت کے آخری فقرے کی موجودہ واقعات تصدیق کر رہے ہیں ۔ تفصیل کی حاجت نہیں اسی اشتہار میں حضور نے خدا سے علم پاکر یہ بھی لکھا تھا "کیا ممکن نہ تھا ۔ کہ جو کچھ میں نے رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا ۔ وہ دراصل صحیح ہو ۔ اور ترکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں ۔ جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں "

اس پیشگوئی کی تصدیق کئی واقعات نے کی ۔ مگر اس وقت یہ بھی کہا گیا تھا کہ یہ پرانے کارکن پہلے بھی ایسے ہی سمجھے جاتے تھے ۔ لیکن ہمارے دوست اب اس حقیقت الامر کی نسبت کیا کہینگے ۔ جو رویٹر کی مندرجہ ذیل تار کے ذریعے ظاہر ہوئی ہے ۔

"لنڈن ۳ ۔ نومبر ۔ اطلاع ملی ہے کہ انور پاشا طلعت پاشا ۔ جمال پاشا اور ناظم بے فرار ہو گئے ہیں ۔ ان پر سرکاری روپیہ کی غبن اور بین الاقوامی قانون کی خلاف ورزی کا الزام لگایا گیا ہے "

کیا یہ وہی انور پاشا اور طلعت پاشا نہیں ۔ جن کی مدحت سرائیوں میں ظفر علی خاں ۔ حسرت موہانی کی طرف سے زمین و آسمان کے قلابے ملائے جاتے تھے ۔ میرے بھائیو ۔ خداوند عالم کی دی ہوئی اطلاع غلط نہیں ہو سکتی واقعی اسکے ارکان کی حالت اچھی نہیں ۔ اسی لئے برا انجام ہوا ۔ (الکمل)

ایک احمدی ماسٹر پر الزام

ملود ۔ ضلع جالندھر کے احمدی ماسٹر پر ہمارے آریہ دوستوں نے یہ الزام لگایا ہے کہ نمستے سے منع کرتے ہیں ۔ اور سکول میں درشن ونظر اکمل سنتے رہتے ہیں جہاں تک ہمیں معلوم ہے وہاں ماسٹر محمد علی صاحب ہیں ۔ پرکاش نے محمد دین نام لکھا ہے ۔ جس سے ظاہر ہے کہ شکایت بے بنیاد اور محض محمد نام سن کر کر دی گئی ہے ۔ کچھ مہینے گذرے ہمیں یہ خبر ملی تھی ۔ کہ کچھ لوگ ان سے محض اس لئے پرخاش رکھتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور جبر کا مقدمہ بنانے سے بھی نہیں ٹلتے ۔ یہ الزام بھی اسی کا بقیہ معلوم ہوتا ہے ورنہ ٹکو ڈراما محمد علی اپنے فرائض سے خوب آگاہ ہے ۔ اور اس کا دامن مذہبی تعصب سے سکول کے معاملات میں بالکل پاک ہے ۔ ہم امید کرتے ہیں ۔ کہ آریہ اخبار اس قسم کی چھیڑ خانیوں سے رک جائینگے ورنہ ہم بھی منہ میں زبان رکھتے ہیں ۔

جدید لفٹننٹ گورنر پنجاب

اب طے ہو گیا ہے کہ سر ایڈورڈ میکلاگن کے ۔ سی ۔ آئی ۔ ای سر مائیکل اوڈوائر کے لفٹننٹ گورنر پنجاب ہونگے ۔

(ہمدم ۱۸ نومبر)

قیصر جرمنی

جرمنی سے بھاگ کر ہولنڈ (ہالینڈ) میں ہے ۔ جہاں قیصر اور شاہزادہ ولیعہد کی بیویاں اور دیگر شاہزادیاں مع اپنے صاحبزادوں کے حفاظت سے ہیں ۔ ولیعہد جرمن کے قتل کی افواہ غلط نکلی ۔

جنگی بخار (وبائی نزلہ) کا علاج

اس مرض میں تشخیص و تجربہ روزانہ کیا ہے وہ یہی رائے یا ہے۔ کہ اس میں زہریلا مادہ پلیگ کا ہی ہے کیونکہ پلیگ میں بھی تپ محرقہ ہوتا ہے۔ اور اس میں بھی محرقہ بخار ہے۔ پلیگ میں بھی غنودگی و ہذیان وغیرہ علامات ہوتی ہیں۔ اور اس میں بھی ہیں۔ پلیگ میں بھی نمونیا ہو جاتا ہے۔ اور اس میں بھی پلیگ میں کانوں کے نیچے رم ہوکر گلٹیاں نمودار ہوتی ہیں۔ تو اس میں شاہ رگ [illegible] کے اردگرد بس پلیگ ہی سمجھو۔ اگرچہ ڈاکٹروں نے اس کا نام وار فیور رکھا ہے کہ جنگ کی طرف سے آیا مگر اصل میں [illegible] کی بجائے محرقہ پلیگ فیور ہے۔

شاہترہ۔ برگ درخت نیم۔ دھایہ۔ منڈی دو دو تولہ برائتہ ۲ تولہ۔ گلو۔ نکو خشک ۲-۲ تولہ۔ گل غافث ایک تولہ۔ کوڑ گھلٹی ۳ تولہ۔ پوست بیخ بانسہ و برگ بانسہ نو تولہ۔ گاؤزبان ۱۲ تولہ۔ کاسنی ۲ تولہ۔ بیخ کاسنی ۵ تولہ سب کو کوٹ کر پانچ سیر آب چاہ میں بھگو کر اس کا عرق قرع انبیق سے کشید کیا جائے۔ جو چار بوتل نکلیگا پس بیماران وار فیور کو جب پیاس لگے بجائے پانی کے یہی عرق پلایا جائے۔ انشاء اللہ دوسرے ہی روز پسینہ آکر بخار رفع ہو جائے گا۔ دو روز بعد رفع بخار بھی پلایا جائے۔ تو بخار ہرگز عود نہ کرے گا۔ اور جس بیمار کو زیادہ قبض ہو تو دو روز یا تین روز یہ عرق پلا کر بعد میں یہ نسخہ پلایا جائے تاکہ تلیین ہو کر مادہ ردی کا استفراغ ہو جائے۔

بلیلہ زرد جو آدل پانی میں بھگو رکھی ہوں [illegible]۔ منقہ [illegible]۔ مغز بادام ۸ عدد۔ گل سرخ صاف کردہ ۲ تولہ۔ [illegible] تولہ۔ آلو بخارہ پانچ دانہ۔ گل قند [illegible] پانچ تولہ۔

[illegible]

تلیین اچھی ہوگی۔ بعد میں پھر وہی عرق پلایا جائے بفضل خدا شفا ہوگی۔ پھر بخار عود نہ کرے گا بس اس اکسیر عرق کا مقابلہ نہ تو کونین کر سکتی ہے اور نہ انٹی فیورین۔ نہ کیلومل وغیرہ اس موذی مرض پر۔ اس عرق کا سمجھنا آبحیات سے کم نہیں ہے۔ تجربہ کرکے آزمالو۔ ہر ایک عطار اور ہر ایک طبیب اس اکسیر ایزدی کا ضرور استعمال کرکے خلق خدا کو اس حادثہ جانکاہ سے نجات دلوا کر اجر عظیم کا مستحق اپنے آپ کو بنائے۔

اس موذی بخار میں ظاہر حال ریزش زکام معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس میں ترش اشیاء کا استعمال مضر ہوتا ہے۔ مگر تجربے نے ثابت کر دیا کہ اس بخار میں صفرا پیدا ہوتا۔ اور کھانسی بھی حدت صفرا کے باعث ہی ہوتی ہے۔ اس میں سوائے مرض نمونیا کے باقی سب اقسام کے بیماروں کو املی ۳ تولہ۔ آلو بخارا دس تولہ بھگو کر ل چھان کر اس میں سکنجبین ۵ تولہ سادہ سرکہ جدید سے تیز کرکے پلایا گیا۔ تو نہ وہ کھانسی رہی۔ اور نہ ہی ریزش زکام رہا۔

جس بیمار کو اس نقوع کے استعمال سے کھانسی زیادہ ہو۔ تو اس کو اسبغول۔ بہیدانہ ایک ایک تولہ بھگو کر لعاب لیکر اس میں چھلکا اسبغول۔ عوب کلاں تین تین ماشہ ملا کر شربت بنفشہ و شربت شفا سے میٹھا کرکے پلایا جائے۔ تو فوراً بفضل ایزد شفا ہو جاتی ہے اور بعض بیماران کو حسب ذیل سفوف سے بہت نفع پہنچا ہے۔

طباشیر کبودی۔ مغز کنول۔ تخم خرفہ۔ تخم کاسنی ایک ایک تولہ۔ مغز خیارین ۲ تولہ۔ الائچیاں ۶ ماشہ۔ دو دانہ عنبری ایک تولہ۔ مغز کرنجوہ ۳ دانہ۔ ست گلو ۲ ماشہ۔ مصری کوزہ ۲ تولہ کوٹ کر سفوف بنا کر خوراک ۲ ماشہ ہمراہ شربت نیلوفر۔ شربت معتدل و بزوری دو دو تولہ مع عرق کیوڑہ و بیدمشک و گاؤزبان ایک ایک تولہ جو بیماران اسہال اور بخار میں مبتلا ہوں۔ ان کو یہ نسخہ مفید پڑا ہے۔

(۱) مریض کو کھلی ہوا اور روشنی میں اور خوب گرم کپڑوں میں لپیٹے ہوئے رکھو۔ صرف ناک کھلی رہے۔ اور [illegible]

چھوڑ دو۔ یا نہایت ہوادار صاف اور [illegible] میں رکھو۔ مریض کا کمرہ روزمرہ بدلتے رہو۔ اور ڈس انفکٹ کرتے رہو۔ اس کا بستر اور کپڑوں کو روزمرہ دھوپ دیتے رہو۔

(ب) تیمار داروں کو سمجھا دو۔ کہ وہ مریض کو کامل جسمانی اور دماغی آرام سے بیٹھے رہنے دیں۔ ہوا کے جھونکے سے حفاظت میں رکھیں۔ کسی طرح انکو دق نہ کریں۔ اور نہ ضرورت اس کو ہلنے دیں۔

(ج) ہر تین یا چار گھنٹے کے بعد اس کو گرم گرم دودھ (یا چائے یا کافی یا کوکو یا کیوڑا ملا ہوا) یا یخنی یا سبزی یا مٹر یا دال یا جو کا پانی یا رقیق اشیاء وغیرہ مریض کی مرضی کے مطابق دیتے رہیں۔ سادہ پانی یا سوڈا واٹر حسب خواہش مریض گرم غذا سے آدھ آدھ گھنٹہ بعد دے سکتے ہیں۔ اجوائن۔ گلو حبشی [illegible] چھ ماشہ لیکر سیر پختہ پانی میں بھگو دیں۔ اور چند گھنٹہ کے بعد پندرہ منٹ جوش دے کر چھان لیں اس جوشاندہ میں سے دو دو چھٹانک ہر غذا سے پہلے پلاتے رہیں۔ عموماً اسی قدر علاج کافی ہے اور [illegible] عوام الناس کو ہر شہر اور گاؤں میں میسر آسکتا ہے سخت پیچیدہ اور نازک حالتوں میں کسی قابل ڈاکٹر کا مشورہ لینا چاہیئے۔

۳۔ فلسفہ علاج:۔ چونکہ مرض انفلوئنزا کے ساتھ ضعف انتہا درجہ کا شروع سے ہی ہو جاتا ہے اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے۔ کوئی مضعف اور [illegible] دوا نہ دیں۔ گرم غذائیں اور پانی با فراغت حسب تفصیل بالا اس مطلب کے واسطے کافی ہیں [illegible] [illegible] سے [illegible] کی [illegible] جو مکانات بند ہوا۔ کمی غذا و پانی سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ خوب یاد رکھو کہ جسم کی زندگی اور اس کے تمام اعضاء کے افعال کا دارومدار پانی کی کافی مقدار پہنچتے رہنے پر ہے۔ [illegible] سیر پانی روزانہ پیشاب کے راستہ خارج ہوتا ہے۔ ایک سیر پسینہ کے راستہ۔ اور ایک سیر دوسری [illegible] [illegible]

نقاب اس نے جو رخ سے جو دم ہٹالی
کرم کر آلہی تو بندوں پہ اپنے
کہ اس باغ عالم کا ہے تو ہی مالی
ہر اک پھول مرجھا رہا ہے جو اس کا
تو خشک ہو رہی ہر اک اس کی ڈالی
نہیں مانگتے کچھ کسی سے سوا تجھ
ہر اک بات میں ہیں خدا سے سوالی

(عبد الاحد واتو مدرسہ احمدیہ قادیان)

نظم تہنیت جشن فتح

(از برادرم منظور احمد صاحب بھیروی بی۔ اے لوئی سیدیرہ)

تو کہاں ہے مرے ساقی مرے یار جانی
میرے ساغر میں بھی کچھ ڈال گلابی پانی
وہ مئے کہنہ پلا دے کہ سرور آ جاوے
فتح اس جلسہ میں ہو جائے قصیدہ خوانی
ایسے اشعار پڑھوں میں کہ بہار آ جائے
میرے الفاظ بنیں نقش و نگار مانی
ساقی داں اور جو بھیرہ میں گئی بھاگی
مل گئیں مجھ کو مرادیں تو وہی من مانی
غرق در عرق ندامت ہوا دشمن دیکھو
خوب اس گریہ پرجوش نے کی طغیانی
حامی و عبدی و آزاد و ضمیم و شیدا
دیکھتے آگے مرے خامہ کی اب جولانی
آہستہ ہو رسا پر مطلب جلدی
وقت کوتہ ہے مگر قصہ ترا طولانی
شکر صد شکر کہ مولا نے دکھایا یہ دن
آج رحمت سے فقط فتح ہوئی برطانی
[illegible] تیرے [illegible] کی دعائیں چاہئیں
[illegible] میں کا خلیفہ ثانی
[illegible] تو بھی تیرہ برس [illegible]
[illegible] مانی

کیوں نہ ہو مجھے مرے تجھ پہ خدا کی رحمت
اس کی قدرت ترے جلوے سے گئی پہچانی
نور وہ ہے نور کہ تاریکیاں سب دور ہوئیں
تیرے پرتو کی چمک ہو نہیں سکتی فانی
تیری خاطر سے خدا ہند میں لایا ان کو
کوئی جن کا نہ ہوا اور نہ ہوگا ثانی
جن کے دوران حکومت میں پھر آیا عیسیٰ
کس قدر ان پہ ہوا فضل و کرم یزدانی
جب ادھر امن پسندوں کی حکومت آئی
آ گیا ویسا مسیح بھی ادھر روحانی
الغرض ہند پہ جب امن کا موسم آیا
ہر طرح رحمت باری کی ہوئی ارزانی
مژدہ اے ہند تجھے ترے نصیبے کی قسم
تجھ کو ہر طرح سے امداد ملی ربانی
حاکم وقت اگر تجھ کو ملا تو ایسا
جو کہ ہر بات میں رکھتا نہیں اپنا ثانی
دیکھ پھر تجھ میں نبی آیا تو ایسا آیا
سایۂ ظل الٰہی ۔ حشمت سلطانی
جس نے ہر ایک اندھیرے سے نکالا تجھ کو
جس کے پرتو نے کیا آ کے تجھے نورانی
دین و دنیا کے ملے دو تو تجھے وہ حاکم
ہو گیا انڈیا تو جلوہ گہ سبحانی
یہ ہے احسان خدا کا جو ہوا ہے تجھ پر
ورنہ تھی ایسی کہاں تو نے یہ عزت پانی
مہدی و عیسیٰ نے تو اندر کے مخالف مارے
اور سر دشمنوں کو کافی ہیں یہ برطانی
ہاں تو جس شخص نے آنا تھا وہ آیا لیکن
ہائے نادانوں نے کچھ قدر نہ اس کی جانی
دکھ پہ دکھ اس کو دیئے اور ستایا اس کو
عقل کے اندھوں نے کی کتنی بڑی نادانی
چاہیئے تھا انہیں وہ شکر خدا کا کرتے
لیکن افسوس کہ نادانوں نے اور ٹھانی
کوئی اتنا تو بتا دیوے خدا را مجھ کو
اپنے محسن سے کوئی کرتا ہے بد [illegible]

کون سمجھائے انہیں ہائے خدا سمجھائے
ہے اسی غم میں مجھے آٹھ پہر حیرانی
ان کے سمجھانے کو طاعون بھی آیا لیکن
جنگ نے راز تو پھر کھول دیئے پنہانی
انفلوائنزا پھر آیا کہ الٰہی توبہ
کر دیا جس نے ہر اک جگہ بر ارزانی
پر ابھی تک تو نہیں سمجھے ہوا کیا ان کو
قحط کا ذکر نہیں وہ بھی تو ہے لاثانی
اور کہا کہ یہ ابھی دیکھیں گے مولا جانے
سنتے ہیں ایک وبا اور ابھی ہے آنی
مان جائیں گے مرے مہدی کا آخر رتبہ
کب تلک دیکھئے کرتے ہیں یہ روگردانی
کس طرح جرمن سے نکلا تھا لڑائی کے لئے
اور کرتا رہا کیا کیا وہ ستم کا بانی
دیکھ لو آج کہ انجام ہوا کیا اس کا
شاہ انگلینڈ کو امداد ملی ربانی
فتح کا سہرا مرے آقا نے آخر باندھا
جس کا مارا ہوا میدان میں نہ مانگے پانی
قیصر و قیصرہ اب پھرتے ہیں مارے مارے
وہ نہ سلطان رہا اور نہ وہ سلطانی
ہائے شہ ہند مبارک ہو مبارک تجھ کو
تیرے دشمن کو کیا میرے خدا نے فانی
مجھ سے پوچھے جو کوئی میں تو ہزار دفعہ کہوں
آج دلیم سے تو بہتر ہیں تیری زندگانی
آج شاہان جہان شاہ معظم میرے
تجھ کو آنکھوں پہ رکھیں کیوں نہ بصد آسانی
اللہ اللہ یہ شوکت یہ تجمل یہ وقار
آج اک تو ہی تو ہے آپ ہی اپنا ثانی
تیری حکمت کو تدبر کو کوئی کیا جانے
عقل ہیبت سے تو دشمن کی ہوئی دیوانی
تجھ سے فیض زمانے کو ہے دنیا [illegible]
تیرے احسانوں سے ہر ایک جھکی پیشانی
[illegible] اب شاہ معظم کے لئے
ختم منظور کرو [illegible] قصیدہ خوانی

دفن معی فی قبری کے صحیح معنی کیا ہیں؟

میر ابراہیم صاحب سیالکوٹی مخالف سلسلہ احمدیہ سے مولانا [...] ابراہیم صاحب بقاپوری (مبلغ ترقی اسلام قادیان) [کا] مباحثہ ہوا۔ اس [مباحثہ] کی نسبت جناب منشی نظام الدین [صا]حب سکرٹری اور جناب چوہدری نصر اللہ خان صاحب [کی] حسب ذیل تحریریں قادیان دارالامان میں آئی ہیں۔

چوہدری نصر اللہ خان صاحب پریذیڈنٹ جلسہ انجمن احمدیہ سیالکوٹ [...] سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہوگئے۔ لوگ بیان کرتے [...] غیر طرفدار سامعین یعنے خاص خاص مسلمان او[ر] [...] سامعین کی رائے تھی۔ کہ احمدی مولوی کا طریق [...] و استدلال درست تھا۔ جیسا منشا جماعت کا [...]را ہوا۔ ہمارے دلائل قرآنی کا مولوی ابراہیم [سیالکوٹ]ی نے قرآن حدیث سے کافی جواب نہیں دیا اور [محم]دی بیگم والی پیشگوئی اور ثناء اللہ والی دعا [پ]ر اعتراض کیا۔ یہ سمجھ کر کہ لوگ اس کو دلچسپی [سے سنتے ہ]یں۔ لیکن ان کی اصلیت پر مولوی محمد ابراہیم بقاپوری نے پوری روشنی ڈالی۔

[...] پریذیڈنٹ تھا نصر اللہ خان

[...] نظام الدین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ

[...] مولوی صاحب بقاپوری نے وفات مسیح [...] گھنٹہ بحث کے لئے تھا۔ [...] دس دس منٹ میں تقسیم کر کے مولوی ابراہیم سیالکوٹی سے بحث ہوتی رہی۔ بعد دوپہر دو بجے پھر اجلاس منعقد ہوا۔ ایک گھنٹہ حسب دستور لیکچر کے بعد بحث شروع ہوئی۔ دلائل پیش کردہ مولوی صاحب بقاپوری کو مولوی ابراہیم سیالکوٹی بالکل توڑ نہ سکا۔ بلکہ درخواست کی کہ بجائے دس منٹ کے مجھے ۳۰ منٹ دئے جاویں تو قرآنی آیات پیش کردہ کا جواب دے سکوں گا۔ جو درخواست منظور ہوئی۔ مگر پھر بھی مولوی صاحب سے کچھ نہ بن پڑا۔ پھر ۱۸ تاریخ کو صداقت مسیح موعود پر لیکچر کے بعد دو گھنٹہ حسب قرارداد مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری و ابراہیم سیالکوٹی کے درمیان بحث ہوئی۔ حسب معمول پرانے اعتراضات مولوی ثناء اللہ کی زندگی اور محمدی بیگم کے نکاح کے متعلق تھے۔ ہمارے مولوی صاحب نے نہایت مدلل اور دندان شکن جواب دئے۔ اور ثناء اللہ کی زندگی کا مسئلہ ایسی صفائی سے طے ہوا کہ سامعین نہایت خوش ہوئے تعداد حاضرین کی بہت کثیر تھی۔ اور اطمینان و سکون سے سنا۔

نظام الدین سکرٹری انجمن احمدیہ سیالکوٹ۔

پبلک رایوں کے اظہار کے بعد ہم مولانا بقاپوری کا ایک مضمون درج کرتے جو اسی مباحثہ کی مفصل روئداد کا ایک حصہ ہے۔ (ایڈیٹر)

یدفن معی فی قبری کے صحیح معنے

احباب آپ لوگ پڑھ چکے ہونگے۔ کہ ۱۷-۱۸ ماہ نومبر ۱۹۱۹ء کو میرا اور مولوی ابراہیم سیالکوٹی کا مباحثہ وفات مسیح ناصری اور صداقت مسیح موعود پر شہر سیالکوٹ کبوترانوالی مسجد میں تھا۔ اس مباحثہ کی روئداد میں سے بیان صرف یہ بتلانا منظور ہے۔ کہ مسئلہ وفات مسیح ناصری کی تردید میں یا بالفاظ دیگر قرآنی آیات کی تردید میں جو دلیل مولوی ابراہیم سیالکوٹی پیش کر سکے [...] وہ حدیث ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ یدفن معی فی قبری فاقوم انا وابن مریم من قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ ترجمہ۔ پس ابن مریم میرے ساتھ میری قبر میں مدفون ہونگے۔ پس میں (آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم) اور مسیح موعود ایک ہی قبر میں سے اٹھینگے۔ اور ابوبکر وعمر ہمارے دائیں بائیں سے اٹھینگے۔"

اس حدیث کا جو جواب خاکسار نے مباحثہ میں دیا تھا وہ یہاں بیان کرنا مقصود ہے۔

جب مولوی ابراہیم سیالکوٹی حدیث کا ترجمہ غلط بیان کرکے بیٹھ گئے۔ تو میں نے کھڑے ہوکر کہا کہ مولوی صاحب اس حدیث کے ضعف اور سقم کو دیکھ کر اور بجائے قبر کے مقبرہ لے کر پھر بھی آپ وفات مسیح ثابت نہیں کرسکے۔ اسلئے کہ اگر اس قبر سے مراد یہ ظاہری قبر ہے اور معیت سے جسمانی معیت۔ تو پھر چاہیئے تھا۔ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسیح موعود بھی دفن کئے جاتے۔ وہذا خلاف النقل۔

اور اگر وہ توفنا مع الابرار کی طرح معیت روحانی ہے۔ تو پھر یہ کہنا کہ مقبرہ میں ایک قبر کی جگہ خالی ہے۔ وہ مسیح موعود کے لئے تھی۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحب وہاں مدفون نہیں ہوئے۔ لاحاصل ہے نیز خالی جگہ ہونے سے یہ کسطرح ثابت ہوگیا کہ یہ جگہ مسیح موعود کے لئے ہی چھوڑی گئی ہے۔

میں کہتا ہوں۔ قبر سے مقبرہ مراد لیکر پھر بھی آپ کے معنے صحیح نہیں رہتے۔ کیونکہ الفاظ حدیث یہ ہیں:۔

فاقوم انا وابن مریم من قبر واحد بین ابی بکر و عمر۔ یعنے میں (محمدؐ) اور مسیح موعود ایک ہی قبر میں سے اٹھینگے۔ اور ہمارے قبر کے دائیں بائیں سے اپنی اپنی قبروں سے ابوبکر اور عمر اٹھینگے۔

دیکھئے مولوی صاحب اگر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مراد قبر سے مقبرہ ہوتی۔ تو الفاظ حدیث کے یوں ہوتے فاقوم انا وابن مریم وابوبکر وعمر من قبر واحد۔ یعنے چاروں ایک ہی قبر (مقبرہ) سے اٹھینگے۔

میں کہتا ہوں۔ آپ لوگ اس کے معنے [...] مسیح [...] کی حدیث میں مخالفت [...]

حضرت عائشہ پر اعتراض آتا ہے کہ برخلاف منشأ
ارشاد نبوی ... اور منصوبے بناتے رہے ہیں
... حدیث میں آتا ہے۔

قال عمر یا عبد اللہ اذھب الی ام المؤمنین عائشۃ
... یقرأ عمر بن الخطاب علیک السلام ثم سلھا
ان ادفن مع صاحبی قالت کنت اریدہ لنفسی
فلأوثرنہ الیوم علی نفسی الخ (بخاری باب قبر النبی
...) یعنے حضرت عمر نے بوقت وفات اپنے بیٹے
عبد اللہ سے کہا کہ جاؤ ام المؤمنین عائشہ رضا سے سوال
... اور میرا سلام کہکر پوچھو کہ عمر کی یہ خواہش ہے کہ
... اپنے دونوں دوستوں یعنے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم وابوبکر رضہ کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت
... جب عبد اللہ حضرت عائشہ کے پاس آئے۔ تو
انہوں نے جواب دیا کہ اس جگہ میں نے اپنے دفن ہونے
کے لئے ارادہ کیا ہوا تھا۔ مگر آج میں اپنے نفس پر
حضرت عمر کو ترجیح دیکر ان کو دفن ہونے کی اجازت
دیتی ہوں۔ جب حضرت ابن عمر نے واپس آکر اجازت
ملنے کی خبر سنائی۔ تو پھر بھی حضرت عمر نے یہ فرمایا کہ
میرے تابوت کو جب دفن کرنے کے لئے لے جاؤ تو
پھر عائشہ صدیقہ سے اجازت طلب کرنا۔ اگر راضی
ہوں تو تب دفن کرنا۔ ورنہ جنۃ البقیع (مقبرہ بہشتی)
میں دفن کرنا۔

مولوی صاحب دیکھئے یہ حدیث بخاری کی ہے۔ جو
اصح الکتب بعد کتاب اللہ مشہور ہے۔ اس سے صاف
اور صحیح طور پر ثابت ہوتا ہے۔ کہ صحابہ کرام رضا وتابعین
... یدفن معی الخ کے معنے یہ جسمانی قبر اور جسمانی
طور پر دفن ہونا نہیں کرتے تھے۔ ورنہ چاہیئے تھا کہ
حضرت عمر رضہ بجائے حضرت عائشہ سے اجازت طلب کرنے
... کہتے کہ دیکھو میری نعش عائشہ رضا کے گھر

... بھی ثابت ہوا کہ وہاں چوتھی قبر کی جگہ ہی نہیں
حضرت عائشہ نہ فرمائیں گر [illegible] و ... کیونکہ وہ
... حضرت ... عائشہ ... دونوں کے
[illegible]

ضرور دفن کرنا۔ کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
وصیت کر گئے ہوئے ہیں کہ وہاں ہمارے چاروں کی
قبر ہوگی۔ اگر حضرت عمر رضا نے حق کو نعوذ باللہ چھپایا تھا یا
ان کو یاد نہیں رہا تھا تو ابن عمر ہی کہتے۔ اور جان حضرت
عائشہ سے اجازت طلب کرنا یا اس کی مرضی نہ ہونے
سے مقبرہ بہشتی میں دفن کرنا خلاف ارشاد نبوی ہے۔
اگر بیٹے نے باپ کا لحاظ کرکے خاموشی اختیار کی تھی
تو دوسرے لوگ صحابہ کرام رضا و تابعین رح جو حضرت
عمر رضہ کے پیغام دیتے وقت پاس تھے۔ وہی بول اٹھتے
کہ حضور حضرت نبوی کی پیشگوئی کے برخلاف کیوں
کارروائی کی جاتی ہے۔ اور عائشہ رضہ کا کوئی حق
نہیں۔ کہ بجائے آپ کے وہ اپنے لیے دفن ہونا
تجویز کرتی یا آپ کے دفن ہونے سے انکار کرے۔
کیونکہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماگئے ہیں
کہ میں اور مسیح موعود وابوبکر وعمر یہاں دفن ہونگے
پھر میں کہتا ہوں۔ کہ جب ابن عمر نے حضرت عمر کا پیغام
حضرت عائشہ رضہ کو دیا تھا۔ تو وہی فرمائیں۔ کہ جب
حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بین ابی بکر
وعمر کہکر عمر کا اس جگہ مدفون ہونا فرماگئے ہیں۔ تو
مجھے انکار کیونکر ہوسکتا ہے۔ لیکن حضرت عائشہ نے
بجائے اسکے یہ فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے تجویز کر
رکھی تھی۔ پس اتنے جم غفیر صحابہ رضا کے درمیان حضرت
عمر رضا اور حضرت عائشہ رضا کو سوال جواب ہونا اور
تمام صحابہ کرام رضا وتابعین رح کا خاموش رہنا صاف
بتلاتا ہے۔ کہ اس حدیث کے یہ معنے جو آپ لوگ
کرتے ہو۔ صحابہ کرام کرتے تھے۔ اور نہ تابعین۔
بلکہ جب حضرت عائشہ رضا فوت ہونے لگی ہیں تو
یہ وصیت کرتی ہیں۔ اوصیت عبد اللہ بن الزبیر
لا تدفنی معھم وادفنی مع صواحبی بالبقیع
لا ازکی بہ ابدًا۔ یعنے عبد اللہ بن زبیر کو وصیت
کرتی ہیں کہ یہاں میرے گھر میں مجھے دفن نہ کرنا۔ بلکہ
جنۃ البقیع یعنے مقبرہ بہشتی میں جہاں میری دوسری
بہنیں مدفون ہیں۔ دفن کرنا۔ مبادا یہاں دفن

ہونے سے آنے والی نسلیں اس سے میری کوئی فضیلت
نہ سمجھ لیں۔ حالانکہ آپ کے عقیدے کے مطابق حضرت
عائشہ کو یہ کہنا چاہیئے تھا۔ لوگو میرا گھر جبکہ محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وابوبکر وعمر کے ساتھ دفن نہ کرنا کیونکہ
محمد رسول اللہ فاقوم انا وابن مریم الخ کہکر مسیح موعود
کا یہاں دفن ہونا فرماگئے ہیں یا لوگ ہی کہتے۔ آپ فکر
نہ کریں۔ یہ جگہ مسیح موعود کے لئے ہے۔ اور وہی یہاں
دفن ہوں گے۔

مولویصاحب اس ضعیف حدیث کے صحیح معنے
میں بتلاتا ہوں۔ سنئے۔ قبر سے مراد قبر روحانی ہے
یعنے وہ مقام جو انسان کو بعد مرنے کے اپنے عملوں
کے مطابق عالم برزخ میں ملتا ہے۔ جیساکہ حدیث میں
آیا ہے۔ ما القبر یا رسول اللہ قال روضۃ (مشکوٰۃ)
یعنے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ قبر کیا ہے (یعنے
قبر سے یہ قبر مراد ہے یا اور کوئی) محمد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ قبر تو ایک باغیچہ کا نام ہے بہشت
کے باغوں سے یا ایک گڑھا ہے دوزخ کے گڑھوں سے

نیز اگر قبر سے یہ محسوس قبر مراد ہو۔ تو سوال جواب و
عذاب قبر صرف ان مومنوں کے لئے رہا جو آپ کی مزعومہ
قبر میں مدفون ہوئے۔ اور دیگر سب کفار وغیرہ جو آگ
میں جلائے جاتے ہیں یا دریا برد کئے جاتے ہیں یا
درندے کھا جاتے ہیں۔ تو وہ سب سوال وجواب و
عذاب قبر سے بچ رہے۔ کیونکہ وہ تو آپ کی مزعومہ قبر
میں ڈالے ہی نہیں گئے۔ حالانکہ ثم اماتہ فاقبرہ
کے مطابق ہر انسان کا قبر میں ڈالا جانا ضروری ہے۔ اس کا
جواب مولوی صاحب نے اگر دیا ہے۔ تو وہ خود ہی اخبار
اہلحدیث میں شائع کردینگے۔ خیر الحمد للہ مباحثہ ہر دو روز
کا خیر وخوبی سے ہوا۔ مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی
کا طرز مباحثہ بہ نسبت مولوی ثناء اللہ کے علمی تھا۔ البتہ
کبھی مولوی ثناء اللہ امرتسری کے تمسخرات کو اپنی تقریر میں
لے آتے تھے۔ چونکہ وہ بر آوردہ اور [illegible] ہوتے تھے
اسلئے عام پبلک کے دلچسپی کا موجب نہ ہوئے تھے۔ والسلام

خاکسار محمد ابراہیم بقاپوری [illegible] قادیان

کسی شخص کا محض سچی خواب دیکھنا دلیل کمال نہیں

ڈاکٹر نور محمد دندان ساز نے وقتاً فوقتاً ایک دو اشتہار ایسے شائع کئے ہیں۔ کہ اسکے پیرو مرشد ظہیر مولا کی فلاں فلاں پیشگوئی پوری ہوگئی ہے۔ فلانے کو خواب میں تندرست دیکھا تو وہ بیماری سے تندرست ہوگیا۔ یا فلانے کو بیمار دیکھا۔ تو وہ بیمار ہوگیا۔ ایسی خوابوں یا الہاموں کی اشاعت سے ان ہر دو پیرو مرید کا مقصد یہ ہے۔ کہ ظہیر مولا کو ایک راستباز اور مصلح موعود مان لیا جاوے۔ بالفاظ دیگر ان کا یہ مطلب ہے۔ کہ ہر ایک شخص طالب نجات کو مندرجہ ذیل عقائد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ جو کہ منشی ظہیر الدین صاحب نے وقتاً فوقتاً اشتہارات کے ذریعہ شائع کئے ہیں۔ مثلاً

(۱) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب میرزا صاحب ایسی شریعت لائے ہیں۔ جن کا قرآن کریم میں ذکر تک نہیں۔ ازانجملہ " حذو الرزق لنا الرزق راس الخیرات " (المبارک تتمہ نمبر دوم صفحہ ۲۵)

(۲) خدا کی عبادت کرتے وقت مسجد اقصیٰ اور مسیح موعود کے مقام کی طرف منہ کرنے کو ترجیح دینی ہوگی۔ اور خواہ کوئی دو رکعت ہی نماز پڑھے یا اس سے کم دونوں ہاتھ کھلے رکھ کر پڑھے یا کسی اور طریق پر ان تمام حالات میں کسی طرح بھی ایک دوسرے پر عیب چینی اور حرف گیری نہ کرنی ہوگی۔ اور خواہ کسی بولی و لہجہ میں خدا کی تحمید تقدیس اور تمجید بیان کرے۔ الغرض خواہ کوئی کتنے ہی علیحدہ طریق سے مختلف الفاظ میں خدا کی حمد بیان کرے۔ اور لب و لہجہ اور بولی میں خواہ کتنا ہی فرق کیوں نہ ہو۔ ان سب باتوں کو اور عبادت کے طریقوں کو بھی محل اعتراض نہ بنانا ہوگا " (المبارک تتمہ دوم [illegible])

(یعنے نماز فریضہ پنجگانہ کی کوئی ضرورت نہیں۔

(۳) حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم معاذاللہ ایک بے سمجھ آدمی ہے۔ کیونکہ ان ہر دو پیرو مرید کے نزدیک وراثت و طلاق و جہاد کی آیات نمازوں میں تلاوت کرنا بے سمجھی کی بات ہے (جو کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا)

طرفہ یہ کہ ان اشتہارات میں بالخصوص احمدیوں ہی کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ اور خود بھی دعویٰ احمدیت ہے۔ درآنحالیکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف اور کھلے الفاظ میں فرما دیا ہوا ہے کہ

" اب کوئی ایسی وحی یا الہام منجانب اللہ نہیں ہو سکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تغیر کر سکتا ہو۔ اگر کوئی ایسا خیال کرے۔ تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے " ازالہ اوہام صفحہ ۱۳۸ ۱۳۹

افسوس کہ یہ لوگ دوسروں کو تو دعوت کرتے ہیں۔ اور منجانب اللہ صلاحیت کے مدعی بنتے ہیں۔ مگر اپنے ایمان کا فکر نہیں کرتے۔ جس شخص کی ایمانی بنیاد کا یہ حال ہو۔ اس کی خوابوں اور الہاموں کی کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔ کیا انہوں نے ابھی تک حقیقۃ الوحی کے ابتدائی چند اوراق کو بھی نہیں پڑھا۔ جہاں صاف لکھا ہے " کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اسکے کسی کمال پر دلیل نہیں " " ایسی خوابوں اور الہامات میں ہر ایک فاسق فاجر اور کافر اور ملحد یہاں تک کہ زانیہ عورتیں بھی شریک ہوتی ہیں پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے۔ کہ جو اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہوتا ہے۔ اور سخت دھوکہ میں پڑا ہوا وہ شخص ہے۔ کہ جو فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمود اپنے اندر پاکر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے " سچے الہام کے [illegible] پہلا قدم یہ ہے کہ ایسا شخص اپنے تئیں حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں فنا کردے۔ اور جو شخص سید المرسلین فخر الاولین والآخرین کے فعل کو ایک ناسمجھی کی بات قرار دیتا ہے۔ اور آپ کے طریق عبادات کو غیر ضروری قرار دیتا ہے۔ تاہم از کم زمرۂ مومنین میں تو شامل رہے۔

من از ہمدردی گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خدا از بہر ایں روز است آدادہ ہوشیار

خاکسار [illegible]الدین گوجرانوالہ

بدعت ثالثہ

متعۃ النساء

نمبر ۳

نویں دلیل۔ جس آیت سے شیعہ صاحبان جواز متعہ کا استدلال کرتے ہیں۔ اگر اس کو غور اور تدبر سے دیکھا جائے تو اسی آیت سے بطلان متعہ ثابت ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ اس آیت سے پہلے ان رشتوں کا ذکر کر رہا ہے۔ جن کے ساتھ از روئے شریعت نکاح نہیں ہو سکتا۔ جب وہ کلام ختم کر چکا۔ تو پھر متوجہ ہوا کہ وہ جو حلال ہیں ان کا ذکر کرے۔ چنانچہ چند لفظوں میں اپنے مفہوم کو ادا کر دیا۔ اور فرمایا۔ واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔ یعنے مذکورہ بالا رشتوں کے علاوہ رشتے سب تمہارے لئے جائز ہیں یہ کہ تم اپنے مال خرچ کرکے محصنہ عورتیں چاہو [illegible] بیان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ [illegible] شرط ہے یعنی ارادہ نکاح دائمی ہو [illegible] نہ ہو۔ کیونکہ اگر حضرت [illegible] ہوتا۔ تو یہ ہو سکتا تھا کہ ایک شخص [illegible] کو روپے دے کر اس سے [illegible] شریعت [illegible]

متزوجین کی شرط لگا کر خوب ہی کھول دیا۔ کہ اس سے مراد نکاح دائمی ہو۔ کیونکہ اگر نکاح دائمی نہ مراد ہو تو پھر مسافحین میں داخل ہونے کا یقین ہے۔ اور ہم کسی پہلے نمبر میں یہ ثابت کر چکے ہیں۔ کہ متعۃ النساء میں کچھ مال مقرر کر کے چند دنوں کے لئے کوئی عورت اجارہ پہ لے لی جاتی ہے۔ پس آیت مذکورہ بالا سے تو نکاح دائمی کی طرف اشارہ ہے۔ اور زنا سے بچنے کی ترغیب ہے۔ اور اسجگہ نکاح چند روزہ جس کا صریحاً نتیجہ سوائے زنا کے کوئی نہیں۔ آیت مذکورہ میں محصنین کا لفظ ہے۔ جسکے معنے متزوجین کے اہل لغت نے کئے ہیں۔ اور ہم دلیل نمبر ۹ میں یہ ثابت کر چکے ہیں کہ متاعی عورت زوجہ نہیں کہلا سکتی۔ اس لئے یہ متزوجین میں سے بھی نہیں ہو سکتی۔ پھر فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن فرمایا۔ کیونکہ زوجیت کا لازمی نتیجہ استمتاع ہوتا ہے۔ اس لئے فا تعقیب لا کر یہ ظاہر کیا۔ کہ شادی کا نتیجہ استمتاع ہوتا ہے۔ اگر تم نے اس سے استمتاع حاصل کیا۔ تو ان کو ان کا پورا مہر دے دیا جائے۔

اسجگہ یہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ اگر استمتاع کے ساتھ ہی مہر ادا کرنا واجب ہے۔ تو وہ شخص جس نے اس سے نفع نہیں اٹھایا۔ وہ کچھ بھی نہ دے اور یہیں یہ قرآن شریف کی دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو اسپر داخل ہونے سے پہلے ہی کسی وجہ سے چھوڑ دے تو وہ نصف مہر دے اور اگر اس سے مراد دائمی نکاح ہے۔ تو پھر نفس عقد کے ساتھ ہی تمام مہر دیا جائے۔ چونکہ شق ثانی [illegible] ہو سکتی۔ اس لئے پہلی شق ہی متعین ہوئی [illegible] متعہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ اس [illegible] کہنا ضروری سمجھتا ہوں کہ [illegible] اس کے محل پر کرتا ہے چنانچہ [illegible] کے [illegible] فرمائے [illegible] ہے کہ [illegible] وان

طلقتموا النساء من قبل ان تمسوهن وقد فرضتم لهن فريضة فنصف ما فرضتم۔ اور چونکہ اسجگہ موقع محل یہ ہے۔ کہ رشتے جائز کون ہیں اور ناجائز کون ہے۔ اس لئے اس نے صرف اس جگہ ایک ضمنی بات پیدا کر دی۔ پس خواہ کتنا ہی کچھ کرو۔ آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ کہ متعہ جائز ہے کیونکہ اس میں اس کا ذکر تک نہیں کیا۔

دسویں دلیل ترمذی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ متعہ اسلام میں اس کی حرمت سے پہلے مباح سمجھا جاتا تھا کیونکہ جب تک کسی چیز کی حلت یا حرمت کے متعلق وحی الٰہی سے کوئی خبر نہیں آتی تھی۔ لوگوں میں اسی کا تعامل رہتا تھا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک شراب ہے جب تک حکم خدا نہیں آیا۔ اس وقت وہ جائز سمجھی جاتی تھی۔ یہی حال بعینہٖ متعہ کا ہے۔ ترمذی کی یہ عبارت ہے۔ انما المتعة فی اول الاسلام كان الرجل يقدم البلد ليس له فيها معرفة فيتزوج المراة بقدر ما يرى انه يقيم فتحفظ متاعه ويصلح له شيئه حتى اذا نزلت الا على ازواجهم الى آخر۔ یعنے ابتدائے اسلام میں یہ تعامل تھا۔ پس جب آیت مذکورہ بالا نازل ہوئی۔ تو رفع تعامل کر دیا گیا۔ نیز اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ آیت والمحصنت سے جواز متعہ کا شبہ ہوتا ہے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس کو آیت میراث اور والذين هم لفروجهم حافظون الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملومين نے صاف کر دیا کہ متعہ جائز نہیں۔

اسجگہ گنجائش ہے کہ کوئی سادہ لوح اعتراض کر دے کہ کی آیت کا ناسخ مدنی نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ آیت متعہ مدنی اور مذکورہ بالا آیت کی ہے۔ اس کے لئے ہم شیعوں کے مسلمات سے دکھا سکتے ہیں۔ کہ مدنی آیت کو ایک کی آیت منسوخ کر سکتی ہے۔ ملاحظہ ہو کافی الکلینی باب لمت ولطف۔ عن احمد بن عيسى

قال حدثني جعفر بن محمد عن ابيه عن جده فی قوله عز وجل يعرفون نعمت الله ثم ينكرونها واكثرهم الكافرون قال لما نزلت انما وليكم الله ورسوله والذين امنوا الذين يقيمون الصلوة ويؤتون الزكوة وهم راكعون اجتمع نفر من اصحاب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فی مسجد المدينة فقال بعضهم لبعض ما تقولون فی هذه الآية فقال ان كفرنا بهذه الاية نكفر بسائرها وان امنا فان هذا ذل حين يسلط علينا ابن ابی طالب فقالوا قد علمنا ان محمداً صادق فيما يقول ولكنا نتولاه ولا نطيع عليا فيما امرنا قال فنزلت يعرفون نعمة الله ثم ينكرونها يعرفون يعني ولاية علی واكثرهم الكافرون بالولاية۔ انتہیٰ۔

اب اس جگہ غور طلب یہ امر ہے کہ آیت یعرفون الخ سورہ نحل میں واقع ہے۔ اور تمام اکابر کا اسپر اتفاق ہے کہ سوائے تین آخری آیتوں کے یہ سورہ مکیہ ہے۔ اور انما ولیکم الخ سورہ مائدہ میں واقع ہے۔ اور بالاتفاق یہ سورۃ مدینہ کی ہے۔ اور روایت مذکورہ بالا میں فانزلت کی تاخیر پر دلالت کرتی ہے۔ تو اب ہمارا سوال ہے کہ کس طرح آیت کی بعد از نزول آیت مدنی کے ہو سکتی ہے۔

پھر باب الفئ والانفال میں کتاب مذکورہ کے یوں مروی ہے۔ عن علی ابن اسباط قال لما ورد ابو الحسن موسیٰ على المهدی رآه يرد المظالم فقال يا امير المومنين ما بال مظلمتنا لا ترد فقال ما ذاك يا ابا الحسن قال ان الله تبارك وتعالى لما فتح على نبيه فدك وما والاها لم يوجف عليه بخيل ولا ركاب فانزل الله على نبيه وآت ذا القربى حقه فلم يدر رسول الله من هم فراجع فی ذلك جبرئيل ربه فاوحى الله اليه ان ادفع فدك الى فاطمة فدعاها رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فقال لها يا فاطمة ان الله امرني ان ادفع اليك فدك فقالت قد قبلت يا رسول الله

[illegible] اس کے ایک دو جز بھی چھپ چکے [illegible] ایک جز کا مسودہ تیار رہتا - اور پھر لکھ دیے [illegible] جناب خلیفہ ثانی حضرت صاحبزادہ مرزا [illegible] صاحب دام برکاتہم تشریف لے آئے - [illegible] کی عمر تھی - دیا سلائی ہاتھ میں تھی - کھیلتے کھیلتے مسودہ کے کاغذات میں ایک کیس لیکر دیا سلائی رگڑ کر لگا دی - اور حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر کتاب [illegible] میں مشغول تھے آپ کو کچھ خبر نہ ہوئی وہ دیا سلائی لگا کر چل دیئے - اور غلام محمد امرتسری جو کاپی لکھا کرتا تھا - مضمون لینے کے لئے آیا - اور عرض کیا کہ جو مضمون حضرت آپنے دیا تھا وہ لکھا گیا کسی اور مضمون دیجئے تاکہ کاپی لکھی جاوے - میرے پاس مضمون نہیں ہے - خاکسار بھی اسوقت کسی کام کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مضمون دینے کا ارادہ فرمایا مضمون تلاش کیا کہیں نہ ملا - فرمایا - ہم نے تو ابھی لکھ کر رکھا تھا - معلوم نہیں کہ کہاں گیا - کاتب نے عرض کیا یہ کاغذوں کی راکھ کیسی پڑی ہے - فرمایا یہی مسودہ تھا - تحقیقات سے معلوم ہوا کہ حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ کارروائی ہے - آپنے ہنس کر فرمایا - خیر - اور یہ آیت پڑھی - ماننسخ الخ اور ذرا بھی تیوری پر بل نہیں آیا - اور کچھ بھی رنج ظاہر نہیں کیا - سبحان اللہ! کیسا تحمل اور کسقدر حلم تھا - کہ کچھ بھی خیال نہ فرمایا - اور فرمایا تو یہ فرمایا کہ اچھا اور لکھ دیں گے اگر کوئی اور شخص ہوتا - تو ایک غضب آ جاتا - اور خدا جانے کیا سے کیا ہوتا اور کیا کیا گھر والوں پر بھی بلا نازل ہوتی - اور اس بچہ کو بھی زدوکوب اور مار پیٹ کرتا کہ جان چھوڑنے کو تیار ہو جاتا - بات یہ ہے - کہ ابتدا کی حالت [illegible] ہے - اور دبلی پتلی اور رنگ کی اور [illegible] میں کہ حضرت اقدس علیہ [illegible] دیکھو کیسی متانت [illegible] اور ذہن وذکا ہے [illegible] کا سبب الاولو

اور وہ اولو العزمی دکھائی کہ دنیا کو حیران کر دیا - درحقیقت بات بھی یہی درست ہے - ہماری اپنی حالت ایک وہ تھی کہ بچپن کی حالت میں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں حاضری تھی - کچھ خبر نہیں تھی کہ اسلام کیا ہے - دین کیا ہے - قرآن شریف کیا ہے مامور کیسے ہوتے ہیں - ہم سب کچھ مانتے تھے - لیکن وہ سب رسمی پیرایہ تھا - اور جب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا - تب بھی ایک مدت کے بعد حضرت اقدس کی باتیں سمجھ میں آئیں - اور پھر اب وہ باتیں سمجھ میں آتی جاتی ہیں - جن کو زمین و آسمان کا فرق ہے - ایک زمانہ تھا کہ ہم آپ کو ایک ولی اللہ جانتے اور سمجھتے رہے - پھر غوث و قطب ماننے لگے - پھر مجدد مانا - پھر جوں جوں صحبت زیادہ ہوتی گئی - ایمان بڑھتے گئے - خدا نے سمجھ زیادہ کی - خاص عہدہ جلیلہ نبوت و رسالت تسلیم کرنے لگے ترقیات ہمیشہ بتدریج ہی ہوتی ہے - آہستہ آہستہ سب کچھ ذہن میں آ گیا - پہلے سب باتیں حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اوپری سی معلوم ہوتی تھیں - رفتہ رفتہ وہ جزو بدن اور جزو ایمان ہوتی گئیں - اور فولادی میخ کی طرح دل میں ٹھک گئیں ایک روز میں نے عرض کیا کہ حضور اب تو سب سے پہلے ہمیں آپنے کا فر بنا دیا - آپنے ہنس کر فرمایا - کیوں؟ میں نے عرض کی کہ اب سب باتیں دل سے جاتی ہیں اور کوئی بات کسی کی اچھی نہیں معلوم ہوتی - آپ کی باتوں کے سوا سب بری معلوم ہوتی ہیں - اور ایسی اوپری اوپری معلوم ہوتی ہیں - کہ ان پر ہنسی آتی ہے اور ایک بچوں کا کھیل دکھائی دیتا ہے - آپنے زبان مبارک سے تو کچھ نہ فرمایا - لیکن چہرہ شریف پر ایک بشاشت معلوم ہوئی - ایک زمانہ ایسا آیا کہ میں یا دو تین شخص لعمدہ دارالامان میں رہ گئے - مہمان خانہ مختصر سا تھا - جو مطب حضرت خلیفہ اول مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مہمان خانہ ملا ہوا تھا اور برخوردار مولوی ولی الرحمٰن میرا بھاونجا [illegible]

(وہ اب غیر احمدی ہے - لیکن اور غیر احمدیوں کی طرح ضدی متعصب نہیں ہے) جس کی عمر بہت تھوڑی تھی - وہ میرے ساتھ تھا - حضرت اُم المومنین اس سے بہت پیار رکھتی تھیں - اور کبھی کبھی اپنے ہاتھ سے غسل دیا کرتی تھیں اور سر بھی دھو دیا کرتی تھیں - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر پر رات کو یا دن کو سو جایا کرتا تھا تو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی نہ اٹھاتے اور دوسری جگہ بیٹھ جاتے یا ٹہلتے رہتے - میں رات کو جاتا اٹھا کر گود میں لے آتا - اگر کوئی عورت کہتی کہ حضرت اس کو اٹھا دیجئے - تو آپ فرماتے کہ خبردار نہ اٹھانا کوئی تکلیف نہ ہو جاوے - یہ آپ کا خلق کریمانہ تھا اور رحم تھا - ورنہ وہ سب ایک کوئی ایسا [illegible] الاول مولانا نور الدین خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس زمانہ میں مالیر کوٹلے حسب الطلب حضرت نواب محمد علی خان صاحب تشریف لے گئے تھے - بات یہ تھی کہ نواب صاحب موصوف نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں لکھا کہ قادیان شریف میں میرا زیادہ مدت رہنا نہیں ہو سکتا - بہتر ہے - کہ حضرت مولانا نور الدین صاحب یہاں تشریف لاویں - اور مجھے قرآن شریف مع ترجمہ و تفسیر پڑھا دیں - حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسبات کو بہت پسند فرمایا - اور حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ آپ مالیر کوٹلہ تشریف لے جاویں نواب صاحب قرآن شریف کا شوق ظاہر کرتے ہیں چونکہ آپ کو بھی قرآن شریف سے زیادہ شوق ہے - اور خدا نے فہم اور سمجھ قرآن شریف بہت آپ کو دیا ہے حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ تو عاشق قرآن تھے ہی - حسب الارشاد حضرت اقدس مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے - کئی ماہ تک یا زیادہ وہاں رہے - اور نواب صاحب [illegible] قرآن شریف پڑھتے رہے - ایک دفعہ چند ایک پارہ قرآن شریف کے حضرت نواب صاحب ممدوح نے پڑھے تھے جو ایک رکوع یا شاید دو تین آیتوں کی تفسیر علاوہ انکے جو خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ سے پڑھا تھا - [illegible] اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت [illegible]

اور یہ بھی لکھا کہ یہ میں نے سمجھا ہے۔ کیا یہ درست ہے۔ اور میں نے صحیح سمجھا ہے۔ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ خط مجھے بھی دکھایا۔ اور فرمایا۔ کہ نواب صاحب کی کیسی عمدہ سمجھ ہوگئی ہے۔ خدا تعالیٰ برکت دے۔ اور جب آگے کو قرآن شریف پڑھیں گے۔ تو کامل معارف و اسرار سے حصہ لینگے۔ اور اللہ تعالےٰ کے فضلوں کے دروازے ان پر کھلیں گے۔ وہ تفسیر میں نے بھی دیکھی ہے۔ درحقیقت بہت ہی عمدہ لکھی تھی۔ ایک روز حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کتنے روز مولوی نورالدین صاحب کو مالیر کوٹلہ گئے ہوئے ہوگئے میں نے عرض کیا کہ اب نو مہینے ہوگئے۔ فرمایا نو مہینہ میں نطفہ سے بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جو انشأناہ خلقاً آخر خدا نے فرمایا ہے۔ اب وہ نئے انسان ہو جائینگے۔ اور ان کی دوسری پیدائش ایمانی ہو جائیگی۔ ایک دو دفعہ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ دارالامان تشریف بھی لائے۔ اور پھر مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ ایک روز میں حسب عادت ایک وظیفہ پڑھتا تھا۔ اور ہزار دانوں کی تسبیح میرے پاس تھی۔ طلوع آفتاب کا وقت تھا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اکیلے باہر سیر کے لئے حسب معمول تشریف لائے۔ اور مجھے وظیفہ پڑھتے دیکھ کر چپ چاپ پانچ سات منٹ تک کھڑے رہے۔ مگر میں بھی آنکھیں نیچی کئے پڑھتا رہا۔ اچانک جو حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کھڑے دیکھا میں شرما گیا۔ تسبیح میں نے چھپا دی۔ اور جلدی سے اٹھ کر ہمراہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو لیا۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے مجھے کوئی کسی قسم کی تنبیہ نہیں فرمائی۔ اور نہ یہ فرمایا۔ کہ یہ کیا پڑھ رہا تھا اور کیوں پڑھ رہا تھا۔ اور نہ آپ کبھی کسی کے لباس اور صورت اور حجامت پر کچھ فرمایا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ یہ سب بدعات و خرافات چھوٹ گئیں۔ ترقی ہر شے کی رفتہ رفتہ تدریجاً ہی ہوا کرتی ہے۔ سیر کر کے واپس تشریف لے آئے۔ اسی طرح کئی ہفتہ تک حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میں اکیلے سیر کی۔ ہاں نماز میں کئی شخص ہو جاتے تھے۔ لیکن رات کو میں اکیلا ہی مکان میں رہتا تھا۔ اور آپ کی خدمت میں بار بار جانے کا اتفاق ہوتا تھا۔

میں نے اس کے پہلے حصہ کو شہر جیند کے حالات پر چھوڑا تھا۔ پھر اسی سے شروع کرتا ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ شہر ہریانہ کے حصہ کا دروازہ ہے۔ اور [illegible] اس کے تیس بتیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ یہ شہر پنجاب احاطہ میں شامل ہے۔ یہاں کی زبان اردو ہے اور پنجابی بھی ہے۔ لیکن تھوڑی ہے۔ یہ پرانا شہر ہے سکھ فرقہ کا یہ شہر ریاست گاہ ہے۔ یہاں کا رئیس موجودہ راجہ سکھ ہے۔ لیکن بے تعصب۔ ہر مذہب اور ہر ملت کے لوگوں کو یکساں دیکھتا ہے کسی سے تعصب نہیں ہے۔ عدل اور رحم اور رعایا پروری اس کے مزاج اور سرشت میں ہے۔ وزیر اعظم بھی جو آج کل سکھ ہے۔ انہیں صفات پسندیدہ سے موصوف ہے اس شہر کی آٹھ نو ہزار کی آبادی ہے۔ مسلمان تھوڑے ہیں۔ یہاں ہمارے آباء و اجداد کی آمد و رفت اور بعض کی قیام گاہ رہی ہے۔ ہمارے پردادا حضرت شاہ محمد ادریس رحمۃ اللہ علیہ اکثر یہیں رہتے۔ اور یہیں سنہ [illegible] میں وفات پائی۔ اور ایک مسجد ہے جو قریباً چھ سو سال کی بنی ہوئی ہے۔ اسے اس کی تعمیر سے [illegible] ہیں۔ قاضی شیخ عبدالوہاب مرحوم و مغفور عثمانی کی تعمیر کردہ ہے۔ دادا صاحب کی قبر اور احاطہ پختہ ہے اور ایک حجرہ اسی کے ملحق اسی میں ہے۔ یہاں کے قاضی نسلاً بعد نسلاً شاہان اسلام سے لے کر اب تک عہدہ جلیلہ قضا پر چلے آتے ہیں۔ ان کے بغیر حکم کے نکاح خوانی نہیں ہو سکتی۔ پہلے فتوے اور کاغذات اور قبالے انہیں کے یہاں سے جاری ہوتے تھے لیکن بعد غدر کے یہ سب کچھ جاتا رہا۔ اب صرف نکاح خوانی رہ گئی ہے۔ جوں جوں تقویٰ گھٹتا گیا۔ ویسے ہی [illegible] میں ترقی آتا گیا۔ جاہ و [illegible] اور تمام منصب سب دور ہوگئے۔ سلسلہ احمدیہ کے سخت مخالف ہیں۔ میں نے تین سال تک ان کو سمجھایا

تعلیم تو یہاں کے جلسوں میں مجمع عام میں اور خود فرداً فرداً بھی ان سے سلسلہ کی تبلیغ کی۔ مگر ایک بھی آج تک [illegible] اور انکار پر سخت ہے۔ اور انہیں بد رسومات [illegible] پر جمے ہیں۔ اور سب کا جواب یہی ہے کہ انا الفینا آباءنا خدا تعالیٰ رحم فرماوے۔ شیخ، سید، مغل، پٹھان وغیرہ کے علاوہ سب قوموں کا یہی حال ہے۔ یہ سب نام کے مسلمان ہیں۔ کام کا ایک بھی نہیں ہے۔ صرف ان میں سے ایک شخص شیخ قاسم علی صدیقی قریشی ہے جس کو خدا نے سمجھ اچھی اور فہم مستقیم اور قلب سلیم عطا کیا ہے۔ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہیں۔ تقویٰ اور اکل حلال بہت کچھ ان کا شعار ہے۔ ہر قسم کی بدعات و رسوم سے پرہیز رکھتے ہیں۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اور سب احباب سلسلہ احمدیہ کے دل سے عاشق زار ہیں۔ کوئی بات کسی قسم کی ہوتی ہو۔ بیچ میں ضرور تلمیحاً یا تفہیماً یا تذکرۃً حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یا دارالامان یا سلسلہ حقہ احمدیہ کا ذکر کئے بدوں نہیں رہینگے۔ گو ایک غریب مسکین آدمی ہیں مگر حق بات میں کبھی بھی نہیں دبینگے۔ اور حق بات کو دوسرے سے کہنے میں [illegible] بدون نہیں رہینگے خدا تعالیٰ [illegible] اور تقوے میں برکت دے یہ شخص [illegible] ہے۔ ان کا باپ فوت ہو گیا اور اس کی جنازہ کی نماز سب لوگوں نے پڑھی۔ لیکن اس شخص نے کہ وہ غیر احمدی اور دشمن احمدیت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی اور اپنے مطاع کے حکم کو تسلیم کیا۔ لوگوں نے بہت کچھ لعن طعن کیا۔ اور اب بھی ہر بات میں کرتے رہتے ہیں مگر پروا نہیں کرتا۔ انہیں کے مکان میں [illegible] رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تھی۔ اور ان کے مکان میں [illegible] آپ کی موجود ہے۔ اور وہ کوٹھڑی کہ جس میں [illegible] صاحب مرحوم رہتے تھے۔ [illegible] ہے۔

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

[illegible]

[illegible] خالی ہووے یعنی بعد [illegible] تمام کارو بار بند رکھے جاویں و [illegible] بباعث [illegible] شکریہ ادا کی جاوے اور [illegible] تمام کارخانہ کے قریب قریب صد جن کی تعداد پانسو سے زیادہ ہے۔ ان کو معزز باشندگان قصبہ و دیہ سرکار کو کھانا کھلایا جاوے۔ امید کہ تمامی ملازمین و کاریگران کارخانہ صدق دل سے خدا تعالیٰ کی حمد کرتے ہوئے سلطنت آصفیہ و برطانیہ کی وابستگان کی دعائے خیر مناوینگے۔

منیجر کارخانہ چاند مارک بیڑی یادگیر علاقہ دکن

دو اہلحدیث ریل میں لڑ مرے

ناظرین حکایات دل پسند یہ ہے کہ احقر ۲۔ دسمبر ۱۹۱۸ء صبح کے وقت دابۃ الارض کانپور سے لکھنؤ آتا تھا کہ انٹر کلاس میں ناگہاں دو صورتیں شرعی دکھائی دیں۔ وہیں میں بھی بیٹھ گیا۔ ایک ہندو شنکر نامی بیٹھے نے جماہی لے کر ہری ہر ہری ہر کہا۔ اسپر مولوی صاحب اہلحدیث مسکرائے۔ شنکر تاڑ گیا۔ اور مولوی صاحب سے ہمکلام ہوا۔ کہ مولوی جی خدا کے نام پر کیوں [illegible]۔ مولانا۔ کہ یہ خدا کے نام کہاں ہیں۔ کسی آسمانی کتاب میں لفظ ہری ہر وغیرہ نہیں ہے۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ شنکر بولے۔ ایشور کی کتاب زبان سنسکرت میں ہے۔ کہ جس کو وید کہتے ہیں۔ اور ہمارے سنسار [illegible] ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کا لفظ نہیں ہو [illegible] ہم بھی اس نام پر ہنستے ہیں۔ کیونکہ اس کے [illegible] ہیں۔ [illegible] ایک ہی بات [illegible]۔ خدا نے [illegible] بتایا ہے۔ دیکھو ۶۰ [illegible] خدا کا نام ہے۔ یہ [illegible] مولوی صاحب کے [illegible] اور دونوں [illegible]

ایک کہتا تھا کہ وحی ہر زبان میں ہوتی ہے۔ ایک کہتا کہ سوائے عبرانی اور عربی زبان کے کسی زبان میں وحی نہیں۔ کسی اکابر عظام اسلام کا مذہب نہیں۔ یہ فقرہ کہتے ہوئے بلا تکلف مولوی صاحب میری طرف مخاطب ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ بھلا آپ نے بھی سنا ہے کہ لفظ ہر آسمانی کتاب میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔ اور ساتھ ہی سوال کیا۔ کہ آپ کا اسم مبارک۔ عاجز نے بادب عرض کیا کہ نام میرا ضرور ہے۔ مگر ڈرتا ہوں کہ آپ ہنسینگے۔ تو مجھے ناحق صدمہ ہوگا۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ مجھے ضرورت ہنسنے کی نہیں۔ بتائیے الغرض بتایا کہ نام میرا کبیر ہے۔ سنکر کہا مذہب جواب دیا گیا کبیر۔ مولوی صاحب نے حیرت سے کہا کہ مذہب کبیر تو میں نے آج تک نہیں سنا۔ احقر نے مولوی صاحب سے بیان کیا کہ کبیر سے مراد اسلام ہے۔ اور اسلام بڑا ہے۔ سب دینوں اور مذہبوں سے۔ چونکہ اس لفظ کی تفسیر کبیر ہے۔ لہذا اسلام پر اکتفا کرکے یہ التماس خدمت میں ہے۔ کہ اس عاجز نے ایک اہل حدیث سے یہ حدیث سنی ہے

ان کلام اللہ حول العرش بالفارسیۃ و ان اللہ تعالیٰ اذا اوحی امرا فیہ لین اوحاہ بالفارسیۃ واذا اوحی امراً فیہ شدۃ اوحاہ بالعربیۃ (کنز)

(ترجمہ) عرش کے گرد اللہ تعالیٰ کا کلام فارسی زبان میں ہوتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کسی امر میں جس میں نرمی ہو وحی کرنا چاہتا ہے۔ تو فارسی زبان میں وحی کرتا ہے۔ جب ایسے امر میں وحی کرتا ہے۔ جس میں شدت ہو۔ تو عربی زبان میں وحی کرتا ہے۔

بس پھر کیا تھا۔ آپ کون ہیں کہاں پڑھا ہے یہ حدیث نہیں۔ دکھایئے دکھایئے۔ سب مسافروں نے کہا کہ آپ ہی اپنی کتاب میں لکھا دکھائیں کہ یہ حدیث نہیں ہے یہ سنکر مولوی بولا کہ کیا میں کتابیں ساتھ باندھے پھرتا ہوں میری طرف سے بھی یہی جواب تھا۔ والسلام

کبیرالدین احمد احمدی اکبر آبادی

فتح برطانیہ کی خوشی میں رعایت

خدا تعالیٰ کے فضل سے چونکہ ہماری گورنمنٹ برطانیہ نے دشمن کو مغلوب کر کے فتح نمایاں حاصل کی ہے اسلئے اس کی خوشی میں فاروق بک ایجنسی کی مندرجہ ذیل کتابیں ۳۱ دسمبر ۱۹۱۸ء تک نصف قیمت پر دیجائینگی محصول ڈاک بذمہ خریدار۔

ثنائی فرار۔ ثنائی ہرزہ درائی۔ صادق کلمات بجواب ثنائی ہفوات۔ فیصلہ الٰہی و ثنائی روسیاہی فیصلہ خدائی بر رسالات ثنائی۔ ختم نبوت کی حقیقت النبوۃ فی خیر الامۃ۔ مباحثہ مونگھیر حصہ اول و دوم و سوم۔ شدھی کی اشدھی۔ رسالہ گوشت خوری۔ چودہویں صدی کا مہدی۔ علمار خلافت۔ ایک مسلمان کا پیغام۔ وہم پال کا کچا چٹھا۔ تصدیق کلام ربانی فاروق ۱۹۱۷ء کا فائل مکمل۔ فاروق ۱۹۱۸ء کا مکمل فائل۔ خلافت محمود و مصلح موعود۔ پیغام پارٹی کا ارتداد۔ ازہاق الباطل بجواب مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام۔

اخبار عالم

معزول قیصر کی حوالگی کا مطالبہ۔ لنڈن ۲ دسمبر۔ سر ایف ای۔ اسمتھ اٹارنی جنرل نے ایک ملاقات میں بیان کیا کہ جنگی کیبنٹ نے بشمول فرانس اور اٹلی کے نمائندوں کے باتفاق رائے فیصلہ کیا ہے کہ ہالینڈ کو معزول قیصر کی حوالگی پر مجبور کیا جائے۔

برطانیہ سے جرمنوں کا اخراج۔ لنڈن ۲ دسمبر۔ سر ایف ای۔ اسمتھ نے لدھتر میں ایک تقریر کے دوران کہا کہ گورنمنٹ کا پختہ ارادہ ہے کہ برطانیہ سے ایک ایک جرمن کو نکالکر باہر کیا جاوے۔

قیصر کی قسمت کا فیصلہ [illegible]

...امیدی ہے مرحوم کی روح کو ثواب پہنچانے
...رشید طالب حق مادار سکے نام فاروق
...کے لئے مفت جاری کرنا چاہتے ہیں۔
...جانتی ہے کہ بعض احباب حضرت امام کے پاس
...ان آنے کا موقعہ پاسکتے ہیں۔ تشریف
حضرت خلیفۃ المسیح کی صحبت سے فائدہ۔

...حمدیہ ڈائرکٹری

...احباب کی خدمت میں پھر تاکیداً عرض ہے کہ
...اپنے اسمائے گرامی اس ڈائرکٹری میں درج
...کے لئے دفتر فاروق میں ارسال کریں۔ اور ہر
...نام ساتھ لکھ دیں۔ اس فہرست میں نام بھی
...ئے گا۔ اور کتاب مذکور بھی مفت ملیگی۔
...کا سودا ہے۔ ہاتھوں ہاتھ لے لو۔
...امور لکھ کر معہ فیس ارسال کریں۔
... مفصل پتہ معہ ڈاکخانہ و ضلع۔
...من بیعت کی۔ بیعت کرکے مسیح موعود کو دیکھا یا نہیں
...نام کرتے ہیں۔ خواندہ یا ناخواندہ
...تو دینی یا دنیوی تعلیم کیا ہے۔
...اخبارات کے خریدار ہیں۔
...احمدی دوست اس ڈائرکٹری کی تکمیل میں
...نام مع فیس بھیجے۔

...کی تیسری بار گذارش

...پہلے دو مرتبہ عرض کیا جا چکا ہے کہ سال
...ئے فاروق مورخہ ۹ جنوری ۱۹۱۹ء سے تمام
...نام سالانہ چندہ کا اور ہمدردان فاروق
...ئے سہ ماہی کے ششماہی عہ کا وی پی ارسال

ہوگا۔ اب تیسری بار گذارش ہے کہ جن احباب کے
نام ہمیشہ سالانہ چندہ کا وی پی ہوا کرتا ہے۔ انکے
نام سالانہ چندہ کے لئے اور جو دوست سہ ماہی وار
ایک روپیہ دیا کرتے ہیں۔ انکے نام بجائے سہ ماہی
کے ششماہی عہ روپے کا وی پی جاری ہوگا۔ اس
لئے کہ کاغذ خرید نہیں... تو جو سرپرست و
ہمدرد وی پی واپس کرکے محکمہ ڈاک کا نقصان نہ
دینگے۔ اور اگر کوئی دوست بروقت وی پی لینے
سے قاصر ہوں۔ تو ۹ جنوری ۱۹۱۹ء سے
قبل ایک پیسہ کا خرچ گوارا کرکے دفتر فاروق میں
اطلاع دیں کہ کس ماہ میں ان کے نام وی پی کیا جائے
اور جن اصحاب کے ذمہ ۱۹۱۸ء کا بقایا ہے۔ انکے
نام صرف بقایا کا وی پی ہوگا۔ اور آئندہ کے لئے
ایک ماہ بعد یا جب وہ لکھیں۔ تب وی پی کیا جائیگا
اسکے بعد اب کوئی اطلاع نہ دیجائیگی۔ کیونکہ سال
رواں کا یہی آخری پرچہ ہے۔ اب انشاء اللہ
سال جدید کا پرچہ نکلیگا۔ جو وی پی بھیجا جائیگا

توسیع اشاعت

نئے سال کے لئے ہمارے مخلص دوست کوئی
خریدار بھی عطا فرمادیں کیونکہ جب وی پی جاری
ہونگے۔ تب ضرور ہی بعض اصحاب باوجود تین
دفعہ اطلاع دینے کے بھی وی پی واپس کردینگے
اور پھر اگر ان کو لکھا جاوے۔ تو جواب بھی نہ دینگے
مجبوراً پرچہ ان کے نام سے بند کردینا پڑیگا۔
اسطرح بہت سے موجودہ خریداروں میں سے
کم ہو جائینگے۔ اسلئے ضروری ہے کہ نئے خریدار
پیدا کرکے نہ صرف اس کمی کو ہی پورا کیا جائے
بلکہ فاروق کی اشاعت کم از کم پانسو تو کردیں
اسوقت تو چار سو ہے۔ جنمیں سے ضرور نئے سال پر
کسیقدر خارج ہو جائینگے

فتح برطانیہ کی خوشی میں رعایت

فتح برطانیہ اور جرمن شکست کی خوشی میں فاروق بکڈپو کی
مندرجہ ذیل کتابیں ۱۵ دسمبر ۱۹۱۸ء تک نصف قیمت
پر دی جائینگی۔ اور ہندوستان سے باہر والوں کو
۱۵ جنوری ۱۹۱۹ء تک یہ رعایت ملیگی۔

خلافت محمود و مصلح موعود ۸ | تصدیق کلام ربانی ۸
علمائے حال کے ۱۵ سوالات کا جواب ۸
ہدیہ قاسم ار | علمائے خلف یعنی اس زمانے کے علماء کا فوٹو ۸
مباحثہ مونگھیر احمدیاں و غیر احمدیاں سرورق ۸
اخبار فاروق ۱۹۱۶ء کا مکمل فائل ایا ہے ہے
" " " ۱۹۱۷ء " " " ہے
" " " ۱۹۱۸ء " " " للعہ
ختم نبوت کی حقیقت ۸ | ہندو دھرم کی استدھی ۲
ثنائی سرمہ درائی ۲ | تربیت مستورات کے پڑھنے کے قابل
ثنائی چکر ۳ | ثنائی فرار اور مباہلہ سے انکار ۳
چودھویں صدی کا امرتسری یہودی ۲ | کلمۃ الامام
فیصلہ الٰہی اور ثنائی رد سیاہی ۳ | قول الصدق
فیصلہ خدائی رسالات ثنائی ۳ | اصلاح الشعر
صادق کلام بجواب ثنائی ہفوات ۳
قول الحق رد آریہ سماج ۲ | پیام پارلیمنٹ کا ارتقا
ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۲
اظہار الحق بجواب مولوی محمد علی ایم اے ۲
گوشت خوری ۳ | الصوۃ فی خیر الامۃ ۴
آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا ۱۳ | اصلاح رسوم
گائے کی عظمت پر تحقیقی نظر - ار
دھرم پال کا کچا چٹھا ار

ان کتابوں کی اصل قیمتیں درج کی گئی ہیں۔ ان کا نصف
لیا جائیگا۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

ملنے کا پتہ: مینیجر فاروق بکڈپو قادیان (گورداسپور)

ہیں بہت متردد کر دیا تھا۔ لیکن بعد میں ایک طرف
کا یہ خیال پختہ ہوتا گیا کہ مسیح مصلوب ہوئے۔ اور
لوب ہو وہ ملعون ہوتا ہے۔ کیونکہ توراۃ میں
ے جگہ صلیب کی موت کو ملعونوں کی موت کہا
۔ اسلئے انہوں نے یقین کر لیا کہ مسیح سچے نبی نہ
۔ ورنہ ملعونوں کی موت نہ مرتے۔ دوسری جانب
رسے جو قرب زمانہ مسیح علیہ السلام گذرے ہیں
ا عقیدہ اسبارہ میں معلوم نہیں ہو سکا۔ البتہ دوسری
ں صدی مسیحی سے قریباً تمام نصاریٰ نے
لیا ہے کہ مسیح صلیب پر فوت ہوئے۔ اور
ے دن زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔ اگرچہ
ا غیر معتبر فرقے کچھ عرصہ تک اس بارہ میں اختلاف
ہتے رہے۔ لیکن عیسائیوں کے نزدیک مسیح
صلیب پر فوت ہونے اور دوبارہ زندگی پانے
یدہ جزو ایمان اور مدار عیسائیت قرار پا گیا
۔ اور اس طرح یہ امر واقعہ ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ
اہل کتاب مسیح کے صلیب پر فوت ہونے کا
رکھتے ہیں۔ اور جب تک اس مذہب پر قائم
رکھتے رہینگے۔ آیات مذکورہ میں اہل کتاب کے
عقیدہ کا ذکر اور اسکی تغلیط ہے۔ پہلی آیت میں
واقعہ کا ذکر ہے۔ اور فرمایا ہے کہ ان کو مسیح کے
وب ہونے کا محض دھوکا ہوا ہے۔ اور اگرچہ
ہتے ہیں کہ ہم نے مسیح کو قتل کیا۔ مگر درحقیقت اس
والوں کے دل خود اسبارہ میں متردد تھے۔ اور
ت گمان کی پیروی کرتے ہیں۔ اسکے بعد بوضاحت
م ہوتا ہے۔ کہ آئندہ آیت میں دوسرے امر
کا ذکر ہے۔ کہ تمام اہل کتاب اپنی موت سے
پہلے مسیح علیہ السلام کے مصلوب ہونے پر یقین
ے چلے جائینگے۔ مگر قیامت کے دن ان کو اپنی غلطی
م ہوگی۔ جبکہ مسیح علیہ السلام انکے خلاف شہادت
۔ اور اپنے مصلوب ہونے سے انکار کرینگے۔
س تفسیر کی رو سے بہٖ کی ضمیر واقعہ مصلوبیت
کی جانب راجع ہوتی ہے۔ جیسے اعدلوا

ھو اقرب للتقوٰی میں ھو کی ضمیر عدل کی جانب
رجوع کرتی ہے۔ اور اس تفسیر کے مطابق آیت میں
دونوں واقعات تاریخی مذکور ہوئے ہیں یعنے واقعہ
مشتبہ الثبوت ہونا اور پھر اس پر سب کا بالاتفاق یقین
کر لینا اور یوم القیٰمۃ یکون علیھم شھیدًا میں
علے کا لفظ اسی تفسیر کا قرینہ ہے۔ کیونکہ یہ لفظ ظاہر
کرتا ہے۔ کہ اہل کتاب کسی غلط اعتقاد پر مستقل رہینگے
جسکے خلاف مسیح شہادت دینگے۔ اور وہ مسیح کے مصلوب
ہونے کا اعتقاد ہی ہو سکتا ہے۔ مسیح کے نبی ہونیکا
کیونکہ نبی ہونے کے خلاف شہادت دینے کے کوئی
معنی نہیں۔

اب استفسار یہ ہے کہ آیا یہ تفسیر مناسب اور پسندیدگی
کے قابل ہے یا نہیں؟ اور آیا روایات ماثورہ
موجود نہ ہونے کی صورت میں بہٖ کی ضمیر کو بعیدہ
مصلوبیت کی جانب راجع سمجھنا صحیح ہوگا یا نہیں
اور آیا ایسی تفسیر تفسیر بالرائے کے الزام پر مستردد
ہونی چاہیئے یا مقبول۔ جو صاحب جواب تحریر
فرمائیں نہایت ادب سے گذارش ہے کہ اپنی دلائل
بوضاحت و تفصیل بیان فرمائیں"۔

زار بھی ہوگا تو ہوگا اس گھڑی باحال زار

یہ پیشگوئی ہے جو خدا کے برگزیدہ مسیح علیہ السلام نے آج سے
تیرہ سال پیشتر فرمائی اسکی تفصیل کئی بار فاروق میں
چھپ چکی ہے۔ سابق زار روس کے متعلق آخری خبر
یہ ہو چکی ہے۔ وہ بھی ملاحظہ کرلیں تا واضح ہو کہ یہ پیشگوئی
کس صفائی سے پوری ہوئی۔

سابق زار اور اُن کے اہل و عیال کا قتل

ایسٹرڈم ۵ دسمبر۔ برلن سے آیا ہوا ایک تازہ تار مظہر
ہے کہ اخبارات خفیف زار سابق کے خاندان کے
بالشویکوں کے ہاتھوں سے قتل کئے جانے کی تفصیلات
شائع کر رہے ہیں۔ جو ایک خانقاہ واقع اکاٹرن برگ
میں ۱۷ جولائی کو وقوع میں آیا۔ وہ ایک حجرہ سے باہر لائے
گئے۔ اور ایک دیوار کے بالمقابل صف باندھ کر کھڑے
کئے گئے۔ اور سب ریوالور سے مار دیا گیا۔ زار کی آخری
التجا یہ تھی کہ بیمار زاریہ کی آغوش میں دم توڑے یہ التجا منظور
کر لی گئی۔ گرینڈ ڈچز تاتیانہ صرف زخمی ہوئی تھی۔ مگر اسکو
صندوق کے کندے سے ہلاک کر ڈالا گیا۔ نعشوں کو اکاٹرن برگ
کی حوالی میں دفن کر دیا گیا ✦

از تازہ افکار حضرت علی

چمکا مرا الصبا شب میں جو خواب دیکھا
دلبر کے روئے روشن کو بے نقاب دیکھا
مشتاق چشم عمی ہر صاحب نظر ہے
جس نے کہ عین شب میں آج آفتاب دیکھا

شان خدا نے جلوہ دکھایا الحمد للہ الحمد للہ
نور محمدؐ۔ احمدؐ میں آیا الحمد للہ الحمد للہ
دنیا میں جسکے سب منتظر تھے۔ تھا اہل عالم مشتاق جسکے
وہ آنے والا اب ہم میں آیا الحمد للہ الحمد للہ
قائم کیا پھر دین خدائی۔ شان محمدؐ ہمکو دکھائی
گرتے ہوؤں کو آکر اُٹھایا الحمد للہ الحمد للہ
جلوے نے میرے تب میری الیٰ۔ رتبہ ہے میں عصمت میں عالی
وہ حق کا مرسل لاتے ریب لایا الحمد للہ الحمد للہ
پیغام باری ہم کو سنایا۔ دل کو صفا اپنا بنایا
نور قادیاں میں جلوہ دکھایا الحمد للہ الحمد للہ
ہے اسپہ مائل حق تمائل حاصل ہے اسکو پیچھے لائل
مردہ نشان بھی زندہ ساتھ لایا الحمد للہ الحمد للہ
شان الٰہی ظلِ محمدؐ مہدی و عیسیٰ احمدؐ احمد
اُسنے ہمیں بھی زندہ بنایا الحمد للہ الحمد للہ
قرآن نے دی ہے جسکی شہادت لائی حدیثیں جسکی بشارت
تھا جس کا وعدہ وہ ہمنے پایا الحمد للہ الحمد للہ
پیارے نبی کی سچی اطاعت یہ احمدیت ہے تیری نعمت
کہتا ہے علمی بار خدایا الحمد للہ الحمد للہ

تے کہ دیکھو ایسی بے ادبی مت کہو۔ تم تو قرآن پر اعتراض
تے ہو۔ اب تو بڑی مصیبت بنگئی۔ جو ہم شکوک کو رفع
نے کی کوشش کریں تو وہ بے ادبی ہو۔ اور اگر ایسے شکوک
ں میں ہی رکھیں تو ڈر ہے۔ کہ کسی خاص وقت کے بعد
دھر کو ہی خیر باد نہ کہنا پڑے۔ چنانچہ کچھ مدت تک تو
تردد اور اضطراب میں رہا۔ مگر کچھ قسمت اچھی تھی
مقدر میں اللہ تعالیٰ نے کچھ اور ہی لکھا ہوا تھا۔ جیساکہ
کا وعدہ ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم
سبلنا الآیۃ

مسئلہ حیات و ممات مسیحؑ

وہ دن کبھی نہیں بھولیگا۔ جب کہ قرآن کریم کو غور
سے کرنے کی خواہش از سر نو تازہ ہوئی۔ اور یہ اسطرح کہ
ایک دن ہمارے مولانا صاحب مسئلہ حیات و ممات مسیح پر کچھ
تفصیل سے فرمانے لگے۔ تین دن متواتر وہ اس مسئلہ پر کلام
فرماتے رہے۔ اور آخر میں یہ نتیجہ نکالا کہ اگر حقیقت
دیکھی جائے۔ تو قرآن کریم میں نہ تو حیات اور نہ ہی ممات
کی کوئی صریح نص اور قطعی دلیل موجود ہے۔ سو نہ تو
قائلین ممات مسیح کو حق ہے کہ وہ اپنے فریق کو برا بھلا
کہیں اور نہ ہی قائلین حیات مسیح کا کوئی حق ہے کہ وہ
اپنے مخالفین پر برا بھلا کہیں۔ اتنے میں ہمارے ایک
دوست مرزا اسعد اللہ خان احمدی بول اٹھے۔ کہ مولانا
صاحب ہمارے پاس تو قرآن مجید کی بہت سی آیات
ہیں جو ممات مسیح پر قطعی دال ہیں۔ مگر آپ تو کم از کم
یہ مان گئے کہ آپکے پاس حیات مسیح پر قرآن شریف کی کوئی
ایسی آیت نہیں۔ جو قطعی طور پر دلالت کرے۔ اس
میں شک نہیں کہ ہمارے دوست نے بات تو معقول کی
تھی لیکن کی تو کسی ایک نے بھی نہ سنی۔ اور سب طلباء ان کی
طرف نفرت بھری نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ جس کی اور
کوئی وجہ نہ تھی۔ بغیر اسکے کہ وہ چھوٹا منہ اور بڑی بات
کہنے کے نزدیک مصداق تھے ✦

حیات مسیح کا فلسفیانہ ثبوت اور میرا اس کا اثر

مولانا صاحب موصوف نے دوران لکچر میں فرمایا کہ

ہاں ایک دفعہ انہیں کسی احمدی سے حیات و ممات مسیح پر گفتگو
کرنے کا موقع ملا۔ احمدی نے مولانا صاحب سے سوال کیا
کہ اگر یہ فرض کریں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر
اسی جسد عنصری کے ساتھ موجود ہیں تو وہ وہاں کھاتے کیا
ہیں اور پیتے کیا ہیں۔ اور نماز پڑھتے وقت منہ کس طرف
کرتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ مولانا صاحب موصوف نے
جیساکہ وہ خود فرماتے تھے۔ پہلے علوم جدیدہ کے مطابق
آسمانوں کی حقیقت پر روشنی ڈالی۔ اور سبع سموات سے
سات ستارے جو کہ فضا میں الگ الگ دیکھے جاتے ہیں
مراد لئے۔ اور فرمایا کہ جب وہ بھی ہماری زمین کی طرح کرے
ہیں تو کچھ عجیب نہیں کہ وہاں بھی آبادی ہو۔ اور خداوند کریم
نے عیسیٰ علیہ السلام کو مشتری یا زحل یا کسی اور کرے پر
اٹھا لیا ہو۔ اور وہ اب تک وہاں زندہ موجود ہوں۔ مگر
افسوس ان کو اتنا خیال نہ آیا کہ زندگی کے لئے برودت
کی ضرورت ہے۔ اور ان کروں میں ہوائی زمین کی برودت
نہیں۔ تو وہاں زندگی کیسے ممکن ہے۔ پھر مولوی صاحب
نے فرمایا کہ جب خدا ہر چیز پر قادر ہے تو کیا وہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کو وہاں تک نہیں پہنچا سکتا۔ مگر مجھ پر تو حضرت
مولوی صاحب کی اس حکیمانہ دلیل کا کچھ اور ہی اثر پڑا۔ اور
جس بات سے وہ خدا کی قدرت ہر ایک چیز پر ثابت کرنے
کی کوشش فرماتے تھے۔ وہ بدقسمتی سے اسکے نتیجہ پر گویا ابھی دور
رہی ہی یعنی خداوند تعالیٰ زمین پر تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کو یہود کے ہاتھ سے بچا نہ سکا۔ مگر اسے ان کے ڈر سے
اس کو اوپر ہی اٹھا لیا۔ کیا اللہ تعالیٰ نے ایسے مرسلین میں سے
پہلے یا بعد میں جنکو کسی نے دشمنوں کے ہاتھ سے بچایا
جانا۔ یا ان کو زمین پر ہی محفوظ رکھا یا اوپر اٹھا لیا۔ یا یہ
سلوک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مخصوص طور پر
کیا گیا۔ کیا اسکے لئے کوئی دلیل ہے۔ پھر مولوی صاحب
نے فرمایا کہ انہوں نے اس احمدی کو یہ بھی کہا کہ حضرت عیسیٰ
علیہ السلام نصف حصہ میں تو ملک تھے اور نصف حصہ
مادی انسان۔ سو جب تک ان پر انسانیت غالب رہی
وہ زمین پر رہے۔ اور جب ملکیت غالب ہو گئی۔ تو وہ
آسمانوں پر چڑھ گئے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے

کہ یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو ایک مسلمان عالم کے منہ سے ہرگز نہیں
نکلنے چاہئیں۔ خداوند تعالیٰ تو اسے بشر اور انسان بتائے
ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم اور جناب مولوی
صاحب ان کو نصف انسان اور نصف ملک۔ کیا مثیل آدم
ایسے ہوتے ہیں۔ غرضیکہ ان دلائل سے جو کہ مولانا صاحب نے
حیات مسیح علیہ السلام پر دئے۔ اصل حقیقت تو معلوم ہو گئی
اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ واقعی مولانا صاحب کا یہ فرمانا سچا
تھا کہ قرآن مجید میں قائلین حیات مسیح علیہ السلام کے پاس
کوئی قطعی آیت نہیں۔ جو ان کے مطلب پر دلالت کرے

ایک منصف مزاج مولوی صاحب سے گفتگو

جب میں نے کہے یہ دلائل جماعت میں

سنکر جاتا۔ تو ان کو لے کر مہر سپرنٹنڈنٹ جناب مولانا مولوی عبدالرحیم
صاحب ہیڈ ماسٹر کے پاس پہنچا۔ ان سے بیان کرتا وہ ایسی عادت مستمرہ
کے خاموش رہتے۔ اور بعض اوقات ہنس دیتے۔ ایک دن وہ
فرمانے لگے۔ کہ میں تم کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ مذہب میں جو
اختلاف کہ پیدا ہوا ہے اور خصوصاً ہندوستان میں۔ وہ محض
عربی زبان سے ناواقفیت کا ہی نتیجہ ہے۔ اور بغیر قرآن مجید کو
بغور نہ پڑھنے کی یہ سزا ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ تم عربی سیکھو۔
اور قرآن کو تدبر سے پڑھو۔ اور وقتاً فوقتاً خدا سے دعا
مانگا کرو۔ آہستہ آہستہ سب مشکلات دور ہو جاوینگی۔ میں مولانا
صاحب موصوف کا بہت ہی شکرگذار ہوں کہ انہوں نے مجھے
کلاس کے وقت کے علاوہ بھی عربی پڑھانے کا وعدہ فرمایا
اور نہایت محنت اور جانفشانی سے اپنے وعدے کو پورا فرمایا
اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ✦

پھر انہوں نے بعد میں مجھے بھی خاص طور پر پڑھایا۔ کیونکہ
فرماتے تھے۔ کہ یہ ذرا قرآن شریف کا مشکل حصہ ہے۔ اور
مجھے اعتراف کرنا پڑتا ہے۔ کہ مولوی صاحب نے نہایت خوبی
کے ساتھ پڑھایا۔ اور مجھے ہمیشہ قرآن کریم کو بغور مطالعہ
کرنے کی تاکید فرماتے رہے۔ ایک دن میں نے مولوی صاحب
سے کہ میرے دوست غلام قادر خاں کھتران بھی موجود تھے
عرض کیا کہ جناب عالی میں نے قرآن میں بہت سی آیات شریف دیکھی
ہیں کہ جن میں لفظ "توفی" کا استعمال کسی نہ کسی طرح ہوا ہے
مگر وہاں تو معنی بغیر موت کے اور کچھ بیان نہیں ہوتے

حیات اور ممات پر مباحثہ

مولانا صاحب نے گفتگو شروع کرنے سے پہلے بڑی لمبی چوڑی تقریر فرمائی۔ اور سامعین سے درخواست کی۔ کہ وہ دعا کریں کہ مولوی صاحب مجھے صحیح صحیح جواب دے سکیں۔ حیات مسیح پر گفتگو اسی طرح ہو جس طرح کہ اسلامی عیسائیوں سے کرتے ہیں۔ میں نے مولوی صاحب سے عرض کیا کہ چونکہ بحث حیات و ممات مسیح علیہ السلام پر ہے۔ اس لئے یہی بحث اسی طریق مسنونہ سے کرنی چاہیئے۔ کہ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کی تردید میں کی تھی۔ اگر ہم وہی اصول مدنظر رکھینگے تو مسئلہ بالکل صاف ہو جائے گا۔ مولوی صاحب کو اس واقعہ کی طرف توجہ مبذول فرمانے کے لیے درخواست کی گئی جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور وفد نجران کے درمیان میں آیا تھا۔ یعنے جب وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے ثبوت میں دلائل لانے سے عاجز رہ گئے۔ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو اصول حضرت مسیح کی الوہیت کی تردید میں پیش کئے تھے۔ ان کے مقابل بعض خصوصیات متعلقہ بذات مسیح کو پیش کر کے کہنے لگے اچھا اگر عیسیٰ خدا کا بیٹا نہیں تو بتاؤ کس کا بیٹا ہے۔ اسکے جواب میں یہ آیۃ مجید نازل ہوئی۔ **ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم** ۔ الآیۃ
پھر نجران والوں نے کہا کہ کیا عیسیٰ کلمۃ اللہ نہ تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اسمیں شک نہیں کہ وہ کلمۃ اللہ تھے۔ انہوں نے کہا۔ بس ہمارے لئے اتنا ہی کافی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ یہ تو متشابہات کی پیروی ہے۔ اور اسپر اللہ تعالےٰ نے یہ آیت مجید نازل فرمائی۔ **فاما الذین فی قلوبھم زیغ** ... الخ
پس میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب آپ خیال فرمائیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قرآن سے استدلال کر کے چند اصول نجران کے سامنے پیش کئے۔ جن سے صاف پتہ لگتا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ محض بشر رسول تھے اور فوت ہو چکے تھے۔ اسکے مقابل نجران والوں نے اُن اُصولوں کی تردید نہ کی۔ مگر چند خصوصیات (متشابہات) کی آڑ میں پناہ لینے کو غنیمت سمجھا۔ اور اصول کے بالمقابل جو خصوصیات پیش کرنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تتبع متشابہات فرمایا ہے۔ تو ہمیں اصول و قوانین کے تحت میں متشابہات اور خصوصیات کو رکھنا چاہیئے۔ اسقدر کہنے کے بعد میں نے ان کے سامنے ایک اصول **فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون** پیش کیا۔ اور مولوی صاحب سے عرض کیا کہ ایک اصول ہے۔ اسکے مقابل آپ اپنا مدعا ثابت کرنے کے لئے کوئی اصول پیش فرمائیں۔ اگر کوئی خصوصیت پیش فرمائینگے۔ تو وہ تتبع متشابہات میں داخل ہوگی مولوی صاحب خدا کی قدرت دم بخود رہ گئے۔ اور آخر کار جو اصول اسکے مقابل وہ لائے۔ وہ یہ تھا۔ کہ **وھو حی فی السماء** ۔ میں نے عرض کیا کہ مولوی صاحب یہ اصول بطور وحی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر تو نہ اترا تھا یہ آپ کہاں سے لائے۔ مولوی صاحب نے فرمایا کہ یہ صحیح حدیث ہے۔ اور ہمارا اسکے ساتھ ایمان ہے حالانکہ ان ہی کے تسلیم کردہ صحاح حدیث میں ایسی کوئی حدیث موجود نہیں ہے۔ اس مولوی صاحب تو بغیر اسکے اور کچھ نہ فرماتے غصہ کرتے اور آنکھیں نکالتے۔ مگر کچھ بن نہ آتی۔ حالانکہ وہ اگر کچھ کہنا چاہتے تو بہت کچھ کہہ سکتے تھے۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سامعین کی دعا مولوی صاحب کے حق میں قبول نہیں ہوئی تھی۔ اسی لئے خدا نے ایسا سکوت عطا فرمایا گویا **فبھت الذی کفر** کا نظارہ تھا۔

آخر کافر کا خطاب مل گیا۔

پھر تیسرے روز میں کالج چلا آیا اور عوام کالانعام میں طرح طرح کی باتیں میرے متعلق مشہور ہو گئیں۔ اور جب اس واقعہ کی خبر قبلہ ام والد بزرگوار کی خدمت میں پہونچی تو بہت ناراض ہوئے میرے بعد مجھکو وہی خطاب ملا جو اہل حق کو ملا کرتا ہے یعنی کافر قرار دیا گیا۔

خدا تعالےٰ نے مسلمان بنایا

جب مجھے کافر بنایا گیا تو [illegible] ہونے کا شوق پیدا ہوا [illegible] میں اضطراب بھی پیدا [illegible] گھبراہٹ نے گھیرا۔ اسی حالت میں میں نے بڑھکر نہایت عاجزی سے درگاہ الٰہی میں درخواست کی کہ اے رب ذوالمنن تیرے فضل و احسانات [illegible] ہیں۔ اور غیر محدود ہیں۔ گو میں اپنے آپ کو اپنے گناہوں کی وجہ سے مستحق تو نہیں سمجھتا مگر خواہشمند ہوں کہ مجھے حق کی راہ دکھائی جائے ہم عاجز انسان اس خدائے وہاب کا شکریہ ادا کرنے سے قاصر ہیں۔ میں جب اسی حالت میں سو گیا تو مجھے ایک شخص نظر آیا کہ میرے سامنے ہاتھ میں قرآن لئے کھڑا ہے اس نے ورق گردانی کی۔ جب ختم کرنے کے قریب آیا۔ تو مجھے بہت موٹے الفاظ میں کہیں "احمد" اور کہیں "غلام احمد" لکھا ہوا دکھائی دیا۔ پس میں حیران ہوا اور ٹکٹکی لگا کر دیکھا تو کچھ نہ ہوا فالحمد للہ
دلائل کی رو سے وفات مسیح ناصری علیہ السلام اور حضرت مسیح موعود کی سچائی کا یقین تو مجھے ہو ہی گیا تھا مگر اس رویائے صادقہ نے اس کی تصدیق پر مہر کر دی۔ پھر میں نے زیادہ تامل نہ کیا۔ اور حضرت [illegible] کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود کی بیعت کر لی۔ اور اقرار کرتا ہوں کہ میں گذشتہ گناہوں سے صدق دل سے توبہ کرتا ہوں۔ اور سچے دل سے اقرار کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ کا فرمانبردار بنوں گا۔ حتی الوسع دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی سعی کروں گا۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنے اور آپ کے اسوۂ سنت پر عامل بننے کی کوشش کروں گا۔

ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین ۔

خاکسار قاضی مظہر الحق احمدی [illegible] اسلامیہ کالج [illegible]

[illegible] قادیان میں [illegible] شائع کیا